علماؤ واعظین و مقررین کیلئے اسرار و رموزِ تفسیر و فقہ
اور تصوّف و اخلاق پر مبنی خطبات و مواعظ کا دلکش مجموعہ
نزہت المجالس
1
جلد اوّل
مصنّف:
حضرت علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب جدید و تصحیح
محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

نزہت المجالس

جلد اوّل

مصنف:

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب جدید و تصحیح

محمد شکیل مصطفیٰ اعوان
صابری چشتی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph:37352022

نام کتاب	———	نزہت المجالس (جلد اوّل)
مصنف	———	علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب جدید و تصحیح	———	محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی
تاریخ اشاعت	———	مئی ۲۰۱۱ء
صفحات	———	۷۹۲
کمپوزنگ	———	کاشف عباس
تعداد	———	۶۰۰
قیمت	———	-/400 روپے

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

باب:

اخلاص کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا (الکہف ۱۱۰) جو شخص اپنے ربّ سے ملنے کا امیدوار ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کیا کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انما الاعمال بالنیات وانما لکم امری مانوی اعمال کا مدار نیت ہی پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس کی نیت ہو اور معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو ثواب کے لئے عمل کرتا ہے وہ تاجر ہے اور جو دوزخ سے ڈر کر یا بہشت کی امید کر کے عمل کرے وہ بندہ ہے اور جو خدا کے لئے عمل کرے وہ آزاد ہے اور یہی سب سے بڑا درجہ ہے اور اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے دعا کرنا اس کی زیارت اور ملاقات سے افضل ہے کیونکہ اس میں ریا کا دخل نہیں ہوتا۔

حکایت: حجۃ الاسلام ابو حامد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے کہ ایک عابد کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ ایک درخت کی عبادت کرتے ہیں وہ اس کے کاٹنے کے لیے نکلا ابلیس اس سے کہنے لگا کہ اگر تو اسے کاٹ ڈالے گا تو کسی اور درخت کی وہ عبادت کرنے لگیں گے جا تو اپنی عبادت میں لگ اس نے کہا: میں تو ضرور اسے کاٹوں گا پھر دونوں میں لڑائی ہونے لگی عابد نے شیطان کو پچھاڑ دیا تب وہ کہنے لگا کہ تو فقیر آدمی ہے جا اپنی عبادت میں لگ اور میں مقرر کرتا ہوں کہ ہر شب تیرے سرہانے کے نیچے سے تجھے دو اشرفیاں ملا کریں گی اگر خدا کو اس کا کاٹنا منظور ہوتا تو ضرور کسی رسول کو بھیجتا جو اسے کاٹ

ڈالتا اور جب خود تو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو پھر تجھے کیا پرواہے' اُس نے کہا: اچھا! اور یہ کہہ کر فقیر لوٹ گیا' جب صبح ہوئی تو اسے دو اشرفیاں ملیں' دوسرے دن بھی ملیں اور تیسرے دن ندارد' تب پھر وہ اُس درخت کے کاٹنے کے لئے نکلا اور شیطان سے مقابلہ ہوا' اس مرتبہ شیطان غالب آیا اور اُسے پچھاڑ دیا' اس پر شیطان سے عابد نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ پہلے تو میں تجھ پر غالب رہا تھا اور آج تو غالب آ گیا' اُس نے جواب دیا کہ اس لئے کہ پہلے تو تیرا غصہ خدا کے لئے تھا اور اب دو اشرفیوں کے لئے ہے۔

حکایت: ایک شخص جہاد کے لیے نکلا اور اُس نے تر گھاس رکھنے کے لئے ایک برتن خرید لیا تا کہ اُس سے کچھ نفع بھی حاصل کیا جائے۔ اُس نے خواب میں دو فرشتے دیکھے کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ فلاں کو مجاہد لکھو' فلاں کو پارسا لکھو' فلاں کو ریاکار لکھو' لیکن جب اس کی نوبت آئی تو اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ اسے تاجر لکھو' وہ شخص بولا کہ اللہ اللہ! میں تو جہاد کرنے نکلا تھا' اس نے جواب دیا کہ تو نے کل گھاس کا برتن بھی تو خریدا تھا تا کہ کچھ نفع بھی اٹھائے' اس پر وہ شخص رو دیا تب ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ اچھا! اب تو اسے مجاہد لکھ لو' مگر اس نے راستہ میں گھاس کا برتن بھی خریدا تھا تا کہ کچھ نفع حاصل کرے' اس کے لئے اللہ تعالیٰ جو کچھ فیصلہ کرے گا وہ ہوگا۔

لطیفہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے متعلق جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا صرف تین باتیں آپ سے سرزد ہوئیں جو جھوٹ معلوم ہوتی ہیں۔ ابن العربی نے کہا ہے کہ اُن تین باتوں میں سے دو باتیں تو خدا کے لئے تھیں۔ ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں جب کہ کفار اُن کو میلہ میں لے جانا چاہتے تھے حالانکہ بظاہر وہ بیمار نہ تھے اور جب اُن سے پوچھا گیا تھا کہ بت کس نے توڑے؟ تو انہوں نے کہہ دیا تھا کہ یہ بڑے بت نے کیا ہے اور تیسری بات کو یعنی اُن کا اپنی زوجہ کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ میری بہن ہے۔ ابن العربی نے خدا کے واسطے نہیں شمار کیا ہے اس لئے کہ اس سے اُن کا کچھ ذاتی نفع بھی تھا اور وہ اپنی زوجہ کی حمایت اور حفاظت کرنا ہے' پس خدا کے لئے وہی عمل ہوتا ہے جس میں کسی دوسری چیز کی آمیزش نہ ہو' خالص خدا ہی کے

لئے کیا ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کا جو انہوں نے ستاروں کو دیکھ کر کہا تھا' یعنی ''ھٰذَا رَبِّیْ'' یہ میرا پروردگار ہے اس کا کچھ شمار نہیں کیونکہ اس وقت وہ بچہ تھے مکلّف نہ تھے۔

حکایت: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیٰوۃ الحیوان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اُتارے گئے تو جنگل کے تمام وحشی جانور آ کر آپ کو سلام کرتے تھے اور زیارت سے مشرف ہوتے تھے' آپ ہر جنس کو اُس کے مناسب دعا دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ ہرنوں کی ایک جماعت آئی' آپ نے اُن کو بھی دعا دی اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا' اُن میں مُشک کے نافہ پیدا ہو گئے' دوسرے گروہ نے اُن سے اِس کا سبب پوچھا' انہوں نے کہا کہ ہم حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کرنے گئے تھے' انہوں نے ہمیں دعا دی تھی اور ہماری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تھا' اس وجہ سے یہ بات پیدا ہو گئی' اِس پر وہ گروہ بھی گیا' انہوں نے ان کو بھی دعا دی اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا لیکن انہیں کچھ نہ ملا' تب وہ ان سے کہنے لگے کہ ہم نے بھی تمہاری ہی طرح کیا لیکن ہمیں کچھ بھی نہ حاصل ہوا' انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہم نے خدا کے واسطے ان کی زیارت کی تھی اور تم نے مشک کے لئے' اس لئے ہم کامیاب ہوئے اور تم محروم رہے۔

مسائل

پہلا مسئلہ: اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی فرض نماز پڑھ اور میرے ذمہ تیرے لئے ایک اشرفی ہے تو نماز ہو جائے گی اور کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر کسی نے حمیّت کا روزہ رکھا تب بھی روزہ ہو جائے گا یا قرض خواہ سے بھاگنے کے لئے نماز پڑھنے لگا تب بھی نماز ہو جائے گی۔

دوسرا مسئلہ: شرح مہذب میں مذکور ہے کہ کسوف وخسوف اور استسقاء کی نماز روزی مانگنے کے لئے ہوتی ہے۔

تیسرا مسئلہ: مشک پاک ہے ایسا ہی وہ نافہ بھی جو ہرن کے زندہ ہونے کی حالت میں کاٹ لیا گیا ہو' روضہ میں کتاب الایمان میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی سونگھنے کی

شے غصب کر لی اور اس کے پاس کچھ عرصہ تک رہی تو اُس کی اُجرت واجب ہوگی۔ اور کتاب الاجارہ میں ہے: مشک اور خوشبودار پھول اور بہت سے سیبوں کا سونگھنے کے لئے کرایہ پر لینا جائز ہے ہاں اگر ایک آدھ سیب ہو تو ناجائز ہے۔

فائدہ: علامہ ابن الصلاح نے بروایت علی طبری بیان کیا ہے کہ مشک کا نافہ بھی ہرنی سے ویسے ہی نکلتا ہے جیسے مرغی سے انڈا اور نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ مشک کا سونگھنا ہر قسم کے دردسر کو جیسے کہ شقیقہ وغیرہ ہے نافع ہے اور اگر سُرمہ میں ملا کر لگایا جائے تو آنکھ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے اور اگر شہد کے ساتھ ملا کر لگایا جائے تو بیاض چشم کو دور کر دیتا ہے اور ہرن کے بچہ کا گوشت فالج اور قولنج کو نافع ہے اور ابن طرخان نے طبّ نبوی میں بیان کیا ہے کہ مشک تمام اعضائے باطنی کو تقویت دیتا ہے خواہ سونگھا جائے یا کھایا جائے اور ضعف کو بہت مفید ہے اور اس کے منافع بہت ہیں اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہت استعمال کیا کرتے تھے۔

لطیفہ: نسفی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اُتارے گئے تو ان کے ساتھ انجیر کے چار پتے بھی اُترے تھے تمام حیوانات نے چاہا کہ انہیں توبہ کی مبارکباد دیں لیکن چار جانور سب سے پہلے ان کے پاس جا پہنچے جن میں سے ایک ہرن تھا انہوں نے ایک پتا اسے کھلا دیا اُس سے مُشک کا ظہور ہوا اور دوسرے شہد کی مکھی تھی ایک پتا اسے کھلا دیا اس سے شہد پیدا ہوا تیسرا ریشم کا کیڑا تھا ایک پتا اسے کھلایا تو اس سے ریشم پیدا ہوا چوتھے دریائی گائے تھی ایک پتا اسے کھلایا تو اس سے عنبر پیدا ہوا۔ نزہۃ النفوس والافکار میں میری نظر سے گزرا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چند ثقہ لوگوں نے مجھے خبر دی ہے کہ عنبر ایک قسم کی گھاس ہے جو خدا کی قدرت سے سمندر کے کنارے پیدا ہوتی ہے۔ عنبر کے فوائد یہ ہیں کہ اُس سے دماغ وقلب اور حواس کو تقویت ہوتی ہے اور دردِ معدہ کو نفع دیتا ہے خواہ کھایا جائے یا اس کے روغن کی مالش کی جائے اور نزلہ اور شقیقہ یعنی آدھا سیسی کو بھی اس کی دھونی اور اس کے روغن کی مالش سے نفع ہوتا ہے اور روغن بان کے ساتھ اس کی مالش وجع الظہر یعنی پشت کے درد کو مفید ہے خوش بو کے لحاظ سے مشک کے بعد عنبر کو

تمام خوشبوؤں پر فوقیت حاصل ہے۔

حکایت: ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں تیس برس تک پہلی صف میں نماز پڑھتا رہا' ایک دن پچھڑ گیا اور دوسری صف میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا' لوگوں نے جو مجھے دیکھا تو مجھے بڑی خجالت ہوئی' اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ لوگ جو مجھے پہلی صف میں نماز پڑھتے دیکھا کرتے تھے یہ بات مجھے بھائی تھی۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اخلاص کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ مدح اور ذم دونوں برابر ہو جائیں نہ کسی کی تعریف سے خوشی ہو' نہ مذمت سے رنج۔ اور ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بشارت ہے اس کے لئے جس کا ایک قدم بھی خالص خدا کے لئے اٹھا ہو۔ فضیل بن عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں کے خیال سے عمل کا ترک کرنا اور اُن کے خیال سے عمل کرنا دونوں شرک ہیں' اخلاص یہ ہے کہ خدا ان دونوں باتوں سے پاک رکھے۔ علائی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ براءۃ کے متعلق بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے ہلکی نماز پڑھی' اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس پر کوڑا لے کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ نماز دُہرا' اُس نے نماز اطمینان سے دُہرائی' پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ بہتر ہے یا پہلی نماز؟ اُس نے جواب دیا کہ پہلی' اس لئے کہ وہ میں نے خدا کیلئے پڑھی تھی اور یہ کوڑے کے خوف سے پڑھی ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اونٹنی کھو گئی' آپ نے فرمایا: یہ فی سبیل اللہ ہے یعنی خدا کی راہ میں' پھر کسی نے آ کر خبر دی کہ وہ فلانی جگہ ہے' آپ اس کی طرف جھپٹے لیکن پھر لوٹ آئے اور کہنے لگے: میں خدائے بزرگ و برتر سے مغفرت چاہتا ہوں۔ ابوطالب مکی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: کسی نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ خدا نے تجھ سے کیا معاملہ کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ مجھے جنت میں داخل کر دیا اور یہ کہہ کر ایک آہ کھینچی۔ اُس نے دریافت کیا کہ آہ کیوں کرتا ہے؟ اُس نے کہا کہ جب میں جنت میں گیا تو میں نے علیین میں بڑے بڑے محل دیکھے جب میں نے محل میں جانے کا ارادہ کیا تو کہا گیا کہ اس شخص کو لوٹا دو' یہ محل اس کے لئے ہیں کہ جو خدا کی راہ میں جو کچھ کرنا

ہو کر گزرے، یہ تو کسی چیز کے لئے فی سبیل اللہ کہتا تھا اور اس کے بعد پھر جاتا تھا، اگر یہ خدا کی راہ میں کر گزرا کرتا تو ہم بھی اُسے جانے دیتے۔ اسی طرح ایک اور شخص سے خواب میں کسی نے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے جتنے کام خدا کے واسطے کئے تھے مجھے سب ملے یہاں تک کہ میری ایک بلی مر گئی تھی، میں اس کے لئے خدا سے ثواب کا امیدوار رہا تھا، نیکیوں کے پلّے میں میں نے اس کو بھی پایا، جب میں نے یہ دیکھا تو پوچھا کہ میرا ایک گدھا بھی مر گیا تھا وہ کہیں نہیں دکھائی دیتا، جواب ملا: تو نے اس کے لئے ثواب کی امید نہ کی تھی اگر کی ہوتی تو وہ بھی ملتا۔ کسی صالحہ عورت کا حال منقول ہے کہ اُس نے اپنا لڑکا خدا کے واسطے دے دیا تھا، پھر ایک مدت بعد وہ اس کے پاس آیا اور آن کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اس سے کہا: میں تمہارا فلاں لڑکا ہوں، اُس نے جواب دیا کہ میں تو خدا کے واسطے تجھ کو دے چکی، اب تو میں تجھے کبھی نہ دیکھوں گی، پھر وہ لڑکا محبتِ خدا میں چلا گیا اور اُس نے اسے کبھی نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

فائدہ: جس کا نماز میں یا مسجد میں وضو ٹوٹ جائے، اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنی ناک پر اپنا ہاتھ رکھ لے تا کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ نکسیر پھوٹ گئی ہے، یہ اگرچہ ریا کاری معلوم ہوتی ہے لیکن مستحب ہے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے نماز کی حالت میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ پھر جائے، اسے ابن عمار نے تسہیل المقاصد میں ذکر کیا ہے۔

حکایت: رسالہ قشیریہ میں ہے کہ کسی نے کہا تھا کہ اگر مجھے خدا دنیا میں سے کچھ بھی دے گا تو میں فقیروں کو دے دوں گا، پھر ایک شخص نے اسے ایک اشرفی دی، اُس وقت اپنے جی میں کہنے لگا کہ شاید مجھے اس کی ضرورت پڑے اور اشرفی رکھ لی، اس کے بعد اُس کے ڈاڑھ میں درد اُٹھ کھڑا ہوا، اس نے اس کو اکھڑوا ڈالا، پھر دوسری ڈاڑھ میں درد اُٹھا اسے بھی اکھڑوا ڈالا، پھر اس نے ہاتف کی آواز سنی کہ اگر تو وہ اشرفی فقیروں کو نہ دے گا تو تیرے منہ میں ایک ڈانت بھی باقی نہ رہے گا۔ امام غزالی کی احیاء العلوم میں ہے کہ قوم بنی اسرائیل کے ایک عابد کا کسی تودۂ ریگ پر گزر ہوا، اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر یہ آٹا بن جاتا اور میں ان کا

مالک ہوتا تو بنی اسرائیل کے فقیروں کو سب کا سب بانٹ دیتا' اس پر خدا نے اُن کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں سے کہہ دو کہ خدا نے تجھ کو اس قدر ثواب دے دیا کہ جتنا اگر تیرے پاس اس تودۂ ریگ کے برابر آٹا ہوتا اور تو اسے خیرات کر دیتا اور ثواب ملتا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں جو ہمیشہ رکھے گا' یہ ان کی نیتوں کے لحاظ سے ہے کیونکہ مسلمان کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اپنی زندگی بھر خدا کی عبادت کرتا رہے اور اسی طرح کافر نیت رکھتا ہے کہ عمر بھر کفر کو نہ چھوڑے' کسی نے لوگوں کی ضیافت کی اور ہزار چراغ روشن کیے' ایک شخص نے اس سے کہا کہ یہ تو تو نے اِسراف کیا ہے' اس نے جواب دیا کہ ان میں سے جو خدا کے لئے نہ ہوں اُن کو گل کر دو' اس نے چراغوں کو گل کرنا چاہا لیکن ایک بھی گل نہ کر سکا۔

حکایت: کسی نے حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ابوالحسن ثوری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے سوال کرتے پھرتے ہیں' یہ سن کر انہوں نے اُن کے لیے سو درہم تولے اور ایک مٹھی بے تولے ڈال دی اور خادم سے کہا کہ یہ سب ابوالحسن ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو دے دو' ثوری نے سو تول کر الگ کر دیئے اور نوکر سے کہا کہ یہ تو جنید رحمۃ اللہ علیہ کو واپس دے دو اور جو کچھ بڑھا تھا وہ لے لیا' اس کے بعد ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جنید چاہتے تھے کہ دونوں طرح سے فائدہ میں رہیں' سو تو اپنی طرف سے ثواب حاصل کرنے کے لئے دیئے تھے اور ایک مٹھی بے تولے خدا کے واسطے دی تھی جو کچھ خدا کے لئے تھا وہ تو میں نے لے لیا اور جو کچھ اپنے لئے تھا وہ میں نے چھوڑ دیا' یہ خبر جنید رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ اُن کا تھا وہ لے لیا ہے اور جو کچھ ہمارا تھا وہ چھوڑ گئے ہیں۔

فائدہ: ثوری کا نام احمد بن محمد بغدادی تھا' دو سو پچانوے ہجری میں اُن کا انتقال ہوا' انہوں نے خود اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن میں نے غسل کیا' ایک چور آ کر میرے کپڑے لے گیا پھر تھوڑی دیر میں آ کر اُسی جگہ رکھ گیا اور اس کا ہاتھ الگ ہو کر رہ گیا تھا' میں نے خدا سے عرض کی کہ اے پروردگار! اس نے میرے کپڑے مجھے پھیر دیئے' آپ اُس کا ہاتھ اسے پھیر دیجئے چنانچہ پھر اس کا ہاتھ بھی اچھا ہو گیا۔

حکایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک بادشاہ اپنی سلطنت میں سیر کرتا ہوا نکلا' اُس نے دیکھا کہ ایک آدمی کے پاس گائے ہے' اُس نے اُس کا اتنا دودھ دوہا جتنا تیس گائے کا ہوتا ہے۔ بادشاہ کو اس سے بڑا تعجب ہوا اور اس کے لینے کا ارادہ کیا' پھر جب دوسرا دن ہوا' بادشاہ پھر دوہنے کے موقع پر گیا' دیکھا کہ اُسی گائے کا آدھا دودھ رہ گیا ہے' بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ اس کا دودھ کم کیسے ہو گیا' کیا کل کی جگہ اُس کو آج نہ چرایا تھا؟ اُس نے جواب دیا کہ ہاں چرایا تو تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کیا ہے' بادشاہ اپنے ارادہ سے درگزرا پھر گائے کا دودھ بھی اتنے کا اتنا ہو گیا۔

حکایت: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ تجارتی مال آیا' آپ کے پاس کچھ تاجر اُس کی خریداری کے لئے آئے' آپ نے فرمایا کہ اچھا دن نکل آئے تو بیچیں گے' جب صبح ہوئی تو کچھ دوسرے تاجر بھی آ پہنچے اور انہوں نے دام بھی زیادہ لگائے' آپ نے فرمایا کہ ہم تو جن تاجروں سے بیچنے کا ارادہ کر چکے ہیں انہیں کے ہاتھ بیچیں گے۔

حکایت: ایک دفعہ نوشیروان شکار کے لئے نکلا' راہ میں اسے پیاس لگی' اسی اثناء میں جنگل میں اسے ایک باغ نظر آیا اور اس کے پاس ایک لڑکے کو دیکھا' اُس سے پانی مانگا' اُس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے' اس پر نوشیروان نے اس سے کہا کہ اچھا! ایک انار ہی لے آ' چنانچہ وہ ایک انار لے آیا اور اس کو دیا' نوشیروان کو وہ شیریں معلوم ہوا' بہت پسند کیا اور ارادہ کیا کہ وہ باغ لے لے' پھر اس سے کہا کہ ایک انار اور لا دے' اس نے دوسرا انار لا دیا وہ کھٹا نکلا' نوشیروان نے پوچھا کہ یہ کسی اور درخت کا انار تھا' اُس نے کہا: نہیں! اُسی درخت کا تھا' نوشیروان نے پوچھا کہ اس کا مزہ بدلہ ہوا کیوں ہے؟ لڑکے نے جواب دیا کہ شاید بادشاہ کی کچھ نیت بدل گئی ہو گی' یہ سن کر وہ اپنے ارادہ سے درگزرا اور پھر اُس سے ایک انار اور مانگا' اس نے لا کر حاضر کیا' یہ انار پہلے سے بھی عمدہ تھا' نوشیروان نے اس سے پوچھا کہ یہ انار عمدہ کیونکر ہو گیا؟ اس نے جواب دیا کہ حاکم کی نیت کی درستی سے۔

حکایت: کسی بادشاہ نے ایک شخص کو وزیر مقرر کر کے اپنا مقرب بنایا' ایک شخص نے چاہا کہ بادشاہ کا وہ مقرب نہ رہے' اس لئے بادشاہ سے کہا کہ وزیر کہتا ہے کہ بادشاہ کے منہ

سے بڑی بدبو آتی ہے' بادشاہ یہ سن کر نہایت غضب ناک ہوا اور اس کو بلا بھیجا' یہ شخص وزیر کے پاس پہنچا اور اس کو ایسی چیز کھلائی جس میں بکثرت لہسن پڑا ہوا تھا' اس کے بعد اس سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو یاد کیا ہے۔ وزیر جب بادشاہ کے پاس حاضر ہوا تو اُس نے اپنے منہ پر اپنا ہاتھ اس خیال سے رکھ لیا کہ کہیں بادشاہ کو لہسن کی بو سے تکلیف نہ پہنچے' بادشاہ سمجھا کہ چغل خور ٹھیک کہتا تھا' چنانچہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حاکم کے نام فرمان لکھا کہ وزیر کو ہلاک کر ڈالے اور وزیر کو وہ فرمان دے کر کہا کہ فلاں حاکم کے پاس اس کو لے جا' چغل خور یہ دیکھ رہا تھا' سمجھا کہ بادشاہ نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور شاید وزیر کو انعام دلوایا ہے' کیونکہ بادشاہ کی عادت تھی کہ اپنے ہاتھ سے اچھی ہی بات لکھا کرتا تھا' اُس نے وزیر سے پوچھا کہ بادشاہ نے آپ کو کیا حکم دیا؟ اس نے کہا کہ ایک فرمان دیا ہے کہ میں اسے فلاں حاکم کو دے دوں' وہ بولا کہ لایئے میں دے آؤں' چنانچہ وزیر نے اُس کے حوالے کر دیا' وہ حاکم کے پاس پہنچا' اُس نے فوراً اسے قتل کر ڈالا' کچھ دنوں بعد جب وزیر پھر بادشاہ کے پاس گیا تو اس کو سخت تعجب ہوا اور اُس نے پوچھا کہ کیا تو نے میرا فرمان فلاں حاکم کو نہیں دیا تھا' اُس نے کہا: بے شک نہیں دیا تھا بلکہ مجھ سے فلاں شخص لے گیا تھا' اُس نے وزیر سے پوچھا کہ کیا تو نے میری نسبت ایسا کہا تھا' اُس نے کہا کہ خدا کی پناہ! بھلا میری یہ کیا مجال ہے' اس نے پوچھا کہ پھر تو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟ وزیر نے کہا: مجھے فلاں شخص نے کھانا کھلایا تھا جس میں بکثرت لہسن تھا' اس لئے میں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا کہ آپ کو ناگوار نہ گزرے' تب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ وہ چاہتا تھا کہ وزیر مقرب نہ رہے اور بادشاہ اس سے ناراض ہو جائے' اس پر بادشاہ نے اس کو پہلے ہی کی طرح مقرب بنا لیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! شرک سے بچو' اس لئے کہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو:

اللّٰھم انا نعوذبك من ان نشرك بك شيئا نعلمه ونستغفرك لما لا نعلمه ۔

یعنی اے خدا! ہم آپ کے ساتھ کسی شئے کو جسے ہم جانتے ہوں شریک کرنے سے پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ ہم نہیں جانتے اُس سے بھی معافی کے خواستگار ہیں۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور بعض نے روایت کیا ہے کہ اس دعا کو روزانہ تین بار پڑھا کرو۔

باب:
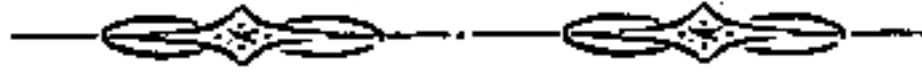
عقائد کا بیان

جاننا چاہیے کہ ایمان کی درستی کے لئے عقیدہ کا درست ہونا شرط ہے اور وہ ان باتوں کا یقین کرنا ہے کہ خدا زندہ ہے' بڑا جاننے والا ہے' قادر ہے' سب کچھ سنتا ہے' اگرچہ (ہم لوگوں کی طرح) اس کے کان نہیں اور سب کچھ دیکھتا ہے اگرچہ اس کے (ہم لوگوں کی طرح) آنکھ کا ڈھیلا اور پلکیں نہیں' بغیر ہونٹ اور زبان کے تکلم کرتا ہے' تمام کائنات کی تدبیر کرتا ہے' جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو کچھ نہیں چاہتا نہیں ہوتا' وہ بلندی اور پستی میں ہونے سے پاک ہے' وہ اس سے بھی مبرّا ہے کہ عرش اس کو اٹھائے یا آسمان اسے گھیر لے یا بادل اس پر سایہ کرے یا کوئی چھت اس کو محدود کر دے یا کسی مکان میں وہ سما جائے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب "اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی" (۲۰:۵) کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جو خدا کو اوپر یا نیچے کی جہت میں محصور کرے' وہ کافر ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استوا کے معنی تو معلوم ہیں لیکن اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے اور اس کی پوچھ گچھ کرنا بدعت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیئے بغیر ایمان لے آئے اور کسی تمثیل کے بغیر ہم نے تصدیق کی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استوا یعنی برابر ہوا' اس سے وہی مراد ہے جیسا کہ اُس نے ارشاد کیا ہے نہ وہ جو کچھ کہ دل میں خیال پیدا ہوتا ہے۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور عرش حادث ہے' یعنی خدا کے بنانے سے بنا ہے اور اس کے لیے استوا ثابت ہے (خلاصہ یہ کہ "اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ

اسْتَوٰی " متشابہات میں سے ہے' اس کے ظاہری معنی خدا کی شان کے خلاف ہیں' ہاں جو کچھ خدا کی مراد ہو وہ حق ہے لیکن چونکہ صاف طور پر ہم کو نہیں بتایا گیا' اس لیے ہم اس کی کیفیت کی تعین نہیں کر سکتے' اجمالاً ایمان لاتے ہیں) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے جو اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی ذات تو ثابت ہے اس کے لئے کوئی جگہ نہ ٹھہراؤ اور یہ سمجھ لو کہ جو کچھ تمہارے دل میں خیال آئے خدا ویسا نہیں ہے' اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے جس کا تم خیال نہیں کر سکتے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ توحید کا سب سے بزرگ کلمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ خدا نے اپنی معرفت کا خلق کے لئے کوئی طریق نہیں بتایا ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ خدا کی معرفت سے انسان عاجز ہو جائے۔ ابومحمد جوینی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ عرش سفید موتی سے بنایا گیا ہے اور وہ خدا کے لحاظ سے ایک ذرہ سے بھی کمتر ہے' پھر اُس کی قرار گاہ کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔ استاذ ابومنصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر لوگ اسی طرف گئے ہیں کہ استوا کے معنی قہر و غلبہ کے ہیں یعنی رحمٰن عرش پر غالب ہے اور وہ خدا کے سامنے مقہور و مغلوب ہے اور اس کے ذکر کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب سے بڑی مخلوق ہے اور اہل سنت نے استوا کے معنی دوسرے بیان کئے ہیں اور وہ بلندی ہے' چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا کے ساتھ جو کچھ وہ شریک کرتے ہیں' خدا اُس سے عالی ہے اس نے خود کو ارتفاع کے ساتھ متصف نہیں کیا' اس لئے کہ وہ پہلے بھی حاصل تھا حالانکہ عرش وغیرہ کسی چیز کا وجود نہ تھا۔

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے کہا کہ خدا کسی چیز میں ہے یا کسی چیز سے ہے یا کسی چیز پر ہے' وہ مشرک ہے' اس لئے کہ اگر کسی چیز پر ہوتا تو وہ چیز اُسے اٹھائے ہوتی اور اگر کسی چیز سے ہوتا تو حادث ہوتا اور کسی کے پیدا کرنے سے بنا ہوتا اور اگر کسی چیز میں ہوتا تو گھرا ہوتا حالانکہ خدا ان سب باتوں سے پاک ہے' اللہ تعالیٰ کے اس قول سے "ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ" (۶۷:۱۶) یعنی جس کی سلطنت آسمان میں ہے کیا تم اُس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے' جو شبہ پیدا ہوتا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ ہر بلند شے کو سما کہہ سکتے ہیں اور یہاں کفار سے اُن

کے زعم پر مبنی کر کے خطاب کیا گیا ہے' اُن کا گمان تھا کہ زمین کے جو معبود ہیں وہ تو بُت ہیں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجہ کا معبود ہے اور یہاں سماء سے آسمانِ دنیا یا کوئی اور آسمان مراد نہیں بلکہ بلندی و علو مراد ہے اور علو سے بھی ظاہری علو مراد نہیں بلکہ علو جلال مقصود ہے' جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ امیر سے عالی یعنی بلند مرتبہ ہے اگرچہ دونوں ایک ہی فرش پر بیٹھے ہوں اور ایسا ہی خدا کا یہ قول ہے: ''وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ '' (۶:۱۸) یعنی وہ اپنے بندوں پر غلبہ رکھنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں مرتبہ اور عظمت کی فوقیت ہے' فرعون کے قول کو دیکھو کہ اُس نے اپنی تعریف میں کہا ہے کہ میں بنی اسرائیل پر عظمت رکھتا ہوں' چنانچہ وہ کہتا ہے: ''اِنَّا فَوْقَھُمْ قَاھِرُوْنَ '' اور ظاہر ہے کہ اس کی مراد یہاں فوقیت سے فوقیت مکانی نہیں ہے۔ تفسیر کشاف میں ایک دوسرے ہی معنی مذکور ہیں' چنانچہ ''ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ الآیہ'' کے معنی وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ کیا تم خدا کی آسمانی حکومت سے بے خوف ہو گئے ہو الخ' یہ توجیہ اس بات پر مبنی ہے کہ یہاں ملکوت کا لفظ جو مضاف تھا' حذف کر دیا گیا اور مضاف الیہ اس کا قائم مقام بنا دیا گیا اور یہ صورت قرآن شریف میں بکثرت مستعمل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وَجَآءَ رَبُّکَ'' یعنی ''جَآءَ اَمْرُ رَبِّکَ'' تیرا ربّ آیا' یعنی تیرے پروردگار کا حکم آ پہنچا' اسی طرح فرمایا ہے: ''وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ الَّتِیْ '' شہر سے یعنی شہر والوں سے پوچھو اور اکثر لوگ قائل ہیں کہ اس سے شہر مصر مراد ہے اور خدا کے اس قول ''وَاسْئَلْھُمْ عَنِ الْقَرْیَۃِ'' (۷:۱۶۳) میں قریہ سے اکثر کے نزدیک ایلہ مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طبریہ مراد ہے کیونکہ وہ سمندر کے کنارے پر واقع ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے سورۂ تبارک میں

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ (۶۷:۱۶)

یعنی جس کی سلطنت آسمان میں ہے کیا تم اُس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے۔

کے بعد فرمایا:

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا ط (۶۷:۱۷)

یعنی کیا تم جس کی سلطنت آسمان میں ہے اُس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تم پر پتھر بھیج دے۔

اور سورۂ انعام میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ (۶:۶۵)

یعنی آپ فرما دیجئے وہ (خدا) اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر کی جانب سے عذاب بھیجے یا پاؤں کے نیچے کی جانب سے۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورۂ تبارک میں پہلے زمین میں دھنسا دینے کا ذکر کیا ہے اس کے بعد اوپر سے عذاب نازل کرنے کا اور سورۂ انعام میں اس ترتیب کو اُلٹ دیا ہے اس میں حکمت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سورۂ تبارک میں ان آیات سے پہلے یہ مضمون تھا کہ خدا نے زمین کو تمہارے لیے پست کر دیا ہے اس کے مناسب یہی تھا کہ زمین میں دھنسا دینے کی پہلے تہدید کی جائے بخلاف سورۂ انعام کے کہ اُس میں یہ مضمون گزر چکا تھا کہ خدا اپنے بندوں پر قاہر و غالب ہے اس کے مناسب یہی تھا کہ ایسا عذاب پہلے بیان کیا جائے جو اوپر کی طرف سے نازل ہو اور جس آیت کا مضمون یہ ہے کہ وہ خدا آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے تمہاری چھپی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے اس کا کئی طرح سے جواب دیا گیا ہے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ خدا کے آسمان میں ہونے کے ظاہری معنی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے خدا کی ملک ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے کس کا ہے؟ اور پھر خود ہی جواب دیا ہے کہ خدا کا ہے (اور عربی میں "مَــا" کا لفظ جو اُردو میں لفظ "جو کچھ" کا مرادف ہے اس آیت میں آیا ہے وہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب کو شامل ہے جیسا کہ "وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا" (۹۱:۵،۶) میں اسی طرح پر مستعمل ہوا ہے) پس اگر خدا آسمان میں ہوتا تو لازم آتا کہ خدا خود اپنا بھی مالک ہو اور یہ محال ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن میں "فِي السَّمٰوٰتِ" کا لفظ بصیغۂ جمع واقع ہوا ہے تو

اگر خدا کا آسمان میں ہونا ظاہری معنی کے لحاظ سے مراد لیا جائے تو یا تو خدا ایک آسمان میں ہوگا یا سب آسمانوں میں، ایک آسمان میں ہونا تو الفاظ آیت کے خلاف ہے اور اگر تمام آسمانوں میں خدا کا ہونا تسلیم کیا جائے تو چونکہ ایک ہی چیز کئی جگہ نہیں پائی جاسکتی، اس لئے یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ کچھ حصہ ایک آسمان میں ہو اور کچھ دوسرے میں، اس طرح پر خدا کا مرکب اور ذی اجزاء ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ وہی خدا بشخصہ جو آسمان میں ہے دوسرے میں بھی موجود ہو تو لازم آئے گا کہ ایک ہی شے دو مکانوں میں متمیّز اور متمکن ہو، یہ بھی محال ہے، خلاصہ یہ کہ خدا کسی مکان میں ہونے سے پاک ہے خواہ آسمان ہو یا زمین۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ خدا آسمانوں میں ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ خدا اس کے اوپر بھی کوئی عالم پیدا کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو خدا کا عالم کے نیچے ہونا لازم آئے گا اور اس کا کوئی قائل نہیں اور نہ یہ ممکن ہے اور اگر نہیں کرسکتا تو خدا کا عجز لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے، پس ان وجوہ سے ثابت ہوا کہ آیت کے ظاہری معنی مراد نہیں ہوسکتے، اس لئے غیر ظاہری یعنی مجازی معنی مراد لینا ضروری ہوا اور اس کی کئی صورتیں ہیں: اوّل یہ کہ اس سے مراد ہے کہ خدا آسمانوں کی تدبیر میں ہے، جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کام میں ہے یعنی اس کی تدبیر میں لگا ہوا ہے۔ دوم یہ کہ خدا کا قول هو الله یعنی وہ خدا ہے کلام تام ہے۔ اس کے بعد "فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ" (۶:۳) سے ایک دوسری بات شروع ہوئی ہے، مطلب یہ ہے کہ خدا آسمان والوں یعنی فرشتوں کے بھی ظاہری اور باطنی اُمور کو جانتا ہے، اسی طرح زمین والوں کے بھی پوشیدہ اور ظاہری اُمور سے واقف ہے۔ سوم یہ کہ الفاظ آیت کی اصلی ترتیب کو یوں سمجھنا چاہیے: "وَهُوَ اللّٰهُ يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ" یعنی خدا کا علم ہر شے کو شامل ہے، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اُسے بھی جانتا ہے اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہری اُمور بھی اُسے معلوم ہیں۔

اس صحیح حدیث سے کہ خدا ہر شب کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے الـــخ جو شبہ ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری صحیح حدیث سے اس کی تفسیر معلوم ہوتی ہے جسے نسائی نے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، مضمون اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: خدا رات کے نصف اوّل وقت گزرنے تک مہلت دیتا ہے پھر ایک منادی کو حکم دیتا ہے کہ وہ یہ کہہ کہہ کر پکارے کہ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول ہو، ہے کوئی معافی مانگنے والا کہ اس کو معاف کیا جائے، ہے کوئی سائل کہ اس کا سوال پورا کیا جائے، اور پہلی حدیث میں جو نداو غیرہ کی نسبت خدا کی طرف آئی ہے اُس میں تعظیم و اہتمام کے لحاظ سے ایسا کہہ دیا گیا ہے جیسے کہ کہا کرتے ہیں کہ سلطان نے فلاں بات کی منادی کی حالانکہ اُس کے حکم کی منادی کوئی دوسرا کرتا ہے۔ ترمذی اور ابوداؤد نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! کہ اگر تم ساتویں زمین تک ایک رسی لٹکاؤ تو وہ خدا تک جا پہنچے گی۔ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ دو فرشتے آسمان اور زمین کے درمیان میں ملے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ ساتویں زمین سے اپنے پروردگار کے پاس سے، پھر دوسرے نے کہا کہ میں ساتویں آسمان سے اپنے پروردگار کے پاس سے آتا ہوں۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا خدا کسی چھت میں ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! اُس نے پوچھا کہ یہ آپ نے کہاں سے جانا؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے جس کا مضمون یہ ہے کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت مت دو کیونکہ جب انہوں نے

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (۸۷:۲۱)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔

مچھلی کے پیٹ میں کہا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں آسمان پر مخاطبت ہوئی تھی، خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح سے بات سن لی، اُسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کی بھی سُن لی تھی، کچھ فرق نہیں ہوا، پس اگر خدا کسی چھت میں ہوتا تو ایک کی بات کو دوسرے کی نسبت زیادہ سنتا حالانکہ ایسا نہیں۔

فائدہ: ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے عرض کی کہ مجھے خدا سے ایک حاجت ہے، کس وسیلہ سے دعا کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کو خدا سے کوئی حاجت ہو اُسے چاہیے کہ دو سجدے کرے یعنی دو رکعت ادا کرے اور سجدے کی حالت میں چالیس مرتبہ "لَآ اِلٰــهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" پڑھے، اور حدیث میں آیا ہے کہ کوئی مصیبت زدہ اس کو نہیں پڑھتا جس کی مصیبت دور نہ ہو جاتی ہو، دوسری حدیث میں ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی مسلمان آدمی نے کسی چیز کے لئے اسے پڑھا ہو اور اس کی دعا نہ قبول ہو گئی ہو، اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے، حدیث میں یہ جو آیا ہے کہ ایک لونڈی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ پوچھا کہ خدا کہاں ہے؟ اور اس نے جواب دیا تھا کہ آسمان میں۔ اس سے شبہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ ایک بت پرست قوم میں تھی جو خدا کے منکر تھے، پس جب اُس نے خدا کا اقرار کر لیا تو وہ ایماندار بن گئی، اگر اس کی اس بات پر انکار کیا جاتا تو شاید وہ سمجھتی کہ خدا ہی کا انکار مقصود ہے، اس لئے آپ خاموش رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: جانے بھی دو، وہ تو ایمان لاتی ہے کیونکہ اس کے اشارہ سے خدا کی تعظیم معلوم ہوتی ہے، جیسے کہ ایک قوم نے کہا تھا کہ ہم صابی ہو گئے صابی ہو گئے (صابی کے معنے بد دین ہیں اور کفار مسلمانوں کو صابی کہا کرتے تھے، یہ لوگ بیچارے اسلام لاتے وقت اپنے پہلے محاورے کے موافق بجائے اس کے کہ کہتے: ہم اسلام لے آئے، یہ کہنے لگے کہ ہم صابی ہو گئے) اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو انہیں قتل کر ڈالا تو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا اور اُن پر انکار کیا۔

بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو اپنے چہرے کے سامنے نہ تھوکے، اس لئے کہ جب آدمی نماز پڑھتا ہے تو خدا سامنے ہوتا ہے، پس اگر اللہ تعالیٰ اوپر ہی کی جہت میں ہوتا تو پھر اس ممانعت کے کیا معنی ہوتے اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ قیامت کے دن خدا آسمانوں کو لپیٹ لے

گا پھر اُن کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا' اُس سے شبہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ یقینی دلیل سے ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے یہی متعارف معنی مراد نہیں ہو سکتے اور ید کا لفظ عربی محاورہ میں جیسے ہاتھ کے معنی میں آتا ہے' اسی طرح قوت کے معنی میں بھی مستعمل ہے' چنانچہ خود قرآن شریف میں آیا ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَاالْاَيْدِ (۱۷:۳۸)

یعنی ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو **قوت والا تھا۔**

اور مِلک کے معنی میں بھی آتا ہے' چنانچہ قرآن شریف میں ہے: "قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ" (۷۳:۳) آپ فرما دیجئے: بے شک فضل خدا کے ہاتھ میں ہے' یعنی خدا کی ملک اور اختیار میں ہے اور نعمت کے معنی میں بھی آتا ہے' کہا کرتے ہیں کہ فلاں کا ہاتھ فلاں پر ہے' یعنی فلاں کی فلاں پر نعمت ہے اور صلہ کے معنی میں بھی آتا ہے' قرآن شریف میں آیا ہے: "اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ" (۲۳۷:۲) یعنی یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ اور قبضہ میں عقد نکاح ہے اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ جہنم میں برابر لوگ ڈالے جائیں گے اور وہ یہی کہتی رہے گی کہ کچھ اور بھی ہے' یہاں تک کہ ربّ العزت اپنا قدم اس میں رکھے گا۔ اس کا جواب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ قدم سے خدا کی مخلوقات میں سے بُرے لوگ مراد ہیں جن کو خدا جہنم ہی میں رکھے گا اور بعض نے کہا ہے کہ قدم خدا کی ایک مخلوق ہے جس کو خدا پیدا کر کے جہنم میں ڈال دے گا' چنانچہ صحیح حدیث میں جو مضمون وارد ہوا ہے اس کا مؤید ہے کہ جنت ہمیشہ بڑھتی رہے گی یہاں تک کہ خدا ایک مخلوق کو اس کے لئے پیدا کرے گا اور جنت کی فاضل جگہ میں انہیں بسائے گا۔ ایک دوسری صحیح روایت میں قاف کے کسرہ کے ساتھ وارد ہوا ہے جس کے معنی قدیم ہونے کے ہیں اور ایک اور روایت میں ہے جس کا مضمون یہ ہے: یہاں تک کہ جبار اپنا رجل رکھے گا' رجل کے معنی ہر چند کہ پَیر کے بھی ہیں' لیکن جماعت کو بھی کہتے ہیں' چنانچہ کہا کرتے ہیں: "جآء نا رجل من الجراد" ہمارے پاس ٹڈیوں کی ایک جماعت یا جھنڈ آیا۔ ابن عماد نے کہا ہے: بعض کا قول ہے کہ جبار سے مراد فرعون ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

فرعون ولید بن مصعب کا لقب ہے' اور بعض نے کہا ہے کہ اُس کا نام قابوس تھا اور فرعنہ کے معنی جس سے فرعون مشتق ہے چالاکی اور مکر کے ہیں' عقلاً اور نقلاً یعنی قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اعضاءِ جہت' حرکت و سکون وغیرہ تمام ان چیزوں سے جو ممکنات کی شان سے ہیں' پاک اور منزہ ہے۔

طبرانی میں بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص خدا کی طرف بڑھ کر ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے' خدا اُس سے ایک ہاتھ نزدیک ہو جاتا ہے اور جو اُس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہے خدا اُس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہے' (دونوں ہاتھ اگر پھیلا دیئے جائیں تو جو فاصلہ ایک ہاتھ کے سرے سے دوسرے ہاتھ کے سرے تک ہوگا وہ عربی میں باع کہلاتا ہے) اور جو خدا کی طرف پیدل چلتا ہے' خدا اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: "واللّٰہ اعلٰی واجل" یعنی خدا نہایت اعلیٰ اور جلال والا ہے۔ مؤلف کتاب رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین بار اس بات کو فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ حرکت سے مبرّا اور منزہ ہے اور جتنی آیتیں اور حدیثیں ایسی ہیں جن کے ظاہری الفاظ سے خدا کے لئے اعضاء اور مکان وغیرہ کا ہونا معلوم ہوتا ہے' اہل حق کے نزدیک مؤوّل ہیں' اُن کے ظاہری معنی مراد نہیں' رہی تاویل تو جن کا طریق سلامتی ہے' وہ تو دل میں تاویل کرتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں کہ ظاہری معنی شانِ خداوندی کے خلاف ہیں اور کسی خاص معنی کو تعیین کے ساتھ بیان نہیں کرتے اور بعضے جو تاویل کرتے ہیں وہ ایسی صورتیں عربی محاورہ کے رُو سے ہوسکتی ہیں' انہیں بیان بھی کر دیتے ہیں اور تاویل کرنے کے لیے اُن کی دلیل خدا کا وہ قول ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ تین آدمی بھی چپکے چپکے باتیں نہیں کرتے کہ چوتھا ان میں کا خدا نہ ہوتا ہو نہ پانچ کہ چھٹا ان میں کا خدا نہ ہوتا ہو' خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ' جہاں کہیں ہوں خدا ان کے ساتھ ہے۔ (۵۸:۷)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ حجر اسود یمین اللہ ہے اور عقل شاہد ہے کہ خدا نہ کہیں سما سکتا ہے اور نہ اس کے ٹکڑے ہو سکتے ہیں اور حواس بتلا رہے ہیں کہ حجر

اسود حقیقی طور پر یمین اللہ یعنی خدا کا داہنا ہاتھ نہیں ہوسکتا بلکہ وہ یُمن سے جس کے معنی برکت کے ہیں، مشتق ہے پس ظاہر ہے کہ نہ تو آیت سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ خدا نعوذ باللہ ہر وقت ساتھ ساتھ پھرا کرتا ہے، نہ حدیث سے یہ مقصود ہے کہ یہی حجرِ اسود خدا کا داہنا ہاتھ ہے، پس معلوم ہوا کہ ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ آیت سے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو ہر حالت میں علم ہوتا ہے چاہے کوئی کہیں ہو اور کیسے ہی چھپا کر کیوں نہ کام کرے، اور دوسری حدیث کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ حجرِ اسود خدا کی بابرکت چیز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب خدا تعالیٰ کے قول "یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ" (یعنی جس دن ساق کھولی جائے گی) کی نسبت سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب قرآن کا کوئی مطلب ظاہر نہ ہوتا ہو تو شعر میں تلاش کرو کیونکہ وہ عرب کا دیوان ہے، کیا تم نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا، شعر

قد سنّ قومك ضرب الاعناق وقامت العرب علی ساق

یعنی تیری قوم نے گردن مارنے کا طریقہ نکالا ہے اور لڑائی اپنی پنڈلی پر اُٹھ کھڑی ہوئی ہے، پھر بیان کیا کہ اس سے کرب اور شدت کا دن مراد ہے "یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ" کے متعلق ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جس دن ایک بڑا نور ظاہر کیا جائے گا اور اُن کی دوسری روایت میں ہے: جس کا مضمون یہ ہے کہ اُن کے لئے پردے کھول دیئے جائیں گے، پھر خدا کی طرف نظر کریں گے اور اس کے لئے سجدے میں گر پڑیں گے اور بہتیرے لوگ سجدہ کرنا چاہیں گے اور نہ کر سکیں گے۔

خدا کے اس قول سے جس کا مضمون یہ ہے کہ خدا نے نہایت اچھی حدیث اُتاری ہے اور اس قول سے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم نے اسے شبِ قدر میں اُتارا، اور اسی مضمون کی اور آیتوں سے شبہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن لوحِ محفوظ سے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا ہے یا یہ صورت ہو کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو داہنے بائیں اوپر نیچے ہر طرف سے خدا کا کلام سنائی دیتا تھا، اسی طرح جبرئیل علیہ السلام بھی چاہے کسی خاص جہت سے نہ ہو خدا کا کلام سنتے ہوں اور محمد صلی اللہ

علیہ وسلم سے عربی زبان میں آ کر بیان کر دیتے ہوں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر اپنی امت کو عربی زبان میں سنا دیتے ہوں تو چاہے وہ مضمون جسے قرآنی عبارت بیان کرتی ہے عربی نہ سہی لیکن عبارت تو عربی ہی ہے اور یہی نزولِ قرآن سے مراد ہے' چنانچہ دوسری آیت کا جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم نے اُس کو عربی قرآن بنایا ہے یعنی اس کتاب کی عبارت عربی بنائی ہے۔ بعض کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ عربی میں ہم نے اس کو بیان کیا ہے' بعض کے نزدیک یہ کہ ہم نے قرآن عربی اس کا نام رکھا ہے' بعض کے نزدیک یہ کہ ہم نے اُس کی یہ صفت قرار دی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ''وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا'' (۱۹:۴۳) قرأت کے تین ائمہ یعنی شام کے قاری ابن عامر اور مکہ شریف کے قاری ابن کثیر اور مدینہ شریف کے قاری نافع نے اس کو عندالرحمٰن پڑھا ہے' اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوئے کہ انہوں نے یعنی کفار نے فرشتوں کو جو خدا کے پاس ہیں مؤنث قرار دیا ہے اور باقی چار قاریوں نے عباد الرحمٰن پڑھا ہے' اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوئے کہ انہوں نے فرشتوں کو جو خدا کے بندے ہیں مؤنث قرار دیا ہے' اور نزول کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کلام اللہ اوپر سے نیچے کی طرف اُترا ہے کیونکہ نزول کا لفظ اور آیتوں میں بھی موجود ہے جہاں یقیناً یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے' مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا نے تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اُتارے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ اوپر سے نیچے کی طرف نہیں اُترے' بلکہ مراد ہے کہ ہم نے بنائے ہیں۔ اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: اور ہم نے لوہا اُتارا ہے' اور ظاہر ہے کہ لوہے کی کان زمین میں ہوتی ہے۔

رہا یہ امر کہ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے خدا کہاں تھا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ عماء میں (عماء کے معنی بادل اور لاپتا کے آتے ہیں) اُس کا جواب یہ ہے کہ (اوّل تو اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ خدا لاپتا تھا اور اگر بادل ہی کے معنی لئے جائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ پھر پوچھتے کہ اس سے پہلے کہاں تھا؟ تو آپ یہی ارشاد فرماتے کہ

پہلے خدا تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھی ہے کہ خدا تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا تھا اور اس کا غیر کوئی نہ تھا' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ "الآن کما کان" خدا ازل سے لے کر ابد تک ہمیشہ یکساں ہے' اس میں کسی قسم کے تغیر کی گنجائش نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی یہودی نے پوچھا تھا کہ خدا کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس نے خود کہاں یعنی مکان کو بنایا ہے اس کی نسبت ایسا سوال نہیں ہوسکتا' پھر اُس نے پوچھا کہ اچھا بتلایئے: وہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نے ساری کیفیتوں کو بنایا ہو اُس کی نسبت یہ بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ کیسا ہے؟ پھر اس نے پوچھا کہ وہ کب سے ہے؟ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! بتلا تو سہی کہ وہ کب نہ تھا جو بتلاؤں کہ کب سے ہے' یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ بے شک خدا نے خلق کے پیدا کرنے کے قبل لکھ دیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے اور یہ اُس کے پاس عرش پر لکھا ہوا ہے' اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا عرش کے پاس ہے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُس کے پاس لکھا ہوا ہے' جیسا کہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ہزاروں روپیہ ہیں اگرچہ صندوق میں ہوں یعنی پاس کہنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے اختیار اور قبضہ میں ہیں' اسی طرح مطلب یہ ہے کہ عرش پر لکھا ہوا ہے اور وہ خدا کے اختیار اور قبضہ میں ہے' یعنی اس سے قربِ مکانی مراد نہیں ہوسکتا' اس لئے کہ خدا کی طرف مکان کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ وہ مکان سے پاک ہے۔ اگر کہا جائے کہ کیا وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسے اُمور میں ذرا بھی گفتگو نہیں کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں! ایسا نہیں ہے' علماء صحابہ رضی اللہ عنہم نے جیسے کہ ابن عباس اور ان کے ابن العم وغیرہ نے گفتگو کی ہے' جیسا کہ پیشتر گزر چکا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ معراج کے متعلق کہا ہے' وہ آگے آتا ہے لیکن باوجود ان سب باتوں کے نہ تو ان میں سے کوئی خدا کی جسمیت کا قائل تھا نہ خدا کو معطل قرار دیتا تھا۔

فضیلت قرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سنتے ہو کہ خدا کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے' اور

دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ مؤمن تو وہی لوگ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں‘ اگر کوئی کہے کہ ان دونوں آیتوں کا مضمون بظاہر مختلف معلوم ہوتا ہے‘ ان میں تطبیق کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ دوسری آیت جو سورۂ انفال میں ہے‘ اُس سے خدا کی عظمت اور شدتِ انتقام مراد ہے کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بدر کی غنیمت کے بارے میں کچھ اختلاف ہو گیا تھا‘ اس لئے اس موقع کے مناسب خوف ہی کا ذکر موزوں تھا اور پہلی آیت جو سورۂ رعد میں ہے‘ اُن لوگوں کے بارہ میں اُتری ہے جو ہدایت پا چکے ہیں پھر خدا کی درگاہ میں رجوع ہوتے ہیں‘ اس لئے رحمت کا ذکر مناسب تھا اور سورۂ زمر میں خدا نے ان دونوں مضمونوں کو جمع کر دیا ہے‘ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے ان لوگوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں‘ پھر اُن کی جلدیں اور اُن کے دل نرم ہو کر خدا کی یاد کی طرف جھک جاتے ہیں یعنی خدا کی رحمت اور کرم کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو خدا کی بہت یاد کرتا ہے‘ خدا اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے‘ آپ فرماتے ہیں: شبِ معراج میں میرا ایک شخص پر گزر ہوا کہ جو نورِ عرش میں چھپا ہوا تھا‘ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ جواب ملا کہ نہیں! میں نے کہا: تو پھر یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ ایک آدمی ہے جب دنیا میں تھا تو یادِ خدا سے زبان تر و تازہ رہا کرتی تھی اور اس کا دل مسجد میں لگا رہتا تھا۔

اندھیرے میں چراغ‘ کون؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور آپ خدا سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ جو اپنے جی میں میری یاد کرتا ہو اور میں اسے اپنے فرشتوں کی جماعت میں یاد نہ کرتا ہوں اور مجھ کو جماعت میں کوئی یاد نہیں کرتا جس کو میں رفیقِ اعلیٰ میں نہ یاد کرتا ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستہ میں جا رہے تھے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمدان پہاڑ پر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا: چلے چلو! یہ جمدان ہے اور مفرد لوگ سبقت

لے گئے' لوگوں نے عرض کیا کہ مفرد کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: خدا کی یاد میں بہت لگے رہنے والے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے' اور ترمذی میں ہے کہ لوگوں نے جب عرض کیا کہ مفرد کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی یاد پر ٹوٹ پڑنے والے لوگ اور خدا کی یاد ان کو تمام بار دوں سے سبکدوش کر دے گی' پس خدا کے پاس ہلکے پھلکے ہو کر آئیں گے اور ترغیب وترہیب میں مروی ہے کہ مفرد کو فا کے زیر اور را کو مشدد زیر کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور خدا کی یاد پر ٹوٹ پڑنے والے لوگوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدا کی یاد پر فریفتہ رہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ غافلوں کے درمیان خدا کی یاد میں لگا رہنے والا ایسا ہے جیسا خشک درختوں کے درمیان سبز درخت ہو' نیز غافلوں کی جماعت میں جو خدا کی یاد میں لگا رہتا ہو خدا زندگی ہی میں اس کو جنت میں اس کا ٹھکانا دکھلا دے گا' نیز غافلوں کی جماعت میں خدا کی یاد میں لگا رہنے والا ایسا ہے جیسا کہ بھاگ جانے والوں کے پیچھے لڑنے والا ہو' نیز جو غافلوں کی جماعت میں ہو کر خدا کی یاد میں لگا رہے گا خدا اس کی طرف ایسی نظر سے دیکھے گا کہ اس کے بعد کبھی اس کو عذاب نہ دے گا' نیز غافلوں کی جماعت میں خدا کی یاد کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اندھیرے گھر میں چراغ ہو' نیز غافلوں کی جماعت میں ہو کر جو خدا کی یاد میں لگا رہے گا اس کو خدا اتنی مغفرت عنایت کرے گا جو تعداد میں تمام انسانوں اور جانوروں کے برابر ہو گی اور جو بازار میں (بھی) خدا کی یاد میں لگا رہے گا' قیامت میں ہر بر و بال کے عوض میں اُسے نور ملے گا۔

فائدہ: اہل تصوف نے فرمایا ہے کہ ذکر یعنی خدا کی یاد ایک ابتداء ہے اور وہ سچی توبہ کرنا ہے اور ایک درمیانی حالت ہے اور وہ رات کو آنے والا نور ہے اور ایک انتہاء ہے اور وہ (حجاب کو) پھاڑ ڈالنے والی آگ ہے اور اُس کی ایک اصل ہے اور وہ صفائی ہے اور اس کی ایک شاخ ہے اور وہ وفاداری ہے اور ایک شرط ہے اور وہ حضور یعنی جی لگانا ہے اور اس کا ایک بساط ہے اور وہ نیک عمل ہے اور ایک خاصیت ہے اور وہ کھلی ہوئی فتح ہے۔ ابوسعید خزار رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا جب کسی بندہ کو اپنا دل بنانا چاہتا ہے تو اُس کے لئے ذکر کے دروازے کھول دیتا ہے اور جب وہ ذکر سے لذت پانے لگتا ہے تو اس پر قُرب کے

دروازے کھل جاتے ہیں پھر خدا اُس کو مجالس اُنس تک بلند کرتا ہے اور کرسی توحید پر بٹھا دیتا ہے اور اس سے حجاب دور ہو جاتے ہیں اور اس کو خدا فردانیت کے گھر میں داخل کرتا ہے' پھر اُس پر جلال وعظمت مکشوف ہوتے ہیں' پس جب جلال اور عظمت پر اس کی نظر پڑتی ہے تو دم بخود ہو کر رہ جاتا ہے یعنی اُسے فنا کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے' نفسانی خواہشوں سے بَری ہو جاتا ہے اور خدا کی حفاظت میں آ جاتا ہے' ان کے سوا اور لوگوں نے کہا ہے کہ ذکر یعنی خداوند کی یاد گنہگاروں کے لئے تریاق اور دنیا سے بے تعلق رہنے والوں کے لئے انس کا ذریعہ' متوکلین کے لئے خزانہ' اہل یقین کے لئے غذا' واصلین کے لئے زیور' خدا شناساؤں کے لیے مبداء' مقربین کے لئے بساط اور عاشقوں کے لئے شراب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کی یاد ایمان کی علامت' نفاق سے براءت کا ذریعہ' شیطان سے بچنے کا قلعہ اور آگ سے پناہ کا وسیلہ ہے' اسے سمرقندی نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ: ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ سے ایک بار دریافت کیا گیا کہ ذکر کی کون سی مقدار ہے جس سے بندہ خدا کی بہت یاد کرنے والوں میں شمار ہونے لگے' انہوں نے فرمایا کہ جب بندہ صبح شام اور مختلف وقتوں میں ذکر ماثور پر مداومت کرتا رہتا ہے تو وہ بندہ خدا کی بہت یاد کرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! آپ مجھ سے نزدیک ہیں جو سرگوشی کیا کروں یعنی چپکے چپکے یاد کروں یا دور ہیں جو چلّا کے پکارا کروں؟ خدا نے ان کو وحی بھیجی کہ جو میری یاد کرتا ہے میں اُس کا ہم نشین ہوتا ہوں' پھر انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کبھی ہم ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ جنابت میں آپ کا ذکر کرنا آپ کے خلافِ شان سمجھتے ہیں' ارشاد ہوا کہ مجھے ہر حالت میں یاد کرتے رہا کرو (یعنی دل ہی میں یاد کرو اگرچہ زبان سے بعض موقع پر یاد کرنا بے ادبی ہے)' یہ احیاء العلوم میں مذکور ہے۔ اسنوی نے اپنے چیستانوں (پہیلیاں' معمے' بجھارتیں) میں بیان کیا ہے کہ ایسا کون شخص ہے جس پر وضو لازم ہو اور اُس حالت میں ذکر کرنا اُس پر حرام ہو اور پھر بتلایا ہے کہ اُس کی یہ صورت ہے کہ جمعہ کے خطبہ میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے کیونکہ اُس میں

طہارت شرط ہے۔ رسالہ قشیریہ میں کسی شخص سے روایت ہے' اُس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ کسی جنگل میں گیا وہاں مجھے ایک آدمی ملا جو خدا کی یاد کیا کرتا تھا اور اس کے پاس ایک بڑا بھاری درندہ جانور موجود تھا' میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے خدا سے دعا مانگی ہے کہ جب میں تیرے ذکر سے غافل ہوں تو مجھ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کیا کر۔

حکایت: کسی صالح شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک شکاری کو ہند میں دیکھا کہ جب کبھی وہ مچھلی کا شکار کر لیتا تو اُسے اپنی لڑکی کے حوالے کر دیتا اور وہ اُس کو پانی میں اس طرح چھوڑ دیا کرتی کہ اس کو خبر تک نہ ہوتی' جب وہ شکار سے فارغ ہوا تو اُس نے کچھ نہ پایا' اپنی لڑکی سے یہ امر دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے تجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کرتے سنا ہے کہ جال میں مچھلی جب ہی پھنستی ہے جب خدا کی یاد سے غافل ہو جاتی ہے' میں نے یہ پسند نہ کیا کہ تو ایسی چیز کھائے جو خدا کی یاد سے غفلت کرے' کسی کہنے والے نے یہ بھی کہا ہے کہ اُس لڑکی کے ہاتھ میں وہ مچھلی تسبیح پڑھتی تھی اور اس لڑکی نے باپ سے یہ بھی کہا تھا کہ مجھے جو مچھلی تو نے دی میں نے اُسے سبحان اللہ بھی کہتے سنا' اس پر اس شکاری نے جال کاٹ ڈالا اور شکار کرنے سے توبہ کر لی۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مچھلی کھانے سے بدن گُھلتا ہے۔ نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ اس کے کھانے سے بلغم غلیظ پیدا ہوتا ہے جو بدن کو مُضر ہوتا ہے' البتہ کھاری پانی کی مچھلی وجع الورک کو نافع ہوتی ہے لیکن اُس کی بھی زیادتی بہق یعنی جھائیں پیدا کرتی ہے ہاں اگر اُس میں صعتر اور کردیا یعنی زیرہ رومی اضافہ کر لیا جائے تو خیر۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا کی سب سے زیادہ مخلوق مچھلیاں ہیں' اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ خدا نے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا طعام حلال کیا ہے تو شکار اور طعام میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شکار تو وہ ہے جو جال میں پھنس جائے اور طعام وہ ہے جو دریا کی موج کے زور سے باہر آ جائے' پس اگر کہا جائے کہ دریا کا شکار' تو اُس شخص کے لئے جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو حلال ہے لیکن خشکی کا شکار

کیوں حرام ہے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ جواب یہ ہے کہ دریا کے شکار سے عموماً تفریح کا قصد نہیں ہوا کرتا بخلاف خشکی کے شکار کے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شکار میں وہی چیزیں داخل ہیں جن کا کھانا حلال ہے' اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درندہ جانور کو بھی شکار میں شمار کرتے ہیں' اسی لئے جب محرم اسے مار ڈالے تو ضمان واجب کرتے ہیں۔

حکایت: ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں حلال روزی کی طلب میں ایک جال لے کر نکلا اور دریا میں جال ڈال کر ایک مچھلی پکڑی پھر دوسری پکڑی پھر تیسری' اس وقت ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم! تم کو ایسی روزی نہ ملے گی جو ہمیں یاد نہ کرتی ہو' بس میں نے جال کاٹ ڈالا' ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ خدا کے اس قول کے ذیل میں کہ "اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ" (۱۷:۴۴) یعنی ایسی کوئی بھی چیز نہیں جو خدا کی تسبیح اور حمد نہ کرتی ہو' فرمایا ہے کہ ہر شے اس کی تسبیح کرتی ہے یہاں تک کہ دروازہ کی آواز بھی ایک قسم کی تسبیح ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت ہر چند کہ عام ہے لیکن نطق یعنی گویائی رکھنے والوں کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول "تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍ" (۴۶:۲۵) حالانکہ صرف قوم عاد کی ہی بستیاں ہلاک ہوئی تھیں' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا بلقیس کے بارہ میں یہ قول "وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ" (۲۷:۲۳) یعنی اُسے سب کچھ ملا تھا حالانکہ ان کے پاس سلیمان کا ملک نہ تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے اور گویائی رکھنے والی اشیاء زبان سے تسبیح کرتی ہیں اور جن میں گویائی نہیں وہ اپنی دلالت حال سے تسبیح خواں ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص اپنے وجود سے اپنے بنانے والے کی صنعت کی شہادت ادا کر رہا ہے' میں نے بعض طبقات ابن السبکی رضی اللہ عنہ میں دیکھا ہے کہ ہمارے نزدیک راجح یہی بات ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اپنے حسبِ حال زبان کے ذریعہ سے سچ مچ کی تسبیح خوانی کر رہی ہیں کیونکہ اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات کچھ محال نہیں اور بہت سے منقولات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۔ (۳۸:۱۸)

یعنی بے شک ہم نے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا جو اُس کے ساتھ شام اور اشراق کے وقت تسبیح خوانی کیا کرتے تھے۔

اور زبان سے تسبیح خوانی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم اُسے سن بھی لیں ''وُجُــوْہٌ مُّسْفِرَۃٌ عَنِ السَّاءِ الْمَغْفِرَۃِ'' بھی میری نظر سے گزرا ہے کہ اُن کی تسبیح خوانی حقیقی ہی ہے' ہاں! یہ سچ ہے کہ لوگوں سے مخفی ہے بجز خرق عادات کے اُن پر اس کا انکشاف نہیں ہوتا اور اُن کو اس کا پتا نہیں چلتا۔

بلاشک صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو طعام وغیرہ کی تسبیح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بار ہا سنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ''اِنَّــهٗ كَـانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا'' بھی جو آیت تسبیح کے بعد ہے' اس آیت کے مخاطبین کی حالت کے ساتھ تین اعتبار سے مناسبت رکھتا ہے' اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے انسانوں ہی پر غفلت بہت غالب ہے بخلاف اور مذکورہ اشیاء کے' اس لئے غفلت کرنے والوں ہی کو خدا کے حلم اور مغفرت کی ضرورت پڑی' دوم یہ کہ وہ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں اور اس کی وجہ ان کی حالت میں غور و فکر سے کام لینے میں کمی کرنا بھی ہے' اس لحاظ سے بھی اُن کو حلم اور مغفرت کی حاجت ہوئی' سوم یہ کہ اُن کی تسبیح خوانی کو انسان کا نہ سننا اُن کی بے قدری کا باعث ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ ان کے حقوق میں کوتاہی کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے' اس حیثیت سے بھی اس کو حلم اور مغفرت کی احتیاج پڑی اور اس میں تو کچھ شک نہیں کہ تمام موجودات کی تسبیح خوانی جس کے ذہن میں موجود اور پیش نظر ہو گی' وہ اس لحاظ سے مخلوقاتِ خداوندی کی تعظیم و تکریم ضرور مدنظر رکھے گا' اگرچہ شارع علیہ السلام نے بعض دوسری حیثیتوں سے اُن کی تحقیر کا حکم دیا ہو' پھر انہوں نے ایک حکایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے چاہا کہ طہارت کرے جوں ہی اُس نے پتھر ہاتھ میں لیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے کان کھول دیئے اور اُس کو پتھر کی تسبیح کی آواز سنائی دینے لگی' اُس نے فوراً عظمت کے خیال سے اس کو چھوڑ دیا' پھر دوسرا پتھر لیا پھر وہی بات سنائی دی' خلاصہ یہ کہ جب کبھی بھی وہ کوئی پتھر اُٹھاتا یہی معاملہ پیش آتا' آخر کار سارے پتھروں کی تسبیح سن چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی کہ ان کی تسبیح مجھ سے مخفی ہو جائے تا کہ میں

نجاست تو زائل کر سکوں، پس خدا نے اُس پر تسبیح کو مخفی کر دیا اور اُس نے طہارت حاصل کی، اگر چہ وہ جانتا تھا کہ تسبیح خوانی میں ہیں کیونکہ اُن کی تسبیح کی خبر دینے والا بھی تو وہی ہے جس نے بزبان شارع علیہ السلام طہارت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا تسبیح کے مخفی رکھنے میں بہت ہی بڑی حکمت ہے۔ ہاں! تفسیر امام الرازی رحمۃ اللہ علیہ میں میری نظر سے ضرور یہ گزرا ہے کہ جس امر پر علماء متفق ہیں وہ یہی ہے کہ جو شے ذی حیات نہیں ہے اسے تکلم پر قدرت نہیں ہوتی، اس وجہ سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یقینی بات یہی ہے کہ جمادات کی تسبیح بلسان حال ہے۔ واللہ اعلم

حکایت: جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے ایک پرند نذر دیا، انہوں نے قبول کر لیا کچھ مدت رکھ کر پھر اُسے چھوڑ دیا، لوگوں نے بہت دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھ سے وہ پرند کہتا تھا کہ آپ خود تو اپنے دوستوں سے راز و نیاز کی باتیں کر کے مزے اُڑایا کرتے ہیں اور مجھ پر آپ نے اس کا دروازہ بند کر رکھا ہے، اس کے بعد جب میں نے اُسے چھوڑ دیا تو کہنے لگا کہ اس میں شک نہیں کہ جب تک پرندے خدا کی یاد کرتے رہتے ہیں جال میں نہیں پھنستے اور جب غفلت ہو جاتی ہے تو پھنس جاتے ہیں، چنانچہ ایک بار مجھ سے ذکر خداوندی میں غفلت واقع ہوئی تھی تو مجھے قید کی سزا ملی، پھر اے جنید! بھلا خیال تو فرمایئے کہ جو لوگ یادِ خداوندی سے بہت غافل رہتے ہیں اُن کی کیسی حالت ہوتی ہوگی، میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ بار دگر ایسا نہ کروں گا، پھر وہ پرند جنید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آیا کرتا اور اُن کے ہمراہ دستر خوان پر کھانا بھی کھایا کرتا تھا، جب جنید رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو زمین پر گر پڑا، اُس نے اپنی جان دے دی، لوگوں نے اُسے بھی اُن کے ساتھ دفن کر دیا، اس کے بعد جنید رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے اصحاب میں سے کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، انہوں نے جواب دیا: چونکہ اس پرند پر میں نے رحم کھایا تھا خدا نے مجھ پر رحم کیا۔ کسی نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی نسبت کہ "جب تم اہل بلا کو دیکھا کرو تو خدا سے عافیت کی درخواست کیا کرو" سوال کیا، آپ نے جواب دیا کہ اہل بلا سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدا کی یاد سے غفلت کرتے ہیں۔

لطیفہ: میں نے کتاب الحقائق میں دیکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے دنیا میں اُتارے گئے تو اُن سے چرند و پرند بھاگتے تھے' کہیں ایک ابابیل اُن کے پاس آ کر بیٹھ گئی' خدا کا اس پر عتاب نازل ہوا' اُس نے عرض کی کہ اے رب! میں نے اُن کو اکیلا پایا اور یکتائی آپ کی صفت ہے' اسی لئے میں اُن کے پاس جا بیٹھی' پس حکم ہو گیا کہ اے چڑیا! تجھ پر سے چھری اٹھالی گئی' تیرا نہ شکار ہو گا نہ تو ذبح ہوا کرے گی اور اولادِ آدم کے دلوں میں میں نے تیری الفت ڈال دی' حتیٰ کہ اپنے گھروں میں وہ رہیں گے اور تو بھی اُن کے ساتھ سکونت پذیر رہا کرے گی' یوں بھی کسی کہنے والے نے کہہ دیا ہے کہ اُس کا رنگ سفید تھا' حضرت آدم علیہ السلام نے جو سینہ کے سوا اس کو چھوا تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا اور یوں بھی کسی نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے اپنی وحشت طبع کی شکایت کی تو خدا نے ابابیل کو اُن سے مانوس بنا دیا اور حالت یہ ہے کہ اُس کو خدا کا یہ قول "لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ (۵۹:۲۱)" ازبر ہے اور وہ اس کے ساتھ چہکا کرتی ہے اور العزیز الحکیم پر آواز کو خوب کھینچتی ہے۔

فوائد: پہلا فائدہ کسی مفسر نے اللہ تعالیٰ کے قول "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرَاتِ" (۳۵:۳۲) کے ذیل میں یہ کہا ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ذکر لسانی کرنے والے اور مُقْتَصِدٌ ذکر قلبی کرنے والے اور سَابِقٌۢ بِالْخَیْرَاتِ خدا کو کسی دم نہ بھولنے والے' یعنی حضور دائمی رکھنے والے ہیں۔ حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: کلمۂ توحید کے پڑھنے والے کو تین نوروں کی ضرورت ہے: نورِ ہدایت' نورِ کفایت اور نورِ عنایت کی' پس خدا جس کو نورِ ہدایت عطا کرتا ہے وہ شرک سے بچ جاتا ہے اور جسے نورِ کفایت عنایت ہوتا ہے تو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے محفوظ رہتا ہے اور جسے نورِ عنایت مرحمت ہوتا ہے وہ فاسد خطرات اور اُن حرکات سے جو غافلوں کو پیش آتی ہیں' امن میں رہتا ہے۔

پس پہلا نور ظالم کے لئے' دوسرا یعنی میانہ رو کے لئے اور تیسرا سابق یعنی سبقت لے جانے کے لئے ہے۔ واسطی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ذکر کی بابت سوال کیا تو انہوں نے

فرمایا کہ ذکر یہ ہے کہ آدمی غفلت کے میدان سے نکل کر غلبہ خوف اور شدتِ محبت کے ساتھ مشاہدہ کے صحن وسیع میں جا پہنچے اور ذکر کے خواص میں سے یہ بات ثابت ہے کہ بندہ جب خدا کا ذکر کرتا ہے تو خدا اُس کے مقابلہ میں بندہ کو یاد کرتا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ" یعنی تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد رکھوں گا' اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا تھا کہ آپ کہاں رہتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ اپنے مومن بندہ کے دل میں' اور معنی یہ ہیں کہ خدا کی یاد دل میں رہتی ہے اور اس کا بیان بابِ محبت کے آخر میں بھی آئے گا اور محمد بن حنفیہ (ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ہے کہ بلاشک خدا کے ذکر سے فرشتوں کی آنکھ اُسی طرح جھپک جاتی ہے جس طرح بجلی سے جھپکتی ہے۔

دوسرا فائدہ: خبر میں وارد ہوا ہے کہ ذکر کی مجلسوں میں بندہ پہاڑوں کے ایسے گناہ لے کر آتا ہے اور جب مجلس سے اُٹھتا ہے تو کچھ بھی نہیں رہتے ہیں' اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جنت کے باغوں میں ایک باغ فرمایا ہے' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب جنت کے باغوں میں تمہارا گذر ہوا کرے تو کچھ چر چگ لیا کرو' عرض کیا گیا: جنت کے باغ کیا ہیں' یعنی اُن سے آپ کی کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: ذکر کے حلقے جیسا کہ بابِ تقویٰ میں اس کا بیان آتا ہے۔ حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہو تو خدا اس کو دس بُری مجلسوں کا اس سے کفارہ کر دیتا ہے۔ کسی نے ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایک راز رکھتا ہوں جس کے متعلق شجرِ طوبیٰ کے نیچے کا ہمارا آپ کا وعدہ ہے' انہوں نے فرمایا کہ ہم تو اُسی کے نیچے رہا کرتے ہیں جب تک خدا کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا ذکر اور قرآن خوانی کے وقت ذاکرین پر تجلی فرماتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایسی کوئی جماعت کے لوگ نہیں ہیں جو جمع ہو کر خدا کا ذکر کریں اور اس سے اُن کی غرض سوائے ذاتِ خداوندی کے اور کچھ نہ ہو اور پھر بھی اُن کو آسمان سے منادی پکار کر یہ نہ کہے کہ تم لوگ اب بخشے بخشائے' اٹھو! میں نے تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا' یعنی منادی ان سے ضرور یہ کہتا ہے۔

موتیوں سے مرصع منبروں پر کون لوگ ہوں گے؟

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت منقول ہے کہ قیامت میں خدا کتنی ہی قوموں کو اُٹھائے گا اور وہ موتیوں کے منبر پر ہوں گے' اُن کے چہرے نورانی ہوں گے حالانکہ نہ وہ شہید ہوں گے نہ نبی' یہ سن کر ایک اعرابی اپنے دونوں گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ذرا اُن کا حال تو مجھ سے بیان فرما دیجئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے واسطے آپس میں محبت کرتے ہیں اگرچہ مختلف نسلوں' ملکوں اور شہروں کے ہوتے ہیں اور جمع ہو کر خدا کی یاد کیا کرتے ہیں' بعضوں نے اللہ تعالیٰ کے اِس قول "لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا" (۲۱:۲۷) میں جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے حکایۃً بیان فرمایا ہے' یہ کہا ہے کہ عذاب دینے سے مراد یہ ہے کہ میں اُسے مجالس ذکر سے دُور کر دوں گا۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ ہُد ہُد کے پَر اکھیڑنا مراد ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ" (۸۱:۲۶) کے متعلق کہا ہے کہ "يُمِيْتُنِيْ" سے غافل کر کے مار دینا مراد ہے اور "يُحْيِيْنِ" سے ذاکر بنا کر زندہ کر دینا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایسی کوئی قوم نہیں ہے کہ جو بیٹھ کر خدا کی یاد کرے اور ان میں کوئی جنتی بھی ہو اور پھر بھی اس کی سفارش سب کے بارے میں خدا قبول نہ فرمائے۔

تیسرا فائدہ: حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں خدا کی ایسی تسبیح بیان کروں گا کہ اس کی مخلوق میں سے کسی نے نہ بیان کی ہوگی' اس پر ایک مینڈک نے اُن کو آواز دی: کیا آپ اپنی تسبیح پر خدا کے سامنے فخر کرتے ہیں حالانکہ میں ستر برس سے تسبیح خوانی کر رہا ہوں' اُس کی یاد کرتے کرتے میری زبان بھی خشک ہوگئی اور مجھے دس راتیں گزر چکیں اور میں نے ان دو کلموں میں مشغول رہنے کے باعث کچھ کھایا تک نہیں' انہوں نے پوچھا کہ وہ کون سے دو کلمے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ "يا مسبحا بكل لسان ومذكورًا في كل مكان" یعنی اے وہ ذات کہ ہر زبان تیری تسبیح خواں ہے اور ہر جگہ تیرا ہی چرچا ہے۔ نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ ایک فرشتہ نے اُن سے کہا کہ اے داؤد!

ذرا سمجھئے تو سہی کہ مینڈک کیا کہتا ہے؟ انہوں نے جو سنا تو معلوم ہوا کہ کہہ رہا تھا: ''سبحانك وبحمدك منتهى علمك'' اس پر وہ بولے کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا ہے، میں بھی ضرور اسی جیسی مدح وثناء کروں گا' مفسرین نے کہا ہے کہ وہ ''سبحان الملك القدوس'' کہا کرتا ہے' اور بغوی رحمۃ اللہ علیہ میں ''سبحان ربی القدوس'' مذکور ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام میں ''سبحان المعبود فی اللجج البحار'' آیا ہے۔

چوتھا فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے زمانہ میں ایک مینڈک تھا جس کی عمر چار ہزار برس کی ہو چکی تھی اور پھر بھی تسبیح سے اُکتاتا نہ تھا' اُس نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا میری طرح بھی کوئی تسبیح خوانی کرتا ہوگا' ارشاد ہوا کہ حضرت یونس۔ اُس نے عرض کیا: اے پروردگار! اُن کی کیا تسبیح ہے؟ ارشاد ہوا کہ ''سبحانك اضعاف من قالها من خلقك وسبحانك اضعاف من لم يقلها من خلقك وسبحانك هدى علمك ونور وجهك وزنة عرشك ومداد كلمتك''۔

پانچواں فائدہ: جب مینڈک کسی پتلی چیز میں گر کر مر جائے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وہ نجس ہو جاتی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے' رہا پانی تو اگر وہ پانی کا رہنے والا مینڈک ہو تب تو اُس کے مرنے سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی نجس نہیں ہوتا اور اگر پانی میں رہنے والا مینڈک نہ ہو تو پانی نجس ہو جاتا ہے' اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور اس میں تغیر نہ آیا ہو تو نجس نہیں ہوتا' خواہ مینڈک خشکی کا ہو خواہ تری کا' اور کثیر کی مقدار رافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک سو آٹھ اور ایک رطل کی تہائی بحساب دمشقی رطل کے ہے' اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک سو سات رطل اور ایک رطل کا نواں حصہ اور کیکڑے کا حکم بھی مینڈک کے مثل ہے' چنانچہ شرح مہذب میں اس کا بیان آیا ہے۔ امام شافعی اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ دونوں کے نزدیک اُس کا گوشت حرام ہے' ہاں! امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک حلال ہے

اور اگر جَو کے ساتھ پکا کر استعمال کیا جائے تو ''وجع الظھر والصلب'' یعنی پیٹھ اور ریڑھ ہڈی اور جوڑوں کے درد کے لیے بہتر ہے اور اگر کسی درخت پر لٹکا دیا جائے تو پھل بہت پیدا ہوتے ہیں اور اس کی تسبیح ''سبحان المذکور بکل لسان'' ہے۔

لطیفہ: مینڈک اگر خواب میں نظر آئے تو مرد نیک سمجھا جاتا ہے کیونکہ نار حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اُس نے پانی ڈالا تھا اور مینڈکوں کا بکثرت ہو جانا عذاب ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ'' (۱۳۳:۷) یعنی پس ہم نے اُن کے اوپر طوفان اور ٹڈی دَل اور قمل اور مینڈکوں کو بھیجا تھا۔

قوم فرعون پر مختلف عذاب

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قومِ فرعون یعنی قبطیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ جو نشانی ہمارے پاس لائے ہیں وہ ہمارے نزدیک جادو کے قبیل سے ہوتی ہے اس لیے ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن پر بددعا کی' خدا نے اُن پر طوفان بھیجا جو رات و دن چلا جاتا تھا' حتیٰ کہ ان کو چاند و سورج کچھ نہ سوجھتا تھا' تب انہوں نے فرعون سے فریاد کی' اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایاد کی' حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے فریادی ہوئے' اس پر خدا نے بارش کو روک دیا اور ہوا بھیجی جس سے زمین پھٹ گئی اور بکثرت نباتات کی پیداوار ہوئی' اس پر وہ کہنے لگے کہ صاحب ہم تو گھبرا گئے' اس سے تو وہی اچھا تھا اور پھر کفر کیا' تب خدا نے اُن پر ٹڈی دل کو بھیجا جنہوں نے ساری سبزی کھا پی کر برابر کر دی اور وہ بڑی مصیبت میں پھنس گئے یہاں تک کہ اُن کے اُڑتے وقت آفتاب بھی نظر نہ آتا تھا' پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے فریادی ہوئے' اس پر خدا نے ہوا کو بھیجا جس نے ٹڈی دل کو اُڑا کر سمندر میں جا پھینکا' اُس وقت کہنے لگے: ہمارے کھیتوں میں سے جو بچ رہا ہے ہمارے لئے وہی کافی ہے اور پھر اُنہوں نے کفر کیا' تب خدا نے اُن پر قمل کو بھیجا' سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ قمل وہ کیڑا ہے جو گیہوں سے نکلتا ہے یعنی گھن' اور ثعلبی کہتے ہیں کہ وہ ایک قسم کی چیچڑی ہوتی ہے' اور عطاء خراسانی کا بیان ہے کہ وہ یہی مشہور یعنی جوں ہے

اور بعض کہتے ہیں کہ پسو ہے بعض کہتے ہیں کہ ایک بے پر کی ٹڈی ہوتی ہے بہر حال ان کی کوئی ایسی سبزی نہ تھی جسے قمل نے کھا نہ لیا ہو اور ان کے بدن پر چیچک معلوم ہوتی تھی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انہوں نے فریاد کی وہ اپنے رب سے فریادی ہوئے تو خدا نے ایسی گرم ہوا بھیجی جس نے قمل کو جلا کر جھگڑا پاک کر دیا پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تب خدا نے اُن پر مینڈکوں کو بھیجا اور شب تاریک کی طرح اُن کی ایسی بھرمار ہوئی کہ کیا اُن کی زراعت اور کیا کھانا اور کیا بچھونا سب ہی میں شدت سے اُن کا عمل دخل ہو گیا تب پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے فریاد کی خدا نے اُن کو بھی مار ڈالا اور بارش کو بھیجا جو انہیں سمندر میں بہا لے گئی اس پر بھی اُنہوں نے کفر کیا تو خدا نے ان پر خون کو بھیجا چنانچہ ان کی نہروں میں خون بہنے لگا اور بعض کا قول ہے کہ خدا نے اُن پر مرض نکسیر مسلط کر دیا بہر حال سات روز ان کو خون پیتے گزرے پھر کہنے لگے کہ اے موسیٰ! اگر ہم سے رجز یعنی یہ مصیبت دور کر دیں تو پھر آپ کو ہم ضرور مانیں گے سعید بن جبیر نے کہا کہ یہ چھٹا عذاب تھا اور وہ طاعون تھا لیکن اور لوگ کہتے ہیں کہ رجز سے مراد یہی پانچوں قسموں کا عذاب ہے جو اوپر مذکور ہوا اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہی قوی قول ہے اور کہا ہے کہ یہ بھی مان لو کہ ہر ہر بلا میں وہ چالیس چالیس دن مبتلا رہے۔

چھٹا فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نے جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو ایک فرشتہ بھی پیدا کیا تھا اور اس کو حکم دیا تھا کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا رہے چنانچہ وہ اپنی آواز کھینچ کھینچ کر کہا کرتا ہے اور نفخ صور تک برابر کہتا رہے گا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور بغرضِ تعظیم اس کو کھینچ کر نکالے تو خدا اس کے چار ہزار کبائر کا کفارہ کر دیتا ہے اور اگر اس کے چار ہزار گناہ نہ ہوں تو اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے اور حدیث میں ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور بغرضِ تعظیم کھینچ کر نکالے تو اس کے نامۂ اعمال میں سے چار ہزار گناہ ساقط کر دیے جائیں گے اس لئے کھینچ کر ادا کرنا پسند کیا جاتا ہے جیسا کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص لَا

اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور اس کو آواز کھینچ کر نکالے تو خدا اُس کو دارالجلال رہنے کے لئے عنایت کرے گا اور دارالجلال وہ گھر ہے جس کے نام پر اُس نے اپنا نام رکھا ہے' چنانچہ ذوالجلال والاکرام ارشاد ہوا ہے اور اپنے وجہ کریم کا دیدار اسے نصیب کرے گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت انس بن مالک مروی ہے کہ لوگو! سنتے ہو جو شخص کسی شے سے متعجب ہو کر لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے' خدا ہر حرف کے مقابل میں ایک ایک درخت پیدا کر دیتا ہے' جس کے اتنے پتے ہوتے ہیں جتنے دنیا میں دن اور ہر پتا اس کے لئے قیامت تک مغفرت چاہتا اور تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ ابلیس' سکندر ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا کہ کیا تجھے روشنی کا ملک کافی نہ تھا جو تجھے تاریکی میں جانے کی نوبت آئی' اس کے بعد اُس نے کہا کہ لوگ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں' اُس نے جواب دیا کہ اس کا کہنے والا بدبخت نہیں رہتا اور حدیث میں آیا ہے کہ کلمہ شیطان کے پہلو میں ویسا ہی اثر رکھتا ہے جیسا کہ انسان کے پہلو میں (انگارہ) (ایک قسم کی خارش) کی بیماری۔ شفاء میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا ہے: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ' جو اسے پڑھے گا میں اُسے عذاب نہ دوں گا۔

فوائد

پہلا فائدہ: خدا نے یاقوت سرخ کا ایک ستون پیدا کیا ہے اس کی بنیاد ساتویں زمین کے نیچے ہے اور اس کی چوٹی عرش کے پایہ کے نیچے تک پیچ کھا کر پہنچتی ہے' پس جب بندہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو کیا زمین اور کیا مچھلی اور کیا عرش' سب حرکت کرنے لگتے ہیں' خدا کا ارشاد ہوتا ہے: ٹھہر جاؤ' تب یہ سب عرض کرتے ہیں کہ آپ کی عزت کی قسم! یہ تو نہیں ہونے کا' جب تک آپ لا الٰہ الا اللہ کے کہنے والے کو بخش نہ دیں گے' اُس وقت خدا ارشاد فرماتا ہے کہ ٹھہر جاؤ (اور سنو!) بے شک میں نے مخلوقات کے پیدا

کرنے سے پہلے ہی آپ یہ قسم فرمائی ہے کہ میں اس کلمہ کو بندے کی زبان پر جبھی جاری ہونے دوں گا کہ اُس سے پہلے ہی اس کو بخش چکا ہوں گا۔

دوسرا فائدہ: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بہت سے اسرار ہیں، اُن میں سے ایک یہ کہ اُس کے سارے حروف جوف یعنی منہ کے اندر سے نکلتے ہیں، جس سے اشارہ یہ ہے کہ اُس کو ٹھیک اندر سے یعنی دل سے کہنا چاہئے، ایک یہ کہ اُس میں کوئی نقطہ دار حرف نہیں اور یہ تمام اور معبودوں سے تجرد کی طرف اشارہ ہے اور ایک یہ کہ اُس میں بارہ حرف ہیں جیسے کہ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں، اُن میں چار حرف حرمت والے ہیں اور وہ اسم ذات لفظ اللہ کے حروف ہیں جن میں سے ایک فرد اور الگ ہے، باقی تین ملے ہوئے ہیں جس طرح کہ سال کے چار مہینے رجب الگ اور ذیقعدہ، ذوالحجہ، محرم پے در پے تمام مہینوں سے افضل ہیں، پس جو شخص اخلاص کے ساتھ اُسے پڑھے تو اُس کے سال بھر کے گناہ کا کفارہ ہو جائے، ایک یہ کہ رات اور دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں، چنانچہ محمد رسول اللہ کو ملا کر کلمہ کے بھی چوبیس حرف ہیں تو گویا ہر حرف ایک ایک گھنٹے کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک یہ کہ اُس میں سات کلمے یعنی الفاظ ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں تو گویا ہر ہر لفظ اُس کے پڑھنے والے کو ایک ایک دروازہ سے روکتا ہے۔

تیسرا فائدہ: میں نے کتاب الحقائق میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے عرفات میں وقوف کیا اور اُس کے ہاتھ میں سات کنکریاں تھیں، اُس نے کنکریوں سے خطاب کر کے کہا کہ اے کنکریو! تم میری گواہ رہو! اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں، گواہی دیتا ہوں اور یہ کہہ کر اپنے ہاتھ سے انہیں پھینک دیا، اُسی رات کو دیکھتا کیا ہے کہ قیامت قائم ہے اور اُس کے گناہ نیکیوں سے زیادہ ہیں، اس پر خدا نے اُس کو دوزخ میں لے جانے کا حکم دیا، پھر دیکھا کیا کہ اُن کنکریوں نے دوزخ کے دروازے بند کر رکھے ہیں، سارے دوزخ کے محافظ اور کارکن جمع ہو گئے کہ ایک پتھر کو ہٹا دیں لیکن وہ پتھر کسی کے ٹالے نہ ٹلے اور سب عاجز ہو کر رہ گئے، پھر وہ لوگ اس کو عرش کے نیچے تک پکڑ لے گئے، یہ پتھر بھی سفارش کرتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے، پھر آخر خدا

نے اُس کو جنت میں جانے کا حکم دیا' اُس وقت یہ سارے پتھر جنت کے دروازوں میں آگے سے جا پہنچے اور ہر پتھر کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا میری ہی طرف سے جنت میں داخل ہونا۔

چوتھا فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص تھا جو چار سو اسّی برس تک گناہ کرتا رہا تھا' خدا نے اُس پر اپنا کرم کیا اور اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ" کہا' اُسی وقت جبرئیل علیہ السلام اُترے اور کہا: اے موسیٰ! خدا نے اس کے چار سو اسّی برس کے گناہ معاف کر دیئے اور یہ اس لئے کہ "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ" میں چوبیس حرف ہیں یعنی ہر ہر حرف بیس بیس برس کے گناہ کا کفارہ ہوا پس چونکہ محمد رسول اللہ' موسیٰ رسول اللہ سے افضل ہیں تو کچھ عجب نہیں کہ خدا مؤمن کے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کی وجہ سے مثلاً ستر ستر گناہ بخش دے۔

پانچواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں ہے جو "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاللّٰـہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھے اور اس کی ساری خطاؤں کا کفارہ نہ ہو جائے' اگرچہ اُس کی خطائیں سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے: مصحح)

حکایت: میں نے اللہ تعالیٰ کے قول "فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا" یعنی تم دونوں (اے موسیٰ و ہارون علیہما السلام) فرعون سے نرمی سے گفتگو کرو' کی تفسیر میں دیکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! نرم بات کیسی ہوتی ہے؟ ارشاد ہوا کہ اُس سے کہو کہ کیا اب بھی صلح کرنے پر تجھے کچھ رغبت ہوئی' ساڑھے چار سو برس تک تو تو اپنے نفس کی پیروی کر چکا' اگر تو ایک برس تک بھی ہماری مان لے تو تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں۔ اگر ایک برس نہ سہی تو ایک ہی مہینہ سہی' اچھا مہینہ بھی نہ سہی ایک ہفتہ ہی سہی' یہ بھی بہت ہو تو ایک دن ہی' ایک ساعت ہی سہی' اچھا سب کچھ جاتے دے ایک دم بھر ہی لیے "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہہ لے تو میں ابھی تجھ سے صلح کر لوں' پس جب حضرت موسیٰ

علیہ السلام پیغام خداوندی پہنچا چکے تو فرعون نے اپنا سارا لشکر جمع کیا اور کہنے لگا کہ تم سب کا سب سے بڑا پروردگار تو میں ہی ہوں' اس پر آسمان اور زمین کانپ اُٹھے اور اپنے پروردگار بزرگ و برتر سے اس کو ہلاک کر ڈالنے کی اجازت چاہنے لگے' پس خدا کا ارشاد ہوا کہ وہ تو کتے کے مانند ہے' اُس کے لئے تو ڈنڈا ہی چاہئے' آپ اپنے (عصا) ڈنڈے کو ڈال تو دیجئے' چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے ڈال دیا' اس پر جادوگر تو ایمان لے آئے لیکن فرعون بھاگ کر اپنے خزانہ میں جا چھپا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اگر تو یہاں سے نہیں نکلتا تو ابھی حکم دیئے دیتا ہوں کہ وہ (عصا کا اژدھا) تجھ پر گھس پڑے گا' تب کہنے لگا کہ ذرا مجھے مہلت دیجئے' انہوں نے کہا کہ مجھے خدا کی اجازت نہیں ہوئی ہے' اُسی وقت خدا نے وحی بھیجی کہ اچھا اُسے مہلت دیجئے کیونکہ یقیناً میں بڑا بُردبار ہوں' سزا دینے میں جلدی نہیں کیا کرتا' فرعون کا پہلے کہاں تو یہ حال تھا کہ کہیں چالیس دن میں ایک مرتبہ پاخانہ جایا کرتا تھا اور اب یہ حال ہو گیا کہ ایک ایک دن میں چالیس چالیس مرتبہ پاخانہ جانے کی نوبت آئی' لیکن پھر بھی جب اُسے یوم الزینۃ تک کی مہلت دے دی گئی اور اس کا بیان باب موت فصل ادب میں عنقریب آئے گا تو پھر سرکشی پر آمادہ ہو گیا اور تمرّد سے پیش آیا۔ تب خدا نے اس کو پہلی اور پچھلی گستاخی پر عبرت ناک سزا میں گرفتار کر دیا' یعنی پہلی گستاخی ''اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی'' پر تو جس کا بیان گزر چکا ہے' غرق کر دینے کی سزا دی اور دوسری گستاخی یعنی اس کہنے پر کہ میرے سوا تو مجھے تمہارا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا' جہنم کے عذاب میں گرفتار کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ پہلی یہی بات ہے اور دوسری وہ جس کا بیان ہو چکا۔ بہر حال ان دونوں باتوں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ تھا۔ زمرۃ العلوم اور زہرۃ النجوم میں میں نے دیکھا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ جب فرعون نے ''وما ربّ العالمین'' یعنی پروردگار کیا چیز ہے؟ کہا تھا اُس وقت میں خدا کے سامنے کھڑا ہوا تھا' میں نے عذاب کے لئے اپنے دونوں بازو پھیلائے تھے' خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیل! ذرا ٹھہرنا عذاب کی جلدی تو اُسی کو ہوتی ہے جسے یہ ڈر ہو کہ ہمارے ہاتھ سے یہ نکل جائے گا' اور اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ فرعون

نے جب ''اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی'' کہا تو جبرئیل نے چاہا تھا کہ اُسے زمین میں دھنسا دے لیکن اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی تو اجازت نہیں ملی اور حکم ہوا کہ اُس سے درگزر کرے۔ ملّائی نے سورہ قصص کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ فرعون حمام میں تھا' ابلیس اس کے پاس جا داخل ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ اے فرعون! میں نے سب کچھ تجھ سے بنا بنا کر کہا تھا لیکن میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ خدائی کا دعویٰ کر اور اس کے چالیس کوڑے رسید کئے اور نظر جھکا کر اس سے الگ ہو گیا' تب فرعون اُس سے کہنے لگا: تو کیا اے ابلیس میں اب اس دعوے سے دست بردار ہو جاؤں؟ وہ بولا کہ نہیں کر چکنے کے بعد اب دست بردار ہونا ٹھیک نہیں۔

حکایت: کفار قریش جن میں اس امت کا فرعون یعنی ابو جہل بھی شامل تھا' ابو طالب کے پاس مرض الموت میں جمع ہوئے اور کہنے لگے: یہ تو تمہیں خوب معلوم ہے کہ جو ہمارے اور تمہارے بھتیجے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان چل رہی ہے' پس بہتر ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے ہی جو کچھ ہمارا حق ہو ان سے دلا دو اور جو اُن کا حق ہو ہم سے لے لو۔ ابو طالب نے آپ کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! یہ تیری قوم کے شریف لوگ ہیں تو ان سے باز رہ تو یہ بھی تجھ سے باز رہیں گے' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ایک بات مان لیں۔ ابو جہل' اس پر خدا کی پھٹکار ہو' بولا کہ ایک کیا ہم دس باتیں مان لیں گے' آپ نے فرمایا: تو اچھا کہو ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ'' تب وہ کہنے لگے کہ آپ تو چاہتے ہیں کہ اور خداؤں کے ہوتے ہوئے بھی ایک ہی خدا قرار دے لیں' اس میں شک نہیں کہ آپ کی بھی عجیب بات ہے اور یہ کہہ کر سب تتر بتر ہو گئے' اس وقت ابو طالب نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! تم نے تو اُن سے کوئی زیادتی کی بات نہ کہی تھی یعنی کوئی ایسی مشکل چیز نہیں چاہی تھی (ہر چند کہ ''شطط'' کے معنی یہاں زیادتی کی بات کے لئے گئے ہیں' لیکن خدا کے اس قول ''فَاحْکُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ'' (۲۲:۳۸) میں ''لا تشطط'' سے مراد ہے کہ اپنے حکم میں ظلم نہ کر' چنانچہ جب کوئی ظلم کرتا ہے تو کہا کرتے ہیں: ''شط الرجل شططا'') اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے اسلام کی

امید کر کے کہا کہ اس کلمہ کو کہہ لو تو مجھے قیامت کے روز تمہاری شفاعت کرنے کی گنجائش ہو جائے' ابو طالب نے جواب دے دیا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ قریش کے لوگ سمجھیں گے کہ میں نے گھبرا کے کہہ دیا تو میں ضرور کہہ دیتا۔ معجزات کے بیان میں اس کا اور زیادہ بیان آئے گا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ انعام کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ ابو طالب نے کہا تھا کہ پھر کوئی دوسری ہی بات کہہ' کیونکہ یہ بات تو تیری قوم کو بُری معلوم ہوتی ہے' اُس پر آپ نے جواب دیا کہ میں تو اُس کے سوا نہیں کہہ سکتا حتیٰ کہ یہ لوگ آفتاب کو اپنی جگہ سے لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دیں' تب وہ کہنے لگے کہ اچھا ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہنا چھوڑ دیجئے ورنہ پھر ہم آپ کو بھی بُرا بھلا کہیں گے اور اس کو بھی جو آپ کو اس کا حکم کرتا ہے' تب خدا نے یہ آیت نازل کی: ''وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ'' (۱۰۸:۶) یعنی خدا کے سوا جن معبودوں کو وہ پکارا کرتے ہیں' اُن کو بُرا بھلا مت کہو ورنہ وہ زیادتی کر کے جہالت سے خدا کو بھی بُرا بھلا کہنے لگ جائیں گے' پس اگر کوئی کہے کہ بتوں کو بُرا بھلا کہنا تو سب سے افضل عبادت میں داخل تھا پھر خدا نے اُس سے منع کیوں کر دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ شانِ خداوندی میں جو ظالموں کے ہفوات (بے ہودہ باتیں) سے مبرّا ہے' بتوں کے بُرا بھلا کہنے سے بڑی قباحت لازم آتی تھی' یعنی بتوں کو بُرا بھلا کہنا خدا اور رسول کے بُرا بھلا کہلانے کا باعث ہوتا تھا' اس لئے احتراز واجب ہوا۔

لطیفہ: خدا نے کلمۂ توحید کو پانی سے تشبیہ دی ہے' اس لئے کہ پانی پاک کرتا ہے اور یہ کلمہ بھی گناہوں سے پاک کرتا ہے اور اس کو خاک سے تشبیہ دی ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ خاک ایک دانہ کو کتنا ہی بڑھا دیتی ہے' اس کلمہ کا ثواب بھی بہت کچھ بڑھ جاتا ہے اور اس کو آگ سے تشبیہ دی ہے' اس لئے کہ وہ جلا ڈالتی ہے اور یہ کلمہ بھی گناہوں کو جلا دیتا ہے اور اس کلمہ کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے' اس لئے کہ وہ سارے عالم کو روشن کرتا ہے اور اس کلمہ سے بھی قبر میں روشنی ہوتی ہے اور اس کو ماہتاب سے تشبیہ دی ہے' اس لئے کہ وہ رات کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور یہ کلمہ بھی یقین کو روشن کرتا ہے اور اس کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ وہ

مسافروں کے رہنما ہیں اور یہ کلمہ بھی گمراہوں کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اُس کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دی ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ" یعنی پاکیزہ درخت کے مانند اور یہ اس لئے کہ کھجور کا درخت ہر قسم کی زمین میں نہیں جمتا' اسی طرح یہ کلمہ بھی ہر دل میں نہیں جمتا اور کھجور کا درخت سب درختوں سے لمبا ہوتا ہے اور اس کلمہ کی بھی اصل تو دل میں ہوتی ہے اور شاخیں عرش کے نیچے تک پہنچتی ہیں اور چھوہارے کی قیمت گٹھلی سے کچھ کم نہیں ہو جاتی' اسی طرح مؤمن کی بھی قیمت ایسے گناہوں سے جو اُس کے اور خدا کے مابین ہوں' کچھ ایسی گر نہیں جاتی اور کھجور کے درخت میں نیچے کانٹا اور اوپر کھجور ہوتی ہے اور اس کلمہ سے بھی شروع شروع میں تو تکلیفیں ہوتی ہیں لیکن اس کے پڑھنے والے کو اس کا ثمرہ مل ہی جاتا ہے' یعنی خدا کا دیدار میسر ہوتا ہے اور یہ کلمہ جنت کی کنجی ہے اور کنجی میں دانت بھی چاہئے' چنانچہ اس کے دانت حرام چیزوں کا چھوڑنا اور واجبات کا بجالانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: بس جان لو بات یہی ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اخلاص کے ساتھ دل سے کہتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے' عرض کیا گیا: اُس کا اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ممنوعات سے بچنا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے ابوہریرہ! ہر نیکی جو تو کرتا ہے قیامت کے روز تولی جائے گی مگر ہاں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کیونکہ وہ ترازو میں رکھی تک نہ جائے گی۔

حکایت: ایک مرتبہ شاہِ روم نے سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ اے امیر المؤمنین! میرے قاصد نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے یہاں ایک درخت ہوتا ہے پہلے تو گدھے کے کان کی طرح اُس کے پھل نکلتے ہیں پھر وہ غلاف پھٹ جاتا ہے اور موتی سے بھی زیادہ خوش نما پھل نظر آنے لگتا ہے اور زمرد کی طرح سبز ہوتا ہے' پھر سرخ اور زرد ہو کر طلاء اور یاقوت کے ٹکڑوں کی طرح نمودار ہوتا ہے' پھر اُس میں سے عرق ٹپک ٹپک پڑتا ہے' اُس وقت وہ فالودہ سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوتا ہے' پھر خشک ہو کر مقیم لوگوں کی خوراک اور مسافروں کے توشہ کے کام آتا ہے' اگر یہ سچ ہے تو بے شک یہ جنت کا درخت ہے۔ عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے لکھ بھیجا کہ ہاں ہے تو سہی اور یہ وہی درخت ہے جس کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے' پس تمہیں چاہیے کہ خدا کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ۔

فائدہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: بخلاف اور درختوں کے کھجور کا درخت ایسا ہوتا ہے جو حیوانات بلکہ انسان کے ساتھ بھی ایک قسم کی مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے' اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی پھوپھی کھجور کی بڑی آؤ بھگت کیا کرو' کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے جو کچھ بچا کھچا تھا اُسی سے اُس کی پیدائش ہوئی ہے اور وہ اس طرح کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اُترے تھے تو اُن کے بال بڑھ گئے اور بدن میل سے آلودہ ہو رہا تھا' اس وقت جبرئیل علیہ السلام ایک قینچی لائے اور اُن کے بال اور ناخن تراشے اور ان کے بدن سے میل دور کیا اور زمین میں دفن کر دیا' پھر حضرت آدم علیہ السلام سو رہے تھے' بیدار ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس ایک کھجور کا درخت پیدا کر رکھا ہے' اس کا تنا اُن کے بدن سے ریشے' اُن کے بالوں سے شاخیں' اُن کے ناخنوں سے پیدا کئے' کھجور کے درخت میں ایک یہ بھی عجیب بات ہے کہ اور درخت تو نیچے سے پانی جذب کرتے ہیں اور وہ اُوپر سے کرتا ہے۔

کھجور کے بے مثال فوائد

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس درخت نے روئے زمین پر سب سے پہلے قرار پکڑا وہ کھجور ہی کا درخت ہے اور خدا نے قرآن میں بھی اُس کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے' چنانچہ فرمایا ہے کہ لمبے لمبے کھجور اُن کے تہ بہ تہ خوشے ہوتے ہیں' یعنی اُن کے پھل ایک دوسرے کے اوپر گچھے میں لگتے چلے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا کرتے تھے کہ گدر کھجور خشک و پختہ کھجور کے ساتھ کھایا کرو کیونکہ آدمی جب اُسے کھاتا ہے تو شیطان کو غصہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ آدمی تو بچ گیا' کیونکہ نئے اور کہنہ کو ملا کر کھاتا ہے' اس لئے کہ گدر کھجور کی تاثیر سرد و خشک ہے اور پختہ اور خشک کھجور کی گرم اور تر ہے' اس طرح ہر ایک سے دوسرے کی اصلاح ہو جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ککڑی کو تر کھجور کے ساتھ اور

جو کی روٹی کو پختہ و خشک کھجور کے ساتھ ملا کر استعمال کیا ہے اور شہد کو سرد پانی میں ملا کر نہار منہ نوش فرمایا ہے تا کہ اس سے تندرستی قائم رہے کیونکہ گرم و سرد جب مل جائیں گے تو تندرستی بجا رہے گی اور حکماء نے ان باتوں سے منع کیا ہے کہ مچھلی اور انڈے ساتھ کھائے جائیں یا مچھلی اور دودھ کو غذا میں جمع کیا جائے یا مچھلی کھانے کے بعد سرد پانی اور شہد کا شربت پیا جائے یا اس کے کھانے کے بعد خواب کیا جائے یا جماع کے بعد پانی پیا جائے یا دودھ پینے کے بعد کوئی حمام میں جائے اور سمرقندی نے بُستان میں بیان کیا ہے کہ جو شخص شکم سیر ہونے کے بعد حمام میں جائے اور پھر قولنج میں مبتلا ہو جائے تو اور کسی کو نہیں خود اپنے ہی آپ کو اسے ملامت کرنا چاہیے کیونکہ اس کی سزا ہی یہ تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبی رعایتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب آپ روزہ رکھتے تو تر کھجور سے افطار فرماتے' اس لئے کہ روزہ سے معدہ اور جگر میں ضعف آ جاتا ہے اور شیرینی جگر تک سب سے جلد نفوذ کر جاتی ہے کیونکہ اُسے شیرینی محبوب ہے اور وہ شیرینی پر خصوصاً تر کھجور پر میلان رکھتا ہے اور یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے عائشہ! جب تر کھجوریں آ جایا کریں تو تم کو چاہئے کہ مجھے مبارک بادی دیا کرو اور تمام شہروں میں پختہ کھجوریں سب سے افضل غذا ہیں اور جُمار یعنی کھجور کے درخت کا گودا دستوں کو بند کرتا ہے اور صفرا اور گرمی کو نافع ہے اور اگر اُس کے بعد ادرک کا مربہ بھی کھا لیا جائے تو اس کا نفع اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور اس کا بیان کہ نفاس والی عورت کے لئے تر کھجور سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور مریض کے لئے شہد سے بڑھ کر نہیں' عنقریب آئے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی طلاق دینے کے لئے اپنی زبان کو حرکت دے لیکن اُس کی آواز اتنی نہ نکلی ہو کہ وہ خود سن سکے تو طلاق نہیں پڑتی لیکن اگر "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے کے لئے زبان کو حرکت دے اور آواز نہ بھی سنائی دے تو بھی خدا کی درگاہ سے اُسے ثواب مل جائے گا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو ایک دعا سکھلائی اور انہیں حکم دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلا دیں' جو شخص اُس کو پڑھے گا خدا کی طرف سے اُس کے لئے ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار گناہ مٹا دیئے

جائیں گے اور اس کے ستر ہزار درجے بلند کئے جائیں گے اور وہ یہ دعا ہے: "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کما هلل اللّٰه کل شیء و کما یجب ان یهلل و کما ینبغی لکریم وجهه وعز جلاله وسبحان اللّٰه کما سبح اللّٰه کل شیء و کما یجب للّٰه ان یسبح و کما ینبغی لکریم وجهه وعز جلاله واللّٰه اکبر کما کبر اللّٰه کل شیء و کما یجب للّٰه ان یکبر و کما ینبغی لکریم وجهه وعز جلاله" "یعنی میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر خدا کا کلمہ پڑھتا ہوں جیسا کہ ہر شے نے خدا کا کلمہ پڑھا ہو اور جیسا کہ کلمہ پڑھنا ہے اور جیسا کہ اس کی وجہ کریم اور جلال کی عزت کے شایان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر میں خدا کی ایسی ثناء خوانی کرتا ہوں جیسی کہ ہر شے نے خدا کی ثناء خوانی کی ہو اور جیسی کہ خدا کی ثناء خوانی واجب ہے اور جیسی کہ اس کی وجہ کریم اور جلال کی عزت کے شایانِ شان ہے اور سبحان اللہ کہہ کر اس کی ایسی تسبیح خوانی کرتا ہوں جیسی ہر شے نے خدا کی تسبیح خوانی کی ہو اور جیسی کہ خدا کی تسبیح خوانی واجب ہے اور جیسی کی اس کی وجہ کریم اور جلال کی عزت کے شایان ہے"۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہتا ہے تو ایک فرشتہ اسے لے کر اوپر چڑھ جاتا ہے' آسمان میں دوسرا فرشتہ اُس کے استقبال کے لئے آگے بڑھتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ کہاں سے آتے ہو؟ اور یہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تم نے کہاں کا قصد کیا ہے؟ پس پہلا جواب دیتا ہے کہ فلاں کی کلمہ گوئی کی شہادت اس کے پروردگار کے پاس پہنچانے کے لئے چڑھ رہا ہوں اور دوسرا کہتا ہے کہ دوزخ سے اُس کی رہائی کا حکم لے کر اُتر رہا ہوں۔

مردہ گھوڑا زندہ ہو گیا

حکایت: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے کسی ایک کا چند لڑکوں پر جو کھیل رہے تھے گزر ہوا' ان میں وزیر کا بیٹا بھی تھا' وہ حواری بھی اُن کے ساتھ کھیل میں شامل ہو گیا' وزیر کا بیٹا اُسے اپنے گھر لے گیا تا کہ اپنے باپ کے پاس جا کر اُس کی تعظیم و مدارات کرے' چنانچہ کھانا حاضر ہوا' شیاطین بھی آ موجود ہوئے' اُس نے "بِسۡمِ

اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو پڑھا' یہ کہنا تھا کہ شیاطین بھاگ کھڑے ہوئے' وزیر نے اُس سے یہ ماجرا دریافت کیا' اُس نے جواب دیا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ہوں' انہوں نے مجھے تم لوگوں کی طرف بھیجا ہے تا کہ تم خدا پر ایمان لے آؤ اور بتوں کو ترک کردو' چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا' پھر ایک دن وہ کہنے لگا کہ بادشاہ کا گھوڑا مر گیا ہے' اُس نے جواب دیا کہ اچھا اُس سے کہہ دو کہ اگر وہ میری اطاعت پر کمر باندھے تو خدا اُس کا گھوڑا زندہ کر دے گا' پھر اُس نے بادشاہ کو یہ خبر پہنچائی' بادشاہ نے کہا: ہاں! میں تیار ہوں' چنانچہ پھر وزیر اُس کو بادشاہ کے پاس لے گیا' اُس نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ! ایک عضو اس گھوڑے کا تو آپ پکڑیئے اور ایک آپ کے باپ اور ایک آپ کا لڑکا اور ایک آپ کی ماں اور سب "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھیں' بس اُن کا پڑھنا تھا کہ پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں اس کے اعضا حرکت کرنے لگے اور خدا کے حکم سے گھوڑا زندہ ہو کر اچھلنے کودنے لگا۔

لطیفہ: طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے خدا کے اس قول کے متعلق جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جو لوگ اپنا مال رات و دن خفیہ اور ظاہر خرچ کیا کرتے ہیں اُن کے رب کے پاس اُن کے لئے اُس کا اجر ہے نہ اُن پر کسی قسم کا خوف ہی ہوگا اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے"۔ یہ دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے پالنے والے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ معرکہ آرائی کے وقت گھوڑا "سبوحٌ قدوسٌ ربُّ الملائکۃ والروح" پڑھا کرتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ گھوڑیاں ضرور رکھا کرو کیونکہ اُن کے پیٹ خزانہ ہیں اور پیٹھ ذریعۂ حفاظت اور گھوڑے کے گوشت سے ریاح خوب دفع ہوتی ہے لیکن لطیف جسموں کو موافق نہیں کیونکہ غلیظ اور سوداوی ہوتا ہے اور وہ صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے (حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: شریعتِ محمدیہ میں گھوڑے کا گوشت حرام ہے) اور اگر حاملہ اس کے سم کی دھونی لے تو مُردہ بچہ یا مشیمہ جو نہ گرتی ہو فوراً گر پڑے اور اگر عورت کو گھوڑی کا دودھ پلا دیا جائے اور اسے خبر نہ ہو اور خاوند اس سے صحبت کرے تو اُسی

دم حمل رہ جائے اور اگر حاملہ اس کی لید کی دھونی لے تو بہ سہولت وضع حمل ہو جائے اور اس کی خشک لید کو بطور سرمہ لگانا بیاضِ چشم کو دور کر دیتا ہے' جمہور علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں' البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر صرف گھوڑیاں ہوں یا گھوڑے اور گھوڑیاں مخلوط ہوں تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر صرف گھوڑے ہی ہوں تو اُن پر زکوٰۃ نہیں اور ادائے زکوٰۃ کی صورت اُن کے نزدیک یہ ہے کہ یا تو ہر گھوڑے پر ایک دینار ادا کرے یا سب کی قیمت لگالی جائے اور ہر دوسو درہم پر پانچ درہم کے حساب سے ادا کر دے۔

فوائد: پہلا فائدہ حجۃ الاسلام ابوحامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے زبیدہ رحمہا اللہ سے خواب میں دریافت کیا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا' اُس نے جواب دیا کہ چار کلموں کی بدولت مجھے بخش دیا' پہلا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ جس کے ساتھ میں نے اپنی عمر گزاری' دوسرا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ جس کے ساتھ میں اپنی قبر میں داخل ہوئی' تیسرا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ جس کے ساتھ میری خلوت میں بسر ہوتی رہی' چوتھا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ جس کی بدولت اپنے ربّ سے ملنا مجھے نصیب ہوگا۔

دوسرا فائدہ: ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مقبرہ پر گزر ہوا' انہوں نے فرمایا: السلام علیکم! اے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ والو! تم نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کو کیسا پایا؟ ہاتف نے آواز دی کہ ہم نے ہو ہلاکت سے اُس کو نجات دلانے والا پایا۔

تیسرا فائدہ: کاغذ کے چار پرچے اگر بترکیب ذیل لکھ کر روزانہ ایک ایک پرچہ پلا دیا جائے تو سردی اور بخار کے لئے نافع ہے' پہلے پرچہ پر "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ نارت فاستنارت" دوسرے پرچہ پر "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ دارت فاستدارت" تیسرے پرچہ پر "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ حول العرش وارت" چوتھے پرچہ پر "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ فی علم اللّٰہ غارت"۔

چوتھا فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا نہ تو کوئی نفع پہنچانے والا ہے نہ ضرر پہنچانے والا' نہ کوئی عزت دینے والا ہے نہ ذلت دینے والا' نہ کوئی عطا کرنے والا ہے نہ روکنے والا' ایک مرتبہ ایک صاحب سے اللہ

تعالیٰ کے قول "وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ" (۴۵:۲۲) کے متعلق دریافت کیا تو یہ جواب دیا کہ معطل کنواں تو کافر کا دل ہے جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی جانب سے معطل کر رکھا گیا ہے اور قصر مستحکم مؤمن کا دل ہے جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سے آباد ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "غَافِرِ الذَّنْبِ" یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کے گناہوں کا بخشنے والا اور فرمایا ہے: "قَابِلِ التَّوْبِ" یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا اور فرمایا: "شَدِيْدِ الْعِقَابِ" یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہنے والوں کو سخت سزا دینے والا کیونکہ اُس نے ارشاد کیا ہے کہ زیادتی اور شدت اور تو کسی پر نہیں ظالموں ہی پر ہے اور ظالم اور بے انصاف وہی لوگ ہیں جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی خدائے واحد کی خدائی کے بھی قائل نہیں ہوئے۔

پانچواں فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ عرش کے نیچے سے ایک منادی پکارا کرتا ہے کہ اے جنت! تو اور تیری نعمتیں کس کے لئے ہیں؟ اور وہ کہتی ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کے لیے اور جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل نہ ہو میں اس پر حرام ہوں' پھر دوزخ اور اُس کے عذاب کہتے ہیں کہ جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا منکر ہوگا وہی ہم میں داخل ہوگا اور ہم اسی کے خواہاں ہیں کہ جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تکذیب کرتا ہو اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں پر میں اور میرے عذاب حرام ہیں' پھر خدا کی مغفرت اور رحمت گویا ہوتی ہے کہ میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کے لئے ہوں اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کی مددگار ہوں اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں ہی سے مجھے محبت ہے اور جنت میں جانے کی اجازت بھی اُسی کو ہے جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہو اور دوزخ بھی اس پر حرام ہے جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا ہو۔

چھٹا فائدہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قلب کی کئی قسمیں ہیں: مغز' مغز در مغز' پوست' پوست در پوست' اور اس کی مثال بادام کی سی ہے کہ اُس کے دو پوست ہوتے ہیں' ایک اوپر کا اور ایک اندر کا' اور ایک مغز ہوتا ہے اور ایک مغز در مغز یعنی اُس کا روغن' پس اوپر والے پوست کی مثال تو یہ ہے کہ جیسے کوئی زبان سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لے

اور اس کا دل غافل ہی رہے اور اندر کے پوست کی مثال منافق کی توحید ہے کہ اس کی بدولت جب تک دنیا میں رہتا ہے نفع اٹھاتا رہتا ہے اور جب مر جاتا ہے تو آگ میں پھینکا جاتا ہے اور مغز کی مثال مؤمن کی توحید ہے لیکن مغز بھی ایسی چیزوں سے جو کسی نہ کسی قدر بیکار سی ہیں' خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ بادام کے مغز پر بھی ایک باریک سا پوست ہوتا ہے' یہی حال مؤمن کی توحید کا ہے کیونکہ مؤمن کو زینت دنیا کی جانب کچھ نہ کچھ التفات ہو ہی جاتا ہے اور روغن کی مثال عارف کی توحید ہے کیونکہ روغن میں کسی طرح کا میل نہیں ہوا کرتا' اسی طرح سے عارف کی توحید خالص ہوا کرتی ہے کہ اُسے سوائے خدا کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔

اسی وجہ سے جب جنید رحمۃ اللہ علیہ سے نزع کے وقت کہا گیا کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں کچھ اُسے بھولا تھوڑا ہی ہوں جواب یاد کرنے لگوں' یعنی میں برابر اُسی کی یاد میں ہوں۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بے خدا کی یاد کے دنیا میں کچھ مزہ نہیں اور بے اُس کی رحمت کے آخرت کی بہتری نہیں اور بے اُس کے دیدار کے جنت کا کچھ مزہ نہیں۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک دن میں حج کے لئے نکلا تو میری اونٹنی قسطنطنیہ کی طرف جو روم کا ایک شہر ہے مڑ گئی' میں نے اُسے کعبہ کی طرف پھیرا پھر بھی اسی شہر کی طرف مڑ گئی' آخر میں اُسی طرف چلا اور قسطنطنیہ میں داخل ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں کے لوگ عجب قیل و قال میں ہیں' میں نے اُس کا سبب دریافت کیا تو بولے کہ بادشاہ کی بیٹی کو جنون ہو گیا ہے' اس لئے طبیب کی تلاش ہو رہی ہے' میں نے کہا: میں اُس کا علاج کروں گا' جب لوگ مجھے اُس کے پاس لے گئے' اُس نے دروازہ کے اندر ہی سے پکار کر کہا کہ اے جنید! کیوں آپ کو اونٹنی کیسی ہماری طرف کھینچ کھینچ کر لائی اور آپ تھے کہ اُسے پلٹائے ہی جا رہے تھے' پھر جب میری اس پر نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نہایت ہی حسین و جمیل ہے اور اُس کے گلے میں طوق اور پیروں میں بیڑیاں پڑی ہیں' مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے دوا بتائیے' میں نے اُس سے کہا کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لے' اُس نے جیسے ہی ذرا آواز کھینچ کر پڑھا فوراً طوق اور بیڑیاں گر پڑیں' اس پر اس کا باپ بولا: سبحان اللہ! آپ تو نہایت ہی خوب طبیب ہیں' ذرا میرا بھی تو علاج کیجئے' میں نے اُس سے کہا کہ جو اس نے کہا

ہے تو بھی وہی کہہ لے' چنانچہ وہ بھی مسلمان ہوا اور اس کے ساتھ میں بہت سے لوگ اسلام لائے۔

مسئلہ: عورت کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے' پس اگر فصد کھولنا یا پچھنے لگانا ہو تو کسی محرم کی موجودگی بھی ضروری ہے' جیسا کہ شرح رافعی میں مذکور ہے اور روضہ میں اتنا اور بڑھایا ہے کہ خاوند کا ہونا بھی ضروریات میں سے ہے اور اگر طب جاننے والی عورت موجود ہو تو کسی مرد طبیب کو (ایسے عوارض میں) عورت کا علاج کرنا جائز نہیں اور مسلمان طبیب کے ہوتے ہوئے غیر مسلم سے علاج کرانے کی بھی ممانعت کی جائے گی۔

خوش قسمت لڑکی

حکایت: امام بونی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المورد العذب میں میری نظر سے گزرا' خواص میں سے کسی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میرے دل میں بلادِ روم کی طرف جانے کا خیال پیدا ہوا' میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیت المقدس یا مدینہ کی سمت کا قصد کرنا زیادہ اچھا ہو گا لیکن پھر میرا ارادہ بلادِ روم ہی کی طرف جانے پر جم گیا' جب میں اُس میں داخل ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں کے لوگ جمع ہو رہے ہیں' میں نے ماجرا دریافت کیا تو وہ بولے کہ بادشاہ کی بیٹی کو جنون ہو گیا ہے' میں نے کہا کہ میں علاج کروں گا' لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ طبیب ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں طبیب کا غلام ہوں' تم مجھے اُس کے باپ کے پاس تو لے چلو' چنانچہ لوگ مجھے اُس کے پاس لے گئے' جب اُس لڑکی نے مجھے دیکھا تو کہنے لگی کہ مجھے جنون اُسی طبیب کی بدولت ہوا جس کے آپ غلام ہیں' مجھے اُس کی اِس بات سے بڑا تعجب ہوا' اس پر وہ بولی کہ تعجب نہ کیجئے (اور میرا ماجرا سنئے) ایک شب میں اسی حالت میں تھی' دیکھتی کیا ہوں کہ جذبۂ خداوندی نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور مجھے قرب میسر ہو گیا' میری زبان پر ذکر جاری ہو گیا اور میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ وہ خدا ایک ہے اور اُس کے رسول احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' پھر میں نے اس سے کہا کہ ہمارے بلاد میں چلنے کو تیرا کچھ جی چاہتا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ آپ کے بلاد میں جا کر میں کیا کروں گی؟ میں نے کہا کہ وہاں مکہ مدینہ اور بیت المقدس ایسے شہر ہیں' اُس نے کہا: ذرا سر تو

اُٹھایئے' میں نے جو سر اُٹھایا تو دیکھا کہ کعبہ' مدینہ اور بیت المقدس سب کے سب ہوا میں میرے سر پر چکر لگا رہے ہیں' پھر وہ کہنے لگی کہ اے خواص! جو اپنے جسم سے جنگل میں پھرتا ہے' اسے درخت اور پتھر نظر آتے ہیں اور جو اُس میں اپنے دل سے پھرتا پھراتا ہے تو کعبہ خود اس کا طواف کرتا ہے' پھر اس نے کہا کہ اے خواص! اب تو حبیب کی ملاقات کا وقت قریب آ لگا ہے' میں نے اس سے کہا کہ تمہارے بلاد میں تمہاری موت کیسی ہوگی؟ وہ بولی کہ کچھ حرج نہیں' گوشت اور ہڈیوں کو اگر روم کی طرف نسبت ہے تو روح تو اس کی مولیٰ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہے اور یہ کہہ کر اس نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہو گئی' پھر سنائی دیا کہ کوئی پکار رہا ہے کہ اے نفسِ مطمئنہ! خوشی خوشی اپنے ربّ کے پاس لوٹ چل۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑے' خلیفہ' وقت نے اُن کے پاس ایک طبیب کو بھیجا' اُس نے علاج کیا تو مرض اور بڑھ گیا' اس پر طبیب کہنے لگا کہ اے شیخ المسلمین! آپ کی شفایابی کی مجھے ایسی فکر ہے کہ اگر میں یہ سمجھتا کہ میرے کسی عضو کے کٹ جانے سے آپ کو شفا ہو جائے گی تو میں اس کو بھی کاٹ ڈالتا' انہوں نے فرمایا کہ ہاں تمہارے زُنّار کے کاٹنے پر میری شفا معلق ہے' اس پر اُس نے زُنّار کاٹ ڈالا اور اسلام لے آیا' فوراً حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی اچھل پڑے' گویا انہیں کوئی مرض ہی نہ تھا' تب خلیفہ نے کہا کہ میں تو یہ سمجھا تھا کہ طبیب کو مریض کے پاس بھیجتا ہوں لیکن واقع میں مریض کو میں نے طبیب کے پاس بھیجا تھا۔

لطیفہ: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عورت کے گھر سے اپنا منہ کالا کر کے نکلا ہے' آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرا یہاں کیا کام تھا؟ اُس نے جواب دیا کہ طبیب' مریض کا معالج ہے۔

اور قفل کھل گیا

حکایت: ابو مسلم خراسانی نے بغرضِ جہاد شہر مرو کا رخ کیا اور جب اُس پر قابض ہو گیا تو ایک مجوسی حکیم کو دیکھا' اُس سے پوچھا کہ تم حکیم کیسے بن گئے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے دنیا اور جھوٹ کو چھوڑ دیا اور ہر صبح اپنے معبود کو جس کی میں عبادت کرتا ہوں' اپنے

پیروں سے کچلا کرتا ہوں' اس پر اس نے اس کے قتل کا حکم صادر کیا' تب وہ بولا کہ اے امیر المؤمنین! جلدی نہ کیجئے' پھر اس سے پوچھا کہ تیرے اس قول کے کہ اپنے معبود کو پیروں سے کچلتا ہوں کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا کہ آپ کی کتاب پاک میں آیا ہے کہ اے نبی! آپ نے اُسے دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا رکھا ہے' پس میں اپنی خواہش کو اپنے قدموں سے کچلا کرتا ہوں تا کہ مجھ پر غالب نہ آ جائے' تب اس نے کہا کہ جو اس حکمت تک پہنچ گیا ہو پھر وہ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا؟ اُس نے جواب دیا کہ دل میں قفل لگا ہوا ہے اور کنجی دوسرے کے قبضہ میں ہے' اس پر امیر المؤمنین نے مع اپنے ہمراہیوں کے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی کہ خدا اس حکیم کو اسلام کی توفیق دے کر اُس پر کرم کر دے' اس پر وہ کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین! ذرا دعا میں الحاح کیے جائیے' اب قفل ہلنے لگا ہے' پھر چلا اٹھا کہ لو یہ قفل کھل گیا اور میں "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی شہادت ادا کرتا ہوں۔

حکایت: روضۃ العلماء میں مذکور ہے کہ ایک نصرانی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا کرتا تھا' ایک مرتبہ تین روز تک وہ نہیں آیا' آپ نے اُس کا حال پوچھا' لوگوں نے کہا کہ وہ نزع میں ہے' آپ اُس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ کیسے ہو؟ اُس نے کہا کہ موت عاجل سے مجھے چارا نہیں اور قبر وحشت ناک مقام ہے اور کوئی میرا ہمدم نہیں اور آگ دہک رہی ہے اور میری جلد کو اس کی تاب نہیں اور جنت قریب آ گئی ہے لیکن میری رسائی نہیں اور پل صراط اس سرے سے اُس سرے تک ہے اور مجھ میں اس پر سے گزرنے کی طاقت نہیں اور ترازو کھڑی ہے اور میری کوئی نیکی نہیں اور پروردگار بڑا بخشنے والا ہے لیکن میرے پاس کوئی دلیل نہیں۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ تیرا وقت تو آ پہنچا' اُس نے کہا کہ ذرا کنجی تو آ جائے' حسن رحمۃ اللہ علیہ اُس سے روگرداں ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے' اُس نے کہا: کیا آپ مجھ سے منہ پھیرے لیتے ہیں حالانکہ وہ میرے سامنے ہے' لیجئے کنجی آ پہنچی اور میں "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی شہادت دیتا ہوں' پھر اُسی رات اس کا انتقال ہو گیا' حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کا حال دریافت کیا'

اس نے کہا کہ خدا نے مجھے جنت کے اعلیٰ طبقوں میں جگہ دی ہے۔

حکایت: نسفی کا بیان ہے کہ کسی عابد کا ایک شخص پر گزر ہوا جو گائے کی پرستش کر رہا تھا' عابد نے کہا: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ' اس نے جواب دیا کہ میں تو نہیں کہتا' اس عابد نے گائے سے خطاب کر کے کہا: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی برکت سے پتھر بن جا' یہ کہنا تھا کہ خدا کے حکم سے وہ پتھر بن گئی' تب اس سے اس عابد نے کہا کہ کہہ دے نہیں تو تو بھی اُسی کی طرح ہو جائے گا' اس پر اس نے کلمہ پڑھ لیا۔

مسئلہ: اگر کوئی زبردستی اسلام لے آئے تو صحیح نہیں ہوتا' ہاں اگر حربی ہو یا مرتد ہو تو بات دوسری ہے (یعنی احکامِ ظاہری اس پر مسلمانوں کے جاری ہوں گے لیکن خدا کے نزدیک جبھی مسلمان ہوگا جب دل مسلمان ہو) اگر کوئی عربی کے سوا کسی دوسری ہی زبان میں کلمہ پڑھ لے تب بھی اس کا اسلام صحیح ہے' اگرچہ وہ عربی پر قادر کیوں نہ ہو' یہ شرح مہذب میں مذکور ہے' اور اگر کوئی زوجہ سے کہے کہ اگر تو دوزخی ہو تو تجھ پر طلاق ہے تو اگر وہ مسلمان عورت ہے تو طلاق نہ پڑے گی اور اگر کہا کہ اگر خدا مسلمانوں کو عذاب دینے والا ہو تو تجھ پر طلاق' تو امام رافعی کے نزدیک طلاق پڑ جائے گی۔ روضہ میں مذکور ہے کہ یہ اس وقت ہے کہ جب کسی خاص کی نسبت معذب ہونے کا قصد کیا ہو اور اگر کُل کا قصد کیا ہو یا کچھ بھی قصد نہ ہو تو طلاق نہ پڑے گی' اس لئے کہ صرف بعض گنہگار مسلمانوں کو عذاب ہوگا۔

لطیفہ: ایک یہودی کسی صالح شخص کے پاس گیا اور وہ قلم تراش رہا تھا' اُس نے کہا کہ اسلام لے آ' اُس نے جواب دیا کہ میں تو اسلام نہیں لاتا' اس نے کہا: اسلام لا' نہیں تو میں قلم کا سر کاٹے ڈالتا ہوں' وہ بولا کہ کاٹ ڈال' اس کا کاٹنا تھا کہ یہودی کا سر بدن سے جدا ہو کر گر پڑا' یہ حکایت روض الافکار میں مذکور ہے۔

حکایت: روض الافکار میں ہے کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں ایک راہب کی عبادت گاہ کے پاس ٹھہر گیا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اے وہ ذات کہ جس کے حرم میں ڈرنے والا پناہ گزیں ہیں اور جو جو نعمتیں اس کے پاس ہیں' اس کے طالب اس کی رغبت کرتے ہیں' میں درخواست کرتا ہوں مجھے قصاص سے رہائی ملے اور

گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جن کی لذت تو ختم ہو چکی لیکن اس کا اثر باقی ہے' میں نے اُس سے پکار کر کہا کہ اے راہب! تو نے دنیا کو کیسے چھوڑ دیا' اس نے جواب دیا کہ قبل اس کے کہ وہ مجھے چھوڑ دے میں اُسے چھوڑ بیٹھا' میں نے اُس سے کہا: اچھا اپنا قصہ بیان کر! اس نے کہا کہ میں نصرانی تھا' میں نے خواب دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تجھ پر افسوس ہے! تو غیر خدا کی کب تک عبادت کرتا رہے گا' کیونکہ بلاشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں' میں نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں شفیع المذنبین یعنی گنہگاروں کی سفارش کرنے والا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی تھی' حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی میری نبوت کی شہادت دے چکے ہیں' توریت میں میرے اوصاف مذکور ہیں' انجیل میں بھی معروف ہو رہا ہوں' پھر اس شخص نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر پھیرا اور کہا: اے خدا! اپنے بندے کے دل میں ہدایت ڈال دے اور اس کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے' پھر میں بیدار ہوا اور حالت یہ تھی کہ اسلام سے بڑھ کر کوئی چیز مجھے محبوب نہ تھی' پس میں مسلمان ہو گیا اور اپنے اُسی عبادت خانہ میں سکونت پذیر رہا۔ علامہ بیرماوے نے کہا ہے کہ عربی میں ''ویح'' جس کے معنی افسوس کے ہیں' ترحم کے موقع پر بولا جاتا ہے اور ''ویل'' جس کے معنی تباہی کے ہیں' بددعا اور عذاب کے لئے مستعمل ہے۔

لطیفہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی قبر شریف میں جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل قیامت کے روز آئیں گے اور اسرافیل کہیں گے کہ اے خدا کے دوست! خدا کے حکم سے اُٹھیے! آپ جواب نہ دیں گے' پھر میکائیل کہیں گے: اے خدا کے نبی! اٹھیے! آپ کچھ جواب نہ دیں گے' پھر جبرئیل کہیں گے کہ اے گنہگاروں کی سفارش کرنے والے! خدا کے حکم سے اٹھیے! آپ فرمائیں گے: لبیک! پس آپ سب سے پہلے زمین سے اٹھیں گے۔

حکایت: حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن بتوں کو بیچا کرتے تھے جو آپ کے چچا تراشتے تھے اور پکار پکار کر کہا کرتے تھے: ایسی چیز کون خریدتا ہے جو ضرر پہنچائے گی اور کچھ

نفع نہ دے گی' آپ سے ایک عورت نے کہا کہ میں آپ کے چچا سے ایک بت خریدنا چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا: میں تیرے ہاتھ ایسا بت بیچ کرسکتا ہوں جو تین کام کرے' اس کا ایک حصہ پانی گرم کرے' دوسرا کھانا پکائے' تیسرا تیرا آٹا گوندھے' عورت آپ کی بات کو سوچنے لگی' پھر آپ نے اُس سے کہا کہ کیا میں تجھے ایسے معبود بتادوں کہ جو اس سے درخواست کرے پوری ہو اور جو اُس سے فریاد چاہے اس کی فریادرسی کرے' وہ بولی: بھلا اُس تک رسائی کیسے ہو؟ آپ نے فرمایا: جو خالص دل سے "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہتا ہے اُس کی رسائی ہو جاتی ہے' عورت نے "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھا' فوراً ہی بت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے منہ کے بل گر پڑا' پھر وہ بولی: اے ابراہیم! آپ کا پروردگار تو بڑا اچھا ہے جو اس کے سوا کسی سے امید رکھتا ہے ناکام رہتا ہے' دوسرے کی عبادت میں جو مشقت اٹھائی جائے بیکار ہے' پھر اُس نے بت کو لے کر پاش پاش کر ڈالا۔

اے صمد......!

حکایت: ہند میں ایک بڑا بوڑھا تھا جو زمانہ دراز سے ایک بت پوجتا رہا تھا' اس کو ایک امر پیش آیا جس سے وہ بڑا فکر مند ہوا' اس نے بت سے فریاد چاہی' اُس نے فریادرسی نہ کی' پھر اُس نے کہا کہ اے بت! میری کمزوری پر رحم کر' زمانہ دراز سے تیری عبادت میں لگا ہوا ہوں' اُس نے اُس کا بھی کوئی جواب نہ دیا' اس وقت اُسے بالکل مایوسی ہوگئی اور خدا کی طرف نظر اٹھائی' اس کے جی میں آیا کہ واحد بے نیاز کو پکارے' اُس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور شرمندہ ہو گیا لیکن زبان سے نکل گیا: اے صمد! اے بے نیاز! یہ کہنا تھا کہ اُسے ہوا میں سے ایک آواز سنائی دی کہ کوئی کہتا ہے کہ لبیک! اے میرے بندے! مانگ کیا مانگتا ہے' اس پر فرشتے کہنے لگے: اے اللہ تعالیٰ! وہ زمانہ دراز تک تو بت کو پکارتا رہا اور اس نے اس کی نہ سنی اور آپ کو ایک ہی آواز دی اور آپ نے سن لی' ارشاد ہوا کہ اے میرے فرشتو! جب اُس نے بت کو پکارا اور اس نے نہ سنی پھر صمد کو پکارا اور وہ بھی نہ سنتا تو پھر بت اور صمد یعنی خدائے بے نیاز میں فرق ہی کیا رہتا۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص گائے کی پرستش کیا کرتا تھا اور ایک دن وہ اس کو

باغ میں لے گیا' وہاں بادل نمودار ہوا' بجلی چمکنے لگی' بادل گرجا اس پر گائے بھاگ کھڑی ہوئی' یہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ جو بجلی کی چمک اور بادل کی گرج سے ڈرے اور گھبرائے وہ معبود نہیں ہوسکتی' یہ کہہ کر بادل کی طرف نظر اٹھائی اور کہنے لگا کہ اے بادل کے پروردگار! اگر آپ کی بھیڑیں ہوں تو میرے پاس بھیج دیجیے میں چرایا کروں گا اور اگر آپ کے پاس نہ ہوں تو میں اپنی بھیڑوں میں سے آپ کو حصہ دوں گا' اس پر خدا نے اُس زمانہ کے نبی پر وحی بھیجی کہ فلاں شخص کے پاس جا کر میرا اسلام کہو اور اس کو دین کے ارکان سکھلاؤ' میں نے اپنی معرفت اُس کے دل میں ڈال دی ہے اور اس کی دعا قبول کر لی اور قبل اس کے کہ وہ مجھ کو چاہتا' میں نے اُس کو چاہا ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جو رعد کی آواز سن کر "سبحان من سبح الرعد والملئکة من خیفته وھو علٰی کل شیء قدیر" پڑھے' پھر اگر اُس پر بجلی بھی گر پڑے گی تو یہ اس کا خوں بہا ہو جائے گا' اسے حضرت علائی نے سورۂ رعد میں بیان کیا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: یہودیوں نے رعد کی نسبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا' آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے جو بادل پر مسلط ہے' اُس کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جن سے بادلوں کو جہاں خدا چاہتا ہے ہنکا لے جاتا ہے اور فرمایا کہ بے شک خدا بادلوں کو اُٹھاتا ہے تو رعد نہایت خوش بیانی سے کلام کرتا ہے اور بڑی خوبی سے ہنستا ہے' چنانچہ اُس کا کلام گرج کی طرح سنائی دیتا ہے اور اس کی ہنسی ہماری نظروں میں بجلی کی چمک معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء میں سے عارفین کا قول ہے کہ رعد فرشتوں کی چیخ کی آواز ہے اور بجلی اُن کے ہاتھوں کی کھسکھساہٹ سے پیدا ہوتی ہے اور بارش اُن کے آنسو ہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بجلی کے چمکنے کے وقت بجلی گرنے کا خوف ہوتا ہے اور یہ خدا کی قدرت کی دلیل ہے کیونکہ بادل اجزائے مائیہ و ہوائیہ سے مرکب ہوتا ہے اور پانی تر ہوتا ہے اور آگ گرم و خشک ہے' پس اس سے خدا کی عجیب قدرت ظاہر ہوتی ہے کہ پانی سے آگ نکلے اور ایک ضد سے دوسری ضد نمودار ہو۔

حکایت: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ اسلام لانے سے قبل بت کی پرستش کیا کرتے تھے اور سفر وحضر میں کہیں اُس کو چھوڑتے نہ تھے' ایک روز سفر میں قضائے حاجت کے لئے گئے اور بت سے کہتے گئے کہ اے بت! ذرا میرے اسباب کی حفاظت رہے' جب وہ چلے گئے تو ایک لومڑی آئی اور بت پر پیشاب کر دیا' ابوذر جو لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ وہ بھیگا ہوا ہے' کہنے لگے کہ بارش تو ہوئی نہیں' یہ بھیگ کہاں سے گیا' اُس کے بعد ہی لومڑی پر نظر پڑی' تب تو انہوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر شعر پڑھنا شروع کیا' جس کا مضمون یہ ہے کہ کیا ایسا ہی خدا ہوتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں پیشاب کر دیں' سچ تو یہ ہے کہ لومڑی ایسی چیز جس پر پیشاب کرے وہ نہایت ذلیل ہے' اگر یہ خدا ہوتا تو اپنے آپ کو بچا لیتا' ایسے خدا سے بھلا کیا بھلائی مل سکتی ہے جس کا خود مطلب حاصل نہ ہو سکے' ساری زمین میں جتنے بت ہیں میں سب سے بیزار ہوتا ہوں اور اس خدا پر ایمان لاتا ہوں جو نہایت غلبہ والا ہے۔

لطیفہ: امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمۃ کے نزدیک لومڑی حلال ہے اور امام احمد بن حنبل اور امام ابوحنیفہ علیہما الرحمۃ کے نزدیک حرام ہے۔

فائدہ: لومڑی کا گوشت لقوہ' فالج اور جذام کو نافع ہے' اگر اس کی تلی وہ شخص جس کو طحال کا مرض ہو' لٹکائے تو خدا اس کو شفا عنایت کرے' اس کی چربی درد گوش کے لئے ٹپکانا اور نقرس کے لئے پیر میں ملنا نافع ہے اور اگر گنجا اُس کا خون ملے تو بال نکل آئیں' جس کے داہنے کان میں درد ہو وہ اُس کا داہنا دانت اور جس کے بائیں کان میں درد ہو اس کا بایاں دانت لٹکائے تو شفا ہو' اور کتاب العجائب والغرائب میں ہے کہ جب نر لومڑی کو بلی سے جفتی کا اتفاق ہوتا ہے تو عجیب الخلقت بچہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے تو اُن کے نزدیک بھی جو لومڑی کو حلال کہتے ہیں' بچہ ماں کے تابع ہو کر حرام ہوگا' کیونکہ بلی خواہ اہلی (گھریلو) ہو یا جنگلی حرام ہے' اگرچہ دونوں میں اختلاف ہے لیکن اہلی بلی میں حرمت قوی ہے' پس دونوں میں سے ایک بھی حرام یا نجس ہوگا تو بچہ بھی حرام اور نجس سمجھا جائے گا' حرمت کی مثال تو اوپر گزر چکی' رہی نجاست تو اگر کتے کو لومڑی سے جفتی کا اتفاق

ہوا اور بچہ پیدا ہوا تو وہ نجس ہوگا' اس کا بھی یہی حکم ہوگا اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی سے بھی ملا جائے' لیکن دین کے معاملہ میں جو دین اشرف ہوتا ہے' اُسی کا اعتبار ہوگا' مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی یہودن سے نکاح کرے تو جو بچہ ہوگا مسلمان ہی ہوگا۔

حکایت: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے مناجات کر کے لوٹے تو انہوں نے راستہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ فرعون کی عبادت کر رہا ہے' آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ تجھ کو فرعون کی عبادت سے کیا ملا؟ اس نے پوچھا کہ آپ کو خدا کی عبادت سے کیا ملا؟ آپ نے جواب دیا کہ میں تو خدا کی عبادت اس لئے کرتا ہوں کی اس کی طاعت مجھ پر فرض ہے' تو مال کی طمع سے فرعون کی عبادت کرتا ہے' اُس نے کہا کہ ہاں سچ ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تیرے گھر میں خزانہ ہے' اگر تو ایمان لے آئے تو میں تجھے بتلا دوں' اُس نے کہا: اچھا! آپ نے بتلا دیا پس وہ کہہ اُٹھا: "لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ" یہ خبر کہیں فرعون کو پہنچی' اُس نے اُس کو گرفتار کیا اور آگ پر تیل چڑھا کر اُس کو اس میں ڈال دیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے تین مرتبہ نکال لیا' تب وہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ آپ خدا سے دعا کیجئے کہ اس سے مجھے رہائی نہ ہو کیونکہ اسلام پر مرنا اس سے بہتر ہے' پھر اُس کو فرعون نے پکڑ کر گرم تیل میں ڈال دیا' اس پر جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ خدا نے آپ کے ساتھی کو بڑا اجر دیا' اُس کی روح کی آمد آمد کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔

حکایت: صلحا میں سے ایک شخص غزوہ کے لیے نکلا اور راستہ بھول گیا' اس پر وہ پہاڑ پر چڑھا اور وہاں نصاریٰ کی قوم کو پایا' اُن کے یہاں ایک کرسی رکھی تھی' اُس کی نسبت پوچھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ سال بھر میں ایک بار ایک راہب یہاں آیا کرتا ہے اور ہم لوگوں کو وعظ سناتا ہے' پھر اُس شخص نے انہیں جیسے کپڑے پہن لئے اور اُن کے بیچ میں بیٹھ گیا' اس کے بعد جب راہب کرسی پر چڑھ کر بیٹھا تو کہنے لگا کہ لوگو! سنو! اب میں تمہارا واعظ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص تم میں موجود ہے' اس

کے بعد اُس نے پکارا کہ اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) کے اُمتی! میں تجھے تیرے دین حق کی قسم دیتا ہوں کیا تو ذرا کھڑا ہو جائے گا کہ ہم سب تجھے دیکھ لیں' اُس شخص کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں اُچھل کر کھڑا ہو گیا' تب وہ کہنے لگا کہ میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں: میں نے سنا ہے کہ خدا نے جنت میں کچھ پھل پیدا کیے ہیں تو کیا دنیا میں بھی کہیں ویسے پیدا ہوئے ہیں؟ اُس نے کہا کہ ہاں نام اور رنگ میں تو ویسے ہی ہیں لیکن مزہ اور لذت میں ویسے نہیں ہیں' پھر اس نے کہا کہ جنت میں کوئی گھر کوئی بالا خانہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں شجر طوبیٰ کی ایک نہ ایک شاخ نہ پہنچی ہو تو کیا دنیا میں بھی اس کی نظیر کہیں پائی جاتی ہے؟ اُس نے کہا کہ جب آفتاب آسمان کے بیچ میں ہوتا ہے تو ایسی ہی حالت ہوتی ہے' پھر اُس نے کہا کہ جنت میں چار نہریں ہیں کہ جن کا مزہ الگ الگ ہے اور پھر بھی ایک ہی اصل سے نکلی ہیں تو کیا اس کی بھی کوئی دنیا میں نظیر ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ ہاں! کان کا پانی تلخ ہوتا ہے' آنکھ سے جو پانی نکلتا ہے نمکین ہوتا ہے' ناک کا پانی بدبودار ہوتا ہے اور سینہ میں شیریں پانی رہتا ہے اور یہ سب کے سب سر ہی میں سے ہیں' پھر اس نے کہا کہ جنت میں ایک تخت ہے جس کا طول پانچ سو برس کا ہے لیکن جب جنت میں مؤمن اُس پر چڑھنا چاہے گا تو اس کے لئے پست ہو کر پھر بلند ہو جائے گا' بھلا دنیا میں اس کی بھی کوئی نظیر ہے؟ اُس شخص نے کہا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ''تو کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا پیدا کیا گیا ہے'' وہ اپنے سر کو جھکا لیتا ہے' پھر اوپر کر کے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے' پھر اُس نے کہا کہ جنت والے کھائیں گے پئیں گے اور پیشاب پاخانہ کچھ نہ ہو گا' اس کی بھی دنیا میں کوئی نظیر ہے؟ اُس شخص نے کہا: ہاں! بچہ جب تک اپنی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اُسے جب بھی کوئی خواہش ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے دل میں وہی خواہش پیدا کرتا ہے' اس طرح اس بچہ کو غذا پہنچتی رہتی ہے لیکن وہ اس مدت میں نہ پیشاب کرتا ہے نہ پاخانہ پھرتا ہے' پھر میں نے اُس سے کہا کہ بتلاؤ جنت کی کنجی کیا ہے؟ راہب نے جواب دیا کہ اے لوگو! سن لو اس نے مجھ سے جنت کی کنجی دریافت کیا ہے اور میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جنت کی کنجی ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' ہے' یہ کہہ کر وہ مسلمان

ہو گیا اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ اسلام لائے۔

فائدہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ مسلمان کے لئے مرتے وقت قبر میں اور قبر سے نکلتے وقت "لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ" اُنس کا باعث ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرنے لگے تو "لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی اس کو تلقین کرو یعنی چلا چلا کر پڑھو تا کہ وہ سن کر زبان سے یا جی میں کلمہ پڑھنے لگے کیونکہ جس بندہ کا خاتمہ کلمہ پر ہوگا' جنت میں وہی اُس کا توشہ بنے گا اور سمرقندی نے کہا ہے کہ جب بندہ "لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہتا ہے اور اس کا دل دنیا کے قریب ہوتا ہے (یعنی دل میں دنیا کا خیال ہوتا ہے) تو اس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر اس کا دل آخرت کے قریب ہوتا ہے تو سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر اُس کا دل خدا سے لگا ہوتا ہے تو اتنی نیکیاں ملتی ہیں کہ مشرق سے مغرب تک نیکیوں سے بھر جائے۔

مسئلہ: اگر کافر بجائے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے "لا رحمٰن الا اللّٰہ" یا "لا الٰہ الا الرحمٰن" یا "لا الـٰه الا البارى" یا "لا بارى الا اللّٰه" کہے اور بجائے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ابوالقاسم رسول اللہ یا احمد رسول اللہ کہے تو وہ مسلمان ہو جائے گا' ہاں! اگر وہ خدا کو کسی مخلوق کے مشابہ سمجھتا ہوگا تو اس کی ضرورت ہوگی کہ اپنی اس تشبیہ کے عقیدہ سے باز آئے اور اعتقاد کرے کہ خدا کے مثل کوئی نہیں۔

حکایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو آگ کی پرستش کرتے دیکھا اور اُس سے کہا کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کی پرستش کی طرف رجوع ہو' وہ بولا کہ اگر میں رجوع ہو جاؤں تو کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں! اُس نے کہا تو آپ مجھ پر اسلام پیش کیجئے' یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا اور اتنا رویا کہ اس پر غشی طاری ہو گئی' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اسے ہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گیا ہے' تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب! جیسا اُس کے ساتھ آپ نے معاملہ کیا ہے میرے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ کیجئے' ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! کیا نہیں معلوم کہ جو ہم سے صلح کرتا ہے ہم اس سے صلح کر لیتے ہیں اور جو ہمارا قرب چاہتا ہے' ہم اسے اقرب

بنالیتے ہیں' ہم نے اس کو موحدین کا مرتبہ دیا اور مقربین کے مقام میں اُسے پہنچا دیا۔

حکایت: مالک بن دینار کے زمانہ میں دو مجوسی بھائی تھے جو آگ کی پرستش کیا کرتے تھے' ایک دن چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ اس کی عبادت کرتے ہوئے ہم کو اتنی طویل مدت گزری' آؤ دیکھیں اگر یہ ہم کو جلا دے تو اُسے چھوڑ دیں ورنہ اُس کی عبادت کرتے رہیں' اس کے بعد ہر ایک نے اپنا ہاتھ آگ میں ڈالا' آگ نے جلا دیا' اس کے بعد دونوں مالک بن دینار کے پاس گئے تاکہ اُن سے اسلام سیکھیں' لیکن بڑے بھائی پر شقاوت کا غلبہ ہوا' وہ کہنے لگا کہ آگ کے سوا میں تو کسی کی عبادت نہ کروں گا اور چھوٹا اسلام لے آیا اور ایک کھنڈر میں جا بیٹھا اور خدا کی عبادت کرنے لگا اور اپنے بال بچوں کے کھانے پینے کی خبر نہ لی' جب لوٹ کر آیا تو اُس کی بیوی نے کہا کہ کچھ لائے بھی؟ اُس نے جواب دیا کہ میں بادشاہ کے یہاں کام کرتا رہا' اُس نے کہا ہے کہ کل ملے گا' المختصر سب رات بھر بھوکے پڑے رہے' پھر دوسرے دن بھی یہی قصہ پیش آیا' جب تیسرا دن ہوا تو وہ اپنی عادت کے موافق اُس کھنڈر میں عبادت کے لئے گیا اور کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار! آپ نے مجھے اسلام کی توفیق دے کر مجھ پر کرم کیا ہے' میں اس دین اور آج کے دن (جمعہ کا دن تھا) کی برکت سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میرے دل سے بال بچوں کے کھانے پینے کی فکر دور کر دیجئے' اس کے بعد جب رات کو لوٹ کر آیا تو اپنے بال بچوں کو خوش و خرم پایا اور اُن کے پاس بہت سا کھانا دیکھا' اس پر اُس نے ان سے دریافت کیا' اس کی عورت نے جواب دیا کہ ظہر کے وقت ہمارے پاس ایک آدمی ہزار اشرفیوں کا طبق لئے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اپنے خاوند سے کہہ دینا کہ یہ تیری دو دن کی مزدوری ہے' اگر تو زیادہ کام کرے گا تو ہم اور زیادہ دیں گے' میں نے اس سے اشرفیاں لے لیں اور ایک صراف کو لے جا کر دکھائیں' وہ نصرانی تھا' اُس نے دیکھ کر کہا کہ یہ دنیا کی اشرفیاں تو معلوم نہیں ہوتیں' یہ آخرت کے عطیات میں سے ہیں' پھر مجھ سے پوچھنے لگا کہ تجھے یہ کہاں سے ملیں؟ میں نے قصہ کہہ کر سنایا' وہ مسلمان ہو گیا اور مجھ کو ہزار درہم اپنے پاس سے دیئے اور سجدۂ شکر بجا لایا۔

پہلا فائدہ: نزہۃ النفوس والافکار میں مذکور ہے: آگ کی مضرتوں میں سے ایک یہ

بھی ہے کہ اُس سے ابلیس پیدا ہوا ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہ نارِ عزت سے مخلوق ہوا ہے' اس وجہ سے اُس نے کہا تھا کہ آپ کی عزت کی قسم! میں اُن سب کو بہکاؤں گا' پس عزت ہی کے باعث اُس میں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر پیدا ہو گیا اور اُس کے منافع میں سے یہ ہے کہ جاڑے میں سردی دور ہو جاتی ہے' چہرہ کا رنگ نکھر آتا ہے' غذا تیار ہوتی ہے اور اس سے داغ دینا فالج کو نفع بخشتا ہے' سر میں داغنا شقیقہ یعنی آدھا سیسی اور نسیان بلغمی کو مفید ہے اور صدقہ کے بیان میں آئے گا کہ آگ کے دینے سے انکار کرنا ناجائز ہے۔

دوسرا فائدہ: ایک مرتبہ کسی نیک آدمی نے جبلِ عرفات پر "الحمد للّٰہ علٰی نعمۃ الاسلام و کفٰی بھا من نعمتہ" یعنی نعمتِ اسلام پر خدا کا شکر ہے اور یہی نعمت کافی ہے' پڑھا پھر جب آئندہ سال عرفات پہنچا اور اُس نے وہی الفاظ پھر کہنا چاہے تو ہاتف نے آواز دی اور کہا کہ اے خدا کے بندے! ذرا ٹھہر جا' گزشتہ سال جو تو نے یہ الفاظ پڑھے تھے' اُس کے ثواب کے لکھنے سے فراغت مل جائے تو پھر کہنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک صاحب کی عادت تھی کہ جب کسی غیر مسلم کو دیکھتے تو اس سے کہتے کہ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے تجھ پر ان امور میں فضیلت دی ہے کہ میرا دین اسلام ہے اور میری کتاب قرآن ہے' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں' حضرت علی میرے امام ہیں' مسلمان میرے بھائی ہیں' کعبہ میرا قبلہ ہے اور فرمایا: جس نے یہ کہا: خدا اس کو کبھی آگ میں نہ ڈالے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو مسلمان یہودی یا نصرانی کو دیکھ کر "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا فردًا الم یتخذ صاحبۃً ولا ولدًا ولم یکن لہ کفوًا احد" [1] پڑھے اسے ہر ہر یہودی یا نصرانی کے مقابل میں ایک ایک نیکی ملے گی' اس کو ترمذی [2] حکیم نے ذکر کیا ہے۔

---

[1] میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں' ایسا خدا کہ جو ایک یکتا' منفرد' بے نیاز ہے' اُن کے نہ بی بی ہے نہ بچہ اور نہ کوئی ہمسر ہے۔۱۲

[2] یہ امام ترمذی نہیں بلکہ یہ اُن کے بعد کے ایک صوفی ہیں' جن کی کتاب نوادر النوادر ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ کسی نیک آدمی نے خدا کا یہ قول "وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" (یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا اُس پر یعنی دوزخ پر ورود نہ ہو) (۷۱:۱۹) پڑھا تو ایک یہودی کہنے لگا کہ جو کچھ تو کہتا ہے اگر صحیح ہے تو اس میں ہم اور تم دونوں برابر ہیں، پھر مسلمان نے یہ آیت "رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ" (۷:۱۵۶) پڑھی، جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ میری رحمت میں تو ہر چیز کی گنجائش ہے، لیکن میں رحمت انہیں کے لئے لکھوں گا جو ایماندار اور پرہیزگار ہیں، اس پر یہودی نے کہا کہ اپنے قول پر کوئی دلیل لاؤ؟ مسلمان نے جواب دیا کہ اچھا اپنے اور میرے کپڑے آگ میں ڈال دو، جس کے کپڑے بچ جائیں وہی حق پر ہے اور اسی کا دین سچا ہے، تب یہودی نے اپنے کپڑے مسلمان کے کپڑوں میں لپیٹ کر آگ میں ڈال دیئے، مسلمان کے کپڑے تو بچ گئے اور آگ اندر سرایت کر گئی اور یہودی کے کپڑے جل گئے، یہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا۔

مسئلہ: بعض علماء نے کہا ہے کہ اسلام ظاہری چیز ہے اور ایمان باطنی شے ہے کیونکہ اسلام تو فرمانبرداری اور تعمیل احکام کو کہتے ہیں اور ایمان دل سے تصدیق کرنے اور سچا سمجھنے کا نام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ایمان اور اسلام دونوں سے ظاہری اعضا سے عمل کرنا، زبان سے اقرار کرنا اور دل سے سچا سمجھنا مراد ہے اور میں نے کتاب نثر الدرر میں دیکھا ہے کہ جب علی بن موسیٰ نیشاپور میں داخل ہوئے تو وہاں کے علماء نے اُن کے خچر کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگے کہ اپنے پاک آباء واجداد کے صدقہ میں ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جس کو آپ نے اپنے آباء سے خود سنا ہو، پس اُنہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ باقر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ

ایمان دل سے پہچاننا' زبان سے اقرار کرنا اور ظاہری اعضاء سے عمل کرنا ہے' امام احمد نے کہا ہے کہ یہ ایسی اسناد ہے کہ اگر کسی مجنون پر پڑھ کر دم کرو تو اُس کا جنون جاتا رہے۔[1] چنانچہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک مرگی والے پر یہ سند پڑھی گئی تھی تو وہ اچھا ہو گیا۔ (اللہ اعلم)

لطیفہ: جو شخص اپنے کو "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہتے ہوئے خواب میں دیکھے تو خدا اُس کی مصیبت دور کر دے اور شہادت پر اُس کا خاتمہ ہو اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بندہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہے تو آسمان کی چھتیں پھٹ جاتی ہیں' یہاں تک کہ اُس کے نامۂ اعمال میں وہ چاند کی طرح درخشاں نظر آتا ہے اور اس کے اعمال چاروں طرف تارے معلوم ہوتے ہیں' حدیث میں ہے: جو "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہے اس کیلئے جنت میں یاقوت سرخ کا درخت لگایا جاتا ہے جس کا سبزہ مُشک ابیض کا اور مزہ میں شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے' ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! تب تو ہم خوب کثرت سے پڑھا کریں گے آپ نے فرمایا: خدا کی عطاء نہایت پاکیزہ اور بہت زیادہ ہے۔

---

[1] یہ قول امام احمد کا نہیں بلکہ ابن ماجہ نے ابوالصلت ہروی کا بیان کیا ہے۔

باب:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے فضائل

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا'' (۱۵:۲۷) کہ ہم نے داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو علم دیا ہے' اس کے متعلق حضرت جنید رحمۃ اللہ نے کہا ہے: یعنی ہم نے اُن دونوں کو ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' سکھلائی ہے اور بعض نے اللہ تعالیٰ کے قول ''اَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی'' (۲۶:۴۸) میں کلمۃ التقویٰ کا مصداق ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کو ٹھہرایا ہے اور حضرت قشیری نے کہا ہے: جب یہ الفاظ اہل معرفت کے کانوں میں پڑتے ہیں تو وجودِ خداوندی کے علاوہ اُن کی عقل و فہم میں اور کچھ نہیں آتا' پس جیسے کہ کوئی زبان سے کہتا ہے یا کانوں سے لفظ اللہ سنتا ہے تو اپنے قلب سے خدا ہی کی شہادت دیتا ہے' اسی طرح یہ کلمہ سوائے خدا کے اور معنی پر دلالت نہیں کرتا اور اُس کے کہنے والے کو سوائے خدا کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے' چنانچہ وہ زبان سے اللہ کہتا ہے' دل سے اللہ کو جانتا ہے' قلب سے پہچانتا ہے' اپنی روح سے خدا سے محبت کرتا ہے' اپنے سر سے خدا کی شہادت دیتا ہے اور اپنے ظاہر سے خدا کے روبرو ہونے کا علاقہ رکھتا ہے اور کہا گیا ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ دوستوں کے لئے فصل ربیع ہے' جس کی کلیاں وصل کے لطائف ہیں اور اس کی نہریں قرب کی زیادتیاں ہیں' پس جس کو اُس نے بسم اللہ سنا دی' اپنے کشف جلال میں اُسے مدہوش بنا' اور جسے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سنا دیا' اپنے لطف و افضال میں چھپا لیا۔

کتاب عظۃ الالباب میں ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ کی با اُس کی بنیاد و رونق ہے' سین اس کی سنا اور روشنی ہے' میم اُس کی مجد اور بزرگی ہے اور بعض نے کہا کہ با اس کا باب یعنی دروازہ

ہے اور سین اس کا سلام اور میم انعام ہے اور بعض نے کہا کہ با اس کی برکت ہے اور سین اُس کا سر و بھید اور میم اُس کی معرفت ہے' نیز آیا ہے کہ اللہ علام الغیوب ہے' یعنی تمام پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا الرحمٰن کشاف الکروب ہے' یعنی تمام بے چینیوں کا دور کرنے والا اور الرحیم غفار الذنوب' تمام گناہوں کا بخشنے والا' اللہ مجیب الدعوات' یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا' الرحمٰن برکتوں کا نازل کرنے والا' الرحیم گناہوں کو معاف کرنے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" نازل ہوئی جب یہ نازل ہوئی مشرق سے مغرب تک بادل بھاگتا پھرا' ہوائیں ٹھہر گئیں' جانور کان لگا کر سننے کے لئے مستعد ہو گئے' شیطان کو انگارے مارے گئے اور خدا نے اپنی عزت کی قسم فرمائی کہ جس مریض پر اُس کا نام لیا جائے گا اسے شفا ہو گی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں اتنا اور ہے کہ جس چیز پر ہمارا نام لیا جائے گا' اس میں ہم برکت دیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب بسم اللہ نازل ہوئی تو پہاڑوں میں سے آواز آنے لگی حتیٰ کہ ہم نے بھی اُس کی گونج سنی' اس پر کفار کہنے لگے کہ نعوذ باللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہاڑوں پر جادو کر دیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مومن بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح خوانی کرنے لگتے ہیں لیکن وہ سنائی نہیں دیتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس دعا کے پہلے بسم اللہ ہو مردود نہیں ہوتی اور ان شاء اللہ آخر کتاب میں آئے گا کہ اس میں اور اسم اعظم میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی اور سیاہی میں ہوتا ہے اور نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو حضرت آدم علیہ السلام پر یہ امر بڑا گراں گزرا' خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا ہے' چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے زمین سے کہا کہ اس کو پکڑ لے جب زمین نے پکڑنا چاہا تو قابیل نے کہا کہ اے زمین! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے طفیل سے مجھ کو ہلاک نہ کر' پس خدا کا حکم ہوا کہ اے زمین! اس کو چھوڑ دے۔

لطیفہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو تین ناموں سے شروع کیا ہے اور مخلوق بھی تین قسم

کی ہے: ظالم' میانہ رُو' سبقت لے جانے والے' پس اللہ سبقت لے جانے والوں کے لئے ہے' رحمٰن میانہ روی کرنے والوں کے لئے' رحیم ظالموں کے لئے۔

فوائد: پہلا فائدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تین ناموں سے افضل کیا ہے' انہوں نے پوچھا کہ اے رب! وہ کیا ہیں؟ ارشاد ہوا: ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' اتفاق سے اُن کے پاس ایک اندھا بھی موجود تھا' وہ کہنے لگا کہ اے پروردگار! ان ناموں کی برکت سے مجھے آنکھیں عنایت کیجئے' خدا کے حکم سے اُسی دم اس کو آنکھیں مل گئیں۔

دوسرا فائدہ: جب قیامت کا دن ہوگا اور اس امت کے اعمال تولے جائیں گے تو اُن کی ایک ایک رکعت' دوسروں کی ہزار ہزار رکعت سے بھی بڑھ جائے گی' جس پر لوگ تعجب کریں گے تو اُن سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کی نماز میں بسم اللہ تھی۔ حدیث میں آیا ہے کہ اے ابوہریرہ! جب تو وضو کرنے لگا کرے تو ''بسم اللّٰہ'' کہہ لیا کر کیونکہ نگہبان فرشتے جب تک تو فارغ نہ ہوگا' برابر تیری نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تو وضو کر چکے گا اور اگر اس بار حمل رہ گیا اور بچہ ہوا تو اس بچہ اور اس کی اولاد میں جتنے ہوں گے' ان سب کی سانسوں کے برابر تیرے لئے نیکیاں لکھی جایا کریں گی' اے ابوہریرہ! جب تو سواری پر سوا ہوا کر ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہہ لیا کر کہ ہر ہر قدم کے عوض میں تیرے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی۔

تیسرا فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو ''بسم اللّٰہ'' پڑھے گا' اُس کے لئے ہر ہر حرف کے بدلے میں چار چار ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چار چار ہزار گناہ بخشے جائیں گے اور چار چار ہزار درجے بلند کئے جائیں گے۔

چوتھا فائدہ: بروایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ جنت میں خدا نے ایک گھر پیدا کیا ہے جس کا نام دارالنور ہے اور جتنی چیزیں اس میں ہیں سب نور سے بنی ہیں' اور ہوا میں معلق ہے اور اُس کا کوئی

راستہ نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا کہ پھر وہاں تک چڑھیں گے کیسے؟ آپ نے فرمایا: اُن سے کہا جائے گا کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھو وہ پڑھیں گے اور اُڑ کر پہنچ جائیں گے۔

لطیفہ: جب مولیٰ اپنے غلام کو نامہ لکھتا ہے تو نامہ کے عنوان ہی سے اس کی خوشی اور ناراضی کا پتا لگ جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو عنوان قرار دیا ہے یہ نہیں کہا: "بِسْمِ اللّٰهِ الْجَبَّارِ وَالْقَهَّارِ" اس سے معلوم ہوا کہ خدا راضی ہے اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر القرآن میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی کتاب کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" سے شروع کیا تو اسے معلوم ہوا کہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں پس اس کے بعد ہی "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ذکر کر دیا تاکہ اس سے ڈرنے اور اس کی طرف رغبت کرنے کی دونوں صفتیں جمع ہو جائیں اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور بڑھایا ہے تاکہ خدا کی اطاعت پر یہ دونوں امر معین ہو جائیں۔

مسئلہ: اگر کہا جائے کہ سورۂ فاتحہ میں "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو دوبارہ کیوں ذکر کیا ہے حالانکہ بسم اللہ بھی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُسی کی ایک آیت ہے اس کا جواب جو تفسیر نیشاپوری میں میری نظر سے گزرا ہے یہ ہے کہ اس سے رحمت اور عنایت کی تاکید مقصود ہے اور اس کے باوجود اس کے بعد "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" بھی ذکر کر دیا ہے تاکہ لوگ دھوکے میں نہ رہیں پھر اس کے بعد "رحمٰن" اور "رحیم" کے کئی فرق چند علماء سے نقل کر کے لکھے ہیں چنانچہ ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رحمٰن سے مراد آسمان والوں پر بہت رحم کرنے والا اور رحیم سے مراد زمین والوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رحمٰن تو یہ کہ ایک رحمت سے پیش آئے اور رحیم یہ کہ سو رحمت کرے اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ رحمٰن تو وہ کہ جب اُن سے کوئی مانگے تو عنایت کرے اور رحیم وہ کہ جب کوئی اُس سے نہ مانگے تو نہ مانگنے پر ناراض ہو۔ اور تفسیر قرطبی میں میری نظر سے گزرا ہے کہ رحمٰن ایمان داروں کے لئے ہے اور رحیم توبہ کرنے والوں کے لئے اور بعض

نے کہا ہے کہ رحمٰن رحیم ایک انعام کے بعد دوسرا انعام ہے' اور تفسیر رازی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ رحمٰن وہ جو ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جس پر بندہ کو قدرت نہیں اور رحیم وہ جو ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن پر بندوں کو بھی قدرت دی ہے۔

والدہ کو ستانے والے کی زبان کلمۂ شہادت پڑھنے سے بند ہو گئی

عجیب لطیفہ: حکایت ہے کہ ایک شخص کے مرتے وقت کلمۂ شہادت کہنے سے زبان بند ہو گئی' اس کے پاس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا یہ نماز روزہ کا پابند نہیں تھا' لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں! یہ تو نمازی اور روزہ دار تھا' آپ نے پوچھا: اس نے اپنی ماں کو ستایا تو نہیں ہے' لوگوں نے کہا: ہاں! یارسول اللہ! آپ نے اُس کی ماں کو بُلا کر معاف کرنے کا حکم دیا' اس نے معاف کرنے سے انکار کیا کیونکہ اُس نے اُس کی آنکھ نکال لی تھی' اس پر آپ نے لکڑیاں اور آگ منگائی' وہ عورت پوچھنے لگی کہ یارسول اللہ! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ اسے آگ سے جلا نہ دوں' وہ بولی کہ نہیں! یارسول اللہ! میں نے نو مہینے اُسے پیٹ میں رکھا ہے' دو برس دودھ پلایا ہے' پھر بھلا ماں کی محبت کہاں رہی' میں نے معاف کیا' ماں کا یہ کہنا تھا کہ اس آدمی کی زبان چلنے لگی اور کہنے لگا: "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پس نیشاپوری وغیرہ نے کہا ہے کہ رحمٰن لفظ کے اعتبار سے تو خاص ہے اور اس کا اطلاق غیر خدا پر نہیں آتا اور معنی کے اعتبار سے عام ہے کیونکہ اس کا رزق ساری مخلوق کو پہنچتا ہے اور رحیم لفظ کے اعتبار سے عام ہے کیونکہ خدا کے سوا اوروں پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے' مثلاً فلاں عورت رحیمہ تھی' اسے رحمانہ نہیں کہہ سکتے اور معنی کے اعتبار سے آخرت کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے' پس سوائے مومن کے اور کسی پر رحم نہ ہو گا' اگر کہا جائے کہ رحمٰن کا لفظ تو بڑھ کر ہے' حتیٰ کہ ابن العربی نے کہا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے' پھر اس کے بعد رحیم کو جس سے اُس کی بہ نسبت کم درجہ کی رحمت معلوم ہوتی ہے کیوں ذکر کیا؟ حالانکہ عادت یہ ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف چلتے ہیں' جواب یہ ہے کہ بڑے سے حقیر چیز نہیں مانگا کرتے' چنانچہ نقل ہے کہ ایک شخص نے کسی بڑے آدمی سے کوئی حقیر شے مانگی' اُس نے جواب دیا کہ حقیر شے کسی حقیر سے مانگو' پس گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں

فقط رحمٰن ہی کہتا تو تمہیں معمولی چیزیں مجھ سے مانگتے ہوئے شرم آتی' اس لئے میں نے یہ بھی بتلا دیا کہ میں رحمٰن بھی ہوں' بڑی بڑی چیزیں بھی مجھ سے مانگا کرو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا سے جنت الفردوس مانگا کرو اور یہ بھی بتا دیا کہ میں رحیم بھی ہوں' اپنی ہانڈی کا نمک بھی ہو تو وہ بھی مجھی سے مانگو۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ نمک کو بھی حقیر نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اگر وہ حقیر ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ابن ماجہ میں منقول ہے' اُس کا کیا مطلب ہوگا؟ آپ ارشاد فرماتے ہیں: روٹی کے ساتھ کھانے کی جتنی چیزیں ہیں اُن سب کا سردار نمک ہے' اور علماء نے کہا ہے کہ کسی شے کی سردار وہ چیز ہوتی ہے جس سے اُس کی اصلاح ہوتی ہے اور نمک کی یہی حالت ہے' حتیٰ کہ سونے کی زردی اور چاندی کی سفیدی اُس سے بڑھ جاتی ہے' معدہ اور سینہ سے بلغم کو چھانٹتا ہے' ریاح دفع کرتا ہے' وجع الفواد کو نافع ہے اور اگر ہم وزن شکر ملا کر منجن ملا جائے تو دانتوں کی جڑیں کھلنے کو دور کرتا ہے اور چہرہ کی زردی دور کر کے رنگ کو خوبصورت بناتا ہے' خصوصاً اگر صبح کو استعمال کیا جائے اور اگر سرکہ میں ڈال کر گرم کر کے منہ میں لیا جائے تو ڈاڑھ کا درد فوراً ساکن ہو جاتا ہے اور استسقا والوں کو جو بلغمی ورم ہوتا ہے اُس کے لئے بھی مفید ہے' اس کے بے شمار منافع ہیں اور کرم کے بیان میں کچھ آ گئے بھی آتے ہیں۔

حکایت: نمرود کی چھوٹی لڑکی نے اُس سے کہا تھا کہ اے باپ! ابراہیم (علیہ السلام) کو مجھے دیکھنے دے کہ اُن کا آگ میں کیا حال ہے؟ چنانچہ اُس نے جو دیکھا تو صحیح و سالم نظر آئے' اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کو آگ جلاتی کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جس کی زبان پر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ہو اور دل میں خدا کی معرفت اُس کو آگ نہیں جلایا کرتی' وہ بولی: آپ کے پاس میں بھی آنا چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا تو کہہ: "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ابراھیم رسول اللّٰہ" اس نے کہا اور اس پر بھی آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی' جب وہ اپنے باپ کے پاس لوٹ کر آئی' اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا' اس نے حکم دیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین سے باز آ' وہ نہ مانی' اِس پر

اس کو بڑی سخت سزا دی۔ خدا کا جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا' انہوں نے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے جا کر پہنچا دیا' چنانچہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کے ساتھ عقد کر دیا اور اُس کے بطن سے بیس نبی پیدا ہوئے۔ اور امام ثعلبی کی کتاب عرائس میں' میں نے دیکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول تھا: جن دنوں میں آگ میں تھا اُن سے زیادہ عیش کے دن تو مجھے کبھی نہیں ملے' سدی نے کہا ہے کہ اُس میں نوروز قیام پذیر رہے تھے اور بعض نے لکھا ہے: چالیس روز۔

فوائد

پہلا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت ہے کہ نرگس کو سونگھا کرو کیونکہ تم میں سے ہر ایک کے دل اور سینہ کے مابین جنون یا جذام یا برص کا ایک شعبہ ہوا کرتا ہے اور وہ نرگس ہی کے سونگھنے سے دور ہوتا ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نرگس کو ضرور سونگھ لیا کرو چاہے روز ایک بار ہو یا مہینہ میں ایک بار یا سال میں ایک بار یا ساری عمر میں ایک بار' اس لئے کہ دل میں جنون یا جذام یا برص کا ایک ذرہ ہوتا ہے کہ جو نرگس ہی کے سونگھنے سے دور ہوتا ہے' اس کو حافظ ابوعبداللہ محمد جزری ابن مقری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نزہۃ النفوس والافکار میں مذکور ہے کہ جو ذرد ڈاڑھ میں درد سر کی وجہ سے ہوا اس کو اور زکام بارد کو اس کا سونگھنا نافع ہے اور پیاز نرگس کا بلغمی اورام پر لیپ کرنا صحت بخش ہے' اور جالینوس کا قول ہے کہ روٹی بدن کی غذا ہے اور نرگس روح کی غذا اور جس کے پاس دو روٹیاں ہوں تو ایک سے نرگس خرید لینا چاہئے۔

دوسرا فائدہ: سارے پھولوں کا بادشاہ رنگ و روپ اور خوشبو میں عمدہ گلاب کا پھول ہوتا ہے' اُس کا سونگھنا خفقان کو نافع ہے اور گلاب کے پینے سے آواز اچھی ہو جاتی ہے اور ناک میں ڈالنے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے اور گل گلاب کے سونگھنے سے صفرا کا ہیجان موقوف ہوتا ہے اور باطنی اعضا کو تقویت حاصل ہوتی ہے' اگر چالیس گلاب کے پھول ایک اوقیہ آٹے کے ساتھ گوندھ کر روٹی پکائی جائے اور رُب خُروب کے ساتھ مالیدہ بنا کر کھایا جائے تو

خوب اعتدال کے ساتھ دست لاتا ہے اور نیا کشید کیا ہوا گلاب بمقدار دس درہم کے پیا جائے تو کئی دست آ جاتے ہیں اور اُس کا سونگھنا اور پینا قلب اور معدہ کے لئے مقوی ہے اور باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے اور بھی فائدے آتے ہیں۔

تیسرا فائدہ: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب عارت کی موت کا وقت قریب پہنچتا ہے اور ملک الموت اُس کے سامنے سے آنا چاہتا ہے تو اس کو ذکر اللہ ہٹا دیتا ہے' اگر اُس کے پیروں کی طرف آتا ہے تو جماعت کی نماز کے لئے جانا اُس کو ہٹا دیتا ہے' پھر وہ کہتا ہے کہ اے پروردگار! میری تو روک ہوگئی ہے' مجھے اُس تک راستہ بھی نہیں ملتا ہے' اس پر ارشاد ہوتا ہے کہ اپنی ہتھیلی پر میرا نام لکھ کر اسے دکھلاؤ' وہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھ کر دکھلاتا ہے' مؤمن کی روح جب اسے دیکھتی ہے تو اپنے ربّ کی ملاقات کے شوق میں پرواز کر جاتی ہے' اور ایک روایت میں ہے: روح ملک الموت سے کہتی ہے کہ کیا تُو ہی نے مجھے اس بدن میں رکھا تھا؟ وہ کہتا ہے: نہیں! تب وہ کہتی ہے کہ تو پھر جس نے رکھا ہے وہی مجھے نکالے گا' وہ کہتا ہے کہ میں اُس کا پیغام لے کر آیا ہوں' اس پر روح کہتی ہے کہ کوئی علامت لاؤ' پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ جنت کا ایک سیب لے جا' وہ لاتا ہے اور اُس پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھا ہوتا ہے' جب اُسے دیکھتی ہے تو جنت کے شوق میں پرواز کر جاتی ہے۔ عجائب المخلوقات میں مذکور ہے کہ گل سیب کا سونگھنا دماغ کو تقویت دیتا ہے اور سیب کھانا مقوی قلب ہے اور اس کے پتوں کا نچوڑا ہوا عرق زہر کے لئے نافع ہے۔

حکایت: کسی یہودی کو ایک یہودن سے نہایت محبت تھی' حتیٰ کہ اُس کا کھانا پینا چھوٹ گیا تھا' شیخ عطاء اکبر سے اُس نے شکایت کی' انہوں نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ کر دے دی اور حکم دیا کہ نگل جا! وہ نگل گیا' تب کہنے لگا کہ اے شیخ المسلمین! میرے دل میں ایسا نور روشن ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ عورت مجھے فراموش ہو گئی اور اسلام میرا محبوب بن گیا اور میں "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھتا ہوں' جب عورت نے یہ سنا تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے

لگی: اے امام المسلمین! میں ہی وہ عورت ہوں جس پر وہ فریفتہ تھا' میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اگر تجھے جنت درکار ہے تو شیخ عطاء کی خدمت میں جا' انہوں نے اس سے کہا کہ تو بھی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ' اُس نے بسم اللہ پڑھی' اُس کا پڑھنا تھا کہ فوراً کہہ اُٹھی کہ یا شیخ! میرا دل روشن ہو گیا اور مجھ کو عالم ملکوت نظر آنے لگا' میرے اوپر اسلام پیش کیجئے' چنانچہ وہ اسلام لے آئی' اُسی رات کو اُس نے جنت اور اس کے محلوں کو خواب میں دیکھا کہ اُن پر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھی ہوئی ہے' کسی نے اُس سے پکار کر کہا کہ اے بسم اللہ کے پڑھنے والی! خدا نے جو کچھ عنایت کیا ہے وہ تو نے دیکھ لیا' اس کے بعد جب جاگی تو کہنے لگی کہ اے رب! آپ نے مجھے جنت میں داخل کر دیا تھا پھر نکال لیا' میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے طفیل سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے پھر وہیں پہنچا دیجئے' یہ کہہ کر گر پڑی اور مر گئی۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ قیامت میں دوزخ کے فرشتے ایک بندہ کو پکڑیں گے' پھر انہیں حکم ہوگا کہ ذرا اسے چھوڑ دو تا کہ اُس کے اعضاء دیکھ لئے جائیں' چنانچہ ان میں کوئی نیکی نہ ملے گی' پھر اُس سے کہا جائے گا کہ اپنی زبان تو نکال' دیکھیں گے کہ اُس پر سفید خط میں پوری بسم اللہ لکھی ہوئی ہے' اس وقت حکم ہوگا کہ جا ہم نے تجھے بخش دیا۔

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: جو چاہتا ہو کہ دوزخ کے انیسوں فرشتوں سے خدا اسے بچا لے' اُسے چاہیے کہ بسم اللہ پڑھا کرے کیونکہ اس میں انیس حرف ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اُس میں چار کلمہ ہیں اور گناہ بھی چار طرح کے ہوتے ہیں: دن کے' رات کے' چھپے اور ظاہر' پس جو بسم اللہ پڑھا کرے گا' خدا اُس کے چاروں قسم کے گناہ بخش دے گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اگر کپڑے اُتارتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے تو بنی آدم کی شرمگاہ اور جنوں کی آنکھ کے مابین یہ آڑ بن جاتی ہے اور امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس میں یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جب یہ نام تیرے دشمنوں سے دنیا میں آڑ بن جاتا ہے تو پھر آخرت میں دوزخ کے فرشتوں سے کیونکر آڑ نہ بنے گا۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا جو بڑے بھاری سانپ کا شکار کرتا تھا' اُس سانپ نے کہا کہ اے نبی! اس سے کہہ دیجئے کہ مجھ میں بڑا قاتل زہر ہے' آپ نے اُس کو منع کیا' وہ نہ مانا' پھر دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُس پر گزر ہوا' اس وقت آپ نے فرمایا کہ اے شخص! کیا تو نے سانپ کو پکڑ لیا' یہ کہہ کر سانپ کی طرف نظر کی' اُس نے مارے شرم کے اپنا سر اپنی دم کے نیچے چھپا لیا اور کہنے لگا کہ اے روح اللہ! یہ مجھ پر اپنی قوت سے غالب نہیں آیا بلکہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی بدولت غالب ہوا ہے' بسم اللہ نے میرا زہر باطل کر دیا۔

فائدہ: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب بسم اللہ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تو کہنے لگے کہ اپنی اولاد کی نسبت اب مجھے عذاب کا کھٹکا نہیں رہا' جب اُن کا انتقال ہوا تو بسم اللہ اٹھا لی گئی' پھر نوح علیہ السلام پر مکرر نازل ہوئی' اس کی بدولت غرق سے محفوظ رہے' اُن کی وفات کے بعد پھر اٹھا لی گئی' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی تو اُن کے لئے آگ سرد ہوگئی اور یہ اُن کی سلامتی کا باعث بن گئی' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تو وہ دریا سے سالم نکل آئے' پھر اُٹھ گئی' پھر حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی تو ان کا ملک برقرار رہا' پھر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قیامت تک کے لئے نازل ہوئی' چنانچہ جب قیامت ہوگی اس وقت مسلمان اپنے داہنے ہاتھ میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ کر اپنا نامۂ اعمال لے گا اور حالت یہ ہوگی کہ وہ صاف پڑا ہوگا' اس میں نیکی کا نام بھی نہ ہوگا' اس سے کہا جائے گا کہ یہ گناہوں سے پُر تھا' لیکن "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" نے ان کو مٹا دیا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بسم اللہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہے اور تفسیر رازی رحمۃ اللہ علیہ میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں ایسی آیت نہ بتلاؤں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد سوائے میرے اور کسی پر نازل نہیں ہوئی' ہم نے کہا: ضرور' یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ کا

پڑھنا مستحب ہے' حتیٰ کہ دائی بھی جب لڑکے کو لے تو بسم اللہ کہہ کر لے کیونکہ وہ تین تاریکیوں سے نکل کر آتا ہے: ایک پیٹ کی تاریکی' دوسری رحم کی' تیسری مشیمہ جھلی کی تاریکی جس میں بچہ رہتا ہے' اس کو بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے' ساتوں آسمان والے اور سرا پردۂ عظمت والے سب کے سب بسم اللہ پڑھتے ہیں۔

حکایت: جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد کو بلقیس کے پاس بھیجا تھا اُس وقت سارے پرندے کہنے لگے کہ تو اکیلا کیسے جائے گا؟ اُس نے جواب دیا تھا کہ جس کے ساتھ بسم اللہ ہو' اُس پر کچھ ظلم نہیں ہوسکتا' اس پر خدا نے قیامت تک کے لئے اس کے سر پر تاج رکھ دیا' اس کے بعد چار ہزار شکاریوں پر وہ گزرا اور وہ برابر گولیاں چلایا کئے' اُس کے ایک نہ لگی' سب خطا کر گئیں حالانکہ اُن کا نشانہ کبھی خالی نہ جاتا تھا' حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جو بسم اللہ لکھ بھیجی تو ان کو اس کا ملک بھی مل گیا اس کے ماتحت بارہ ہزار سپہ سالار تھے اور ہر ہر سپہ سالار کے قبضہ میں ایک ایک لاکھ جنگی سپاہی تھے اور اس کے پاس ایک بہت بڑا تخت تھا جس کا اسّی ہاتھ طول اور اسّی ہاتھ عرض تھا اور اتنا ہی اونچا تھا' اس کو حضرت مقاتل نے بیان کیا ہے۔ اور مناقبِ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں بھی اس کا بیان آتا ہے۔

کسی قاضی کا حال منقول ہے کہ اُس کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں بسم اللہ نہیں لکھی تھی' اُس نے کہا کہ وہ لوگ خدا کو بھول گئے ہیں' اس وجہ سے اُس نے بھی انہیں چھوڑ دیا اور سائل کو کچھ نہ دلوایا۔ اگر کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بسم اللہ پر اپنا نام مقدم کیوں لکھا؟ اس کا جواب کئی طرح سے ہے: اوّل یہ کہ وہ بڑی جابرہ عورت تھی' ان کو خوف ہوا کہ کہیں برا بھلا نہ کہنے لگے' اس لئے خدائے پاک کے نام سے پہلے اپنا نام لکھ دیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کو ان کی نیت معلوم ہوگئی اور خدا نے ایسا کیا کہ وہ ان کے پاس خود ذلت کے ساتھ حاضر ہوئی' دوم یہ کہ جب اُس نے خط تکیہ پر رکھا ہوا دیکھا تو حالانکہ وہاں کسی کی رسائی نہ تھی اور وہاں ہُد ہُد کو موجود پایا تو جان گئی کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے آیا ہے اور کہہ اُٹھی: "اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ" پھر جب اُسے پڑھا تو اس میں بسم اللہ دیکھی' اس تقدیر پر "اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ" بلقیس کا قول ہوگا نہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا۔ سوم یہ کہ

شاید حضرت سلیمان علیہ السلام نے خط پر اپنا پتا لکھا ہو: ''اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ '' اور اس کے اندر بسم اللہ سے خط شروع کیا' جیسا کہ دستور ہے' چنانچہ جب اُسے خط ملا تو پہلے اُس نے پتا پڑھا' پھر خط کھول کر پڑھنا شروع کیا جو بسم اللہ سے شروع تھا۔ اور دامغانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فاخر میں ایک اور جواب میری نظر سے گزرا ہے' وہ یہ کہ انہوں نے اپنا نام اس لئے مقدم کیا کہ وہ کافرہ تھی اور کافر کو خدا سے نہیں ڈرایا کرتے۔ اور شمس المعارف میں میں نے دیکھا ہے کہ جو چھ بار بسم اللہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو خدا لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت ڈال دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک برقرار رکھا تھا۔

حکایت: کسی کافر کا ایک محل پر گزر ہوا جس کے دروازے پر ایک بوڑھا اور ایک لونڈی کھڑی تھی' کافر نے کہا کہ میں لونڈی کو لے لوں اور بوڑھے کو مار ڈالوں' چنانچہ دونوں میں کشتی ہوئی' بوڑھے نے اس کو کئی بار پچھاڑ دیا اور اس کے ہونٹ ہلتے جاتے تھے' کافر نے پوچھا: کیا پڑھتا ہے جو تیرے ہونٹ ہلتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' پڑھتا ہوں' وہ مسلمان ہو گیا اور وہ بھی بسم اللہ پڑھنے لگا' اس کے بعد اُس بوڑھے کا انتقال ہوا اور لونڈی اور محل اس کے قبضہ میں آ گیا۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک بار ملک الموت ایک شخص کے پاس آیا' وہ دیکھ کر ڈر گیا' ملک الموت نے اس کا سبب پوچھا' اُس نے جواب دیا کہ دوزخ کے ڈر کے مارے' اُس نے کہا: تو کیا میں تجھے آیت امان نہ لکھ دوں' جس سے تو دوزخ سے بچ جائے' اس نے کہا: ضرور لکھ دیجئے' اُس نے بسم اللہ لکھ کر دے دی' جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا اور اُس کی سرکشی بڑھی تو انہوں نے اُس کے لئے بددعا کی' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ تو اس کا کفر دیکھتے ہیں اور میں وہ دیکھتا ہوں جو کچھ اس کے محل کے دروازے پر لکھا ہوا ہے' جبرئیل علیہ السلام نے اس پر ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' لکھ دی تھی' اسی وجہ سے خدا نے اس کی مقام کریم کے ساتھ توصیف کی ہے' اور تفسیر رازی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ خدائی کے دعوے سے پہلے فرعون نے خود اپنے محل کے دروازے پر ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' لکھی تھی۔

لطیفہ: خدا نے جب چاہا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کر دے تو اُن کو حکم دیا کہ اپنی کشتی پر ''بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖهَا وَمُرۡسٰهَا'' لکھئے اور الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نہ لکھئے کیونکہ رحمت اور عذاب دونوں جمع نہیں ہوتے۔ ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نوح علیہ السلام جب ''بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖهَا'' کہتے تھے تو کشتی چل کھڑی ہوتی تھی اور جب ''بِسۡمِ اللّٰهِ مُرۡسٰهَا'' کہتے تھے تو ٹھہر جاتی تھی اور نوح علیہ السلام کے پاس دو مُہرے تھے کہ وہ روشن رہا کرتے تھے' ایک بجائے آفتاب کے' دوسرا بجائے ماہتاب کے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ ایک دن کی طرح روشن تھا' دوسرا رات کی طرح تاریک تھا' انہیں دونوں سے وہ نماز کے اوقات کی شناخت کر لیا کرتے تھے' جب شام ہوتی تھی اس کی سیاہی اس کی روشنی پر غالب آ جاتی تھی اور جب صبح ہوتی تھی تو اُس کی روشنی اس کی سیاہی پر غالب آ جاتی تھی' کشتی میں سب سے آخر گدھا داخل ہوا تھا' شیطان اسے لپٹ گیا تھا' یہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے' لیکن امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بات نہایت بعید ہے کیونکہ شیطان آتشی اور ہوائی جسم ہے' وہ ڈوبنے سے کیوں بھاگنے لگا' علاوہ بریں اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث بھی نہیں آئی ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ کشتی میں سب سے پہلے اوزہ داخل ہوا تھا' اس کے بیٹے نے شیشہ کا ایک گھر بنایا تھا اور اندر سے اُس کو بند کر لیا تھا' خدا نے اس پر پیشاب کو مسلط کیا' حتیٰ کہ وہ اپنے پیشاب ہی میں ڈوب گیا۔ اور کتاب حاوی القلوب الطاہرہ میں ہے کہ خدا نے اس پر رونے کو مسلط کیا تھا حتیٰ کہ وہ اپنے آنسوؤں میں ڈوب گیا۔ خدا کے غضب اور عقاب سے خدا کی پناہ! یہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ خداوندی حکمت کے یہ امر کیسے شایان ہوا کہ بڑوں کے گناہ کی وجہ سے لڑکے بھی ڈبو دیئے جائیں' اُس کا جواب یہ ہے کہ خدا نے چالیس برس پہلے سے یہ انتظام کیا تھا کہ کسی عورت کے حمل ہی نہ ٹھہرے پس جو لوگ غرق ہوئے تھے وہ کم سے کم چالیس برس کے ضرور تھے۔ پھر اعتراض کیا ہے کہ جانور اور پرندکیوں ڈبوئے گئے؟ پھر سب کا جواب یہ دیا ہے کہ صحیح یہی بات ہے کہ لڑکے بھی غرق ہو گئے تھے' جس طرح سے کہ بہائم' لیکن اس سے اُن کو کوئی عقوبت نہیں ہوئی تھی۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ

ان کے اس قول سے کہ اُن کو کوئی عقوبت نہیں ہوئی تھی' ذرا جی کھٹکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا" یعنی سوائے کافر گنہگار کے وہ اور کسی کو نہ پیدا کرے گا۔

فائدہ: الوجوہ المفسرہ عن الساع المغفرہ میں میری نظر سے گزرا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے لوگ اگر کشتی میں سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں تو ڈوبنے سے امن میں رہیں گے' دعا یہ ہے: "بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الرَّحْمٰنِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○"۔ ابن جوزی کی بستان الواعظین میں میری نظر سے گزرا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ دفن کے بعد اُس کے پاس فرشتہ قلم ودوات وکاغذ لے کر نہ آتا ہو' اور یہ نہ کہتا ہو کہ اپنے عمل لکھ' تو وہ اپنے عمل لکھتا ہے' اگرچہ لکھنا نہ جانتا ہو' پس اگر نیک بخت ہوتا ہے تو خدا کے حکم سے اس کے قلم سے پہلے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" نکلتی ہے اور اس وجہ سے وہ عذابِ قبر سے امن میں رہتا ہے۔

حکایت: ایک مردِ صالح نے بیان کیا کہ ایک بار میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور وہ نشہ میں تھا' میں نے اُسے مارا تو وہ وہاں سے اُلٹا پھرا اور پانی میں گر کر ڈوب گیا' جب اُسے دفن کر چکا تو اُسی رات کو میں نے خواب دیکھا کہ وہ جنت میں ہے' میں نے اُس سے پوچھا کہ مرا تو نشہ کی حالت میں تھا اور پھر جنت میں ہے' یہ کیا ماجرا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! یہ تو سچ ہے لیکن جب میں تیرے پاس سے چلا آیا تھا' اُس وقت میری نظر ایک ورق پر پڑی تھی جس میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھی ہوئی تھی میں اس کو نگل گیا تھا' پھر جب میرے پاس منکر ونکیر آئے اور مجھ سے سوال کرنے لگے' میں نے انہیں جواب دیا کہ تم مجھ سے سوال کیسے کرتے ہو حالانکہ اس کا نام میرے پیٹ کے اندر موجود ہے' اس پر ایک منادی نے آواز دی کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے' میں نے اسے بخش دیا۔

حکایت: مکہ میں ایک شخص تھا جو ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور اس کو کبھی کسی نے کھاتے پیتے نہ دیکھا تھا' ہاں اتنا ضرور کرتا تھا کہ افطار کے وقت جیب سے ایک کاغذ نکال کر دیکھ لیا کرتا تھا جب اُس کا انتقال ہو گیا اور غسل دینے والے نے نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھی تھی' اس پر اس کو تعجب ہوا' ہاتف نے آواز دی کہ کچھ تعجب نہ کر' بسم اللہ سے ہم نے اُس کی پرورش کی' رحمانیت سے اس کو بخشا اور رحیمیت سے اُس کو توفیق دی۔ ابن عطاء نے کہا ہے کہ اسم رحمٰن میں مدد اور فتح ہے اور اسم رحیم اُلفت اور محبت ہے۔

رونے والے بچے کے لئے تعویذ

فائدہ: اگر بچہ روتا ہو تو یہ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے:

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ (۷۷:۳۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ (۲۰: ۱۰۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاھِھِمْ" (۳۶:۶۵)

پہلا فائدہ: خدا نے قلم کو سفید موتی سے پیدا کیا ہے' پانچ سو برس کی راہ اس کا طول ہے' اُس سے نور نکلا کرتا ہے جس طرح کہ دنیا کے قلم سے روشنائی نکلا کرتی ہے' پھر اُسے حکم ہوا کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھ' اُس نے سات سو برس میں لکھی' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے عزت وجلال کی قسم! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو اس کو ایک بار پڑھے گا میں اُس کے لئے سات سو برس کا ثواب لکھوں گا' اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں ایک سفید موتی کا قبہ دیکھا' اُس کا دروازہ سونے کا تھا اور سونے کا اس میں ایک قفل پڑا ہوا تھا اور وہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اُس قبہ پر تمام جن وانس بیٹھیں تو ایسے معلوم ہوں جیسے پہاڑ کی چوٹی پر کوئی پرند بیٹھا ہو' آپ نے لوٹنا چاہا تو آپ سے کہا گیا: کیا آپ اس قبہ میں نہ چلیں گے' آپ نے

فرمایا: اُس کو تو قفل لگا ہُوا ہے' آپ سے کہا گیا: اس کی کنجی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہے' جب آپ نے بسم اللہ پڑھی وہ کھل گیا' دیکھتے کیا ہیں کہ اس میں چار نہریں بہہ رہی ہیں' بسم کی میم سے پانی کی ایک نہر نکلی ہے جس کے پانی کو کبھی تغیر نہیں اور اللہ کی ہاء سے ایک دودھ کی نہر نکل کر بہ رہی ہے کہ جس کا ذرا مزہ نہ بدلا تھا اور رحمٰن کی میم سے ایک شراب کی نہر نکلی ہوئی ہے اور الرحیم کی میم سے ایک شہد کی نہر نکلی ہوئی ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی امت میں سے جو ان ناموں سے میری یاد کرے گا' میں ان چاروں نہروں سے اُس کو سیراب کروں گا۔ اُس کی ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ زلیخا نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو سات دروازوں کے اندر بند کرایا تھا اور وہ بھاگے تھے تو ہر دروازے پر بسم اللہ پڑھتے جاتے تھا اور ہر دروازہ کھلتا جاتا تھا' اسی طرح جنت کے دروازے بھی اُس کے کہنے والے کے لئے کھل جائیں گے' بشرطیکہ وہ شرطوں کی رعایت رکھے۔

دوسرا فائدہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی بلا خلاف جزء ہے' ان کے صحیح مذہب پر اور سورتوں کی بھی جُز ہے' رہا یہ امر کہ بسم اللہ کا قرآن ہونا قطعی طور پر ہے یا حکمی طور پر؟ تو اس میں صحیح یہی ہے کہ حکمی طور پر قرآن ہے' اس لئے نہ تو اس کی نفی کرنے والا کافر ہوگا اور نہ ثابت کرنے والا۔ البتہ سورۂ نمل میں جو بسم اللہ آتی ہے وہ بالاجماع قرآن ہے' حتیٰ کہ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ سورۂ براءۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ لائی جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قتال کا حکم ہے اور بسم اللہ امن وامان کی آیت ہے اور امن وخوف دو متضاد باتیں ہیں' ان کا جمع ہونا مناسب نہیں اور بعضوں نے ایک اور وجہ بیان کی ہے' وہ یہ ہے کہ سورۂ براءۃ' سورۂ انفال کا ایک حصہ ہے اور بسم اللہ سورت کے بیچ میں نہیں آیا کرتی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بسم اللہ سب سورتوں کا تاج ہے' اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تینوں اماموں کے نزدیک بسم اللہ سورتوں میں سے کسی کی پہلی آیت نہیں ہے۔

تیسرا فائدہ: سکھلائے ہوئے شکاری جانور کو شکار پر چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہنا مستحب ہے' پس اگر قصداً بسم اللہ نہ کہی تب بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شکار

حلال رہے گا' اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر بھولے سے بسم اللہ نہ کہی تب تو حلال رہے گا ورنہ حرام ہو جائے گا' قصداً ترک کرنے کی صورت میں امام مالک بھی امام صاحب کے موافق ہیں' البتہ نسیان کی صورت میں اُن سے روایتیں مختلف ہیں' اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ خواہ جان بوجھ کر چھوٹ جائے یا بھولے سے کسی حالت میں جانور حلال نہیں رہتا بلکہ مردار کی طرح ہو جاتا ہے کہ جس کا کھانا غیر مضطر کے لئے بالا جماع حرام ہے' اور اس کا بیان نماز کی فضیلت کے بیان میں آتا ہے کہ اُس میں سے بمقدار سد رمق (جس سے زندگی کا رشتہ قائم رہے) کھانا جائز ہے اگر کفایت کرے یا سور کی طرح ہو جاتا ہے کہ جس کا کھانا بالکل جلال نہیں' حتیٰ کہ مضطر کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ آدمی کے سوا کوئی دوسرا مردار بھی اُسے نہ ملے تب البتہ مضطر کو خنزیر کا بقدر سد رمق کھالینا جائز ہوگا ورنہ نہیں' اور اگر انسان کے مردہ اور سور کے سوا اور کچھ نہ ہو تو اُس وقت آدمی کا کھانا جائز نہ ہوگا' سور کھا سکتا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ مائدہ میں ذکر کیا ہے کہ خدا نے سور کا گوشت اس لئے حرام کر دیا ہے کہ وہ خلقی طور پر نہایت حریص ہے اور شہوات کی نہایت شدید رغبت رکھتا ہے' اگر اجازت ہوتی تو کھانے والے کے پیٹ میں ایسی غذا کی جنس سے بھی ایک جُز پیدا ہوتا' پس خدا نے اسے حرام کر دیا اور بکری کو حلال رکھا کیونکہ یہ اخلاقِ ذمیمہ سے نہایت بچا ہوا حیوان ہے۔ نزہۃ النفوس والافکار میں مذکور ہے کہ شاۃ ایک غنم کو کہتے ہیں اور غنم بھیڑ اور بکری دونوں کو شامل ہے اور بھیڑ افضل ہے' اسی طرح اُون بالوں سے افضل ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تواضع کی رو سے اُون پہنے' خدا اس کی آنکھ اور دل میں نور زیادہ کرتا ہے' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اگر شہد کے برتن کو بھیڑ کے صوف سے چھپا دیا جائے تو چیونٹیاں اُس کے پاس نہ آئیں گی اور اس کے گوشت کے منافع مناقب علی رضی اللہ عنہ کے بیان میں آتے ہیں اور بکری نہایت غبی حیوان ہے' خصوصاً بکرا' اور بکری کے پیشاب کا پینا استسقا کو نافع ہے اور اگر کان میں ڈال دیا جائے تو درد جاتا رہتا ہے اور اگر اس کی مینگنی کوٹ کر جَو کے آٹے کے ساتھ سرکہ ملا کر گوندھی جائے اور سوجے ہوئے گھٹنے پر لیپ لگایا جائے تو سب درد خدا کے حکم سے جاتا رہے۔

چوتھا فائدہ: شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے قواعد میں کہا ہے کہ سور کا قتل کرنا واجب ہے اور بیہقی بھی اُن کے پیشتر یہی کہہ چکے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس کو قتل کیا ہے جیسا کہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم میں مروی ہے۔ بلقینی نے فوائد علی القوائد میں بیان کیا ہے کہ اصح یہ ہے کہ سور کا مارنا مستحب ہے اور ان کے سوا اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اگر اُس سے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو مستحب ہے ورنہ نہیں اور اس کا گوشت یہود اور نصاریٰ دونوں کے یہاں حرام ہے۔ روضہ میں مذکور ہے کہ جس نے گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی ہو اور سور کا گوشت کھالے تو حانث نہ ہوگا۔

پانچواں فائدہ: علماء کا اتفاق ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا مستحب ہے اور اگر شروع میں نہ کہی ہو تو جب یاد آئے اُس وقت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اوّلہٗ واٰخرہٗ" کہہ لینا بھی مستحب ہے اور حدیث میں ہے کہ جو کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا وہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھ لے بروایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص کھانے سے فارغ ہونے کے وقت ایک بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتا ہے خدا جنت میں یاقوت سرخ کا اُس کے لئے ایک گھر تیار کرتا ہے اور ہر لقمہ کے مقابل میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور مناسب ہے کہ دسترخوان پر جتنے کھانے والے ہوں سب بسم اللہ کہیں اور اگر ایک ہی شخص کہہ لے تب بھی کافی ہے جس طرح سے کہ سلام کے جواب دینے کا حال ہے۔

چھٹا فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدائے عظیم کی قسم! مجھ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی اور کہا کہ خدائے عظیم کی قسم! مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے حدیث بیان کی اور کہا کہ خدائے عظیم کی قسم! مجھ سے میکائیل نے حدیث بیان کی اور کہا کہ خدائے عظیم کی قسم! مجھ سے اسرافیل علیہ السلام نے حدیث بیان کی اور کہا کہ خدائے عظیم کی قسم! مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے عزت وجلال اور بخشش اور کرم کی قسم! جو شخص سورۂ فاتحہ سے ملا کر ایک بار بھی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھے گا میں تمہیں شاہد کرتا ہوں کہ میں نے اُسے بخش دیا اور اس کی ساری نیکیاں مقبول کر

لیں اور اُن کے گناہوں سے درگزر کی کہ جب اللہ تعالیٰ کا قول: ''وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ'' (یعنی بے شک جہنم اُن سب کی وعدہ گاہ ہے) نازل ہوا تو اور حدیث میں ہے: جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے آپ کی اُمت پر دوزخ کا خوف لگا ہوا ہے' لیکن اس کے بعد جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی تو کہنے لگے کہ اب مجھے کچھ خوف نہیں رہا' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کا نام فاتحہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اسی سے مناجات اور خطاب کا آغاز کیا ہے' پس یہ بخشش کرنے والے خدا کی طرف سے ہر قسم کے عطیات کا آغاز اور افتتاح ہے اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فاتحہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اسی سے اپنے برگزیدہ اور پسندیدہ رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل شدہ کتاب کی ابتداء کی ہے۔

قرآنی سورتوں کو خواب میں پڑھنے کی تعبیرات

لطیفہ: جو خواب میں اپنے آپ کو سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے دیکھے تو خدا اس کی دعا قبول کرتا ہے اور شر کو اُس سے دور کرتا ہے۔ اگر سورۂ بقر پڑھتے ہوئے دیکھے تو اُسے اپنی اولاد سے بھلائی اور عمر طویل حاصل ہو' اگر سورۂ آل عمران پڑھتے دیکھے تو بیٹا پیدا ہو اور بڑا سفر کرنے والا ہو' اگر سورۂ نساء پڑھتے ہوئے دیکھے تو بہت سا مال میراث میں ملے لیکن پھر اُس سے دوسرے اس کو میراث میں پائیں اور اس کی بی بی اُس سے جھگڑا کرے' اگر سورۂ مائدہ پڑھتے دیکھے تو لوگوں کو اُس سے نفع پہنچے لیکن وہ خود سنگ دل لوگوں میں پھنس جائے' اگر سورۂ انعام پڑھتے دیکھے تو خدا کی نعمت بکثرت ہاتھ آئے' اگر سورۂ اعراف پڑھتے دیکھے تو غریبی کی حالت میں انتقال ہو اور بعض نے کہا ہے کہ ہر قسم کا علم حاصل ہو' اگر سورۂ انفال پڑھتے دیکھے تو دشمن سے بدلہ لے' اگر سورۂ توبہ پڑھتے دیکھے تو صلحاء سے محبت کرے' اگر سورۂ یونس پڑھتے دیکھے تو افکار اور امراض سے نجات ملے اور اگر بیمار ہو تو شفا پائے' اُس سے جادو کا اثر جاتا رہے' اگر سورۂ ھود پڑھتے دیکھے تو عمر دراز پائے اور رزق کی زیادتی ہو' اگر سورۂ حضرت یوسف علیہ السلام پڑھتے دیکھے تو اپنوں سے عداوت کا سامنا ہے لیکن غیر لوگوں میں عزت و رفعت حاصل ہو' اگر سورۂ رعد پڑھتے دیکھے تو اس کی موت قریب آ پہنچی'

اگر سورۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام پڑھتے تو وہ صلحاء میں سے ہو' اگر سورۂ حجر پڑھتے دیکھے تو اگر تاجر ہو تو اپنے ہمسروں پر فوقیت لے جائے اور اگر عالم ہو تو غربت میں انتقال کرے اور اگر بادشاہ ہو تو اس کی موت قریب آ پہنچی' اگر قاضی ہو تو نیک خصال ہو جائے' اور اگر سورۂ نحل پڑھتے دیکھے تو علم اور رزق حاصل ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نصیب ہو' اگر سورۂ اسراء پڑھتے دیکھے تو بادشاہ کی طرف سے سزا پائے' بعض نے کہا ہے کہ خدا اور لوگوں کے نزدیک اس کا رتبہ بلند ہو' اگر سورۂ کہف پڑھتے دیکھے تو عمر دراز پائے اور عمل نیک کی توفیق ہو' اور اگر سورۂ مریم پڑھتے دیکھے تو خدا اُسے گمراہی کے بعد ہدایت نصیب کرے اور انبیاء کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا' اگر سورۂ طٰہٰ پڑھتے دیکھے تو شب بیداری اور عمل نیک کی اس کے دل میں محبت پیدا ہو اور اس پر جادو کا اثر نہ ہو' اگر سورۂ انبیاء پڑھتے دیکھے تو لوگوں سے حظِ وافر ہاتھ آئے اور نیکی کی توفیق پائے' اگر سورۂ حج پڑھتے دیکھے تو حج کرے اور اگر بیمار ہو تو انتقال ہو جائے' اگر سورۂ مؤمنون پڑھتے دیکھے تو پارسائی نصیب ہو اور بلاؤں سے نجات ملے' اور اگر سورۂ نور پڑھتے دیکھے تو خدا اُس کا دل روشن کر دے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مشغول ہو' یعنی لوگوں کو بھلائی کی ترغیب دے اور بُرائی سے روکے اور بعض نے کہا ہے کہ کوئی بیماری پیش نہ آئے' اگر سورۂ فرقان پڑھتے دیکھے تو حق بات پسند آئے اور ناحق سے نفرت ہو' اگر سورۂ شعراء پڑھتے دیکھے تو اُس پر روزی تنگ ہو جائے اور جھوٹ سے محفوظ رہے' اگر سورۂ نمل پڑھتے دیکھے تو اپنے اہل پر اختیار اور فہم میں سرداری پائے' اگر سورۂ قصص پڑھتے دیکھے تو اُس کا رزق فراخ ہو اور بڑا ثواب پائے' اگر سورۂ عنکبوت پڑھتے دیکھے تو خدا اُس کا محافظ ہو اور اپنے گھر والوں سے جدا ہو' اگر سورۂ روم پڑھتے دیکھے تو علم اور دولت نصیب ہو اور بعض نے کہا ہے کہ مشرکوں کا کوئی شہر اُس کے ہاتھ سے فتح ہو' اگر سورۂ لقمان پڑھتے دیکھے تو یقین قوی ہو اور حکمت حاصل ہو' اگر سورۂ الم سجدہ پڑھتے دیکھے تو سجدہ کی حالت میں انتقال کرے اور خدا اُسے بھلائی عطا کرے اور بعض نے کہا ہے کہ اُسے شب بیداری محبوب ہو جائے' اگر سورۂ احزاب پڑھتے دیکھے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ مکر سے پیش آئے اور اپنے گھر والوں سے حسد کرے اور

بعض نے کہا ہے کہ حق کا پیرو بن جائے' اگر سورۂ سبا پڑھتے دیکھے تو شجاع ہو اور ہتھیار اٹھانا پسند کرے اور بعض نے کہا ہے کہ زاہد ہو' پہاڑوں میں رہا کرے' اور اگر سورۂ فاطر پڑھتے دیکھے تو خدا کی رضا حاصل ہو' اگر سورۂ یٰسین پڑھتے دیکھے تو خدا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس کا حشر کرے اور اس کے عمل نیک ہوں' اگر سورۂ صافات پڑھتے دیکھے تو نیک بخت اولاد پیدا ہو یا حلال روزی میسر آئے' اگر سورۂ ص پڑھتے دیکھے تو عورتیں پسند آنے لگیں' اُن سے الفت ہو' اگر سورۂ زُمر یا تنزیل پڑھتے دیکھے تو عمر دراز ہو اور قیامت میں نبیوں کا ساتھ ہو' اگر سورۂ غافر پڑھتے دیکھے تو نیکوکار مسلمان ہو' اگر سورۂ فصلت پڑھتے دیکھے تو قوم کا ہادی بنے' اگر سورۂ شوریٰ پڑھتے دیکھے تو اس کی عمر اور دولت زیادہ ہو' اگر سورۂ زخرف پڑھتے دیکھے تو دنیا میں کم نصیب اور آخرت میں خوش نصیب ہو' اگر سورۂ دخان پڑھتے دیکھے تو عذابِ دوزخ سے نجات پائے اور اس کا یقین زیادہ ہو' اگر سورۂ جاثیہ پڑھتے دیکھے تو زُہد حاصل ہو' اگر سورۂ احقاف پڑھتے دیکھے تو اس کے پاس ملک الموت اچھی صورت میں آئے اور نرمی کا برتاؤ کرے اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے والدین کا نافرمان ٹھہرے پھر باز آ جائے' اگر سورۂ محمد پڑھتے دیکھے تو سورۂ احقاف کی بھی تعبیر ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حشر ہو' اگر سورۂ فتح پڑھتے دیکھے تو کشائش حاصل ہو' جہاد میسر آئے اور دین و دنیا کی بہتری ہاتھ لگے' اگر سورۂ حجرات پڑھتے دیکھے تو لوگوں میں صلح کرائے' اگر سورۂ ق پڑھتے دیکھے تو علم و صلاح حاصل ہو' اور اگر سورۂ ذاریات پڑھتے دیکھے تو اس کے ساتھ والے اس کے مطیع رہیں اور زمین کی پیداوار سے روزی ملے' اگر سورۂ طور پڑھتے دیکھے تو اولاد ہو لیکن اُس کی عمر کم ہو اور بعض نے کہا ہے کہ مکہ شریف کا مجاور بن جائے' اگر سورۂ نجم پڑھتے دیکھے تو نیک بخت اولاد ہو' اگر سورۂ اقتربت پڑھتے دیکھے تو جادو اور دیگر بلاؤں سے امن میں رہے' اگر سورۂ رحمٰن پڑھتے دیکھے تو مکہ یا بیت المقدس کا مجاور بنے یا جہاد کے لئے حد بندی کرے اور اگر سورۂ واقعہ پڑھتے دیکھے تو فراخی رزق اور امن دستیاب ہو' اگر سورۂ حدید پڑھتے دیکھے تو بدنی صحت اور قوت ایمان حاصل ہو' اگر سورۂ مجادلہ پڑھتے دیکھے تو اگر عالم ہو تو مقابل پر غلبہ میسر آئے ورنہ مغلوب ہو جانے کا ڈر ہو' اگر سورۂ حشر پڑھتے دیکھے تو

لوگوں میں محبوب ہو' اگر سورۂ ممتحنہ پڑھتے دیکھے تو آخر عمر میں توبہ خالص نصیب ہو اور بعض نے کہا کہ ساری برائیوں سے نجات پائے' اگر سورۂ صف پڑھتے دیکھے تو جہاد نصیب ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرے' یعنی جو الزام آپ پر لگائے جائیں اُن کو دور کر دے' اگر سورۂ جمعہ پڑھتے دیکھے تو دنیا اور آخرت میں حظِ وافر سے بہرہ یاب ہو' اگر سورۂ منافقون پڑھتے دیکھے تو خدا نفاق سے اُسے پاک کرے' اگر سورۂ تغابن پڑھتے دیکھے تو زوجہ یا سوتنوں کی مصیبت میں پھنسے' اگر سورۂ طلاق پڑھتے دیکھے تو بد خلق عورت کے باعث مصیب اٹھائے اور بعض نے کہا ہے کہ عورتوں کو طلاق دے' اگر سورۂ تحریم پڑھتے دیکھے تو حرام چیزوں سے پرہیز کرے' اور اگر سورۂ تبارک پڑھتے دیکھے تو بادشاہ کی خدمت میں بسر ہو اور اس سے فائدہ حاصل کرے' اگر سورۂ نون پڑھتے دیکھے تو دشمن سے بدلہ لے اور وہ اس پر مہربان ہو جائے' اگر سورۂ حاقہ پڑھتے دیکھے تو اگر لوگوں کی خبر گیری کرنے والا آدمی ہو تو سولی پائے' اگر بیمار ہو تو مر جائے' اگر عورت ہو تو اس کا خاوند اسے طلاق دے دے اور بعض نے کہا ہے کہ خدا کا قرب حاصل ہو' اگر سورۂ معارج پڑھتے دیکھے تو نوعمری میں گناہ کرے اور بڑھاپے میں تائب ہو جائے اور بعض نے کہا ہے کہ دور کی چیز خدا اس کے قریب کر دے' اگر سورۂ نوح پڑھتے دیکھے تو جاہلوں میں سکونت کا اتفاق پیش آئے لیکن اُن پر غالب رہے' اگر سورۂ جن پڑھتے دیکھے تو سنگ دل لوگوں سے نقصان اٹھائے' اگر سورۂ مزمل پڑھتے دیکھے تو تنگی کے بعد کشائش میسر ہو' اگر سورۂ مدثر پڑھتے دیکھے تو روزی اُس پر تنگ ہو جائے اور بعض نے کہا ہے کہ بڑا روزہ دار بن جائے' اگر سورۂ قیامہ پڑھتے دیکھے تو ارزانی اور بھلائی نصیب ہو' اگر سورۂ دہر پڑھتے دیکھے تو خیر کثیر ہاتھ لگے' اگر سورۂ مرسلات پڑھتے دیکھے تو ہر خوف و غم سے امن میں رہے' عمر دراز ہو اور نیک عمل کی توفیق پائے' اگر سورۂ نباء پڑھتے دیکھے تو روزی بہت فراخ ہو' اگر سورۂ نازعات پڑھتے دیکھے تو خدا اُس کے دل سے بُرائی کو دور کر دے اور بعض نے کہا ہے کہ نماز دیر کر کے پڑھا کرے' اور سورۂ عبس پڑھتے دیکھے تو توفیق خیر حاصل ہو' اگر سورۂ تکویر پڑھتے دیکھے تو یورپ کی طرف سفر پیش آئے اور بھلائی حاصل ہو' اگر سورۂ انفطار پڑھتے دیکھے تو سختی میں مبتلا ہو

لیکن بچ جائے' اگر سورۂ مطففین پڑھتے دیکھے تو اس سورت کے مضمون کے موافق ناپ تول میں خیانت کرے' بعض نے کہا ہے کہ اس کے خلاف واقع ہو' اگر سورۂ انشقاق پڑھتے دیکھے تو اگر وہ بادشاہ ہو تو اس کی قوم کے لوگ اس کے لئے بددعا کریں اور اگر بادشاہ نہ ہو تو لڑکیاں زیادہ پیدا ہوں' اگر عورت ہو تو حاملہ ہو جائے' اگر سورۂ بُروج پڑھتے دیکھے تو علم الافلاک حاصل ہو' اگر سورۂ طارق پڑھتے دیکھے تو بیٹے پیدا ہوں لیکن عمر دراز نہ ہو' اگر سورۂ اعلیٰ پڑھتے دیکھے تو خدا کی پاکی بیان کرنا پسند کرے' آخرت پر متوجہ ہو اور دنیا کو خیر باد کہے' اگر سورۂ غاشیہ پڑھتے دیکھے تو علم وزُہد نصیب ہو' اگر سورۂ فجر پڑھتے دیکھے تو لوگ اُس کا رعب ماننے لگیں اور بعض نے کہا ہے کہ سال کے اندر ہی انتقال کر جائے' اگر سورۂ بلد پڑھتے دیکھے تو مسکینوں کو کھانا کھلائے اور بعض نے کہا ہے کہ اپنی قسم میں سچا رہے' اگر سورۂ شمس پڑھتے دیکھے تو کسی عادل بادشاہ کا ہم نشین بنے' اگر سورۂ لیل پڑھتے دیکھے تو اُس کی روزی تنگ ہو جائے لیکن عبادت اور شب بیداری اس پر آسان ہو جائے' اگر سورۂ ضحیٰ پڑھتے دیکھے تو اُسے لوگوں پر رحم آئے اور مہربانی کے ساتھ اُن سے پیش آئے' اگر سورۂ انشراح پڑھتے دیکھے تو امراض سے امن میں رہے' اگر سورۂ تین پڑھتے دیکھے تو اُس کے عمل نیک ہوں' اگر سورہ اقراء پڑھتے دیکھے تو نیک بخت بیٹا پیدا ہو' اگر سورۂ قدر پڑھتے دیکھے تو عمر دراز ہو اور نیک عمل کرے اور اگر سورۂ بینہ پڑھتے دیکھے تو امید وبیم میں رہے' اگر سورۂ زلزلہ پڑھتے دیکھے تو سلطان کی طرف سے خوف لگا رہے' اگر سورۂ عادیات پڑھتے دیکھے تو اگر مسافر ہو تو اُس پر ڈاکہ زنی کا خوف ہو' اگر مقیم ہو تو دنیا اُس کی مرغوب بن جائے' اگر سورۂ قارعہ پڑھتے دیکھے تو امید وبیم میں رہے' اگر سورۂ تکاثر پڑھتے دیکھے تو روزی کم اور دین زیادہ ہو' اگر سورۂ عصر پڑھتے دیکھے تو امید وبیم میں رہے اور بعض نے کہا ہے کہ نفع کثیر ونیز نقصان اُٹھائے' اگر سورۂ ہمزہ پڑھتے دیکھے تو وہ چغل خوری کیا کرے' اگر سورۂ فیل پڑھتے دیکھے تو دشمن پر فتح پائے اور بعض نے کہا ہے کہ جس مکان میں اُسے پڑھتے دیکھا ہو وہاں فتنہ برپا ہو' اگر سورۂ قریش پڑھتے دیکھے تو روزی آسان ہو' اگر سورۂ ماعون پڑھتے دیکھے تو وہ زکوٰۃ نہ دے اور قیامت کی تکذیب کرے اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے مخالفوں پر فتح پائے' ا

گر سورۂ کوثر پڑھتے دیکھے تو خیر دوست ہو اور بھلائی کرنا اُسے پسند آئے' اگر سورۂ کافرون پڑھتے دیکھے تو بدعتیوں سے ہم نشینی رکھے' اگر سورۂ نصر پڑھتے دیکھے تو اگر بادشاہ ہو تو فتح پائے ورنہ موت قریب آ پہنچی ہو' اگر سورۂ تبت پڑھتے دیکھے تو اگر مالدار ہو تو مال برباد ہو جائے' اگر فقیر ہو چغل خوری کرتا پھرے' اگر سورۂ اخلاص پڑھتے دیکھے تو اس کا ایمان قوی ہو جائے' مال زیادہ ہو' بال بچے کم ہوں اور مستجاب الدعوات ہو جائے' اگر سورۂ فلق پڑھتے دیکھے تو اکثروں کے نزدیک اپنے دشمن پر فتح پائے اور اُس کی حالت درست ہو جائے' اگر سورۂ ناس پڑھتے دیکھے تو خدا جن وانس اور کیڑے مکوڑوں کے شر سے اُسے محفوظ رکھے اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مجتمع ہونے پر اُس کا پڑھنا دال ہے' اگر خواب میں قرآن ختم کرے تو اس کی حاجتیں بر آئیں' اس کی ایک آیت کا پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے ایک سورت کا پڑھنا اور جو قرآن میں دیکھ کر پڑھتے دیکھے اُس کا دین قوی ہو جائے' اگر توریت پڑھتے دیکھے تو نور ہدایت حاصل ہو۔

فوائد

پہلا فائدہ: قرآن پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے' یہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اسی پر اکثر لوگ ہیں اور شرح مہذب میں بھی یہی مذکور ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور سمجھ میں یہی آتا ہے اور نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عموماً مسلمانوں کا یہی قول ہے' پھر بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ ''اعوذ بعفو اللّٰه العظيم من عذابه الاليم ومن همزات الشياطين ان اللّٰه هو السميع العليم'' پڑھتے تھے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''اعوذ باللّٰه الواحد الماجد من كل عدو وحاسد ومن كل شيطان مارد ان اللّٰه هو السميع العليم'' پڑھتے تھے' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اعوذ باللّٰه المعين من الشيطٰن اللعين الى يوم الدين'' پڑھتے تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اعوذ باللّٰه من الشيطان والكفر والطغيان وهو المنعم المستعان'' پڑھتے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اعوذ باللّٰه العظيم

ووجهه الكريم وسلطانه القديم من الشيطٰن الرجيم " پڑھتے تھے رافعی نے ایک طریق سے نقل کیا ہے کہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ " پڑھتے تھے۔ اور شرح مہذب میں منقول ہے لیکن سند غریب سے قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ " تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ " پڑھا اور فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے لوحِ محفوظ سے مجھے ایسا ہی پڑھایا ہے۔ شرح مہذب میں ہے کہ جمہور اسی "اعوذ" پر متفق ہیں اور اس سے فضیلت میں کم یہ ہے: "اعوذ باللّٰه العلى من الشيطان الغوى " جتنے طریقوں سے کہ خدا کی پناہ شیطان کے شر سے مانگی جائے اُن سب سے تعوذ ہو جاتا ہے کسی خاص صیغہ کی خصوصیت نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی "اعوذ بكلمات اللّٰه من الشيطٰن الرجيم " پڑھے جب بھی کافی ہے ہر رکعت میں "اعوذ" پڑھنا مستحب ہے یہاں تک کہ صلوٰۃ کے وقت میں جب دوبارہ قیام کرے اور پہلی اور دوسری رکعت میں بھی راجح قول کی بنیاد پر "اعوذ" پڑھنا مناسب ہے "اعوذ" نماز میں آہستہ پڑھے لیکن غیر نماز میں آواز سے پڑھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف کا اجلال "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ " ہے اور قرآن شریف کی کنجی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بسم اللہ کی با لمبی کر کے لکھتے ہیں اور دوسری با کو اس طرح بڑھا کر نہیں لکھتے اس کی وجہ یہ ہے تا کہ قرآن شریف کی ابتدا بڑے حرف سے ہو اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ بسم اللہ کی با کو تحریر میں اس لئے بڑھایا ہے اور سین کو ظاہر کیا ہے اور میم کو مدور لکھا ہے تا کہ کتاب اللہ کی تعظیم معلوم ہو اور اہل اشارات نے کہا ہے کہ با صورت میں پست حرف ہے لیکن جب لفظ اللہ سے ملتا ہے تو بلند کر کے لکھا جاتا ہے اسی طرح دل جب خدا کی درگاہ سے اتصال پاتا ہے تو اس کو رفعت نصیب ہوتی ہے اور "اعوذ باللّٰه" کے معنی ہر چند کہ یہ ہیں کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں لیکن اس سے مراد دعا ہے یعنی اے خدا! مجھے پناہ دے جیسے کہ "استغفر اللّٰه" سے مراد ہے کہ اے خدا! مجھے بخش دے! اور شیطان "شطن" سے

مشتق ہوا ہے' جس کے معنی دور ہونے کے ہیں اور رجیم کے معنی رجم کیا ہوا' یعنی لعنت کیا ہوا ہے اور بدبختی کے تیروں کی اُس پر بوچھار ہوتی ہے۔

دوسرا فائدہ: قرآن مجید میں جتنی خدا کی بزرگی اور حمد و ثناء آئی ہے وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں مندرج ہے اور جتنے کہ اس کے اسماء اور صفاتِ علیا ہیں' وہ سب لفظ ربّ میں شامل ہیں اور جتنی کہ مخلوقات کا ذکر آیا ہے وہ سب عالمین میں شامل ہے اور جتنی معافی اور بخشش ہے وہ "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں شامل ہے اور جتنی وعیدیں اور قیامت کی باتیں ہیں سب "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" میں داخل ہیں اور جتنی طاعت و عبادت ہے وہ سب "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" میں داخل ہے اور جتنی زاری اور سوال کی صورتیں ہیں وہ سب "اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" میں شامل ہیں اور جو کچھ ہدایت کی درخواست اور خاتمہ کے خوف کی بابت آیا ہے وہ سب "اِهْدِنَا" میں داخل ہے اور جو کچھ انعام و اکرام اور مقربین کے تذکرے ہیں وہ سب "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" میں داخل ہیں اور جو کچھ اس میں مشرکین کی نسبت مذکور ہے وہ سب "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" میں داخل ہے۔

تیسرا فائدہ: میں نے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح القلوب میں دیکھا ہے کہ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ خدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ جب نماز میں بندہ میرے سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے تو میں حجاب کو جو میرے اور اُس کے درمیان حائل تھا' اُٹھا دیتا ہوں' پھر جب وہ "الحمد" کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے: کس کے لئے؟ وہ کہتا ہے: "للّٰہ" (یعنی خدا کے لئے ہیں' ساری تعریفیں) پھر خدا فرماتا ہے: کون خدا؟ وہ کہتا ہے: "رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" (سارے عالم کا پروردگار) پھر خدا فرماتا ہے: "رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کون ہے؟ وہ کہتا ہے: "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" (یعنی بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا) پھر خدا فرماتا ہے: "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کون ہے؟ وہ کہتا ہے: "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" (یعنی روزِ جزا کا مالک) پھر خدا فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! اپنا مطلب

روزِ جزا کا مالک ہوں! پھر بندہ کہتا ہے: ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' (یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد کے خواہاں ہیں)' پھر خدا فرماتا ہے: اے میرے بندے! جب تو میری ہی عبادت کرتا ہے اور مجھ سے مدد کا خواستگار ہے تو مانگ کیا مانگتا ہے تجھے ملے گا' تو بندہ کہتا ہے: ''اِهْدِنَا'' (یعنی ہمیں راستہ چلا دیجئے)' پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیسا راستہ چاہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: ''الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' (یعنی سیدھا راستہ) پھر خدا فرماتا ہے: تو کون سا سیدھا راستہ چاہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' (یعنی اُن کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے)' خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! تم گواہ رہنا میں نے اپنے بندے کو اُن لوگوں کے زُمرہ میں جن پر میں نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں کے زمرہ میں داخل کر لیا' پھر بندہ کہتا ہے: ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' (یعنی اُن لوگوں کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے اور نہ ان کا راستہ جو بھکے ہوئے ہیں)' خدا فرماتا ہے کہ گواہ رہو! میں نے اپنے بندہ کو اُن لوگوں کے زمرہ میں داخل کر لیا جن پر میرا انعام ہوا ہے' اور جن پر میرا غضب نازل ہوا ہے اور جو گمراہ ہیں اُن کے زُمرہ میں اُسے داخل نہیں ہونے دیا' اس پر بندہ آمین کہتا ہے' فرشتے بھی آمین کہنے لگتے ہیں۔

چوتھا فائدہ: امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ آمین میں چار حرف ہیں اور خدا ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے' جو کہا کرتا ہے کہ اے خدا! آمین کہنے والے کو بخش دے' اور روضہ میں ہے کہ اگر آمین یارب العالمین کہے تو بہتر ہے' اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کہتے تھے تو ''رب اغفرلی امین'' کہا کرتے تھے اور آمین کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! قبول فرما! اور بعض نے کہا ہے کہ یہ معنی ہیں کہ مجھے ناامید نہ کر اور کہا گیا ہے کہ آمین خزائن جنت میں سے ایک خزانہ ہے کہ اُس سے رحمت نازل ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اُس کی تاویل سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے' جو اُس کے کہنے والے کے لئے واجب ہو جاتا ہے' اس کو ابن ملقن نے اشارات

میں ذکر کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ دفع آفات کے لئے بھی ہے' اس کو ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اسمائے باری تعالیٰ میں سے ایک اسم یہ بھی ہے' اور شرح مہذب میں مذکور ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ وہ بندوں پر خداوندی مہر ہے کہ جس کی بدولت اُن سے آفات دفع کرتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے' اور حاکم نے روایت کی ہے کہ کوئی ایسی جماعت مجتمع نہیں ہوتی کہ بعض اُن میں سے دعا کریں اور بعض آمین کہیں اور پھر بھی خدا اُن کی دعا نہ قبول کرے۔ اور نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آمین مؤمن بندوں پر خداوندی مہر ہے' اور مجاہد نے کہا ہے کہ آمین' سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے' اس لئے کہ جبرئیل' علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پڑھنے کا امر کیا ہے' اور شرح مہذب میں اصحاب سے مروی ہے کہ یوں تو ہر شخص کے لئے جو فاتحہ پڑھ چکے' آمین کہنا سنت ہے لیکن نماز میں نہایت ہی مستحسن ہے اور جہری نماز میں امام اور مقتدی اور منفرد سب (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) آواز سے آمین کہیں' اگر کوئی کہنا بھول جائے تو جب تک سورت یا رکوع کو شروع نہ کرے اور یاد آ جائے' تب بھی کہہ لے اور اگر امام نے فاتحہ پڑھی اور مقتدی نے بھی (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق) اُس کے ساتھ ساتھ فاتحہ پڑھی لیکن امام سے پہلے پڑھ چکا تو اپنی قرأت کے لئے آمین کہہ لے' پھر جب امام فاتحہ سے فارغ ہو تو پھر دوبارہ کہہ لے اور اگر دونوں ایک ساتھ الحمد ختم کریں تو ایک ہی آمین کافی ہے۔

پانچواں فائدہ: خدا نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے' اُس کا سر آدمی کا سا ہے' اُس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر ہر بازو پر فرشتوں کی ایک ایک جماعت ہے' اُس کے داہنے رخسار پر سورۂ اخلاص اور بائیں پر "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور پیشانی پر سورۂ فاتحہ لکھی ہوئی ہے' اس کے سامنے فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں جو سورۂ فاتحہ پڑھا کرتی ہیں اور جب وہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کہتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے سر اٹھاؤ! میں تم سب سے خوش ہوں' پھر درخواست کرتے ہیں کہ امت

محمدی میں سے جو کوئی فاتحہ پڑھے' اے رب! اس سے بھی راضی رہ' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اچھا گواہ رہو! میں اُن سے بھی راضی رہوں گا۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ جب فاتحہ نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نازل ہوئے' ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ فاتحہ مکی سورت ہے اور یہی ٹھیک ہے' اور مجاہد کا قول ہے کہ مدنی سورت ہے۔

سورۂ فاتحہ اگر توریت یا انجیل میں ہوتی......؟

چھٹا فائدہ: کعب احبار نے کہا ہے کہ اگر فاتحہ توریت یا انجیل میں ہوتی تو وہ یہودی ور نصرانی نہ ہوتے اور اگر زبور میں ہوتی تو وہ مسخ ہو کر بندر اور سور نہ بنتے' یہ سورت اس مت پر نازل ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ خدا ان لوگوں کو گمراہ نہ کرے گا' اور حدیث میں آیا ہے کہ اے محمد! میں نے آپ کی اُمت کو ایک ایسی سورت دے کر بزرگی دی ہے کہ جو اور کتابوں میں نہیں جو اُس کو پڑھے گا' میں آگ کو اس کے بدن پر حرام کر دوں گا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر خدا کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے اور مکتب میں کوئی لڑکا فاتحہ پڑھتا ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے چالیس برس تک کے لئے عذاب اُٹھ جاتا ہے۔

ساتواں فائدہ: سورۂ فاتحہ کا ایک نام ماحیہ (یعنی مٹانے والی) بھی ہے کیونکہ اس میں بسم اللہ سمیت پندرہ میم ہیں' جب کوئی بندہ اُس کو پڑھتا ہے' ساری میمیں پرندوں کی طرح نکل بھاگتی ہیں اور عرش سے جا کر چمٹ جاتی ہیں' اس وجہ سے عرش اور بھاری ہو جاتا ہے' عرش اُٹھانے والے کہتے ہیں کہ یا الٰہی! یہ بوجھ کیسا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ایک سورت کا ثواب ہے جس کو میرے بندے نے پڑھا ہے' میمیں بول اُٹھتی ہیں کہ اے پروردگار! اُس کے پڑھنے والے کو جزا کیا ملے گی؟ ارشاد ہوتا ہے کہ اُس کے نامۂ اعمال کو جا کر دیکھو' ہر میم دس دس گناہ مٹاتی ہے' پھر وہ کہتے ہیں: اے پروردگار! اور بڑھایئے' ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا بیس بیس' پھر وہ عرض کرتی ہیں کہ اور بڑھایئے' پھر اور بڑھایا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک ایک میم ایک سُو بیس گناہ مٹاتی ہے' اس طرح سب مل کر ایک ہزار آٹھ سو گناہ مٹتے ہیں' اس حساب سے روزانہ پانچ نمازوں سے تیس ہزار اور چھ سو گناہ مٹتے ہیں۔

آٹھواں فائدہ: نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ خدا نے اس میں سے سات حرف الگ رکھے ہیں' کیونکہ ہر حرف سے ایک لفظ ایسا بنتا ہے جس کے معنی ذرا سخت ہیں' ثا سے ثبور جس کے معنی ہلاکت کے ہیں' جیم سے جہنم' خا سے خزی جس کے معنی رسوائی ہیں' زا سے زفیر جس کے معنی چیخنا ہیں' شین سے شہیق جس کے معنی چلاّنا' ظا سے لظی جس کے معنی شعلہ' فا سے فراق' جیسا کہ آیا ہے: ''یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ'' (۳۰:۱۴) یعنی جس دن قیامت ہوگی وہ سب الگ الگ ہو جائیں گے' جیسے کہ ''یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا'' (۹۹:۶) وارد ہے' پس جب خدا نے ان حرفوں کو اس سے نکال دیا تو غالب گمان ہوتا ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو جہنم کے ساتوں دروازوں سے بھی بچالے گا کیونکہ اس کی سات آیتیں ہیں۔

نواں فائدہ: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک دن ابوجہل کے (جس کا نام عمرو بن ہشام تھا اور حضرت عمر بن الخطاب کا ماموں ہوتا تھا) سات قافلے آئے' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان سے اُنہیں دیکھ رہے تھے' آپ کو ملال ہوا' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے آپ کو سات قافلوں کے عوض سبع مثانی یعنی سورۂ حمد عنایت کی ہے اور اس کا سبع مثانی اس لئے نام رکھا ہے کہ ہر نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دو بار نازل ہوئی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اُس میں بعض کلمات مکرر آئے ہیں جیسے ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ'' اور ''الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ'' اور ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' اس میں اور بسم اللہ میں بھی ہے (اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) بسم اللہ بھی اُسی کی آیت ہے۔

دسواں فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاتحہ کی نسبت سوال کیا گیا' آپ نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تھا' جبرئیل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام سے' میکائیل علیہ السلام نے اسرافیل علیہ السلام سے' اسرافیل علیہ السلام نے قلم سے اس کی نسبت دریافت کیا تھا' اُس نے کہا کہ جب مجھے خدا نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' لکھنے کا حکم فرمایا تو ایسا نور جوش میں آیا تھا کہ اُس

سے عرش و کرسی و حجابات اور آسمان سب کے سب بھر گئے' خدا نے اُس کے دو حصے کر دیئے'
اوّل حصے سے جنت کے درجے بنائے اور اُن کو حمد کرنے والوں کے لئے مرجع قرار دیا اور
دوسرے حصے سے آسمانوں کے رہنے والے پیدا کئے اور اُن کو اُس کے ثواب کے لکھنے کا حکم
دیا' پھر مجھے ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے لکھنے کا حکم فرمایا تو پہلے ہی کی طرح پھر نور جوش میں
آیا' خدا نے اس سے دریائے رحمت پیدا کیا' پھر مجھ کو ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' لکھنے کا حکم ہوا'
پھر پہلے کی طرح نور جوش میں آیا' اُس سے خدا نے دریائے عدل کو پیدا کیا' جس سے اہل
عدل' عدل کرتے ہیں' پھر مجھ کو ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' کے لکھنے کا حکم ہوا' پھر پہلے
کی طرح نور جوش میں آیا' خدا نے دو حصے کئے' ایک حصہ کو میکائیل علیہ السلام کے پاس تک
بلند کیا اور کہا کہ یہ میرے بندوں کی روزی کی برکت ہے اور باقی سے دریائے توفیق بنایا
جس کی وجہ سے لوگوں کو طاعت کی توفیق ہوئی ہے' پھر مجھ کو ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ''
کے لکھنے کا حکم ہوا' پھر پہلے ہی کی طرح نور جوش میں آیا' اُس سے دریائے ہدایت پیدا ہوا'
چنانچہ جب خدا کو کسی بندہ کی ہدایت منظور ہوتی ہے تو اس کا ایک قطرہ اس کے دل میں ڈال
دیتا ہے' پھر مجھے ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' کے لکھنے کا حکم ہوا' پھر نور جوش میں آیا'
اس کو خدا نے جبرئیل علیہ السلام کے بازو میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ امت محمدی کا یقین ہے' اسی
واسطے سوائے اسلام کے اور کسی دین کو وہ نہیں چاہتے' پھر مجھے ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کے لکھنے کا حکم ہوا' پھر نور جوش میں آیا کہ جس سے مخلوق گھبرا اُٹھی' اُس سے
صور پیدا ہوا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ'' یعنی جب صور میں
پھونک ماری جائے گی تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں سب گھبرا اُٹھیں گے۔

حدیث: حضرت ابویعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ خدا جب آسمانوں اور زمین
کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو اُس نے صور بنا کر اسرافیل علیہ السلام کو دیا اور پہلے گزر چکا
ہے کہ قلم ہی نے پہلے لکھا ہے اور اُسی کو خدا نے پہلے پیدا کیا' پھر مجھے ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' لکھنے
کا حکم ہوا' اس وقت تاریکی جوش میں آئی' اُس سے خدا نے ایک فرشتہ پیدا کیا' اگر اس کو حکم
ہوتا کہ آسمانوں اور زمین کو نگل جائے تو آسانی سے نگل جاتا' اُس کو حکم ہوا کہ دوزخ ثری

تک پہنچادے‘ پھر خدا نے آسمان اور زمین کے برابر پتھر پیدا کیا اور اُس کو دوزخ کے سر پر رکھ دیا‘ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول ”یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ“ کا یہی مطلب ہے یعنی جس دن جہنم کا ڈھکنا کھولا جائے گا۔

گیارہواں فائدہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ فاتحہ کی ابتدا نعمت ہے اور اوسط تنظیم ہے اور آخر خدا کی خوشنودی ہے اور ان کے سوا کسی اور نے بیان کیا ہے کہ اس میں ہر ظاہری و باطنی بیماری کی شفا ہے‘ چنانچہ ”اِیَّاکَ نَعْبُدُ“ میں ریا سے شفا ہے‘ ”اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ“ میں غرور سے شفا ہے ”اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ“ میں گمراہی سے شفا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ فاتحہ ہر مرض کی شفا ہے اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھوں آدھ منقسم ہے‘ جب بندہ ”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بندہ نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ بندہ نے میری حمد بیان کی‘ جب ”الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ بندہ نے میری تعریف کی اور جب ”مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ“ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ بندہ نے خود کو میرے سپرد کر دیا اور جب ”اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ“ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور بندہ جو کچھ مانگے وہ اس کے لئے ہے اور جب ”اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ الخ“ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے: یہ میرے بندہ کے لئے ہے اور بندہ جو کچھ مانگے وہ اُس کے لئے ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا نام صلوٰۃ بھی آیا ہے‘ اس لئے کہ بے اس کے نماز ٹھیک نہیں ادا ہوتی اور ایک روایت میں ہے کہ نماز میرے اور میرے بندہ کے مابین منقسم ہے اور اس میں بسم اللہ کا ذکر نہیں ہے‘ اس سے جو لوگ (جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ) اس کے قائل ہیں کہ بسم اللہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے‘ استدلال کرتے ہیں اور یہ بھی استدلال کیا ہے اور اگر بسم اللہ کو فاتحہ کا جزو قرار دیں تو ایک نصف بسم اللہ کے باعث دوسرے نصف سے زیادہ طویل ہو جاتا ہے‘ ابن عماد نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں‘ اگر ایک نصف دوسرے نصف سے زیادہ طویل ہو جائے‘

چنانچہ اسی واسطے اگر کوئی اپنی زوجہ سے کہے: ''انت طالق نصف الیوم'' یعنی آج آدھے دن کو تجھے طلاق ہے تو زوال کے وقت طلاق پڑے گی باوجودیکہ دن فجر سے شروع ہوتا ہے پس دن کا پہلا نصف دوسرے سے طویل ہو جائے گا اور میں نے روضہ میں باب طلاق میں یہ بھی دیکھا ہے کہ اگر کہے: ''انت طالق عند انتصاف الشھر'' یعنی آدھے مہینے پر تجھے طلاق ہے تو پندرھویں کو غروبِ آفتاب کے وقت طلاق پڑے گی اگرچہ مہینہ انتیس ہی کا ہو اور اگر کہا کہ مہینے کے نصف اوّل ہونے پر تجھے طلاق ہے تو پندرھوں کو طلوعِ آفتاب کے وقت طلاق پڑے گی۔

بارھواں فائدہ: امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک مقتدی پر فاتحہ پڑھنا فرض نہیں اور بعض نے کہا کہ سری نماز میں فرض ہے جہری میں نہیں' اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سوائے مسبوق کے امام اور مقتدی اور منفرد سب پر ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور مسبوق سے مراد وہ شخص ہے جس کو امام کے ساتھ صرف اتنا ہی وقت ملا ہو کہ جس میں فاتحہ پڑھنے کی گنجائش نہ ہو' اُس پر بھی اگرچہ صحیح مذہب کے رُو سے واجب تھا لیکن اُس کی جانب سے امام نے ادا کر لی' لیکن منہاج سے اس کے خلاف مفہوم ہوتا ہے' اگر امام کے رکوع کرنے کے بعد مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہی ہے تو اس کو فاتحہ پڑھنے میں مشغول ہونا ناجائز ہے' اگرچہ اس کو امید ہے کہ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا بلکہ امام کے ساتھ رکوع کر لینا چاہیے' اس لئے کہ اس کی متابعت واجب ہے اور حالت میں فاتحہ نہ واجب ہے نہ مستحب ہے' اس کو ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے' اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ فاتحہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ''فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ'' (۷۳:۲۰) فرمایا ہے' یعنی جو کچھ قرآن میں سے تمہیں پڑھنا آسان ہو' پڑھ لیا کرو یہاں تک کہ اگر ''مُدْھَآمَّتٰنِ'' (۵۵:۶۴) جو ایک آیت ہے' پڑھ لے تب بھی فرض ادا ہو جائے گا اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک تین آیتیں یا ایک آیت طویل سے کم پڑھنا ضروری ہے' البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ کے پڑھنے کو واجب کہتے ہیں' فرض نہیں کہتے۔

تیرہواں فائدہ: نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگ' تاکہ خود بینی تجھ سے دفع ہو اور نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شیطان قاری کے حال کو تباہ کرنے کی سب سے زیادہ کوشش قرآن پڑھنے کے وقت کیا کرتا ہے' پھر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بندہ کیلئے "بِسْمِ اللّٰهِ" کہنے سے ذکر کا دروازہ کھل جاتا ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہنے سے شکر کا دروازہ کھل جاتا ہے اور "الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کہنے سے اخلاص کا دروازہ اور "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کہنے سے دعا کا دروازہ کھل جاتا ہے اور "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ الخ" کہنے سے پاک روحوں کی پیروی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

چودہواں فائدہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول رب العالمین اس پر دال ہے کہ خدا جہت اور مکان سے پاک ہے کیونکہ وہ زمان اور مکان دونوں کا پروردگار ہے' اس لئے کہ خدا کے سوا سب چیزیں عالم میں داخل ہیں اور منجملہ ان کے جہت اور مکان بھی ہے پس خدا مکان وزمان کا بھی پروردگار اور خالق ٹھہرا اور خالق کے لئے اپنی مخلوق سے پہلے ہونا ضروری ہے اور وہ اس پر بھی دالّ ہے کہ خدا حلول یعنی کسی جگہ میں سمانے سے بھی پاک ہے کیونکہ جب وہ ربّ العالمین ٹھہرا تو اپنے ماسوا سب چیزوں کا خالق ہوگا پس اس کی ذاتِ مقدس ہر محل سے پہلے سے ہوگی پس جیسے کہ محل کے پائے جانے سے پہلے وہ محل سے مستغنیٰ تھا' اسی طرح اس کے پائے جانے کے بعد بھی مستغنیٰ رہے گا' اگر کہا جائے کہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" میں صیغہ جمع کس لئے استعمال کیا گیا ہے' اگر کہا جائے کہ اس سے جمع ہی مراد ہے (یعنی ہم سب تیری عبادت کریں اور تجھی سے مدد کے خواستگار ہوں) تو غلط ہے' اس لئے کہ ایک آدمی بھی یہی کہتا ہے اور وہ جمع نہیں ہوسکتا اور اگر کہا جائے کہ تعظیماً جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے تو یہ بھی درست نہیں ہوسکتا' کیونکہ بندہ کی پستی مناسب ہے' خصوصاً عبادت کے وقت جواب یہ ہے کہ یہاں جمع ہی مراد ہے اور اس میں جماعت کی فضیلت پر تنبیہ ہے' پس اگر کوئی تنہا نماز پڑھے تو گویا یہ مراد ہوگی کہ میں تیرے ملائکہ وغیرہ کے ساتھ عبادت کرتا ہوں' دوسرا جواب یہ ہے کہ جب بندہ نے "اِیَّاكَ

نَــعْـبُـدُ" کہا تو اُس نے اپنی اور دوسروں کی عبادت کو ایک ساتھ ذکر کیا' گویا مؤمنین کی ضروریات کی اصلاح کے درپے ہوا' پس جب اُس نے ایسا کیا تو خدا اس کی بھی حاجتیں پوری کر دے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی ایک حاجت پوری کرتا ہے' خدا اس کی ساری حاجتیں پوری کر دیتا ہے' ایک دوسرا جواب اور ہے اور وہ یہ کہ گویا بندہ نے اپنی عبادت کو حقیر سمجھا' اس لئے صالحین کی عبادت کے ساتھ اپنی عبادت کو پیش کیا' اس لئے "اِیَّـاكَ نَعْبُدُ" کہا' یہاں ایک شرعی مسئلہ ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی مثلاً دس غلاموں کو ایک ساتھ فروخت کرے تو خریدار کو یہ جائز نہیں کہ بعض کو قبول کرے اور بعض کو لوٹا دے بلکہ یا تو سب کو لے لے یا سب کو لوٹا دے' اسی طرح خدا کے فضل وکرم کے لئے بھی یہی شایان معلوم ہوتا ہے کہ تمام عابدین کی عبادت کو کہ منجملہ اس کے اس بندہ کی بھی عبادت ہے رد نہ کرے گا' اگرچہ اس کی عبادت ناقص ہی کیوں نہ ہو' جیسے کہ اگر کوئی دو غلام ایک ساتھ خریدے اور ایک عیب دار نکلے تو صرف عیب دار کو لوٹانا جائز نہیں' ہاں اگر بائع راضی ہو جائے تو بات دوسری ہے' ایک جواب یہ بھی ہے' گویا خدا فرماتا ہے کہ اے بندے! جب تو نے "اَلْحَمْدُ" سے "یَوْمِ الدِّیْنِ" تک پڑھ کر میری حمد وثناء کی تو تیری نظروں میں میری بڑی قدر ومنزلت ٹھہری' اس لئے تو صرف اپنی ہی ضروریات پر بس نہ کر بلکہ اپنے ساتھ سارے مسلمانوں کو بھی شامل کر کے "اِیَّـاكَ نَـعْـبُـدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کہہ' پس اگر کہا جائے کہ اس کیا وجہ ہے کہ الحمد میں تو خدا نے اپنا ذکر حمد کے بعد کیا اور "اِیَّـــاكَ نَـعْـبُـدُ" میں اپنا ذکر مقدم کیا' جواب یہ ہے کہ حمد غیر اللہ کی بھی جائز ہے اور سوائے خدا کے عبادت کسی کی جائز نہیں' اس لئے "اِیَّـاكَ نَعْبُدُ" میں "ایاك" کی تقدیم سے حصر کر دیا اور وہاں یہ نہیں کیا۔

پندرھواں فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عالمین کو پانچ طرح استعمال کیا ہے' اوّل اس سے جن وانس مراد لئے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے: "لِیَـكُـوْنَ لِلْـعٰـلَـمِیْنَ نَذِیْرًا" (۱:۲۵) (یعنی تاکہ وہ نبی عالم والوں کے لئے ڈرانے والا ہو جائے) "اِنْ هُــوَ اِلَّا ذِكْـرٌ لِّـلْـعٰـلَـمِیْنَ" (۱۰۴:۱۲) (یعنی وہ تو صرف عالم والوں کے لئے نصیحت ہے) "وَمَـآ

اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ"(۱۰۷:۲۱) (ہم نے تو آپ کو عالم والوں کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے) ان آیتوں میں ظاہر ہے کہ جن وانس ہی مراد ہیں کیونکہ انبیاء انہیں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں' دوم اس سے وہ عالم کے لوگ مراد ہیں جو کسی خاص زمانہ میں ہوئے ہوں' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ"(۴۷:۲) (یعنی میں نے تم کو عالم والوں پر یعنی تمہارے زمانہ میں جتنے لوگ ہیں سب پر فضیلت دی ہے)"وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ"(۳۲:۴۴) (یعنی ہم نے ایک علم کے لئے اُن کو سارے عالم کے لوگوں پر چن لیا)"يَامَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ"(۴۲:۳) (یعنی اے مریم! بے شک خدا نے تجھ کو برگزیدہ بنایا' پاک رکھا اور سارے عالم کی عورتوں میں تجھ کو برگزیدہ بنایا' یعنی جتنی عورتیں تیرے زمانہ میں عالم میں تھیں) جیسا کہ عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کے بیان میں جہاں اس امت کے فضائل مذکور میں آتا ہے' سوم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے زمانے گزرے ہیں سب مراد لئے گئے ہیں' چنانچہ فرمایا ہے: "اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا لِلْعَالَمِيْنَ"(۷۱:۲۱) (یعنی زمین کی طرف جس میں ہم نے سارے عالم کے لئے برکت رکھی ہے)' چہارم نوح علیہ السلام کے بعد کے لوگ مراد لئے ہیں' چنانچہ فرماتا ہے: "سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ"(۷۹:۳۷) (یعنی نوح علیہ السلام پر خوبی کے ساتھ حمد وثناء ہے کہ عالم میں اُن کے بعد پائی جائے)' پنجم یہود ونصاریٰ مراد لیا ہے' چنانچہ فرماتا ہے: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ"(۹۷:۳) سے لے کر "فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ" تک یہاں یہود ونصاریٰ مراد ہیں کیونکہ وہی حج کو واجب نہ جانتے تھے' ابوالعالیہ نے کہا ہے کہ ایک عالم انس ہے اور ایک عالم جن اور زمین کے چار گوشے ہیں' ہر گوشہ میں ڈیڑھ ہزار عالم آباد ہے۔ خدا رحمٰن بھی ہے کہ بہت نعمتیں دیتا ہے اور رحیم بھی کہ ہر آفت سے بچاتا ہے اور "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" یعنی جزاء اور حساب کے دن کا بھی مالک ہے اور وہ ہر چند کہ تمام چیزوں کا علی الاطلاق مالک ہے لیکن اُس دن کی تخصیص کی یہ وجہ ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق کو چار و ناچار معلوم ہو جائے گا کہ سارا حکم خدا ہی کا ہے'

چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: "والامر یومئذ للّٰہ" یعنی اُس دن خدا ہی کا حکم ہوگا" "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کے کئی طور پر معنی ہو سکتے ہیں' ایک تو یہ کہ ہم تیری ہی خلوص کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اور خالص تجھی سے مدد کے خواستگار ہیں' دوسرے یہ کہ ہم تیرے توفیق دینے سے تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری تصدیق کی بساط پر یعنی بنا پر تجھ سے مدد کے خواہاں ہیں' تیسرے یہ کہ ہم مجاہدہ کے طریق سے تیری عبادت کرتے ہیں اور بساطِ مشاہدہ پر تجھی سے مدد کے خواستگار ہیں' "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" یعنی ہم کو اپنی ہدایت کا طریقہ دکھا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ صراطِ مستقیم کتاب اللہ ہے' صراط لغت میں طریق واضح کو کہتے ہیں اور قرآن کھلے راستہ ہی کی طرح واضح ہے" "مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ" سے یہود اور "ضالّین" سے نصاریٰ مراد ہیں۔

سولھواں فائدہ: اس سورت کے اوّل میں حمد وثناء ہے اور آخر میں توحید ہے' خدا نے امتِ محمدی کے ساتھ اس کو خاص کیا ہے' خدا کی تعریف تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف محمد رسول اللہ میں ہے' پس خدا رب العالمین ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں' خدا رحمٰن رحیم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین پر رؤف رحیم ہیں' خدا "مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ" ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "شفیع یوم الدین" یعنی قیامت میں سفارش کرنے والے ہیں' خدا نے ارشاد فرمایا ہے' جس کا ترجمہ یہ ہے: عنقریب آپ کا ربّ آپ کو مقامِ محمود پر قائم کرے گا۔ خدا لوگوں کا معبود ہے جیسا کہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ" میں مذکور ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے روزِ محشر میں راہبر ہوں گے۔ خدا مؤمنوں کو ہدایت کرتا ہے جس کی "اھدنا" میں درخواست ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہادی ہیں' جیسا "اِنَّكَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" (۴۲:۵۲) میں مذکور ہے' یعنی بے شک آپ تو راہِ راست ہی دکھاتے ہیں۔

حکایت: حضرت شیخ محمد بن علی عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میری پلک پر کچھ گوشت بڑھ گیا' مجھ سے لوگوں نے کہا کہ بغداد میں ایک یہودی رہتا ہے' وہ اس کو قطع کر دے گا' میں نے کہا کہ میں تو اس کے پاس ہرگز نہ جاؤں گا' پھر میں نے خواب دیکھا

کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ وضو کے بعد اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ دیا کر' چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا' ایک دن میں وضو کر رہا تھا کہ فاتحہ کی برکت سے وہ زائد گوشت جدا ہو کر گر پڑا۔ نقل ہے کہ ایک سائل نے ایک دفعہ بغداد کی جامع مسجد میں ایک درہم کا سوال کیا' ایک شخص نے اُس سے کہا کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب میرے ہاتھ بیچ ڈال اور جو کچھ میری ملک میں ہے تو لے لے' اُس نے جواب دیا کہ مجھے حاجت تھی' اس وجہ سے تجھ سے ایک درہم مانگا تھا' خدا کے کلام کو بیچنا نہیں چاہا تھا' اس کے بعد وہ چلا گیا' اس کو ایک سبز پوش سوار ملا جس نے دس ہزار درہم اس کو دے دیئے' اُس نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تیرا یقین۔

نصیحت: خدا نے اپنی تعریف میں یہاں پانچ نام ذکر فرمائے ہیں: اللہ' رب' رحمٰن' رحیم' مالک' اس میں راز یہ ہے کہ گویا یوں ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے تجھے پیدا کیا ہے' اس لئے میں تیرا معبود ہوں تیری تربیت کی ہے' اس لئے میں تیرا رب ہوں تو نے میری نافرمانی کی اور میں پردہ پوشی کرتا رہا' اس لئے میں رحمٰن ہوں' تو نے توبہ کی اور میں نے بخش دیا' اس لئے میں رحیم ہوں پھر تجھ کو ثواب کا پہنچنا بھی ضرور ہے' اس لئے میں روزِ جزا کا مالک ہوں' اگر کہا جائے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کیوں کہا ہے؟ "الشکر للّٰہ" کیوں نہیں کہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے بندوں کو جو نعمتیں دی ہیں خواہ وہ ہوں یا نہ ہوں' ہر حالت میں خدا حمد وثناء کا مستحق ہے بخلاف "الشکر للّٰہ" کے' کیونکہ شکر نعمت کے مقابلہ میں ہوا کرتا ہے' اس تقدیر پر یہ معنی ہوئے کہ نعمتوں کی وجہ سے صرف خدا کے لئے ثناء و تعریف ہے۔ حمد اور مدح میں یہ فرق ہے کہ مدح کبھی ممنوع بھی ہو سکتی ہے' چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ مداحین کے منہ میں خاک جھونک دو' اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں روایت کیا ہے اور مدح کی ممانعت کے بارے میں بھی کچھ حدیثیں آئی ہیں اور جواز کے بارے میں بھی' دونوں میں تطبیق یوں ہے کہ اگر ممدوح میں کمال درجہ کا ایمان اور پوری معرفت ہو اور اس کا نفس مُرتاض (ریاضت کرنے والا) ہو' اس طرح کہ مدح سے اس کے نفس میں کچھ تغیر نہ آئے اور اس کے مغرور ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر ... کا خوف ہو تو اُس وقت مدح کرنا نہایت مکروہ ہے' رہا یہ کہ آدمی کا اپنی خوبیاں بیان کرنا

کیسا ہے تو حکم اُس کا یہ ہے کہ اگر بطور ترفع اور افتخار کے بیان کرے تو مذموم ہے اور اگر اپنے نفس سے ضرر کا دفع کرنا مقصود ہے یا وہ نصیحت کرنا یا تعلیم دینا چاہتا ہے تو پسندیدہ اور عمدہ ہے واللہ اعلم۔ رہی حمد تو وہ مطلقاً قابل تعریف ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حمد ایسی صفت پر ہوتی ہے جس میں بندہ کو اختیار ہو جیسے تحصیل علم وکرم وغیرہ اور مدح ایسی صفت پر ہوتی ہے جس میں بندہ کا کچھ اختیار نہ ہو جیسے قامت کی درازی یا خوبروئی اور بعض نے کہا ہے کہ حمد ذوی العقول کی ہوا کرتی ہے اور مدح غیر ذوی العقول کی مثلاً اگر کوئی جواہر یا جانور کو دیکھ کر اس کی خوبیاں بیان کرے تو یہ مدح ہے اور عقل کی فضیلت کے بیان میں آتا ہے کہ کبوتر سب سے زیادہ عقیل پرند ہے اور منہاج کے باب الاضحیہ میں مذکور ہے کہ دبلا یا پاگل جانور جائز نہیں ہے علامہ زرکشی نے کہا ہے کہ اگر یہ کہتا کہ دُبلا یا ایسا پاگل جانور جو اچھی طرح کھا نہ سکتا ہو جائز نہیں ہے تو بہتر ہوتا کیونکہ جانور میں پاگل پن کا ہونا بعید ہے اور حمد زبان سے ہوا کرتی ہے جیسے کہ مدح زبان سے ہوتی ہے اور شکر زبان سے اور اس کے علاوہ ہاتھ پیروں وغیرہ سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ اپنے محسن کا کوئی کام کر دے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا '' (۱۳:۳۴) یعنی اے داؤد کی اولاد! خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے اُس کی اطاعت کے کام کرو۔

اگر کہا جائے کہ بجائے الحمد کے احمد اللہ کیوں نہیں کہا؟ تو اس کا جواب کئی طرح دیا ہے اوّل یہ کہ اگر احمد اللہ کہا جاتا تو اُس سے صرف یہ معلوم ہوتا کہ بندہ نے خدا کی حمد کی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حمد کرے یا نہ کرے خدا ازل سے ابد تک ہر حالت میں قابل ستائش ہے دوسرے یہ کہ اگر بندہ احمد اللہ کہتا تو بسا اوقات اُس کا قلب تعظیم سے غافل ہوتا تو اس وقت جھوٹا ٹھہرتا بخلاف اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے کیونکہ اگرچہ غافل ہی کیوں نہ ہو تب بھی سچا ہے کیونکہ اُس کے معنی یہ ہیں کہ خدا حمد کا مستحق ہے اس کی نظیر ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے کیونکہ اس کے کہنے میں جھوٹ نہیں ہو سکتا بخلاف ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے کیونکہ اگر وہ یقین نہیں رکھتا تو ''اشھد'' کہنا غلط ہوگا اسی وجہ سے ''اشھد'' کے لفظ آخر اذان سے ساقط کر دیا ہے فقط ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا جاتا ہے سوم یہ کہ اَلْحَمْدُ

لِـلّٰهِ میں آٹھ حرف ہیں اور جنت کے دروازے بھی آٹھ ہیں' پس ہر دروازہ ایک ایک حرف سے کھلے گا' چہارم یہ کہ اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ میں لله کا لام یا اختصاص کا ہوسکتا ہے جیسے کہتے ہیں: جھول گھوڑے کے لئے ہے یا گھوڑے کے ساتھ مخصوص ہے' اس بناء پر یہ معنی ہوں گے کہ حمد خدا کے لئے مخصوص ہے یا مِلک کا جیسے: یہ گھر زید کے لئے ہے' یعنی زید کا گھر ہے اور وہ اس کا مالک ہے' اس بناء پر اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ کے یہ معنی ہوں گے کہ حمد خدا کی ملک ہے یا استیلاء کا ہو سکتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ یہ شہر سلطان کے لئے ہے' یعنی بادشاہ کا شہر ہے اور اس کا اس پر تسلط ہے' اس بناء پر یہ معنی ہوں گے کہ حمد پر خدا ہی کا تسلط اور قبضہ ہے' پنجم یہ کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا تعلق زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں سے ہے تو ماضی کی وجہ سے تو خدا کی قدیم نعمتوں کا شکر ادا ہوگا اور مستقبل کی وجہ سے نئی نئی نعمتیں اُس پر ہوتی رہیں گی کیونکہ خدا کا پیشگی شکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو ہم تمہیں اور زیادہ دیں گے' پس ماضی کی وجہ سے جہنم کے دروازے بند ہو جائیں گے اور مستقبل کی وجہ سے جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے کی برکت

حکایت: گزشتہ زمانے میں ایک شخص تھا جو خدا کی بہت عبادت کیا کرتا تھا' یہاں تک کہ جبرئیل بھی اس کی عبادت سے حیرت زدہ تھے' چنانچہ خدا سے اس کی زیارت کی اجازت چاہی' اُن کو اس شرط سے اجازت ملی کہ لوحِ محفوظ میں ایک نظر دیکھ لیں' انہوں نے جو دیکھا تو اُس کا نام اشقیاء کے زمرہ میں لکھا ہوا پایا' خیر وہ اُتر کر آئے اور اُس شخص کو اس کی خبر دی' وہ شخص بولا: اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ ! جبرئیل کو گمان ہوا کہ شاید اُس نے سنا نہیں' دوبارہ کہا' پھر اُس نے کہا: اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ ! اگر میں اس کے لائق نہ ہوتا تو خدا میرے ساتھ ایسا نہ کرتا' اس لئے سختی اور نرمی دونوں پر خدا کی حمد ہے' جبرئیل کو اس سے تعجب ہوا' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل! ذرا پھر تو لوحِ محفوظ کو دیکھنا' نظر جو اٹھائی تو دیکھتے کیا ہیں کہ اشقیاء کے زمرہ سے اس کا نام بدل کر نیک بختوں کے زمرہ میں لکھ دیا گیا۔

فوائد

پہلا فائدہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخت نصر بادشاہ نے دانیال علیہ السلام پیغمبر کو ایک کنوئیں میں دو شیروں کے ساتھ پانچ دن تک قید رکھا تھا' جب کھولا تو ان کو صحیح وسالم پایا' پوچھا کہ کس وجہ سے نجات ملی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ کہا تھا: کہ اُس خدا کی حمد ہے جو یاد کرنے والے کو فراموش نہیں کرتا! اُس خدا کی حمد ہے جس سے دعا کرنے والا نامراد نہیں رہتا! اُس خدا کی حمد ہے کہ جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے اس کو وہ کافی ہوتا ہے! اُس خدا کی حمد ہے جس پر بھروسہ کرنے والا درماندہ نہیں رہتا اور اسی طرح کی باتیں جیسے اُس خدا کی حمد ہے جس پر ساری تدبیروں کے منقطع ہونے کے وقت ہمارا اعتماد ہے' اس خدا کی حمد ہے جو احسان کا بدلہ احسان دیتا ہے اور گناہ کا بدلہ بخششوں سے بُردباری اور معافی سے کرتا ہے جو ہماری تکلیف اور بے چینی کو دُور کرتا ہے' اس خدا کی حمد ہے جس سے ہم اُس دن جس دن ہمارے اعمال ہم کو لے چلیں گے' امیدوار ہیں' اس خدا کی حمد ہے جو صبر کے بدلہ میں نجات دیتا ہے۔

دوسرا فائدہ: بیہقی نے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اُترے اور انہوں نے آ کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر آپ کو پسند ہو کہ خدا کی ایسی عبادت کریں جیسا عبادت کرنے کا حق ہے تو یہ کہا کیجئے کہ اے اللہ! آپ کی ایسی حمد کثرت سے کرتا ہوں جو دوام کے ساتھ جب تک کہ ہم رہیں' برابر ہوتی رہے اور آپ کی ایسی حمد ہے جس کی آپ کے علم میں کہیں انتہا ہی نہ ہو اور آپ کی ایسی حمد ہے جس کی آپ کی مشیت کے اوپر انتہا ہی نہ ہو اور آپ کی ایسی حمد ہے جس کا عوض آپ کی رضامندی کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ حضرت علامہ عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ کی ترغیب وترہیب کے کئی نسخوں میں' میں نے ایسا لکھا دیکھا ہے۔

تیسرا فائدہ: طبرانی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو کوئی ثواب کی نیت سے یہ کہے کہ "ساری حمد اس خدا کیلئے ہے جس کی عظمت کے سامنے ہر شے پست ہے اور ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس کی عزت کے سامنے ہر شے ذلیل ہے اور ساری

حمد اس خدا کے لئے ہے جس کی ملک کے سامنے ہر شے ادنیٰ درجہ کی ہے اور ساری حمد اس خدا کے لئے جس کی قدرت کی ہر شے تابع فرمان ہے'' تو خدا اُن کے لئے ہزار نیکیاں لکھے گا اور اس کے ہزار درجہ بلند کرے گا اور ستر ہزار فرشتے مقرر کرے گا جو قیامت تک اس کے لئے معافی مانگتے رہیں گے۔

چوتھا فائدہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جو خدا کی نعمت اپنے اوپر دیکھ کر یہ کہے کہ ساری حمد اُس خدا کو ہے جس کی نعمت سے نیک کام پورے ہوتے ہیں اور ہمیشہ برقرار رہتے ہیں اور پھر بھی خدا اس کو غنی نہ بنا دے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: خدا کو ایسی حمد ہے جیسے کہ اُس کی ذاتِ کریم اور عزت وجلال کے شایاں ہے تو خدا نے اُن پر وحی بھیجی اور کہا: اے داؤد! تم نے فرشتوں کو تھکا ڈالا۔ ابوسلمان دارانی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے کعبہ کے دروازے کے پاس کہا تھا کہ خدا کی تمام تعریفوں کے ساتھ جن کو میں جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں' اس کی ساری نعمتوں پر جن کو میں جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں' شمار میں اُس کی ساری مخلوق کے برابر جن کو میں جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں' خدا کی حمد ہے' پھر جب اُس نے دوبارہ حج کیا اور چاہا کہ یہی کلمات کعبہ کے پاس پھر کہے تو غیب سے آواز آئی کہ اے خدا کے بندے! تو نے فرشتوں کو سال گزشتہ سے لے کر اب تک تھکا ڈالا' جو کچھ تو نے کہا تھا اُسی سے ان کو اب تک فرصت نہیں ملی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب خدا کسی بندے کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے کو تو دیکھو میں نے اُسے ایسی چیز دی تھی جس کی کچھ بھی قیمت نہ تھی تو اُس نے مجھے ایسی شے پیش کی جس کی بڑی قیمت ہے۔

پانچواں فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر خدا نے وحی بھیجی کہ جب نماز پڑھا کیجئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع کیا کیجئے کیونکہ میں نے اپنے ذمہ لکھ رکھا ہے کہ جو میری حمد کرے گا میں اس کو چار چیزیں دوں گا: سختی کے بعد آسانی' محتاجی کے بعد تونگری' دنیا اور آخرت کی راحت' اور دوزخ سے نجات' اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

کہ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے تو زمین اور آسمان (اُس کے ثواب سے) بھر جاتے ہیں اور جب دوبارہ کہتا ہے تو ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک بھر جاتا ہے اور جب تیسری بار کہتا ہے تو خدا ارشاد فرماتا ہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے، تجھے ملے گا۔ جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ شیطان نے اپنی عبادت میں کبھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہا تھا اور اگر کہتا تو خدا اُس کو آزمائش میں نہ پھنساتا۔

نصیحت: میں نے منہاج العابدین میں جو حضرت (امام) غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصنیف ہے، دیکھا ہے کہ کسی نبی نے خدا سے بلعم بن باعوراء کی بابت دریافت کیا تھا، خدا نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں نے اُسے عطا کیا تھا، اُس پر اُس نے میرا شکر نہیں کیا، اگر وہ میرا شکر کرتا تو اپنی نعمت اُس سے ہرگز سلب نہ کرتا۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ بلعم عرش کو دیکھ لیا کرتا تھا اور مستجاب الدعوات تھا، اس کی مجلس درس میں بارہ ہزار شاگرد حاضر ہوا کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اسی کی طرح اشارہ ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اُن لوگوں کو اُس شخص کی خبر پڑھ کر سنا دیجیے جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ اُن سے نکل گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ یہ آیت ایسے شخص کی نسبت نازل ہوئی ہے، جس کی تین دعائیں یقیناً مقبول ہونے والی تھیں، چنانچہ اس کی عورت نے اس سے کہا کہ خدا سے دعا کر کہ بنی اسرائیل کی تمام عورتوں سے زیادہ میں خوبصورت ہو جاؤں، اُس نے دعا کی پس ایک دعا تو یوں ختم ہوئی، اس کے بعد وہ عورت اسی کو ناپسند کرنے لگی، پھر اُس نے دوسری یہ دعا کی کہ وہ کتیا بن جائے چنانچہ وہ کتیا بن گئی، اُس کی اولاد کہنے لگی کہ لوگ ہم کو چڑاتے ہیں، دعا کرو کہ وہ پھر انسان بن جائے، چنانچہ اُس نے پھر دعا کی وہ آدمی بن گئی، اسی طرح اس کی تینوں دعائیں ٹھکانے لگ گئیں۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور اُسی پر اکثروں کا اتفاق ہے، اس آیت میں (فَانْسَلَخَ مِنْهَا) کا لفظ واقع ہوا ہے، اُس سے مراد یہ ہے کہ خدا نے اسے جو کچھ دیا تھا، چھین لیا تو وہ کتے کے مشابہ ہو گیا، اگر اس پر لا دو تو ہانپے، اگر چھوڑ دو تو ہانپے، معنی یہ ہے کہ وہ اپنے کفر سے نہیں باز آتا تھا اور اسم اعظم اُسے یاد تھا، چنانچہ اُس نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام اور ان کی قوم پر بددعا کی تھی جس کی وجہ سے چالیس برس تک وادیٔ تیہ میں سرگرداں رہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اس کے دل سے علم و معرفت نکل جائے، چنانچہ سفید کبوتر کی طرح اس کے سینہ سے نکل بھاگی۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ آیت اہل علم کے لئے نہایت شدید ہے کیونکہ جس کو خدا نے علم دیا ہو اور پھر وہ دنیا کی طرف مائل ہو تو اُس کی ذلیل کتّے کی سی مثال ہے، جس کی عادت ہے کہ بے تھکن اور پیاس کے بھی ہانپا کرتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی قسم کھائے کہ جمیع محامد کے ساتھ یا سب سے بزرگ تحمیدوں کے ساتھ خدا کی حمد کروں گا تو اس کا طریق یہ ہے کہ کہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا یُّوَافِیْ نِعَمَهٗ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَهٗ" یعنی تمام حمد خدا ہی کو زیبا ہے، ایسی حمد جو اُس کی نعمتوں کا بدلہ ہو جائے اور اُس کے مزید انعام کی مکافات کر سکے اور اگر کوئی قسم کھائے کہ خدا کی سب سے اچھی ثناء کروں گا، تو اُس کا طریق یہ ہے کہ "لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ" یعنی میں آپ کی ثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا، آپ کی ذات ویسی ہے کہ جیسی کہ آپ نے خود اپنی ثناء کی ہے، اور متولی نے شروع میں "سُبْحَانَكَ" کا لفظ اور زیادہ کیا ہے اور دوسرے لوگوں نے "فَلَكَ الْحَمْدُ حَتّٰی تَرْضٰی" (آپ کی حمد ہے حتیٰ کہ آپ خوش ہو جائیں) بڑھایا ہے، خواب میں حمد کرنا وسعت رزق پر دالّ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو ہم تمہیں اور زیادہ دیں گے، نیز دو بیٹوں کے ملنے پر دال ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کر کے خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساری حمد اس خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق (علیہما السلام) عنایت کئے، حالانکہ حضرت سارہ علیہا السلام سے اسحاق کی پیدائش کے چودہ برس قبل حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے۔

مسئلہ: علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" میں سے کون افضل ہے، ایک فرقہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے افضل ہونے کا قائل ہے کیونکہ اس میں توحید اور حمد دونوں موجود ہیں اور اس کے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہے اور ایک فرقہ "لَا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰہُ" کی فضیلت کا قائل ہے کیونکہ اُس سے کفودور ہوتا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ "لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہہ لیں اور سوائے تشہد کے لفظ "اشہد" کہنا شرط نہیں یعنی وحدانیت کی شہادت میں شرط نہیں نہ رسالت کی شہادت میں شرط ہے جیسا کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح کی ہے اور رافعی نے لفظ شہادت کو دونوں میں شرط قرار دیا ہے اور شرح مہذب میں مذکور ہے کہ اگر کافر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت قبل وحدایت کی شہادت کے ادا کرے تو مقبول نہیں اور اس کا اسلام صحیح نہیں باب وضو میں اس کا ذکر کیا ہے کہ دونوں کلموں کا ایک دوسرے کے متصل کہنا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی کافر مثلاً صبح کو لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور شام کو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے تب بھی اس کا اسلام صحیح ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: بروایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیت الکرسی اور فاتحہ اور آل عمران کی دو آیتوں یعنی "شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ۔ الایۃ" اور "قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ" الآیۃ کو جب خدا نے نازل کرنے کا ارادہ کیا تو یہ عرش میں معلق ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ کیا آپ ہم کو زمین پر اور گناہگاروں پر نازل کیے دیتے ہیں خدا نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عزت اور جلال کی قسم! میرے بندوں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ ہر نماز کے بعد تم کو پڑھا کرے اور پھر بھی میں اُس کا ٹھکانا جنت میں نہ بناؤں اور حظیرۃ القدس میں اُس کو سکونت پذیر نہ کروں اور ہر روز ستر بار اس کی طرف نظر نہ کیا کروں اور ہر روز اس کی ستر حاجتیں پوری نہ کر دیا کروں کہ جن میں سے ادنیٰ درجہ مغفرت ہے اس کو ابن سنی نے روایت کیا ہے۔

دوسرا فائدہ: صحیحین یعنی بخاری اور مسلم میں ہے کہ جو سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھے تو اُس کو شب بیداری سے کافی ہو جائیں اور بعض نے کہا ہے کہ ہر آفت اور شیطان سے کافی ہو جائیں اور حدیث میں ہے کہ جو بے چینی کے وقت آیۃ الکرسی اور سورۂ

بقر کی آخری آیتیں پڑھے گا' خدا اس کی فریاد رسی کرے گا اور اذکار میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب تو اپنا پہلو اپنے بچھونے پر رکھا کرے' یعنی لیٹے تو فاتحہ اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھ لیا کر' اس سے تو موت کے سوا ہر شے سے امن میں رہے گا۔

آیت الکرسی پڑھنے والے کو نور کا ایک شہر ملے گا نیز اس آیت کے پڑھنے کی فضیلتیں اور بہاریں

تیسرا فائدہ: حدیث میں آیا ہے جس کو یہ بات پسند ہو کہ اُس کا گھر خیر و برکت سے بھر جائے تو اُسے چاہیے کہ آیت الکرسی بکثرت پڑھا کرے اور جو کوئی وضو کے بعد اسے پڑھے گا' خدا اُس کے چالیس درجہ بلند کرے گا اور ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا کرے گا' جو قیامت تک پڑھنے والے کے لئے دعا کرتا رہے گا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو اُس کو سوتے وقت پڑھے گا' خدا اُس پر صبح تک رحمت کے دروازے کھلے رکھے گا اور اس کے بدن پر جتنے بال ہوں گے' ہر بال کے عوض اُس کو نور کا ایک شہر ملے گا اور اگر اُسی شب کو اس کا انتقال ہو جائے گا تو شہید مرے گا' اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو اُس کو غروبِ آفتاب کے وقت چالیس بار پڑھے گا' خدا اُس کے لئے چالیس حج کا ثواب لکھے گا۔

چوتھا فائدہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جو گھر سے نکلتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے گا خدا اُس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دے گا جو سامنے سے' پیچھے سے' داہنے سے' بائیں سے غرض چاروں طرف سے اُس کی حفاظت کرتے رہیں گے اور اگر واپسی کے قبل مر جائے گا تو خدا اُس کو ستر شہیدوں کا ثواب عنایت کرے گا اور بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو گھر سے نکل کر آیت الکرسی پڑھے گا' خدا ستر ہزار فرشتے بھیجے گا جو اس کے لئے استغفار اور دعا کیا کریں گے اور جب واپس آ کر اپنے گھر میں داخل ہو گا اور آیت الکرسی پڑھے گا' خدا اُس کی آنکھوں کے سامنے سے فقر کو دور کر دے گا۔

پانچواں فائدہ: خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو آیت الکرسی کے پڑھنے پر ہر نماز کے بعد مداومت کرے گا' میں اس کو شاکرین کا ثواب اور صدیقوں کے اعمال عنایت کروں گا اور مہربانی سے اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیلاؤں گا اور اُس کو جنت میں داخل ہونے سے نہ روکوں گا مگر ہاں یہ کہ اُس کو موت آ جائے' انہوں نے پوچھا کہ اُس پر کون مداومت کرے گا' ارشاد ہوا کہ اُس پر کوئی مداومت نہیں کرے گا ہاں جو نبی ہو یا صدیق ہو یا ایسا شخص ہو جس سے میں راضی ہوں یا ایسا شخص جس کو میں چاہتا ہوں کہ میری راہ میں مارا جائے' وہ بے شک مداومت کرے گا اور اُس کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ جو ستر بار چت لیٹ کر اُس کو پڑھے' خدا اُس کا قرض ادا کر دے اور ستر کی تخصیص اس لئے ہے کہ اُس کے حرف بھی ستر ہیں اور علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب آیت الکرسی نازل ہوئی تو اس کی ہر آیت کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے' شاید آیت سے یہاں کلمہ مراد لیا ہے۔

چھٹا فائدہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے تو اس کی روح کا قبض کرنے والا خود خدائے ذوالجلال والاکرام ہو اور ایسا رتبہ پائے گویا کہ نبیوں کی ہمراہی میں یہاں تک لڑا کہ شہید ہو گیا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے گا' اُس کے لئے ساتوں آسمان شگافتہ ہو جائیں گے اور اُن کا شگاف ہرگز نہ جُڑے گا' جب تک کہ خدا اُس کے پڑھنے والوں کی طرف نظر نہ کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کو سوائے موت کے دخولِ جنت سے کوئی شے نہ روکے گی اور اگر اس کو سوتے وقت پڑھے گا' خدا اس کو اور اس کے پڑوسی کو اور اس کے پڑوسی کے پڑوسی کو اور تمام مکانوں کو جو اس کے اردگرد ہوں گے' امن میں رکھے گا۔ میں نے شیخ بونی رحمۃ اللہ علیہ کی شمس المعارف میں دیکھا ہے کہ بروایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی آیت الکرسی پڑھے گا' خدا اُس پر سکرات الموت کو آسان

کردے گا اور فرشتوں کا گزر جب کبھی ایسے مکان پر ہوتا ہے جس میں آیت الکرسی ہوتو وہ تالی بجاتے ہیں اور جب کبھی ایسے مکان پر ہوتا ہے جس میں ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' ہوتو سجدہ کرتے ہیں اور جب کبھی ایسے مکان پر ہوتا ہے جس میں سورۂ حشر کی آخری آیتیں ہوں تو گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے ہیں۔

ساتواں فائدہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو ایک بار آیت الکرسی پڑھتا ہے تو خدا اُس سے دنیا میں ہزار مکروہات کو دور کرتا ہے کہ جس میں ادنیٰ درجہ فقر ہے اور آخرت میں ہزار مکروہات کو دور کر دیتا ہے جس میں سے ادنیٰ درجہ عذابِ قبر ہے اور کتاب التسبیحات الفاتحہ فی آیات الفاتحہ میں ہے کہ فاتحہ کے شروع میں اکثروں کے نزدیک اسم اعظم ہے۔

حکایت: میں نے کسی مجموعہ میں دیکھا ہے کہ ایک شخص ہر رات کو اُسے اپنی بکریوں کی حفاظت کے لئے پڑھا کرتا تھا' ایک رات تھوڑی آیت الکرسی پڑھی تھی کہ اُس پر نیند غالب آ گئی' جب بیدار ہوا تو اس کو پورا کرلیا' جب صبح ہوئی تو اس نے اپنی بکریوں میں ایک آدمی کو پایا' اُس سے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ میں بکری کے لینے کے ارادے سے ہر شب کو آیا کرتا تھا تو مجھے یہاں چوحدی دیوار نظر آیا کرتی تھی' آج کی رات جو میں آیا تو اُس میں ایک روزن نظر پڑا' جس سے میں گھس آیا اور ایک بکری پکڑ لی اور جب روزن کے پاس لوٹ کر آیا تو دیکھا کہ وہ روزن بند ہو گیا ہے اور اسی کی نظیر بھی میری نظر سے گزری ہے' ایک شخص کا بیان ہے کہ مجھے چوروں کا ڈر رہا کرتا تھا' مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ''قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ'' (۱۷:۱۱۰) کے پڑھنے کا حکم فرمایا' چنانچہ میں اسے پڑھا کرتا تھا' ایک شب میں بھول گیا' جب کچھ رات گزر گئی تو اس وقت میں نے اُسے پڑھ لیا' جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ چور میرے گھر میں بندھے پڑے ہیں' پھر اس آیت کی برکت سے انہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کرلی۔

حکایت: ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں آیۃ الکرسی پڑھا کرتا تھا' ایک روز میرے سخت درد ہوا' نیند جو آ گئی تو دیکھتا کیا ہوں کہ دو آدمی ہیں' ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ یہ

ایک آیت پڑھتا ہے جس میں تین سو ساٹھ رحمتیں ہیں لیکن تعجب ہے کہ اس شخص کو ان میں سے ایک رحمت بھی نہ ملی' اس کے بعد جب میں بیدار ہوا تو خدا کے فضل سے صحیح و سالم تھا' ایک شخص کا جنگل میں گزر ہوا تو بھیڑیے نے اس کا پیچھا کیا' اُس نے آیۃ الکرسی پڑھ دی' اس کے پڑھنے سے بھیڑیا بھاگ گیا۔ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو خبر دی کہ اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! ایک سرکش جن آپ سے مکر و دغا کرنا چاہتا ہے' آپ آیۃ الکرسی پڑھ کر اُسے بھگا دیجئے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس گھر میں شیطان ہو اور آیۃ الکرسی پڑھی جائے تو وہاں سے شیطان نکل جاتا ہے' اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو اس کو ایک بار پڑھتا ہے تو اس کا نام اشقیاء کے دفتر سے مٹا دیا جاتا ہے اور جو دو مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کا نام نیک بختوں کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے اور جو تین بار اس کو پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے استغفار کیا کرتے ہیں اور جو اس کو چار بار پڑھتا ہے تو انبیاء اس کی شفاعت کرتے ہیں اور جو پانچ بار اس کو پڑھتا ہے اُس کا اسرار کے دفتر میں نام درج کر دیا جاتا ہے اور جو اُس کو چھ بار پڑھتا ہے اس کے لئے سمندر کی مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس کو سات بار پڑھتا ہے جہنم کے ساتوں دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں اور جو اس کو آٹھ بار پڑھتا ہے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں اور جو اس کو نو بار پڑھتا ہے تو دنیا اور آخرت کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے اور جو دس بار اس کو پڑھتا ہے تو خدا کی اس پر نظر ہو جاتی ہے اور پھر وہ اس کو کبھی عذاب نہ دے گا۔

فوائد

پہلا فائدہ: علامہ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے منافع القرآن میں بیان کیا ہے کہ جو سفر کے لئے اپنے گھر سے نکلتے وقت اپنے دروازہ پر تین بار "وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ" (۲۰:۸۵) پڑھے تو اس گھر میں جتنے ہوں سب ہر آفت سے امن میں رہیں اور جو اپنے اور اپنے بچوں پر پڑھے تو ہر شر سے محفوظ رہے اور علامہ قزوینی نے کہا ہے کہ جو سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور اسے دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو چاہیے کہ "لایلاف" اور آیت الکرسی پڑھ لے کیونکہ وہ

دونوں ہر شر کی پناہ ہیں۔

بابرکت ٹوپی

دوسرا فائدہ: کسریٰ کے پاس ایک ٹوپی تھی کہ جس مریض یا مصیبت زدہ کو پہنا دی جاتی تھی وہ فتح یاب ہو جاتا تھا' جب وہ مر گیا تو وہ ٹوپی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی' انہوں نے جو دیکھا تو اس کے اندر ایک کاغذ پر یہ لکھا ہوا تھا کہ "کم للّٰہ من نعمۃ فی عرق ساکن حمعسق لایصدعون عنھا ولا ینزفون من کلام الرحمٰن خمدت النیران ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔الآیۃ"۔

تیسرا فائدہ: ایک شخص نے اُس کو پڑھ کر کہا کہ اے پروردگار! یہ میں آپ کے پاس اپنی ودیعت رکھتا ہوں' میری وفات کے وقت مجھے واپس کر دیجئے گا' چنانچہ جب اُس کی موت کا وقت قریب آیا تو "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اُس کی زبان پر جاری ہو گیا اور اوپر سے آواز آئی کہ لے یہ تیری ودیعت ہے' ہم تجھے لوٹائے دیتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جو اس کو ایک بار پڑھتا ہے تو اس کا ایک تہائی آگ پر حرام ہو جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو "شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (۱۸:۳)" کو پڑھ کر کہتا ہے: "وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ" (۵۶:۲۱) تو اس کے لئے خدا ستر ہزار فرشتے پیدا کر دیتا ہے جو قیامت تک اُس کے لئے استغفار کیا کرتے ہیں۔ میں نے شمس المعارف میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما دیکھا ہے کہ مخلوقات کی پیدائش سے بارہ ہزار برس قبل خدا نے اپنی نسبت یہ شہادت دی ہے اور وہ برس بھی ایسے تھے کہ ہر برس میں تین سو ساٹھ دن تھے اور ہر دن ہزار برس کے برابر تھا' اگر کہا جائے کہ "شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" کے بعد پھر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے میں کیا فائدہ ہے؟ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے غرض یہ ہے کہ کلمۂ توحید مکرر کہا جائے کیونکہ بندہ جب تک اسے بار بار پڑھتا رہے گا' اُس وقت تک نہایت ہی قربت میں مشغول رہے گا۔ حضرت نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب ملک مصر کے

حاکم ہوئے تو آپ نے کسی کو وزیر بنانا چاہا' جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا کہ اُسی لڑکے کو وزیر بنا لیجئے جس نے آپ کی برأت کی شہادت دی تھی' حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بات پسند ہوئی' اِس پر جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ پر تو اُس کا حق شہادت ہے' جب اُس نے یہ کہا تھا کہ "اگر اُس کا کُرتہ سامنے سے پھٹا ہو" سے لے کر آخر تک' پس جب یہ ایک مخلوق کی شہادت دے کر وزارت کا مستحق ٹھہرا تو جو خدا کی وحدانیت کی شہادت دے گا تو وہ کرامت کا کیسے مستحق نہ ہوگا۔

چوتھا فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ ہر شے کا قلب ہوتا ہے اور قرآن شریف کا قلب یٰسٓ ہے جو اس کو پڑھے گا تو اُس کے پڑھنے سے اُس کو دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا' اُس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور بروایت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: یٰسٓ پڑھا کرو کیونکہ اُس میں دس برکتیں ہیں' اگر بھوکا اُس کو پڑھتا ہے تو آسودہ ہو جاتا ہے' اگر پیاسا پڑھتا ہے تو اُسے سیرابی حاصل ہوتی ہے' اگر ننگا پڑھتا ہے تو اسے لباس میسر آتا ہے اور اگر کوئی مجرد اُسے پڑھتا ہے تو اُس کا نکاح ہو جاتا ہے اور اگر کوئی دہشت زدہ اُسے پڑھتا ہے تو امن نصیب ہوتا ہے اور اگر کوئی قیدی اسے پڑھتا ہے تو اسے قید سے رہائی ملتی ہے اور اگر کوئی مسافر پڑھتا ہے تو سفر پر اُس کی اعانت ہوتی ہے اور اگر کوئی ایسا شخص اسے پڑھتا ہے جس کی شے گم ہوگئی ہو تو وہ اُسے مل جاتی ہے اور اگر کوئی مریض اسے پڑھتا ہے صحت یاب ہو جاتا ہے اور اگر کسی میت کے پاس اُسے کوئی پڑھتا ہے تو خدا اُس پر آسانی کر دیتا ہے۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں بیان کیا ہے کہ کسی مرد صالح کی نسبت مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مرنے کے بعد وہ شہر یمن میں دفن کیا گیا' اس کے بعد اس کی قبر سے مار پڑنے کی آواز آئی اور پھر اس سے ایک سیاہ کتا نکل آیا' اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ مار تجھ پر پڑی تھی یا مردہ پر؟ اُس نے جواب دیا کہ میں اُس کا عمل ہوں مجھے وہاں سورۂ یٰسین ملی اور وہ میرے اور اس کے درمیان حائل ہوگئی۔ اور طبرانی سے مروی ہے کہ جو یٰسین کے پڑھنے پر مداومت کرے گا تو شہید مرے گا اور انشاء اللہ اس کی تفصیل معراج کے بیان میں آئے گی۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ جو شب جمعہ کو سورۂ دخان پڑھے گا' ستّر فرشتے صبح تک اُس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔

پانچواں فائدہ: بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ قرآن میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں' اُس نے ایک شخص کی یہاں تک سفارش کی کہ اُس کی مغفرت ہوگئی اور وہ سورۃ تبارک ہے' اس کو ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور میری نظر سے ایک حکایت اس کے متعلق بھی گزری ہے جیسے کہ یٰسٓ کے متعلق مذکور ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ ہر مؤمن کے دل میں ہے' اُس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے ارشاد فرمایا ہے: میں کتاب اللہ میں ایک سورت پاتا ہوں جس کی تیس آیتیں ہیں جو کوئی سوتے وقت اُسے پڑھے گا' اُس کی تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیس گناہ محو کردیئے جایں گے اور خدا اس کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجے گا جو اُس پر پَر پھیلائے رہے گا اور شر سے اُس کی حفاظت کرتا رہے گا' یہاں تک کہ وہ بیدار ہو۔ نیشاپوری نے سورۂ بقرہ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جب اُس کا پڑھنے والا پُل صراط پر آئے گا تو وہ اس پر کھڑی ہو کر شفاعت کرے گی۔

چھٹا فائدہ: بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ہر شب کو ہزار آیتیں نہیں پڑھ سکتا' لوگوں نے عرض کیا کہ بھلا اتنا کون پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اچھا کیا "اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ" بھی نہیں پڑھ سکتا' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

ساتواں فائدہ: بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے کسی صحابی سے فرمایا کہ تم نے نکاح کرلیا' انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! اے نبی اللہ! میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں نکاح کرسکوں' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ" بھی یاد نہیں' انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! یاد تو ہے' آپ نے فرمایا کہ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے' پھر آپ نے پوچھا: "قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ" یاد نہیں' انہوں نے

عرض کیا: ہاں! یاد ہے' آپ نے فرمایا کہ یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے' نکاح کر لے نکاح کر لے' آپ نے یہ دوبار فرمایا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ "اِذَا زُلْزِلَتِ" نصف قرآن کے برابر ہے' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

آٹھواں فائدہ: بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھتے سنا تو فرمایا کہ واجب ہو گئی' میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا واجب ہو گئی؟ آپ نے فرمایا: جنت' میں نے چاہا اُس شخص کو جا کر خوشخبری سنا دوں لیکن پھر مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کا صبح کا کھانا نہ رہ جائے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو پچاس بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے تو اس کے گناہ بخشے جائیں' اور دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز منادی پکارے گا کہ سنتے ہو جو رحمٰن کا مدح خواں ہو وہ کھڑا ہو جائے' پس سوائے اس شخص کے کہ جو دنیا میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" کی کثرت کرتا ہو گا اور کوئی نہ کھڑا ہو سکے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو اُس کو چار رکعت میں دوسو بار اس طرح سے کہ پچاس بار ہر رکعت میں پڑھے گا' اُس کے سو برس کے یعنی پچاس برس گزشتہ کے اور پچاس برس آئندہ کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

میں نے کتاب بدرالفلاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت منقول دیکھی ہے کہ جو شخص عشاء کے بعد دو رکعت اس طرح سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار الفاتحہ اور اکیس بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھے تو اس کے لئے جنت میں دو محل تیار کئے جائیں گے۔ اور بروایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' جو سفر کرتے وقت گیارہ بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھے گا' خدا اس سفر کے شر کو اُس سے دور رکھے گا اور خیر اُسے عنایت کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جو چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ فاتحہ اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" کے بعد یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَهْلِیْ وَوَلَدِیْ" (اے اللہ! میں اپنی جان اور مال کو اور اپنے بال بچوں کو آپ کے سپرد کرتا ہوں۔) تو خدا اس کے مال' گھر والوں اور بچوں کی حفاظت کرے گا اور

اس کا کام بنائے رکھے گا' یہاں تک کہ وہ سفر سے واپس آ ئے۔ شرح مہذب میں میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی اپنے گھر سے جانے لگے تو مستحب یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ لے' پہلی رکعت میں الحمد اور "قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" اور دوسری میں الحمد اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھے اور یہ بھی مستحب ہے کہ سلام پھیر کر آیۃ الکرسی اور "لِاِیْلٰفِ" پڑھ لے اور جب اُٹھنے لگے تو کہے: اے اللہ! میں تیری ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تیرا ہی سہارا ڈھونڈتا ہوں' اے اللہ! جو شے مجھے فکر میں ڈالے اور جس کی میں کچھ پروانہ کروں' دونوں سے مجھے کافی ہو جا! یا اللہ! مجھے پرہیز گاری کا توشہ عنایت کر اور میرے گناہ بخش دے اور مناسب ہے کہ چلتے وقت کچھ خیرات بھی کر دے اور اپنے پڑوسیوں اور دوستوں اور ساتھیوں اور بال بچوں کو رخصت کرے اور وہ اسے رخصت کریں اور ہر ایک آپس میں دوسرے سے کہے کہ میں تیرا دین اور تیری امانت اور تیرے آخری عمل خدا کے سپرد کرتا ہوں' خدا تجھے پرہیز گاری کا توشہ عنایت کرے' تیرے گناہ بخش دے اور جہاں کہیں خیر ہو' تیرے لئے اُسے آسان کر دے اور جو خیر کا خواہاں ہو' وہ تیرا رفیق راہ بن جائے اور وہ دوست (یعنی اللہ رب العزت) جو ہر وقت پاس ہے اور جس پر ہر دم بھروسہ ہے سب سے بڑھ کر ہے۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ناقوس بجتا ہے تو خدا بڑا غضبناک ہوتا ہے' فرشتے اُتر پڑتے ہیں اور زمین کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھنے لگتے ہیں تا کہ اس کا غضب فرو ہو جائے۔ اور بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو ایک بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھتا ہے تو اس کے لئے برکت ہوتی ہے اور اگر دو بار پڑھتا ہے تو اس کے اور اس کے گھر والوں کے لئے برکت ہوتی ہے اور اگر تین بار پڑھتا ہے تو اس کے لئے اور اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے لئے برکت ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو روزانہ چالیس بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھا کرے تو اس کے لئے خدا پُل صراط پر منارہ بنا دے گا' یہاں تک کہ وہ پُل صراط پر سے بہ سہولت گزر جائے گا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ وہ صحابی ہیں جن کا

مدینہ میں سب سے آخر میں انتقال ہوا انہوں نے کہا کہ ایک دن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمی رزق کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے گھر جایا کر تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کر اور ایک بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھ لیا کر چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا خدا نے اُس پر اتنی کثرت سے روزی فراخ کی کہ اُس کا فیض اُس کے پڑوسیوں تک کو پہنچا۔ اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا دمشق میں انتقال ہوا تھا اُن میں سے آخری یہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر گیارہ بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھے اس سے اُس دن کوئی گناہ نہ ہو۔

حضرت نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس سورت کا نام سورۂ اخلاص بھی ہے کیونکہ جو اس کو پڑھتا ہے دوزخ سے خلاصی پاتا ہے اور سورۂ معرفت بھی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ایک شخص کو اُسے پڑھتے سنا تھا تو فرمایا تھا کہ یہ ایسا بندہ ہے جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا اور سورۂ اساس بھی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی بنیاد "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پر ڈالی گئی ہے اور سورۂ ولایت بھی ہے کیونکہ جو اُس کے پڑھنے کو لازم کر لیتا ہے وہ خدا کا ولی ہو جاتا ہے اور اس کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ مکہ وغیرہ کے کفار نے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے ربّ کی صفت بیان کیجئے وہ سونے کا ہے یا یاقوت کا یا زبرجد کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میرا ربّ کسی چیز کا نہیں ہے کیونکہ اُس نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں اُس کے بعد یہ سورت نازل ہوئی۔ حضرت نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس سورت کے بعض الفاظ بعض کی شرح کرتے ہیں: "اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ" یعنی خدا یکتا ہے خدا بے نیاز ہے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ صمد وہ جو تمام مرغوب اشیاء میں مقصود ہو اور تمام سختیوں میں فریاد رس ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ صمد وہ ہے کہ جو کسی کا محتاج نہ وہ اور اس کے سب محتاج ہوں۔ قرطبی کی شرح الاسماء میں بروایت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ صمد اسے کہتے ہیں کہ جو اپنی مخلوق کے فنا ہونے کے

بعد بھی باقی رہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ صمد وہ شریف ہے جو اپنی شرافت میں کامل ہو اور عظیم وہ ہے جو اپنی عظمت میں پورا ہو اور وہ عالم ہے جو اپنے علم میں کمال رکھتا ہو اور اُسی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی مذکور ہے کہ جو "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" (یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے' اُس کا کوئی شریک نہیں وہ یکتا اور بے نیاز ہے' نہ کوئی اس کے پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہم سر ہے) پڑھتا ہے' خدا اُس کے لیے دو لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ اور طبرانی کی روایت بھی اس بارہ میں عنقریب آتی ہے' خدا کے قول "لَـمْ يَـلِـدْ وَلَـمْ يُوْلَدْ" (اس کے کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا) سے مراد یہ ہے کہ ایسا نہیں جس طرح مریم کے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے نیز یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے کیونکہ اس کے تین حصوں میں سے ایک میں احکام ہیں اور ایک میں وعدہ اور وعید ہے اور ایک میں خدا کے اسماء و صفات مذکور ہیں' چنانچہ یہ تینوں اُمور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" میں مجتمع ہیں' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جو اس کو تیس بار پڑھے گا خدا اُس کے لئے جنت میں سو محل بنائے گا۔ بروایت حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" کو پڑھا گویا اس نے تہائی قرآن پڑھا اور اس کے لئے اتنی نیکیاں لکھی جائیں گی جتنے مؤمن اور مشرک شمار میں ہوں گے۔

حکایت: ایک صالح آدمی قبروں کی زیارت کیا کرتا تھا' ایک دن اتفاق سے اُسے نیند آ گئی اور زیارت نہ کی' دیکھتا کیا ہے کہ سارے مُردے اپنی قبروں کے اوپر ہیں' وہ کہتا ہے کہ میں نے اُن سے پوچھا: کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا: قیامت تو نہیں قائم ہوئی لیکن تیس برس کا عرصہ گزرا' جب شیخ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تیس بار "قُـلْ هُـوَ اللّٰـهُ" پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش گئے تھے' اُس دن سے آج تک ہم اُس کا ثواب آپس میں حصہ بانٹ کرتے رہے' لیکن اُس وقت تک پورا نہ ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو قبروں پر گزرے اور گیارہ بار "قُـلْ هُـوَ اللّٰـهُ" پڑھ کر مردوں کو بخش دے تو

جتنے مردے ہوں گے اُن سب کے برابر اُسے ثواب ملے گا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلا کلمہ جس کی طرف خدا نے اپنے بندوں کو بلایا ہے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" ہے پس خاص لوگوں کا مطلب تو پورا ہو گیا' پھر اولیاء کے لئے خدا نے اَحَدٌ اور بیان کر دیا پھر خاص مؤمنین کے لئے "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" اور ذکر فرمادیا' پھر باقی مخلوقات کے لئے "لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" اور ذکر فرمادیا۔ حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا کے قول "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سے توحید معلوم ہوئی اور "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" سے معرفت معلوم ہوئی اور "لَمْ يَلِدْ" سے ایمان معلوم ہوا اور "وَلَمْ يُوْلَدْ" سے اسلام معلوم ہوا اور "لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" سے یقین کا پتا چلا۔ حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم نے آٹھ طرح کا شرک پایا ہے اور وہ آٹھ یہ ہیں: کثرت کا' عدد کا' کمی کا' زیادتی کا' علت کا' معلول کا' اشکال کا' اضداد کا' پس خدا نے اپنی ذات سے کثرت اور عدد کی "اَللّٰهُ اَحَدٌ" سے نفی کی ہے اور کمی و زیادتی کی "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" سے اور علت اور معلول کی "لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ" سے اور اشکال اور اضداد کی "لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" سے نفی کی ہے "لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" کے معنی یہ ہیں کہ اس کا کوئی مماثل نہیں' اس سورت میں پانچ باتیں ہیں: "اَللّٰهُ اَحَدٌ" سے فردانیت معلوم ہوتی ہے "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" سے اس کا ذی عزت ہونا معلوم ہوتا ہے "لَمْ يَلِدْ" سے اس کی ربوبیت کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور "لَمْ يُوْلَدْ" سے اس کی تنزیہ کی معرفت کا علم ہوتا ہے اور "وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" سے اس بات کی معرفت ہاتھ آتی ہے کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

فوائد

پہلا فائدہ: حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت نے فرمایا کہ کہہ' لیکن میں نے کچھ کہا نہیں' پھر آپ نے فرمایا کہ کہہ' میں نے عرض کیا کہ میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور معوذتین صبح و شام تین تین بار پڑھ لیا کر' تجھے کل شئ کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے۔

دوسرا فائدہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا' یکا یک نہایت سخت تاریک آندھی نے ہمیں آ لیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" پڑھ کر پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے بھی فرمایا کہ اے عقبہ! تم بھی ان دونوں کو پڑھ کر پناہ مانگو اور کوئی سورت جو خدا کے نزدیک "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" سے زیادہ محبوب ہو اور جس کی خدا کے پاس زیادہ رسائی ہو' تم کو پڑھنے کے لئے ہرگز نہیں مل سکتی' پس اگر تم سے ہو سکے کہ کسی نماز میں اس کا پڑھنا چھوٹنے نہ پائے تو پڑھا کرو اور کہا جاتا ہے کہ دونوں مقشقشہ ہیں کہ نفاق سے ان سے برائت حاصل ہوتی ہے اور حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ سورۂ اخلاص اور "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" دونوں مقشقشہ ہیں۔

تیسرا فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شیطان کو "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" سے زیادہ غضب ناک کرنے والی کوئی سورت قرآن میں نہیں ہے کیونکہ اس میں شرک سے براۃ اور توحید مذکور ہے' ایک بار ایک شخص نے کہا کہ اے نبی اللہ! مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے' آپ نے فرمایا کہ سوتے وقت "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" پڑھ لیا کرو کیونکہ اُس میں شرک سے براۃ ہے' اس کے نزول کا سبب یہ ہے کہ کافروں نے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کیجئے اور ایک سال ہم آپ کے خدا کی پرستش کیا کریں اور جو مضمون اس سورت میں مکرر آیا ہے' اس سے تاکید مقصود ہے۔

حکایت: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا تو عرض کیا کہ اے پروردگار! آپ کا قرب حاصل کرنے والے کس چیز سے قرب حاصل کرتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ اے احمد! میرے کلام سے' میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بے سمجھے؟ ارشاد فرمایا: سمجھ کر ہو یا بے سمجھے دونوں طور پر۔

فائدہ: میں نے خبر القرطبی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت دیکھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آنکھوں کو عبادت کا حصہ دیا کرو' عرض کیا گیا: آنکھوں کا عبادت میں کیا حصہ

ہے؟ ارشاد ہوا کہ قرآن میں نظر کرنا اور دوسری کتاب میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں کے درد کی شکایت کی یعنی جبرئیل علیہ السلام سے انہوں نے کہا کہ قرآن کو دیکھ لیجئے اور میں نے قرطبی کی "تذکار فی فضائل الاذکار" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت دیکھی کہ جو شخص روزمرہ دوسو آیتیں قرآن میں دیکھ کر پڑھ لیا کرے تو اس کی شفاعت سات قبر والوں کی بابت جو اس کی قبر کے آس پاس ہوں گے مقبول ہوگی۔ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیطان پر قرآن میں دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ کوئی عبادت گراں نہیں گزرتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی بے دیکھے پڑھنے والے پر ایسی فضیلت ہے کہ جیسے فرض کی نفل پر فضیلت ہے اور عنقریب آتا ہے کہ فضیلت کا غور و فکر سے تعلق ہے خواہ دیکھ کر پڑھے یا بے دیکھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آتا ہے کہ دو شفاؤں کو اپنے اوپر لازم کر لو یعنی قرآن اور شہد کو۔ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حلق کے درد کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تبیان میں ہے کہ قرآن کے ختم پر دعا کرنا مستحب ہے کیونکہ جب وہ دعا کرتا ہے تو چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔

حکایت: حضرت ابوبکر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے ربّ العزت کو خواب میں دیکھا اور ارادہ کیا کہ سب سے افضل عمل پوچھوں پھر مجھے شرم آئی خدا نے فرمایا کہ کیا تم سب سے افضل عمل پوچھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا: ہاں! ارشاد ہوا کہ قرآن پڑھنا میں نے چاہا کہ یہ بھی پوچھ لوں کہ طہارت کے ساتھ پڑھنا یا بلا طہارت کے لیکن پھر مجھے شرم معلوم ہوئی ارشاد ہوا: کیا تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ طہارت کے ساتھ پڑھا جائے یا بلا طہارت کے میں نے عرض کیا: ہاں! ارشاد ہوا کہ چاہے جس طرح ہو نماز میں ہو یا خارج نماز میں پھر میں نے چاہا کہ پوچھ لوں کہ اعراب کے ساتھ یا بلا اعراب کے لیکن مجھے پوچھنے سے شرم آئی خود ہی ارشاد فرمایا کہ کیا تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ اعراب کے ساتھ یا بلا اعراب کے میں نے عرض کیا: ہاں! ارشاد ہوا کہ جس طرح ہو اعراب کے ساتھ ہو یا بلا

اعراب کے پھر فرمایا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میرے نزدیک قرآن کا کیا ثواب ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! ارشاد ہوا کہ بے حرکت (زیر زبر پیش) کے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں اور حرکت والے ہر حرف کے عوض میں بیس نیکیاں اور کہا یہ بھی جانتے ہو کہ ایک نیکی کتنی ہے میں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: ہزار رطل کے برابر اور ہر رطل ہزار دانگ کا اور ہر دانگ ہزار درہم کا اور ہر درہم ہزار قیراط کا اور ہر قیراط احد کے پہاڑ کے برابر۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں لکھا ہے کہ اعراب سے اس کے معانی جاننا مراد ہے۔

لطیفہ: صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اُس مسلمان کی حالت جو قرآن پڑھتا ہو اور اس پر عمل بھی کرتا ہو ترنج کے مانند ہے۔ علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں بیان کیا ہے کہ ترنج کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس گھر میں ترنج ہوتا ہے اُس میں جن داخل نہیں ہوتا اسی طرح جس دل میں قرآن ہوتا ہے اُس میں شیطان نہیں گھس سکتا۔ برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے کہ ترنج کا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے اور اس کے کھانے سے منہ میں خوشبو آتی ہے ہاضمہ قوی ہو جاتا ہے معدہ کی فضول رطوبت خشک ہوتی ہے اس کی طرف نظر کرنا بصر کو تقویت دیتا ہے صفرا کو ساکن کرتا ہے رنگ کو صاف کرتا ہے اور باہ کو نفع دیتا ہے اور ابن طرخان کی طب نبوی میں میں نے دیکھا ہے کہ کسی بادشاہ نے ایک قوم سے ناراض ہو کر حکم دیا تھا کہ صرف ایک شئ ان کو کھانے کو ملے تو انہوں نے ترنج کو پسند کیا تھا لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے: وجہ یہ ہے کہ وہ ریحان ہے اس کا پوست خوشبودار ہے اُس کی ترشی سالن کا کام دیتی ہے اس کے بیج تریاق ہیں اُس کا گودا بجائے میوہ کے ہے چنانچہ منہاج میں اس کا شمار بھی میوہ جات میں کیا ہے اور یہی حالت لیموں کی بھی ہے ابن طرخان نے ذکر کیا ہے کہ ایک قوم نے اپنے نبی سے اپنی اولاد کی بدخلقی کی شکایت کی خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ ان کو ترنج کھانے کا حکم دیجئے اور یہی قصہ میں نے احیاء العلوم میں بھی دیکھا ہے مگر اُس میں بھی کھانے کا حکم ہے کیونکہ وہ نہایت عمدہ غذا ہے اُس سے قوتِ سماعت اور بصارت بڑھتی ہے زیادہ ہوتی ہے۔

لطیفہ: ابن سیرین سے ایک شخص نے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں موتی نگلتا ہوں، پھر اُسے اُگل کر پھینک دیتا ہوں، انہوں نے تعبیر دی کہ جب تم کبھی قرآن میں سے کچھ یاد کرتے ہو اُسے بھول جاتے ہو۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا کہ میں بھولتا بہت ہوں، انہوں نے کہا کہ کندر استعمال کرو، ترکیب یہ ہے کہ رات کو بھگو دیا کرو اور نہار منہ پی لیا کرو اس سے نسیان جاتا رہے گا۔ نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ کندر حصی لوبان ذکر کو کہتے ہیں، اس کے کھانے سے بصر اور معدہ کو تقویت ہوتی ہے اور اگر جلا کر کاجل بنا لیا جائے اور مثل سُرمہ کے لگایا جائے تو آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اور اس کے چبانے سے ذہن بڑھتا ہے اور سر کی رطوبت جذب ہوتی ہے اور اس کا کھانا دافع ریاح اور قاطع بلغم ہے اور یہ بلغمی بخار کے لئے نہایت عمدہ چیز ہے، ایک شخص نے ابن سیرین سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں کیچڑ میں موتی پھینک رہا ہوں، اُنہوں نے جواب دیا کہ تم راستہ میں قرآن پڑھتے ہوں گے۔ اور روضہ میں تصریح کی ہے کہ حمام میں پڑھنا مکروہ نہیں (یعنی جہاں نجاست نہ ہو) لیکن جنازہ کے پیچھے آواز کھینچ کھینچ کر اور راگ سے پڑھنا حرام ہے، چنانچہ قدرت ہو تو اس کو روک دینا واجب ہے۔ اور شرح مہذب میں ہے کہ مرد کو موتی پہننا حرام نہیں بخلاف ریشمی کپڑے اور سونے کے کہ وہ دونوں مرد کو حرام ہیں۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: اذکار میں مذکور ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنا حفظ پڑھنے سے ایک اعتبار سے افضل ہے، اس کو اصحاب سے نقل کیا ہے لیکن پھر کہا ہے کہ علی الاطلاق یہ حکم نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی حفظ پڑھنے کی حالت میں دیکھ کر پڑھنے کی بہ نسبت زیادہ غور و فکر کر سکتا ہے تو اسے حفظ پڑھنا ہی افضل ہے، لفظ مصحف کے میم کو زیر، زبر، پیش تینوں حرکتوں سے پڑھ سکتے ہیں، یہ تبیان میں مذکور ہے اور قرآن پاک کو سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مصحف کہا ہے۔ اور روضہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے دنیا اور آخرت کو اپنے سامنے رکھنے پر طلاق معلق کی ہو تو بچاؤ کا طریق یہ ہے کہ اپنی گود میں قرآن رکھ لے۔

فائدہ: طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قرآن میں دس لاکھ

ستائیس ہزار حرف ہیں' جو قرآن پڑھے گا اُس کو ہر حرف کے عوض میں حور عین میں سے ایک ایک زوجہ ملے گی اور ترمذی میں روایت کی ہے کہ جو قرآن میں سے ایک حرف پڑھتا ہے' اُس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی کا بیس گنا ثواب ہے' میں یہ نہیں کہتا: "الم" ایک حرف ہے بلکہ ایک حرف الف ہے' ایک حرف لام ہے' ایک حرف میم ہے۔
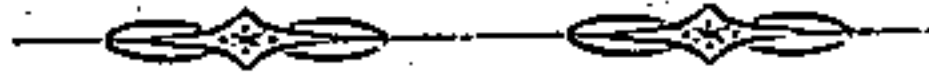
چند دیگر اذکار کے فضائل

پہلا فائدہ: ایک بار یحییٰ علیہ السلام کا دانیال علیہ السلام کی قبر پر گزر ہوا تو انہوں نے قبر میں سے آواز آتے ہوئے سنی: "سبحان من تعزز بالقدرۃ والبقاء وقھر العباد بالموت" (میں اُس کی تسبیح خوانی کرتا ہوں جس کو قدرت اور بقاء کے ساتھ عزت حاصل ہے اور جس نے بندوں کو موت سے مغلوب و مقہور کر رکھا ہے۔) اسی اثناء میں دیکھتا کیا ہوں کہ ہوا میں سے یہ آواز آ رہی ہے: "انا الذی تعززت بالقدرۃ والبقاء وقھرت العباد بالموت" (میں ہی وہ ہوں جسے قدرت اور بقاء کے ساتھ عزت حاصل ہے اور میں ہی نے بندوں کو موت سے مقہور و مغلوب کر رکھا ہے۔) جو کوئی اس کو پڑھے گا' اُس کے لئے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو مخلوق کہ ان میں ہے' استغفار کرے گی۔ اور میں نے ثعلبی کے عرائس میں دیکھا ہے کہ دانیال علیہ السلام ایک نبی غیر مرسل تھے (یعنی ان کے اوپر کوئی کتاب نازل نہ ہوئی تھی اگرچہ تھے نبی) علم تعبیر کے عالم اور حکیم' بخت نصر بادشاہ کے زمانے میں گزرے ہیں' ایک بار ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک شہر میں داخل ہوئے تو اس میں انہوں نے رانگا (لاکھ' قلعی' سیسہ وغیرہ) سے سربمہر کیا ہوا خزانہ پایا' اُسے کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ اُس میں ایک مردہ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے کفن میں لپٹا ہوا رکھا ہے' ان کو اس کی درازی سے بڑی حیرت ہوئی' حتیٰ کہ اُس کی ناک کا جو انہوں نے اندازہ کیا تو ایک بالشت سے بھی زیادہ تھی' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انہوں نے اس کی کیفیت لکھ بھیجی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ دانیال علیہ السلام ہیں' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھ بھیجا کہ اُن کو نماز پڑھ کر ایسی جگہ دفن کر دیں کہ اہل شہر کا اُس پر قابو نہ چلے۔

دوسرا فائدہ: ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا:

اے رسولِ خدا (صلی اللہ علیک وسلم)! جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے سُنا آپ نے خدا سے سیکھ کر یاد کیا' اور ہم نے آپ سے اور جو کچھ خدا نے آپ پر نازل کیا ہے' اُس میں وہ آیت بھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر کے آپ کے پاس آئیں' پھر خدا سے استغفار کریں اور اُن کے لئے رسول بھی استغفار کریں تو خدا کو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے' انتہیٰ اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس استغفار کرتا ہوا آیا ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ قبر شریف سے آواز آئی: ''اے خدا نے تجھے بخش دیا'' پس اگر کہا جائے کہ کیا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر صحیح طور پر توبہ و استغفار کریں گے تو اُن کی توبہ مقبول ہو گی اور جب یہ ٹھہرا تو اُن کے استغفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کے ملانے سے کیا فائدہ ہوا؟ جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر راضی نہ رہے' اس لئے ان کے ذمہ اس سے معذرت کرنا اور یہ امر لازم ٹھہرا کہ اپنے رسول سے یہ درخواست کریں کہ وہ بھی ان کے لئے استغفار کریں کیونکہ آپ کا استغفار تو مقبول ہی ہو گا اور ان کا استغفار کبھی مقبول ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل معانی سے نقل کر کے بیان فرمایا ہے کہ اس آیت سے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ان کو عذاب نہ دے گا جس حال میں آپ اُن میں موجود ہوں اور نہ اس حالت میں خدا اُن پر عذاب کرے گا جب تک کہ وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کرنا عذاب سے امن میں رکھتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ پہلے اُن کے لئے دو چیزیں امان تھیں: ایک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' دوسرے استغفار۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے' اب البتہ ایک استغفار رہ گئی ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے' رہا خدا کا وہ قول جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کیا ہے جو خدا ان کو عذاب نہ دے گا تو آخرت کے باب میں ہے کہ دنیا کی بابت نہیں کیونکہ عذابِ دنیا خدا نے ببرکت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن سے اُٹھا دیا ہے اور رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ'' (۱۵۹:۳) (یعنی ان کو آپ معاف کر دیجئے اور ان کے لیے (ہم سے بھی)

استغفار کیجئے) کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اہل کبائر کی شفاعت کرتے ہیں کیونکہ یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی' جو اُحد کے روز بھاگ گئے تھے اور ظاہر ہے کہ خدا نے جو اُن کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ اِسی لئے ہے کہ اُن کو بخش دے اور ان کی درخواست منظور کرے۔ کشاف نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ خطا آپ تو وہ معاف کیجئے جو آپ کے حق سے ہے اور جو خدا کا حق ہے' اس کی بابت ان کے لئے استغفار کیجئے۔

ابن ابی جمرہ نے بخاری کی بعض حدیثوں پر جو کچھ املا کرایا ہے' اُس میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت دنیا اور آخرت میں ہمیشہ مستمر ہے' چنانچہ آپ برابر شفاعت کیا کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ قیامت میں آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کس کو حاصل ہوگی اور ہر چند کہ اس میں آپ کی دنیاوی شفاعت کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اُس کو تو وہ جانتے تھے اور معائنہ ہی کرتے تھے۔ روضہ میں مذکور ہے کہ قیامت میں آپ کی پانچ قسم کی شفاعت ہوگی: پہلی شفاعت عظمیٰ ہے جو اہل موقف کے متعلق فیصلہ کرنے کی بابت ہوگی' دوسری ان لوگوں کی بابت جو دوزخ میں جانے کے مستحق ہوں گے لیکن شفاعت کی بدولت دوزخ میں نہ جائیں گے' تیسرے اُن لوگوں کی بابت جو دوزخ میں جا چکے ہوں گے پھر اس سے نکالے جائیں گے' چوتھے اُن لوگوں کی بابت جو بے حساب و کتاب جنت میں جائیں گے' پانچویں جنتیوں کے مدارج کے بلند کرنے کی بابت ہوگی' اور قرطبی وغیرہ نے اتنا اور بڑھایا ہے کہ چھٹی شفاعت مدینہ میں انتقال کرنے والوں کی بابت ہوگی اور ساتویں آپ کے چچا ابو طالب کے تخفیف عذاب کے بابت اور آٹھویں اُن لوگوں کی بابت جو آپ پر درود و سلام بھیجا کرتے ہیں' نویں اُن لوگوں کی بابت جن کی نیکیاں اور بُرائیاں برابر ہوں گی' پھر وہ شفاعت کی بدولت جنت میں جائیں گے' نیز اہل اعراف آپ کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے' دسویں شفاعت وہ جس کی وجہ سے آپ کی اُمت اور امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی' گیارھویں ان اُمتیوں کی بابت جو

اہلِ کبائر ہوں گے‘ اس کو ابن ابی دنیا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اب ایک گروہ کے لوگ اور رہ گئے اور وہ وہ لوگ ہیں جو دوزخ میں داخل ہوں گے تو دوزخی ان کو عار دلائیں گے کہ تم تو خدا کی عبادت کرتے تھے کسی چیز کو اُس کا شریک نہیں قرار دیتے تھے پھر بھی تم کو دوزخ میں داخل کر دیا‘ اب تم اس میں سے نہ نکلو گے‘ تب خدا ایک فرشتہ کو ایک چلو پانی دے کر بھیجے گا جو اُس آگ پر چھڑک دے گا‘ تب دوزخی اُن پر رشک کرنے لگیں گے کیونکہ اس کے بعد وہ اُس سے نکل آئیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے‘ پھر اُن سے کہا جائے گا کہ چلو تاکہ لوگ تمہاری ضیافت کریں‘ ہر شخص کے پاس وہاں سرمایہ اس افراط سے ہوگا کہ اگر وہ سب کے سب ایک ہی آدمی کے مہمان ہو جائیں تب بھی اُس کے پاس کا سرمایہ کافی ہو‘ اے خدا! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے صدقہ میں اپنی وسیع رحمت سے ہم کو بے عذاب دیئے ہوئے جنت میں داخل کر دے‘ کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔ فوائد: جو خدا کے قول ”شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ“ کے ساتھ متعلق ہیں‘ اس میں ایک مصلحت یہ ہے کہ مشورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتداء کرنا میسر ہو‘ ایک یہ کہ لوگوں کی عقلیں چونکہ متفاوت ہوتی ہیں‘ اس لئے بعید نہیں کہ ایک کے دل میں ایسی مصلحت کا خیال آ جائے جو دوسرے کے خیال میں نہ گزرے‘ خصوصاً دنیاوی اُمور میں‘ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ تم اپنی دنیا کا حال زیادہ جانتے ہو اور میں تمہاری آخرت کا حال زیادہ جانتا ہوں۔ اس کو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے اور ایک یہ کہ جب آپ نے جنگ اُحد میں جانے کی نسبت اُن سے مشورہ کیا اور انہوں نے جانے ہی کا مشورہ دیا تھا‘ پھر اس کے بعد تو ہزیمت نصیب ہوئی سو ہوئی‘ اگر آپ ان سے مشورہ نہ کرتے تو اُن کو گمان ہوتا کہ اُن سے مشورہ کرنے میں شاید آپ کا دل کچھ رکتا ہے‘ اس لئے خدا نے یہ ارشاد فرما کر کہ اُن سے کاموں میں مشورہ کر لیا کیجئے‘ اس گمان کو بھی رفع کر دیا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مشورہ کی بابت کوئی نص نہ تھی اور خدا کے اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ذمہ مشورہ کرنا واجب تھا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو استحباب پر محمول کیا ہے اور روضہ میں مذکور ہے کہ صحیح یہی ہے کہ مشورہ کرنا آپ کے ذمہ واجب

تھا۔

تیسرا فائدہ: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے نبی اللہ! مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر' پھر اُس نے دریافت کیا' آپ نے پھر دوبارہ وہی فرمایا' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ عصر کی نماز کے قبل ستر بار ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' پڑھ لیا کرتا کہ تیرے ستر برس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے' اُس نے عرض کی کہ ستر برس کے تو میرے گناہ ہی نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں کے سہی' اُس نے عرض کی کہ اُس کے بھی نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! تیرے باپ کے سہی' اُس نے عرض کی: اس کے بھی نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے بھائیوں کے سہی' اُس نے عرض کی کہ ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) حدیث میں آیا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ کیا آپ قیامت کے ہولوں سے امان حاصل کرنا چاہتے ہیں' انہوں نے کہا: ہاں! ارشاد ہوا کہ اچھا! ''استغفر اللّٰہ العظیم لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیآء منھم والاموات'' (یعنی میں خدائے بزرگ سے معافی کا خواستگار ہوں' اپنے لئے' اپنے والدین کے لئے اور سارے مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے اور سارے مسلم مردوں اور عورتوں کے لئے زندہ ہوں یا مردہ سب کے لئے) پڑھا کیجئے کیونکہ جو روزانہ پچیس بار اِس کو پڑھا کرے گا' خدا اس کے لئے ستر صدیقوں کا ثواب لکھے گا' اور احیاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو کوئی ''سبحانك ربی انی ظلمت نفسی وعملت سوءً افاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت'' (یعنی آپ پاک ہیں' اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور بُرا کیا' آپ مجھے معاف کر دیجئے کیونکہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو نہیں معاف کر سکتا) پڑھا کرے اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں' خواہ اتنے ہی گناہ کیوں نہ ہوں جتنے کہ چیونٹی کے رینگنے میں قدم پڑتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت ہے کہ جو کوئی گناہ کرے پھر یہ سوچے کہ خدا کو اس کی اطلاع ہے' اُس سے یہ مخفی نہیں

تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے' اگر چہ زبان سے استغفار نہ کرے (کیونکہ جب وہ یہ سوچے گا تو خواہ مخواہ پشیمان ہوگا اور ''الندم هو التوبة'' آیا ہے)۔ فضیل بن عیاض نے کہا ہے کہ ''استغفر الله'' کے معنی یہ ہیں کہ اے خدا! مجھے معاف کر۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ استغفار افضل ہے یا ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ''؟ تو جواب یہ ہے کہ استغفار کی مثال صابون کی سی ہے پس وہ اس کے لئے افضل ہے جس کے گناہ زیادہ ہوں اور ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی مثال خوشبو کی سی ہے' یہ اس کے لئے افضل ہے جس کو خدا گناہوں سے محفوظ رکھے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات و دن میں ستر بار سے زیادہ خدا سے توبہ و استغفار کیا کرتے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان نہیں جس کے اعمال کا روزانہ روزنامچہ نہ تیار ہوتا ہو' پھر جب وہ طے کیا جاتا ہے تو اُس میں نور چمکتا ہوتا ہے' اس کو نسفی نے ذکر کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اس کے لئے مبارک بادی ہے جس کے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پائی جائے' اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے' اور حضور سرورِ عالم سے روایت ہے کہ جس کو یہ بات پسند آئے کہ وہ اپنے نامۂ اعمال سے مسرور ہو تو چاہئے کہ استغفار کی کثرت کیا کرے' اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو استغفار کو لازم کر لے خدا اُس کو ہر غم سے کشائش اور ہر تنگی سے نکاسی عنایت کرے گا اور اس کو وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا' اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی بندہ یا بندی ایسی نہیں جو خدا سے ہر روز و شب میں ستّر بار مغفرت مانگے اور پھر بھی خدا اس کے سات سو گناہ نہ بخش دے اور وہ بندہ اور بندی بڑی بدنصیب ہے جو ہر روز و شب میں سات سوؔ سے بھی زیادہ گناہ کیا کرے' اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے' ایک دفعہ ایک شخص نے دو یا تین بار کہا کہ ''واذنوباه'' (یعنی ہائے اے گناہو!) اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کہہ' اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسعت رکھنے والی ہے اور مجھے اپنے عمل کی بہ نسبت آپ کی رحمت سے زیادہ اُمید ہے' اُس نے یہ کہا' آپ نے ارشاد فرمایا: پھر کہہ' اُس نے دوبارہ کہا' اس کے بعد پھر ایک بار کہا' تب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چل اُٹھ خدا نے تجھے بخش دیا' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

حکایت: ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا نبی اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ایک پڑوسی ہے اُس کے گھر میں چھوارے کا ایک درخت ہے جس میں سے تر چھوارے میرے گھر میں گرا کرتے ہیں اور میرے بچے اُسے کھالیا کرتے ہیں' آپ اس سے فرما دیجئے کہ وہ مجھے مباح کر دے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ یہ اس کے لئے مباح کر دے اور میں تیرے لئے جنت کا ضامن ہوا جاتا ہوں' اُس نے نہ مانا' پھر اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ یہی فرما دیجئے کہ یہ میرے ہاتھ بیچ ڈالے' اُس نے کہا: اچھا ہزار دینار لاؤ' وہ بے چارہ فقیر تھا' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے قیمت ادا کر دی' اُسی وقت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! خدا نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے جنت میں ایک چھوارے کا درخت لگا دیا ہے اور وہ باغ بن گیا ہے اور جو کوئی ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پڑھے گا اس کو بھی جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ کا سا باغ ملے گا' اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ اے جبرئیل! مجھے ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پڑھنے والے کا ثواب تو بتلاؤ' انہوں نے کہا کہ جو بندہ نماز میں یا بلا نماز کے اس کو پڑھے گا اس کے عمل ترازوئے اعمال میں عرش و کرسی اور دنیا کے سب پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا' بے شک میں ہر شے سے بلند ہوں' اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ کئے دیتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا اور جب وہ مر جائے گا تو روزانہ میکائیل علیہ السلام قبر میں اُس سے ملاقات کیا کریں گے اور جب قیامت ہوگی تو اس کو اپنے بازو پر بٹھا کر خدا کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیں گے اور خدا سے عرض کریں گے کہ اے رب! اس شخص کے بارہ میں میری شفاعت قبول کر لیجئے' اس وقت خدا کا ارشاد ہوگا کہ ہم نے تیری شفاعت منظور کی' اچھا اسے جنت میں لے جاؤ' اس کو نسفی نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ: سجدہ کی تسبیح یعنی "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" بہ نسبت رکوع کی تسبیح یعنی "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" کے افضل ہے اسکا تین بار کہنا ادنیٰ درجہ ہے اور اکمل درجہ نو سے لے کر گیارہ تک ہے اور پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے اس کو ماوردی نے بیان کیا ہے اور کتاب الافصاح میں ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں گیارہ بار تسبیح پڑھے اور آخر کی دو رکعتوں میں سات سات بار اور اگر ایک بار تسبیح کہے تب بھی تسبیح ادا ہو جاتی ہے اس کو شرح مہذب میں ذکر کیا ہے۔ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" اور "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کے بعد "وبحمدہٖ" بڑھا کر کہنا مستحب ہے یہ بھی شرح مہذب میں مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حکم منفرد یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کا ہے لیکن امام کو تین سے زیادہ کہنا مناسب نہیں اور تسبیح اور "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" اور ساری تکبیریں کہنا امام احمد کے نزدیک واجب ہے بشرطیکہ مقتدی راضی ہوں پس اگر اُس میں سے قصداً کچھ ترک کر دے تو اُس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اگر بھول جائے تو سجدہ سہو کرے اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے قوت میں بیان کیا ہے کہ اگر سہواً ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو کرنا مستحب ہے اور روضہ میں ہے کہ جو رکوع اور سجود کی تسبیح اور سنن مؤکدہ کے چھوڑنے کا عادی ہو جائے اس کی گواہی مردود ہے۔ اور ابن عماد نے کہا ہے کہ یہ جب ہے کہ مدت دراز تک ترک کا عادی رہے۔

حکایت: وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہوائی تخت پر جا رہے تھے کہیں کسانوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد کو تو بڑا ملک ملا ہے ہوا کے ذریعہ سے یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان تک پہنچی آپ وہاں اُتر پڑے اور فرمایا کہ آلِ داؤد کو جو کچھ ملا ہو لیکن تیری ایک تسبیح جو خدا کے پاس مقبول ہو جائے تیرے لئے اس سب سے زیادہ بہتر ہے اُس نے جواب دیا کہ خدا آپ کی فکر دور کرنے جیسے کہ آپ نے میری تشویش دور کر دی۔

کبھی نہ ختم ہونے والا ثواب

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار اسرافیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُتر کر آئے اور کہا: "سبحٰن اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا

اللّٰہُ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم عدد ما علم اللّٰہ ومثل ما علم اللّٰہ" پڑھے' جو کوئی اس کو ایک بار پڑھے گا خدا اس کو اُن لوگوں کے زمرہ میں لکھے گا جو خدا کی بکثرت یاد کرنے والے ہیں اور وہ رات دن خدا کی یاد میں لگے رہنے والوں سے بھی افضل ہو جائے گا اور یہ کلمات اُس کے لئے نہال جنت بن جائیں گے اور جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں' اُسی طرح اُس کے گناہ جھڑ جائیں گے اور خدا کی اس پر نظر رہے گی اور اُس کو دوزخ کا عذاب نہ دے گا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی "سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم عدد ما فی علم اللّٰہ ودوام ملک اللّٰہ" پڑھے گا دنیا اور اہلِ دنیا چاہے ختم ہو جائیں لیکن اس کے پڑھنے والے کا ثواب نہ ختم ہوگا۔

حکایت: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کوئی منادی آسمان سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے لوگو! اپنی گھبراہٹ کے وقت کے ہتھیار لے لو' چنانچہ لوگ اپنے اپنے ہتھیار لینے لگے' اس پر اُس نے کہا کہ تمہاری گھبراہٹ کے وقت کے یہ ہتھیار تو نہیں ہیں' پھر ایک شخص زمین والوں میں سے بولا کہ اگر یہ نہیں تو پھر بتلاؤ کہ ہماری گھبراہٹ کے وقت کے کیا ہتھیار ہیں؟ اس نے جواب دیا: "سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ"۔

فوائد

پہلا فائدہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب قیامت ہوگی تو "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" اپنے پڑھنے والے کے سامنے سے آئے گا اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اس کے پیچھے سے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کے داہنے سے اور "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اس کے بائیں سے اور "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" اس کے سر پر قبہ کی طرح ہوگا اور جس شر وفتنہ میں لوگ ہوں گے' اُس سے وہ بالکل محفوظ رہے گا' اس کو ابن عماد نے کتاب ذریعہ میں ذکر کیا ہے۔

دوسرا فائدہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے عصر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی' نمازیوں میں سے ایک شخص نے "سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا الٰه الا انت وحدك لا شريك لك عملت سوء وظلمت نفسي فاغفرلي ذنبي وارحمني وتب علي انك انت التواب الرحيم" (اے اللہ! میں آپ کی تسبیح اور حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے آپ کے کوئی معبود نہیں' آپ یکتا ہیں' آپ کا کوئی شریک نہیں' میں نے بُرا کیا اور اپنی جان پر ظلم کیا' پس آپ میرا گناہ بخش دیجئے' پھر رحم کیجئے اور میری توبہ قبول فرمایئے' بے شک آپ بڑے توبہ قبول کرنے والے اور نہایت مہربان ہیں۔) پڑھا' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ وہ شخص بولا کہ میں یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تیرے منہ سے آخری لفظ نکلنے بھی نہ پایا تھا کہ میں نے بارہ فرشتوں کو لکھتے ہوئے دیکھا' ان میں سے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں ہی لکھ لوں' پھر میں اُن کو ایک آسمان سے نکل کر دوسرے آسمان میں برابر جاتے ہوئے دیکھتا رہا' یہاں تک کہ وہ سارے کلمات عرش کے نیچے رکھ دیئے گئے اور وہ رکھے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت میں تجھے اُس کے ساتھ اُتنے ہی اور ملیں گے۔

تیسرا فائدہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب بندہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ" پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اُس کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور اپنے پَر کے نیچے لئے ہوئے اوپر چڑھ جاتا ہے اور اُن کلمات کو لے کر فرشتوں کی کسی ایسی جماعت پر اُس کا گزر نہیں ہوتا جو اُس کے پڑھنے والے کے لئے استغفار نہ کرتے ہوں' یہاں تک کہ خدائے رحمٰن عزوجل کے روبرو لے کر حاضر ہوتا ہے' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

چوتھا فائدہ: ابوالسعادات نے کہا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام "سبحٰن من هو مطلع يعلم جوارح القلوب سبحان من يحصى عدد الذنوب سبحان من لا

یخفی علیہ خافیۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض سبحان اللہ الرؤف الودود (اس کی تسبیح خوانی کرتا ہوں جو آگاہی رکھنے والا ہے' جوارح قلوب سے واقف ہے' اس کی تسبیح خوانی کرتا ہوں جو گناہوں کے شمار پر حاوی ہے' اُس کی تسبیح خوانی کرتا ہوں جس پر آسمان و زمین میں سے کوئی شے مخفی نہیں' میں خدائے مہربان اور محبت کرنے والے کی تسبیح خوانی کرتا ہوں۔) پڑھا کرتے تھے جو اس کو ایک بار کہتا ہے اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور دس لاکھ درجے بلند کیے جاتے ہیں۔

پانچواں فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ذوالقرنین سے ملے اور اُس سے پوچھا کہ سارے زمانہ کو تو نے کس ذریعہ سے قطع کیا اور شرق سے لے کر غرب تک کا کیونکر مالک ہو گیا اُس نے جواب دیا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے اور ان چند کلمات سے جو انہیں پڑھے گا خدا اُس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور اُس کے دس لاکھ گناہ بخش دے گا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: مجھے بتلاؤ وہ کیا ہیں؟ اُس نے چند کلمات بتلائے: سبحان من ھو باق لا یفنی سبحان من ھو عالم لا ینسی سبحان من ھو قیوم لا ینام سبحان من ھو دائم لا یسھو سبحان من ھو واسع لا یتکلف سبحان من ھو قائم لا یلھو سبحٰن من ھو عزیز لا یظلم" (جن کا ترجمہ یہ ہے: وہ ذاتِ پاک ہے کہ جس کو بقا ہے فنا نہیں' وہ ذات پاک ہے جس کو علم ہے اور ذرا نسیان نہیں' وہ ذات پاک ہے جس سے ہر شے برقرار ہے اور جس کو کبھی خواب نہیں آتا' وہ ذات پاک ہے جس کو دوام ہے اور اُسے کچھ سہو نہیں ہوتا' وہ ذات پاک ہے جو وسعت والی ہے اور جسے کچھ تکلف نہیں ہوتا' وہ ذات پاک ہے جو ہمیشہ قائم ہے اور جسے غفلت نہیں ہوتی' وہ ذات پاک ہے جو صاحبِ عزت ہے اُس پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا)۔ ابوالسعادات رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سبحان من ھو فی علوہ وان وفی دنوہ عال وفی اشراقہ منیر وفی سلطانہ قوی" (وہ ذات پاک ہے جو باوجود اپنی

بلندی کے قریب ہے اور باوجود قریب ہونے کے بلند ہے اور جو اپنی درخشندگی میں روشنی بخش ہے اور اپنی سلطنت میں قوی ہے) جو کوئی روزانہ اس کو دس بار پڑھے گا' گویا اس نے چالیس ہزار حج کیے۔ ابوالسعادات رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سبحٰن الخالق الباری سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ" (یعنی پاک ہے جو پیدا کرنے والا اور نیست سے ہست کرنے والا ہے' خدائے بزرگ پاک ہے اور میں اُس کا مدح خواں ہوں) جو کوئی اس کو دس بار پڑھے گا خدا اُس کو اپنی نعمتیں عطا کرے گا' جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا ہوگا' نہ کسی بشر کے خیال میں گزری ہوں گی۔ حضرت یونس علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سبحان القاضی الاکبر سبحان الخالق الباری سبحان القادر المقتدر سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ" (یعنی وہ پاک ہے جو بہت ہی بڑا فیصلہ کرنے والا حاکم ہے' وہ پاک ہے جو پیدا کرنے والا اور نیست سے ہست کرنے والا ہے' وہ پاک ہے جو قدرت اور مقدرت رکھنے والا ہے' خدائے بزرگ پاک ہے' میں اس کی مدح خوانی کرتا ہوں) ابوالسعادات رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو اس کو روزانہ ایک بار پڑھے گا خدا اُس پر ہزار فرشتے مقرر کر دے گا جو ہر بُرائی سے اُس کی حفاظت رکھیں گے اور اتنا ثواب ملے گا گویا اُس نے ہزار بُردے آزاد کیے' ایک بڑے شخص کے پاس ایک کتاب تھی جس پر تالیف ابوالسعادات قلمی تھا' اسی کتاب میں میں نے یہ دیکھا ہے' لیکن مصنف کے قابل اعتماد حال پر مجھے واقفیت نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

صبح وشام کے اذکار

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاذکار میں مرقوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے عرض کی کہ اے رب! آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے کما کے کھانے میں مشغول کر دیا ہے تو کوئی ایسی جامع دعا بتلا دیجئے جس میں ساری حمد اور تسبیح آ جائے' خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ صبح وشام تین تین بار یہ پڑھ لیا کرو: ''وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعْمَتَهٗ وَيُكَافِيْ مَزِيْدَهٗ'' یعنی خدائے پروردگارِ عالم کی ایسی حمد وثناء خوانی کرتا ہوں کہ جو اس کی نعمتوں کے ہم پلہ ہو اور اس کے مزید فضل واحسان کی مکافات کر سکے' اس میں ساری حمد وتسبیح آ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو صبح کے وقت یہ دعا تین بار پڑھے گا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ '' (یعنی میں خدائے پروردگارِ عالم کی بکثرت پاکیزہ اور بابرکت حمد کے ساتھ مدح خوانی کرتا ہوں) اُس سے خدا ستر قسم کی بلائیں دور رکھے گا' اس میں سے ادنیٰ درجہ فکر ہے۔ بروایت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو بندہ ہر صبح وشام تین تین بار اس دعا کو پڑھا کرے گا اُسے کوئی شے ضرر نہ پہنچائے گی' وہ دعا یہ ہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ'' (یعنی میں خدا کے نام سے ابتداء کرتا ہوں' جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور وہ سب ہی کچھ سنتا اور جانتا ہے) اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح وحسن ہے۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے سمرہ بن جندب نے ایک بار پوچھا کہ تم سے میں کیا ایک ایسی حدیث نہ بیان کروں جس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

بار ہا سنا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بارہا سنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بارہا سنا ہے میں نے کہا: ضرور بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ جو صبح و شام یہ دعا: ''اللّٰھم انت خلقتنی وانت تھدینی وانت تطعمنی وانت تسقینی وانت تمیتنی وانت تحیینی'' (یعنی اے اللہ! آپ ہی نے مجھے پیدا کیا' آپ ہی میرے رہنما ہیں' آپ ہی مجھے کھلانے پلانے والے ہیں اور آپ ہی کے ہاتھ میری زندگی و موت ہے) پڑھا کرے گا' وہ خدا سے جو مانگے گا اُسے عنایت ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کچھ کلمات بتا دیجئے کہ جن کو صبح و شام پڑھ لیا کروں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللّٰھم فاطر السمٰوات والارض عالم الغیب والشھادۃ ربّ کل شیء وملٰئکہ اشھد ان لا الٰہ الا انت اعوذ بك من شر نفسی ومن شر الشیطٰن وشرکہ اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم'' (اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے ہر شے کے پرورش کنندہ اور مالک میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے آپ کے کوئی معبود نہیں' میں اپنے نفس کے فساد اور شیطان کے فساد اور پھندے سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں' میں شیطان مردود سے خدائے سمیع و علیم کی پناہ مانگتا ہوں۔) اور سورۂ حشر کے آخر کی تین آیتیں صبح و شام اور سوتے وقت پڑھ لیا کرو جو کوئی اس کو پڑھے گا' خدا اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کردے گا جو شام تک اُس کے لئے دعائے رحمت کیا کریں گے اور اگر اسی دن انتقال کرے گا تو شہید ہوگا' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے (لفظ شرک کے شین کو زیر اور زبر دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں لیکن اُس کی را کو زبر ہی پڑھنا چاہیے)۔ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے صبح کے وقت ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ'' ہزار بار پڑھ لیا تو جانو کہ اُس نے خدا سے اپنے نفس کو خرید لیا اور اُس دن کے ختم پر خدا سے وہ رہائی حاصل کرلے گا' اس کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ بروایت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو صبح و شام ''حسبی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو ربّ

العرش العظیم "(خدا مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں' اُسی پر میرا بھروسہ اور وہ عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔) سات بار پڑھا کرے گا خدا اُس کو دین و دنیا کی فکر سے کافی ہو جائے گا' اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حکایت: وہیب بن ورد نے بیان کیا کہ ایک رات میں قبرستان گیا تو مجھے بڑی سخت آوازیں سنائی دیں' پھر دیکھتا کیا ہوں کہ ایک کرسی پر کوئی شخص بیٹھا ہے' پھر اُس نے کہا کہ عروہ بن زبیر کو میرے پاس لانے کا کون ضامن ہوتا ہے' قوم میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ اس کی طرف سے میں تجھے کافی ہو جاؤں گا' پھر وہ مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور فوراً لوٹ آیا اور کہنے لگا کہ اُن تک میری رسائی نہیں' مجھے معلوم ہوا کہ وہ صبح و شام ایک دعا پڑھا کرتے ہیں' وہیب کہتے ہیں کہ پھر میں اُن کے پاس گیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا' انہوں نے کہا کہ ہاں میں صبح و شام تین تین بار "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ" (میں خدائے بزرگ پر ایمان لاتا ہوں اور جبت اور طاغوت کا منکر ہوں' میں نے نہایت مضبوط حلقہ کو پکڑ لیا ہے کہ جو ٹوٹنے والا نہیں اور خدا بڑا سمیع و علیم ہے۔) پڑھا کرتا ہوں' اس کو ترغیب و ترہیب میں نقل کیا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ "جبت" بُت کو کہتے ہیں اور طاغوت شیطان کو' اور بعض نے کہا ہے کہ طاغوت شاعر کو کہتے ہیں اور "جبت" کاہن کو' اور اہل لغت کہتے ہیں کہ خدا کے سوا جس کی عبادت کی جائے' وہ جبت اور طاغوت کہلاتا ہے' اور "عروۃ الوثقیٰ" سے مراد کلمہ توحید ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ قلب سلیم' اور نور الفلاح میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "حسبی الرب من المربوبین حسبی الخالق من المخلوقین حسبی الرازق من المرزوقین حسبی اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو ربّ العرش العظیم" (پرورش یافتوں سے مجھے پروردگار کافی ہے' تمام مخلوق سے مجھے خالق کافی ہے' روزی خواروں سے مجھے روزی دہندہ کافی ہے' مجھے وہ خدا کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرا اُسی پر بھروسہ ہے اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔)

پڑھا کرتے ہیں' پھر نحاس سے نقل کر کے لکھا ہے کہ بندہ کا ''حسبی اللّٰه'' کہنا ''حسبنا اللّٰه'' کہنے سے بہتر ہے کیونکہ اس میں تعظیم پائی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو صبح و شام ''اللّٰھم انی اصبحت اشھدك واشھد جملة عرشك وملائكتك وجميع خلقك انك انت اللّٰه الذی لا الٰه الا انت وحدك لا شريك لك وان محمدًا عبدك ورسولك'' (یااللہ! میں نے صبح کی میں آپ کو اور آپ کے حاملین عرش کو اور آپ کے فرشتوں کو اور آپ کی ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ بے شک آپ ہی خدا ہیں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ یکتا ہیں' کوئی آپ کا شریک نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور رسول ہیں۔) ایک بار پڑھتا ہے خدا اُس کے چوتھائی بدن کو دوزخ سے رہائی عنایت کرتا ہے' اگر دو بار پڑھے تو خدا کی طرف سے اس کا نصف بدن آزاد ہو جاتا ہے' اگر تین بار پڑھے تو اُس کا تین چوتھائی بدن دوزخ سے آزاد ہو جاتا ہے اگر چار بار پڑھے تو درگاہِ خداوندی سے بالکل رہائی نصیب ہوتی ہے' اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔ ابن عماد نے کشف الاسرار والحکمۃ میں ترتیب آزادی کے کئی درجے لکھے ہیں' یہ کہ جب کوئی اپنے نفس پر چار بار زنا کی شہادت دیتا ہے تو اُس کا خون کرنا معاف ہو جاتا ہے' اسی طرح سے دوزخ سے بھی وہ محفوظ ہو جاتا ہے اور زنا کے چار گواہ ہونے کی اس وجہ سے شرط ہے کہ یہ کام دو آدمیوں سے ہوتا ہے اور ہر ہر آدمی کے لئے دو دو گواہ ہونے چاہئے اور خدا نے زانی سے پہلے زانیہ کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ زنا اکثر عورت ہی کی رضامندی سے ہوتا ہے اور چُرانے والی سے پہلے چور کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ چوری اکثر مرد ہی کرتے ہیں' رہا یہ امر کہ چور کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا ہے اور ذکر کے قطع کرنے کا حکم نہیں دیا' وجہ یہ ہے کہ اس میں نسل قطع ہو جاتی ہے' اس لئے اس کی اجازت نہیں دی' دوسرے یہ بھی ہے کہ وہ ایک پوشیدہ موقع ہے اس کی اطلاع نہیں ہو سکتی' اس لئے اس سے کچھ زجر نہیں ہو سکتا تھا بخلاف قطع ید کے' کیونکہ وہ ایک ظاہر شے ہے' ہر شخص کو اس کی اطلاع ہو سکتی ہے' اس لئے اس سے ضرور زجر حاصل ہو گا۔ اور نیز اس لئے کہ چور کا ایک ہاتھ پھر بھی باقی رہے گا جس سے وہ

اپنے کاروبار میں مدد لے سکتا ہے' اس کو قرطبی وغیرہ نے بیان کیا ہے' اگر کہا جائے کہ یہ کیا بات ہے کہ اگر کوئی غنی کسی غلام کے ایک حصہ کا مالک ہو اور وہ اپنا حصہ آزاد کر دے تو پورا غلام آزاد ہو جاتا ہے اور اپنے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے' پھر کیا وجہ ہے کہ جب کوئی یہ کلمات ایک بار کہتا ہے تو اُس کا چوتھائی بدن آزاد ہو کر رہ جاتا ہے' پورا آزاد نہیں ہو جاتا ہے حالانکہ خدا بھی غنی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آزادی کا شریک کے حصہ میں بھی سرایت کر جانا ایک قسم کی مجبوری ہے اور یہ بات خدا کی نسبت محال ہے' علاوہ بریں سرایت تو شریک کے حصہ میں ہو جاتی ہے اور خدا کا کوئی شریک ہی نہیں

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی کو اپنے غلام آزاد کرنے کا وکیل بنا دے اور وکیل صرف بعض حصہ غلام کا آزاد کرے تو اتنا ہی آزاد ہوتا ہے کُل نہیں ہوتا' یہ اشکال استوی نے مہمات میں ذکر کیا ہے لیکن بیہقی نے کل غلام کی آزادی کا یقینی ہونا راجح قرار دیا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے بھی کبھی بندہ کا بعض حصہ دوزخ سے آزاد ہوتا ہے' جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ خدا نے مواضع سجود کا جلانا آگ پر حرام کر دیا ہے' خدا اپنے فضل و کرم سے ہم کو اور تمام مسلمانوں کو دوزخ سے بچائے' آمین! بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو کوئی صبح و شام "رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینًا وبمحمد نبیًا صلی اللہ علیہ وسلم" (میں خدا کو ربّ بنا کر اور اسلام کو اپنا دین ٹھہرا کر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا نبی کر کے خوش ہوں۔) کہہ لیا کرے (اور ایک روایت میں "رسولًا" کا لفظ آیا ہے) نَبِیًّا وَّرَسُوْلًا تو اس کا راضی کر دینا خدا کے ذمہ ہو جائے گا' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ اس کو صبح و شام تین تین بار پڑھے اور "بمحمدٍ نبیًا ورسولًا" کہنا مستحب ہے کیونکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے گا اور اگر صرف ایک ہی لفظ کہے تو جب بھی حدیث کا عامل ٹھہرے گا۔ بروایت حضرت ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص ہر روز "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل

شـی ء قـدیـر " دس بار پڑھا کرے خدا کی درگاہ میں اُس کے بدلہ میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اُس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے' یہاں تک کہ شام ہو اور ایسے ہی جب ان کلمات کو شام کو پڑھے' اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی روایت کیا ہے کہ جو "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وحده لا شریك له احد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احدٌ " پڑھے گا' خدا اُس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ اور بروایت حضرت ابی کاہل رضی اللہ عنہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو یقین دل سے یہ شہادت دے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں' تو ہر بار کے عوض میں خدا نے اس کے سال بھر کے گناہوں کا بخشنا اپنے ذمہ لے لیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چاروں صاحبزادیوں یعنی زینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ (یہ سب سے چھوٹی ہیں اور ان کی سب سے زیادہ فضیلت ہے) رضی اللہ عنہن میں سے کسی سے فرمایا کہ "سبحان اللّٰه وبحمدہٖ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰه ماشاء اللّٰه کان وما لم یشاء لم یکن اعلم ان اللّٰه علٰی کل شیء قدیر وان اللّٰه قد احاط بکل شیء علما " (خدا کی تسبیح وحمد کرتا ہوں' بے مدد خداوندی نہ کسی سے باز رہنا ممکن ہے نہ کسی جُرم کی قوت پانا جو خدا نے چاہا وہ ہوا اور جو اس نے نہ چاہا وہ نہ ہوا' مجھے معلوم ہے کہ بے شک خدا کو ہر شی پر قدرت ہے اور بے شک خدا کا علم ہر شے کو محیط ہے۔) پڑھا کرو کیونکہ جو اُن کو صبح کو پڑھے گا وہ شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھے گا وہ صبح تک محفوظ رہے گا' اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور بروایت حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اگر کوئی دن کو نیکی سے شروع کرتا ہے اور نیکی پر اسے ختم کرتا ہے تو خدا کا اپنے فرشتوں کو ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندہ نے جو کچھ اس کے درمیان کیا ہو اس کو نہ لکھو' اس کو طبرانی نے اسنادِ حسن سے روایت کیا ہے۔ معوذتین اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ " کے صبح وشام پڑھنے کی فضیلت اور یہ حدیث کہ جو صبح و شام دس بار مجھ پر درود بھیجا کرے اُس کو میری شفاعت نصیب ہوگی' پہلے گزر چکی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے باب میں آگے اور بیان آتا ہے۔

محبت کا بیان

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم ہرگز بھلائی نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پیاری چیز میں سے کچھ خرچ نہ کرو' کسی عارف کا قول ہے کہ تم میری محبت ہرگز حاصل نہیں کر سکتے اگر تمہارے دل میں میرے غیر کی محبت ہے اور محبت زندہ دل میں ہوا کرتی ہے اور دل کو نفس کے مرنے سے زندگی حاصل ہوتی ہے' پھر اسی بارہ میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک نہایت خوش بیان پرند درہ تھی (درہ کا لفظ اصل کتاب میں ہے) جب اُس نے حبشیوں کے ملک کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو اُس نے اُس سے کہا کہ اے میرے مالک! ذرا میرے ساتھیوں سے میرا اسلام کہہ دیجئے گا اور یہ خبر پہنچا دیجئے گا کہ میرے پاس تم میں سے ایک پرندلو ہے کے پنجرے میں بند ہے' وہ تمہارے پاس اُڑ کر آ نہیں سکتا' ذرا اُس کی خبر تو لو' جب اُس نے اس کا پیغام اُس کے ہم جنس پرندوں کو پہنچایا تو وہ اپنے بازو پھٹ پھٹانے لگے اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا وہ مر گئے' ان پر اُسے بڑا ترس آیا اور اپنے پیغام پہنچانے پر سخت نادم ہوا' جب لوٹ کر آیا تو اُس کے ہم جنسوں کی جو کیفیت گزری تھی کہہ سنائی' وہ بھی اپنے بازو پھٹ پھٹا کر مردہ کی طرح گر پڑی' اُس نے اس کو پنجرے سے نکال کر ڈال دیا' ڈالنا تھا کہ وہ اُڑ گئی اور کہنے لگی کہ اے مالک! میرے ہم جنس مرے نہ تھے بلکہ انہوں نے مجھے طریق رہائی بتلایا تھا۔ منہاج میں بیان کیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے' کہا کرتے ہیں کہ نفس کا مرنا اس کی زندگی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ خدا کو اُن سے محبت ہے اور انہیں خدا سے محبت ہے' اگر کہا جائے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ محبت کے موقع پر خدا نے اپنی محبت کو اُن کی محبت سے پہلے ذکر کیا ہے لیکن ذکر اور یاد کے موقع پر اس کے بالعکس کیا ہے' چنانچہ فرمایا ہے کہ تم میری یاد کیا کرو تو میں تمہاری یاد کروں گا' اس کا جواب شیخ عبدالقادر

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے موافق یہ ہے کہ یاد مقام طلب ہے تو گویا بندوں کو طلب کا حکم ہے' اس لئے انہیں کا پہلے بیان کیا ہے لیکن محبت خدا کا عطیہ ہے جو بطور تحفہ عنایت ہوتا ہے' اُس میں بندہ کا کچھ اختیار نہیں' اسی وجہ سے پردۂ غیب سے جب مشیت ایزدی کے موافق اس کا ظہور ہوتا ہے جبھی یہ پائی جاتی ہے' لہٰذا خدا نے اپنی محبت کو ہماری محبت پر مقدم کیا ہے' اُس کا فضل واحسان ہے' لوگوں سے خدا کے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اُن کو طاعت کی توفیق عنایت ہوتی ہے' یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اے خدا! ابوبکر پر رحمت نازل کیجئے کیونکہ اُن کو آپ سے اور آپ کے رسول سے محبت ہے یہ ریاض النضرۃ میں مذکور ہے اور یہ بھی روایت اس میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابوبکر میرے وزیر ہیں اور میری امت میں میرے بعد قائم رہنے والے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کے باپ سے' اُس کے بیٹے سے حتیٰ کہ تمام لوگوں سے زیادہ اُس کا پیارا اور محبوب نہ بن جاؤں اور خدا کے لئے محبت اور عداوت کرنا ایمان میں داخل بھی ہے۔

احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر تم تمام آسمان اور زمین والوں کے برابر بھی میری عبادت کرو اور تمہارے دل میں خدا کے لئے محبت اور خدا ہی کے لئے عداوت نہ ہو تو سب بیکار ہے کچھ نفع نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدعتی سے اعراض کرے گا' خدا اس کو فزع اکبر کے روز یعنی قیامت کے دن امن میں رکھے گا اور جو بدعتی کو سلام کرے اور بکشادہ پیشانی اس سے پیش آئے اور اس کا استقبال کرے کہ جس سے وہ خوش ہو تو خدا نے جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اس کی اُس نے ذلت کی۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ فاسق کو صدمہ پہنچانا خدا کے قرب کا باعث ہے' اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سب سے افضل عمل خدا کے لئے محبت اور بغض کرنا ہے' اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے جلال کے لئے جو آپس میں محبت

کرتے ہیں قیامت میں میرے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن سوائے میرے عرش کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا' اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ خدا کے واسطے آپس میں محبت کرنے والے سرخ یاقوت کے محل میں ہوں گے جو ایک عمود پر قائم ہوگا' اُس میں ستر ہزار بالا خانے یا کھڑکیاں ہوں گی جن سے اہل جنت کو وہ جھانکیں گے اور اُن کے نورِ حسن سے اہل جنت اسی طرح فیض یاب ہوں گے جس طرح آفتاب کے نور سے اہل دنیا ہوتے ہیں' تب اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو اُن کے پاس لے چلو جو خدا کے واسطے محبت کرنے والے ہیں' پھر جب وہ ان کو جھانکیں گے تو ان کے نورِ حسن سے اہلِ جنت روشن ہو جائیں گے ان کے لباس سُندس یعنی ایک قسم کے ریشمی کپڑے کے ہوں گے' ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا کہ یہ لوگ خدا کے واسطے محبت کرنے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں جن کے اوپر زبرجد کے بالا خانے ہوں گے اور ان کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور ایسے چمکیں گے جیسے ستارے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اُن میں کون رہے گا؟ آپ نے فرمایا: خدا کے لئے محبت کرنے والے اور خدا کے لئے ملاقات کرنے والے' اس کو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو اپنے بھائی کے پاس محض خدا کے واسطے ملاقات کرنے آئے اور اُس کو آسمان سے منادی پکار کر یہ نہ کہتا ہو کہ تیرا بھلا ہوگا' تجھے جنت گوارا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے بندہ نے اپنی مہمانی پر میری زیارت کی' پس جنت کے سوا کسی ثواب سے راضی نہ ہو' اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملنے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہوئے اس کی ہمراہی میں ہوتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ اے اللہ! جیسے یہ آپ کے لئے ملا ہے' آپ اُس سے ملئے۔

حضرت ابو مسلم خولانی نے جن کا نام عبداللہ بن ثوب رضی اللہ عنہ ہے' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں خدا کے لئے تم سے محبت کرتا ہوں' انہوں نے جواب دیا

کہ اچھا تو تمہیں مُژدہ ہو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے ایک فرقہ کے لئے قیامت میں عرش کے گرد کرسیاں بچھائی جائیں گی' اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے' لوگ انہیں دیکھ کر گھبرائیں گے لیکن انہیں کچھ گھبراہٹ نہ ہوگی' لوگ اُن سے ڈریں گے لیکن انہیں لوگوں سے کچھ خوف نہ ہوگا' وہ خدا کے ولی ہوں گے جن کو نہ کچھ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے' عرض کیا گیا: یا نبی اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: خدا کے واسطے باہم الفت کرنے والے ہیں' اس کو عوارف المعارف میں ذکر کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ محبت کئی طرح کی ہوتی ہے' ایک محبت جائز ہے جیسے کہ کوئی تمام لوگوں سے محبت کرے' ایک محبت مکروہ ہے جیسے دنیا کی محبت ایک محبت کا نفل کا سا حال ہے جیسے اپنے اہل وعیال کی محبت' ایک محبت فرض ہے اور وہ خدا اور رسول کی محبت ہے' محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت خدا لازم ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (اے نبی!) آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہیں خدا سے محبت ہو تو میری پیروی اختیار کرو' تم سے خدا (بھی) محبت کرے گا' اللہ تعالیٰ کے قول ''وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً'' (۲۰:۳۱) (خدا نے تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کی ہیں۔) کے متعلق حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نعمت ظاہری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مراد ہے اور باطنی سے آپ کی محبت اور بعض نے کہا ہے کہ ظاہری نعمت اسلام ہے اور باطنی گناہوں کی مغفرت اور حضرت ابو عمرو اور نافع نے نعمہ کے عین کے زبر اور ہا کے پیش سے یعنی بصیغہ جمع پڑھا ہے اور باقی لوگوں نے عین کے سکون اور تنوین سے یعنی بصیغہ مفرد نعمت پڑھا ہے' محبت کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ محبوب کے امر و نہی میں اس کی اطاعت کرے ورنہ کامل محبت نہیں ہے' جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ اشعار

تعصی الالٰہ وانت تظھر حبہ   لو کان حبک صادقا لا طعتہ

ھذا العمری فی القیاس بدیع   ان المحب من یحب مطیع

''تو خدا کی تو نافرمانی کیا کرتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ میں اُس کا محب ہوں' واللہ! یہ بات نہایت عجیب ہے قیاس میں نہیں آتی اگر دعوائے محبت میں تو سچا

ہوتا تو بے شک تو محبوب کا فرماں بردار بنا رہتا کیونکہ اس میں شک نہیں کہ محبّ ہمیشہ محبوب کا تابع فرمان رہا کرتا ہے''۔

دنیا میں سے تین تین چیزوں کی پسندیدگی

لطیفہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: تمہاری دنیا (کی چیزوں میں) سے تین چیزیں مجھے محبوب ہیں: خوشبو' عورتیں اور نماز میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے آپ کی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں: آپ کے سامنے بیٹھنا' اپنا مال آپ کی خدمت میں خرچ کرنا اور آپ پر درود پڑھنا۔ ریاض النضرۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول مذکور ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس ہزار درہم خرچ کیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: بھلائی کا حکم کرنا' برائی سے منع کرنا اور حدوں کا قائم کرنا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: کھانا کھلانا' سلام کو رواج دینا' رات کو نماز پڑھنا جس حالت میں کہ لوگ سوتے ہوں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: تیغ زنی کرنا' مہمان کی مہمانی کرنا اور گرمیوں میں روزے رکھنا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام اُترے اور کہا کہ اے نبی اللہ! مجھے آپ کی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں: نبیوں پر اُترنا' رسولوں کو خداوندی پیغام پہنچانا اور خدائے پروردگارِ عالم کی حمد کرنا۔ پھر کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں مجھے محبوب ہیں: ذکر کرنے والی زبان' شکر کرنے والا دل اور بلاؤں پر صبر کرنے والا بدن۔ پس ان سب پر عمل کرنا محبت کی علامت ہے' جو شخص چاہتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ جو مجھ سے محبت رکھے گا میرے ساتھ جنت میں ہوگا' لہٰذا جو جنت میں داخل ہونا چاہے تو اُن باتوں پر عمل کرے اور اس حدیث کی ابتداء میں جو اشارہ ہے وہ باب زُہد کے شروع میں انشاء اللہ آتا ہے اور یہ حدیث چاروں اماموں کو پہنچی تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں' شبہائے دراز میں تحصیل علم کرنا' ترفع اور بلندی کا ترک کر دینا

اور دنیا کی محبت سے دل کو خالی کر دینا۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاور بنا رہنا اور آپ کی قبر شریف کا ملازم رہنا اور آپ کے اہل بیت کی تعظیم کرنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: لوگوں سے بہ مہربانی پیش آنا اور تکلف کی باتوں کو چھوڑ دینا اور طریق تصوف کی پیروی کرتے رہنا۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار کی پیروی کرنا اور آپ کے انوار سے برکت حاصل کرنا اور آپ کے طریق ماثورہ پر چلنا۔

حکایت: احیاء العلوم میں ایک شخص کی روایت لکھی ہے: اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک جماعت ہے' پھر دیکھتا کیا ہوں کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے' ایک کے پاس سونے کا طشت تھا اور دوسرے کے پاس چاندی کا لوٹا تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دھویا' پھر انہوں نے یکے بعد دیگرے ہاتھ دھویا' یہاں تک کہ میرے پاس آئے' ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ تو اُن میں نہیں ہے' میں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ آدمی کو جس سے محبت ہوگی اُسی کے ساتھ ہوگا اور مجھے آپ سے محبت ہے اور ان لوگوں سے بھی محبت کرتا ہوں' تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اس کے ہاتھ پر بھی پانی ڈال دو' یہ بھی انہیں میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جسے مجھ سے محبت ہوگی میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے میرے اصحاب اور ازواج اور میرے گھر والوں سے محبت کی اور ان میں سے کسی کو بُرا بھلا نہیں کہا اور دنیا سے ان کی محبت کے ساتھ نکل گیا تو وہ قیامت میں میرے ہی درجہ میں میرے ساتھ ہوگا' اس سے زیادہ اس اجمال کا تفصیلی بیان جہاں اس کے فضائل کا ذکر ہے' آگے آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ربّ سے اپنے صحابہ کے اختلافات کی نسبت دریافت کیا تو مجھ پر وحی آئی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے اصحاب میرے نزدیک

بمنزلہ ستاروں کے ہیں کہ ایک سے ایک زیادہ روشن ہے' پس اُن کے اقوال مختلفہ میں سے جس قول کو کوئی اختیار کرلے گا وہ ہدایت ہی پر ہے' اس کو ریاض النضرہ کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

لطیفہ: محبت میں چار حرف ہیں: م، ح، ب، ت' جو ہ سے بدل جاتی ہے پس گویا بندہ دو حرف استعمال کرتا ہے یعنی لفظ ندامت کی میم اور حفظ حرمت کی ح اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کو دو حرفوں سے جزا ملتی ہے' یعنی لفظ بِر کی ب (نیکی) اور لفظ ہدایت کی ہ سے۔ اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: محبت کو محبت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ محبوب کے سوا تمام اشیاء کو قلب سے محو کر دیتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ محبت کی مثال دانہ کی سی ہے کہ جب عمدہ زمین میں پڑتا ہے تو ایک ایک دانہ سے سات سات بالیاں پیدا ہوتی ہیں اور ہر بالی سے سو سو دانے حاصل ہوتے ہیں' اسی طرح محبت جب کسی پاکیزہ دل میں جا پڑتی ہے تو اس سے بھی طاعات کی سات سات بالیاں ہاتھ آتی ہیں۔ اور رسالہ قشیریہ میں ہے کہ مشتاقوں کے دل نورِ خداوندی سے روشن ہیں' جب شوق میں حرکت ہوتی ہے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جاتا ہے' پھر خدا اُن کو فرشتوں پر پیش کرتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو! یہ لوگ میرے مشتاق ہیں' میں تمہیں گواہ بنائے دیتا ہوں کہ مجھے بھی اُن کا اشتیاق ہے۔

حکایت: ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک بار مشائخ میں مسئلہ محبت کا ذکر چھڑا اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت چھوٹے تھے' پہلے تو مشائخ میں گفتگو ہوتی رہی' اس کے بعد اُن سے کہا کہ عراقی صاحب اب آپ کو جو معلوم ہو آپ کہیے! انہوں نے کہا کہ محبّ وہ بندہ ہے جو اپنے جی سے گزر جائے' اپنے ربّ کی یاد میں لگا رہے' اس کے حقوق کے ادا کرنے میں مستعد رہے اور اپنے دل کی نگاہ اُسی کی طرف رکھے' اُس کی ہویت یعنی ذات کی آگ اور اس کے کاسۂ محبت کے شربت صافی کے اثر سے اُس کا دل سوختہ ہو رہا ہو' اگر کوئی بات کہے تو خدا کے ساتھ' کچھ بولے تو خدا سے اگر حرکت کرے تو خدا کے حکم پر' اگر ٹھہرا رہے تو خدا کے ساتھ پس وہ خدا ہی کے ساتھ خدا ہی کے لئے اور خدا ہی کی معیت میں رہے' اس پر مشائخ رو پڑے اور کہنے لگے کہ بھلا اس سے زیادہ کوئی کیا کہہ سکتا ہے' اے خدا

شناسوں کے سرتاج۔

حکایت: میں نے مکہ معظمہ میں فردوس العارفین کے ایک مقام پر دیکھا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا' گویا میں چوتھے آسمان پر ہوں' میرے استقبال کے لئے فرشتے آئے' جن سے نور ٹپکا پڑتا تھا اور سارے آسمان اُس سے جگمگانے لگے' انہوں نے مجھے سلام کیا' میں نے سلام کا جواب دیا' پھر ایک نور چمکا جس کی وجہ سے مجھے اپنے ربّ کا شوق پیدا ہوا' اُس سے سارے آسمان روشن ہو گئے' پھر فرشتوں کا نور میرے نور شوق کے سامنے ایسا معلوم ہونے لگا جیسے آفتاب کے سامنے چراغ ہو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ بلاشک خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جن کے دل شوق میں خدا کی طرف ایسے اُڑتے ہیں کہ چمکتی ہوئی بجلی بھی انہیں نہیں پا سکتی' پھر وہ باغ ہائے انس میں سیر کرتے پھرتے ہیں اور خداوندی قرب کے تخت پر جا گزیں ہوتے ہیں۔ نقل ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح کیا تو زلیخا نے اُن کی طرف نظر بھی نہ کی' انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ جس نے خدا کی محبت پائی ہو' وہ اس کے غیر کو کیسے پا سکتا ہے' جب انہیں سلطنت ملی تو انہوں نے خدا سے زلیخا کے اس برتاؤ کی شکایت کی' جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا کہ خدا زلیخا کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور پھر ہلاک نہیں کرتا اور فرماتا ہے کہ اُسے ہمارے محبوب سے محبت ہے۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا گیا: اگر جہنم آپ کی اطاعت نہ کرتی تو آپ کیا کرتے؟ ارشاد ہوا کہ میں اپنی نہایت بڑی آگ' یعنی آتش محبت جس کو میں نے دوستوں کے دلوں میں روشن کر رکھا ہے اس پر مسلط کر دیتا۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قوم پر گزر ہوا جو خدا کی عبادت میں مشغول تھے' اُن سے اُن کی عبادت کے متعلق دریافت کیا تو بولے کہ ہم جنت کے امیدوار ہیں اور دوزخ سے ترساں' انہوں نے فرمایا کہ تم مخلوق کے امیدوار ہو اور مخلوق ہی سے ڈرتے ہو' پھر اوروں پر گزر ہوا' ان سے پوچھا تو کہنے لگے: ہم خدا کی محبت اور اُس کے جلال کی تعظیم کے لئے اس کی عبادت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا: تم لوگ بے شک خدا کے ولی ہو' مجھے حکم

ہوا ہے کہ تمہارے ہی ساتھ رہوں۔ احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قوم پر گزر ہوا' جن کا رنگ متغیر ہو گیا تھا' اُن سے سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ دوزخ کے خوف نے ہمیں دگرگوں کر رکھا ہے' انہوں نے فرمایا کہ خدا نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ تمہیں اس خوف سے امن میں رکھے' پھر اوروں پر گزر ہوا جو اُن سے بھی زیادہ کمزور ہو رہے تھے' اُن سے جو پوچھا تو کہنے لگے کہ جنت کے شوق میں ہمارا یہ حال ہو رہا ہے' اُنہوں نے فرمایا کہ خدا نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ جس شئی کے تم امیدوار ہو تمہیں عنایت کرے' پھر اور لوگوں پر گزر ہوا جو اُن سے بھی زیادہ کمزور ہو رہے تھے' اُن سے جو سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ خدا کی محبت' انہوں نے فرمایا کہ تم البتہ مقرب ہو' بعض نے خدا کے اس قول ''فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ ۢ بِالْخَيْرَاتِ'' (۳۲:۳۵) (ان میں سے بعض اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں' بعض میانہ رو اور بعض نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔) کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ ''ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو دنیا کے لئے اس کی عبادت کرتے ہیں اور ''مُقْتَصِدٌ'' یعنی میانہ روی کرنے والے وہ ہیں جو آخرت کے لئے اُس کی عبادت کرتے ہیں اور ''سَابِقُ الْخَيْرَاتِ'' یعنی نیکیوں میں سبقت لے جانے والے وہ ہیں جو اُس کی عبادت اسی کی ذاتِ کریم کے لئے کرتے ہیں' اور بعض نے کہا ہے کہ ظَالِمٌ وہ ہے کہ جو جنت کا مشتاق ہو اور ''مُقْتَصِدٌ'' جس کی طرف جنت مشتاق ہو اور ''سَابِقُ الْخَيْرَاتِ'' وہ جن کا مولیٰ خود مشتاق ہے۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' وہ فرماتے ہیں: جو واردات خدا کی جانب سے مجھ پر ہوئے ہیں اُن میں سے یہ بھی ہے کہ خدا نے دنیا سے فرمایا کہ میرے دوستوں کو دیکھ کہ تجھ سے وہ روگرداں ہیں' دنیا بولی: اُن پر بلا نازل کیجئے اگر وہ صابر رہیں تو البتہ وہ سچے ہیں' پھر اُن پر بلاؤں کی بوچھار ہوئی تو وہ کہنے لگے: مرحبا مرحبا! اور خوشنودی اور صبر کے ساتھ اُس کو انگیز کیا کیے' پھر بلا کہنے لگی: فریاد ہے! فریاد ہے! ان لوگوں نے تو مجھے اپنی سانسوں سے جلا ڈالا' اس وقت بلا ان لوگوں سے اٹھالی گئی۔ پھر جنت بولی کہ اگر آپ کے دوست مجھے دیکھ پائیں تو آپ کی طاعت سے غافل ہو جائیں پھر اُن پر جنت مکشوف ہوئی' انہوں نے اس

سے بھی روگردانی کی' تب وہ کہنے لگی کہ اے پروردگار! اگر وہ مجھ سے راضی نہیں ہیں تو نہ سہی' میں تو اُن سے راضی ہوں پس خدا نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ میرے لئے ہیں اور میں ان کے لئے' ان میں میرے ساتھ کوئی شریک نہیں۔

حکایت: ایک عارف کو ایک نصرانی بیمار کے پاس حالتِ نزع میں جانے کا اتفاق ہوا تو اس سے کہا: مسلمان ہو جا! تجھے جنت ملے گی' وہ بولا: مجھے اس کی تو حاجت نہیں' انہوں نے کہا کہ مسلمان ہو جا! تجھے دوزخ سے نجات ملے گی' اُس نے کہا: میں اس کی بھی پروا نہیں کرتا' انہوں نے کہا: مسلمان ہو جا! تجھے خدائے کریم کا دیدار نصیب ہوگا' اس پر وہ مسلمان ہو گیا اور اس کی روح پرواز کر گئی' اسی رات کو کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے جواب دیا: اپنے سامنے مجھے کھڑا کیا اور فرمایا: کیا تو میرے لقا (دیدار' ملاقات) کے شوق میں مسلمان ہوا ہے' میں نے عرض کیا: ہاں! ارشاد ہوا: تجھے میری لقا اور رضا دونوں نصیب ہوں گی' اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ اور فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ایک یہودی کی بابت نقل کیا ہے۔ نقل ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اہل جنت' جنت میں جاگزیں ہو جائیں گے' تب بھی ایک شخص میدانِ قیامت میں رہ جائے گا' فرشتے نور کی زنجیریں لے کر اُس کے پاس آئیں گے اور جنت کی طرف اُسے کھینچ کر لے چلیں گے' وہ نشۂ محبت میں مدہوش ہوگا' جب جنت کے دروازے پر پہنچے گا' اُس وقت ذرا اسے ہوش آئے گا تو زنجیروں سے اپنے آپ کو کھینچے گا اور اُلٹے پاؤں بھاگے گا اور یہ کہتا جاتا ہوگا کہ مجھے جنت کے پروردگار کا پتا بتا دو کہ کہاں ہے؟ فرشتے پھر اُسے جنت کی طرف لوٹا کر لے جائیں گے' اُس وقت خدا کا ارشاد ہوگا کہ اچھا مجھے اور اُسے رہنے دو اور تم بیچ میں دخل نہ دو۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (۲۴:۳۷) کے متعلق بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے فی الحقیقت انسان وہی ہیں کیونکہ خدا اُن کے باطن کا محافظ ہے' غیر کی طرف نہیں رجوع ہونے دیتا' پس اُن کو نہ دنیا اور نہ اُس کی زیب و زینت اپنی طرف مشغول کر سکتی ہے اور نہ آخرت اور اس کی نعمتیں خدا سے غافل کر سکتی ہیں' کیونکہ وہ باغ ہائے اُنس

میں قیام رکھتے ہیں۔

دس ہزار بندوں میں سے صرف دس بندے......؟

حکایت: سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے باری تعالیٰ کو خواب میں دیکھا' یہ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے خلق کو پیدا کیا تو سب میری محبت کے مدعی ہوئے' پھر میں نے دنیا کو پیدا کیا تو دنیا میں مشغول ہو کر ہر دس ہزار میں سے نو ہزار مجھ سے غافل ہو گئے' صرف ایک ہزار رہ گئے' پھر میں نے جنت کو پیدا کیا تو نو سو اس میں مشغول ہو گئے اور فقط سو رہ گئے' اُن پر میں نے بلا کو مسلط کر دیا تو اُن میں نوے مشغول ہو گئے اور دس رہ گئے' اُن سے میں نے کہا: نہ تم دنیا کے طالب ہوئے نہ جنت پر راغب ہوئے' نہ بلا ہی سے تنگ دل ہوئے' انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ یہ ساری باتیں کرنے والے آپ ہی تو ہیں' ارشاد ہوا کہ ہاں! انہوں نے عرض کیا: تو پھر ہم راضی برضا ہیں' اس وقت خدا کا اُن سے ارشاد ہوا کہ حقیقت میں تم ہی میرے بندے ہو۔ نقل ہے کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر پھیلی تو اُن کے اصحاب اُن کے پاس آئے' انہوں نے آنے کا سبب اُن سے دریافت کیا' لوگوں نے خبر دی اور کہا کہ ہم آپ کے جنازے کے لئے آئے تھے' انہوں نے فرمایا کہ عجب حیرت کی بات ہے کہ ایک زندہ شخص کی زیارت کو مردے آئے ہیں' پھر اُن سے لوگوں نے کہا کہ آپ کو خدا کا اشتیاق ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! کیونکہ شوق تو اس کی طرف ہوتا ہے جو غائب ہو اور مجھ سے تو چشم زدن کے لئے بھی غیبت نہیں ہوتی ہر وقت حضوری میسر ہے۔ ابوعلی رودباری کا بیان ہے کہ ایک فقیر کا انتقال ہو گیا جب اس کو قبر میں رکھا اور اس کا رخسار مٹی پر پہنچا تو اُس نے آنکھیں کھول دیں اور کہنے لگا کیا مجھ سے ناز کرتے ہو اور اُس نے تو مجھ سے ناز کیا ہے' میں نے کہا: کیا مرنے کے بعد پھر زندگی ہے؟ بولا: ہاں! میں خدا کا محبّ ہوں اور خدا کے تمام محبّ زندہ رہتے ہیں' اے رودباری! میں اپنی عزت و جاہ کی بدولت کل تمہاری ضرور مدد کروں گا۔

حکایت: ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ ایک شخص کو ڈھیلے مار رہے ہیں' میں نے ان کو ملامت کی تو کہنے لگے کہ یہ شخص پاگل ہے' کہتا ہے

کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں' تب میں اُس کے پاس گیا اور میں نے اُس سے یہ بیان کیا: کہنے لگا: ہاں! اگر خدا مجھ سے ایک چشم زدن کے لئے بھی پوشیدہ ہو جائے تو غمِ فراق سے میرے ٹکڑے اُڑ جائیں' پھر یہ شعر پڑھنے لگا:۔

طلب الحبیب من الحبیب رضاهٗ ومنی الحبیب من الحبیب لقاهٗ

ابدا یلاحظه باعین قلبهٗ والقلب یعرف ربه ویراهٗ

یرضی الحبیب من الحبیب بقربه دون العباد فما یرید سواهٗ

''یعنی دوست سے دوست اس کی خوشنودی چاہتا ہے' دوست کی یہی آرزو رہتی ہے کہ وہ اپنے دوست سے ملے' اگرچہ چشمِ دل سے وہ ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتا ہے' دل اپنے ربّ کو چاہتا ہے اور اس کی دید میں لگا رہتا ہے' دوست اپنے دوست کی دوری سے نہیں بلکہ اس کے قرب سے خوش ہوتا ہے' چنانچہ اس کے سوا اس کی کوئی مراد نہیں''۔

پھر میں نے اُن سے پوچھا: کیا تو مجنوں ہے؟ بولا: ہاں! زمین والوں کے نزدیک تو ہوں لیکن آسمان والے کے نزدیک نہیں' پھر میں نے اس سے پوچھا: خدا کے ساتھ تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب سے میں نے اُسے پہچانا ہے کبھی اُس کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش نہیں آیا' میں نے کہا: تو نے کب سے پہچانا ہے؟ کہا: جب سے مجنونوں میں میرا شمار ہوا۔

حکایت: حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بصرہ میں ایک غلام کو بکتے دیکھا' اُس میں تین عیب تھے: سوائے تھوڑی دیر کے رات بھر سوتا نہ تھا اور دن کو کچھ کھاتا نہ تھا اور بلا ضرورت بات نہ کرتا تھا' میں نے اس کے مالک سے کہا کہ تو اُسے کیسے بیچے ڈالتا ہے؟ وہ بولا کہ میں نے دیکھا کہ اس کا درجہ میرے درجے سے بھی بلند ہے' جب کبھی مجھے ہوش آیا اور میں نے چاہا کہ بابِ خدمت پر استادہ ہوں تو اسے دیکھا کہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے' اس لئے غیرت کے مارے میں نے چاہا کہ اُسے بیچ ڈالوں' میں نے کہا: اچھا میرے ہاتھ اُسے بیچ ڈال' بولا کہ ہاں تو بھی مجنون ہے' یہ غلام بھی مجنون ہے اور مجنوں کے

لئے مجنون ہی زیادہ مناسب ہے' میں نے اُس سے پوچھا کہ بھلا تم نے مجھے کہاں سے پہچانا؟ بولا: میں نے اس وجہ سے جانا کہ ہر شب تمہیں دروازے پر کھڑا ہوا پاتا ہوں' اس سے میں نے سمجھ لیا کہ تم بھی اس کے دوستوں کے زمرہ میں ہو۔

حکایت: شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ ایک مجنون کو ڈھیلے مار رہے ہیں' میں نے اُن سے دریافت کیا تو کہنے لگے کہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں جو اُس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیا آپ کو یہ زیبا ہے جوان لڑکوں کو میرے اوپر مسلط کر رکھا ہے' میں نے اُس سے پوچھا: کیا تو یہ کہتا ہے کہ تجھے خدا نظر آتا ہے؟ بولا: قسم اس کے حق کی جس کی محبت نے مجھے مدہوش کر دیا ہے اور جس کے قرب نے مجھے سرگرداں بنا رکھا ہے! اگر وہ ایک چشم زدن کے لئے بھی مجھ سے پوشیدہ ہو جائے تو غمِ فراق میں میرے ٹکڑے اُڑ جائیں' پھر یہ شعر پڑھتا ہوا چل دیا:

جمالك في عيني وذكرك في فمي وحبك فـي قـلبي فاين تـغيب

(یعنی تیرا جمال میری آنکھوں میں سمایا ہوا ہے' میرا دہن تیری یاد سے پُر ہے' میرے دل میں تیری محبت جاگزیں ہے' پھر بھلا تو کہاں غائب ہو سکتا ہے؟) بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء میں سے ایک کا بیان ہے کہ وہ اہل کشف میں سے بھی تھے کہ جب بایزید قبر میں رکھ دیئے گئے اور منکر ونکیر نے اُن سے سوال کیا تو آپ جواب کیا دیتے ہیں کہ میں تو اس کے سامنے پڑا ہوا ہوں تم اُسی سے کیوں نہیں پوچھ لیتے ہو کہ میں اس کا بندہ ہوں' اگر وہ ہاں کہہ دے تب تو مجھے بزرگی اور کرامت ملے گی' وہ دونوں بولے: یہ عجیب بات ہے' انہوں نے جواب دیا کہ اس سے زیادہ عجیب بات مجھے معلوم ہے اور وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے پشت آدم سے مجھے تمام اولادِ حضرت آدم علیہ السلام کی ارواح کے ساتھ نکالا تھا اور مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ اور میں نے اُن سب کے ساتھ جواب دیا تھا کہ کیوں نہیں! آپ بے شک ہمارے پروردگار ہیں' کیا تم دونوں بھی وہاں موجود تھے' انہوں نے کہا: نہیں! ہم تو نہ تھے' تب وہ بولے: تو اچھا مجھے اور اسے (خدا کو) چھوڑ دو' پھر

ایک نے اُن میں سے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ بایزید ہیں' نشۂ محبت میں مست رہ کر زندگی گزاری ہے اور اسی حالت میں انتقال کیا ہے' اسی حالت میں قبر میں رکھے گئے ہیں اور اسی حالت سے اٹھیں گے۔ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کہتے ہیں: ایک بار میں نے دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور دیکھتا کیا ہوں کہ تمام لوگوں کی نظریں ایک شخص پر لگی ہوئی ہیں جس کو اُٹھانے والے فرشتے اٹھائے لئے جاتے ہیں اور وہ فرشتوں کے بازوؤں پر اپنی مستی میں جھوم رہا ہے اور وہ تسبیح پڑھ کر اُس کو جلدی جلدی لئے جاتے ہیں اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک منادی پکار رہا ہے کہ اے موقف والو! یہ ہمارا ولی معروف کرخی (رحمۃ اللہ علیہ) ہے' ہماری محبت میں سرشار ہو رہا ہے' بغیر ہماری طرف دیکھے اس کو ہوش نہ آئے گا۔ اور علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں حظیرۃ القدس کو دیکھا' پھر میں عرش کے سراپردوں میں داخل ہوا' وہاں مجھے ایک شخص نظر پڑا جس کی نگاہ خدا کی طرف لگی ہوئی تھی' میں نے رضوان سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ اس نے جواب دیا کہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں' خدا کی انہوں نے خلوص سے عبادت کی ہے' اس لئے خدا نے قیامت میں ان کو اپنی طرف نظر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے خواب میں اُن کی وفات کے بعد کہا گیا کہ خدا نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ایک دسترخوان پر بٹھایا اور حکم دیا کہ کھا! اے شخص جس نے خواہشوں سے اپنے جی کو روکا ہے' پھر ان سے پوچھا گیا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ جنت کے دروازہ پر ہیں جو قرآن شریف کو خدا کا کلام اور غیر مخلوق کہے' اس کی سفارش کرتے ہیں۔

مسئلہ: شرح مہذب میں بہتیرے اصحاب سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی مخلوقیت کا قائل ہو' اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے اور صاحب الورۃ نے کہا ہے کہ یہی مذہب ہے اور جس نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے اس سے کفرانِ نعمت' یعنی خدا کی ناشکری مراد لی گئی ہے' واللہ اعلم۔ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب جنتی اپنے ربّ کی طرف نظر کریں گے تو لذتِ دیدار سے اُن کی آنکھیں دلوں میں چلی جائیں گی اور آٹھ سو برس تک یونہی رہیں گی۔ احیاء العلوم میں ہے کہ اہل مصر کو حضرت

یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی وجہ سے چار مہینے تک خورد و نوش کی حاجت نہ ہوئی تھی۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر سورۂ یوسف میں بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب شہر میں چلتے تھے تو ان کے چہرہ کے نور سے نور آفتاب کی طرح دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔

حکایت: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک عبادت خانہ میں کسی راہب پر گزر ہوا انہوں نے اس کا حال پوچھا' اس نے جواب دیا کہ میں ستر برس سے ٹھہرا ہوا ہوں اور خدا سے ایک حاجت مانگ رہا ہوں' انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ کہ وہ اپنی سرّ محبت کا ایک قطرہ مجھے پلا دے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی' پھر کچھ دنوں بعد جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُدھر تشریف لائے' دیکھتے کیا ہیں کہ وہ عبادت خانہ پاش پاش ہو رہا ہے اور اس کے نیچے کی زمین شق ہو گئی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک شگاف کی طرف جو اتر کر گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ اُس راہب کی آنکھیں اوپر لگی ہوئی ہیں اور منہ کھلا ہوا ہے' اس کو سلام کیا تو اس نے جواب بھی نہ دیا' تب ایک ہاتف نے پکار کر کہا کہ اسے ہم نے محبت کے ستر ہزار حصوں میں سے ایک حصہ پلا دیا تھا تو یہ حالت ہوئی' اگر ہم اور زیادہ پلاتے تو کیا جانے کیسی گزرتی۔ بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دنیا میں بھی ایک قسم کی خداوندی شراب ہوتی ہے جس کو اپنی ربوبیت کے خزانوں میں اس غرض سے رکھ چھوڑا ہے کہ اپنی محبت کے میدان میں کرامت کے منبروں پر اپنے اولیاء کو سیرابی بخشے' جب وہ اسے پیتے ہیں تو جوش اور طرب میں آتے ہیں اور جب طرب میں آتے ہیں' سبک ہو جاتے ہیں اور جب سبک ہو جاتے ہیں تو عیش سے گزرتی ہے اور جب عیش سے گزرنے لگتی ہے تو پرواز میں آتے ہیں اور جب پرواز کرتے ہیں تو وصال میسر ہوتا ہے اور جب وصال میسر ہوتا ہے تو مل جاتے ہیں' پھر وہ ذی اقتدار بادشاہ کی حضوری میں نشست گاہ صدق میں مقیم ہو جاتے ہیں۔

یحیٰی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ بھیجا کہ شراب محبت جو میں نے پی ہے' میں اُس سے اکتا گیا' انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے سوا اوروں کی تو یہ

حالت ہے کہ زمین و آسمان کے سارے دریا بھی پی جائیں جب بھی سیراب نہ ہوں' چنانچہ کہنے والے نے کہا ہے: "شربت الحب کاسًا بعد کاسٍ فلا نفد الشراب ولا رویت" یعنی میں نے شراب محبت کے پیالے پر پیالے پیئے' لیکن نہ شراب ہی ختم ہوئی' نہ میری پیاس ہی بجھی۔

میں نے نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے قول "وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا" (۷۶:۲۱) (اُن کے ربّ نے انہیں شرابِ طہور پلائی۔) کے متعلق دیکھا ہے کہ اس سے وہ شراب مراد ہے جس کو خدا نے ذخیرہ کر رکھا ہے' جب وہ اسے پیتے ہیں تو طرب میں آتے ہیں اور جب طرب میں آتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور جب حیرانی میں ہوتے ہیں تو سُبک ہو جاتے ہیں اور جب سُبک ہوتے ہیں تو پرواز کرتے ہیں اور جب پرواز کرتے ہیں تو وہ طالب ہو جاتے ہیں اور جب طالب ہوتے ہیں تو مراد پا لیتے ہیں تو انہیں نزول ہوتا ہے اور جب نزول ہوتا ہے تو قرب میسر آتا ہے اور جب قرب میسر آتا ہے تو کشف ہونے لگتا ہے اور جب کشف ہونے لگتا ہے تو مشاہدہ کی نوبت آتی ہے' اگر کہا جائے کہ آدمی اپنی بی بی بچوں سے اور خدا سے کیسی محبت کر سکتا ہے' حالانکہ دل ایک ہی ہے' تو جواب دیا جائے گا کہ بی بی کی محبت نفس میں ہوتی ہے جسے شہوت کہتے ہیں اور بچوں کی محبت جگر میں ہوتی ہے جسے شفقت کہتے ہیں اور خدا کی محبت دل میں ہوتی ہے۔

حکایت: حضرت یوسف علیہ السلام ایک روز شکار کے لئے نکلے' ملک شام کے ایک اعرابی کو دیکھا اور اُس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا' اُس نے جواب دیا کہ بڑے غمزدہ ہیں' اُن کی پشت خم کھا گئی ہے' اُن کے بیٹے یوسف کے گم ہو جانے سے اُن کی آنکھیں جاتی رہی ہیں' اس پر اتنا روئے کہ غشی آ گئی اور گر پڑے' لوگوں نے پوچھا کہ یہ رونا کس لئے ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ اعرابی کہتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام قریب المرگ ہو گئے ہیں' لوگوں نے کہا: اگر وہ ہلاک ہو جائیں تو کیا ہو؟ اور یہ بھی پوچھا کہ بھلا اُن کی کوئی خطا بھی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! یہی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اور محبوب بھی بنایا ہے۔

حکایت: جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا خاوند مجھ پر سوت لانا چاہتا ہے' انہوں نے کہا کہ اگر چار نہ ہوں تو نکاح کر سکتا ہے' وہ بولی: اگر اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہوتا تو میں اپنا چہرہ کھول کر آپ کو دکھاتی تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ جس کے پاس میری ایسی بیوی ہو اس کو دوسری سے نکاح کرنا زیبا نہیں' اس پر جنید رحمۃ اللہ علیہ کو غش آ گیا اور گر پڑے' جب ہوش آیا تو اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا' انہوں نے جواب دیا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا میں میری طرف نظر کرنا کسی کو روا ہوتا تو میں اپنے چہرہ سے پردہ اٹھا کر اُسے دکھا دیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ جس کے لئے میرا ایسا ہو اس کو ہرگز زیبا نہیں کہ اس کے دل میں میرے غیر کی گنجائش ہو' میں نے ابن عبدالسلام کے قواعد میں کچھ شعر دیکھے ہیں:

ولو ان لیلی ابرزت حسن وجهها لهام بها اللوام مثل هیامی

ولکنها اخفت محاسن وجهها فضلوا جمیع اعن حضور مقامی

ترجمہ: اگر لیلیٰ اپنے چہرے کا حُسن کھول دیتی تو ملامت کرنے والے میری ہی طرح حیران ہو کر رہ جاتے' لیکن اُس نے اپنے چہرہ کی خوبیاں مخفی رکھیں' اس لئے میرے مقام کے حضور سے سب بہک گئے۔

اہل اشارات نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی محبت کا دعویٰ کیا تھا' پھر اپنے صاحبزادہ کو نگاہِ محبت سے دیکھا' اُن کے محبوب کو یہ محبت مشترک ناپسند ہوئی' چنانچہ اُن کو صاحبزادہ کے ذبح کرنے کا حکم ہوا' جب انہوں نے اس کی بجا آوری کے لئے سر تسلیم خم کر دیا تو ارشاد ہوا کہ لڑکے کا ذبح کرنا مقصود نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ اپنا دل ہماری طرف رجوع کرو اور جب تم نے اپنا دل ہماری طرف پھیر دیا تو ہم نے بھی تمہارا لڑکا تمہیں واپس کر دیا۔ صحیح مذہب کے موافق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ ہیں۔ نقل ہے کہ مریم سے کہا گیا کہ نکاح کیوں نہیں کر لیتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری زبان خدا کی یاد میں' میرے ہاتھ پاؤں اُس کی طاعت میں' میرا دل اس کی محبت میں مشغول ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بلا باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہیں عنایت کیا' جیسا کہ تفصیل و

اراس امت کی فضیلت کے بیان میں آتا ہے۔ حضرت وہب کا بیان ہے کہ میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کرلیا؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کی طرح ہونا پسند نہ کیا کیونکہ میں نے اس کی محبت کا دعویٰ کیا تھا اس لئے غیر کو سجدہ کرنا قبول نہ کیا اور اپنے دعوے میں جھوٹ کے عوض میں نے عذاب کو پسند کیا اور اس کی محبت کے آپ بھی مدعی ہوئے لیکن آپ سے جو پہاڑ کے دیکھنے کو کہا گیا تو آپ دیکھنے لگے اور اگر کہیں آپ آنکھ بند کر لیتے تو بلاشک آپ کو دیدار میسر ہو جاتا۔ حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی ہے کہ جس میں خدا بندوں کو نہ دیکھتا ہو پس جس قلب میں غیر کو پاتا ہے اُس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" (پ:۱۸، ع:۲۴) (اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! مسلمانوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔) کے متعلق بیان کیا ہے کہ ظاہری آنکھوں کا بند کرنا تو ممنوعات میں ہوتا ہے اور دل کی آنکھ کا غیر اللہ سے بند کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور بندۂ مومن کا دل

لطیفہ: کچھوا اپنے انڈوں کو نہیں سیتا ہے بلکہ اُن کی طرف دیکھا کرتا ہے' اُس کی نگاہ کا اُن میں اثر ہوتا ہے اور بچے نکل آتے ہیں' پھر بھلا جب اللہ تعالیٰ کی نظر کسی بندۂ مؤمن کے دل پر رہے تو کیا کچھ کیفیت ہوتی ہوگی' چنانچہ وارد ہوا ہے کہ روزانہ تین سو ساٹھ نگاہیں ہوتی ہیں۔

نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے اپنے بندہ کے جوف میں ایک گھر بنایا ہے اور اُس کا نام دل رکھا ہے' اُس کی زمین معرفت ہے اور اُس کا آسمان ایمان ہے' اس کا آفتاب شوق ہے' اُس کا چاند محبت ہے' اس کی مٹی ہمت ہے' اُس کا رعد خوف ہے' اس کی بجلی امید ہے' اس کا ابر فضل ہے' اُس کی بارش رحمت ہے' اس کا درخت وفا ہے' اُس کا پھل حکمت ہے' اُس کا دن فراست ہے اور یہی اُس کی روشنی ہے' اُس کی رات معصیت ہے اور یہی تاریکی ہے اور اُس میں ایک دروازہ علم کا

ہے' ایک دروازہ حلم کا' ایک دروازہ یقین کا' ایک دروازہ غیرت کا اور اس میں ایک ستون اُنس کا ہے اور ایک ستون توکل کا' ایک ستون یقین کا' ایک ستون صدق کا اور اس میں فکر کا قفل لگا ہوا ہے' میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مؤمن کا دل ایک جوف دار گوشت کا لوتھڑا ہے جس میں ربانی جوہر بھرا ہوتا ہے' اُس کے گرد فردانیت کا باغ ہوتا ہے اور اُس کے نیچے نورانی صحن ہوتا ہے۔ کتاب لولویات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: سن لو! بلاشک زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ برتن ہیں اور وہ دل ہیں' خدا کو سب سے زیادہ محبوب وہ دل ہوتا ہے جو سب سے زیادہ صاف اور سخت اور رقیق ہو' یعنی صاف گناہوں سے' سخت دین میں' رقیق اپنے بھائیوں پر ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! ہر بادشاہ کا خزانہ ہوتا ہے' آپ کا کیا خزانہ ہے؟ ارشاد ہوا کہ میرا خزانہ تو عرش سے زیادہ بڑا ہے اور کرسی سے زیادہ وسیع ہے اور جنت سے زیادہ پاکیزہ' آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور وہ مسلمان کا دل ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مؤمن کے دل میں سب سے پہلے حلم کا ستارہ طلوع ہوتا ہے' پھر قمر علم' پھر معرفت کا آفتاب' ستارۂ علم کی روشنی سے تو دنیا کو دیکھتا ہے' قمر علم کی روشنی سے آخرت کو اور آفتابِ علم کی روشنی سے مولیٰ کو' نفس مطمئنہ ستارہ ہے' قلب سلیم قمر ہے اور سر صافی یعنی صاف باطن آفتاب ہے' نفس کا مقام دروازہ پر ہے' قلب کا مقام درگاہ میں اور سر کا مقام اللہ تعالیٰ کے سامنے قائم ہے' وہ دل کو تلقین کرتا ہے' دل نفس کو تلقین کرتا ہے اور وہ زبان کو سکھاتا ہے اور زبان خلق کو سکھاتی ہے۔

لطائف

پہلا لطیفہ: خدا نے نفسوں کو تو خرید لیا ہے لیکن دل کو نہیں کیونکہ ان میں بہت سے عیب تھے' ان کو خریدا ہے تا کہ اُن کی اصلاح کرے اور یہ اس لئے ہے کہ دل تو خدا کی محبت کے لئے وقف ہو چکا اور وقف کا بیچنا صحیح نہیں' انشاء اللہ باب الجہاد میں اس کا ذرا زیادہ بیان آئے گا۔ قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نفس کی قیمت جنت ہے اور دل کی قیمت

مشاہدہ ہے۔

دوسرا لطیفہ: اللہ تعالیٰ نے جنت کی کنجی رضوان کو اور دوزخ کی کنجی مالک کو عنایت کی اور کعبہ کی کنجی شیبہ کو مرحمت فرمائی، چنانچہ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ بلاشک خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اُن کے اہل کے سپرد کرو، چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی پر قبضہ کیا تو عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خدا کی امانت ابدالآباد کے لئے لے لو، تم سے اس کو کوئی نہیں لے گا، مگر ہاں جو ظلم کرے، لیکن قلب مؤمن کی کنجی کسی کے سپرد نہیں کی، کیونکہ وہ خزانہ خداوندی ہے، کسی شیطان کو اس پر قدرت نہیں جیسے کہ شاہانِ دنیا کے خزانہ پر کسی کو قدرت نہیں ہوتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ ”اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا“۔

تیسرا لطیفہ: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ستاروں سے زینت بخشی ہے اور شیطانوں سے اس کو محفوظ رکھا ہے اور قلب مؤمن کو معرفت سے زینت دی ہے اور اس کی حفاظت اپنے لئے کی ہے بلکہ اس کو تو آسمانوں سے بھی زیادہ حفاظت کا حق حاصل ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق جس کا یہ مضمون ہے کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت دی ہے، عرفاء کا قول ہے کہ اولیاء کے دلوں کو معرفت سے مزین کیا ہے اور ان میں چراغِ ہدایت روشن کیے ہیں اور محبین کے دلوں کو شوق سے، متوکلین کے دلوں کو یقین سے، عارفین کے دلوں کو خوف اور رجا سے زینت دی ہے۔

چوتھا لطیفہ: جب ابرہہ نے بیت اللہ کو منہدم کرنا چاہا تو خدا نے اُن پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے، جو پختہ مٹی کے کنکروں سے اُن کو مارتے تھے، ہر پرند کے پاس تین تین کنکر تھے ایک ایک منہ میں اور دو دو پنجوں میں، ہر کنکر گھوڑے سمیت سوار کے آر پار نکل جاتا تھا، اسی طرح جب شیطان مؤمن کے دل میں فساد برپا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کے پتھر بھیجتا ہے۔

پانچواں لطیفہ: اللہ تعالیٰ نے ایک زبان اور ایک دل پیدا کیا ہے بخلاف اور اعضاء

کے' گویا یہ اشارہ ہے کہ ایک سے ایک ہی کی یاد کرنا چاہیے اور ایک میں ایک ہی کی گنجائش ہونا چاہیے اور اس میں ایک اور حکمت بھی ہے اور وہ یہ کہ دل نیت اور اجتہاد کا محل ہے' اگر دو دل ہوتے تو نیت اور اجتہاد میں اختلاف پڑ جاتا' مثلاً اگر کوئی زبان سے ظہر کی نماز کی نیت کرے اور دل سے عصر کی تو اعتبار دل ہی کا ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاذکار المشروعۃ فی الصلوٰۃ وغیرہ میں ہے کہ ذکر میں اتنے زور سے تلفظ کرنا بھی ضروری ہے کہ اپنے آپ کو سنائی دے' صرف دل میں خیال کرنا کافی نہیں اور اگر کوئی قسم کھائے کہ گوشت نہ کھائے گا' پھر دل کھالے تو حانث (قسم توڑنے والا) نہ ہوگا۔

چھٹا لطیفہ: قرطبی کا قول ہے کہ جمیل بن معمر قہری نے کہا تھا کہ میرے دو دل ہیں' میں اُن دونوں سے (نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفےٰ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے زیادہ سمجھتا ہوں لیکن جب بدر کے دن اس حالت سے بھاگا کہ ایک جوتی پیر میں اور ایک جوتی ہاتھ میں تھی تو اس بارہ میں اُس سے کہا گیا' اُس نے جواب دیا: مجھے کچھ نہ معلوم ہوا مگر اتنا کہ وہ دونوں دل میرے پیر میں ہیں' اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر اس کے دو دل ہوتے تو اپنے جوتے کو ہاتھ میں لے کر نہ بھول جاتا اور خدا نے بھی اس کی تکذیب کی' چنانچہ ارشاد فرمایا جس کا مضمون یہ ہے کہ خدا نے کسی شخص کے جوف میں اُس کے دو دل نہیں بنائے ہیں۔ تفسیر رازی میں سورۂ آل عمران کے تحت میں بہتوں کی روایت سے منقول ہے کہ سوائے غزوۂ بدر کے اور کسی غزوہ میں فرشتے لڑے نہیں' ہاں اور غزوات میں مسلمانوں کے مددگاروں کے طور پر موجود رہے ہیں۔ ابوبکر کنانی نے بیان کیا ہے (اور یہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے اور ان کا تین سو اٹھائیس ہجری میں انتقال ہوا ہے) کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ سے عرض کی کہ خدا سے دعا فرمائیے کہ میرا دل مردہ نہ ہو' ارشاد ہوا کہ روزانہ چالیس بار پڑھ: "یاقیوم لا الٰہ الا انت اسئلك ان یحیی قلبی اللّٰھم صل علی محمدٍ وعلیٰ اٰلہ وسلم" (اے زندہ اور برقرار رہنے اور رکھنے والے! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' میری آپ سے درخواست ہے کہ میرا دل زندہ کر دیجئے' اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل واصحاب پر درود

نازل فرمائیے!) چنانچہ میں نے اس کو تین دن پڑھا تھا کہ خدا نے میرا دل زندہ کر دیا۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آفتاب کے لئے طلوع و غروب ہوتا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو عالم برباد ہو جائے' اسی طرح دل کے لئے بھی طلوع ہے' یعنی رجا اور غروب ہے' یعنی خوف' اگر یہ نہ ہو تو دل برباد ہو جائے۔ حضرت ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ میں نے خواب میں شیطان کو ننگا دیکھا اور اسے ڈنڈے سے مارنا چاہا' کسی نے کہا کہ وہ ڈنڈے سے نہیں ڈرتا بلکہ نورِ قلب سے ڈرتا ہے۔

انار کھانے سے دل روشن ہوتا ہے

فائدہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ انار کھانا دل کو روشن کرتا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے انار کھایا ہو اور اس سے جنت کو نہ دیکھ لیا ہو۔ اور حدیث میں ہے: اُس کا کوئی دانہ پیٹ میں نہیں ٹھہرتا مگر دل کو روشن کر دیتا ہے اور چالیس روز تک وسوسہ ڈالنے والے شیطان کو روک دیتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک پورا انار کھالیتا ہے خدا اس کا دل چالیس روز تک روشن رکھتا ہے۔ ابن طرخان نے بیان کیا ہے کہ یہ معدہ کے لئے عمدہ ہے' حلق' سینہ اور کھانسی کو نافع ہے اور اُس میں بڑی خاصیت ہے' اگر اس کو کوئی روٹی کے ساتھ کھائے' ایسا ہی طبِ نبوی میں مذکور ہے اور اس کی تُرشی کا کھانا معدہ کو نافع ہے' دست بند کرتا ہے اور صفرا و پیاس کو دور کرتا ہے اور اعضاء کو تقویت پہنچاتا ہے اور اس کا عرق روغنِ بنفشہ کے ساتھ اگر نرم آنچ پر پکا کر پیا جائے اور پلایا جائے تو بدن کی خارشت کو دور کرتا ہے۔ میں نے نزہۃ النفوس والافکار میں حیوان و نبات و اشجار کے خواص کے بیان میں دیکھا ہے کہ شربت انار شیریں معدہ کی جلن کو تسکین دیتا ہے اور نزلہ کو نافع ہے' طریقہ اس کے بنانے کا یہ ہے کہ عرق انار ایک اوقیہ اور شکر ایک اوقیہ ان دونوں کو ملا کر آگ پر قوام کر لیا جائے اور شربت انار ترش غلبہ صفرا اور متلی اور قے کی کثرت کو نافع ہے' اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے: شکر تین اوقیہ اور عرق انار نصف اوقیہ ملا کر قوام کر لیا جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء میں ہے کہ کھانے کی چیزوں میں سے معدہ کے لئے انار شیریں نہایت نافع ہے اور انار ترش نہایت

مُضر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ترش بہت نافع ہے بشرطیکہ بہت نہ کھایا جائے یعنی اس کا زیادہ کھانا بُرا ہے اور بھوک کی فضیلت میں اس کا بیان آتا ہے۔

حکایت: حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک روز انار کھانے کو میرا جی چاہا اور میں اس کی تلاش میں نکلا' جنگل میں مجھے ایک شخص نظر آیا جس کو مکھیاں ستا رہی تھیں' میں نے اس سے کہا کہ اگر خدا کے ساتھ تیرا یہ حال ہوتا تو تیری یہ تکلیف دور ہو جاتی' اُس نے جواب دیا: اور اگر تیرا یہ حال خدا کے ساتھ ہوتا تو انار کی رغبت تجھ سے دور ہو جاتی۔

فائدہ: میں نے زاد المسافرین جو طب کی ایک نہایت عمدہ کتاب ہے' دیکھا ہے کہ اگر پوست انار باریک پیس کر عصارہ سنداب کے ساتھ ملایا جائے اور درد کرتے ہوئے کان میں ڈالا جائے تو خدا کے حکم سے درد جاتا رہے۔

مسئلہ: بعض لوگوں نے کان کو آنکھ پر دو اعتبار سے فضیلت دی ہے' ایک تو یہ کہ اُسے آوازوں کا ہر طرف سے ادراک ہوتا ہے اور آنکھ فقط سامنے ہی سے دیکھتی ہے' البتہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے یہ امر تھا کہ آپ اپنے پیچھے کی چیزوں کو بھی اسی طرح دیکھ لیتے تھے جیسے کہ سامنے کی۔ اور کفوی کی شرح بخاری میں میری نظر سے گزرا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے بیچ میں بھی دو آنکھیں تھیں (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) دوسرے یہ کہ کان کو سننے سے تاریکی یا آڑ مانع نہیں ہوتی بخلاف آنکھ کے کہ اس کو تاریکی یا کسی قسم کی آڑ ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا۔

مسائل

پہلا مسئلہ: اگر کوئی شخص انار خریدے اور کھٹا نکلے تو اُسے واپس نہیں کر سکتا' ہاں! اگر شیریں ہونے کی شرط کر لی تھی اور مثلاً صرف سوئی گڑو کر دیکھنے سے معلوم ہوا' کھٹا ہے تو لوٹا دے اور اگر اُس میں اُس نے سوراخ کر دیا تو نہیں لوٹا سکتا' اس کو روضہ میں بیان کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ: اگر یہ قسم کھائے کہ اس انار کو نہ کھاؤں گا اور پھر اُسی انار کو کھایا اور صرف ایک دانہ نہ کھایا تو حانث ہو جائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے یا کھانا دے اور اُس میں اُس اناج کا اعتبار

ہے جو اس شہر والے اکثر کھاتے ہیں سوا تین اوقیہ فی کس کے حساب سے مسلم اناج ادا کرے' آٹا یا روٹی دینا' شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کافی نہیں اور اس سے عاجز ہو تو تین روزے رکھے' اگرچہ ہر ماہ میں ایک ہی روزہ ہو۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پے در پے روزے رکھنا چاہئے اور اُن کے نزدیک یہ بھی مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف حضرت محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانے سے کفارہ واجب ہوتا ہے اور کسی نبی کی قسم سے واجب نہیں ہوتا' اگر کوئی اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو اس انار کو نہ کھائے تو تجھ پر طلاق ہے' اُس نے اس کو کھایا مگر ایک دانہ چھوڑ دیا تو طلاق نہ پڑے گی' جیسے کہ کوئی قسم کھالے کہ اس کپڑے کو نہ پہنوں گا اور اُس میں سے مثلاً ایک تاگا نکال کے پہنے تب بھی حانث نہ ہوگا۔

تیسرا مسئلہ: اگر کوئی قسم کھائے کہ میں کوئی فاکہہ (میوہ) نہ کھاؤں گا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انار کے کھانے سے حانث ہو جائے گا۔ انار کو بیع سلم کے طور پر باعتبار وزن کے بیچنا بھی جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جنت میں ایک انار کو جماعت کے لوگ بھی جمع ہو کر کھائیں گے تو ہر ایک کو دوسری ہی قسم کا مزہ معلوم ہو گا' یا اللہ! بلا مشقت ان لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی عافیت عنایت کر۔

فائدہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ انار کو گودے سمیت کھایا کرو کیونکہ وہ معدہ کی رطوبت خشک کرتا ہے۔ نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ چیچک والے کی آنکھ میں انار کا گودا ٹپکانا اس کی بصارت کا محافظ ہے' اُس کے چھلکے سے کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں' جیسے کہ اُس کی لکڑی کی دھونی سے بھاگتے ہیں' واللہ اعلم۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس گئے تاکہ اُن کی بکریاں چرایا کریں تو انہوں نے کہا کہ گھر میں جا کر کوئی لکڑی لے لیجئے' جب وہ گئے تو اُن کے عصا نے انہیں پکارا' انہوں نے اسے لے لیا' حضرت شعیب علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ کوئی دوسری لکڑی لیجئے' چنانچہ دونوں میں جھگڑا ہونے لگا' خدا نے اُن کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ لکڑی کو گاڑ دے جو کوئی اُسے اکھاڑ لے' وہی لے

لئے حضرت شعیب علیہ السلام باوجود اس قدر شرافت کے اُس کو نہ اکھاڑ سکے حالانکہ وہ حقیر شی تھی اور ایک مخلوق نے اُسے گاڑا تھا پھر بھلا مؤمن کے دل سے ایمان کو شیطان حقیر کیسے اکھاڑ سکے گا حالانکہ خدا نے اس کو دل میں جمایا ہے۔ قرطبی وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جنت کے باغ کا تھا' آپؑ سے باتیں کرتا تھا اور رات کو اُن کے لئے روشن ہو جاتا' دھوپ سے اُن پر سایہ کرتا' اُن کے لئے اس میں پھل لگتے تھے اور جب تھک جاتے تھے تو اس پر سوار ہو لیتے تھے اور جب کسی کنویں سے پانی پینا چاہتے تو اُس کی دونوں شاخیں ڈول کا کام دیتی تھیں اور جب سوتے تھے تو وہ پہرا دیتا تھا' اُس کی لمبائی بارہ ہاتھ تھی اور تفسیر رازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قد کے برابر دس ہاتھ کا طول لکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور اس کا نام علیق تھا' اُن کو اس کے متعلق ہزار معجزے ملے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی درخت چلتے تھے' آپ کو سلام کرتے تھے' قضائے حاجت کے وقت کبھی بعض درخت آپ کے پسِ پشت آ جاتے تھے اور آپ کے اشارہ سے بعد فراغ اپنی جگہ پر واپس چلے جاتے تھے' انشاء اللہ باب زُہد میں چھڑی رکھنے کی فضیلت کا بیان آگے آتا ہے۔

حکایت: ابوعمرو مازنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جاڑے کے دنوں میں ایک جوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ اس کے پسینہ ٹپک رہا تھا' اس ماجرے سے مجھے بڑا تعجب معلوم ہوا' اس پر وہ کہنے لگا کہ جب تو محبت میں سچا ہوگا تو جاڑے کی سردی اور موسم گرما کی گرمی سب تجھ سے دور ہو جائے گی' کسی محبّ سے کسی نے پوچھا کہ کہاں سے آنا ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ محبوب کے پاس سے پھر پوچھا کہ کہاں چلے' اُس نے کہا: محبوب کے پاس' پھر پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ جواب دیا کہ محبوب کی ملاقات پھر اُس نے کہا: یہ تو بتلاؤ کہ محبوب کی یاد میں کب تک لگے رہو گے' اُس نے جواب دیا: جب تک نہ دیکھ لوں گا۔

حکایت: ایک روز ہارون الرشید نے اپنے نوکروں چاکروں کو اشرفیاں لٹائیں' سوائے ایک حبشی لونڈی کے سب چننے لگے' اُس سے اس کا سبب پوچھا' اُس نے کہا: میں تو اُسے چاہتی ہوں جو ان اشرفیوں کا بھی مالک ہے' اس پر ہارون الرشید نے اُس سے نکاح

کرلیا' ہارون الرشید کے لوگوں نے اِس فعل پر ناراضی ظاہر کی' اُس نے سب کی دعوت کی اور دستر خوان پر سب کو جمع کر کے یاقوت کے ظروف سے اُسے آراستہ کیا' اس کے بعد اور لونڈیوں سے کہا کہ ان ظروف کو توڑ ڈالو' انہوں نے نہ توڑے لیکن اُس لونڈی کے ہاتھ میں جو کچھ تھا' اس نے اُسے گرادیا اور وہ ٹوٹ گیا' اُس سے جو سبب پوچھا تو کہنے لگی کہ برتنوں کے ٹوٹنے سے تو بادشاہ کے خزانے میں نقصان آئے گی' لیکن اس کی مخالفت سے اس کے حکم میں نقصان آتا تھا' اس لئے میں نے کہا کہ اس سے تو اس کے خزانہ ہی کا نقصان اولیٰ ہے۔

کسی بادشاہ کے پاس ایک غلام تھا جو اُس کا بڑا مقرب تھا' اس ولایت کے لوگ اس کے پاس وہاں کے حاکم کے جور وستم کی شکایت کرتے ہوئے آئے' اُس نے اس کو معزول کردیا اور لوگوں سے کہا کہ تم خود اپنا حاکم انتخاب کرلو' انہوں نے اُس غلام کو منتخب کیا' اس کے بعد اُس نے اپنے لوگوں میں سے کسی کو حکم دیا کہ اس غلام کو زہر دے دو' چنانچہ اسے زہر دے دیا گیا' تب اُس کو اپنی خطا معلوم ہوئی اور جان دیتے وقت یہ کہہ کر مرا کہ دیکھ لو جو غلام اپنے مولیٰ سے دوری اختیار کرتا ہے' اس کی یہی سزا ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ قیامت میں امتیں اپنے اپنے نبیوں کے نام سے پکاری جائیں گی' مثلاً اے امت حضرت موسیٰ! اے امت حضرت عیسیٰ! اے امتِ محمد! پھر محبتوں کی پکار ہوگی' ان سے کہا جائے گا کہ اے خدا کے دوستو! خدا کی طرف دوڑو' اُن کی یہ حالت ہوگی کہ مارے خوشی کے ان کے دل نکلے پڑتے ہوں گے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا کے نزدیک محبت کا ایک ذرہ بلا محبت کے ستر سالہ عبادت سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

حکایت: فرعون کو جب آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کی خبر ہوئی تو اُس نے قصاب کو بلا کر حکم دیا کہ اس کے ساتھ اسی طرح پیش آ جس طرح تو ذبح کرنے کے بعد بکری کے ساتھ پیش آتا ہے' اُس وقت ملائکہ بولے کہ اے پروردگار! فرعون کی بلا میں یہ عورت پھنس گئی ہے' خدا کا ارشاد ہوا کہ یہ تو ہمارے لقا کی مشتاق ہورہی ہے' پھر جب نزع تک نوبت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس کے لب ہل رہے ہیں' ذرا سنو تو کیا کہتی ہے؟ حالانکہ خدا کو سب کچھ معلوم تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے

پروردگار! وہ ایک گھر کی طلب گار ہے' ارشاد ہوا کہ اس کی مصیبت نہایت سخت ہے' اُس کا صبر بھی بہت بڑا ہے لیکن اُس کا سوال نہایت حقیر ہے' پھر ارشاد ہوا کہ اچھا سنو تو وہ مکان کہاں ہے اور کس کے پاس ہے؟ جبرئیل علیہ السلام پھر نازل ہوئے اور جا کر عرض کیا کہ اے رب! وہ تو یہ کہہ رہی ہے کہ اے میرے رب! جنت میں اپنے پاس میرے لئے ایک گھر بنا دیجئے' اُس وقت ملائکہ بولے کہ یہ سوال تو بہت بڑا ہے اور گھر بھی نہایت شرافت والا ہے' اس لئے کہ یہ آپ کے جوار میں ہے بلکہ آپ کے گھر ہی میں بنا ہے' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں تو اس کے درخواست کرنے کے قبل ہی اُسے بنا چکا تھا' یہاں یہ قصہ گزرا کہ وہ کھال کھینچتا جاتا تھا اور اُن کی نظر اُدھر لگی ہوئی تھی اور زبان پر اللہ اللہ جاری تھا۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ فرعون نے آسیہ رضی اللہ عنہا پر ایک بہت بڑا پتھر دے مارنے کا حکم دیا تھا' جب پتھر لے کر اُن کے پاس لوگ آئے تو انہوں نے کہا کہ اے رب! میرے لئے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دیجئے' چنانچہ اس وقت اُن کو وہ نظر پڑا' دیکھتی کیا ہیں کہ ایک سفید موتی کا بنا ہوا مکان ہے اور اسی حالت میں اُن کی روح قالب سے نکل گئی' اُس کے بعد اُن کے بے روح کے جسد پر لوگوں نے پتھر دے مارا۔ حضرت حسن وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ خدا نے اُن کو جنت میں اٹھا لیا تھا' چنانچہ وہ وہاں خورد و نوش میں مشغول ہیں۔ حضرت نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ان لوگوں نے اُن کو دھوپ میں عذاب دیا تھا جب اُن کے پاس سے وہ لوگ چلے گئے تو فرشتوں نے اُن پر سایہ کر لیا۔ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العرائس میں بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اُن پر سے گزر ہوا' جس وقت اُن لوگوں کے ہاتھ سے وہ عذاب میں گرفتار تھیں' انہوں نے اپنی انگلی کے اشارہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی' چنانچہ موسیٰ نے تخفیف کی دُعا فرمائی' پھر اُن کو ذرا بھی تکلیف محسوس نہ ہوئی' جب انہوں نے اپنے (جنت کے) گھر کی طرف نظر کی تو ہنس پڑیں' فرعون نے کہا: دیکھو تو اس کو جنون ہے' جس کی وجہ سے ہنسی آ رہی ہے' حالانکہ تکلیف میں مبتلا ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ'' (۴۰:۴۶) (یعنی فرعون والوں کو سب سے سخت عذاب میں ڈال دو) کے

متعلق بیان کیا ہے کہ وہ سب لوگ سولہ لاکھ تھے' ان میں سے سوائے آسیہ رضی اللہ عنہا اور فرعون کے چچا زاد بھائی کے جس نے اپنا ایمان مخفی رکھا تھا' کسی کو نجات نہ ملی' اس کا نام حزقیل تھا اور بعض نے کہا ہے کہ خیر نام تھا۔ ایک شخص نے حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے سمندر سے سفید رنگ کے پرندے جھنڈ کے جھنڈ نکلتے ہوئے دیکھے جن کا شمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا' وہ سب مغرب کی طرف چلے جاتے ہیں' پھر سیاہ ہو کر رات کو لوٹ آتے ہیں' انہوں نے کہا: یہ وہ پرندے ہیں جن کے پوٹوں میں آلِ فرعون کی روحیں ہیں' صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے پھر اپنے گھونسلوں میں لوٹ آتے ہیں اور اُن کے پر جھلسے ہوئے ہوتے ہیں' رات بھر میں پھر اُن کے سفید پر پیدا ہو جاتے ہیں' صبح کو پھر جاتے ہیں اور آگ پر پیش ہوتے ہیں اور اسی طرح قیامت تک گرفتار رہیں گے۔

لطیفہ: آسیہ رضی اللہ عنہا کے قصہ سابقہ میں پہلے اپنے پاس کا لفظ اس لئے کہا ہے کہ گھر سے پہلے پڑوسی کو پسند کر لینا چاہیے۔ و نیز بیت کا لفظ کہا دار نہیں کہا کیونکہ دار بڑے گھر کو احاطہ وغیرہ سمیت کہتے ہیں بخلاف بیت کے کہ اُس سے گھر کے اندر کے چھوٹے حصے مثلاً کوٹھڑی وغیرہ مراد ہوتی ہے اور اس میں غالباً سوائے ایک کے اور کوئی نہیں رہا کرتا تو گویا انہوں نے اپنے حبیب کے ساتھ خلوت میں رہنا پسند کیا ہے اور کیوں نہ ہو' اس سعیدہ کو اپنے ربّ کے حضور میں قدم صدق حاصل تھا۔ لیث نے کہا ہے کہ "قدم صدق" سے مراد نعمت سابقہ ہے یعنی خدا کے نزدیک اُن کے لئے پہلے ہی بھلائی ٹھہر چکی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قدم صدق سے عمل صالح مراد ہیں۔ بہر حال اس عورتِ صالحہ میں دونوں معنی موجود ہیں' خدا کے نزدیک بھلائی تو پہلے ہی ٹھہر چکی تھی' چنانچہ خدا اور نبی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی اور انشاء اللہ یہ دونوں باتیں ہم میں بھی پائی جاتی ہیں کیونکہ ہم خدا اور اس کے تمام نبیوں پر ایمان لائے ہیں اور یہ علامت ہے کہ ہمارے لئے پہلی بھلائی ٹھہر چکی تھی' کیونکہ اس سے ہمیں کچھ تعجب نہیں ہوتا کہ خدا نے اپنے بندوں میں سے کسی کو نبی بنایا ہے اور کسی کو رسول جیسے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے کفار کو تعجب ہوتا تھا۔ تعجب الاسماء واللغات میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حالات میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ آج کل تم کتنے خداؤں کی عبادت کیا کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ سات کی جن میں سے چھ زمین میں اور ایک آسمان پر پھر آپ نے پوچھا کہ تم نے اپنی رغبت اور ہیبت کے لئے کسے تجویز کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آسمان والے کو' تب آپ نے فرمایا کہ اے عمران! اگر تو مسلمان ہو جاتا تو میں تجھے دو ایسی باتیں بتا دیتا جو تیرے لئے نفع بخشی ہوتیں' چنانچہ جب وہ اسلام لائے تو انہوں نے آپ سے عرض کی کہ اب مجھے وہ باتیں سکھا دیجئے' آپ نے فرمایا: اچھا کہو: "اللّٰھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی" (یعنی اے اللہ! مجھے میری ہدایت کا الہام کر دیجئے ایک بات ہوئی اور دوسری یہ کہ میرے نفس کی برائی سے مجھے پناہ میں رکھئے)۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تہذیب الاسماء واللغات میں میری نظر سے گزرا ہے کہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جب تیرہ برس کے تھے' اسی وقت سے فتوے دیا کرتے تھے اور ستر ہزار مسئلوں میں انہوں نے فتوے دیئے۔ اوزاع باب الفرادیس کے قریب شہر دمشق کا ایک قریہ ہے اور یہ تبع تابعین میں سے تھے' ان کا نام پہلے عبد العزیز تھا' پھر انہوں نے اپنا نام عبدالرحمٰن رکھا تھا اور اس تبدیلی کی وجہ شاید یہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسمائے الٰہی کے نام رکھا کرو' اور یہ نام جیسے عبداللہ' عبدالرحمٰن خدا کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں' اس کو حضرت نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے یا شاید یہ وجہ ہو کہ عزیز کا اطلاق غیر خدا پر بھی ہو سکتا ہے بخلاف رحمٰن کے کہ غیر خدا کے لئے اسے نہیں استعمال کر سکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عبدالرحمٰن کئی صحابیوں کا نام ہے۔ ایک عبدالرحمٰن بن ازہر ہیں جو عبدالرحمٰن بن عوف کے بھتیجے ہیں' ایک عبدالرحمٰن بن عوام ہیں جو زبیر کے علاتی (باپ میں شریک) بھائی ہیں' ایک عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہیں' ایک عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ (بفتح زا) ہیں' جن کو زبیر (بضم زا) نے یوم قریظہ میں قتل کر دیا تھا' ایک عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب ہیں' جن کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا تھا۔ ایک عبدالرحمٰن بن عتاب ہیں جن کی ماں جویریہ بنت ابی جہل تھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کی راویہ ہیں' ایک عبدالرحمٰن بن ابی الفتح ہیں' ایک عبدالرحمٰن بن زمعہ ہیں

جن کے بارہ میں سعد بن ابی وقاص جھگڑے تھے اور عبدالرحمٰن بن زمعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہوتے تھے' ایک عبدالرحمٰن عمر بن خطاب ہیں' ایک عبدالرحمٰن' ابوہریرہ' ایک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں' ایک عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ (بفتح میم' نیز بضم میم) اور جن صحابیوں کے نام عبداللہ ہیں' وہ چار ہیں[1]: ایک عبداللہ بن زبیر' دوسرے عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہیں جو اپنے والد ماجد کے ساتھ ہی اسلام لائے تھے لیکن اُن سے پہلے ہجرت کی تھی' تیسرے عبداللہ بن عمرو بن العاص' یہ اپنے والد ماجد سے پہلے اسلام لائے تھے' ان کی ماں کا نام ریطہ بنت وہب تھا وہ بھی مسلمان ہوگئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی نسبت ارشاد ہے کہ یہ گھر والے بھی کیا اچھے ہیں؟ عبداللہ وابوعبداللہ وام عبداللہ اور چوتھے عبداللہ بن عباس ہیں' ان کی ماں کا نام لبابہ تھا' اسلام لانے والی عورتوں میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد یہ پہلی عورت ہیں' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کی بہن لبابہ صغریٰ خالد بن ولید کی ماں ہیں' ان کے اسلام میں اختلاف ہے۔

اور وہ آگ میں کود گئی

حکایت: ایک شخص نے اپنی زوجہ کو قسم دی تھی کہ کبھی خیرات نہ کرے' اس کے بعد کہیں کسی دن ایک شخص کو اُس نے خیرات دی اور اتفاق سے اُس کے خاوند نے بھی دیکھ لیا' اُس نے اس سے کہا: تو نے میرے حکم کی کیسے مخالفت کی' عورت نے جواب دیا کہ میں نے خدا کے لئے یہ کام کیا ہے اُس نے آگ جلائی اور عورت سے کہنے لگا کہ اچھا خدا کے لئے اس میں بھی گھس جا' وہ زیور اور لباس سے آراستہ ہونے لگی' اُس شخص نے پوچھا: یہ کیا کرتی ہے؟ بولی کہ محبّ جب اپنے حبیب سے ملتا ہے تو آراستہ ہولیا کرتا ہے اور یہ کہہ کر تنور میں کود پڑی' اُس بھلے آدمی نے تین دن تک اُس بیچاری کو تنور ہی میں بند پڑا رہنے دیا' اُس کے بعد جو کھولا تو دیکھتا کیا ہے کہ وہ مسکرا رہی ہے' اسے اس ماجرے سے بڑی حیرت ہوئی' ایک

[1] عبداللہ نامی صحابہ پچاس سے زیادہ ہیں مثلاً عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن سرجس' عبداللہ بن مالک بن بحینہ' عبداللہ بن زید بن عبدربہ' عبداللہ بن ارقم' عبداللہ بن مغفل' عبداللہ بن ابی اوفی' عبداللہ بن عبداللہ بن ابی وغیرہ۔

ہاتف نے فوراً ہی آواز دی کہ ہمارے پیاروں کو آگ نہیں جلایا کرتی' اس پر وہ تائب ہوا اور بڑی اچھی توبہ کی۔ حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو خداشناس لوگ ہیں' وہ خود آگ کے لئے عذاب ہیں اور جو اُس کی معرفت نہیں رکھتے' آگ اُن کے لئے عذاب ہے' اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر دوزخ مجھے دیکھ لیتی تو اُس کی آگ سرد ہو جاتی۔

مسئلہ: اگر کوئی اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو دوزخ میں جانا پسند کرتی ہے تو تجھ پر طلاق اور اس کے جواب میں عورت کہے کہ ہاں پسند کرتی ہوں تو وقوع طلاق میں دو وجہیں ہیں' ایک تو یہ کہ اُس کا قول مقبول نہیں ہو سکتا کیونکہ دوزخ میں جانا کوئی بھی پسند نہیں کرتا' اس لئے وہ یقیناً جھوٹی ہے' دوسرے یہ کہ اُس کا قول (اس کے حق میں) قبول کر لیا جائے گا اور اس پر طلاق پڑ جائے گی کیونکہ یہ امر اُسی کے کہنے سے معلوم ہو سکتا ہے اور وہ خود اس کا اقرار کرتی ہے' اُس کو علائی نے اپنے قواعد میں بیان کیا ہے۔

فائدہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ زمین والوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ جو مجھ سے محبت کرے' میں اس کا محبوب ہوں اور جو میرا ہم نشین ہے' میں اُس کا ہم نشین ہوں اور جس کو مجھ سے اُنس ہو' میں اُس کا انیس ہوں اور جو مجھ سے مصاحبت رکھے ہیں' اُس کا مصاحب ہوں اور جو مجھے پسند کرے میں اُسے پسند کرتا ہوں اور جو میری اطاعت کرے' میں اس کا کہا مانتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے دوستوں کا خمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر میں سے بنایا ہے اور اپنے نور سے مشتاقوں کے دلوں کو روشن کیا ہے اور ان کو اپنے جلال کی نعمت دی ہے۔ بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: خدا کے زمین میں تین سو بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور چالیس ایسے ہیں' جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور سات ایسے ہیں کہ جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور پانچ ایسے ہیں جن کے دل جبرئیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں

اور تین ایسے ہیں جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں' اور ایک بندہ ایسا ہے جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے اور جب یہ ایک مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بجائے اُس کے ان تین میں سے کسی کو قائم مقام کر دیتا ہے اور جب ان تین میں سے کوئی مرتا ہے تو اُن پانچ میں سے کوئی قائم مقام ہو جاتا ہے اور جب پانچ میں سے کوئی مرتا ہے تو ان سات میں سے کوئی قائم مقام ہوتا ہے اور جب اُن سات میں سے کوئی مرتا ہے تو اُن چالیس میں سے کوئی قائم مقام ہوتا ہے اور جب اُن چالیس میں سے کوئی مرتا ہے تو اُن تین سو میں سے کوئی قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان تین سو میں سے کوئی مرتا ہے تو عامہ خلق سے کوئی قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قلب مبارک کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قلب مبارک سے اشرف کوئی قلب ہی نہیں پیدا کیا ہے اور آپ کے قلب مبارک کو دیگر انبیاء علیہم السلام کے قلوب سے وہی نسبت ہے جو آفتاب کو تاروں سے ہے۔

وہ خوش نصیب جانور جو جنت میں جائیں گے

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام (کے آسمان پر اٹھائے جانے) کے بعد اصحاب کہف باہر آئے اور وہ سات جوان تھے اور اُن کا کتا بھی زرد رنگ کا اُن کے پیچھے ہو لیا' باوجود یکہ انہوں نے اُس کو کوئی بار ہنکایا لیکن وہ نہ لوٹا' بلکہ کہنے لگا کہ مجھ سے تم لوگ خوف مت کرو' میں تو خدا کے دوستوں سے محبت رکھتا ہوں اور تم سے پہلے میں خدا کو پہچان چکا ہوں' اس پر انہوں نے اس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیا اور نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے' ان کے ساتھ وہ بھی جنت میں جائے گا' اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گوسالہ بھی جنت میں جائے گا اور انشاء اللہ اس کا بیان باب الکرم میں آگے آتا ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مینڈھا بھی اور یہ وہی تھا جس کی ہابیل نے قربانی کی تھی اور بنی اسرائیل کی گائے بھی اور اس کا ذکر بھی برالوالدین کے بیان میں آتا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی اس کا ذکر باب الامانۃ میں آتا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اس کا ذکر باب زُہد میں آتا ہے اور بلقیس کا ہُد ہُد اس کا ذکر باب

الکرم میں آتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ ذکر مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا میں آتا ہے اور عزیر علیہ السلام کا گدھا اور بعض نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا ان سب پر اور بڑھایا ہے اور اس کا بیان باب الغیبۃ والنمیمۃ میں آتا ہے۔

حکایت: کسی عورت نے ایک عارف سے کہا کہ ہمارے پاس گھنا ہوا گیہوں تھا' ہم نے اُسے پیس ڈالا' اُس کے ساتھ گھن پس گیا اور گھنا ہوا باقلا تھا' اُس کو جو پیسا تو گھن صحیح و سالم نکل آیا تو انہوں نے جواب دیا' اس لئے کہ بڑوں کی صحبت سے سلامتی حاصل ہوتی ہے۔ مؤلف (رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ اس پر یہ امر بھی دال ہے کہ اصحابِ کہف کے کتے نے اُن کی صحبت اختیار کی تو یہ نتیجہ نکلا کہ قیامت تک قرآن پاک میں اس کا ذکر رہے گا اور انہیں کے ساتھ پُل صراط پر سے گزرے گا اور جب جنت کے دروازے پر پہنچے گا تو رضوان مانع ہوگا' آواز آئے گی کہ ان کے ساتھ اس کو بھی آنے دو' پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کو جنت میں ایک باغ ملے گا جس کا طول پانچ سو برس کی راہ ہوگا' اور اہل جنت کے محل اُس سے بلند ہوں گے پس جب کبھی کتا نظر اٹھائے گا جنتی اسے نظر آئیں گے۔ قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ ان کی صحبت میں رہا تو ان کو اس کی نجاست اور بے قدری سے کچھ ضرر نہیں پہنچا' چونکہ کتے نے چوکھٹ پر اپنے ہاتھ پھیلائے تھے' یعنی اولیاء کے دروازہ پر بیٹھا تھا تو قیامت تک کہا جائے گا کہ اُن کا کتا چوکھٹ پر اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے' لیکن مؤمن پچاس بار اپنے ربّ کی طرف ہاتھ اُٹھایا کرتا ہے تو کیا پھر بھی یہ گمان ہوسکتا ہے کہ نامراد لوٹے گا اور اصحابِ کہف کے اوصاف میں قرآن پاک میں یہ ارشاد ہوا ہے: اب لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا اُن کا کتا ہے' اور اس امت کے اوصاف میں یہ ارشاد ا ہے کہ تین آدمی کبھی سرگوشی نہیں کرتے مگر چوتھا وہ (اللہ تعالیٰ) ہوتا ہے اور نہ پانچ مگر چھٹا وہ ہوتا ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اہل کتاب کے نزدیک اصحاب کہف تین سو شمسی سال تک ٹھہرے رہے' اور اللہ تعالیٰ نے قمری سال کے حساب سے تین سو سال بیان کئے ہیں اور چونکہ شمسی اور قمری سال میں ہر سو سال میں تین سال کا تفاوت پڑتا ہے' اس لئے کلام پاک میں اتنا اور بڑھا دیا ہے اور نو سال

انہوں نے اور بڑھا لئے' انشاء اللہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے بیان میں نہایت عمدہ عمدہ باتیں آتی ہیں۔

فائدہ: حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت آئی ہے کہ جس کو خدا کی ہم نشینی منظور ہو' وہ اہل تصوف کی ہم نشینی اختیار کرے' ایک شخص نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ صوفی لوگ مسجد میں بلاعلم کے بیٹھے ہیں' انہوں نے جواب دیا کہ علم ہی نے اُن کو مسجد میں بٹھا رکھا ہے اور اُن میں سے ہر شخص ایک ایک ٹکڑے پر قناعت کرتا ہے پھر بھلا اُس سے بہتر کون ہوسکتا ہے کہ جو دنیا سے ایک ٹکڑے ہی پر قانع ہو' پھر اُس نے کہا: وہ تو وجد میں آ آ کر خوب ناچتے کودتے ہیں' انہوں نے جواب دیا: تو کیا مضائقہ ہے خدا ہی کے لئے تو طرب میں آ کر ایسا کرتے ہیں۔

حکایت: ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا' میں نے اس کا حال پوچھا تو کہنے لگا کہ میں خدا کے دوستوں کے (جیسے ثابت بنانی اور مالک بن دینار' اور اسی طرح بہت سے اولیاء اللہ کے اُس نے نام گنوائے اور کہنے لگا کہ ان سب کے) نام لکھنے کو اُترا ہوں' میں نے اس سے پوچھا کہ میرا بھی نام اُن میں ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! تو میں نے کہا: اچھا! جب لکھ چکنا تو ان کے نیچے یہ بھی لکھ دینا کہ ابراہیم خدا کے دوستوں کا دوست ہے' اسی وقت فرشتہ نے کہا کہ خدا کا مجھے ابھی حکم آ پہنچا ہے کہ سب سے پہلے آپ کا نام لکھوں۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ اسی جیسی ایک روایت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے بیداری میں دیکھا کہ دو شخص کچھ لکھ رہے ہیں' اُن سے حال پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم خدا کے دوستوں کے نام لکھتے ہیں' میں نے کہا کہ تمہیں خدا کی قسم! یہ بتاؤ کہ میرا بھی نام اُن میں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں! یہ سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا' اُس کے بعد خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تو بھی انہیں میں ہے اور انہیں کا ساتھی ہے کیونکہ آدمی اُسی کا ساتھی ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے' خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی اور پوچھا کہ آپ نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: میں نے نماز پڑھی' روزے رکھے' خیرات دی' تسبیح پڑھی' تلاوت کی' ارشاد ہوا کہ نماز آپ کے لئے نور ہے' روزہ آپ کے لئے ڈھال ہے' خیرات آپ کے لئے سایہ ہے' تسبیح سے آپ کے لئے درخت لگیں گے' تلاوت سے آپ کے لئے (پل صراط پر سے) گزرنا آسان ہوگا' بتلایئے وہ عمل کہاں ہے جو آپ نے محض ہمارے لئے کیا ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمائیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا کبھی میرے ولی سے دوستی کی ہے یا میرے دشمن سے دشمنی رکھی ہے' اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ سب سے افضل عمل محض خدا کے لئے محبت اور خدا ہی کے لئے بغض رکھنا ہے۔

حکایت: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضرت سے نہایت سخت محبت تھی' وہ آپ سے جدائی پر صبر نہ کر سکتے تھے' ایک دن وہ آپ کے پاس اس حالت میں آئے کہ رنگ متغیر اور جسم ناتواں ہو رہا تھا' آپ نے اُن سے سبب دریافت کیا' وہ بولے: یا نبی اللہ! مجھے کوئی بیماری نہیں ہے مگر مجھے آخرت یاد آئی تھی اور نیز ایک دن گزر گیا تھا اور مجھے آپ کا دیدار میسر نہ ہوا تھا' میں آپ کا بڑا مشتاق ہو رہا تھا' اب اس سوچ میں ہوں کہ دیکھئے آخرت میں میری کیفیت کیا ہوتی ہے' کیونکہ اگر میں جنت میں گیا بھی تو غلاموں کے ساتھ ہوں گا اور آپ نبیوں کی جماعت میں تشریف فرما ہوں گے' پھر بھلا مجھے کبھی آپ کا دیدار کیوں میسر ہونے لگا اور آپ کی جدائی سے مجھے صبر آئے گا نہیں' دیکھئے کیا گزرے۔ اس پر وہ آیت نازل ہوئی جس کا مضمون یہ ہے کہ جو خدا اور رسول کے فرمانبردار رہتے ہیں وہ لوگ تو اُن کے جن کو خدا نے نعمتیں دی ہیں یعنی نبیوں و صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے (۶۹:۴) اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ ثوبان رضی اللہ عنہ کے باپ کا نام بُجْدُد (بضم باء مؤحدہ وسکون جیم مؤحدہ و دال مضمومہ) تھا' ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کر دیا تھا' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو ستائیس حدیثیں روایت کی

ہیں۔

مسئلہ: کسی شخص کو نانی کی میراث نہیں ملتی کیونکہ نانی ذوی الارحام میں سے ہے لیکن نواسی کو نانی کی میراث میں سے چھٹا حصہ ملتا ہے' رہی دادی کی میراث تو اُس کی تین صورتیں ہیں' اگر اُس (دادی) کا باپ یا بیٹا نہ ہو تو پوتا وارث ہوتا ہے' اگر اُس (دادی) کی ایک بیٹی ہو تو آدھا اُس بیٹی کو باقی پوتی کو ملتا ہے اور اگر دو بیٹیاں ہوں تو دو تہائی دونوں بیٹیوں کو ملتا ہے باقی پوتی کو' اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی ماں اور دادی ہو تو چھٹے حصہ میں دونوں شریک ہو جائیں گی۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ کسی شخص سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ تین بھائی متفرق ہیں اُن کو کیا میراث ملے گی؟ وہ متحیر رہ گیا اور کہنے لگا: جب تک سب اکٹھا نہ ہوں گے میراث تقسیم نہ ہوگی' اس نے جواب دیا کہ سب موجود ہیں' تو کہنے لگا: جب سب موجود ہیں تو متفرق کیسے ٹھہرے (مطلب یہ تھا کہ تین بھائی ہیں جن کا رشتہ الگ ہے)' اس مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ ایسے تین بھائیوں میں سے میت کے اخیافی بھائی (ماں میں شریک) کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی حقیقی (ماں اور باپ دونوں میں شریک) بھائی کو ملے گا اور علاتی (صرف باپ میں شریک) بھائی کو کچھ نہ ملے گا' وہ اس صورت میں محروم رہے گا لیکن اگر ایسی ہی تین بہنیں ہوں تو میت کی حقیقی (باپ اور ماں دونوں میں شریک) بہن کو آدھا اور اخیافی (صرف ماں میں شریک) بہن کو چھٹا حصہ اور علاتی (صرف باپ میں شریک) بہن کو بھی چھٹا حصہ ملے گا' واللہ اعلم۔ اور اگر یہ سب جمع ہو جائیں اس طرح پر کہ کوئی شخص ایک ایک حقیقی بھائی اور بہن ایک ایک علاتی بھائی اور بہن ایک ایک اخیافی بھائی اور بہن چھوڑ مرے تو اس مسئلہ کی یہ صورت ہوگی کہ تین سے مسئلہ بن کر اٹھارہ سے اس کی تصحیح ہوگی اور اخیافی (صرف ماں میں شریک) بھائی اور بہن کو اٹھارہ میں سے تین تین برابر ملیں گے' باقی بارہ میں سے حقیقی بھائی کو آٹھ اور حقیقی بہن کو چار ملیں گے' علاتی بھائی اور بہن اس صورت میں محروم رہیں گے۔

"اخ واخت لام — اخ واخت لابوین — اخ واخت للاب"۔

۳ ۳ ۴ م م

فائدہ: جب مؤمن دل سے جان لے کہ خدا کے لئے کون سی صفات ضروری ہیں اور کون سی اس کی ذات کی نسبت محال ہیں تو بے شک وہ مؤحد بن گیا اور یہی نفی و اثبات کلمۂ توحید میں مجتمع ہیں اوّل میں نفی ہے اور آخر میں اثبات اور اسم اعظم سب کے آخر میں لانے سے یہ اشارہ ہے کہ اس کے بعد کوئی شئ نہیں۔

فائدہ: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ خبر میں وارد ہوا ہے کہ جب عورت ولادت کے قریب ہوتی ہے تو خدا اُس کے پاس دو فرشتوں کو بھیجتا ہے' ایک داہنی طرف اور ایک بائیں طرف آموجود ہوتا ہے' جب داہنی طرف والا بچہ کو نکالنا چاہتا ہے تو وہ بائیں طرف پھر جاتا ہے اور جب بائیں طرف والا نکالنا چاہتا ہے تو داہنے طرف پھر جاتا ہے' پس عورت درد میں مبتلا ہو جاتی ہے' دونوں فرشتے کہنے لگتے ہیں: یارب! ہم تو اس کے نکالنے سے عاجز آ گئے' پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ اے میرے بندے! میں کون ہوں؟ وہ عرض کرتا ہے: آپ اللہ ہیں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سجدہ میں گر پڑتا ہے اور حالت سجدہ میں سر کے بل نکل پڑتا ہے۔

فائدہ: اگر دردِ زہ والی عورت املتاس خشک کا پوست چار مثقال پی لے تو بہت جلد وضع حمل ہو جائے' حاملہ کو مناسب ہے کہ جب وضع حمل کے دن قریب آ لگیں تو روزانہ غسل خانہ میں جایا کرے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ بارہا میں نے تجربہ کیا ہے' نافع پایا ہے کہ اگر دردِ زہ والی عورت کو سات ماشہ زعفران پلا دیا جائے تو خدا کے حکم سے فوراً وضع حمل ہو جائے۔ زعفران اگر سونگھا جائے تو شقیقہ یعنی آدھا سیسی کے درد کو نافع ہے اور اگر پیا جائے تو دردِ پشت کو نافع ہے اور اگر کھانے پینے کی چیزوں میں ڈال کر استعمال کیا جائے تو رنگ خوب نکھرتا ہے اور جس گھر میں رکھا جائے تو وہاں گرگٹ نہیں آتا اور اگر اُونی کپڑوں میں رکھا جائے تو کیڑے دور رہتے ہیں۔ حاوی میں مذکور ہے کہ زعفران بلغم کا مصلح و مقوی قلب و مہیج باہ و نسیان کو ختم کرنے والا اور مفرح ہے' طبیعت میں نشاط پیدا کرتا ہے۔

لطیفہ: ابن سیرین سے کسی شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغا

اللہ اللہ کہتا ہے' انہوں نے جواب دیا کہ تیری اجل کے تین دن باقی ہیں' چنانچہ جیسا انہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ میں نے تہذیب الاسماء واللغات میں دیکھا ہے کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ تیس صحابیوں سے ملے ہیں اور اُن کے پاس حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' انہوں نے اُن کو بیس ہزار درہم پر مکاتب بنا دیا تھا' چنانچہ وہ ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے' ان کی ماں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ واللہ اعلم۔
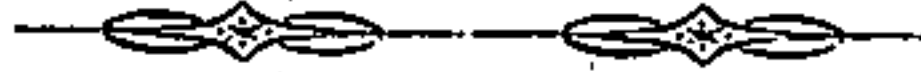
باب:

موت کا ذکر

اللہ تعالیٰ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ بے شک آپ بھی وفات پائیں گے اور وہ سب بھی فوت ہوں گے اور پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو فی الجملہ تسلی رہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: موت مسلمان کیلئے تحفہ ہے اور کسی عارف کا قول گزر چکا ہے کہ دنیا بلا موت کے ایک ذرّہ کے برابر بھی نہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا شہیدوں کے ساتھ بھی کسی کا حشر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اُس کا جو اپنی موت کو شب و روز میں بیس بار یاد کرتا رہے گا۔ اور دوسری حدیث میں ہے' آپ ارشاد فرماتے ہیں: اے علی! جو کوئی روزانہ "اللّٰھم بارك لی فی الموت وفیما بعد الموت" (یعنی اے اللہ! میری موت میں اور موت کے بعد کی حالت میں برکت دے) پڑھا کرے تو خدا نے جو نعمتیں اسے دنیا میں دی ہوں گی' اُس کا اس سے حساب نہ لے گا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ دنیا میں مؤمن کی پیٹ کے بچہ کی سی حالت ہے' جب نکلتا ہے تو روتا ہے اور جب روشنی دیکھ لیتا ہے تو اپنی جگہ واپس جانا نہیں چاہتا' اسی طرح مؤمن موت سے گھبراتا ہے جب اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے تو دنیا میں لوٹ کر آنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مؤمن فرشتوں کو دیکھتا ہے تو وہ اُس سے کہتے ہیں کہ ہم تجھے دنیا میں واپس لے چلیں گے' وہ کہتا ہے کہ وہ تو غم و الم کا گھر ہے البتہ خدائے عزوجل کے پاس چلیں گے۔

فائدہ: جسے اپنے دین کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہو اُسے موت کی آرزو کرنا مکروہ ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ" (۳۰:۱۹) کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ مردہ سے زندہ کے نکالنے کے بیان میں خدا نے فعل ذکر کیا ہے کیونکہ وہ مردہ سے اشرف ہے پس مناسب ہوا کہ مردہ سے زندہ کے نکالنے کے بیان میں اُس سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے جتنا کہ زندہ سے مردہ کے نکالنے کے بیان میں کیا گیا ہے اسی لئے پہلی بات کو فعل سے تعبیر کیا اور دوسری بات کو اسم سے اس کے مفہوم کے بیان میں مختلف اقوال ہیں' بعض نے کہا ہے کہ زندہ سے مراد مؤمن ہے جو کافر سے نکلتا ہے اور بالعکس' اور بعض نے کہا ہے کہ نبات دانہ سے اور دانہ نبات سے نکلتا ہے' بعض نے کہا ہے: انڈا مرغی سے نکلتا ہے اور بالعکس۔ اور میں نے کتاب الشفاء میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں نے فلانی وادی میں اپنی لڑکی کو پھینک دیا ہے' آپ اُس کے ساتھ گئے اور اس لڑکی کو آواز دی کہ اے فلانی! وہ بول اُٹھی کہ یارسول اللہ! حاضر ہوں' آپ نے فرمایا کہ تیرے والدین مسلمان ہو گئے ہیں' اگر تجھے اُن کے پاس جانا پسند ہو تو میں پہنچا دوں؟ وہ بولی: مجھے اُن کی کچھ حاجت نہیں' میں نے خدا کو اُن سے بہتر پایا ہے۔ میں نے کتاب العقائق میں دیکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس سے غم تو اس بات کا تھا کہ وہ جنت سے اسے دارالحزن کی طرف نکالنے کا باعث ہوا تھا اور خوشی اس بات کی تھی کہ خطا کو اس کی جانب منسوب کر دیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: شیطان نے اُن دونوں کو ذلت یعنی لغزش میں ڈال دیا۔ "زَلَّة" (بفتح زا و تشدید لام) بمعنی خطا ہے اور اس کھانے کو بھی کہتے ہیں جو دستر خوان سے لے لیا جائے' اور "زِلَّة" (بکسر زا) چکنے پتھر کو کہتے ہیں' اور "زُلَّة" (بضم زا) ضیق نفس کو کہتے ہیں' اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے۔ ابراہیم کو آگ سے اس کو دیکھنے کے وقت غم ہوا تھا لیکن جب اُس کو سرد اور باعث سلامتی پایا تو خوش ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا سے غم یہ پہنچا تھا کہ اُن کی ماں کو خدا کا ارشاد ہوا تھا کہ ان کو دریا میں ڈال دے اور خوشی فرعون کے غرق ہونے سے ہوئی۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے

آلِ فرعون کو ڈبو دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو قمیص سے غم یہ پہنچا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ اُس کے کرتہ پر جھوٹ موٹ خون لگا لائے اور خوشی یہ ہوئی جس کا خدا نے یوں ذکر فرمایا: (حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے فرمایا کہ) میرے اس کرتہ کو لے جاؤ' (۹۳:۱۲)۔ اسی طرح مؤمن کو خدا سے غم تو یہ پہنچتا ہے کہ وہ اپنے ربّ سے ترساں رہتا ہے اور خدا سے خوشی یہ ہوگی کہ اس کا حساب آسانی سے لیا جائے گا اور عذاب دور کر دیا جائے گا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس نے موت کو پہچان لیا' اُس پر دنیا کی مصیبتیں اور فکریں آسان ہو گئیں' اور حدیث میں ہے کہ جب کسی بندہ سے خدا راضی ہوتا ہے تو ملک الموت سے ارشاد فرماتا ہے کہ فلاں بندہ کے پاس جا اور اس کی روح میرے پاس لے آ تاکہ عمل کرنے کی زحمت سے آرام دوں' میں نے اُس کا امتحان کر لیا جیسا میں نے چاہا تھا ویسا ہی اس کو پایا' پس ملک الموت کا نزول ہوتا ہے اس طرح سے کہ ہمراہی میں پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں اور وہ گل وریحان کی شاخیں اور زعفران کی جڑیں لئے ہوتے ہیں' ہر ایک اُن میں سے ایک تازہ بشارت دیتا ہے اُس کی روح کے خیر مقدم کے لئے فرشتے دو طرفہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور گل وریحان لئے ہوتے ہیں جب شیطان اُن کو دیکھتا ہے تو اپنا سر پیٹتا ہے اور چلاّتا ہے' اس وقت اس کے لشکر کے لوگ اُس سے کہتے ہیں: اجی گرو جی! خیر ہے کیا ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس بندہ کو کیا کچھ کرامت و بزرگی عنایت ہوئی ہے' تم لوگ کہاں رہ گئے تھے جو اس کی خبر نہ لی؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے تو بہت کچھ کوشش کی لیکن وہ بچا رہا۔ علائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ملک الموت کی پیشانی پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" لکھا ہوا ہے جب مؤمن اُسے دیکھتا ہے تو اُسے کلمہ یاد آ جاتا ہے۔

فائدہ: حضرت قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تذکرہ میں کسی کی روایت لکھی ہے کہ جو موت کی بہت یاد کیا کرتا ہے' اُس کو تین کرامتیں عنایت ہوتی ہیں: توبہ کی جلد توفیق ہوتی ہے' اس کا نفس قانع ہو جاتا ہے اور عبادت میں نشاط حاصل ہوتا ہے۔ اور جو موت کی یاد بھول

جاتا ہے' تین عذاب میں گرفتار ہوتا ہے: توبہ کی توفیق دیر میں ہوتی ہے' کفاف (نان ونفقہ وغیرہ) پر راضی نہیں ہوتا اور عبادت میں سُستی کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر چوپایوں کو اپنی موت کا تمہاری طرح علم ہوتا تو تم کو کوئی موٹا جانور کھانے کو بھی نہ ملتا۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا جو اونٹ چرا رہا تھا' وہاں انہوں نے ایک موٹا اونٹ دیکھا کہ خوش ہو رہا تھا اور ایک ایک اونٹ کو کاٹ کاٹ کھاتا تھا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس کا کان پکڑ کر کہا کہ تو تو مرنے والا ہے' پھر کچھ دنوں بعد جو اس شخص پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ بدستور اونٹ چرا رہا تھا اور اس اونٹ کو دیکھا کہ دُبلا ہو گیا ہے اور سب سے الگ ہے' کھانا پینا چھوٹا ہوا ہے' اُس چرواہے سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ اے روح اللہ! مجھے معلوم نہیں مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک شخص گزرا تھا اور وہ اس کے کان میں کچھ کہہ گیا جب سے اس کی یہ حالت ہو گئی ہے جو آپ دیکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کی یاد کرتے تھے تو بدن سے خون ٹپکنے لگتا تھا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب موت کی یاد کرتے تھے تو کئی روز کسی کام کے قابل نہ رہتے تھے اور جب اُن سے کوئی کچھ پوچھتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ میں نہیں جانتا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ ابن مبارک کا بیان ہے کہ میں نے ایک ہزار و ایک سو شیوخ سے حدیثیں لکھی ہیں' لیکن علم وورع اور روزی کی تنگی کے لحاظ سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے افضل میری نظر سے کوئی نہیں گزرا۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں ثوری کے غلاموں میں سے ہوں' ایک سو اکسٹھ ہجری میں اُن کا انتقال ہوا تھا۔ سفیان بن عیینہ کی نسبت شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تفسیر بیان کرنے میں ابن عیینہ سے بہتر میری نظر سے کوئی نہیں گزرا۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے چار برس کی عمر میں قرآن شریف پڑھ لیا تھا اور جب سات برس کا تھا تو حدیثیں لکھتا تھا اور انہوں نے ستر حج کیے تھے اور ہر سال کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! ایسا نہ ہو کہ اس مکان میں میرا یہ آخری آنا ہو' لیکن ایک بار کہنے لگے کہ اب تو مجھے اپنے ربّ سے

شرم آتی ہے چنانچہ اُسی سال مکہ میں سن ایک سو اٹھانوے ہجری میں انتقال فرما گئے۔ مؤلف کا بیان ہے کہ میں نے اُن کی قبر کی بارہا زیارت کی ہے اور یہ بھی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ایک تھے۔

دو نصیحتیں:

پہلی نصیحت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں: موقف یعنی میدانِ قیامت میں ہزار قسم کے ہول ہوں گے سب میں ادنیٰ درجہ موت ہے اور موت میں ننانوے جذبات ہیں اور ایسے کہ تلوار کی ہزار ضربیں بھی اُن میں سے ایک جذبہ سے کہیں کم تر ہیں پس جو چاہے کہ ان ہولوں (خطرات) سے خدا اُسے امن میں رکھے تو ہر نماز کے بعد اُسے چاہیے کہ یہ دس کلمات پڑھا کرے:

اللّٰھم انی اعددت لکل ھول لآ الٰہ اللّٰہ ولکل ھم وغم ماشآء اللّٰہ ولکل نعمۃ الحمد للّٰہ ولکل رخآء وشدۃ[1] الشکر للّٰہ ولکل اعجوبۃ سبحان اللّٰہ ولکل ذنب استغفر اللّٰہ ولکل مصنیبۃ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ولکل ضیق حسبی اللّٰہ ولکل قضآء وقدر توکلت علی اللّٰہ ولکل طاعۃ ومعصیۃ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

دوسری نصیحت: عقائق میں مذکور ہے کہ سماع کی تین قسمیں ہیں: ایک کی کشش کا اثر بدن پر ہوتا ہے اور وہ سماع شیاطن ہے جیسے کہ مرنا یعنی نَے وغیرہ اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ نَے حرام ہے اور ان کے سوا اور لوگوں نے جائز کہا ہے۔ نزہۃ النفوس

---

[1] اے اللہ! میں نے ہر ہول کے لئے "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کو اور ہر فکر و اندوہ کے لئے "ماشاء اللہ" کو اور ہر نعمت کے لئے "الحمد للّٰہ" کو اور ہر نرمی و سختی کے لئے "الشکر للّٰہ" کو اور ہر عجیب شے کے لئے "سبحان اللّٰہ" کو اور ہر گناہ کے لئے "استغفر اللّٰہ" کو اور ہر مصیبت کے لئے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" کو اور ہر تنگی کے لئے "حسبی اللّٰہ" کو اور ہر قضا و قدر کے لئے "توکلت علی اللّٰہ" کو اور ہر طاعت اور گناہ کے لئے "لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم" کو مہیا کر رکھا ہے۔ ۱۲

والا فکار میں نے کے منافع میں لکھا ہے کہ اگر پرانا نے (بانس یا نرکل) جلا کر آنکھ میں سرمہ کی طرح لگائی جائے تو اُس کا بھی یہی اثر ہے اور اس کی جڑ جلا کر برابر کی مہندی ملا کر خضاب لگایا جائے تو بالوں کو قوت پہنچتی ہے اور روئیدگی میں مدد دیتا ہے اور اگر سبز پتے پیس کر حمرہ یا گرم اورام پر ضماد کئے جائیں تو نفع دیتا ہے' دَف مباح ہے اسی طرح صمادیۃ کا ڈھول لیکن دونوں مسجد میں مکروہ ہیں اور تلاوتِ قرآن کے وقت حرام ہیں اور مردوں کے لئے تالیاں بجانا حرام ہے باقی رہا صوفیاء کا سماع اس پر انکار نہیں ہوسکتا' بشرطیکہ نیت درست ہو اور بے جا نظر بازی سے آنکھیں بچی رہیں' اگر کہا جائے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ شعر سننے پر تو وجد ہوتا ہے اور قرآن کے سننے سے نہیں' حتیٰ کہ اسی وجہ سے بعض فقہائے خشک کو انکار کا موقع ملتا ہے' جواب یہ ہے کہ قرآن پاک ایک نہایت سخت (حاکمانہ) کلام ہے جس کے سامنے سوائے سکوت اور خاموشی کے کان لگائے رہنے کے اور کچھ زیبا نہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ وہ بارہا سننے میں آتا ہی رہتا ہے اور یہ بھی ہے کہ شعر انسان کا کلام ہوتا ہے' انسانی طبیعت کو اُس سے مناسبت ہوتی ہے' بخلاف کلام اللہ کے کہ انسان میں اور اس میں ایسی مناسبت نہیں۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا" (۷۳:۵) (یعنی بے شک ہم آپ پر نہایت وزنی کلام کا القاء کریں گے) کے متعلق اس وجہ کو ذکر کیا ہے۔ حضرت حسن بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ زبان پر یہ کلام آسان ہے لیکن میزان میں نہایت وزنی ہوگا اور ایک قسم کی سماع سے روح کو کشش ہوتی ہے اور وہ سماع ہے جو عالم غیب سے خطاب کے وقت سننے میں آتا ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام مؤمن کے پاس اُتر کر آتے ہیں اور روح کو بدن سے کھینچتے ہیں' اس وقت روح کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر ہزار زنجیروں میں جکڑ کر بھی کھینچیں تو کبھی نہ نکلے' اس وقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا رہنے دو' یہ بغیر سماع کے نہ نکلے گی' تب وہ پکار کر کہتے ہیں کہ اے نفس مطمئنہ! اس کہنے کے ساتھ ہی حلاوت خطاب سے بدن سے نکل کر پرواز کر جاتی ہے اور قیامت تک اُڑتی پھرتی ہے' پھر اُس وقت اس سے کہا جائے گا کہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ' یعنی بدن میں پھر داخل ہو' اس وقت بدن سے اس کو اور بدن کو اُس سے خوشی ہو

گی اور کہے گی کہ جب سے مجھے قرار نہیں آیا تھا۔ بدن کہے گا: مجھے کیڑوں اور مٹی نے کھالیا تھا' تب منادی پکارے گا کہ اس اجتماع کے بعد اب کبھی فراق نہ ہوگا اور ایک فرشتہ آ کر اس سے کہے گا: تجھے خوشخبری ہو کہ جوں جوں تیری ہڈیاں بوسیدہ ہوتی گئیں' تیرے گناہ مٹتے گئے' چنانچہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مبارک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں: موت ہر مسلمان کیلئے کفارہ ہے۔

لطیفہ: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے زہرۃ الریاض میں بیان کیا ہے کہ جب بندہ کی موت قریب آ جاتی ہے تو چار فرشتے اُترتے ہیں' پہلا کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا! تجھ پر سلام ہو! میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک ساری زمین چھان ڈالی لیکن تیرے لئے ایک قدم کی بھی کہیں گنجائش مجھے نہیں ملی' پھر دوسرا کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا! تجھ پر سلام ہو! میں نے تمام دنیا کے دریا چھان ڈالے لیکن تیرے لئے اب ایک گھونٹ پانی کا موقع بھی مجھے کہیں نہیں ملا' پھر تیسرا کہتا ہے: اے بندۂ خدا! تجھ پر سلام ہو! میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک زمین چھان ڈالی لیکن کہیں تیرے نصیب کا ایک لقمہ بھی مجھے نہیں ملا' پھر چوتھا کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا! تجھ پر سلام ہو! میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک زمین چھان ڈالی لیکن کہیں تیرے نام کی ایک سانس بھی مجھے نہیں ملی جو تو دم لے لے۔

مسئلہ: قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ روح کے بارے میں لوگوں نے بڑا اختلاف کیا ہے' اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ وہ ایک جسم لطیف ہے اور اس سے کچھ ہی پہلے بیان کیا ہے کہ روح کی دو آنکھیں اور دو ہاتھ بھی ہوتے ہیں' پھر اس کے بعد ذکر کیا ہے کہ روحیں کبھی زمین پر قبر کے قبوں پر رہتی ہیں اور کبھی آسمان پر رہتی ہیں' لیکن جنت میں نہیں۔ عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کوئی ایسا نہیں مرتا جس کی روح فرشتہ کے ہاتھ میں نہ ہوتی ہو اور پھر وہ برابر اپنے بدن کو دیکھتی نہ رہتی ہو کہ کیسے نہلایا جاتا ہے' کیسا کفن دیا جاتا ہے' کیسے لوگ اُسے لے جاتے ہیں' پھر قبر میں وہ روح بٹھائی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ جو لوگ تیری تعریف کرتے ہیں اُسے سن' اس کو حافظ ابو نعیم نے بیان کیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ روحیں ہر جمعہ کو ہمیشہ اپنی قبروں کی زیارت کو آیا کرتی ہیں' اس

لئے شب جمعہ و یوم جمعہ اور شنبہ کی صبح کو قبروں کی زیارت کو علماء نے مستحب کہا ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے امام شمار کئے جاتے ہیں اور سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ عمرو بن دینار ثقہ ہیں' ثقہ ہیں' ثقہ ہیں' ثقہ ہیں' چار بار کہا' گو یہ غلام تھے لیکن خدا نے ان کو علم کا شرف عنایت فرمایا تھا' ایک سو چھبیس ہجری میں اسّی برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

روضہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی اپنی زوجہ سے کہے کہ تیری روح کو طلاق' تو طلاق پڑ جائے گی اور ہمارے شیخ علامہ نے بیان کیا ہے کہ اگر زندگی سے وہ صف مراد لی جائے جو نفس کے ساتھ قائم ہے تو طلاق نہیں پڑے گی جیسے کہ اور صفات کا حال ہے' مثلاً اگر کہے: تیری سماعت یا تیری بصارت یا تیری گفتگو یا تیری ہنسی کو طلاق ہے' تو طلاق نہیں پڑتی۔ روضہ میں انہیں صفات میں موٹاپا بھی مذکور ہے۔ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ سہو ہے' کیونکہ اس میں طلاق کا واقع ہونا ہی صحیح ہے جیسا کہ رافعی اور قاضی کو یقین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے مردوں کو کفن اچھا دیا کرو کیونکہ وہ اپنی قبروں میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے رہتے ہیں اور باہم فخر کیا کرتے ہیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مجھے تو یہ پسند آتا ہے کہ اس کپڑے کا کفن دیا جائے جس کو پہن کر کوئی نماز پڑھتا ہو۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے اور ان کی محبت سے مغفرت کی امید ہے' یہ تبع تابعین میں سے تھے اور ان کے باپ ایک ترکی غلام تھے' ایک سو اکیاسی ہجری میں' تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ میں بیان کیا ہے کہ کفن کو ذخیرہ بنا کر رکھنا مکروہ ہے مگر ہاں اس کا یقین ہو کہ وہ حلال کمائی سے ہے تو مضائقہ نہیں۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ روح کو ملائکہ خدا کے پاس لے جاتے ہیں' اگر وہ نیک بخت ہوتی ہے تو ارشاد ہوتا ہے: اسے لے جاؤ! اور جنت میں اس کا ٹھکانہ اسے دکھلاؤ' جب تک اُس کا غسل و کفن ہوتا رہتا ہے' اُسے سیر کراتے ہیں جب غسل و کفن ہو چکتا ہے تو بدن اور کفن کے درمیان آ جاتی ہے اور جب جنازہ لے چلتے ہیں تو بُرا

بھلا کلام جو کوئی کہتا ہے سب سنتی رہتی ہے۔ شرح مہذب میں مذکور ہے کہ ایک جماعت قائل ہے کہ جنازہ کے پیچھے کچھ کلام کرنا حتیٰ کہ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' کہنا بھی مکروہ ہے اور اس جماعت میں حسن بصری اور ابن جبیر اور اسحٰق بن راہویہ (رحمۃ اللہ علیہم) بھی داخل ہیں' اور صحیح یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے ذکر میں مشغول رہنا مستحب ہے جیسا کہ اذکار کے بیان میں ذکر کیا ہے لیکن آہستہ ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم۔ اور جب وہ مردہ قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو روح بدن میں داخل ہو جاتی ہے (یعنی عالم برزخ میں جو بدن مرحمت ہوتا ہے) تا کہ اُس سے سوال کیا جائے' اُسے آرام و تکلیف پہنچائی جائے اور خیرات اور دعا کا ثواب بھی اُسے پہنچتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مؤمن کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے کی سی ہوتی ہے کہ ہر شے سے اُسے تعلق رہتا ہے' باپ یا بیٹے یا بھائی یا دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے' زندوں کے دعا کرنے سے مردوں کی قبروں میں پہاڑوں کے برابر نور داخل ہوتا ہے۔ اور مردوں کے لئے دعا ایسی ہوتی ہے جیسے کہ دنیا میں زندوں کے لئے تحفہ و تحائف۔ فرشتہ مردے کے پاس نور کا طبق لے کر جاتا ہے اور اس پر نوری خوان پوش پڑا ہوتا ہے' اُس سے جا کر کہتا ہے کہ تیرے فلاں بھائی یا تیرے عزیز و قریبی کے پاس سے تیرے لئے یہ تحفہ آیا ہے' یہ سن کر وہ خوش ہو جاتا ہے جس طرح کہ زندے تحفہ و تحائف سے خوش ہوتے ہیں۔

فوائد

پہلا فائدہ: بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو کسی مؤمن کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھے اور پھر بھی خدا اُس مردے کو نہ بخش دے' وہ دعا یہ ہے:

الحمد للّٰہ الذی لا یبقی الا وجھه ولا یدوم الا ملکه واشھد ان لا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وحده لا شریك له الا واحدا صمدا وترا لم یتخذ صاحبة ولا ولدا ولم یولد ولم یکن له کفوا احد واشھد ان محمدا عبده ورسوله جزی اللّٰه محمد ن النبی الامّی ما ھو اھله ۔

(ہماری حمد اس خدا کے شایاں ہے کہ سوائے اس کے وجہ کریم (یعنی ذاتِ

کریم) کے کسی کو بقا نہیں' سوائے اس کے ملک کے کسی کو دوام نہیں اور میں اس
امر کی شہادت ادا کرتا ہوں کہ سوائے خدائے وحدہ لاشریک کے جو معبود یکتا و
بے نیاز اور اکیلا ہے' کوئی قابل عبادت نہیں نہ اُس کی بی بی ہے نہ بچے' نہ اس
کے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا' اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور یہ
شہادت بھی ادا کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول
ہیں' خدا محمد نبی امّی کو ایسی جزا دے جس کے آپ لائق ہیں۔)

فائدہ: بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ
جب کوئی مسلمان آیۃ الکرسی پڑھ کر اہل قبور کو بخشتا ہے تو مشرق سے لے کر مغرب تک ہر ہر
قبر میں خدا چالیس چالیس نور داخل کرتا ہے اور اُن کی خواب گاہوں کو اُن پر فراخ کر دیتا ہے
اور پڑھنے والے کو ستر نبیوں کا ثواب دیتا ہے اور ہر آیت کے عوض میں اُس کا ایک درجہ بلند
کرتا ہے اور ہر ہر فوت شدہ کے عوض اُس کی دس دس نیکیاں لکھتا ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ
نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک بن نضر بن ضمضم
(بفتح ہر دو ضاد) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں روایت کی
ہیں اور بیس برس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے' آپ نے ان کے مال
واولاد میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ اہل بصرہ میں سے تین ایسے شخص
گزرے ہیں کہ جب تک اُنہوں نے اپنے صلب سے سو سو لڑکے دیکھ نہیں لئے ہیں وفات
نہیں پائی' یعنی انس بن مالک وابوبکر وخلیفہ رضی اللہ عنہم حضرت انس بن مالک کا بصرہ سے
باہر کوئی ڈیڑھ فرسخ کے فاصلہ پر انتقال ہوا ہے' اس وقت اُن کی عمر سو سے تجاوز کر چکی تھی'
جس دن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو قتادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آج آدھا
علم جاتا رہا اور افکار میں ہے کہ ننانوے ہجری میں انس رضی اللہ عنہ کے تینتیس لڑکے
بعارضہ طاعون فوت ہوئے تھے۔

ایصالِ ثواب

تیسرا فائدہ: کتاب المختار ومطالع الانوار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک

روایت میری نظر سے گزری ہے کہ پہلی رات سے بڑھ کر مرنے والے پر کوئی سخت مصیبت نہیں آتی ہے پس خیرات دے کر اپنے مرنے والوں پر رحم کیا کرو اور جس کے پاس نہ ہو وہ دو رکعتیں ادا کرے اور اس میں سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور ''اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ'' اور ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' گیارہ گیارہ بار پڑھے اور کہے کہ اے اللہ! میں نے جس نیت سے یہ نماز پڑھی ہے آپ کو خوب معلوم ہے اے اللہ! اس کا ثواب فلاں بن فلاں کی قبر تک پہنچا دیجئے تو اللہ تعالیٰ اسی دم اُس کی قبر کی طرف ہزار فرشتے روانہ فرماتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ انوار و تجلیات کا ہدیہ ہوتا ہے وہ نفخ صور تک اُس کا جی بہلاتے رہتے ہیں اور نماز پڑھنے والے کو درگاہِ خداوندی سے اتنی نیکیاں عنایت ہوتی ہیں جتنی کہ ساری دنیا میں وہ چیزیں ہوں گی جن پر آفتاب چمکتا ہے اور اُس کے چالیس ہزار درجے بلند کئے جاتے ہیں اور چالیس ہزار حج اور عمرہ کا ثواب پاتا ہے اور جنت میں اُس کے لئے ہزار شہر بسا دیئے جاتے ہیں اور ہزار شہیدوں کا ثواب مرحمت ہوتا ہے اور اس کو ہزار جوڑے عطاء کئے جائیں گے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ تو بڑے فائدہ کی بات ہے ہر مسلمان کو زیبا ہے کہ مسلمان مردوں کے لئے ہر شب کو یہ نماز پڑھ کر بخشا کرے۔

فائدہ: جو کوئی قبرستان میں جا کر یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم ربّ ھذہ الارواح الفانیة والاجساد البالیة والعظام النخرة التی خرجت من الدنیا وھی بك مؤمنة ادخل علیھم روحا منك وسلاما منك وسلاما منی۔

(اے اللہ! ان فنا ہونے والی روحوں و کہنہ بدنوں اور بوسیدہ ہڈیوں کے پروردگار! جو ایمان کی حالت میں دنیا سے گئے ہیں اپنی طرف سے اُن کے پاس راحت اور سلامتی بھیج اور میرا سلام انہیں پہنچا دے۔۱۲)

اس دعا کے ابتدائی الفاظ ابن السنی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کئے ہیں۔

تو خدا اُس کے لئے جتنے مردے ہوں سب کے برابر ثواب لکھے اُس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ اور ربیع الابرار میں ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے فوت ہوں گے سب کے برابر ثواب ملے گا اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں داخل ہونے کے وقت اس کو پڑھتے تھے اور اسی طرح بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو قبرستان میں جائے اور سورہ یٰسین پڑھ کر بخشے تو خدا اُن پر آسانی کرے اور اس کو جتنے فوت شدگان ہوں سب کے برابر نیکیاں ملیں' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو مسلمان سکرات موت میں مبتلا ہو اور وہ سورہ یٰسین پڑھے تو جب تک رضوان داروغہ بہشت شرابِ جنت سے اُس کے لئے شربت لے نہ آئے اور وہ اپنے بچھونے پر اس کو پی نہ لے گا' ملک الموت اُس کی جان قبض نہ کرے گا بلکہ جب وہ پی کر خوب سیراب ہو چکے گا' اس وقت اُس کی روح قبض کی جائے گی اور جس مسلمان کے پاس موت کے وقت سورہ یٰسین پڑھی جائے گی' ہر ہر حرف کے مقابلہ میں دس دس ہزار فرشتے اتر کر سامنے صف باندھے ہوئے کھڑے رہیں گے اور اس کے لئے دعائے رحمت واستغفار کرتے رہیں گے اور اُس کے غسل اور کفن اور دفن میں شریک ہوں گے' اس کو ابن عماد نے ذریعہ میں ذکر کیا ہے۔

<u>پانچواں فائدہ</u>: قبروں کی زیارت کرنا مردوں کے لئے مستحب ہے کیونکہ اس سے دل کو نفع پہنچتا ہے' دنیا سے جی پھیکا پڑ جاتا ہے اور آخرت یاد آتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور عورتوں کے لئے زیارتِ قبور مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حرام ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مباح ہے' بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ شرح مہذب میں بیان کیا ہے کہ جو جمہور کے نزدیک قطعی ہے' وہ یہ ہے کہ زیارتِ قبور عورتوں کے لیے مکروہ تنزیہی ہے' پھر اس کے بعد کسی سے نقل کر کے یوں تفصیل بیان کی ہے کہ اگر اُن کی زیارت سے یہ غرض ہو کہ غم تازہ ہو' روئیں اور نوحہ کریں تو حرام ہے اور اگر عبرت حاصل کرنا مقصود ہو تو مکروہ ہے' ہاں! کوئی ایسی بڑھیا ہو جس پر لوگوں کو رغبت نہ ہوتی ہو تو مکروہ نہیں جیسے کہ اُس کا مسجد میں آ کر جماعت میں شریک ہونے کا حال ہے اور ان کے لئے عالموں اور صالحین کی قبروں کی زیارت میں کراہت نہیں ہے

اور زیارت کرنے والا قبر کی طرف منہ کر کے کہے: "السلام عليك دار قوم مؤمنين"۔

چھٹا فائدہ: بروایت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جنازہ دیکھ کر کہے:

اللّٰہ اکبر صدق اللّٰہ هذا ما وعد اللّٰہ ورسوله اللّٰهم زدنا ایمانا وتسليما۔

یعنی اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سچا ہے، یہ خدا اور رسول کا وعدہ ہے، اے اللہ! ہمارے ایمان اور تسلیم کو بڑھا دیجئے۔

تو پڑھنے کے روز سے قیامت تک روزانہ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جایا کریں گی۔ کسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بعد وفات پوچھا کہ آپ کے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک کلمہ کی وجہ سے بخش دیا اور یہ وہ کلمہ ہے جس کو جنازہ دیکھنے کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اس (خدا) کا تسبیح خواں ہوں کہ جس کو کبھی موت نہیں۔

رویانی نے کہا ہے کہ جنازہ دیکھنے کے وقت "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ" پڑھنا مستحب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی جنتی کا انتقال ہوتا ہے تو جتنے لوگ اُس کا جنازہ اُٹھاتے ہیں یا اُس کے ساتھ جاتے ہیں یا اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں، ان سب کو عذاب دیتے ہوئے خدا کو شرم آتی ہے۔ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ بندہ کو بعد وفات جو سب سے پہلے جزا ملتی ہے وہ یہ ہے کہ جتنے اس کے جنازے کے ساتھ جاتے ہیں، خدا سب کو بخش دیتا ہے اور عنقریب یہ مضمون آتا ہے کہ جنازہ کے ساتھ جانے والے انبیاء علیہم السلام کے زُمرے میں اُٹھیں گے اور جنازہ اٹھانے میں کسی قسم کی سبکی نہیں ہوتی، اگرچہ عورت کا جنازہ ہو، عورت کے جنازہ پر تابوت وغیرہ کی طرح کی ایسی چیز کا ہونا جو اس کو ڈھانپ لے

نظروں سے مخفی رکھے، مستحب ہے۔ شیخ نصر قدسی نے اُس کو مکیہ اور ماوردی نے قبہ اور صاحب البیان نے خیمہ کہا ہے اور ان سب سے گہوارہ مراد ہے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے گہوارہ بنا تھا۔ اور ابن حبان نے کہا ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے تیار ہوا تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کے لئے بنایا گیا تھا۔ شرح مہذب میں مذکور ہے کہ یہ قول غلط ہے اور بالکل غیر مشہور ہے۔ عبداللہ المرانی صاحب الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مردہ کی آنکھیں بند کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" پڑھا کرو اور اٹھاتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرو اور جب تک اُسے لئے رہو سبحان اللہ پڑھتے رہو۔

مسئلہ: اگر کوئی اپنے لئے قبر کھودے تو اوروں سے وہ زیادہ مستحق نہیں، کیونکہ کیا معلوم اس کا کہاں انتقال ہو، لیکن بہتر یہی ہے کہ اُس سے مزاحمت نہ کی جائے اور اگر کھودنے کے بعد ہی مر جائے تو وہی مستحق ہے۔ نصیحت: قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ موت تو نہایت بڑی مصیبت اور آفت ہے لیکن اس سے غفلت کرنا اور اس کے لئے عمل نہ کرنا اس سے زیادہ بڑی آفت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مریض کی عیادت کرنے کے لئے گئے، اُسے سکرات موت میں پایا، اس کے بعد لوٹ کر اپنے گھر آئے تو ان کا رنگ فق تھا، گھر والوں نے کھانا پیش کیا تو کہنے لگے: کھانا رہنے دو، خدا کی قسم! میں نے ایک ایسی کش مکش کی حالت دیکھی ہے جس کے لئے میں برابر عمل کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ خود مجھے اُس سے سابقہ پڑے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حسن کی ماں، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں، کبھی ایسا ہوا کہ حسن کی ماں کسی وقت کام کے لئے کہیں چلی گئیں، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چھاتی اُن کے منہ میں دے دی تھی تو دودھ بہ پڑا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں یہ پیدا ہوئے تھے، ایک سو تیس صحابیوں سے ملے ہیں اور ایک سو پندرہ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: کوئی ایسی صبح نہیں

ہوتی جس میں چوتھے آسمان سے منادی پکار کر نہ کہتا ہو کہ چالیس برس کی عمر والے ایسی کھیتی ہیں جن کے کاٹنے کا وقت قریب آ لگا ہے، پچاس برس والو! آئندہ کیلئے تم نے کیا عمل کیے ہیں؟ اور اے ساٹھ برس والو! تمہارا تو کوئی عذر بھی نہیں ہے، کاش! دنیا کے لوگ پیدا نہ ہوتے یا اگر لوگ پیدا ہوئے تھے تو یہ بھی جان لیتے کہ کیوں پیدا ہوئے تھے؟ قیامت تمہارے پاس آ پہنچی ہے، اپنے بچاؤ کی فکر کر رکھو۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہب بن منبہ اور اُن کے بھائی ہمام بن منبہ دونوں تابعی ہیں اور ہمام، وہب سے بڑے ہیں، وہب کا ایک سو چودہ ہجری میں اور ہمام کا ایک سو بتیس ہجری میں انتقال ہوا ہے، بروایت حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ ملک الموت کی لوگوں کے چہرہ پر روزانہ ستر بار نگاہیں پڑا کرتی ہیں۔

حکایت: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جب قبر کی یاد آتی رو پڑا کرتے، لیکن دوزخ کے ذکر سے نہیں روتے تھے، لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے، اگر اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد اُس سے زیادہ آسانی ہے اور اگر نجات نہ ملی تو اس کے بعد اُس سے زیادہ سختیوں کا سامنا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کچھ منکر نکیر کی آواز اور ضغطہ (دبانے) کا حال بیان فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! منکر ونکیر کی آواز مؤمن کے کان میں ایسی معلوم ہوگی جیسے آنکھ میں سرمہ اور ضغطۂ قبر ایسا معلوم ہوگا جیسے اپنی مادر مہربان سے اُس کا بیٹا دردسر کی شکایت کرے اور وہ بڑھ کر نرمی سے اُس کا سر دابنے لگے۔

حکایت: جب حضرت کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو آپ اُن کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: (اپنی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کر کے) کہ کہہ دو کہ میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ منکر ونکیر نے اُن سے اُن کا دین

پوچھا تھا اور وہ متحیر رہ گئی تھیں' تو میں نے اُن سے کہہ دیا کہ کہہ دو کہ میرے نبی میرے بھتیجے محمد ہیں' اُس وقت لوگ کہنے لگے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اپنی پھوپھی صاحبہ کو تو آپ نے تلقین کر دی' بھلا ہم لوگوں کو کون تلقین کرنے آئے گا؟ اُس پر خدا نے یہ آیت نازل کی:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (۱۴:۲۷)

یعنی ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں خدا قولِ ثابت سے ثابت قدم رکھے گا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ قولِ ثابت سے مراد یہ کہنا ہے کہ اللہ میرا ربّ ہے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں اور میرا دین اسلام ہے' کیونکہ یہ آیت منکر ونکیر کے سوال کی بابت نازل ہوئی ہے' اور بعض نے کہا ہے کہ مؤمن جو کہا کرتے ہیں: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' یہی قول ثابت ہے' اس کا یہ جواب ہے: بروایت حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو اپنے فوت شدہ کی قبر کے پاس جا کر تین بار یہ دعا پڑھے اور پھر بھی خدا اُس مردہ سے نفخ صور کے دن یعنی قیامت تک کے لئے عذاب نہ اٹھا لے' وہ یہ دعا ہے: ''اللّٰھم بحق محمد وآل محمد لاتعذب ھذا المیت'' (یعنی اے اللہ! بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مردہ پر عذاب نہ کیجئے)۔ بروایت حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے اور مٹی اس کے اوپر برابر کر دی جائے تو اس کے سرہانے کھڑے ہو کر اُس کو یہ کہہ کر پکارو کہ اے فلاں فلانے کے لڑکے کیوں کہ وہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا' پھر دوبارہ اسی طرح پکارو تو وہ اُٹھ کر بیٹھ جائے گا (جسد برزخی سے)' پھر پکارو تو وہ کہے گا: خدا تجھ پر رحم کرے! مجھے رہنمائی کر لیکن تمہیں کچھ سنائی نہ دے گا' پھر کہو کہ دنیا سے جو شہادت دیتے ہوئے گئے ہو' اُسے یاد کرو' یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ خدا کو اپنا ربّ بنا کر اسلام کو اپنا دین قرار دے کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی ٹھہرا کر اور قرآن کو اپنا پیشوا بنا کر میں راضی و خوش ہوں' تو منکر اور نکیر میں ہر ایک پیچھے ہٹ جائے گا

اور اپنے ساتھی سے کہے گا: آؤ! یہاں سے چلیں، اب اس کے پاس بیٹھنے کا ہمارا کام نہیں، اُس کو حجت کی تلقین ہوگئی ہے اور اس کی طرف سے خدا اُن دونوں سے حجت کرنے والا اور جواب دینے والا بن جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: تو اُس کی ماں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت کر کے کہے، قاضی حسین اور متولی اور رافعی نے کہا ہے کہ یہ تلقین مستحب ہے۔ ابن الصلاح نے بیان کیا ہے کہ یہی تلقین ہماری مختار اور معمول ہے، اور مختار یہ ہے کہ مٹی ڈالنے سے قبل یہ تلقین کی جائے۔ اور روضہ میں کہا ہے کہ اے عبداللہ بن امۃ اللہ (یعنی اے بندۂ خدا! خدا کی بندی کے لڑکے) کہے۔ اور شرح مہذب میں مذکور ہے کہ اے فلاں بن فلاں الخ! کہے، بچہ اور مجنون کو تلقین نہ کی جائے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مردے کو تلقین کرنے والوں میں سے اکثریت کی یہ عادت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" الآیۃ پڑھا کرتے ہیں، لیکن میرے نزدیک اس آیت کا پڑھنا اولیٰ ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝" (۴۱:۳۰)

مسئلہ: امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اس کو مکروہ کہتے ہیں، افضل یہ ہے کہ تین صفیں کر لی جائیں، اگر کوئی مرد موجود نہ ہو تو عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے نماز پڑھ لیں، اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شرح مہذب میں ہے کہ اس میں ایک شبہ ہے اور وہ یہ کہ یہاں بھی عورتوں کی جماعت مسنون ہونا چاہیے تھی جیسے کہ اور نمازوں کی حالت ہے، اور یہی امام احمد، سفیان ثوری رحمہما اللہ وغیرہ کا قول ہے۔ جنازہ کی نماز قبرستان میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن قبر میں دفن شدہ مردہ پر نماز پڑھنا جائز ہے، اگرچہ نماز ہو چکی ہو (یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے خلاف ہے)، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ (اگر نماز نہ پڑھی گئی ہو) تو قبر پر تین دن تک نماز پڑھ لی جائے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک ماہ تک کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

حرص ولالچ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ٥ (۳:۱۵)

اے حبیب! انہیں چھوڑ دو کہ کھائیں اور فائدہ حاصل کر لیں اور لالچ انہیں غفلت میں ڈالے رہے پھر آئندہ چل کر انہیں معلوم ہو جائے گا۔

نیز ارشاد ہے: ''فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ''(۱۶:۵۷) اُن پر مدت دراز گزر چکی اس لئے دل سخت ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے؟ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہم سب چاہتے ہیں' آپ نے فرمایا: طمع کو کم کرو اور آنکھوں کے سامنے اپنی موت کو قائم رکھو اور خدا سے شرمانے کا جتنا حق ہے اتنا شرماؤ' لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! خدا سے تو ہم لوگ شرم رکھتے ہی ہیں' آپ نے فرمایا: یہ نہیں بلکہ جو خدا سے شرمانے کا جتنا حق ہے اتنا شرماتا ہے' اُسے چاہیے سر اور جو کچھ سر میں ہو' پیٹ اور جو کچھ اُس میں ہو سب کی حفاظت کرے' موت اور کہنگی (بوسیدگی) کو یاد رکھے کیونکہ جو آخرت کو چاہتا ہے' دنیا کی زینت کو ترک کرتا ہے اور جس نے یہ کیا وہ خدا سے جتنا شرمانے کا حق ہے' اتنا شرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک یہ بھی دعا تھی:

اللّٰهم انی اعوذ بك من ذنب يمنع خير الأخرة واعوذ بك من حياة تمنع خير الممات واعوذ بك من امل يمنع خير العمل ۔

یعنی اے اللہ! ایسے گناہ سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں جو آخرت کی بھلائی سے

روکے اور ایسی زندگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو موت کی بھلائی سے روکے اور ایسی ہوس سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نیک کام سے روکے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ سن لو کہ طمع و لالچ آخرت کو بھلا دیتے ہیں' اور داؤد طائی نے کہا ہے کہ جس کی طمع دراز ہوتی ہے' اُس کے عمل بُرے ہوتے ہیں۔

حکایت: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بوڑھے پر گزر رہوا جو کدال سے زمین گوڑ رہا تھا' انہوں نے کہا: اے خدا! اس سے ہوس کو دور کر دیجیے' یہ کہنا تھا کہ بوڑھے نے کدال کو رکھ دیا اور تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ رہا' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: یا اللہ! اس کی ہوس پھر اس پر لوٹا دیجیے' یہ کہنا تھا کہ پھر وہ بوڑھا اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنا کام کرنے لگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس سے ان کا سبب پوچھا' اُس نے جواب دیا کہ میں اپنا کام کر رہا تھا کہ ناگاہ میرے جی میں آیا کہ تو اتنا بوڑھا ہو گیا ہے اور پھر بھی کام کرتا ہے' اس پر میں نے کدال کو پھینک دیا اور بیٹھ رہا' پھر میں نے جی میں کہا: بخدا! تجھے زندگی گزارنا ہے' یہ خیال کر کے اپنا کام کرنے کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ کسی صالح شخص نے ایک بار اپنے بھائی کو لکھ بھیجا کہ امابعد! معلوم ہو کہ دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری ہے اور موت درمیانی شے ہے۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک پہاڑ پر گزر رہوا تو ایک بوڑھے کو دیکھا کہ گرمی اور جاڑے میں خدا کی عبادت کیا کرتا تھا' آپ نے اُس سے کہا کہ کوئی گھر کیوں نہیں بنا لیتے کہ گرمی اور جاڑے سے بچاؤ ہو' وہ بولا: اے روح اللہ! آپ سے پہلے کے نبی مجھے خبر دے گئے ہیں کہ سات سو برس سے زیادہ تو زندہ نہ رہے گا' اس لئے میری عقل کو یہ پسند نہ آیا کہ خدا کی عبادت چھوڑ کر عمارت بنانے میں مشغول ہوں' عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی عمریں سو برس سے بھی تجاوز نہ کریں گی اور پھر بھی وہ محل بنائیں گے' روض الافکار میں یہ مذکور ہے۔

باب:

صبر کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ'' (۳۹:۱۰)
یعنی صابروں کو اُن کا بے حساب اجر ملے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا ارشاد ہوتا ہے کہ جب میرے بندوں میں سے کسی بندہ پر کوئی مصیبت اُس کے بدن میں یا مال میں یا اولاد میں آئے' پھر وہ صبر جمیل کے ساتھ اس کا استقبال کرے تو قیامت میں مجھے اُس سے شرم آئے گی کہ اُس کے لئے ترازوئے اعمال نصب کروں یا اُس کا نامۂ اعمال پھیلا کر دیکھوں۔

فوائد

پہلا فائدہ: بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو خداوندی فرائض کے ادا کرنے پر صبر کرتا ہے اور جما رہتا ہے' اُس کو تین سو درجے ملتے ہیں اور جو خداوندی ممنوعات سے بچنے پر صبر کرتا ہے اور ثابت قدم رہتا ہے' اُس کو چھ سو درجے ملتے ہیں اور جو مصیبت پر صبر کرتا ہے اُس کو نو سو درجے ملتے ہیں۔ کسی عارف کا قول ہے کہ صبر کے تین درجے ہیں' پہلا شکایت کا چھوڑ دینا ہے اس کو صبر جمیل کہتے ہیں اور یہ تائبین کا درجہ ہے' دوسرا تقدیر پر راضی رہنا اور یہ زاہدین کا درجہ ہے' تیسرا جو کچھ خدا کرے اُس سے محبت کرنا' یہ صدیقین کا درجہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت ہوگی تو ایک منادی پکارے گا کہ صبر کرنے والے کھڑے ہو جائیں' کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے' اُن سے کہا جائے گا کہ جنت کو چلو! فرشتے اُن سے پوچھیں گے: کہاں چلے؟ وہ کہیں گے: جنت کو' وہ پوچھیں گے: حساب سے پہلے ہی؟ وہ کہیں گے:

ہاں! پھر وہ پوچھیں گے کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم صبر کرنے والے ہیں' وہ پوچھیں گے کہ تم نے کیسے صبر کیا تھا؟ وہ کہیں گے: ہم نے اپنے جی کو خدا کی عبادت پر روکے رکھا تھا اور خدا کے گناہوں سے اپنے جی کو روکتے رہے تھے اور دنیا میں بلا اور مصیبت کو برداشت کرتے تھے' فرشتے اُن سے کہیں گے: چونکہ تم نے صبر کیا ہے تم پر سلام ہو' عقبیٰ کا گھر کیا اچھا ہے۔ کسی نے بیان کیا ہے کہ ایک فرشتہ نے خدا سے پوچھا کہ یا الٰہی! صابروں کی کیا جزا ہے؟ ارشاد ہوا: جنت اور حریر' اس نے کہا: یا الٰہی! وہ بیٹھیں گے کیسے؟ ارشاد ہوا کہ مسندوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے' پھر اُس نے پوچھا: یا الٰہی! اگر وہ گرمی اور سردی برداشت کریں گے اور صبر کریں گے تو اُن کو ثواب کیا ملے گا؟ ارشاد ہوا کہ اُس میں آفتاب دیکھیں گے نہ زمہریر (یعنی نہ شدید گرمی اور نہ شدید سردی)' اُس نے پوچھا: اگر دنیا کی لذتوں سے رُکے رہے؟ ارشاد ہوا کہ اُن پر اُس کے (درختوں کے) سائے قریب ہوں گے اور اُس کے گچھے جھک پڑے ہوں گے' اُس نے پوچھا: جنت میں اُن کی خدمت کون کرے گا؟ ارشاد ہوا: ہمیشہ رہنے والے لڑکے اُن کے پاس پھرتے رہیں گے' اُس نے پوچھا: اُن کی کیا صفت ہے؟ ارشاد ہوا کہ جب تو انہیں دیکھے تو ان کو سمجھے کہ موتی بکھر گئے ہیں' اس نے پوچھا: جو نعمتیں ان کو جنت میں ملیں گی اُن کی کیا صفت ہے؟ ارشاد ہوا: ان کا بیان نہیں ہو سکتا' جب تو دیکھے گا تو وہاں تجھ کو نعمتیں اور بڑا ملک نظر آئے گا' اُس نے پوچھا: الٰہی! اس بڑے ملک کی کیا صفت ہے؟ ارشاد ہوا کہ ایک ایک جنت میں اتنا بڑا محل روشن موتی کا ملے گا کہ آفتاب کی چال سے چالیس دن کی مسافت ہو اُس میں چالیس ہزار دروازے ہوں گے' ہر دروازے سے روزانہ ستر ہزار فرشتے اُس کے پاس سلام کرنے کیلئے آیا کریں گے۔

دوسرا فائدہ: حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا: اے رب! اُس غم زدہ کی کیا جزا ہے جو آپ کی رضامندی کی خواہش میں مصیبتوں کو برداشت کرے؟ ارشاد ہوا: میرے نزدیک اُس کی جزا یہ ہے کہ میں اس کو ایمان کا لباس پہناؤں تو پھر کبھی اُس سے نہ اُتاروں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو دروازہ اور کپڑے سیاہ (رنگ) کرے' اُس پر اتنا گناہ ہوتا ہے جتنی تمام عمر میں اس کی سانسیں ہوں گی' اور حضرت

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُس پر اتنا گناہ ہوتا ہے جتنے دریائے نیل میں قطرے ہوں گے' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُس پر اتنا گناہ ہوتا ہے جتنے دنیا میں رات اور دن ہوں گے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُس پر اتنا گناہ ہوگا جتنے فرشتوں کی سانسیں ہوں گی۔ میں نے امام بونی رحمۃ اللہ علیہ کی مورد العذاب میں دیکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی تو خدا کی طرف سے ایک منادی پکار کر کہے گا: خدا پر جس کا دین آتا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور خدا سے اپنا حق لے لے' کہا جائے گا: بھلا خدا پر کس کا حق ہوگا؟ وہ کہے گا: اس شخص کا جس کو ایسی مصیبت میں مبتلا کیا ہو جس سے اُس کا دل غم زدہ ہو اور اُس کی دونوں آنکھیں روتی ہوں' تب کچھ لوگ کھڑے ہوں گے' کہا جائے گا کہ دعویٰ بے ثبوت کے مقبول نہیں ہوتا' ہاں! جس کے نامۂ اعمال میں صبر اور رضا ہو' البتہ اُس کا خدا پر حق ہے' اُس کے بعد فرشتے صابروں کا ہاتھ پکڑ کر جنت کے دروازے پر لے جائیں گے' رضوان کہے گا: بھلا تمہارے لئے کیسے دروازہ کھول دوں حالانکہ ابھی خدا نے نہ میزانِ عمل نصب کی ہے نہ نامۂ اعمال کھول کر دیکھے ہیں' فرشتے جواب دیں گے: اے رضوان! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول "اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (۳۹:۱۰) نہیں سنا ہے' اُس وقت اُن کے لئے دروازہ کھل جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور پانچ سو برس تک اُس کے بالاخانوں پر بیٹھے لوگوں کا حساب دیکھ دیکھ کر جی بہلاتے رہیں گے' یہاں تک کہ خدا ان کا فیصلہ کر دے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس دن چہرے سیاہ ہوں گے' مصیبت زدوں کے چہرے صبر کے سبب سے چمکتے ہوں گے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان مرد ہو یا عورت اپنی جان میں' مال میں' اولاد میں بلا و مصیبت جھیلا کرتا ہے' یہاں تک کہ خدا سے ملتا ہے اور اُس پر کوئی گناہ نہیں رہتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو کوئی تکلیف و مرض و فکر و غم و الم ایسا نہیں پہنچتا' حتیٰ کہ کانٹا چُھبنا بھی جس کو خدا اس کی خطاؤں کا کفارہ نہ کر دیتا ہو' اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ خدا اپنے مسلمان بندہ پر دو عذابوں کو یعنی عذابِ دنیا و آخرت کو جمع نہ کرے گا کیونکہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: ''لا یلدغ مؤمن من حجر مرتین'' (یعنی ایک بل سے دو بار مسلمان نہیں ڈسا جاتا)۔ ابن عماد نے کہا ہے کہ اس حدیث کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار ماری تھی وہ خطا کر گئی' اور کہنے لگا: میں ہنسی کرتا تھا' پھر دوبارہ تلوار ماری پھر خطا کر گئی' تب پھر اُس نے یہی کہا کہ میں ہنسی کرتا تھا' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قتل کر دیا اور فرمایا: ''لا یلدغ المؤمن من حجر مرتین''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے پوچھا: یاالٰہی! جنت کی منازل میں سے کون سی منزل آپ کو زیادہ پسندیدہ ہے؟ ارشاد ہوا: حظیرۃ القدس' انہوں نے پوچھا کہ اُس میں کون رہے گا؟ ارشاد ہوا: مصیبت زدہ لوگ' انہوں نے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا: وہ لوگ جب میں اُن کو مبتلا کرتا ہوں تو صبر کرتے ہیں اور جب اُن کو نعمت دیتا ہوں تو شکر کرتے ہیں اور جب اُن کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' (یعنی بے شک ہم خدا کے لئے ہیں اور اسی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں) پڑھتے ہیں۔

تیسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو کمر تک رحمت میں ڈوبا ہوتا ہے' پھر جب مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اس کو چھپا لیتی ہے اور مریض بھی اسی رحمت میں شامل ہو جاتا ہے۔ مریض پر عرش کا سایہ ہوتا ہے اور عیادت کرنے والے پر قدس خداوندی کا سایہ ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مؤمن کسی مسلمان کی صبح کو عیادت نہیں کرتا جس کے لئے شام تک ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت نہ کرتے رہتے ہوں اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اس کو جنت کا باغ ملتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے: جو وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی بغرضِ ثواب عیادت کرے تو جہنم سے ستر سال کے فاصلہ پر دور کر دیا جاتا ہے' اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مریض کی عیادت کی وہ ہمیشہ رحمت میں چلتا رہا' یہاں تک کہ بیٹھے اور جب بیٹھ گیا تو رحمت میں غرق ہو گیا' اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔

چوتھا فائدہ: حدیث سابق میں سال کے معنوں میں خریف کا لفظ مذکور ہے جس کے اصلی معنی خزاں کے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ خزاں میں جو دن آتا ہے اس کے بعد کا دن اُس سے بدتر ہوتا ہے' اسی طرح جہنم کی حالت ہوگی کہ جہنمیوں پر کوئی ایسا دن نہ گزرے گا جس سے بعد کا دن اس سے زیادہ بدتر نہ ہوتا ہو' لیکن جنت میں یہ حالت ہوگی کہ جنتیوں پر جو دن گزرے گا' اُس کے بعد کا دن اُس سے بہتر ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرتا ہے' رحمت میں چلا کرتا ہے اور جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جاتا ہے' باغہائے جنت میں چلا کرتا ہے' یہاں تک کہ واپس آئے' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت کی پیروی کے لئے جاتا ہے' خدا کے حکم سے پچھتر ہزار فرشتے سایہ کئے ہوئے اس کے لئے دعا گو رہتے ہیں اور وہ برابر رحمت میں چلتا رہتا ہے' یہاں تک کہ فارغ ہو اور جب اس کی کاربراری سے فرصت ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھ لیا جاتا ہے' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اپنے مریضوں کی زیارت کیا کرو اور اُن سے کہو کہ تمہارے لئے دعا کریں کیونکہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ عنقریب آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اُس سے کہو کہ تمہارے لئے دعا کرے' کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہے' اس کو ابن ماجہ نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہودی خادم کا قبولِ اسلام

پانچواں فائدہ: شرح مہذب میں مذکور ہے کہ مریض کی عیادت کرنا سنت مؤکدہ ہے اور مستحب ہے کہ اپنے دوست و دشمن کی خواہ شناسائی ہو یا نہ ہو سب کی عیادت کرے' حتیٰ کہ مسلمانوں کو کافر کی عیادت بھی جائز ہے' چنانچہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا' وہ بیمار پڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی زیارت کو تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ مسلمان ہو جاؤ! وہ اپنے باپ کی طرف دیکھنے

لگا' اُس نے کہا: ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر' چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور اس کے پاس سے یہ کہتے ہوئے چلے آئے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اس کو دوزخ سے بچا لیا' اور اس غلام کا نام عبدالقدوس تھا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں دردِ چشم میں مبتلا ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے' اس کو ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ اور عنقریب آتا ہے کہ مریض خدا کا مہمان ہوتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اُس سے کھانے کی لذت کو' دوسرا فرشتہ جو اُس سے پینے کی لذت کو' تیسرا فرشتہ جو اُس سے خواب کی لذت کو لے لیتا ہے' پھر جب اُسے آرام ہو جاتا ہے تو ہر فرشتہ نے جو کچھ لیا تھا' وہ لوٹا دیتا ہے سوائے گناہ کے فرشتہ کے' وہ خدا سے پوچھتا ہے کہ اے رب! میں بھی لوٹا دوں؟ ارشاد ہوتا ہے کہ نہیں! بلکہ اُس کے گناہ دریا میں ڈال دو' اسی کی تطہیر وہ معاملہ ہے جو بندہ کے مسجد میں داخل ہونے کے وقت ہوتا ہے' فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تو نجاست میں آلودہ ہے اور اُسے لوٹانے لگتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ کیسی بات ہے کہ میرے بندہ نے تو میرا قصد کیا ہے اور تم لوٹائے دیتے ہو' یہ نہ کرو بلکہ اُس کے گناہ لے لو' یہاں تک کہ وہ پاک وصاف ہو کر مسجد میں جاتا ہے' جب وہاں سے نکلتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ ہم اس کے گناہ پھر اس پر ڈال دیں؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ تو ایسی چیز ہے کہ ایک بار ہم اس سے دور کر چکے' اب ہم نہیں لوٹاتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مریض جب اپنے مرض سے صحت پاتا ہے تو وہ ایسا ہوتا ہے جیسے کہ رنگ و روپ اور صفائی کے ساتھ آسمان سے اولا گرتا ہے۔

چھٹا فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے ابو ہریرہ! کیا تم کو میں ایسی حق بات نہ بتا دوں کہ جو کوئی اوّل بیمار پڑتے ہی اس کو پڑھے تو خدا اُس کو دوزخ سے نجات عنایت کرے' وہ یہ ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدهٗ لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويـميـت وهو علٰي كلّ شيء قدير حي لا يموت وسبحان اللّٰه

ربّ العباد والبلاد الحمد لله حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه على كل حال الله اكبر كبيرًا كبرياءً ربنا وجلالهٗ وقدرتهٗ بكل مكان اللّٰهم ان كنت امرضتني لتقبض روحي في مرضي هذا فاجعل روحي في ارواح من سبقت لهم منك الحسنٰى واعذني من النار كما اعذت اولياءك الذين سبقت لهم منك الحسنٰى۔

''خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں' اسی کی سلطنت ہے اور وہی قابل ستائش ہے' زندگی اور موت اُس کے قبضہ میں ہے اور اُسے ہر شے پر پوری قدرت ہے' وہ زندہ ہے اُسے کبھی موت نہیں آ سکتی' میں اللہ پروردگارِ عباد و بلاد کا تسبیح خواں ہوں' ہر حالت میں اللہ کے لئے پاکیزہ و بابرکت حمد کثرت کے ساتھ سزاوار ہے' خدا سب سے بڑا ہے' ہمارے پروردگار کی کبریائی اور جلال بہت بڑا ہے' اُسے ہر جگہ قدرت ہے' یا اللہ! اگر آپ نے اس مرض میں میری روح قبض کرنے کے لئے بیمار ڈالا ہو تو میری روح کو بھی انہیں روحوں کے زُمرہ میں داخل کر دیجئے جن کے لئے پہلے ہی سے آپ کی جانب سے بھلائی ٹھہر چکی ہے اور مجھ کو دوزخ سے پناہ میں رکھئے' جیسے کہ آپ نے اپنے اولیاء کو جن کے لئے پہلے سے آپ کی جانب سے بھلائی ٹھہر چکی ہے' پناہ میں رکھا ہے''۔

اگر تیرا اسی مرض میں انتقال ہو جائے گا تو خدا کی خوشنودی اور جنت تک تجھ کو رسائی ملے گی اور اگر کوئی گناہ تجھ سے سرزد ہوا ہو گا تو خدا تجھ سے معاف کر دے گا' اس کو ابن ابی الدنیا رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کرنے کے لئے تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس دعا کے پڑھنے کو ارشاد فرمایا:

اللّٰهم انى اسئلك تعجيل عافيتك او صبرًا على بليتك او خروجًا من الدنيا الى سعة رحمتك فانك تعطى احدٰهن۔

"اے اللہ! میری درخواست ہے کہ یا تو جلد آرام عنایت کیجئے یا اپنی بھیجی ہوئی بلا پر صبر مرحمت فرمائیے' یا دنیا سے نکال کر اپنی رحمت وسیع میں پہنچایئے کیونکہ انہیں تین اشیاء میں سے کوئی نہ کوئی آپ عنایت کریں گے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مریض کا کراہنا تسبیح ہے اور اس کا چیخنا کلمہ پڑھنا ہے اور اُس کا سانس لینا صدقہ ہے اور اس کا اپنے بستر پر سونا عبادت ہے اور کروٹیں بدلنا ایسا ہے کہ گویا وہ راہِ خدا میں دشمن سے مقابلہ کر رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مریض ایسا نہیں کہ وہ یہ پڑھے:

سبحان الملك القدوس سبحان الرحمٰن الديان لا اله الا انت مسكن العروقِ الضارية ومينم العيون الساهرة .

"قدوسیت رکھنے والا بادشاہ پاک ہے' مہربان جزا دینے والا' خدا پاک ہے' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' جو اُچھلنے والی رگوں کو سکون عنایت کرتا ہے اور بیدار آنکھوں میں نیند لاتا ہے"۔

اور پھر بھی اسے خدا شفا نہ دے' اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے قول "لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰـنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے مرض میں اس کو چالیس بار پڑھ کر دعا مانگے اور پھر اُسی مرض میں وفات پا جائے تو خدا اُس کو شہید کا ثواب عنایت فرمائے گا اور اگر صحت پا گیا تو صحت جو مقصود تھی وہ بھی حاصل ہوئی اور اس کے سارے گناہ بخش دیئے گئے' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتا ہے تو خدا اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے: "لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَـا اَكْبَرُ" (یعنی میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں) اور جب کہتا ہے: "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ" (یعنی سوائے میرے کوئی معبود نہیں اور میں یکتا ہوں) اور جب "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" کہتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِيْكَ لِیْ" اور جب "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَآ اِلٰــهَ اِلَّآ اَنا وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِی" اور یہ کہتے تھے کہ جو اس کو حالت مرض میں پڑھے پھر اُس میں انتقال کر جائے تو دوزخ میں نہ جائے گا' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

ساتواں فائدہ: صحیحین میں مذکور ہے کہ ایک عورت نے (جس کا نام برماوی کی شرح بخاری میں اُم مبشر بتلایا ہے اور امام احمد نے اُم سلیم کہا ہے' جس کی موافقت اپنی کتاب کبیر میں طبرانی نے بھی کی ہے' اگرچہ اپنی کتاب اوسط میں اُم ایمن بتلایا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مرد تو آپ کی حدیثیں لئے جاتے ہیں' آپ کوئی دن ہمارے لئے بھی خود ہی مقرر فرما دیجئے کہ ہم عورتیں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں اور جو کچھ خدا نے آپ کو علم سکھلایا ہے اُس میں سے ہمیں بھی کچھ بتلا دیا کیجئے' چنانچہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس تشریف لائے اور خداداد سے ان کو بھی تعلیم دی اور منجملہ اُس کے پھر یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو اپنے تین بچے پہلے سے اپنے آگے بھیج دے (یعنی اس کے تین بچے انتقال کر جائیں) اور پھر بھی اُس کے لئے دوزخ سے وہ روک نہ بنیں' ایک عورت نے پوچھا: اور دو؟ آپ نے فرمایا: اور دو بھی' لیکن ایک کی نسبت پوچھنا ہم لوگ بھول گئے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے جس کے دو میر سامان ہوں (یعنی اس کے دو لڑکے مر چکے ہوں) تو خدا اُن دونوں کی بدولت اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: اور آپ کی امت میں سے جس کا ایک ہی میر سامان ہو؟ آپ نے فرمایا: جس کے ایک بھی میر سامان ہو' وہ بھی اس کے لئے مغفرت کا سبب ہوگا! پھر انہوں نے عرض کیا: اور آپ کی امت میں سے جس کا کوئی میر سامان نہ ہو تو کیا؟ آپ نے فرمایا کہ اپنی امت کا میں خود میر سامان ہوں' مجھ سے جدا ہو جانے کی سی دوسری مصیبت تو اُن کو آ ہی نہیں سکتی۔

آٹھواں فائدہ: حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک صاحبزادے کا انتقال ہوا' اس پر وہ نہایت سخت غمگین ہوئے' خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ تمہارے نزدیک اس لڑکے

کے برابر کیا چیز تھی؟ کہا کہ اے رب! میرے نزدیک ساری زمین بھر سونا اس کے برابر تھا' ارشاد ہوا: تو قیامت کے روز میرے پاس تمہارے لئے زمین بھر کا ثواب ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا' وہاں میں نے لڑکوں کو دیکھا کہ سیب سے کھیل رہے ہیں' ان سب میں صرف ایک کو نہایت مغموم پایا' اُس سے سبب دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میرے گھر والوں کے رونے کے باعث میری یہ حالت ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی بندہ کا بچہ مر جاتا ہے' اللہ تعالیٰ کا اپنے فرشتوں کو اُرشاد ہوتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح قبض کر لی' وہ کہتے ہیں: ہاں! ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندہ نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: آپ کی حمد کی اور ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ '' پڑھا' ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اُس کا خاتمہ اچھا ہوگا۔

حکایت: ایک انصاری رضی اللہ عنہ اپنے لڑکے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا کرتا تھا' آپ نے پوچھا کہ کیا تم اس سے محبت کرتے ہو' اُس نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ! خدا آپ سے بھی ایسی ہی محبت کرے جیسے مجھے اُس سے ہے' آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کو میری اس سے زیادہ محبت ہے جتنی کہ تو اُس سے کرتا ہے' اس کے بعد کچھ زمانہ نہ گزرا تھا کہ لڑکا مر گیا' پھر وہ شخص آیا اور نہایت غمگین تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند نہیں تھا کہ تمہارا لڑکا میرے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور عرش کے سایہ میں ساتھ کھیلا کرے' اُس نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں آپ کی اولاد کا ذکر آگے آتا ہے۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو پکار ہوگی کہ اے مسلمانوں کے بچو! اپنی قبروں سے نکلو' وہ اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے' پھر نداء ہوگی کہ تم لوگ جنت میں چلے جاؤ' وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے والدین بھی ہمارے ساتھ ہوں' پھر سہ بارہ ندا ہوگی کہ تم بھیڑ کی بھیڑ جنت میں چلے جاؤ' وہ

کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے والدین بھی تو ہمارے ساتھ ہوں' پھر چوتھی بار اُن سے کہا جائے گا کہ اچھا! تمہارے والدین بھی تمہارے ساتھ چلیں گے' اس پر بچے اُچھلتے ہوئے اپنے ماں باپ کے پاس دوڑیں گے اور ان کو جنت میں لے جائیں گے اور وہ سب اس دن اپنے ماں باپ کو تمہارے بچوں سے بھی جو تمہارے گھروں میں رہتے ہیں' زیادہ پہچانتے ہوں گے۔

حکایت: حضرت ایوب علیہ السلام پر جب کوئی مصیبت آتی تو کہتے: اے اللہ! آپ نے لیا اور آپ ہی نے عطا کیا تھا' جب تک میری جان میں جان ہے میں آپ کی بلا کی خوبی پر آپ کی حمد کیے جاؤں گا۔ عقائق میں مذکور ہے کہ خدا نے ایوب علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اس بلا پر صبر کرنے کا ثواب جو میں نے ستر نبیوں کو بتلایا تو اُن میں سے ہر ایک درخواست کرنے لگا کہ میں ہی اس مصیبت میں مبتلا ہوتا' میں نے اُن کو یہ مرتبہ نہیں دیا بلکہ تمہیں یہ تحفہ عنایت کیا ہے کہ دنیا و آخرت میں لوگ تمہاری تعریف کیا کریں اور تم سنا کرو (یعنی جیسا کہ خدا نے ایوب کی نسبت فرمایا ہے) کہ ہم نے تو اس کو صابر پایا ہے' کیا اچھا بندہ ہے! وہ (ہماری طرف) بڑا رجوع رہنے والا ہے۔ (۳۸:۴۴) ایوب علیہ السلام عیص بن اسحٰق بن ابراہیم کی اولاد میں سے تھے' بڑے عابد اور نہایت مال دار تھے' شیطان نے جب فرشتوں کو اُن کی تعریف کرتے سنا تو اُس کو اُن پر حسد پیدا ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یہ فقیر ہوتے تو کبھی خدا کی عبادت نہ کرتے اور اگر خدا ان پر مجھے مسلط کر دیتا تو وہ ہرگز مطیع نہیں رہنے پاتے' اس پر خدا نے اُس کو اُن کے مال پر مسلط کر دیا' اُس نے سب جلا ڈالا' جب ایوب علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو کہنے لگے: خدا کا شکر ہے جس نے مجھے عطا کیا تھا اور اب مجھ سے لے لیا' اس پر ابلیس بولا کہ اے رب! مجھے اُن کی اولاد پر مسلط کیجئے' خدا نے اُس نے اُن کی اولاد پر بھی مسلط کر دیا' اُس نے اُن کا محل جڑ سے ہلا ڈالا اور سب ہلاک ہو گئے اور وہ سب سے بڑے لڑکے کی کسی تقریب میں ضیافت کے لئے مجتمع تھے' شیطان اُن کے معلم کی صورت بن کر آیا اور ایوب علیہ السلام کو اُس کی خبر دی' انہوں نے کہا: اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہوتی تو تو بھی انہیں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا' اور بعض نے کہا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ

کاش! میں پیدا نہ ہوتا' اس پر ابلیس خوش ہو کر آسمان پر چڑھ گیا' وہاں جا کر دیکھتا کیا ہے کہ ایوب علیہ السلام کی توبہ اُس سے پہلے پہنچ چکی ہے' اسی طرح جب بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کر لیتا ہے تو کاتبانِ اعمال کے پاس توبہ پہلے پہنچ جاتی ہے' پھر شیطان کہنے لگا: اے رب! مجھے اُن کے بدن پر مسلط کر دیجئے' اللہ تعالیٰ نے مسلط کر دیا تو چیچک کی طرح اُن کے بدن سے لپٹ گیا اور بدن سے پیپ کے فوارے چلتے تھے' لوگوں نے اُن کو شہر سے باہر نکال دیا اور سوائے قلب اور زبان کے ان کا تمام بدن کیڑوں نے کھالیا' ابلیس کو اُن کے اس صبر سے بڑی حیرت ہوئی' پھر ان کی بی بی کے پاس رحمت کی خوش نما صورت بن کر نمودار ہوا اور کہنے لگا کہ ایوب علیہ السلام پر بلا نہ آتی مگر انہوں نے خدائے آسمان کو تو سجدہ کیا اور خدائے زمین کو سجدہ نہیں کیا' وہ بولیں؟ زمین کا خدا کون ہے؟ کہنے لگا: میں ہوں' اگر تو مجھے ایک سجدہ کر لے تو یہ بلا اُن سے دُور کر دوں اور صحت لوٹ آئے' انہوں نے کہا: یوں نہیں! جب تک کہ میں اُن سے پوچھ نہ لوں' جب انہوں نے اُن سے پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میں تجھے بغیر سو کوڑے مارے ہوئے نہ رہوں گا کیونکہ تو نے اُن سے یہ کیوں نہیں کہا کہ زمین و آسمان کا ایک ہی خدا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: ''وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ''(۶:۱۰۰) (یعنی انہوں نے جنوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا) کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ اس قوم کی بابت نازل ہوئی ہے جو کہتے تھے کہ بے شک انسان اور نباتات کا خالق اللہ ہے اور اچھے کام وہ کرتا ہے اور ابلیس سانپ' بچھو' کیڑوں مکوڑوں اور درندوں کو پیدا کرتا ہے' خدا نے اس بارہ میں یہ ''خَلَقَهُمْ'' (یعنی خدا نے اُن سب کو پیدا کیا ہے) کہہ کر اُن کی تکذیب کر دی کیونکہ جب خدا سب کا خالق ٹھہرا تو کوئی مخلوق خالق کی کیسے شریک ہو سکتی ہے۔

خیر پھر جب خدا کو ایوب علیہ السلام کی مصیبت کا دور کرنا منظور ہوا تو جبرئیل علیہ السلام کو ایک انار اور ایک سیب دے کر بھیجا' جب انہوں نے ان دونوں کو کھایا تو سارے کیڑے جھڑ کر گر پڑے' پھر اُن کو حکم ہوا کہ اپنا بایاں پیر زمین پر ماریں' انہوں نے تعمیل کی تو وہاں سے گرم اور سرد پانی نکلنے لگا' ٹھنڈا پانی انہوں نے پیا اور گرم سے نہائے' پھر خدا نے اُن کو بالکل

تندرست کر دیا' اب انہوں نے چاہا کہ اپنی بی بی کو کوڑے مار کر اپنی قسم پوری کریں' خدا نے اُن کی بی بی پر شفقت کر کے اُن کو یہ فتویٰ دیا کہ سینکوں (تیلیوں) کا مُٹھا لے لیں' یعنی جس میں سنبل کی جڑ کی سو سینکیں ہوں' اُسے مار کر قسم سے بَری ہو جائیں' یہی مؤمن کی حالت ہے کہ دنیا میں اُس کو کچھ نہیں تو بخار ہی آ جاتا ہے کیونکہ خدا نے دوزخ کے متعلق قسم فرمائی ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اُس پر وارد نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ سات برس' سات مہینے' سات دن' سات گھڑی وہ بلا میں مبتلا رہے تھے۔ اور کلاباذی نے ذکر کیا ہے کہ جب ایوب علیہ السلام کو صحت ہو گئی تو اُن کے دل میں اپنے صبر کرنے کا خیال آیا تو دس ہزار اَبر کے ٹکڑوں کے اوپر سے دس ہزار آوازوں میں ندا آئی کہ اے ایوب! تم نے صبر کیا ہے یا ہم نے تمہیں صابر بنائے رکھا' انہوں نے عرض کیا: اے رب! آپ ہی نے مجھے صابر بنائے رکھا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی تھی کہ اگر میں ہر ہر بال کے نیچے صبر نہ رکھ دیتا تو تم کبھی صبر نہ کر سکتے' پھر اللہ سبحانہ نے ایک اَبر بھیجا جو ان کے گھر کے برابر تھا' اُس سے تین دن تک سونے کی ٹیڑیاں برستی رہیں' جبرئیل علیہ السلام نے پھر ان سے کہا کہ آپ آسودہ ہوئے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بھلا خدا کے فضل سے کس کو آسودگی ہو سکتی ہے' پھر اُس کے بعد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح کی ہے کہ ان کی مصیبت کی مدت اٹھارہ برس تھی۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ انبیاء میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس تک بلا میں مبتلا رہے' پھر بیان کیا ہے کہ ابلیس بھی ایوب علیہ السلام کے صبر سے چیخ اُٹھا' اس پر سارے شیطان اس کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ تجھے کیا ہوا؟ بولا کہ ایوب علیہ السلام کے صبر سے عاجز آ گیا ہوں' وہ پوچھنے لگے کہ تیرا وہ مکر و فریب کہ جس سے تو اگلوں کو ہلاک کر ڈالا کرتا تھا' کہاں گیا؟ وہ کہنے لگا کہ سارے کا سارا ایوب کے پیچھے جاتا رہا' انہوں نے پوچھا کہ جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کو تو نے کیسے نکالا تھا؟ اس نے کہا: ان کی بی بی حوا کے سبب سے' اُن سب نے کہا: تو پھر ایوب کو بھی ان کی بی بی کے ذریعہ سے مکر و فریب ڈال' چنانچہ وہ ان کی بی بی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ایوب علیہ السلام سے کہو کہ ایک

بُزغالہ (بکری کا بچہ' جنگلی یا پہاڑی بکرا) کو بغیر خدا کے نام لئے ہوئے ذبح کر ڈالیں تو ابھی اچھے ہو جائیں' وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس اُسکے لے کر آئیں اور جیسے شیطان نے اُن سے کہا تھا' ویسے ہی انہوں نے ایوب علیہ السلام سے کہا کہ ایک بزغالہ کو بغیر خدا کا نام لئے ہوئے ذبح کر ڈالئے' انہوں نے پوچھا: بھلا بتلاؤ تو ہم نے آسائش و آرام سے کتنی مدت تک عیش کیا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: اسّی برس' تب ایوب علیہ السلام نے کہا: جیسے ہم نے آسائش میں گزاری ہے' اسی طرح جب تک ہم اسّی برس تک صبر نہ کر لیں' اس وقت تک تیرا ایسی بات کہنا خدا کے حضور میں انصاف نہیں ہو سکتا اور اگر مجھے خدا نے شفا عنایت کر دی تو میں تجھے ضرور سو کوڑے ماروں گا۔ واللہ اعلم۔

حکایت: جب معاذ رضی اللہ عنہ کے لڑکے کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نامہ تعزیت اُن کو لکھ بھیجا کہ تم پر خدا کا سلام ہو' میں خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں حمد کرتا ہوں! اس کے بعد واضح ہو کہ خدا تم کو اجرِ عظیم عنایت کرے! تمہارے دل میں صبر دے اور ہمیں و تمہیں شکر کرنا نصیب کرے' پھر جان لو کہ ہماری جان' ہمارے مال' ہمارے اہل و عیال' خداوندی عطیات میں سے ہیں' جو بطور امانت ہمیں عنایت ہوئے ہیں یا بطور عاریت کے ہمیں ملے ہیں اور ہم سے کبھی نہ کبھی واپس لے لئے جائیں گے' خدا ایک مدت متعین تک اُن سے متمتع ہونے دیتا ہے اور جب اُس کا وقت مقرر آ جاتا ہے' پھر اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے' پھر یہ سمجھو کہ ہم پر خدا نے فرض کیا ہے کہ اگر ہمیں کچھ عطا ہو تو ہم شکر کریں اور جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو صبر کریں' چنانچہ تمہارا یہ بیٹا بھی من جملہ انہیں عطیاتِ خداوندی کے تھا جو بطور امانت تمہیں دیا گیا تھا' یا (یوں کہو کہ) بطور عاریت تمہارے پاس تھا اور اب واپس لے لیا گیا' خدا نے تمہیں نہایت فرحت و سرور کے ساتھ جس پر لوگ رشک کرتے ہوں گے' متمتع ہونے دیا اور اب بہت کچھ اجر دے کر اُسے پھر اپنے قبضہ میں لے لیا ہے (لیکن اجر کثیر ملنے کی شرط یہی ہے کہ) تم صبر کرو اور ثواب کے خواستگار رہو۔

حکایت: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو انہیں نہایت ہی رنج گزرا' اُن کے پاس دو فرشتے

آئے اور مدعی اور مدعی علیہ کی وضع میں اُن کے سامنے آ کر بیٹھ گئے' ایک نے کہا کہ میں نے تخم ریزی کی تھی' اس کا اُس پر سے گزر ہوا اور اس نے سب برباد کر دیا' حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے اس کی نسبت دریافت کیا' وہ کہنے لگا کہ اُس نے راستہ پر فصل بوائی تھی اور راستہ پر ضرور ہی چلتے ہیں' پھر پہلے شخص سے آپ نے فرمایا کہ جب تو جانتا تھا کہ راستہ پر لوگ ضرور چلیں گے تو وہاں کیوں فصل بوئی تھی؟ اُس نے کہا کہ اے نبی اللہ! آپ اپنے صاحبزادے پر کیوں غمگین ہوتے ہیں' کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ موت آخرت میں جانے کا راستہ ہے۔

مسئلہ: راستہ میں مکان بنانا یا درخت لگانا یا تنگ راستہ میں کنواں کھودنا' جس سے گزرنے والوں کو ضرر پہنچے' حرام ہے اور اگر ضرر نہ ہوتا ہو تو اس پر ضمان نہیں۔ حاکم نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو' اسی طرح اگر مصلحت عامہ یا مصلحت خاصہ کے لئے کھودا ہو تو ضمان واجب ہوگا' سوائے اُس صورت کے کہ امام نے اجازت دی ہو اور اگر راستہ میں مرجھایا ہوا ساگ پات یا خربوزے کے چھلکے ڈال دے تو ضامن ہوگا' بشرطیکہ راہ گیر نے اُسے قصداً نہ کچلا ہو اور اگر کسی نے دستور سے زیادہ پانی چھڑک دیا' اگرچہ مصلحت عامہ ہی کے لئے ہو جیسے گرد وغیرہ کا دور کرنا تب بھی ضامن ہوگا اور اگر دستور کے موافق پانی چھڑکا ہے تو ضامن نہ ہوگا' سوائے اس صورت کے جب اُس نے اپنی خاص مصلحت کے لئے چھڑکا ہو' راستہ سے نفع اُٹھانے میں ذمی[1] کے لئے بھی کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور اگر کسی نے راستہ پر جانور باندھ دیا' اگرچہ چوڑا ہی ہو تب بھی جو کچھ وہ نقصان کر دے گا' اُس کا تاوان دینا پڑے گا' حتیٰ کہ جانور کے پیشاب ولید یا گوبر ہی سے کیوں نہ نقصان ہوا ہو' قول معتمد یہی ہے اور منہاج میں اس کے خلاف مذکور ہے۔

حکایت: مجمع الاحباب میں میری نظر سے گزرا ہے کہ جب حضرت مطرف تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے کا انتقال ہوا تو انہوں نے زینت اختیار کی۔ اس بارے میں لوگ باتیں بنانے لگے' انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! اگر دنیا و مافیہا میری ملک ہوتی اور مجھ سے

---

[1] وہ غیر مسلم جو سلطنت اسلامیہ کی رعایا میں ہو۔۱۲

خدا لے لیتا اور جنت کے صرف ایک گھونٹ کے عطاء کرنے کا مجھ سے وعدہ کرتا تو میں اُن تمام چیزوں کو اس قابل نہ سمجھتا کہ اس ایک گھونٹ کے ہم پلّا ہو سکیں' پھر بھلا ہدایت وصلوٰۃ و رحمت کے مقابلہ میں کسی شی کی میں کیسے قدر کر سکتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صابروں کے لئے دونوں برابر چیزیں کیا خوب ہیں اور اُن کا علاوہ بھی کیا خوب ہے۔ احیاء العلوم میں مذکور ہے: دونوں برابر کی چیزوں سے نماز و رحمت مراد ہے اور علاوہ سے ہدایت۔ حضرت نیشاپوری نے بیان کیا ہے کہ خدا نے قرآن شریف میں "مصیبة" کو نکرہ ذکر کیا ہے تا کہ ہر ضرر کو شامل ہو جائے' چنانچہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار چراغ گل ہو گیا' تب بھی آپ نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا' لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا یہ کوئی مصیبت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جس شے سے مسلمان کو ایذاء ہو وہی مصیبت ہے' اب اس قول میں سے "اِنَّا لِلّٰہِ" (بے شک ہم خدا کے لئے ہیں) میں رضا بالقضا ہے اور "وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" (بے شک ہم اُسی کی طرف رجوع ہونے والے ہیں) میں تقدیر پر ایمان ہے' اور اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ معلوم ہوتا تو یہ کبھی نہ کہتے کہ ہائے رے! مجھے یوسف پر بڑا افسوس ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی ایسا مؤمن نہیں کہ جو اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے اور پھر بھی قیامت میں حلۂ کرامت اسے خدا نہ پہنائے' اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ: دفن کے قبل اور بعد دونوں وقت تعزیت کرنا مستحب ہے اور تین دن تک افضل ہے لیکن اگر مصیبت زدہ موجود نہ ہو تو جب وہ آئے اور اس کے آنے کے بعد بھی تین دن تک مستحب ہے۔ کافر کی تعزیت کرنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں' بشرطیکہ کافر حربی نہ ہو اور اس کی تعزیت میں یہ کلمات کہے کہ خدا تجھے اس کا نعم البدل عنایت کرے اور تیرا عدد کم نہ ہو کیونکہ اُن کی کثرت سے دنیاوی نفع ہے' جزیہ ہی وصول ہو گا اور آخرت میں مسلمانوں کی دوزخ سے آزادی کے فدیہ کا کام دیں گے اور اُن کے بچے جنت میں مسلمانوں کے خادم ہوں گے' لیکن شرح مہذب میں اس پر اشکال وارد کیا ہے اور یہ کہنا کہ تیرا عدد کم نہ ہو۔ کافر کو

دوامِ کفر کے ساتھ بقا کی دعا دینا ہے' اس لئے مختار یہی ہے کہ اس جملہ کو ترک کر دیا جائے' واللہ اعلم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشت کی محبت اور خدا کا خوف یہ دونوں چیزیں رونق دنیا سے دور رکھتی ہیں اور صبر پیدا کرتی ہیں۔ محاسبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہر شے کا ایک جوہر ہوتا ہے اور انسان کا جوہر عقل اور صبر ہے۔

حکایت: جب حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو اُن کے صاحبزادے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھ گئے اور لوگ اُن کی تعزیت کے لئے آتے جاتے تھے' انہی میں اُن کے پاس ایک اعرابی آیا اور اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر کہنے لگا: شعر

اصبر تکن بلك صابرین فانما ‏ صبر الرّعیة بعد صبر الرّاس

خیر من العباس اجرك بعدهٗ ‏ واللّٰه خیر منك للعباس

یعنی "آپ صبر کیجئے تو ہم کو بھی آپ کی وجہ سے صبر آ جائے گا' کیونکہ سردار کے صبر کے بعد رعیت کو صبر آتا ہے' عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کے لئے تو وہ اجر بہتر ہے جو اُن کے بعد (وفات) آپ کو ملے گا اور عباس رضی اللہ عنہ کے لئے آپ سے بہتر اللہ تعالیٰ ہے"۔

نصیحت: تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نوحہ اور ماتم کرنا حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنا ایک جاہلیت کا فعل ہے' رہی نوحہ کرنے والی تو جب وہ مرے گی خدا اُس کو آگ کے کپڑے اور آگ کے شعلوں کا کرتہ پہنائے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نوحہ کرنے والی اپنی قبر سے پراگندہ حال' خاک آلوُد' روسیاہ' کنجی آنکھوں والی' پراگندہ سر' جُھلسا ہوا منہ لے کر نکلے گی اور اُس پر خدا کی لعنت کی چادر پڑی ہوگی اور غضبِ خداوندی کا کرتہ پہنے ہوگی' ایک ہاتھ اُس کا سمٹ کر اس کے گلے کا طوق ہو رہا ہوگا اور دوسرا اپنے سر پر رکھے ہوگی اور چلاتی ہوگی: ہائے رے تباہی! ہائے رے ہلاکی! ہائے رے غم! اور اس کے پیچھے ایک فرشتہ آمین آمین کہتا جاتا ہوگا' پھر اس کے بعد دوزخ میں اپنی قسمت کا بھگتان بھگتے گی۔ وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آسمانِ اوّل میں ایک لاکھ فرشتے ہیں جو نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنت کرتے رہتے ہیں

اور آسمانِ دوم میں دولاکھ فرشتے نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنت بھیجتے ہیں اور آسمانِ سوم میں تین لاکھ فرشتے نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنت کرتے ہیں اور آسمانِ چہارم میں چار لاکھ فرشتے ہیں جو نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنت کرتے ہیں اور آسمانِ پنجم میں پانچ لاکھ فرشتے ہیں جو نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنت کرتے ہیں اور آسمانِ ششم میں چھ لاکھ فرشتے ہیں جو نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنت کیا کرتے ہیں اور آسمانِ ہفتم میں سات لاکھ فرشتے ہیں جو نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے اور جو اس سے راضی ہو سب پر لعنت کیا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔
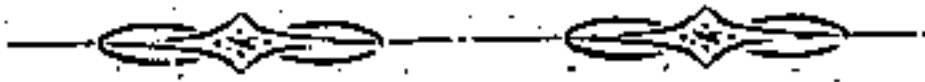
باب:

رضا کا بیان

رضا کا صبر سے ایک اعلیٰ درجہ ہے کیونکہ جس کو رضا میسر ہو وہ ضرور صابر ہوتا ہے لیکن اس کا عکس نہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ خدا کی رضامندی سب سے بڑی شے ہے' ایسے ہی بندے کا اپنے ربّ سے راضی ہو جانا تمام طاعات سے بڑھ کر ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ایک گروہ سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ایمان دار۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارے ایمان کی کیا علامت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم بلا پر صبر کرتے ہیں اور آرام پر شکر کرتے ہیں اور قضائے الٰہی سے جو کچھ واقع ہو سب پر راضی رہتے ہیں' آپ نے فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! تم بے شک ایمان دار ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اُسے مصیبت میں مبتلا کرتا ہے' اگر اُس نے صبر کیا تو برگزیدہ بنالیتا ہے اور اگر راضی رہا تو مقبول کر لیتا ہے۔

نصیحت: خدا کی شان میں (حدیث میں) وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے خیر اور شر دونوں کو پیدا کیا ہے' اُسے مژدہ ہو جسے میں نے خیر کے لئے پیدا کیا ہے اور جس کے ہاتھ سے میں خیر جاری کرتا ہوں اور اس کے لئے تباہی ہو جس کو میں نے شر کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کے ہاتھ سے شر جاری کرتا ہوں اور اس کو تباہی اور پھر تباہی جو (پھرے حکم سے) اور چون و چرا کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے اپنے منہ میں چنگاری رکھ لینا اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں جو چیز واقع ہوئی اس کے لئے کہوں کہ کاش نہ ہوتی یا جو نہ ہوئی ہوئی اس کے لئے کہوں کہ کاش یہ ہو جاتی۔

حکایت: حضرت ابوالحسن علی عارف باللہ احمد رفائی کے بھانجے فرماتے ہیں: ایک

بار میں شیخ کے خلوت خانہ کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا اور اُس میں کوئی اُن کے سوا نہ تھا' اسی اثناء میں دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص اُن کی طرف بڑھ رہا ہے جس کو میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا' وہ بڑی دیر تک بیٹھا رہا' پھر دیوار کے روشن دان سے پرندہ کی طرح نکل کر چلا گیا' میں نے شیخ سے اُس کی نسبت دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ یہ وہی تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کی حفاظت سپرد کی ہے اور یہ خواصِ اربعہ میں سے تھے' لیکن تین (دن یا ماہ یا سال) سے یہ اُس سے الگ کر دیئے گئے ہیں کیونکہ ایک جزیرہ میں بارش ہوئی تھی تو یہ اپنے جی میں کہنے لگے کہ اگر یہ بارش آبادی میں ہوتی تو بہتر ہوتا' پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہی' میں نے کہا: آپ نے انہیں اس سے آگاہ کیوں نہ کر دیا؟ کہنے لگے: مجھے اُن سے شرم آئی' میں نے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو انہیں آگاہ کر دوں؟ انہوں نے کہا: اچھا! اپنا سر اپنے گریبان میں تو جھکا' میں نے ایسا ہی کیا' اس کے بعد مجھے آواز دی کہ اے علی! میں نے سر جو اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ بحر محیط کے درمیان جزیرہ میں ہوں اور اُس شخص کو بھی وہاں دیکھا' میں نے اسے اطلاع کر دی' پھر مجھے اُس نے قسم دلائی کہ میں اُس کا خرقہ اُس کی گردن میں ڈال کر اُسے منہ کے بل گھسیٹوں اور یہ پکارتا جاؤں کہ جو خدا پر اعتراض کرے اُس کی یہی سزا ہے' میں نے اس کا مصمم ارادہ کیا ہی تھا کہ مجھے ہاتف نے آواز دی کہ اُسے چھوڑ دے' آسمان میں فرشتے گریہ وفریاد کرتے ہوئے اُس کے سفارشی ہوئے ہیں اور ہم نے اُسے معاف کر دیا' اُس وقت تھوڑی دیر کے لئے میں بے ہوش ہو گیا' ہوش جو آیا تو میں نے پھر شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے آپ کو حاضر پایا۔
ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا کہ اے رب! مجھے ایسی چیز بتلا دیجئے جس میں آپ کی رضا ہو تا کہ میں اُسے کروں' خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میری رضا اسی میں ہے کہ تم میری قضا پر راضی ہو۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کی موجودگی میں ایک بار کہا: اے اللہ! مجھ سے راضی ہو جایئے! وہ کہنے لگیں کہ خدا سے آپ کو شرم نہیں آتی کہ آپ اس کی رضا کے خواستگار ہیں اور خود اُس سے راضی نہیں ہوتے' کسی نے پوچھا کہ بندہ خدا سے کب راضی ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب اُسے مصیبت

میں بھی ویسی ہی خوشی ہونے لگتی ہے جیسی کہ نعمت میں۔

حکایت: اسرائیلیات میں ہے کہ ایک عابد زمانہ دراز تک خدا کی عبادت میں مشغول رہا' اس کے بعد اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک حبشی لونڈی جو فلاں جگہ رہتی ہے جنت میں اس کی رفیق ہے' جب بیدار ہوا تو لونڈی سے کیفیت دریافت کی' معلوم ہوا کہ یہ کھایا پیا کرتی ہے اور وہ روزہ رکھا کرتا ہے' وہ پڑی سویا کرتی ہے اور یہ شب بیداری میں مصروف رہتا ہے' اُس نے اس سے پوچھا کہ اس کے سوا تیرا کوئی اور عمل نہیں ہے؟ اُس نے کہا: میری ایک عادت ہے اور وہ یہ کہ جب میں سختی میں ہوتی ہوں تو آرام کی طلبگار نہیں ہوتی اور جب بیمار ہوتی ہوں تو عافیت نہیں چاہتی' اگر دھوپ میں ہوں تو سایہ نہیں طلب کرتی' وہ کہنے لگا: یہی ایک عادت ہے جس سے عابد اور زاہد لوگ عاجز آ گئے ہیں۔

حکایت: بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عباد میں ایک اندھے شخص کو دیکھا کہ اُسے جذام وجنون ہو رہا ہے' چیونٹیاں اُس کا گوشت کھائے جاتی ہیں' میں نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور اُس کے لئے دعا کرنے لگا' جب اُسے ہوش آیا تو کہنے لگا: یہ فضولی کون ہے جو میرے اور خدا کے درمیان دخل دیتا ہے' اگر خدا میری بوٹی بوٹی جدا کر ڈالتا جب بھی میں روز افزوں اس کی محبت ہی کا دم بھرتا رہتا اور اسی مضمون میں کسی نے کہا ہے: شعر

نفس المُحبّ علی الالامِ صَابرۃ لعل متلفھا یوما یداویھا

''یعنی محبّ کا جی غم والم پر ہمیشہ (اس امید میں) صبر کیا کرتا ہے کہ شاید (اسی بہانہ سے) اُس کے جی کا قاتل کسی روز اس کے درد کا درماں بن جائے''۔

حکایت: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک اندھے اپاہج پر گزر ہوا جو برص میں مبتلا اور فالج میں گرفتار تھا اور پھر بھی وہ خود سے یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اُن عارضوں سے جن میں اُس کی بہتیری مخلوق مبتلا ہے' امن وعافیت میں رکھا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ خدا نے تجھے کس بلا سے عافیت میں رکھا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ اے نبی اللہ! میں اُس سے تو بہتر ہوں جس کے دل میں اپنے ربّ کی معرفت نہیں۔ ایسا ہی ایک قصہ اور میری نظر سے گزرا ہے' ایک عورت تھی جس کے ہاتھ اور

پیر دونوں کٹے ہوئے تھے اور اسی شخص کی طرح وہ بھی کہہ رہی تھی کہ خدا کا شکر ہے' اُس عورت سے بھی کسی نے پوچھا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا تھا' اُس نے بھی اُس شخص کی طرح جواب دیا تھا' پھر اُس سے یہ پوچھا گیا کہ اس کی علامت کیا ہے؟ وہ ہوا میں اُڑ گئی اور بولی کہ یہ علامت ہے۔

حکایت: میں نے کتاب الفرج بعد الشدۃ میں دیکھا ہے کہ ایک عورت کو ایک جانور نے لات ماری جس سے اُس کا پیر ٹوٹ گیا' اُس کی عیادت کرنے کو کچھ عورتیں آئیں' وہ اُن سے کہنے لگی کہ اگر یہ بلائیں اور مشقتیں نہ ہوتیں تو قیامت میں ہمیں مفلس ہو کر آنا پڑتا' ایسے ہی ایک دوسری عورت کے ٹھوکر لگی تھی جس سے اُس کا ناخن گر پڑا' وہ ہنسنے لگی' اُس سے جو سبب پوچھا گیا تو کہنے لگی کہ اُس کے ثواب کی لذت نے میرے دل سے اُس کا درد دکھ سب دور کر دیا۔ بہجۃ الانوار میں ہے کہ ایک شخص نے کھیرا کھانا چاہا تو وہ کڑوا نکلا اُس نے اپنے غلام کو دے دیا' وہ کھا گیا' اُس سے پوچھا کہ تجھ سے کیسے کھایا گیا' اُس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کے فضل و کرم سے بہت کچھ کھایا ہے' مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ ایک بار جو کڑوا مل گیا ہے تو نہ کھاؤں' اس پر اُس نے اس کو آزاد کر دیا۔ فردوس العارفین میں مذکور ہے کہ عارف کی چار نشانیاں ہیں: ایک تو یہ کہ اُسے شرح صدر حاصل ہو' دوسرے یہ کہ اُس کا جسم گراپڑا رہتا ہو' تیسرے یہ کہ اس کا دل زخمی ہو' چوتھے یہ کہ سخاوت کا دروازہ کھلا رہتا ہو اور یہ بھی اُس کی علامت ہے کہ اس کا دل تعظیم و ہیبت کا مخزن ہو' زبان حمد و مدح کی مخزن ہو اور اس کی روح اُنس و قرب کی مخزن ہو' اس کا سر یعنی باطن شوق و محبت کا مخزن ہو' اُس کا نفس سلطان عقل سے مقہور و مغلوب ہو۔

کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر جو دعا پڑھنا چاہیے وہ باب الدعاء میں آگے آتی ہے۔

فائدہ: ثابت بنانی نے کسی شخص سے کہا کہ جب تو بیمار ہو یا کہیں درد دکھ ہو تو مقامِ مرض پر اپنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھ:

بسم اللّٰہ اعوذ بعزۃ اللّٰہ وقدرتہ من شر ما اجد من وجعی ھذا۔

اللہ کے نام سے شروع اور اس درد دکھ کے شر سے جس کو میں محسوس کرتا ہوں'

خدا کی عزت اور قدرت کی پناہ چاہتا ہوں''۔

پھر اپنا ہاتھ اٹھا لے' پھر دوبارہ ایسا ہی عدد طاق کا خیال کر کے تین یا پانچ بار کرے' کیونکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اُن سے بیان کی تھی' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ فردوس العارفین میں میری نظر سے گزرا ہے کہ ایک عورت کی داڑھ میں درد ہوا' وہ چیخنے چلاّنے لگی' آواز آئی کہ جو ہمارے درد سے صبر نہ کر سکے' اُسے چاہیے کہ ہمارا قرب چھوڑ کر کوچ کر جائے۔ اور جبرئیل نے (ایک بار) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دیجئے کہ اب تو تمہیں صحت ہو گئی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تعجب ہوا' پھر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوبکر! تمہیں کیا بیماری ہو گئی تھی' انہوں نے کہا: سات برس سے دانت میں درد تھا' آپ نے فرمایا کہ تم نے کبھی مجھے اطلاع نہ دی' انہوں نے عرض کیا کہ دوست کی کیا شکایت کرتا۔

فائدہ: داڑھ کے درد کے لئے یہ تدبیر ہے کہ اگر آگ پر لہسن گرم کر کے داڑھ میں دبا لیا جائے تو درد جاتا رہتا ہے' یا انگور سیاہ کے ساتھ برگ سداب ملا کر لگائی جائے' تب بھی فائدہ ہے۔ میں نے کتاب سبل الخیرات میں اصمعی کی روایت دیکھی ہے' وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں جنگل گیا' وہاں دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بدصورت شخص کے ہمراہ ایک خوبصورت عورت جا رہی ہے' میں نے اس سے پوچھا: کیا تجھے اس کی ہمراہی پسند ہے؟ وہ بولی: تم نے بُرا کیا جو ایسا کہا' شاید وہ خدا کے نزدیک اچھا ہو تو مجھے اُس کا ثواب ملے اور شاید اسے ناپسند کر کے میں خدا کے نزدیک گنہگار ٹھہروں تو مجھے اس کی سزا ملے اور جو امر خدا کو پسند ہے' اُس سے میں کیونکر راضی نہ ہوتی۔

حکایت: ایک شخص نے اپنی زوجہ سے پانی مانگا' وہ جب لائی تو اُس کی آنکھ لگ گئی تھی' صبح تک اس کے سرہانے کھڑی رہی' جب وہ بیدار ہوا اور اسے اپنے سرہانے دیکھا تو اُس کی یہ بات اُسے نہایت پسند آئی' اُس نے اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا چاہا' اُس سے

کہنے لگا کہ مجھ سے کوئی تمنا کر' وہ بولی کہ مجھے طلاق دے دے' اُسے یہ بُرا معلوم ہوا' اس عورت نے کہا کہ اگر تو اس کا عوض دینا چاہتا ہے تو مجھے طلاق دے دے' اُس کے بعد وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے' راہ میں مرد کے ٹھوکر لگی اور اس کا پیر ٹوٹ گیا' وہ عورت بولی: بس اب لوٹ چل! میرے لئے تجھ سے طلاق لینے کی اب کوئی راہ نہیں ہے کیونکہ تو نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تھی کہ آپ کا ارشاد ہے: جس کسی کے ساتھ خدا بھلائی کرنا چاہتا ہے اُس کو کچھ نہ کچھ مصیبت پہنچتی رہتی ہے' میں تیرے پاس اتنے برسوں سے ہوں تجھے کچھ بھی درد و الم نہ ہوا تھا' اس لئے میں سمجھی تھی کہ خدا کو تجھ سے محبت نہیں' لیکن اب جو یہ مصیبت تجھ پر آن پڑی تو معلوم ہو گیا کہ بے شک خدا کو تجھ سے محبت ہے۔

فائدہ: احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا' وہ کبھی بیمار نہ پڑی' اس پر انہوں نے اُسے طلاق دے دی' اسی طرح ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت خوبصورت عورت سے نکاح کرنا چاہا تھا' لوگوں نے آپ سے یہ جو کہا کہ وہ کبھی بیمار ہی نہیں پڑی تو آپ نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا اور اس سے نکاح نہ کیا۔

حکایت: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بڑے مستجاب الدعوات تھے' چنانچہ لوگ دعا کرانے کے لئے اُن کے پاس آیا کرتے تھے' ان کی بصارت جاتی رہی تھی' کسی نے اُن سے کہا کہ اگر آپ اپنے لئے خدا سے دعا کریں تو پھر آپ کی آنکھوں میں روشنی آ جائے' انہوں نے کہا کہ مجھے قضائے خداوندی اپنی آنکھوں سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

زمانہ سابق میں ایک شخص نہایت مال دار اور کثیر الاولاد تھا' لیکن خدا سے غافل رہتا' خدا نے اُس کو ابتلاء میں ڈالا اور اس کی بصارت جاتی رہی' اس نے خدا سے درخواست کی کہ عبادت کرنے کے لئے مجھے پھر آنکھیں مل جائیں' اُس زمانہ کے نبی علیہ السلام کو یہ سن کر اُس پر ترس آیا اور انہوں نے بھی خدا سے دعا کی کہ پھر اُس کی آنکھوں میں روشنی آ جائے' خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ اگر ہم پھر اسے آنکھیں عنایت کریں گے تو یہ ہمارے دروازے پر

کبھی کھڑا بھی نہ ہوگا' جب صبح ہوئی تو اُن نبی نے اس کو الحمد للہ کہتے سنا' وہ پوچھنے لگے: کیا خدا نے تجھے پھر آنکھیں عنایت کردیں' وہ بولا: نہیں! لیکن مجھے رضا بالقضا نصیب ہوگئی ہے' میں نے خدا سے آنکھوں کا نور مانگا تھا' مجھے نورِ قلب عطا فرمایا' جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے پھر اُسے بصارت عنایت کردی تھی۔

حکایت: احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ کسی صوفی کا لڑکا گم ہوگیا' کسی نے کہا کہ اگر آپ خدا سے دعا کرتے تو وہ پھر مل جاتا تو بہتر تھا' انہوں نے جواب دیا کہ خدا کے قضا اور حکم پر میرا اعتراض کرنا لڑکے کے جاتے رہنے سے بھی میرے نزدیک زیادہ سخت بات ہے' ایک شیخ کا لڑکا بیمار پڑا' وہ اُس پر بڑے گھبرائے' جب انتقال ہوگیا تو کچھ بھی جزع وفزع نہ کیا' کسی نے جو اُن سے کہا تو کہنے لگے کہ پہلے میرا گھبرانا شفقت کے لحاظ سے تھا لیکن جب قضائے الٰہی واقع ہوچکی تو میں راضی ہوگیا اور میں نے سرِ تسلیم خم کردیا۔

حکایت: ایک بار بصرہ میں کچھ ظالم لوگ (ڈاکو' لٹیرے) داخل ہوئے اور انہوں نے بہت سے لوگ قتل کر ڈالے اور مال لوٹ لیا۔ حضرت اسمٰعیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے اُن سے کہا کہ اگر آپ خدا سے دعا کرتے اور یہ دفع ہوجاتے تو اچھا تھا' انہوں نے کہا کہ خدا کے بہت سے بندے اس شہر میں ہیں جن میں سے ایک حبشی غلام بھی ہے کہ جب وہ اس مسجد میں سوتا ہے تو اپنے پیر کوہ قاف پر پھیلاتا ہے' اگر یہ لوگ اُن ظالموں کے لئے بددعا کریں تو زمین صبح ہی کو ان سے خالی ہوجائے' لیکن جو کچھ خدا کرتا ہے اُس پر یہ لوگ راضی ہیں۔ کتاب العقائق میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار جبرئیل علیہ السلام سے خواہش کی کہ آپ کو بخار کی صورت دکھائیں' پھر ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی درخت کے نیچے اُترے' دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار ہے جو زرد شاخ لئے ہوئے ہے' جب وہ اس درخت کے پاس پہنچا تو اس کے سارے پتے جھڑ پڑے' آپ نے پوچھا کہ اے جبرئیل! یہ سوار کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بخار ہے' آپ نے ارشاد فرمایا: جب درخت کے ساتھ اس کی یہ کیفیت ہے تو بھلا انسان کے ساتھ کیا کچھ نہ کرتا ہوگا' آواز آئی کہ اس سے جیسے کہ اس درخت کے پتے جھڑ گئے' اسی طرح آپ کی امت کے پسینہ کے

ساتھ سارے گناہ بھی جھڑ جائیں گے' چنانچہ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دن کا بخار سال بھر کا کفارہ ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں اور ہر جوڑ کو بخار سے تکلیف پہنچتی ہے' پس ہر ہر جوڑ کے عوض میں بندہ کے ایک ایک روز کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اطباء کے نزدیک ایک روز کا بخار ایک سال کی قوت زائل کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس کو تین گھڑی کے لئے بخار آ جائے اور وہ حمد و شکر بجا لاتا رہے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس پر اظہارِ فخر کرتا ہے اور ارشاد کرتا ہے: اے فرشتو! میرے بندہ کو اور بلا پر اس کا صبر کرنا دیکھو اور دوزخ سے اُس کی نجات یابی لکھو' تو فرشتے اس طرح سے لکھ لیتے ہیں: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ! یہ خدائے عزیز و حکیم کی جانب سے فرمان ہے اور اللہ کی جانب سے اپنے فلاں بندہ کے لئے برأت و نجات کا پروانہ ہے کہ میں نے دوزخ سے تجھے پناہ دی اور جنت کو تیرے لئے واجب کر دیا' سلامتی کے ساتھ اُس میں داخل ہو جا۔

طبرانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص تین روز بھی مرض میں مبتلا رہے' وہ گناہوں سے ایسے نکل آتا ہے گویا کہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بیماری کی حالت میں مرتا ہے وہ شہید مرتا ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے اور صبح و شام جنت سے اس کی روزی اسے عنایت ہوتی رہتی ہے' اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مریض جب تک مریض رہتا ہے' خدا کا مہمان ہے' اللہ تعالیٰ اس کو روزانہ ستر شہیدوں کے عمل عنایت فرما کر اُس کا رتبہ بلند فرماتا رہتا ہے اور آپ نے فرمایا: جب خدا اسے عافیت عنایت فرماتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے گویا آج وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھانے کے لئے اپنے مریضوں پر زبردستی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کو کھلاتا پلاتا رہتا ہے' اس کو ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ احیاء العلوم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ خدا کی حق شناسی اور اس کی عظمت اور جلال

قائم رکھنے میں یہ بھی داخل ہے کہ تم اپنے درد کی نہ شکایت کرو نہ اپنی مصیبت بیان کرو۔

فائدہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بخار کے لئے یہ لکھا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بسم الله وبالله ومحمد رسول الله يا نار كونى بردًا وسلامًا على ابراهيم وارادوا به كيدًا فجعلناهم الاخسرين اللّٰهم ربّ جبرئيل وميكائيل واسرافيل اشف صاحب هذا الكتاب بحولك وقوتك وجبروتك اله الحق امين۔

میں نے طبقات ابن سبکی میں دیکھا ہے کہ امام ابوالقاسم قشیری کا لڑکا سخت بیمار پڑا، اُن کے والد کا بیان ہے کہ میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اس کی شکایت کی، خدائے سبحانہ کا ارشاد ہوا کہ آیاتِ شفا پڑھ کر دم کرو اور انہیں آیات کو کسی برتن میں لکھ کر دھو کے پلاؤ، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے لڑکے کو شفا ہوگئی، آیاتِ شفا یہ چھ آیتیں ہیں:

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۔ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنَ ۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۔

(۱) اور ایمان والی قوم کے لوگوں کے سینہ کو شفا دیتا ہے (۲) سینوں میں جو کچھ ہوتا ہے یہ اس کی شفا ہے (۳) اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے (۴) ہم قرآن کو نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے (۵) جب میں بیمار ہوتا ہوں پس وہی مجھے شفا عنایت کرتا ہے (۶) فرما دیجئے: وہ ایمان داروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

حکایت: اخبارِ سابقہ میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی نبی خدا سے فقر و بھوک وقمل (جُوں یا گھن) کی دس برس تک شکایت کرتے رہے، کچھ جواب نہ ملا، پھر خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ تم اس طرح کب تک شکایت کرتے رہو گے جو کچھ ہوا تمہارے لئے

پہلے سے ہی ٹھہر چکا تھا اور دنیا کی پیدائش کے قبل سے میں نے تمہارے لئے یہی مقدر رکھا تھا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پھر سے دنیا پیدا کریں یا جو ہم مقدر کر چکے ہیں' اُسے بدل دیں' اگر یہ ہے تو تمہارا ارادہ ہمارے ارادہ سے بھی زیادہ ٹھہرا' اپنے عزت و جلال کی قسم! اگر پھر ایک بار بھی تمہارے دل میں یہ بات کھٹکی تو دیوانِ نبوت سے تمہارا نام مٹا دوں گا۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عابد تھا' ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی زیارت کو آئے اور اس سے پوچھنے لگے: کیا خدا سے تمہاری کوئی حاجت ہے' اس نے کہا: اپنے ربّ سے درخواست کیجئے کہ مجھے اپنی رضامندی نصیب کرے' خدا نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ اس سے کہہ دیجئے کہ شب و روز جب تک چاہے عبادت کرتا رہے' لیکن میرے نزدیک وہ دوزخی ہے' جب یہ پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہنچایا' کہنے لگا کہ میں اپنے ربّ کے حکم و قضا کو مرحبا کہتا ہوں' اے موسیٰ! خدا کے عزت و جلال کی قسم! میں اس کی درگاہ سے کبھی نہ ٹلوں گا' اگرچہ مجھ کو جلا ڈالے اور نہ اس کے دروازے سے ہٹوں گا اگرچہ دھتکار دے' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اُس سے کہہ دیجئے کہ تو نے صبر اور رضا کے ساتھ میرے حکم کو قبول کیا اور سب سے دشوار قضاء پر بھی تو مجھ سے راضی رہا' اگر تیرے گناہوں سے سارے آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی فضا بھی بھر جائے تب بھی میں تجھے بخش دوں' جب یہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے پہنچائی تو بڑی دیر تک سجدہ میں پڑا رہا' پھر دیکھتے کیا ہیں کہ وہ فوت ہو چکا تھا۔

حکایت: مسروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کسی جنگل میں ایک شخص رہتا تھا' جس کے پاس ایک کتا' ایک گدھا اور ایک مُرغ تھا' گدھے پر وہ لوگوں کا اسباب لادا کرتا' کتا سب کی حفاظت کرتا' مُرغ سے اُن کو وقت کا پتا چلتا' یعنی وہ اُن کو نماز کے لئے بیدار کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک لومڑی آئی اور اسے پکڑ لے گئی' وہ کہنے لگا: مجھے امید ہے کہ یہ امر بہتر ہو گا پھر کتے پر مصیبت نازل ہوئی' تب بھی اس نے کہا: مجھے امید ہے کہ یہ امر بہتر ہوگا' پھر بھیڑیا آیا اور گدھے کو کھا گیا' تب بھی اس نے کہا: مجھے امید ہے کہ یہ امر بہتر ہوگا' ایک دن

صبح جو ہوئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ دشمن نے ان کے پڑوسیوں پر حملہ کیا ہے' کیونکہ اُن کے یہاں سے شور وغل کی آواز آتی تھی اور ان کے یہاں کیا تھا جو شور کرتا' کتے' گدھے اور مرغ کا خاتمہ ہی ہو چکا تھا' اس لئے اس شخص اور اس کے اہل وعیال کے لئے ان سب کا مر جانا ہی بہتر ہوا' اسی معنی میں کسی نے کہا ہے۔ شعر

العبد ذو صجر والرب ذو قدر والدهر ذو دول والرزق مقسوم

والخير اجمع فيما اختار خالقنا وفي اختيار سواه الشوم واللوم

یعنی بندہ تنگ دل ہوتا ہے اور پروردگار مقدر کرتا ہے اور زمانہ اپنے اُلٹ پھیر دکھاتا رہتا ہے اور روزی تقسیم ہو چکی ہے' جو کچھ ہمارا خالق پسند کرے' اس میں ساری خیر ہے اور اس کے سوا جو کچھ پسند کیا جائے' اُس میں بدبختی اور ملامت ہے۔

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ حضرت مسروق بن اجزع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسروق رضی اللہ عنہ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ اجزع شیطان کا نام ہے اور تم تو مسروق بن عبدالرحمٰن ہو' سمعانی کا بیان ہے کہ بچپن میں ان کو کوئی چُرا لے گیا تھا' اس وجہ سے ان کا نام مسروق پڑ گیا' ان کا تریسٹھ (۶۳) ہجری میں انتقال ہوا تھا۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عابد تھا' اُس نے اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ اتنے برسوں سے میرا جی کباب کھانے کو چاہتا ہے لیکن فقیروں کے خیال سے میں نے اُس کو چھوڑ رکھا ہے' وہ بولی: میں دس بکریاں ذبح کرتی ہوں' ایک تیرے لئے اور نو فقراء کے لئے' جب وہ ذبح کر چکی تو اس کے بڑے لڑکے نے چھوٹے سے کہا: آؤ! ہم تمہیں دکھائیں کہ اماں نے بکریاں کیسے ذبح کی تھیں اور یہ کہہ کر اُسے ذبح کر ڈالا' پھر ڈر کر بھاگا تو تنور میں گر پڑا اور جل گیا' وہ دونوں کو غلہ رکھنے کی کوٹھڑی میں رکھ کر فقیروں کے لئے سامان کرنے میں مشغول ہو گئی' جب عابد آیا تو اس کو کھلایا پلایا' یہاں تک کہ وہ خوب آسودہ ہو گیا' پھر اس سے کہنے لگی کہ میرے پاس کسی نے دو چیزیں بطور امانت رکھوائی تھیں پھر مجھ سے واپس لے

لیں، مجھے یہ بڑا شاق گزرا، اُس نے جواب دیا: جس نے امانت رکھائی تھی وہ اس سے زیادہ مستحق تھا، تب اُس نے بیان کیا کہ تیرے بیٹے نے اپنے بھائی کو ذبح کر ڈالا ہے اس کے بعد جو بھاگا تو تنور میں گر پڑا اور جل گیا، وہ بولا: کیا تو نے ایسا صبر کیا ہے اُس نے کہا: ہاں! کہنے لگا کہ میں صبر کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ میں انہیں دیکھ لوں، پھر جب وہ دونوں چراغ جلا کر کوٹھڑی میں گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ صبر اور رضا کی برکت سے دونوں ہنس رہے ہیں اور کھیل میں مشغول ہیں۔ اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ خدا کے ایسے بندے بھی ہیں کہ بلائیں اُن کے نزدیک شہد کے مثل خوشگوار ہیں اور سختیاں مخمور کرنے والی ہیں اور غم و حزن ان کو خرمائے تر معلوم ہوتا ہے۔

حکایت: غزوۂ خندق میں جب خندق کھودی جا رہی تھی، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے جا کر اپنی زوجہ سے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے بھوک کے آثار معلوم ہوتے ہیں، کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک صاع جو اور ایک بکری کا بچہ ہے، اس کے بعد جو کا آٹا پیس لیا اور بکری کے بچہ کو ذبح کر ڈالا اور اس طرح کھانا تیار کیا۔ جابر رضی اللہ عنہ خندق پر گئے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مٹی اٹھا رہے تھے۔ (یہاں یہ قصہ گزرا) کہ جابر رضی اللہ عنہ کے دو لڑکے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ آ تجھے دکھاؤں کہ اماں نے بکری کیسے ذبح کی تھی اور یہ کہہ کر اُسے ذبح کر ڈالا، ماں کو اس وقت اطلاع ہوئی جب پرنالہ سے خون بہنے لگا، یہ دیکھ کر وہ چلائی تو لڑکا بھاگا اور تنور میں گر کر مر گیا، انہوں نے ان دونوں کو اٹھا کر گھر میں لٹا دیا اور اوپر سے کمل ڈال کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرنے میں مشغول ہو گئیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تمام مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو لے آئے، اُن کا گھر بہت چھوٹا، آپ نے اُن سے فرمایا کہ اے جابر! کیا تم چاہتے ہو کہ خدا تمہارے گھر کو فراخ کر دے، انہوں نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ! حضرت دو زانو بیٹھ کر دعا فرمانے لگے، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم اُس کی جس نے حضرت کو رسول بنا کر بھیجا تھا! میں دیکھ رہا تھا کہ چھتیں

بلند ہوگئیں اور دیواریں ہٹ کر دور دور ہوگئیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود کھانا نکالنے لگے اور فرمایا کہ اے جابر! دس دس آدمی کر کے سب لوگوں کو بلاتے جاؤ' المختصر سب کھا چکے صرف میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ گئے' اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اے جابر! اپنے لڑکوں کو بلاؤ تا کہ میں اُن کے ساتھ کھانا کھاؤں' وہ اپنی زوجہ کے پاس گئے' انہوں نے جواب دیا کہ وہ سو گئے ہیں' یہی آن کر جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بغیر اُن کے ہرگز کھانا نہ کھاؤں گا' جابر رضی اللہ عنہ پھر لوٹ کر اپنی زوجہ کے پاس آئے' وہ بولیں کہ اُن کو رہنے بھی دو' لیکن وہ گھر میں گھس گئے اور کپڑا اٹھا کر جو دیکھا تو یہ نظر آیا کہ وہ دونوں زندہ ہیں' آپس میں گلے مل رہے ہیں' اس کے بعد ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی جانب آبیٹھا اور دوسرا بائیں جانب' پھر سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمانے لگے: اے جابر! میں تمہیں ایک خبر دیتا ہوں جس کی جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اطلاع دی ہے' انہوں نے عرض کیا: ہاں! ارشاد ہو' آپ نے جو کچھ اُن کے دونوں لڑکوں کا قصہ گزرا تھا' کہہ سنایا' اُس پر ان کو بڑی حیرت ہوئی اور ساتھ ہی اس کے ان دونوں میاں و بی بی کو نہایت مسرت و خوشی حاصل ہوئی' اسی مضمون میں کسی کا شعر ہے

اذا ما رماك الدهر يوما بنكبة فهيء له صبرا واوسع له صدرا

فان تصاريف الزمان عجيبة فيوما ترى يسرا ويوما ترى عسرا

یعنی جب کبھی زمانہ تم کو مصیبت میں ڈال دے تو اس پر صبر کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اپنے سینہ کو فراخ کر لو' کیونکہ زمانہ کی گردش عجیب عجیب (رنگ لاتی رہتی) ہے' اگر کسی دن سہولت و آرام ہے تو کسی دن دشواری سے بھی سامنا ہے۔

حکایت: جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اُن کا کُرتہ اپنے باپ کے پاس لائے تو وہ بولے: یہ بھیڑیا کیسا شفیق تھا کہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھا لیا اور اُن

کا کُرتہ نہ پھٹنے دیا اور یہ کہہ کر بہت روئے' اُس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ صبرِ جمیل کیجئے۔ صبرِ جمیل ایسے صبر کو کہتے ہیں کہ نہ شکوہ و شکایت ہو نہ کسی قسم کی گھبراہٹ' اس کہنے پر انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اُن کا غم اپنے دل میں چھپا لیا اور فرمایا: ''فَصَبْرٌ جَمِيلٌ'' (۱۲:۱۸) اس کے بعد خدا نے اُن پر خواب کو غالب کیا اور وہ سو گئے' پھر جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل! یعقوب نے خود ہی صبرِ جمیل کرنے کا وعدہ کیا ہے' ذرا یوسف (علیہ السلام) کی صورت بن کر اُس کے پاس جاؤ' جب انہوں نے دیکھا تو رو پڑے اور کہنے لگے: اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ کہنا تھا کہ جبرئیل نے اُن کو جگا دیا اور کہا: آپ کا صبرِ جمیل کہاں گیا' اُس پر انہوں نے مٹی لے کر اپنے منہ میں جھونک لی اور کہنے لگے کہ میں توبہ کرتا ہوں' یہ دیکھ کر فرشتے رو پڑے' اُس وقت خدا نے فرمایا کہ اچھا! اُن سے کہہ دو کہ اپنے منہ سے مٹی کو تھوک دیں' میں نے انہیں معاف کیا اور رونے کی بھی اجازت دے دی' مگر ہاں میرے سوا کسی اور سے شکایت نہ کریں۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ صبر کے لئے ثنا کا دروازہ کھلا ہے اور ثناء کے لئے عطا کا دروازہ کھلا ہے اور عطا کے لئے جزا کا دروازہ کھلا ہے اور جزا کے لئے بقا کا دروازہ کھلا ہے اور بقا کے لئے لقا کا دروازہ کھلا ہے' اُس دن کتنے ہی چہرے تر و تازہ اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور جس کو دیدار نصیب ہو گیا' اُس کو خدا کی رضا حاصل ہو گئی۔

حکایت: ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے ربّ العزت کو خواب میں دیکھا' مجھ سے فرمایا کہ کہہ کہ اے اللہ! مجھے اپنی رضا سے راضی رکھ اور اپنی بلا پر صبر عنایت کر اور اپنی نعمت کا شکر میرے جی میں ڈال دے' ایک روز حج کے لئے پاپیادہ جا رہے تھے' ایک شخص اپنی اونٹنی پر جا رہا تھا' اُن پر اس کی نظر پڑی تو پوچھنے لگا: اے ابراہیم! کہاں چلے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حج کے ارادے سے جاتا ہوں' اُس نے پوچھا: آپ کی سواری کہاں ہے کیونکہ دور کا راستہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری سواریاں تو بہت سی ہیں لیکن تمہیں نظر نہیں آتیں' اُس نے پوچھا: وہ کون سی سواریاں ہیں؟ کہنے لگے: جب مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو مرکبِ صبر پر سوار ہوتا ہوں' جب مجھے کوئی نعمت ملتی ہے تو

مرکب شکر پر سوار ہوتا ہوں اور جب قضا یعنی حکم خداوندی مجھ پر اثر کرتا ہے تو مرکبِ رضا پر سوار ہوتا ہے اور جب میرا جی کسی شئی کی طرف راغب ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جتنے دن گزر گئے' اُس سے تھوڑے دن میری اجل کے باقی ہیں' اس پر وہ کہنے لگا کہ اچھا! تو آپ باذنِ خداوندی چلے چلیں' بے شک آپ سوار ہیں اور میں پیادہ ہوں۔

فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا سے راضی رہنا' مقربین خدا کا مرتبہ ہے کہ ان کے اور خدا کے مابین سوائے روح و ریحان کے اور کچھ نہیں' قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ روح سے رحمت مراد ہے' قراء عشرہ میں قاری یعقوب نے روح بضم را پڑھا ہے' یعنی مؤمن کی روح' ریحان میں نکلتی ہے اور باقی قراء نے روح بفتح را پڑھا ہے' یعنی اس کے لئے راحت و ریحان ہے' بعض کا قول ہے کہ ریحان سے یہی ریحان مراد ہے جسے سونگھتے ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ قرآن شریف میں ہر جگہ ریحان سے مراد رزق ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے قضائے خداوندی پر حُسن رضا مراد ہے' یعنی بطورِ شکایت یہ بھی نہ کہے کہ آج گرمی ہے۔ رہا ایوب علیہ السلام کا یہ کہنا کہ مجھے تباہی و بیماری لگ گئی ہے' تو اس کہنے میں اپنی نیاز مندی کا اظہار ہے کیونکہ بلا کی بالکل پروا نہ کرنا' امر مقدر کا گویا مقابلہ ہے۔

فائدہ: بعض صالحین سے مروی ہے کہ اُن کو کسی خلیفہ نے قید کر دیا اور ان کی گردن مارنے کی قسم کھائی' ایک شخص نے اُن سے خواب میں کہا کہ ایک رقعہ اس طرح لکھ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ من العبد الذليل الى الرب الجليل انى مسنى الضر وانت ارحم الراحمين فبحق محمد وآل محمد اكشف همى وحزنى و فرج عنى ۔

یعنی بندۂ ذلیل کی جانب سے ربّ جلیل کی جانب' مجھ کو پریشانی نے آ لیا ہے اور آپ ارحم الراحمین ہیں' پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد کے حق سے میری فکر اور غم کو کھول دیجئے اور دور کر دیجئے۔

اور یہ لکھ کر دریا میں ڈال دے۔

مسئلہ: یہاں ایک سوال ہے کہ ہر قضا یعنی حکم خداوندی پر راضی رہنا واجب ہے اور گناہ سے بغض رکھنا بھی واجب ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ بھی قضائے خداوندی میں داخل ہے اس لئے اس سے کراہت کرنا قضائے خداوندی سے کراہت کرنا ہے پس ایک ہی شے میں رضامندی اور ناگواری کیسے جمع ہوسکتی ہے اس کا جواب ایک مثال سے خوب واضح ہوجائے گا‘ جس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ فرض کرو کہ تمہارے دو دشمن ہیں اور اُن میں بھی باہم عداوت ہے لیکن ایک دشمن مرجائے تو تم اُس کا مرنا بُرا سمجھو گے کیونکہ وہ تمہارے دوسرے دشمن کی ہلاکت میں سعی کیا کرتا ہے لیکن اس اعتبار سے پسند کرو گے کہ وہ تمہارا بھی دشمن تھا‘ اسی طرح گناہ میں بھی دو اعتبار ہیں‘ ایک تو خدا سے تعلق ہے یعنی وہ قضائے خداوندی کے موافق ہوتا ہے پس اس اعتبار سے کہ قضائے الٰہی پر رضامند ہونا چاہیے تم اُسے پسند کرو اور ایک اعتبار سے بندہ سے تعلق ہے کیونکہ وہ اپنے ارادے و اختیار سے کرتا ہے اور یہ گناہ کرنا خدا سے بعد کا باعث ہوتا ہے اُس کو بُرا سمجھو۔
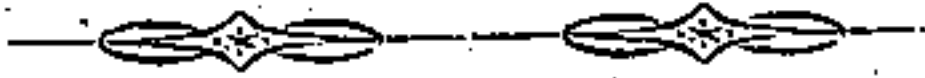
باب:

ادب کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ' اُس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مطلب یہ ہے اُن کو علم و ادب سکھاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اپنی اولاد سے اکرام کے ساتھ پیش آؤ اور ان کو اچھی طرح ادب سکھاؤ' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا' اس سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع طعام خیرات کر دے' یعنی خیرات کرنے سے بھی بڑھ کر ادب سکھانا ہے' اس کو ابن ابی جمرہ نے شرح بخاری میں روایت کیا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے قول:

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ (۵:۱۱۶)

''جب خدا یہ ارشاد فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو''۔

کے متعلق امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے چند سوالات ذکر کیے ہیں: اوّل یہ کہ ''ءانت'' (کیا تم نے) الخ سوال ہے اور خدا تو عالم الغیب ہے وہ کیسے سوال کر سکتا ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استفہام انکاری' یعنی اس سوال سے اس مضمون پر انکار کرنا مقصود ہے' دوم یہ کہ خدا کو تو خود معلوم ہے کہ عیسیٰ نے ایسا نہیں کہا' پھر اُن سے سوال کیسے ہو گا' جواب یہ ہے کہ اس سے نصاریٰ کو زجر و توبیخ کرنا مقصود ہے کیونکہ اُن کا اعتقاد ہے کہ عیسیٰ معجزات کے خالق ہیں اور خالق معبود ہوتا ہے۔ سوم یہ کہ عیسیٰ کو باوجود اس قدر جلیل القدر نبی ہونے کے یہ کہنا کیسے

جائز ہوا کہ اگر آپ انہیں بخش دیں تو آپ عزیز و حکیم ہیں اور ظاہر ہے کہ انہوں نے شرک کیا اور شرک نہیں بخشا جائے گا' اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہ مذہب ہے کہ خدا کو اختیار ہے' چاہے تو مطیع کو عذاب دے اور عاصی کو ثواب عنایت کرے' جو چاہے وہ کرے' وہ مالک ہے' اُس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا' اوّل سورۂ بقرہ میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سراپردۂ جلال سے ابلیس کے پاس وحی بھیجی کہ اے ابلیس! تو نے مجھے پہچانا ہی نہیں' اگر تو مجھے پہچان لیتا تو تجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے کسی کام میں مجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے' مجھ سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ میں کیا کرتا ہوں' دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ عیسیٰ نے بعض کی توبہ تجویز کی ہو' اس بناء پر ان کی مغفرت کے خواہاں ہوئے ہوں یا بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اُن سے اُس وقت کہا ہو جب اُن کو آسمان پر اٹھا لیا ہو' اس تقدیر پر یہ معنی ہوں گے کہ اگر آپ اُن کو حالت کفر میں موت دے دیں اور اُن پر عذاب کریں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور آپ اُن کے حاکم ہیں اور اگر آپ ان کو ظلماتِ کفر سے نکال کر نورِ ایمان میں داخل کر لیں' پھر انہیں بخش دیں تو آپ کر سکتے ہیں اور ان (امام رازی) کے والد سے منقول ہے:
''اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ'' اس موقع پر ''اَلْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ'' سے بھی زیادہ بلیغ ہے کیونکہ صفت رحمت و مغفرت اس حالت کے مشابہ ہے' جس کا ہر محتاج کے ساتھ مغفرت و رحمت سے پیش آنا مقتضی ہے اور عزت اور حکمت کا یہ مقتضی نہیں' بلکہ عزیز ہونے کا یہ مقتضی ہے کہ جو چاہے سو کرے اور تمام جہات استحقاق سے عالی ہو' پھر باوجود اس کے اگر مغفرت کا حکم دے تو وصف مغفرت اور رحمت سے بھی زیادہ کامل طور پر کرم کا اظہار ہوگا۔

میں نے تفسیر قشیری میں دیکھا ہے کہ ''فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ'' سے مراد یہ ہے کہ آپ اُن کو مغفرت عنایت کر کے عزت دینے والے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ آپ عزیز و غالب ہیں' اُن کے کفر سے آپ کا کچھ ضرر نہیں ہو سکتا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ عزیز و غالب اور انتقام لینے پر قادر ہیں اور قدرت کے وقت معاف کر دینا کریم کی صفت ہے' میں نے الوجوہ المسفرہ عن اتساع المغفرۃ میں دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے یہ جو کہا ہے: ''اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ'' اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کو ایسی قوم کی نسبت جنہوں نے غیر اللہ کی عبادت کی تھی' سفارش کرتے ہوئے شرم آئی' امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ'' (۱۱۶:۵) کے متعلق بیان کیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے' آپ جانتے ہیں اور جو کچھ آپ کے پاس ہے' اُسے میں نہیں جانتا اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو کچھ میری غیبت میں ہے اُسے آپ جانتے ہیں اور جو کچھ آپ کی غیبت میں ہے اسے میں نہیں جانتا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے اور ادب کی وجہ سے یہ نہ کہا کہ جب آپ مجھے بیمار ڈالتے ہیں' چنانچہ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جن کو خدا نے اچھی طرح ادب سکھایا ہے تو یوں کہا کہ بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے' پس خدا کا اسم مبارک اپنے نام سے مقدم کیا' خدا نے بھی آپ کی امت کو قیامت تک کے لئے ایسے شرک سے بچالیا' بخلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے کہ وہ گوسالہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے اپنے دین سے مرتد ہو گئے' کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنا نام مقدم کیا تھا' چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ ''ہرگز نہیں بے شک میرے ساتھ میرا ربّ ہے'' علامہ بونی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نوح علیہ السلام کا نام نوح اس وجہ سے پڑ گیا کہ انہیں ایک بار ایک مردہ کتا نظر پڑا تھا' اُس سے انہیں کراہت آئی' اس پر خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ یہ تو ہماری مخلوق ہے' تم ایسی ہی پیدا کر لو پس وہ روئے اور نوحہ کرنے لگے' اور عقائق میں مذکور ہے کہ انہوں نے ایک کتا دیکھا جس کی چار آنکھیں تھیں' انہوں نے اُسے بُرا سمجھا' وہ بول اُٹھا کہ اے نوح! صنعت خداوندی کو آپ عیب لگاتے ہیں' اگر میرا اختیار ہوتا تو میں کتا ہی کیوں بنتا' بنانے والا تو وہی ہے جس کو کوئی عیب نہیں لگا سکتا' اس پر وہ رونے اور نوحہ کرنے لگے۔

غلاظت کے کیڑے سے صحت یابی

حکایت: ایک شخص کو غلاظت کا کیڑا نظر پڑا' وہ کہنے لگا: کیا جانے خدا کو اس کے پیدا کرنے سے کیا مقصود ہے؟ نہ اس کی صورت ہی اچھی ہے نہ اس میں خوشبو ہی آتی ہے' اس

پر خدا نے اس کو ایک ایسے زخم میں مبتلا کر دیا کہ سارے طبیب اُس سے عاجز آ گئے' اس کے بعد ایک اور طبیب کہیں سے آیا' جس نے کہا کہ غلاظت کا کیڑا لے آؤ تو میں جلا کر اُس کی راکھ زخم میں لگاؤں' چنانچہ بحکم خداوندی اُسی سے اُس کو صحت ہو گئی' تب وہ شخص کہنے لگا کہ خدا نے چاہا کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جو سب سے بُرا حیوان ہے میرے نزدیک وہی نایاب دوا ہے۔

فائدہ: علامہ دمیری کی حیواۃ الحیوان میں میری نظر سے گزرا ہے کہ غلاظت کے کیڑے کے اندر کی رطوبت آنکھ میں لگانا رطوبت وغشاوۂ چشم کو دور کرتا ہے اور اگر بچھو کے کاٹے پر لگائی جائے تو اُسے صحت ہو جاتی ہے' واللہ اعلم۔ (ایک عجیب بات) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میری نظر سے گزرا کہ ایک غلیظ کیڑا بچھو کو ہنکائے لئے جاتا تھا اور وہ اُس سے بھاگ رہا تھا' اس کے بعد نزہۃ النفوس والافکار میں میں نے دیکھا کہ بچھو کو اس سے نفرت ہے اور مدینہ مشرفہ کے لوگ اُسکو جاریۃ العقرب کہتے ہیں' جس کو فالج یا تپ کہنہ ہو اور اسے بچھو کاٹ کھائے تو یہ شکایت اُس سے دور ہو جاتی ہے اور اگر سیاہ بچھو جلا کر اس کی راکھ سرکہ میں ملا کر برص پر لگائی جائے تو بحکم خداوندی دور ہو جائے اور کسی قریہ کے درختوں پر غلاظت کے کیڑے لٹکا دیئے جائیں تو ٹڈی دل اُس کے قریب نہ پھٹکے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹڈی دل کو اس طرح بددعا دیا کرتے تھے کہ اے اللہ! اس کے بڑوں کو ہلاک کر دے اور چھوٹوں کو مار ڈال اور اس کے انڈوں کو تباہ کر دے اور اُس کے منہ کو ہماری گزران روزی سے روک دے' بے شک آپ بڑے دعا سننے والے ہیں' اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ عُزیر علیہ السلام کے بیٹے اپنے باپ سے پچاس برس بڑے تھے اور اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا بیت المقدس میں ایک بار گزر ہوا تو وہ کہنے لگے کہ ان چیزوں کو خدا ان کی موت کے بعد بھلا کیسے زندہ کرے گا' اس وقت اُن کی عمر پچاس برس کی تھی' پھر خدا نے ان کو سو برس تک مردہ رکھا اور ان کی بی بی کے ہاں اس کہنے کے بعد ہی لڑکا پیدا ہوا تھا' جب خدا نے ان کو زندہ کیا تو یہ کیفیت گزری کہ ان

کی روح اُن کے سر میں نازل ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ اُن کے اعضا پراگندہ پڑے تھے پھر وہ سب اعضاء ایک دوسرے کے پاس آ کر جمع ہو گئے' پھر خدا نے گوشت و پوست پہنا کر درست کر دیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ ہڈیوں کو دیکھ ہم کیسے اٹھاتے ہیں' یعنی انہیں زندہ کرتے ہیں' یہی مراد ہے پھر جب اُن کا بدن ٹھیک اور درست ہو گیا تو خدا نے ان کو اُن کی پہلی عمر کا بنا دیا' یعنی پچاس برس کا' اس وقت لڑکے کی سو برس کی عمر تھی اور وہ پچاس ہی برس کے رہے' اس کے بعد انہوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھا کہ ان میں ذرہ برابر تغیر نہ ہوا تھا' ان کے کھانے کی چیز انجیر اور پینے کی شے شیرۂ انگور تھا۔

لطیفہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ اے رب! مجھے دکھا دیجئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ خدا نے اُن کو یہ دوسری طرح سے دکھایا تھا اور حکم دیا تھا کہ چار پرندے پکڑے' اس کا پورا بیان باب الزہد والامانۃ میں آتا ہے۔

حکایت: جب فرعون کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساحر یوم الزینت میں جمع ہوئے تھے' یوم الزینت عاشور کا دن تھا' بعض نے کہا ہے: اُن کی عید کا دن تھا' بعض نے کہا ہے: "یَوْمُ السَّبْتِ" یعنی شنبہ کا دن تھا' بعض نے کہا ہے: اُن کے بازار کا دن تھا' بعض نے کہا ہے: قربانی کا دن تھا' بعض نے کہا ہے: شکست نیل کا دن تھا' بہرحال جو کچھ ہو' اُس وقت ایک اندھے نے ساحروں سے کہا اور وہ سب سے بڑا تھا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود ہماری کثرت کے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) ہم پر غالب آ رہے ہیں' لیکن یہ اُن کی قوت سے نہیں ہے' مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ کوئی سماوی امر نہ ہو' اس لئے ان کے ساتھ تعظیم اور احترام سے پیش آؤ کیونکہ اگر ہم اُن پر غالب آ جائیں گے تو اس سے ہمارا کوئی ضرر نہیں اور اگر ہم مغلوب ہو گئے تو جانو کہ یہی یہ تعظیم پیش آنا' ہماری طرف سے صلح کا مقدمہ ٹھہر جائے گا اور خدا کے نزدیک وہ ہمارے شفیع بن جائیں گے' پھر انہوں نے کہا کہ ہم ان کی کیسے تعظیم کریں' اس نے کہا: ہم کو موسیٰ (علیہ السلام) سے اجازت لینا چاہئے اور پوچھنا چاہئے کہ پہلے آپ پھینکیں گے یا پہلے ہم پھینکیں؟ چنانچہ یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُن کا حُسنِ ادب سے پیش آنا' ان کی سعادت کا باعث ہو گیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی یہ

بات سن کر ہنس پڑے' اس پر ہارون علیہ السلام ان سے پوچھنے لگے: باوجودیکہ وہ اس قدر کثرت سے ہیں' پھر بھی آپ ہنستے ہیں۔ اور وہ ستر ہزار تھے اور بعض نے کہا ہے: ستر ساحر تھے' موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: مجھے ان لوگوں سے ایمان کی مہک آتی ہے' پھر جب انہوں نے کہا: اے موسیٰ! آپ پہلے پھینکیں گے یا پہلے ہم پھینکیں؟ اس وقت سنائی دیا کہ کسی کہنے والے نے کہا: اے محبانِ خدا! تمہیں پھینکو' اس وقت موسیٰ کے دل میں خوف پیدا ہوا' کیونکہ اولیاء اللہ پر کوئی غالب نہیں آ سکتا' جب موسیٰ اُن پر غالب آئے تو وہ اپنے ربّ کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور بول اُٹھے: ہم ہارون اور موسیٰ کے ربّ پر ایمان لے آئے۔ (۲۰:۷۰) چنانچہ انہیں سجدہ ہی کی حالت میں اپنے جنت کے مکانات نظر آ گئے۔

فائدہ: انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہارون علیہ السلام کا نام اس لئے مقدم کیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے' اس وجہ سے تعظیماً انہیں کا پہلے ذکر کیا جیسے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے ابوت کو شیخوخت سے پہلے ذکر کیا تھا' چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے باپ بڑے بوڑھے ہیں' ہارون موسیٰ (علیہما السلام) کے حقیقی بھائی تھے' رہا اُن کا یہ کہنا کہ یا ابن اُمّ' یعنی اے میری ماں کے بیٹے! تو بطور تلطف اور شفقت کے تھا' ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال قبل انتقال ہو گیا تھا' وہ موسیٰ کی بہ نسبت زیادہ لمبے چوڑے ڈیل ڈول کے آدمی تھے' رنگ بھی اُن سے صاف تھا اور ان کی بہ نسبت زیادہ خوش بیان تھے۔

لطیفہ: ساحروں کو صرف ایک ہی سجدہ سے چین و خنکی چشم حاصل ہو گئی' پھر بھلا اس کی کیا حالت ہو گی' جو خدا کے فضل و توفیق سے خدا کو روزانہ مثلاً پچاس سجدے کیا کرتا ہو۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ساحرین فرعون کا سجدہ میں گر پڑنا فضیلتِ علم کی بہت بڑی دلیل ہے' کیونکہ وہ حقیقتِ سحر سے خوب واقف تھے اور سمجھتے تھے کہ سحر کی انتہائی حد کہاں تک ہے' اسی وجہ سے انہوں نے جان لیا کہ موسیٰ کا معجزہ سحر کی حد سے خارج تھا' ورنہ کہہ دیتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم سے زیادہ تکمیل کے ساتھ سحر آتا ہے' علم کے متعلق ایک جداگانہ باب آگے آتا ہے۔

فائدہ: شیخ ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بندہ ادب سے خدا تک پہنچ جاتا ہے اور طاعت سے جنت تک۔ شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شب میں نماز پڑھ رہا تھا' کہیں میں نے محراب میں پیر پھیلا دیئے' میرے سریعنی باطن سے مجھے ندا پہنچی کہ بادشاہوں کے سامنے تیری یہی نشست ہے' میں نے عرض کیا: آپ کی عزت وجلال کی قسم! میں اب کبھی پیر نہ پھیلاؤں گا۔ کسی عارف کا بیان ہے کہ میں نے حرم میں ایک بار پیر پھیلا دیئے' ایک لونڈی بولی: اس کی درگاہ میں ادب کی نشست رکھا کرو' ورنہ مقربین کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دیا جائے گا اور بعض نے کہا ہے کہ ترک ادب نکالے جانے کا سبب ہوتا ہے' جو فرش پر بے ادبی کرتا ہے' وہ دروازہ پر نکالا جاتا ہے اور جو دروازے پر بے ادبی کرتا ہے' مردود ہو کر چوپایوں کی سائیسی تک اس کی نوبت پہنچتی ہے۔ اور حضرت ابراہیم بن اغرب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جس نے صالحین کے ادب سیکھے' وہ بساط قرب کے لائق ہو گیا اور جس نے اولیاء کے ادب سیکھے وہ بساطِ محبت کے لائق ہو گیا اور جس نے صدیقین کے ادب سیکھے وہ بساطِ مشاہدہ کے لائق ہو گیا۔

مسئلہ: جو شخص مجلس میں بیٹھ کر اور پیر کھول کر بلا عذر بار بار پیر پھیلایا کرے' اس کی عدالت ساقط ہو گئی اور اُس کی شہادت مردود ہے۔

قبلہ کی طرف تھوکنا سخت بے ادبی ہے

حکایت: خواجہ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ کسی نے مجھ سے ایک عابد کے اوصاف بیان کیے' میں اُس کی زیارت کرنے گیا' دیکھا کہ اُس نے قبلہ کی طرف تھوکا' اس پر میں لوٹ آیا اور اس سے ملاقات نہ کی کیونکہ آدابِ شرعی میں سے کسی ادب پر وہ مامون نہ تھا پھر بھلا اسرار پر وہ کیسے مامون سمجھا جاتا۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے قبلہ کی طرف تھوکا ہوگا' قیامت میں وہ اس حالت سے آئے گا کہ اُس کا تھوک اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں ہوگا' اُس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور طبرانی میں بروایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ جس نے قبلہ کی طرف تھوکا اور اُس کو چھپا نہ دیا تو قیامت میں وہ تھوک

نہایت گرم ہو کر آئے گا یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگ جائے گا۔ شرح مہذب میں مذکور ہے کہ تھوکنے کے معنی میں عربی میں بزق و بسق و بصق تین لفظ آئے ہیں جن میں سے سین والا لغت کم مستعمل ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا' اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا' آپ نے فرمایا کہ یہ تم لوگوں کو نماز نہ پڑھایا کرے' اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو روکا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے آگاہ کیا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا' آپ نے فرمایا: ہاں۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے خیال ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بے شک تو نے خدا اور رسول کو ایذاء دی' اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ بروایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے' اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس کے اور خدا کے مابین حجاب دور ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ نہ کھنکھارے یا ناک نہ چھینکے اس وقت تک حورِعین اس کے استقبال کو موجود رہتی ہیں' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شے کی ایک زینت ہوتی ہے مجالس کی زینت قبلہ رُخ بیٹھنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شے کے لئے کوئی شرف کی بات ہوتی ہے اور شرف میں سب سے زیادہ وہ مجلس ہے جس میں قبلہ رُخ ہو کر لوگ بیٹھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شے کا کوئی سردار ہے اور مجلسوں میں سرداری کا اسے رُتبہ حاصل ہے' جس میں قبلہ کی طرف رُخ کیا جائے' بعض نے بیان کیا ہے کہ کبھی کسی ولی پر کشود (بابِ فراست کا کھلنا) کی نوبت نہیں آئی مگر اُسی حالت میں جب وہ قبلہ رُخ ہوا۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا بروایت اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان ہے کہ ایک شخص دو لڑکوں کو برابر قرآن پڑھایا کرتا تھا' اُن میں سے ایک قبلہ رُخ بیٹھ کر پڑھا کرتا تھا' وہ دوسرے سے ایک سال قبل ہی حافظ ہو گیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ وقت نے پوچھا کہ میں قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگا کروں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کے روضہ مبارک) کی طرف منہ کر لیا کروں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف سے کیسے منہ پھیر سکتے ہو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اور تمہارے باپ آدم کے وسیلہ ہیں' حضرت ہی کی طرف منہ کرو اور آپ ہی کو شفیع قرار دے کر دعا مانگا کرو' خدا آپ کی شفاعت تمہارے حق میں ضرور قبول فرمائے گا' اس بناء پر مسجد نبوی میں قبلہ رُخ ہونے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کرنا افضل ہے' اور بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ قبر شریف کی جانب جانا' کعبہ کی طرف جانے سے افضل ہے۔

مسئلہ: پیشاب یا پاخانے کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پُشت کرنا حرام ہے' سوائے اس وقت کے کہ اس کے سامنے یا پس پُشت ایک ہاتھ کی دو تہائی کے برابر سترہ یا آڑ ہو اور قبلہ اور اس کے درمیان تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلہ ہو' قبلہ رُخ ہونے کے وقت اپنے آگے ورنہ پیچھے کپڑا لٹکا لینے سے سترہ ہو جاتا ہے جیسے کہ قریہ کے لوگوں کی عادت ہے۔ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی کہیں کیوں نہ ہو اور سامنے یا پیچھے سترہ ہو یا نہ ہو' ہر حالت میں پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا ممنوع ہے۔)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: جو ادب' یعنی مستحبات میں سُستی کرتا ہے' اس کو یہ سزا ملتی ہے کہ سنتوں سے محروم رہتا ہے اور جو سنتوں میں سُستی کرتا ہے' اس کو یہ سزا ملتی ہے کہ فرائض سے محروم رہتا ہے اور جو فرائض میں سُستی کرتا ہے' اس کو یہ سزا ملتی ہے کہ معرفت سے محروم رہتا ہے۔

فائدہ: اہل تصوف کا قول ہے کہ جب محبت کامل ہو جائے تو مستحبات ساقط ہو جاتے ہیں اور اس کی شہادت میں ایک نقل پیش کی ہے کہ ایک بار ایک نر ابابیل نے مادہ ابابیل کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا' وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں گھس گئی' اس پر ابابیل نر کہنے لگا کہ اگر تو نہیں نکلتی تو میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کو اُلٹے دیتا ہوں' حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس کو بلا کر پوچھا: تو نے یہ بات کیوں کہی؟ وہ بولا کہ اے نبی اللہ! عاشقوں سے بھلا اُن کی باتوں پر کہیں مؤاخذہ ہو سکتا ہے' لیکن اس میں شک نہیں کہ ادب حکم بجالانے سے بھی زیادہ افضل ہے اور اس کی شہادت میں یہ قصہ پیش کیا گیا ہے کہ ایک بار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ محراب سے پیچھے ہٹ گئے تھے اور حضرت کے ارشاد کی کہ

نماز تمہیں پوری پڑھا دو تعمیل نہ کی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص غلام خریدے اور وہ بے ادب نکلے تو پھیرنے کا اختیار نہیں' اُس کو روضہ میں بیان کیا ہے۔

لطیفہ: کسی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما[1] سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' انہوں نے جواب دیا کہ بڑے تو وہی ہیں' البتہ میں اُن سے پہلے پیدا ہوا ہوں اور اس طرح کہنا ادب کی بات تھی' کسی نے کیا خوب شعر کہے ہیں' اشعار:

ما وھب اللّٰہ لامری من بیتہ   افضل من عقلہ ومن ادبہ

ھما جمال الفتی فان فقدا   فان فقد الحیاۃ اجمل بہ

"یعنی کسی شخص کے لیے عطیاتِ خداوندی میں سے عقل اور ادب سے افضل کوئی شئ نہیں ہے جوان مرد کے لئے یہ دونوں چیزیں باعثِ جمال اور زینت ہیں' اگر یہ دونوں چیزیں نہ رہیں تو اس کا مر جانا ہی بہتر ہے"۔

---
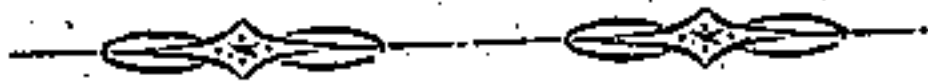
[1] یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بھی ہوسکتا ہے لیکن تاریخ میں یہ قصہ حضرت قباث بن اشیم سے منسوب ہے۔

ب:

دُعا کی فضیلت

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (۴۰:۶۰)

بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ (۲۵:۷۷)

''تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اس کی عبادت نہ کرو''۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مصیبتوں میں تم اس سے دعا نہ کرتے ہوتے تو اُس کے نزدیک تمہاری کچھ قدر نہ تھی' اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مجھے تمہارے پیدا کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی مگر یہی کہ تم مجھ سے دعا مانگتے ہو اور میں تمہاری دعا قبول کر لیتا ہوں' تم مجھ سے معافی مانگتے ہو میں تمہیں معاف کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا ۔(۷:۱۸۰)

یعنی خدا کے اچھے اچھے نام ہیں' پس انہیں ناموں سے اُسے پکارا کرو یا دعا مانگا کرو۔

اور ارشاد ہے:

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۔(۴:۳۲)

یعنی اور خدا سے اس کا فضل مانگا کرو۔

اور ارشاد ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔(۱۸۶:۲)

(یعنی اور جب میرے بندے میری نسبت آپ سے پوچھیں تو (فرما دیجئے کہ) میں تو (ان کے) قریب ہی ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ (۱۸۹:۲)

یعنی آپ سے نئے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں' فرما دیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے اوقات کی شناخت کے ذریعے ہیں۔

اور ارشاد ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (۲۱۹:۲)

یعنی اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے کہ جو تمہاری حاجت سے زائد ہو۔

اور ارشاد ہے:

وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی (۲۲۲:۲)

یعنی حالت حیض کے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں' فرما دیجئے وہ گندگی (کی حالت) ہے۔

اور ارشاد ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌ (۲۱۷:۲)

یعنی آپ سے ماہِ حرام میں قتال کے متعلق پوچھتے ہیں' کہہ دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بُری بات ہے۔

اسی طرح انفال اور روح اور ذوالقرنین اور قیامت اور یتامٰی کی نسبت جو پوچھا گیا ہے سب میں حضرت سے یہی کہہ کر جواب دیا ہے کہ آپ کہہ دیجئے' بخلاف دعا کی آیت کے' اُس میں آپ کہہ دیجئے کا لفظ نہیں ہے' بلکہ یہی کہا گیا ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ (۲:۱۸۶)
یعنی جب آپ سے میری نسبت میرے بندے پوچھیں تو میں بے شک قریب ہوں۔

اور آپ فرما دیجئے' کا لفظ اس لئے نہیں بڑھا گیا ہے' گویا خدا کا یہ ارشاد ہے کہ اے میرے بندے! تجھے دعا کے سوا اور چیزوں میں واسطہ کی ضرورت ہے' لیکن دعا میں میرے اور تیرے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں' اس کو علامہ نیشا پوری نے اپنی تفسیر کبیر میں ذکر کیا ہے اور حضرت ثعلبی نے سورہ طٰہٰ میں بیان کیا ہے کہ اگر یہاں یہ شبہ کیا جائے کہ ایسا ہے تو یہ کیوں کہا ہے' آپ سے پہاڑوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں' تو آپ فرما دیجئے (کا لفظ زیادہ کر کے کہا ہے) کہ میرا ربّ انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا' بخلاف اور جواباتِ مذکورہ کے اس جواب میں حرفِ فا بھی زیادہ کیا گیا ہے (جس کے معنی پس ہیں)' اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان چیزوں کی نسبت تو اُن لوگوں نے پوچھا تھا اور اس کی (یعنی پہاڑوں کی بابت) انہوں نے پوچھا نہ تھا بلکہ پوچھنا چاہتے تھے' خدا کو یہ معلوم ہو گیا اور اُن کے پوچھنے کے قبل ہی جواب دے دیا' اس کی تقدیر یوں ہو گی کہ اگر آپ سے پہاڑوں کی بابت پوچھیں تو کہہ دیجئے کہ ان کو میرا ربّ جڑ سے اُکھاڑ پھینکے گا' مجاہد نے کہا کہ عوج کے معنی پستی اور اَمت کے معنی بلندی کے ہیں۔

دعاء کی توفیق

فائدہ: ''وجوه مفسره عن اتساعِ المغفرة '' میں میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی بندہ کو دعا کی توفیق نہیں ملتی مگر اس وقت کہ قبولیت کی اجازت ہو چکتی ہے۔ اور ابن ابی جمرہ کی شرح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت مذکور ہے کہ جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا' اُس کے لئے خیرات اور نیکیوں کے دروازے بھی کھل گئے۔ اور ترغیب وترہیب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت مذکور ہے کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا' اس کے لئے قبولیت کے دروازے بھی کھل گئے۔ بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

مروی ہے کہ دعا سے بڑھ کر خدا کے نزدیک کوئی شئ عزیز و مکرم نہیں اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان اور زمین کا نور ہے۔ اور بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ قیامت میں خدا مؤمن کو اپنے سامنے بلا کر کھڑا کرے گا اور اس سے کہے گا: اے میرے بندے! میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیری دعا قبول کروں گا' کیا تو مجھ سے دعا مانگا کرتا تھا' وہ عرض کرے گا: ہاں! اے میرے پروردگار۔ ارشاد ہوگا کہ تو نے کبھی کوئی مجھ سے ایسی دعا نہ کی ہوگی جو میں نے قبول نہ کرلی ہو' دیکھ فلاں فلاں دن جب تو کسی غم میں مبتلا ہو گیا تھا اور اس کے دور ہونے کی تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی تو میں نے تیرا غم دور کر دیا تھا' وہ عرض کرے گا: ہاں! اے پروردگار۔ ارشاد ہوگا: ہم نے تیری مراد جلدی کر کے دنیا ہی میں تجھے دے دی تھی اور فلاں فلاں دن تو نے کسی غم کے دور ہونے کی دعا کی تھی اور تیرا غم دور نہ ہوا تھا' وہ عرض کرے گا: ہاں! اے پروردگار! ارشاد ہوگا کہ فلاں فلاں چیزیں تیرے لئے اس کے عوض میں ہم نے ذخیرہ کر رکھی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کوئی ایسی دعا نہیں چھوڑتا' جو بندہ نے اُس سے مانگی ہو اور قبول نہ ہو' مگر یا تو جلدی کر کے اُسے دنیا ہی میں پورا کر دیتا ہے یا اس کے عوض آخرت میں ذخیرہ کر رکھتا ہے' چنانچہ ایسے مقام پر قیامت میں ایماندار کہے گا: کاش! کوئی دعا میری دنیا میں قبول نہ ہوتی۔

بروایت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اپنے بھائی کے لئے کسی شخص کا پیٹھ پیچھے دعا کرنا' ستر مقبول دعاؤں کے برابر ہوتا ہے اور خدا اُس پر ایک فرشتہ کو مقرر کر دیتا ہے' جو کہتا ہے: آمین اور تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ غائب کی کسی غائب کے لئے دعا سب سے جلد قبول ہوتی ہے' اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دعائیں ہیں جو مقبول ہوتی ہیں' اس میں ذرا شک نہیں: مسافر کی دعا' مظلوم کی دعا اور اپنی اولاد کے لئے والد کی دعا' اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور بزار کی

روایت میں ہے کہ تین دعائیں جن کی نسبت خدا نے ذمہ لیا ہے کہ انہیں ردّ نہ کرے: روزہ دار کی دعا یہاں تک کہ افطار کرے اور مظلوم کی دعا یہاں تک کہ بدلہ لے لے اور مسافر کی دعا یہاں تک کہ (اپنے گھر) لوٹ آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ والد کی اپنی اولاد کے لئے دعا ایسی ہے جیسے کہ نبی کی اپنی امت کے لئے دعا ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: دو دعائیں ہیں کہ ان کے اور خدا کے درمیان میں کوئی روک نہیں' مظلوم کی دعا اور جو دعا کہ اپنے بھائی کے لئے انسان پیٹھ پیچھے کرے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا:

اللّٰھم انی اسئلك بانی اشھد انك انت اللّٰہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد۔

''اے اللہ! میں اس بات کے ذریعہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ہی خدا ہیں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ یکتا اور بے نیاز ہیں ایسے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے''۔

تو فرمایا: بے شک تو نے اسم اعظم کے ذریعہ سے خدا سے درخواست کی ہے' جب کوئی اس کے ذریعہ سے مانگتا ہے اُسے عنایت ہوتا ہے اور جب اس کے ذریعہ سے کوئی دعا کرتا ہے' قبول ہوتی ہے' اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ترغیب اور ترہیب میں مذکور ہے کہ دعا کے بارے میں اس سے عمدہ سند کی کوئی حدیث نہیں وارد ہوئی: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا:

اللّٰھم انی اسئلك بان لك الحمد لا الٰہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السمٰوات والارض یا ذاالجلال والاکرام۔

''اے اللہ! میں اس بات کے ذریعہ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہی کے لئے حمد ہے' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' اے بہت شفقت کرنے والے! بہت احسان کرنے والے! اے عجیب طور پر آسمان اور زمین کے پیدا کرنے

والے! اے ذوالجلال والاکرام"۔

تو آپ نے فرمایا: اُس نے خدا سے اسم اعظم کے ذریعہ سے دعا مانگی ہے' جب کوئی اس کے ذریعہ سے درخواست کرتا ہے' عنایت کیا جاتا ہے اور جب کوئی اس کے ذریعہ سے دعا مانگتا ہے' قبول ہوتی ہے' اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ خدا نے مجھ کو اسم اعظم بتا دیا ہے' جب اُس کے ذریعہ سے دعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے بتا دیجئے' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! وہ تمہارے لئے مناسب نہیں ہے' وہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے اُٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی' پھر یوں دعا کی:

اللّٰھم انی ادعوك اللّٰـــه وادعوك الرحمن وادعوك الرحیم واسئلك باسمائك الحسنٰی کلھا ما علمت منھا وما لم اعلم ان تغفرلی وترحمنی۔

"اے اللہ! میں آپ کو اللہ کہتی ہوں' میں آپ کو رحمٰن کہتی ہوں' آپ کو رحیم کہتی ہوں اور آپ کے تمام اسمائے حسنٰی میں سے جو میں جانتی اور جو نہیں جانتی' سب کے طفیل سے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ مجھے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم کیجئے"۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے' پھر فرمایا کہ وہ انہیں اسماء میں ہے جن کے ذریعہ سے تم نے دعا کی ہے' اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ قرطبی کی اسماءِ حسنٰی کی شرح میں میری نظر سے مکہ مکرمہ میں گزرا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم سکھا دیجئے ایسا کہ جب اُس کے ذریعہ سے دعا کی جاتی ہے' قبول ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا! اُٹھ کر وضو کرو اور مسجد میں جا کر دو رکعت ادا کرو' پھر

دعا مانگو کہ مجھے بھی سنائی دے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور بیٹھ کر دعا مانگنے لگی' آپ نے فرمایا: یا اللہ اسے توفیق دے! اس کے بعد میرے منہ سے نکلا:

اللّٰهم انی اسئلك بجميع اسمآئك الحسنٰى كلها ما علمت منها وما لم اعلم واسئلك باسمك العظيم الاعظم الكبير الاكبر الذی من دعاك به اجبته ومن سالك به اعطيته۔

''اے اللہ! میں آپ کے تمام اسماءِ حسنٰی کے ذریعہ جو مجھے معلوم ہوں یا نہ معلوم ہوں' آپ سے درخواست کرتی ہوں اور آپ کے اسم عظیم اور اعظم کے ذریعہ سے جو بڑا اور سب سے بڑا ہے' آپ سے درخواست کرتی ہوں جو ایسا ہے کہ جو کوئی اُس کے ذریعہ سے آپ سے دعا کرتا ہے' آپ قبول فرماتے ہیں اور جو کوئی اُس کے ذریعہ سے آپ سے درخواست کرتا ہے' آپ اُسے عطا کرتے ہیں''۔

اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: قسم اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! تم صواب کو پہنچ گئیں' تم صواب کو پہنچ گئیں۔

فوائد

پہلا فائدہ: حضرت نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کو دردائیل کہتے ہیں' اس کا زبرجد سبز کا ایک پَر مشرق میں ہے اور یاقوت سرخ کا ایک پَر مغرب میں ہے اور وہ گہر و یاقوت و مرجان کا تاج پہنے ہوئے ہے' اس کا سر عرش کے نیچے اور دونوں پیر ساتویں زمین پر ہیں' ہر شب کو وہ پکارا کرتا ہے: ہے کوئی سوال کرنے والا جس کا سوال پورا کیا جائے! ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے! ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی توبہ مقبول ہو جائے! ہے کوئی معافی مانگنے والا جس کو معافی دی جائے! یہی نداء کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے' دعا اور سوال میں یہ فرق ہے کہ دعا (جس کے معنی بلانا ہیں) یہ ہے کہ کسی شے کو طلب کرنے کے لئے صرف نداء کی جائے' مثلاً کہا جائے کہ یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! اور سوال یہ ہے کہ اس میں کچھ مانگا جائے' مثلاً کہا

جائے کہ اے اللہ! مجھے رزق دے! اے اللہ! مجھے عطا فرمایئے۔

دوسرا فائدہ: یاقوت چار رنگ کا ہوتا ہے: زرد' نیلگوں' سفید اور سرخ سب سے زیادہ گراں قیمت ہوتا ہے اور اس بارہ میں جنت کی صفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کافی ہے کہ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں اور اُس کا معدن ایک لمبے پہاڑ میں ہے جو جزیرۂ سراندیپ کے پیچھے ایک جزیرہ میں واقع ہے' جو یاقوت سرخ کی انگوٹھی پہنے یا گلے میں لٹکائے' اس سے مرگی و طاعون دور رہے اور یاقوت زرد کا لٹکانا اور اس کی انگوٹھی پہننا مانع احتلام ہے اور جو یاقوت سفید لٹکائے اس کا رزق فراخ ہو جائے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مونگے سرخ دانے سے ہوتے ہیں' اس کا بیان باب جنت میں عنقریب آتا ہے۔

تیسرا فائدہ: بروایت حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو خدا سے یا کسی انسان سے کوئی حاجت ہو تو چاہئے کہ وضو کرے اور اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے' پھر یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الحليم الكريم سبحان الله ربّ العرش العظيم الحمد لله ربّ العالمين اللّٰهم انى اسئلك موجبات رحمتك وعزآئم مغفرتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لى ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجة هى لك رضا الا قضيتها يا ارحم الراحمين۔

''خدائے علیم و کریم کے سوا کوئی معبود نہیں' خدا عرشِ عظیم کا پروردگار پاک ہے' جمیع حمد خدائے پروردگارِ عالم کے شایان ہے' اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رحمت کی موجبات اور آپ کی معافی کے لوازمات اور ہر بھلائی کی غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کی درخواست کرتا ہوں' آپ میرا کوئی گناہ بے بخشے ہوئے اور کوئی فکر بے دور کیے ہوئے اور کوئی حاجت جو آپ کی رضا کے موافق ہو

بے پورا کئے بغیر نہ چھوڑیئے اے ارحم الراحمین"۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

چوتھا فائدہ: بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ بارہ (۱۲) رکعت رات کو یا دن کو پڑھو اور ہر دو رکعت پر تشہد پڑھتے جاؤ اور جب آخر رکعت کا تشہد پڑھ چکو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور حالت سجدہ میں سات بار سورۂ فاتحہ اور سات بار آیۃ الکرسی اور دس بار:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو علىٰ كل شيء قدير ۔

خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں' اُسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے' وہ مارتا اور جِلاتا ہے اور ہر شے پر قدرت رکھنے والا۔

پڑھو' پھر:

اللّٰهم انى اسئلك بمعا قد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الاعظم وجدك الاعلىٰ وكلماتك التامة ۔

"اے اللہ! میں آپ کے معاقد عز اور آپ کی کتاب کے منتہائے رحمت اور آپ کے اسم اعظم اور آپ کی عظمت برتر اور آپ کے کلماتِ تامہ کے طفیل سے درخواست کرتا ہوں"۔

کہہ کر اپنی حاجت مانگو' پھر اپنا سر اُٹھا کر داہنے بائیں سلام پھیرو' لیکن یہ خیال رہے کہ یہ طریق بیوقوفوں کو نہ سکھاؤ' ورنہ وہ موقع بے موقع دعا کر بیٹھا کریں گے اور مقبول ہو جائے گی۔ ترغیب وترہیب میں مذکور ہے' ایک جماعت نے اس کا تجربہ کیا اور اس کو درست پایا۔

پانچواں فائدہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اندھا شخص آیا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری آنکھیں کھل جائیں' آپ

نے فرمایا: اچھا! چل اور وضو کر کے دو رکعت ادا کر اور پھر یہ دعا پڑھ:

اللّٰھم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وآله وسلم نبي الرحمة يا محمد اني اتوجه الى ربي بك ان يكشف لي عن بصري اللّٰھم شفعه في وشفعني في نفسي۔

"اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ کے ذریعہ سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کے ذریعہ سے اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری آنکھیں کھول دے اے اللہ! حضرت کی میرے بارے میں شفاعت قبول کر اور خود میری گزارش میرے بارے میں قبول کر"۔

اُس کا یہ پڑھ کر پھرنا تھا کہ خدا نے اُس کی آنکھیں کھول دیں اس کو ابن ماجہ وحاکم ونسائی و ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

گناہگار کے پکارنے پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لبیک لبیک لبیک

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو بارہا دعا کرتے دیکھا لیکن اس کا سوال پورا نہ ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا: اے رب! اگر آپ اس کی دعا قبول کر لیتے تو بہتر تھا ارشاد ہوا: وہ بخیل ہے صرف اپنے نفس کے لئے دعا کرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو اس کی اطلاع کی پھر اُس نے اپنے اور تمام بنی اسرائیل کے لئے دعا کی تب خدا نے اُس کی دعا قبول فرمائی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار ایک شخص کو دیکھا کہ گریہ وزاری کر رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! اگر اس کی حاجت میرے قبضہ میں ہوتی تو میں اسے پورا کر دیتا خدا نے اُن پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! مجھے تو تم سے زیادہ اُس پر رحم آتا ہے لیکن وہ دعا مجھ سے مانگتا ہے اور اس کا دل بکری اور بھیڑوں کے پاس ہوتا ہے اور میں ایسے کی دعا نہیں قبول کیا کرتا جو دعا تو مجھ سے کر رہا ہے اور اس کا دل میرے غیر سے لگا ہو۔ حضرت وہب نے کہا ہے کہ دعا بلا عمل کے ایسی ہے جیسے کمان بے چلہ کی ہو۔ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ باتیں جو اپنے نفس کی

نسبت کوئی جانتا ہو' تم میں سے کسی کو دعا سے نہ روکیں کیونکہ خدا نے تو شیطان تک کی سن لی' جب اُس نے کہا تھا کہ مجھے اُس دن تک کی مہلت دیجئے جس دن سب اُٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت تک)' اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار خدا سے عرض کیا: یارب! جب آپ کو نمازی اور روزہ دار اور مجاہد پکارتا ہے تو آپ کیا جواب دیتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ میں لبیک (میں تیرے پاس موجود ہوں) کہتا ہوں' پھر انہوں نے عرض کیا: جب آپ کو کوئی گناہ گار پکارتا ہے تو آپ کیا جواب دیتے ہیں؟ ارشاد ہوا: میں کہتا ہوں کہ لبیک لبیک لبیک' انہوں نے عرض کیا: اے رب! اس کو تین بار لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں' ارشاد ہوا: ہاں! کیونکہ اُس نے میرے فضل و کرم پر بھروسہ کیا ہے اور دوسروں کو اپنے اپنے عمل پر بھروسہ ہوتا ہے۔

حکایت: کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ ایک بار میرے پیر میں ہڈی گڑ گئی' اس کی وجہ سے میں نہایت سخت بے چینی میں مبتلا ہوا' پھر میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر خدا کی درگاہ میں اس کے اسماءِ حسنیٰ کے ذریعہ سے زاری کرنے لگا' اسی اثناء میں مجھ پر خواب کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا' خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ ایک سانپ میرے پیر کو چوس رہا ہے اور خون اور پیپ اُگلتا جاتا ہے اور اُس نے ہڈی بھی نکال لی' اس کے بعد جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ خون اور پیپ اور ہڈی میں سے ہر شے زمین پر پڑی ہے۔

اسماء الحسنیٰ کے معنی

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ سے دعا کرنے کی چند شرطیں ہیں اور سب سے بہتر یہ ہے کہ خدا کی عزت' ربوبیت اور اپنی ذاتِ عبودیت پیش نظر رکھے اور ان اسماء کے معانی بھی جانتا ہو' چنانچہ میں چند معانی ذکر کیے دیتا ہوں جن کی ضرورت پڑا کرتی ہے: ''اللّٰہ'' اس کے معنی ہیں کہ تمام صفات الوہیت کا جامع اور تمام اوصافِ ربوبیت کے ساتھ متصف اور یہ اسم اعظم ہے۔ ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' ان دونوں کا فرق سورۂ فاتحہ کے ذیل میں بسم اللہ کی فضیلت میں گزر چکا ہے۔ ''القدوس'' اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر اس صفت سے منزہ و پاک جس کا حواس سے ادراک ہو سکے یا خیال

تصور کر سکے یا وہم کی وہاں تک رسائی ہو سکے‘ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ”عیوب سے پاک“ اس لئے کہ یہ کہنا بھی ایک قسم کی بے ادبی سے خالی نہیں کیونکہ بادشاہ کو یہ کہنا، کہ جُلاہا نہیں ہے‘ بے ادبی سے خالی نہیں ہے۔ ”السّلام“ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی ذات تمام نازیبا چیزوں سے سالم ہے اور اُس کے افعال‘ شر سے بچے ہوئے ہیں اور بندوں میں سے سلام وہ ہے جس کا دل کینہ وحسد وخیانت سے سالم ہو۔ ”المؤمن“ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص اس کی طرف التجا کرتا ہے‘ ہر شر سے امن میں رہتا ہے اور بندوں میں سے مؤمن وہ ہے جس سے لوگ امن میں ہوں۔ ”المھیمن“ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی مخلوق کو اور ان کے رزق اور اجل کو جانتا ہو اور وہ کتب قدیمہ میں اسماءِ الٰہی میں سے ہے۔ ”الخالق البارئ المصوّر“ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان تینوں کے ایک ہی معنی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے‘ پھر بیان کیا ہے کہ عمارت کے لئے مثلاً معماروں کی ضرورت ہوتی ہے‘ پھر اس کے بعد اس کی ضرورت ہے کہ اُس کے ظاہر میں کوئی نقش ونگار بنا کر اُس کو آراستہ کرے‘ حاصل کلام یہ کہ صنعت صرف ایک سے پوری نہیں ہوتی‘ چنانچہ احیاء میں مذکور ہے کہ روٹی کے دسترخوان پر رکھنے کی نوبت نہیں آتی‘ جب تک کہ وہ تین سو کاریگروں کے ہاتھ سے گزر نہیں لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی صنعت میں غیر سے بے نیاز ہے لیکن اگر صنعت میں کسی موجد کی حاجت ہے‘ اس اعتبار سے وہ خالق ہے‘ اگر کسی اختراع کرنے والے اور صورت بنانے والے کی حاجت ہے‘ اس اعتبار سے وہ مصور اور خالق ہے اور اگر زینت کی حاجت ہے‘ اس اعتبار سے وہ نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرنے والا صورت گر و مصور ہے۔ ”القابض الباسط“ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دلوں کو خوف سے گھونٹ دیتا ہے اور امیدوار بنا کر دل کھول دیتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ کیا تھا‘ جس کا قصہ یہ ہے کہ آپ نے ایک بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ جہنم کا لشکر نکالئے‘ وہ کہیں گے کہ کتنوں کو نکالوں؟ ارشاد ہوگا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے کو‘ یہ سن کر لوگوں کے دل منقبض ہو گئے‘ جب آپ نے یہ حالت دیکھی تو ایسی بات ارشاد فرمائی کہ لوگوں کا انقباض

انبساط سے بدل گیا' یعنی بے شک تمہاری مثال اور امتوں میں ایسی ہے جیسے سفید بال سیاہ بیل کی جلد میں ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ "قابض باسط" اس لئے ہے کہ فقیروں سے رزق کو قبض کرتا ہے اور غنیوں کو کشائش دیتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جسموں سے روحوں کو قبض کرتا ہے۔ "الخافض" یعنی بد بختوں کو پست کرنے والا۔ "الرّافع" یعنی سعادت مندوں کو بلند کرنے والا' بندوں میں خافض و رافع وہ شخص ہے جو باطل اور اہل باطل کو پست کرے اور حق اور اہل حق کو بلند کرے۔ "اللطیف" اس کے معنی یہ ہیں کہ دقیق مصلحتوں کو جانتا ہو اور جو اس کے اہل ہوں' اُن کو نرمی کے ساتھ فوائد پہنچاتا ہو' بندوں میں سے لطیف وہ ہے جس کو خدا تک پہنچنے کا ایسا راستہ معلوم ہو جس میں دقت نہ ہو۔ "الغفور" کے معنی بھی غفار کی طرح بہت بخشنے والے کے ہیں' لیکن غفار میں زیادہ مبالغہ ہے۔

لطیفہ: میں نے الوجوہ المفسر ہ عن اتساع المغفر ہ میں دیکھا ہے کہ منجملہ اسماء الٰہی کے غفار' غفور اور غافر (بمعنی بخشندہ) بھی ہیں اور بندہ کے بھی ایسے ہی تین نام ہیں' یعنی اپنے نفس کے لیے (۱) ظلام (۲) ظلوم (۳) اور ظالم اور اس سے مراد وہ ہے جو اپنے نفس پر حد سے زیادہ زیادتی کرے' گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ظالم کے لئے غافر ہوں اور ظلوم کے لئے غفور ہوں اور ظلام کے لئے غفار ہوں اور بعض نے کہا ہے کہ غافر تو یہ کہ نامۂ اعمال سے گناہوں کو مٹا دے اور غفور یہ کہ گناہ فرشتوں کو بھلا دے اور غفار یہ کہ گنہگار کو اس کا گناہ بھلا دے اور بعض نے کہا ہے: غافر (بخشنے والا) دنیا میں ہے' غفور (بہت بخشنے والا) قبر میں ہے اور غفار بہت زیادہ بخشنے والا قیامت میں ہے۔ "الشکور" اس کے معنی یہ ہیں کہ تھوڑی سی طاعت کے عوض میں بھی بہت سے درجے عنایت کرتا ہے۔ "الکبیر" اس کے معنی قدیم کے ہیں' چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں سے اکبر (بڑا) ہے' یعنی اُس کے بہ نسبت زمانہ میں قدامت رکھنے والا ہے۔ "المقیت" کے معنی روزی کا پیدا کرنے والا۔ "الحسیب" کے معنی کافی (کفایت فرمانے والا) کے ہیں۔

فائدہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے اس قول کے ذیل میں جس کا ترجمہ یہ

ہے: وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا کہ بے شک لوگوں نے تمہارے (مقابلہ کے) لئے (بہت کچھ سامان) جمع کیا ہے پس اُن سے ڈرو تو اُن کا ایمان اور بڑھ گیا اور کہنے لگے: خدا ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے (۱۷۳:۳) یعنی کیا اچھا کافی (بھی) ہے کیونکہ نعم کا لفظ جس کا ترجمہ ''کیا اچھا'' کیا گیا ہے دو مناسب کلاموں کے درمیان میں آتا ہے چنانچہ کہا کرتے ہیں:

اللّٰہ رازقنا ونعم الرازق۔

یعنی خدا ہمارا روزی دہندہ ہے اور کیا اچھا روزی دہندہ ہے۔

وخالقنا ونعم الخالق۔

اور ہمارا خالق ہے اور کیا اچھا خالق ہے۔

اسی طرح یہاں بھی ہے کہ

یکفینا اللّٰہ ونعم الکافی۔

یعنی خدا ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کافی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ جب ابوسفیان نے مدینہ سے مکہ کی طرف لوٹ جانے کا قصد کیا تو پکار کے کہا کہ اے محمد! ہمارا وعدہ بدر صغریٰ کا ہے اگر آپ برقرار رہے تو میں وہاں تیروں سے آپ کی خبر لوں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ! پھر جب وعدہ کا وقت آ پہنچا تو ابوسفیان نے خروج کیا لیکن خدا نے کفار پر ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اثناء راہ میں سے لوٹ پڑے اس کے بعد نعیم بن مسعود سے ملاقات ہوئی تو ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بدر میں مجتمع ہوں گے لیکن یہ سال قحط کا ہے اس لئے حضرت کے پاس لوٹ جاؤ اور اُن کو مقابلہ سے باز رکھو کیونکہ اگر وہ میدان میں نکل آئے اور ہم نہ نکلے تو اُن کی اور جرأت بڑھے گی پس اگر تم نے میرے کہنے کے موافق کیا تو میں تم کو دس اونٹ دوں گا چنانچہ وہ مدینہ واپس آیا دیکھا کہ لوگ سامانِ جنگ میں مصروف ہیں کہنے لگا کہ اگر اب تم میدان میں نکل کر گئے تو تم میں سے ایک بھی بچ کر نہ لوٹے گا چنانچہ یہ بات بعض لوگوں کے دل میں بیٹھ گئی نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تو میں اُن کے مقابلہ میں تنہا بھی نکل کھڑا ہوں گا' اس پر ستر آدمی آپ کے پیچھے ہو لئے اور کہنے لگے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔

یعنی اللہ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے۔

مسلمانوں کو بدر میں کوئی کافر نہ ملا جو اُن سے مقابلہ کرتا' تب انہوں نے بدر کے میلے میں بیچنا شروع کیا اور ایک ایک کے دو دو کھرے کئے اور نفع حاصل کیا اور صحیح و سالم غنیمت کے ساتھ واپس آئے' پس اللہ تعالیٰ کے قول میں اسی کا ذکر ہے کہ پھر وہ لوگ خدا کی نعمت و فضل کے ساتھ لوٹے۔ حضرت مجاہد اور سدی نے کہا ہے کہ یہاں نعمت سے عافیت مراد ہے اور فضل سے وہ نفع مراد ہے جو انہوں نے خرید و فروخت کر کے حاصل کیا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ نعمت منافع دنیوی ہیں اور فضل منافع اخروی اور اللہ تعالیٰ کے اس قول:

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۔ (۱۷۵:۳)

اس کے سوا نہیں کہ وہ شیطان ہے' اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔

میں شیطان سے نعیم بن مسعود مراد ہے اور اس کو کفر کی وجہ سے شیطان کہا ہے'۔ اگر کہا جائے کہ اُس نے مسلمانوں کو خوف دلایا تھا اور اس کے دوست نہ تھے تو اُس کا جواب یہ ہے: ''يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ'' میں سے مفعول اوّل محذوف ہے' مطلب یہ ہے کہ تم کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے کیونکہ ''یخوف'' دو مفعول چاہتا ہے۔ ''الجلیل'' وہ ہے جو صفت جلال سے موصوف ہو اور جلال وغنی و ملک و قدرت و علم وغیرہ سب صفاتِ کمال میں سے ہیں۔ ''الجمیل'' اس کے معنی یہ ہیں کہ عالم میں جو کچھ کمالات و خوبصورتی و رونق و خوبی ہے' سب اس کی ذات کے انوار اور صفات کے آثار میں سے ہے۔ ''الواسع'' ''سعة'' سے (جس کے معنی فراخی اور کشائش کے ہیں) مشتق ہے' اس کو علم اور رزق دونوں کی طرف مضاف کر کے بولتے ہیں' چنانچہ سعت علم و سعت رزق زبان زد ہے' پس اگر ہم علم خداوندی کی طرف نظر کریں تو اس کی معلومات کا دریا ناپیدا کنار ہے اور اگر اس کی بے شمار نعمتوں کو دیکھیں تو وہ بھی بے انتہاء ہیں۔ ''الحکیم'' اس کے معنی یہ ہیں کہ علمِ خداوندی

کے لئے جو افضل اشیاء اور علوم ہیں' ان کا جاننے والا پس جو اس سے واقفیت رکھتا ہے وہ حکیم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصل حکمت خوفِ خدا ہے۔ ''الـــو دُود'' یعنی جو تمام مخلوقات کے لیے خیر کو پسند کرتا ہے۔

''الـمجید'' وہ ہے جو ذات میں شرافت رکھتا ہو اس کے تمام کام جمال اور خوشنمائی سے آراستہ ہوں اور اس کی عطا کثیر ہو۔ ''الشهيـــــد'' کے معنی جاننے والے کے ہیں۔ ''الـحق'' وہ ہے جس کی ہستی ازل سے ابد تک برقرار رہے۔ ''الـو کیل'' تمام کام جس کے سپرد ہوں۔ ''الـمتین'' کے معنی قوی کے ہیں' لیکن قوی سے متین میں زیادہ مبالغہ مفہوم ہوتا ہے۔ ''الـــوَلـــی'' وہ ہے جو اپنے دوستوں کا مددگار اور دشمنوں پر قہر کرنے والا ہو۔ ''الـحمید'' وہ ہے جو ازل میں خود اپنی حمد کرنے والا ہو اور اَبد تک اُس کے بندے اس کی حمد وثناء کرتے رہیں اور وہ تمام حمد کرنے والوں کی حمد سے پہلے بھی محمود تھا اور اس کا ذکر فاتحہ میں گزر چکا ہے۔ ''الـمحصی'' کے معنی عالم کے ہیں۔ ''الـمبدی'' یعنی اشیاء کی ہستی سے قبل ایسی مثال پر جو پہلے سے نہ ہو' اشیاء کا ایجاد کرنے والا۔ ''المعید'' یعنی اشیاء کو بعد معدوم ہونے کے مثال سابق کے موافق دوبارہ بنانے والا۔ ''القیوم'' جس کا قیام خود اس کی ذات سے ہو اور تمام اشیاء کا اس سے قیام ہو۔ بیہقی کے اسماء وصفات میں میری نظر سے گزرا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ کیا ہمارا پروردگار سویا کرتا ہے' انہوں نے فرمایا کہ اگر مومن ہو تو خدا سے ڈرو! اس کے بعد خدا نے اُن پر وحی بھیجی کہ دو بوتلیں لے کر پانی بھرو' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا' وہ اونگھے تو دونوں بوتلیں اُن کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئیں' پھر خدا نے اُن پر وحی بھیجی کہ میں آسمانوں اور زمین کو مٹنے اور زائل ہونے سے روکے رہتا ہوں' اگر سوتا ہوتا تو دونوں پر زوال آجاتا۔ ''الـواجد'' مجید کے معنی میں ہے اور اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ''الواحد'' وہ ہے جس کے نہ ٹکڑے ہوسکیں نہ اس کا انقسام ممکن ہو۔ ''الاَحـــد'' جو بے نظیر اور یکتا ہو' اور بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اسماء میں کہا ہے کہ احد اسم ذات ہے اور واحد اُس کی صفت اور امام غزالی نے احد کو اسماءِ الٰہی میں سے نہیں شمار کیا کیونکہ بعض

روایات میں مذکور نہیں ہے۔ ''الصمد'' سورتِ اخلاص کی فضیلت میں پہلے گزر چکا ہے۔
''المقتدر'' قادر کے معنی میں ہے لیکن اس میں مبالغہ زیادہ ہے۔ ''المقدم المؤخر''
یعنی اپنے دوستوں کو مقدم کرتا ہے اور دشمنوں کو مؤخر کرتا ہے۔ ''الاوّل الاخر'' جس کی نہ
ابتداء ہو نہ انتہاء۔ ''الظاھر'' یعنی عقول کے نزدیک دلائل سے ظاہر ہے پس اُس کی ہستی کا
انکار نہیں ہو سکتا۔ ''الباطن'' یعنی وہ ایسا ہے جس کی کنہ حقیقت کو اُس کے سوا کوئی نہیں
جانتا۔ ''البرّ'' بمعنی نیکوکار۔ ''العفو'' بمعنی غفور ہے لیکن اِس میں مبالغہ زیادہ ہے کیونکہ عفو
کے معنی میں گناہوں کا مٹا دینا اور غفور کے معنی میں چھپانا ہے اور مٹانا چھپانے سے ابلغ
ہے۔ ''الرؤف'' صاحبِ رأفت یعنی بہت زیادہ رحمت فرمانے والا۔ ''ذوالجلال
والاکرام'' یعنی وہ ذات کہ کوئی کمال وجلال ایسا نہیں ہے جو اس کے لئے نہ ہو اور جو
بزرگی ہو اُسی سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس نعمت ہے وہ خدا کی طرف
سے ہے اور اگر تم خدا کی نعمت کا شمار کرنا چاہو تو اسے نہیں شمار کر سکتے۔ ''الوالی'' یعنی جو خلق
کے تمام کاموں کی تدبیر کرے۔ ''المتعال'' کے معنی علی یعنی بلند کے ہیں اور اُس سے
جلال اور تسلط کا علو و بلندی مراد ہے جہت اور مکان کی بلندی مراد نہیں۔ ''المقسط'' جو
مظلوم کو ظالم سے انصاف دلائے۔ ''الجامع'' یعنی حیوانات میں حرارت و برودت و
رطوبت و یبوست کو جمع کرنے والا اور قیامت میں لوگوں کو جمع کرنے والا۔ ''النور'' غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نور کہتے ہیں ایسی شے کو جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کر دے۔
خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اُس نے ملائکہ کے دل روشن کر دیئے جس کی وجہ سے
وہ اُس کی تقدیس کرتے ہیں اور رسولوں کے دلوں کو روشن کر دیا جس کی وجہ سے ان کو
معرفت خدا حاصل ہوئی اور مؤمنین کے قلوب کو روشن کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس
کو ایک سمجھا۔ ''البدیع'' وہ ہے جس سے پہلے کوئی نہ ہو اور وہ سب سے پہلے ہو۔
''الرشید'' وہ جس کو کسی صلاح کار کی ضرورت نہ ہو اور اس کے سارے کام نہایت کامل
ہوں۔ ''الصبور'' وہ جو قبل از وقت کسی شی کیلئے جلدی نہ کرے۔

مسئلہ: اسم مسمّٰی کا غیر ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دونوں ایک ہیں اور یہ دو وجہ سے

باطل ہے اوّل یہ کہ اسماء بہت سے ہیں اور مسمّٰی ایک ہے اور اگر اسم و مسمّٰی ایک ہوتا تو چاہیے تھا کہ جو کوئی برف یا آگ کا نام لیتا تو اُسے گرمی یا سردی محسوس ہوتی۔ اور اگر کہا جائے کہ اگر اسم مسمّٰی کا غیر ہوتا تو مثلاً زینب پر طلاق ہے' کہنے سے طلاق نہ پڑتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلام سے مراد یہ ہوتی ہے کہ جس ذات کو اس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اس پر طلاق اس وجہ سے پڑ جاتی ہے' اگر کہا جائے کہ خدا نے یہ جو فرمایا ہے کہ تیرے ربّ کا نام بابرکت ہے' چونکہ بابرکت اور متعالی اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ آواز اور حروف' اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے ہم پر خدا کی ذات کو نقائص سے منزہ سمجھنا واجب ہے' ویسے ہی اُن الفاظ کو بھی منزہ سمجھنا واجب ہے' جس سے اس کی ذات کو بیان کرتے ہیں۔

لطیفہ: جب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو خدا نے اُن کو تمام اسماء سکھلا دیئے' پھر ان کو فرشتوں پر پیش کیا اور فرمایا کہ مجھے ان اشیاء کے نام بتاؤ' جب وہ عاجز رہ گئے تو خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کی زبان پر ان ناموں کو جاری کر دیا' پس حضرت آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر فضیلت مخلوقات کے نام جاننے سے ظاہر ہوئی تو جب مؤمن خالق کے ناموں کو جان لے گا تو کیونکر فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہوا میں تمام پرند جمع ہو گئے اور بلبل ہزار داستان نے ان کے ساتھ اپنے آپ کو بھی آگ میں ڈال دیا' خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اسے روکنا اور ارشاد فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ یہ کام اُس نے کیوں کیا' اُس نے عرض کیا: محبت خدا میں' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اُس سے پوچھو کہ تیری کوئی حاجت ہے' اُس چڑیا نے کہا: ہاں! یہ ہے کہ خدا مجھے اپنے اسمائے حسنیٰ سکھلا دے' چنانچہ خدا نے اس کو سکھا دیئے اور قیامت تک وہ اُن کے ساتھ نغمہ سرائیاں کرتی رہے گی۔

مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے کہ بلبل ہزار داستان کو اُس کی آواز سننے (یعنی لطف اندوز ہونے) کے لئے کرایہ پر لینا جائز ہے۔ جوہری نے کہا ہے کہ عندلیب ایک چڑیا ہے جس کو ہزار (بلبل) کہتے ہیں اور وہ عصفور (چڑیا) کی ایک قسم ہے اور عصفور کو عصفور اس لئے کہتے

ہیں کہ اُس نے عصیان کیا اور فرار ہو گیا' عصفور یعنی گوریا (چڑیا) کا گوشت حار یابس ہے' قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے خصوصاً وہ جو مکانوں میں آشیانہ لگاتی ہے اور اس کا نام فار طیار یعنی موش پراں بھی ہے' کیونکہ گوریا ستاتی بہت ہے اور دانہ خور پرندوں اور شکاری پرندوں کے جو گوشت کھاتے ہیں' اس کو مشارکت حاصل ہے کیونکہ یہ باوجودیکہ دانہ خور ہے لیکن ٹڈی بھی پکڑ کر کھا جاتی ہے' کثرتِ جماع کی وجہ سے ایک سال سے زیادہ اس کی عمر نہیں ہوتی اور قنبر کا گوشت قولنج اور حبس بطن اور فالج کو نافع ہے اور گھریلو عصفور یعنی چڑیا کی بیٹ آنکھ میں لگانا بیاضِ چشم کو نافع ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کے ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرے میں ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ہزار زبانیں ہیں اور سب زبانوں سے وہ خدا کی تسبیح کیا کرتا ہے' ایک دن اس فرشتے نے خدا سے کہا: اے رب! کیا آپ نے مجھ سے بھی زیادہ عبادت کرنے والا کسی کو پیدا کیا ہے؟ ارشاد ہوا: ہاں! میں نے ایک آدمی پیدا کیا ہے' اُس نے اُس کی زیارت کی اجازت چاہی' اجازت مل گئی اور اُس نے آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرض سے زیادہ عبادت نہ کرتا تھا' اُس نے پوچھا کہ اس کے سوا اور بھی کوئی عمل کرتے ہو؟ اُس نے جواب دیا: ہاں! نمازِ صبح کے بعد روزانہ دس بار اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ پڑھا کرتا ہوں۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: چونکہ ان اسماء میں تعظیم اور ثواب ہے' اس لئے حسنیٰ کہلاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو ان کو شمار کرے یعنی یاد کرے' جنت میں داخل ہو' یا حسنیٰ کہنے کی یہ وجہ ہو کہ دلوں کو اُن کا سننا اچھا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ہر اسم کے مناسب جو شی ہو وہ نام لے کر اُسی کی دعا کرنا چاہیے' مثلاً اے رحمٰن! مجھ پر رحم فرما! اے رازق! مجھ کو روزی عنایت کر۔ میں نے ابن عماد کی کشف الاسرار میں دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ کافر پر خدا ننانوے اژدھے مقرر کرے گا کہ اگر اُن میں سے ایک اژدھا پھونک زمین پر مار دے تو کبھی سبزہ نہ اُگے اور ننانوے ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اُس نے اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ جو عدد میں

ننانوے ہیں، کفر کیا ہے۔

دوسرا فائدہ: ابوالسعادات رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ خدا نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اس کے چار لاکھ سر ہیں، ہر سر میں چار لاکھ چہرے ہیں، ہر چہرے میں چار لاکھ منہ ہیں، ہر منہ میں چار لاکھ زبانیں ہیں، ہر زبان میں الگ لغت (بولی) ہے اور کوئی دوسری کے مشابہ نہیں ہے، اُس فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے کہا: اے رب! مجھ سے بھی زیادہ ذکر کرنے والا کسی کو آپ نے پیدا کیا ہے؟ ارشاد ہوا: ہاں! میرا بندہ یوشع بن نون ہے۔ اُس نے زیارت کی اجازت چاہی، اُس کو اجازت ملی، اُس نے اُن سے سوال کیا کہ آپ کیا ذکر کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں صبح و شام دس دس بار یہ دعا پڑھا کرتا ہوں:

سبحان اللّٰه وبحمده وعدد ما سبحه به خلقه واضعاف ذالك كله حتى يرضى ربنا وكما ينبغي لكرم وجهه وعز جلاله ونظم ربوبيته وكما هو له اهل واهلله كذالك واحمده كذالك واشكره كذالك.

''میں خدا کی تسبیح وحمد کرتا ہوں جتنی کہ اُس کی خلق نے تسبیح کی ہو اور اس سب سے کئی گنا زیادہ یہاں تک کہ ہمارا ربّ راضی ہو جائے اور جیسا کہ اس کی بزرگی ذات اور عزتِ جلال اور نظم ربوبیت کے شایان اور جیسا کہ وہ اس کے لائق ہے اور میں ایسی ہی اس کی تہلیل اور حمد اور شکر کرتا ہوں''۔

حکایت: کافروں کے ملک میں دو راہب رہا کرتے تھے جن کی خدمت ایک مسلمان قیدی کو کرنا پڑتی تھی وہ قرآن شریف کی بکثرت تلاوت کیا کرتا تھا، چنانچہ ان دونوں نے اس سے دو آیتیں یاد کر لیں اوّل یہ آیت:

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (۴:۳۲)

یعنی خدا سے اُس کا فضل مانگو۔ اور دوسری آیت:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔ (۴۰:۶۰)

یعنی تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے (تمہاری

دعا) قبول کروں گا۔

اس کے بعد کسی روز وہ کھانا کھا رہے تھے' اُن میں سے ایک کے گلے میں نوالہ اٹک گیا' اس بے چارے قیدی نے شراب دے دی' کچھ فائدہ نہ ہوا' تب وہ دل میں کہنے لگا: اے رب! آپ نے فرمایا ہے: خدا سے اس کا فضل مانگو اور نیز آپ نے فرمایا ہے: مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا' پس اگر یہ حق ہے تو مجھے پانی پلایئے' اُسی دم پتھر سے پانی بہ نکلا' اس نے اُس میں سے پیا' تب جا کر اس کے گلے کا پھندا دور ہوا' چنانچہ یہی اُن دونوں کے اسلام کا سبب ہو گیا لیکن وہ قیدی نعوذ باللہ سوءِ خاتمہ کی وجہ سے کافر مرا۔

حکایت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک تاجر تجارت کیا کرتا تھا' اُسے ایک چور نے دیکھ کر قتل کا ارادہ کیا' اُس نے چور سے کہا: تو مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے' اُس نے کہا: تجھے بے قتل کئے نہ چھوڑوں گا' اُس نے کہا: اچھا! اتنی مہلت مجھے دے دے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں' نماز سے فارغ ہو کر اُس نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہنا شروع کیا:

یا ودود یا ودود یا ودود یا ذا العرش المجید یا فعال لما یرید اسئلك بنور وجهك الذی ملأ ارکان عرشك وبقدرتك التی قدرت بها علی خلقك وبرحمتك التی وسعت کل شیء یا مغیث اغثنی یا مغیث اغثنی یا مغیث اغثنی۔

اے دوست رکھنے والے' اے دوست رکھنے والے' اے دوست رکھنے والے اے عرشِ بزرگ کے صاحب' اے اپنے ارادے کے کر گزرنے والے! میں آپ کی نورِ ذات کے طفیل سے جس نے آپ کے ارکانِ عرش کو بھر دیا اور آپ کی قدرت کے طفیل سے جس سے آپ خلق پر قادر ہوئے اور آپ کی رحمت کے طفیل سے جس میں ہر شے کی گنجائش ہے' اے فریاد رس! میری فریاد رسی کیجئے' اے فریاد رس! میری فریاد رسی کو آیئے! اے فریاد رس! میری فریاد کو پہنچئے"۔

اسی طرح اُس نے تین بار پڑھا تھا کہ ایک فرشتہ نے اتر کر چور کو قتل کر دیا اور تاجر سے کہا: سن کہ میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں' جب تو نے پہلی بار "یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ" (یعنی اے فریاد رس! میری فریاد کو پہنچ) کہا تھا تو آسمان کے دروازوں سے چرچراہٹ کی آواز ہمیں سنائی دی اور دوسری بار کہنے سے آسمان کے دروازے کھل پڑے اور آگ کی طرح ان میں سے چنگاریاں نکلنے لگیں اور تیسری بار کہنے سے جبرئیل نازل ہوئے اور کہنے لگے: اس بے چین کی کون خبر لیتا ہے؟ میں نے کہا: میں حاضر ہوں! اور اے بندۂ خدا! سن جو اس دعا کے ذریعہ سے اپنی مصیبت میں دعا مانگے گا' خدا اس کو کشائش عنایت کرے گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس معاملہ میں آپ کو خبر دی اور کہنے لگا کہ خدا نے آپ کو اپنے اسمائے حسنیٰ تلقین کیے ہیں' جب کوئی اُن کے ذریعہ سے دعا کرتا ہے' خدا اُسے قبول کرتا ہے اور جب کوئی اُن کے ذریعہ سے کچھ درخواست کرتا ہے' عنایت فرماتا ہے۔

لطیفہ: بعض نے کہا ہے کہ کرب کی شدت کے وقت کشائش کے مطالع ظاہر ہو جاتے ہیں' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو تعمیر کے کام میں لگایا اور ان پر سختی کی تو ابلیس سے سب نے شکایت کی' اُس نے جواب دیا کہ کام پر سے اپنی منازل کو لوٹنے کے وقت آرام کر لینا تمہیں کافی ہے' یہ خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہنچی' تو انہوں نے اُن کے لیے آمد و رفت کے وقت بھی کام مقرر کر دیا' پھر انہوں نے ابلیس سے شکایت کی' اُس نے جواب دیا کہ تم کو رات کو آرام کرنا کافی ہے' یہ خبر بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہنچی' انہوں نے رات و دن اُن کو کام میں لگانا شروع کیا' پھر سب نے ابلیس سے شکایت کی' اُس وقت اُس نے جواب دیا: تمہاری کشائش کا زمانہ آ پہنچا ہے' چنانچہ سلیمان علیہ السلام کا اس کے تھوڑے زمانہ کے بعد انتقال ہو گیا' اسی وجہ سے بعض نے کہا ہے کہ کرب و بلا کی شدت کے وقت مطالع کشائش ظاہر ہو پڑتے ہیں۔

حکایت: میں نے تفسیر رازی میں دیکھا ہے کہ زید بن حارثہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی' ایک منافق شخص کے ہمراہ کسی ویران مقام پر گئے' زید رضی اللہ عنہ جب سو رہے

تھے تو منافق نے اُن کے بازو باندھ دیئے' زید رضی اللہ عنہ نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ میں تمہیں ذبح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھتے ہو' تب انہوں نے کہا: ''یَا رَحْمٰنُ'' اور دوسری روایت میں ہے: ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَغِثْنِیْ'' منافق کو یہ آواز سنائی دی کہ اسے قتل نہ کر' اس نے نکل کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا' پھر اُس نے قتل کا ارادہ کیا' انہوں نے پھر کہا: ''یَا رَحْمٰنُ اَغِثْنِیْ'' اس نے پہلی آواز سے بھی نزدیک آواز سنی کہ اسے قتل نہ کر' اُس نے پھر نکل کر دیکھا تو کوئی نہ ملا' پھر اس نے قتل کا ارادہ کیا' انہوں نے کہا: ''یَا رَحْمٰنُ اَغِثْنِیْ'' اب کی بار اُس کو کھنڈر کے دروازہ پر آواز سنائی دی کہ اسے قتل نہ کر' اس نے جو نکل کر دیکھا تو ایک شخص حربہ لئے نظر آیا' جس نے اس منافق کو قتل کر ڈالا' پھر اُس نے اندر آ کر زید رضی اللہ عنہ کے بند کھول دیئے' انہوں نے اس شخص سے دریافت کیا تو جواب ملا کہ میں جبریل ہوں' پہلی دفعہ پکارنے کے وقت میں سدرۃ المنتہیٰ پر تھا' دوسری دفعہ کے وقت آسمانِ دنیا میں اور تیسری دفعہ میں کھنڈر کے دروازہ پر اور میں نے اس منافق کو قتل کر ڈالا۔

جو یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہے

فائدہ: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تھے' ان کو حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے خرید لیا تھا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا' آپ نے آزاد کر کے اپنی لونڈی اُم ایمن سے اُن کا نکاح کر دیا' ان سے اُسامہ پیدا ہوئے' اُسامہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو اٹھائیس حدیثیں روایت کی ہیں اور زید رضی اللہ عنہ نے صرف دو حدیثیں روایت کی ہیں' اُم ایمن کی اولاد سے ایمن اور اسامہ رضی اللہ عنہما دو بھائی تھے اور دونوں صحابی ہیں۔ بروایت حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا ہے: خدا کا ایک فرشتہ ہے جو ''یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہنے والے پر مقرر ہے اور جو تین بار اسے کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے: بے شک ''اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' تجھ پر متوجہ ہو رہا ہے' مانگ لے جو کچھ مانگنا ہو' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص پر گزر ہوا

جو" یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَغِثْنِیْ " (یعنی اے ارحم الراحمین! میری فریاد کو پہنچ) کہہ رہا تھا' آپ نے اس سے فرمایا: مانگ جو مانگنا ہو' خدا کی تجھ پر نظرِ (رحمت) ہو رہی ہے۔ طبرانی کی کتاب الدعوات میں ہے کہ جو تین بار "یا ربّ" کہتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: مانگ تجھے ملے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بے شک دعا نافع ہے' اُس شے سے جو نازل ہو چکی اور اس سے جو ابھی نازل نہیں ہوئی' اے خدا کے بندو! اپنے اوپر دعا کو لازم کر لو' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث غریب ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

حکایت: حجاج نے ایک بزرگ شخص کو طلب کیا اور جب اُس پر قدرت ہوئی تو اسے قید کر دیا اور بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا جب وہ قید خانہ میں گیا اور اُس کے پیروں میں بیڑیاں ڈالی گئیں تو سر اُٹھا کر کہنے لگا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ لَکَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۔

بغیر آپ کی مدد کے نہ باز رہنا ہے نہ قوت پانا' آپ ہی کے لئے خلق اور امر ہے۔

جب رات ہوئی تو قید خانہ کے داروغہ نے دروازے بند کر دیئے' صبح جو ہوئی تو بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور اُس شخص کا کچھ پتا بھی نہ تھا' حجاج سے اُسے خوف آیا اور اپنے گھر آ کر اپنے گھر والوں سے رخصت ہوا' پھر حجاج کو آ کر اس شخص کی اطلاع دی' اُس نے دریافت کیا کہ اُس نے کچھ کہا بھی تھا؟ اُس نے جواب دیا: ہاں! جب میں نے اُس کے پیر میں بیڑیاں پہنائی تھیں تو اُس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر "لا حول ولا قوۃ الا بك لك الخلق والامر" پڑھا تھا' حجاج بولا: جو کچھ تیری موجودگی میں اُس نے پڑھا تھا' اُسی نے تیری غیبت میں اُس کو خلاصی دے دی۔ احیاء العلوم میں مذکور ہے: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حجاج کو خواب میں جہنم کے کنارے پر دیکھا' اُس سے پوچھا کہ یہاں کیا انتظار کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا: اُسی شے کا جس کا موحد لوگ انتظار کرتے ہیں۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اُس پر لعنت کرنا جائز

نہیں' پھر تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ عراق پر اُس کا بیس سال تک تسلط رہا' اُس نے وہاں والوں کو چور چور کر ڈالا' پھر واسط میں ۹۵ ھ ہجری میں اُس کا انتقال ہوا' اس کی قبر مٹادی گئی اور اُس پر پانی بہایا گیا۔

فوائد

پہلا فائدہ: جب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حجاج سے بھاگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں چھپ رہے' اُن کو نماز کے اوقات صرف ایک قسم کی گونج سے معلوم ہوا کرتے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنائی دیتی تھی' پھر چند روز کے بعد آواز آئی' جس میں یہ ارشاد تھا کہ ابن مسیب! پڑھ:

اللّٰھم انت الملك وانت علٰی کل شیء قدیر وما تشآء من امر یکون ۔

''اے اللہ! آپ بادشاہ ہیں اور آپ ہر شے پر قادر ہیں' جو بات آپ چاہتے ہیں' ہو جاتی ہے''۔

میں نے اس دعا کو کسی مصیبت میں نہیں پڑھا' جس سے مجھے کشائش نہ مل گئی ہو۔

دوسرا فائدہ: جب یہود حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قتل کے لئے مجتمع ہوئے تو ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام یہ دعا لائے:

اللّٰھم انی باسمك الاحد الاعز وادعوك اللّٰھم باسمك الاحد الصمد وادعوك اللّٰھم باسمك العظیم الوتر وادعوك اللّٰھم باسمك الکبیر المتعال الذی ملاء الارکان کلھا ان تکشف عنی ما اصبحت وما امسیت فیه ۔

''اے اللہ! میں آپ کے اسم احد عز کے ذریعہ سے درخواست کرتا ہوں اور

ـــــ حدیث میں بھی یہ واقعہ آتا ہے' لیکن اس میں کسی دعا کا ذکر نہیں نیز سعید حجرۂ نبی میں نہ چھپے تھے بلکہ مسجد میں چھپے ہوئے تھے اور یہ واقعہ حجاج کا نہ تھا بلکہ واقعہ حرہ کا واقعہ ہے جبکہ یزید پلید نے سعید بن العاص کو لشکر دے کر مدینہ بھیجا تھا اور مدینہ کے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا تھا۔

اے اللہ! میں آپ کے نام احد صمد کے ذریعہ سے آپ سے دعا کرتا ہوں اور
اے اللہ! میں آپ کے نامِ عظیم وتر کے ذریعہ سے دعا کرتا ہوں اور اے اللہ!
میں آپ کے نام کبیر متعال کے ذریعہ سے دعا کرتا ہوں جس نے کہ تمام
ارکان کو بھر دیا کہ آپ مجھ سے اس (مصیبت) کو جس میں مجھے صبح شام ہوتی
ہے دور کر دیجئے''۔

جب انہوں نے اس کے ذریعہ سے دعا مانگی تو خدا نے اُن کو آسمان پر اٹھا لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے بنی ہاشم اور اے عبد مناف! اپنے ربّ سے ان کلمات کے ذریعہ سے دعا مانگو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان کلمات کے ذریعہ سے کوئی مؤمن بندہ دعا نہیں کرتا' جس سے عرش اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ہل نہ جاتی ہوں اور پھر خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو میں نے ان کلمات کے ذریعہ سے دعا کرنے والے کی دعا قبول کر لی اور دنیا میں فوراً اور نیز کچھ مدت بعد آخرت میں اس کو عنایت کیا۔

تیسرا فائدہ: حضرت قاضی ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار خلیفہ نے غصہ کی حالت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا' جب وہ دروازے پر پہنچے تو میں نے ان کے لئے اجازت چاہی اور ان کے لئے ڈر رہا تھا' جب وہ آئے تو میں نے اُن کے لب ہلتے ہوئے دیکھے' اس کے بعد جب وہ خلیفہ کے پاس گئے تو وہ کھڑا ہو گیا اور اُن کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اُن کو بہت کچھ مال عطا کیا' وہ اس کے پاس سے نکل کر باہر آئے اور گھر پہنچنے سے پیشتر ہی سب مال تقسیم کر دیا' میں نے اُن سے کہا کہ داخل ہونے سے پہلے آپ کو میں نے لب ہلاتے دیکھا تھا' انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت مالک نے حضرت نافع سے بروایتِ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ احزاب (غزوۂ خندق) میں یعنی اس روز جب یہودیوں اور کفارِ قریش اور عرب کے لوگوں نے جمع ہو کر آپ پر چڑھائی کی تھی' یہ آیت پڑھی تھی: ''شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (۱۸:۳)'' پھر فرمایا تھا:

انا اشهد بما شهد الله به واستودع الله هذه الشهادة وهى لى وديعة عند الله يوديها الى يوم القيامة اللّٰهم انى اعوذ بنور قدسك وعظيم ركنك وعظمة وطهارتك وبركة جلالك من كل افة وعاهة ومن طوارق الليل والنهار الا طارقا يطرق بخير اللّٰهم انت عياذى فيك اعوذ وانت غياثى فيك استغيث وانت ملاذى فيك الوذيا من زلت له رقاب الجبابرة وخضعت اعناق الفراعنة اعوذ بك من خربك وكشف سترك ونسيان ذكرك والانصراف عن شكرك انا فى حزرك وكتفك ليلى ونهارى ونومى وقرارى وظعنى واقامتى وحياتى ومماتى ذكرك شعارى وثناء ك دثارى لا اله الا انت تعظيمًا لاسمك وتنزيهًا تسبحات وجهك اخرنى من عذابك وشر عبادك واخرت على سرادقات حفظك وادخلنى فى حفظك وعنايتك يا ارحم الراحمين۔

''جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے' میں اس کی شہادت دیتا ہوں اور اس شہادت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں' وہ خدا کے پاس میری امانت رہے گی' قیامت میں وہ مجھے میری امانت ادا کرے گا' اے اللہ! میں آپ کے نورِ اقدس کی اور آپ کے رکنِ عظیم کی اور آپ کی طہارت کی عظمت کی اور آپ کے جلال کی برکت کی ہر آفت اور مصیبت سے اور شب و روز کے حوادث سے سوائے اس کے جو رات کو خیر لے کر آئے' پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! آپ میری پناہ ہیں' آپ ہی کی پناہ میں آتا ہوں اور آپ میرے فریاد رس ہیں' آپ ہی سے فریاد رسی کرتا ہوں' آپ میری پناہ ہیں' آپ ہی کی پناہ میں آتا ہوں' اے وہ ذات جس کے لئے جباروں کی گردنیں خوار ہو گئیں اور سرکشوں کی گردنیں پست ہوئیں! میں آپ کے رسوا کرنے سے اور آپ کے پردہ فاش کرنے سے اور آپ کی یاد فراموش کرنے سے اور آپ کے شکر سے منحرف ہونے

سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں میں اپنے شب و روز میں اور حالت خواب و قرار میں اپنے سفر اور اقامت میں اپنی زندگی اور موت میں آپ کی حفاظت اور پناہ میں ہوں آپ کی یاد میرا اشعار ہے آپ کی حمد و ثناء میرا دثار ہے آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے نام کی تعظیم اور اپنے تنزیہات وجہ کے ذریعہ سے مجھے اپنے عذاب سے اور اپنے بندوں کے شر سے پناہ دیجئے اور مجھ پر اپنی حفاظت کے پردے ڈال دیجئے اور اپنی حفاظت اور عنایت میں مجھے داخل کر لیجئے اے ارحم الراحمین''۔

چوتھا فائدہ: جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) میں کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا جو آپ سے زیادہ مجھے محبوب ہو میں آپ کو ایک دعا بتلا دوں جو میں نے چھپا رکھی ہے آپ سے قبل میں نے آج تک کسی کو نہیں بتلائی رغبت اور خوف کے موقعوں پر آپ اُس کے ذریعہ سے دعا مانگا کیجئے لیجئے پڑھیے:

یا نور السموات والارض ویا قیوم السموات والارض یا عماد السموات والارض وزین السموات والارض یا جمال السموات والارض یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام یا غوث المستغیثین ومنتھی رغبة العابدین ومنفسا عن المکروبین ومفرجا عن المغمومین وصریخ المستفرحین ومجیب دعوة المضطرین کاشف السوء اله العالمین ۔

''اے آسمانوں اور زمین کے نور اور اے آسمانوں اور زمین کے قائم رکھنے والے! اے آسمانوں اور زمین کے ستون اور اے آسمانوں اور زمین کے زینت دینے والے۔ اے آسمانوں اور زمین کے جمال! اے آسمانوں اور زمین کے عجیب طور پر پیدا کرنے والے! اے جلال اور اکرام والے! اے فریاد خواہوں کے فریاد رس! اے عابدوں کی رغبت انتہاء! اے بے چینوں کی بے چینی دور کرنے والے! اے غم زدوں کے غم کے کھولنے والے! اے غم

زدوں کے فریادرس! اے بے قراروں کی دعا کے قبول کرنے والے! اے برائی کے دور کرنے والے! اے عالم کے معبود"۔

پانچواں فائدہ: ہارون الرشید نے حضرت موسیٰ بن جعفر کاظم رضی اللہ عنہ کو بغداد میں قید کر دیا' پھر اُن کی رہائی کا حکم دیا اور ان کو تیس ہزار درہم دیئے' اس سے اُس کا سبب پوچھا گیا تو اُس نے بیان کیا کہ مجھے ایک حبشی غلام حربہ لئے نظر آیا اور کہنے لگا: اگر تو موسیٰ کو رہا نہ کرے گا تو میں تجھے قتل کر ڈالوں گا' پھر موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا' آپ نے فرمایا کہ تم مظلومانہ قید ہو گئے ہو' ان کلمات کو پڑھو تو پوری رات بھی نہ گزرنے پائے گی کہ تم رہا ہو جاؤ گے' وہ یہ کلمات ہیں:

یا سامع کل صوت و یا سابق کل غوث یا کاسی العظام ومنشزها بعد الممات اسالك باسمائك العظام وباسمك الاعظم الاكبر المخزون المكنون الذى لم يطلع عليه احد من المخلوقين يا حليما بخلقه يا ذا المعروف الذى لا ينقطع معروفة ابدا ولا يحصى له عدد وفرج عنى .

"اے ہر آواز کے سننے والے! اور اے ہر فریادرس سے سابق! اے ہڈیوں کو لباس پہنانے والے! اور مرنے کے بعد اُن کے اُٹھانے والے میں آپ سے آپ کے باعظمت ناموں اور آپ کے اسم اعظم کے ذریعہ سے جو سب سے بڑا ہے اور خزانہ میں پوشیدہ ہے جس کی مخلوق میں سے کسی کو اطلاع نہیں' سوال کرتا ہوں اے خلق کے ساتھ حلم کرنے اور احسان کرنے والے جس کا احسان اُبد تک منقطع نہ ہوگا اور جس کا کوئی شمار نہیں' میرا غم دور کیجئے"۔

اس کا پڑھنا تھا کہ خدا نے رہائی عنایت فرما دی۔

حکایت: ایک شخص ہرن کا شکار کیا کرتا تھا' ایک بار اُس نے پانی پر جال بچھا دیا' وہاں ایک ہرن آیا' اُس کے ساتھ تین ہرن اور تھے' جب اس نے جال کو دیکھا تو لوٹ گیا اور اُس کے ساتھ اور ہرن بھی لوٹ گئے' دو تین بار ایسا ہی واقع ہوا' آخر کار جب انہیں پیاس کی

شدت ہوئی تو پانی کے قریب آ گئے اور جال کو دیکھ کر سب نے ایک چیخ ماری اور ان کے آنسو جاری ہو گئے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک ابر رعد و برق کے ساتھ پیدا ہوا اور مشک کے منہ کی طرح بارش ہونے لگی، انہوں نے خوب پانی پیا اور چل دیئے، وہ شخص کہتا ہے کہ اس سے میں سمجھا کہ یہ اُن کی دعا کا اثر تھا، پس میں نے جال کاٹ ڈالا اور شکار چھوڑ دیا۔

حکایت: ایک شخص مکہ میں طوافِ کعبہ کر رہا تھا، اس نے ہزار اشرفیوں کی تھیلی پائی، پھر ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے ہزار اشرفیوں کی تھیلی پائی ہو اور وہ لوٹا دے تو اس میں سے اُسے سو اشرفیاں دی جائیں گی، اُس شخص نے کہا کہ میں نے پائی ہے، تب اُس نے کہا: اچھا پچاس لے لو، میں نے کہا: ہاں! میں راضی ہوں، پھر کہنے لگا: اچھا پچیس لے لو، میں نے کہا: میں اس پر بھی راضی ہوں، پھر کہنے لگا: میں تجھے صرف ایک دوں گا، میں نے کہا: میں اس پر بھی راضی ہوں، پھر کہنے لگا کہ میں تیرے لئے دعا کر دوں گا، میں نے کہا: میں اس پر بھی راضی ہوں، تب اُس نے چپکے سے کوئی دعا کی، پھر وہ شخص جب اس کے بعد بغداد میں جا کر مقیم ہوا، وہاں عبادت کیا کرتا تھا اور زکوٰۃ وغیرہ لے لیا کرتا تھا، ایک دن ایک بڑھیا اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں اپنی لڑکی کا تیرے ساتھ عقد کرنا چاہتی ہوں، اُس نے جواب دیا: میں تو فقیر آدمی ہوں، وہ بولی: کیا مضائقہ ہے، پھر اُسے ایک گھر میں لے گئی جس میں بہت سے مسکین رہتے تھے اور گواہوں کو بلا کر اپنی بیٹی کا اُس کے ساتھ عقد کر دیا اور جب جمعہ کا روز ہوا تو اس کو ایک خچر پر سوار کر کے اُس کے ایک تھیلی حوالہ کی اور کہنے لگی کہ اس میں سے خیرات کر، جب اس شخص کی نظر اس تھیلی پر پڑی، رو دیا، اس کی بی بی بولی: شاید تو وہی شخص ہے جس نے مکہ میں تھیلی پائی تھی، وہ بولا: ہاں! وہ کہنے لگی: میرے باپ نے مجھ سے یہ بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ میں نے اُس شخص کے لئے مال و اولاد کی دعا کی ہے، چنانچہ یہ اُس کا مال ہے اور میں اس کی لڑکی ہوں۔

حکایت: یہ حکایت میں نے اپنے والد سے سنی ہے کہ ایک شخص بہت سا مال لے کر مکہ گیا، حالت طواف میں اُسے ایک حسن و جمال والی عورت ملی، بدنیتی سے اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا، وہ بولی: خدا تیرے داہنے ہاتھ اور مال کو نابید کر دے، چنانچہ اُس کے ہاتھ میں

خارش پیدا ہو گئی اور مکہ ہی میں سڑ کر گر گیا اور اس کے اونٹ مر گئے‘ اس طرح مکہ سے نکلنے سے پیشتر ہی اُس کا مال بھی جاتا رہا‘ پھر وہ اپنے شہر نہیں گیا بلکہ کسی دوسرے شہر کو چلا گیا‘ آخر کار ایک شہر میں داخل ہوا‘ ایک روز ایک شخص اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ قاضی مسلمین نے تجھے بلایا ہے‘ جب وہ قاضی کے پاس گیا تو اس نے پوچھا کہ ایک بڑے شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی ہے لیکن اس کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتا تو رات بھر کے لئے اس سے نکاح کر لے اور صبح طلاق دے دینا تا کہ وہ اپنے خاوند کے لئے حلال ہو جائے‘ اُس نے کہا: اچھا! پھر جب وہ اس عورت کے پاس گیا تو اس نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا‘ وہ بائیں ہاتھ سے کھانے لگا‘ وہ بولی: داہنے ہاتھ سے کھاؤ‘ اُس نے جواب دیا کہ میں اس سے عاجز ہوں اور مکہ میں جو ماجرا گزرا تھا‘ وہ اُن سے بیان کیا‘ تب اُس نے اپنا ہاتھ اُس کے داہنے ہاتھ کی طرف داخل کیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر کہنے لگی کہ اپنا داہنا ہاتھ نکالو‘ چنانچہ اُس نے نکالا تو پہلے سے بھی بہتر تھا‘ پھر کہنے لگی: میں وہی عورت ہوں جب میں نے تجھے بددعا دی تھی تو مجھے قبولیت کا علم تھا‘ میں نے پھر دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرا مال اور میرا نفس تجھے عنایت کرے‘ چنانچہ میری دعا مقبول ہوئی‘ اس لئے میری طلاق سے پرہیز کر‘ صبح کو اُس نے قاضی کو اس ماجرے کی اطلاع کی اور اس عورت کو طلاق نہ دی۔

حکایت: امام ابو جعفر نیشاپوری نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص یہ بہت کہا کرتا تھا کہ اے قدیم احسان کرنے والے! اپنے احسانِ قدیم سے مجھ پر احسان کر! لوگوں نے اُس سے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ میں عورتوں کا جامہ پہن کر اُن کے ساتھ تمام دعوتوں اور شادیوں میں اُن کے دیکھنے کے لئے شریک ہوا کرتا تھا‘ چنانچہ ایک امیر کی شادی میں اُن کے ساتھ گیا‘ جب شادی سے فرصت ہوئی‘ امیر کے خادم نے پکار کر کہا: ذرا دروازہ کی حفاظت رکھنا کوئی جانے نہ پائے‘ ایک جوہر جواہرات میں سے گم ہو گیا ہے‘ اس کے بعد وہ سب عورتوں کی تلاشی لینے لگے‘ خدا نے میرے دل میں یہ دعا ڈال دی کہ اے قدیم احسان کرنے والے! اپنے احسانِ قدیم سے مجھ پر احسان کر! اور میں نے خدا سے عہد کیا کہ پھر ایسا نہ کروں گا‘ جب تلاشی لینے والے میرے پاس پہنچے تو ایک شخص نے پکار کر کہا کہ اس

شریف عورت کو چھوڑ دو وہ جو ہر مل گیا ہے' اُس وقت قریب تھا کہ مارے خوشی کے میرا دم نکل جاتا' پھر وہاں سے میں "یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ اَحْسِنْ اِلَیَّ بِاِحْسَانِكَ الْقَدِیْمِ" پڑھتا ہوا نکل آیا۔ میں نے ریاض النضرة فی مناقب العشرہ میں دیکھا ہے کہ کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے عرض کی کہ یا نبی اللہ! مجھے کوئی دعا سکھلایئے' جو میں اپنے سفر وحضر میں پڑھا کروں' آپ نے فرمایا: تین دعائیں ہیں' ہر شدت کے وقت اور ہر نماز کے بعد ان کو پڑھ کر دعا مانگا کر:

یا قدیم الاحسان یا من احسانه فوق کل احسان یا ملك الدنیا والاخرة۔

"اے قدیم احسان کرنے والے! اے وہ ذات جس کا احسان ہر احسان سے بالاتر ہے! اے دنیا اور آخرت کے بادشاہ"۔

اور کسی دوسری کتاب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد! مجھ سے تملق کر' انہوں نے عرض کیا کہ آپ سے کیسے تملق کروں؟ آپ تو ربّ العالمین ہیں' ارشاد ہوا: کہہ

یا قدیم الاحسان یا دائم الخیر یا کثیر المعروف۔

"اے قدیم احسان کرنے والے! اے خیرِ دائم رکھنے والے! اے بکثرت احسان کرنے والے"۔

جو شخص ان کلمات کے ذریعہ سے تملق کرے گا تو گویا اُس نے اہل شرق اور اہلِ غرب کے برابر عبادت کی۔

فوائد

پہلا فائدہ: طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اسنادِ حسن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ جو شخص ان پانچوں کلمات کے وسیلہ سے خدا سے دعا کرے اس کا خدا سے کوئی سوال ایسا نہ ہوگا جو اُسے نہ مل جائے' وہ کلمات یہ ہیں:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے' خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں' اُسی کا ملک ہے اور اُسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے' خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بغیر خدا کی مدد کے نہ کسی شے سے باز رہنا (ممکن) ہے نہ کسی شے کی قوت پانا۔

دوسرا فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گائے پر گزر ہوا جو عسرت ولادت میں مبتلا تھی' اس نے التجا کی کہ اے روح اللہ! خدا سے میری خلاصی کی دعا کیجئے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا:

یا مخلص النفس من النفس خلصها ۔

یعنی اے جان کو جان سے خلاصی دینے والے! اسے خلاصی عنایت کیجئے۔

یہ کہنا تھا کہ اُس کے بچہ ہو پڑا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عورت عسرت ولادت میں مبتلا ہو تو اس کو یہ دعا لکھ کر دینا چاہیے اور اگر سورۂ فاتحہ اور اخلاص اور معوذتین زیادہ کر دیئے جائیں جب بھی کوئی مضائقہ نہیں "اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ" (۴تا۱:۸۴) سے لے کر "اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ" تک اور

اللّٰهم خلص فلانة بنت فلانة مما في بطنها من ولدها خلاصا في عافيته انك ارحم الراحمين ۔

اے اللہ تعالیٰ! فلانی کی بیٹی کو اس کے پیٹ کے بچہ سے خلاصی عنایت کیجئے' ایسی خلاصی جو آرام کے ساتھ ہو! بے شک آپ ارحم الراحمین ہیں۔

اسے لکھ کر دھو کر دردزہ والی عورت کو پلا دیا جائے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیوۃ الحیوان میں بیان کیا ہے کہ یہ عمل مجرب ہے۔

تیسرا فائدہ: سمندر سیپ اگر دردزہ والی عورت لٹکا لے تو ولادت آسان ہو جائے' اسی طرح پوست بیضۂ مرغ باریک پیس کر دردزہ والی عورت کو پلا دیا جائے تو آسانی

ولادت کے لئے مفید ہے ایسے ہی قثاء الحمار اگر گائے کے پتا میں آمیز کر کے استعمال کرایا جائے تو نافع ہے۔ اہل اندلس یعنی اسپین والے قثاء الحمار کو علقم کہتے ہیں اور قثاء الآدمیین کا کھانا صفرا اور حرارت کو تسکین دیتا ہے اور گرم بخاروں کو نافع ہے لیکن سرد مزاج والوں کو اس کا کھانا مضر ہے سوائے اس کے کہ اس کو خرمائے تر یا خرمائے خشک یا انگور یا شہد کے ساتھ کھائیں اس حالت میں مسمن بدن یعنی فربہی لانے والا ہے اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب تم قثاء یعنی ککڑی کھایا کرو اس کو نیچے کی طرف سے کھانا شروع کرو۔

چوتھا فائدہ: اگر وہ عورت جو ولادت کی تکلیف میں مبتلا ہو تیس دانہ حب اللوف کے کھالے تو ولادت آسان ہو جائے اور اس کو خبز القرود بھی کہتے ہیں اس کے پتے اروی کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں اس کی جڑ اور پتے خراب زخموں کے لئے نہایت نافع ہیں کیونکہ اس کو خوب اچھی طرح صاف کر دیتے ہیں اور اس کا کھانا اخلاطِ رویۂ دردِ جگر اور طحال کو نافع ہے اس کے تخم کو اگر کنٹھ مالے والا کھائے تو خدا اسے شفا بخشے اور اگر حاملہ اس کے تخم کو بمقدار تیس حبہ سرکہ میں ملا کر پانی کے ساتھ پیئے تو فوراً اسقاط ہو جائے اروی کے پتوں کا نام اذان الفیل (ہاتھی کے کان) بھی ہے فوائد یہ ہیں کہ اس کا کھانا باہ کو زیادہ کرتا ہے فربہی لاتا ہے اور معدہ کو تقویت دیتا ہے اور اگر پانی میں اُبال کر کوٹ کے برص پر ضماد کیا جائے تو حکم خدا سے اسے دُور کر دے۔

پانچواں فائدہ: اور اگر عورت قدرے سداب خمول استعمال کرے یا نصف درہم تخم سداب پی لے یا کسی عورت کا دودھ پی لے یا گدھے کے سُم کی دھونی لے تو اس پر حکم خدا سے ولادت آسان ہو جائے اگر چار روز تک برابر دردِ زہ رہے تو سمجھ لو کہ بچہ مر گیا ہے پس فوراً اس کو ماءِ سداب پلانا چاہیے اگرچہ بچہ ہو جائے اول انول رہ جائے تو چھینک کے ذریعہ سے علاج کرنا چاہیے یعنی اس کی ناک میں ایسی شے ڈالی جائے جس سے بکثرت چھینکیں آئیں۔

چھٹا فائدہ: ایک بار مسلمہ بن عبدالملک بن مروان کو کفار کے کسی شہر میں جانے کا

اتفاق ہوا، وہاں دردِ سر کی شکایت پیدا ہوئی، وہاں والوں نے ایک ٹوپی پہنا دی جس سے فوراً دردِ جاتا رہا، دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک کاغذ پر اُس نے لکھا رکھا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كٓهٰيٰعٓصٓ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ! تمہارے ربّ کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہو، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اب خدا نے تم سے تخفیف کر دی اور جان لیا کہ تم میں کمزوری ہے، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كٓهٰيٰعٓصٓ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ! اور جب تم سے میرے بندے میری نسبت دریافت کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے قبول کرتا ہوں، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ! تو نے اپنے ربّ کو نہیں دیکھا، کیسے سایہ کو دراز کیا اور اگر چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ! اور اسی کے لئے ہے جو رات اور دن میں ساکن ہے اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے"۔

بعض نے کہا ہے: یہاں ساکن کی تخصیص اس لئے ہے کہ وہ متحرک کی بہ نسبت زائد ہے، بعض نے کہا ہے: "ما سکن" کے معنی "ما خلق" کے ہیں اور یہ اعم ہے اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو پسند کیا ہے، پس مسلمانوں نے اس شہر کے لوگوں سے پوچھا: یہ آیتیں

تمہیں کہاں سے ملیں، یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے نبی کی بعثت کے سات سو (۷۰۰) برس قبل ہم نے ان آیتوں کو ایک کنیسہ کے پتھر پر منقوش پایا تھا۔

ساتواں فائدہ: کسی صالح شخص کا بیان ہے کہ ایک بار میرے سر میں شدت سے درد ہوا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے میرے سر پر دست مبارک رکھ کر یہ دعا پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّیَ اللّٰهُ حَسْبِیَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ فَوَّضْتُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

"اللہ کے نام سے شروع میرا ربّ خدا ہے، خدا مجھے کافی ہے، میں نے خدا پر بھروسہ کیا، میں نے خدا کا سہارا مضبوط پکڑ لیا، میں نے اپنا کام خدا کو سونپا، خدا جو چاہے بلا مدد خدا کے کسی کو قوت نہیں"۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ان کلمات کی کثرت کرو کیونکہ اس میں ہر مرض کی شفا ہے اور ہر مصیبت ورنج کی دوا ہے اور دشمنوں پر فتح یابی ہے۔

آٹھواں فائدہ: خراسان میں ایک شخص تھا جو اشیاء کو نظر لگا دیا کرتا تھا، چنانچہ کسی روز ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اُدھر سے اونٹوں کی ایک قطار نکلی، اُس نے لوگوں سے کہا کہ تم کون سا اونٹ کھانا چاہتے ہو؟ انہوں نے ایک اونٹ کی طرف اشارہ کیا، اُس کا نظر بھر کر دیکھنا تھا کہ وہ اونٹ فوراً گر پڑا، اونٹ والے نے یہ پڑھنا شروع کیا:

بسم اللّٰه عظيم الشان شديد البرهان ماشآء اللّٰه كان حبس حابس من حجر يابس وشهاب قابس اللّٰهم انى ازدت عين العائن عليه وفى كبده وكليته واجب الخلق اليه لحم رقيق وعظم رقيق فيما يليق فارجع البصر هل ترى من فطور ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليك البصر خاسئا وهو حسير ماشآء اللّٰه كان ولا قوة الا باللّٰه ۔

''خدا کے نام سے جس کی بڑی شان ہے' جس کی دلیل سخت ہے' جو خدا نے چاہا وہ ہوا' خشک پتھر اور روشن ستارہ سے روکنے والے نے روکا' اے اللہ! میں نے نظر لگانے والے کی نظر کو اسی پر اور اس کے جگر اور گردہ میں لوٹا دیا' مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب اس کو پتلا گوشت اور باریک ہڈی ہے پس جو لائق ہو' پس نظر پھیر کیا کوئی شگاف دیکھتا ہے پھر بار بار نظر پھیر تیری طرف مردود ہو کر اور تھک کر پھر نظر لوٹ آئے گی' جو خدا نے چاہا وہ ہوا' بے مدد خدا کے کسی کو قوت نہیں''۔

اس کے پڑھتے ہی اونٹ اچھل کر اُٹھ کھڑا ہوا اور نظر لگانے والے کی آنکھ نکل پڑی۔

مسئلہ: اگر تاثیر نظری سے کسی کو کوئی قتل کر ڈالے تو اس پر کچھ نہیں آتا' اگرچہ اس کا اقرار بھی کرے کیونکہ غالباً قتل تک کی تاثیر نظری سے نوبت نہیں آتی۔

نواں فائدہ: اگر کسی بچہ کے گلے میں ہد ہد کا پنجہ لٹکا دیا جائے تو نظر بد کا اثر دور ہو جائے اور اگر ہُد ہُد کو ذبح کر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے تو اُس گھر والے نظر بد اور سحر سے محفوظ رہیں اور اُس کے خون کو سرمہ کی طرح آنکھ میں لگانا سفیدیٔ چشم کو دور کرتا ہے' اگر کوئی شخص بستہ کر دیا گیا ہو کہ عورتوں پر قادر نہ ہو سکے تو اس کے گوشت کی دھونی سے صحت یاب ہو جاتا ہے۔

نظر بد کا علاج

دسواں فائدہ: تحفة الحبيب فيما زاد على الترغيب والترهيب میں' میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ کتاب اللہ میں آٹھ آیتیں نظر بد کی ہیں' جو کوئی بندہ کسی گھر میں اُن کو پڑھتا ہے تو اُس دن کسی جن و انس کی نظر اُس گھر والوں کو نہیں لگتی' وہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی ہے۔ اکثروں نے کہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو ایک دروازے سے داخل ہونے کو اس لئے منع کیا تھا کہ کہیں انہیں نظر بد نہ لگ جائے۔ صحیح مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: آنکھ (یعنی نظر لگنا) حق ہے اور اگر کوئی شے تقدیر سے سبقت لے جاتی

ہوتی تو آنکھ سبقت لے جاتی۔ اور بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے جھاڑ کیا کرتے تھے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلامؑ اسمٰعیل اور اسحٰق علیہما السلام کو جھاڑ کرتے تھے وہ کلمات یہ ہیں:

اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّةٍ۔

"میں تم دونوں کو خدا کے کلماتِ تامہ کی ہر شیطان اور ہامہ سے اور بُری آنکھ سے پناہ میں دیتا ہوں"۔

فائدہ: قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ یوسف میں بیان کیا ہے کہ ہر مسلمان پر جب وہ کوئی عجیب چیز دیکھے یہ کہنا واجب ہے:

تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اللّٰهم بارك فيه ۔

بابرکت ہے اللہ بہترین خالق اے اللہ! برکت دیجئے۔

فائدہ: شرح مہذب میں مذکور ہے: جب کوئی عجیب شے نظر آئے تو اس کے لئے دعائے برکت کرنا مستحب ہے اور جب کوئی کسی ناگوار شے کو دیکھے تو پڑھے:

اللّٰهم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذهب بالسیات الا انت ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم ۔

"اے اللہ! بھلائیوں کو آپ کے سوا کوئی نہیں لاتا اور بُرائیوں کو آپ کے سوا کوئی نہیں دور کرتا اور خدائے بلند وعظیم کی مدد کے بغیر نہ کسی کا باز رہنا (ممکن) ہے نہ کسی کو قوت ہے"۔

اور اذکار میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پسندیدہ شے دیکھتے تھے تو

الحمد للّٰه الذی بنعمته تتم الصالحات ۔

"ساری حمد اس خدا کو شایان ہے جس کی نعمت سے نیک کام پورے ہوتے ہیں"۔

پڑھتے تھے اور جب کوئی ناگوار شے دیکھتے تھے تو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

ہر حال میں خدا کا شکر ہے۔

پڑھتے تھے۔

حکایت: ایک شخص نے اپنی چچازاد بہن سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا' لیکن اُس کے چچا نے نہ مانا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دیا' وہ شخص شبِ زفاف ہی میں مر گیا' پھر اس نے ایک اور شخص سے نکاح کر دیا وہ بھی شب زفاف میں مر گیا' پھر اُس نے تیسرے سے نکاح کر دیا وہ بھی شبِ زفاف میں مر گیا' پھر چوتھے سے نکاح کر دیا وہ بھی مر گیا' اس کے بعد اسی پہلے چچازاد بھائی نے پھر پیغامِ نکاح بھیجا' اس وقت اُس کے چچا نے اس سے نکاح کر دیا جب رات کو اس کے پاس جانے کا اُس نے ارادہ کیا تو ایک جن نمودار ہوا اور کہنے لگا: اگر تو میری باری مقرر نہ کرے گا تو میں تجھے بھی پہلوں کی طرح مار ڈالوں گا' اُس نے جبراً قہراً منظور کر لیا' تب اُس نے کہا: اچھا رات کو میں رہا کروں گا اور دن کو تو رہا کرنا' اس کا خاوند راضی ہوا' پھر جن کہنے لگا کہ آج کی رات میں چاہتا ہوں کہ چُرا کر کچھ آسمان سے سُن آؤں لیکن تجھے میرے بازو پر سوار ہو کر چلنا پڑے گا' آخر وہ لاچار ہو کر اُس کے بازو پر سوار ہو لیا' یہاں تک کہ آسمان کے پاس جا پہنچا' وہاں اُس نے فرشتوں کو "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھتے سنا' اس کے سنتے ہی وہ جن بھاگ کر زمین پر آ پہنچا' اس کے بعد جب اُس نے عورت کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھا' اس کے پڑھتے ہی وہ جن آگ بگولا ہو گیا اور اس عورت کے پاس نہ پھٹک سکا' اُس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب زہرۃ الریاض میں ذکر کیا ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: حضرت نسفی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو بنایا تو ایک فرشتہ نور سے پیدا کیا اور اس کو ساتوں آسمان کی طاقت بخشی اور ایک فرشتہ ہوا سے پیدا کیا اور اس کو ہوا کی قوت دی اور ایک فرشتہ پانی سے پیدا کیا اور اس کو پانی کی قوت عطا کی' پھر ان سب کو حکم دریا کہ عرش اُٹھا لو' وہ اُس کے نیچے ستر ہزار برس تک کھڑے

رہے اور اُٹھا نہ سکے' یہاں تک کہ ان کا پسینہ دریا کی طرح بہنے لگا' پھر اُن کی قوت اور بڑھا دی' آخر جب ان کو اپنا عجز معلوم ہو گیا تو خدا نے ان سے فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھو جب انہوں نے پڑھا تو خداوندی قوت سے عرش اٹھالیا۔

دوسرا فائدہ: کسی بادشاہ نے شہر کرخ پر اسّی ہزار ہاتھیوں کے ساتھ چڑھائی کی' شہر والے جوان سے لڑنے کے لئے نکلے' ہاتھیوں کی وجہ سے نہ لڑ سکے' ان میں سے کسی بڑے شخص نے کہا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" اس کا کہنا تھا کہ ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور زنجیریں کٹ گئیں اور وہ اپنے دشمنوں پر بحکم خدا فتح یاب ہوئے۔

لطیفہ: ہاتھی عجیب جانور ہے جس کے کان منہ سے مکھیاں ہنکانے کے لئے ہر دم ہلا کرتے ہیں کیونکہ اُس کا منہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور وہ چار سو برس تک زندہ رہتا ہے اور مادہ کے حمل کی مدت دو سال ہے اور بعد وضع حمل تین سال تک نر اُس کے پاس نہیں جاتا' اُس کا کھانا حرام ہے لیکن اس کی بیع و شراء درست ہے' اس کی ہڈی عاج کہلاتی ہے' اگر برادۂ دندان فیل کوئی عورت سات روز تک پے در پے پیتی رہے تو حکم خدا سے حاملہ ہو جائے اگرچہ بانجھ ہی کیوں نہ ہو۔

تیسرا فائدہ: حضرت نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے نزہۃ میں بروایت حضرت طاؤس یمانی بیان کیا ہے کہ جو "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھتا ہے' خدا اُس کے اس قول سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کا سر یاقوت کا اور دونوں پیر موتی کے اور بازو زعفران کے اور دم زمرد کی ہوتی ہے' اس کے سینہ پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ پرندہ فلاں شخص کے منہ سے پیدا ہوا ہے' جو فرشتوں کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا ہے اور اُس کے پڑھنے والے کو قیامت تک ثواب ملتا رہے گا اور پھر یہ پرندہ عمدہ گھوڑے کے مانند ہو جائے گا جس پر چڑھ کر اُس کا پڑھنے والا جنت کو جائے گا۔ میں نے تنبیہ الغافلین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت دیکھی ہے کہ جو اس کو پڑھے گا' گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور بُرائی کے ستّر باب سے محفوظ رہے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو روزانہ سو بار "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھا کرے گا وہ کبھی فقیر نہ ہو گا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہال جنت کی کثرت کرو۔ عرض کیا گیا: نہال جنت کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

چوتھا فائدہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کا گھر جل گیا' انہوں نے کہا: خدا نے ایسا نہ کیا ہوگا چند کلمات کے باعث سے' جن کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اُن کو اوّل روز میں پڑھے گا اُس پر شام تک کوئی مصیبت نہ آئے گی اور جو آخر روز میں پڑھے گا' اُس پر صبح تک کوئی مصیبت نہ آئے گی' وہ یہ دعا ہے:

- اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت علیك توکلت وانت ربّ العرش العظیم ماشآء اللّٰہ کان وما لم یشاء لم یکن لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم اعلم ان اللّٰہ علٰی کل شیء قدیر وان اللّٰہ قد احاط بکل شیء علما اللّٰھم انی اعوذ بك من شر نفسی ومن شر دابة انت اخذ بناصیتھا ان ربی علٰی صراط مستقیم۔

"اے اللہ! آپ میرے ربّ ہیں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ ہی کے اوپر میں نے بھروسہ کیا اور آپ ہر شے پر قدرت رکھنے والے ہیں اور بے شک خدا کا علم ہر شے کو محیط ہے' اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے اور ہر جانور کے شر سے جس کی چوٹی آپ کی گرفت میں ہے' آپ کی پناہ مانگتا ہوں' بے شک میرا ربّ راہِ مستقیم پر ہے"۔

اذکارِ صبح وشام کے بیان میں اس کی اس سے زیادہ تفصیل گزر چکی ہے۔

سانپ' بچھو اور چور سے محفوظ رہنے کا نسخہ

پانچواں فائدہ: بعض علماء متقدمین کا قول ہے کہ جو شخص شب وروز کی ابتداء میں یہ پڑھ لیا کرے:

عَقَدْتُّ لِسَانَ الْحَيَّةِ وَزُبَانَ الْعَقْرَبِ وَيَدَ السَّارِقِ بِقَوْلِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

میں نے سانپ کی زبان اور بچھو کا ڈنک اور چور کا ہاتھ بقول "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سے باندھ دیا۔

وہ سانپ اور بچھو اور چور سے محفوظ رہے گا۔ قشیری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے: سانپ و بچھو نے نوح علیہ السلام سے کہا تھا کہ کشتی میں ہم کو بھی سوار کر لیجئے اور ہم آپ سے عہد کرتے ہیں جو آپ کی یاد کرتا رہے گا اس کو ہم ضرر نہ پہنچائیں گے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص صبح وشام

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔

عالم کے لوگوں میں نوح پر سلام ہو۔

پڑھا کرے اُس کو سانپ و بچھو ضرر نہ پہنچا سکیں۔ حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جس کو بچھو کاٹے اور برگ زیتون وہ اوپر باندھ لے تو فوراً صحت پا جائے۔ اور زادالمسافر میں میں نے دیکھا ہے کہ گیہوں کی بھوسی اگر پانی میں جوش کر کے جہاں بچھو نے کاٹا ہو وہاں لگانا فوراً درد کو تسکین دیتا ہے، بندق کو کھانا یا پیس کر بچھو کے کاٹے ہوئے پر لگانا بھی بہت نافع ہے، اسی طرح مولی کچل کر سانپ اور بچھو کے کاٹنے کے مقام پر لگانا بھی نافع ہے۔

<u>لطیفہ</u>: مولی کا کھانا بلغم کو نافع ہے اور روشنی چشم کو بڑھاتا ہے اور تاریکی چشم کو زائل کرتا ہے اور پکا کر کھانا پرانی کھانسی کو نفع بخش ہے اور اگر اس کے چھلکے گھر میں ڈال دیئے جائیں تو وہاں سے بچھو بھاگ جائیں اور اگر دودھ میں مولی جوش کر کے پی جائے تو شانہ کی ریگ و سنگ مثانہ کو خارج کر دے اور نہار منہ مولی کا عرق پینا سنگ مثانہ کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے اور کھانا کھانے کے بعد مولی کھانا معین ہضم ہے، اگر مولی کو چھیل کر اُس کے قتلے بنائیں اور نمک لگا کر چھ روز تک چھوڑیں، بعدہٗ پانی سے نمک دھو کر کسی کپڑے وغیرہ سے رطوبت خشک کر لیں اور شہد کو جوش کر کے اُس کا کف دور کرنے کے بعد زعفران کے ساتھ یہ مولی بھی اس شہد میں ڈال کر نرم آنچ پر جوش کر کے رکھ چھوڑیں تو ریاح فاسدہ کو دور کرے اور پیچش اور درد معدہ کو زائل کرے۔

مسئلہ: اگر کسی کو حالت نماز میں سانپ کاٹ کھالے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر بچھو کاٹے تو فاسد نہیں ہوتی' فرق یہ ہے کہ سانپ ظاہر جلد کو نوچ کھاتا ہے اور زہر سے نجس ہو جاتی ہے اور بچھو بدن کے اندر اپنا نیش داخل کر دیتا ہے اور باطن کا دھونا ممکن نہیں نہیں۔ شرح مہذب میں بیان کیا ہے کہ حالت نماز میں سانپ و بچھو کا مارنا بلا کراہت جائز ہے' بلکہ قاضی ابو الطیب وغیرہ کا قول ہے کہ یہ مستحب ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی' جب فعل قلیل سے مثلاً ایک یا دو ضرب سے مار ڈالے' لیکن تین ضرب کثیر میں اگر پے در پے ہوں' لہٰذا اس صورت میں نماز بلا خلاف باطل ہو جائے گی۔ میں نے حنفیہ کی کتابوں میں سے تاتار خانیہ میں دیکھا ہے کہ جس کو حالت نماز میں بچھو کاٹے اور وہ کہے: بسم اللہ! تو نماز فاسد ہو جاتی ہے' ایسے ہی جب بھی کہ نماز میں چاند دیکھ کر کہے کہ میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔

فائدہ: میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایک بادشاہ کی عادت تھی کہ جب کسی پر غضب ناک ہوتا تو اس کے اوپر مکان چنوا دیتا اور اس کو سال بھر کے بعد کھولتا' چنانچہ اسی طرح ایک شخص پر غضب ناک ہوا اور اُس پر مکان چنوا دیا' سال بھر کے بعد جب کھول کر دیکھا تو وہ شخص زندہ نکلا' اس سے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا: جب تم نے مجھ پر مکان چنوا دیا تو میں یہ دعا پڑھنے لگا تھا:

اللّٰھم یا لطیف لطفت باھل السموات والارض الطف بنافی قضائك وقدرك كما لطفت بنافی ظلمۃ الاحشآء انك علٰی كل ما تشآء قدیر۔

اے اللہ! اے لطف کرنے والے! آپ نے آسمان و زمین والوں کے ساتھ لطف فرما' اپنی قضا اور قدر میں ہمارے ساتھ لطف (مہربانی) فرمایئے جیسے کہ آپ نے شکم کی تاریکی میں ہمارے ساتھ لطف فرمایا تھا' بے شک آپ جو چاہیں اُس پر قادر ہیں۔

چھٹا فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ! جتنی تکلیف مجھے شبِ گزشتہ کو بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے ہوئی کبھی نہیں ہوئی تھی آپ نے فرمایا: اگر تم نے شام کے وقت یہ کہہ لیا ہوتا:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔

''خدا نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں' اُن کے شر سے میں خدا کے کلماتِ تامہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

تو تم کو کچھ بھی ضرر نہ ہوتا' اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

ساتواں فائدہ: مستغفری کی کتاب الدعوات میں اور مسعودی کی شرح مقامات میں بروایت حضرت ابوالدرداء و ابوذر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب تمہیں پسّو ستائیں تو ایک پیالہ پانی پر سات بار

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ (۱۴:۱۲)

ہمیں کیا ہے کہ ہم خدا پر بھروسہ نہ کریں' آخر آیت تک

پڑھ کر یہ کہو: اگر تم مسلمان ہو تو اپنے شر اور ایذاء رسانی کو ہم سے دور رکھو' پھر اس کو اپنے بستر کے اردگرد چھڑک دو' اس سے تم بے کھٹکے سویا کرو گے' بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر سداب پانی میں بھگو کر گھر میں چھڑک دیا جائے تو پسّو مر جائیں اور محلب (ملٹھی) کی دھونی سے مچھر بھاگ جاتے ہیں' اسی طرح بھینس کے چمڑے اور تخم جوز کی دھونی کا حال ہے' تخم جوز سے وہ شے مراد ہے جو پتیوں کے قبل پتیوں کے مشابہ نکلتی ہے' اگر گھر میں برگِ زیتون یا برگ دبا یعنی لوکی (کدو) کے پتے سلگائے جائیں تو مکھیاں بھاگ جائیں' مکھی کے داہنے بازو میں شفا اور بائیں میں مرض ہوتا ہے' یہی حال شہد کی مکھی اور اسی طرح کے اور جانوروں کا ہے' اس لئے جب کوئی کھانے میں گر پڑے تو غوطہ دے کر پھینک دینا چاہیے' مکھیاں مچھروں کو کھا جاتی ہیں ورنہ مچھر بہت زیادہ دق کیا کرتے' اگر مکھی کو جلا کر اس کی راکھ شہد میں ملا کر لگائی جائے تو داء ثعلب سے جہاں کے بال اُڑ گئے ہوں وہاں بال نکل آتے ہیں اور بال کی جڑوں کو چقندر کے عرق سے دھونا یا کھاری پانی سے نہانا تخم قرطم کا تیل بدن پر ملنا یا میٹھے تیل میں سداب جوش کر کے ملنا جوں کا دافع ہے اور اس آفت سے کوئی بھی نہیں بچا

ہے سوائے اُس شخص کے جس کو جذام ہو۔ ابن جوزی نے کہا ہے کہ یہ بھی خدا کے لطف سے خالی نہیں' کیونکہ ناخون کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ جوں کو نہ مار سکتا ہے نہ بدن کو کھجلا سکتا ہے' جب جذام (خدا پناہ میں رکھے!) شروع ہو تو فوراً مرغی کو حب قرطم بارہ روز تک کھلانا چاہیے' بعدہٗ ذبح کر کے اُس کی چربی لے کر بدن میں مالش کرنا چاہیے' خدا کے حکم سے دور ہو جائے گا۔ قرطم کو کھانا ریاح اور قولنج کو نافع ہے اور اُس کے تیل لگانے سے ڈھکیں (یعنی جوں کے انڈے) مر جاتے ہیں اور جس کا پیشاب بند ہو گیا ہو تو ایک جوں ذکر کے سوراخ میں چھوڑ دینا چاہیے' خدا کے حکم سے فوراً پیشاب آئے گا' اگر حاملہ دریافت کرنا چاہے کہ حمل لڑکے کا ہے یا لڑکی کا تو اپنا دودھ دوہ کر اس میں ایک جوں ڈال دے' اگر وہ دودھ سے نکل آئے تو لڑکی ہے ورنہ لڑکا ہے۔ واللہ اعلم۔

آٹھواں فائدہ: بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کو جائے بشرطیکہ اُس کی موت نہ آ پہنچی ہو اور یہ دعا سات بار پڑھے:

اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ ۔

''خدائے بزرگ عرش عظیم کے پروردگار سے درخواست کرتا ہوں کہ تجھے شفا عنایت کرے''۔

تو خدا اُس کو اُس مرض سے شفا عنایت فرمائے گا' یہ صحیح حدیث ہے۔

نواں فائدہ: شیخ عبدالعزیز دیرینی نے حضرت خضر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر مریض کی موت نہ آ پہنچی ہو اور سات سات بار صبح و شام اس دعا کو پڑھا کرے تو خدا اسے عافیت عنایت کرے' وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم لا تشمت اعدآئی بدائی واجعل القرآن العظیم شفآئی ودوائی فانا العلیل وانت المداوی ۔

''اے اللہ! میرے دشمنوں کو میرے مرض سے خوش نہ کیجئے اور قرآنِ عظیم کو میری دوا و شفا بنایئے کیونکہ میں بیمار ہوں اور آپ چارہ ساز ہیں''۔

دسواں فائدہ: کسی نے امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ خدا نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بخش دیا اور مجھے سونے کی نعلین پہنائیں اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد! مجھ سے وہ دعا مانگ جو تو دنیا میں مانگا کرتا تھا' میں نے یہ دعا پڑھی:

اللّٰھم یا ربّ کل شیء بقدرتك علی کل شیء اغفرلی کل شیء ولا تسالنی عن شیء ۔

اے اللہ! اے ہر شے کے پروردگار! آپ کو جو ہر شے پر قدرت حاصل ہے اس کے طفیل سے میری ہر شے کو بخش دیجئے اور کسی چیز کی نسبت مجھ سے سوال نہ کیجئے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے احمد! اُٹھ اور جنت میں داخل ہو جا۔

گیارہواں فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ایسی بھی کوئی دعا ہے جو ردّ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ پڑھو:

اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْلَی الْاَعَزِّ الْاَجَلِّ الْاَکْرَمِ ۔

میں آپ سے آپ کے نہایت برتر' نہایت باعزت اور جلال اور کرامت والے اسم کے طفیل سے درخواست کرتا ہوں۔

سیّدنا انس و دعائے انس رضی اللہ عنہ اور حجاج بن یوسف

حکایت: حجاج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میرے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں میں کیا فرق ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! بڑا فرق ہے' حضرت کے گھوڑوں کا پیشاب و لید بھی باعث اجر تھی اور تو نے ریاکاری سے دکھانے اور سنانے کو گھوڑے رکھے ہیں' اس نے کہا: اگر امیر المومنین کا فرمان نہ ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا' وہ بولے: تجھے اس پر قدرت نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دعا سکھائی ہے اس کے ہوتے ہوئے میں نہ کسی بادشاہ سے ڈرتا ہوں نہ شیطان سے نہ کسی درندہ سے' اُس

نے کہا: میرے لڑکے کو سکھا دیجئے' انہوں نے انکار کیا اور وہ یہ دعا ہے:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر بسم اللّٰہ علٰی نفسی ودینی بسم اللّٰہ علٰی اھلی ومالی بسم اللّٰہ علٰی کل شیء اعطاہ ربی بسم اللّٰہ خیر الاسمآء بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہٖ شیء فی الارض ولا فی السمآء وھو السمیع العلیم بسم اللّٰہ افتتح وعلی اللّٰہ توکلت اللّٰہ ربی لا اشرك به شیئا اللّٰھم انی اسئلك من خیرك الذی لا یعطیه احد غیرك عز جارك وجل ثناؤك ولا اله غیرك احفظنی من کل ذی شر خلقته واحترز بك منه واقدم بین یدی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ومن خلفی مثل ذالك ومن فوقی مثل ذالك .

''اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' میرے نفس اور دین پر بسم اللہ ہے' میرے اہل اور مال پر بسم اللہ ہے' ہر شے پر جو میرے ربّ نے مجھے عطا کی ہے بسم اللہ ہے' خدا کے اس نام سے جو سب ناموں میں اچھا ہے' خدا کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین اور آسمان میں کوئی شے ضرر نہیں کرتی' اور وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے' خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اور خدا پر جو میرا ربّ ہے بھروسہ کرتا ہوں' کسی شے کو اس کا شریک نہیں قرار دیتا ہوں' اے اللہ! میں آپ سے آپ کی وہ خیر جو آپ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا مانگتا ہوں' آپ کے جوار میں رہنے والا ذی عزت ہے' آپ کی ثناء جلال والی ہے' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہر شر والی شی سے جسے آپ نے پیدا کیا ہے مجھے بچایئے اور اُس سے آپ کی نگہبانی میں آتا ہوں اور اپنے سامنے پیش کرتا ہوں' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو وہ اللہ ایک ہے' بے نیاز ہے نہ اُس کے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا' نہ اُس کا کوئی ہمسر ہے اور

ایسے ہی اپنے پیچھے اور ایسا ہی اپنے اوپر۔

فوائد

پہلا فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام ہر سال عرفات میں یکجا ہوا کرتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کے سر کے بال بنا دیتے ہیں اور یہ کلمات کہہ کر جدا ہو جاتے ہیں:

بسم اللّٰہ ماشآء اللّٰہ لا یسوق الخیر الا اللّٰہ بسم اللّٰہ ماشآء اللّٰہ لا یصرف السوء الا اللّٰہ بسم اللّٰہ ماشآء اللّٰہ ما کان من نعمۃ من اللّٰہ بسیم اللّٰہ ماشآء اللّٰہ لا یاتی بالحسنات الا اللّٰہ بسم اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

''خدا کے نام سے جو خدا چاہے' خیر کو خدا کے سوا کوئی نہیں لاتا' خدا کے نام سے جو خدا چاہے' بُرائی کو سوائے خدا کے کوئی نہیں پھیرتا' خدا کے نام سے جو خدا نے چاہا جو نعمت ہوئی وہ خدا کی طرف سے ہے' خدا کے نام سے جو خدا چاہے' بھلائیوں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں لاتا' خدا کے نام سے جو خدا چاہے کسی کی کنارہ کشی (گناہوں سے) اور قوت (نیکی کی) بغیر خدا کی مدد کے نہیں ہے''۔

جو شخص اس کو پڑھتا ہے ہر آفت و مصیبت' دشمن و ظالم بادشاہ و شیطان اور سانپ و بچھو سے امن میں رہتا ہے اور عرفہ کے دن جو شخص اس کو سو بار پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کو نداء ہوتی ہے کہ اے میرے بندے! بے شک تو نے مجھے رضا مند کیا اور میں تجھ سے راضی ہوں' جو چاہے مجھ سے مانگ' اپنی عزت کی قسم! میں تجھ کو ضرور عطا کروں گا۔

دُوسرا فائدہ: جب حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں ڈالے گئے اور وہاں اُن کو وحشت ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام اُن کے پاس یہ دعا لے کر آ موجود ہوئے:

اللّٰھم یا کاشف کل کربۃ و یا مجیب کل دعوۃ و یا جابر کل کسیر و یا سامع کل نجوی و یا حاضر کل بلوی و یا مونس

کل وحید ویاصاحب کل غریب لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اسئلك ان تقذف فی قلبی حبك حتی لا یکون لی شغل ولا هم سواك وان تجعل لی من امری فرجا ومخرجا فانت رحیمی یا ارحم الراحمین ۔

''اے اللہ! ہر بے چینی کے دور کرنے والے اور اے ہر دعا کے قبول کرنے والے اور اے ہر شکستہ کے درست کرنیوالے اور ہر سرگوشی کے سننے والے اور اے ہر بلا کے وقت موجود ہونے والے اور اے ہر تنہا کے جی بہلانے والے' اے ہر مسافر کے ساتھی! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ پاک ہیں' بے شک میں ہی اپنی جان پر زیادتی کرنے والا ہوں' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے دل میں اپنی محبت کی شدت ڈال دیجئے' یہاں تک کہ آپ کے سوا میرا نہ کوئی شغل رہے نہ فکر اور میرے لئے میرے کام میں کشائش اور نکاسی کی راہ نکالئے' آپ مجھ پر رحم کرنے والے ہیں' اے ارحم الراحمین''۔

ایسا ہی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے' پھر ذکر کیا ہے کہ وہ تین روز تک کنوئیں میں رہے تھے' اس وقت ان کی عمر بارہ برس کی تھی اور جب مصر کے قید خانہ میں گئے تھے' اُس وقت تیس برس کا سن تھا۔ حضرت وہب کا بیان ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سات برس تک قید خانہ میں رہے تھے اور بعض نے کم وبیش ذکر کیا ہے۔

تیسرا فائدہ: زہر فائح میں مذکور ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں ملک روم میں قسطنطنیہ کے قید خانہ میں قید تھا' میں نے نذر مانی کہ جب میں خدا کے فضل سے رہا ہوں گا تو پاپیادہ حج کروں گا' اسی اثناء میں ایک چڑیا آ کر قید خانہ کی دیوار پر بیٹھی اور مجھ سے کہنے لگی کہ یہ دعا پڑھو:

اللّٰهم انی اسئلك یامن لا تراه العیون ولا تخالطه الظنون ولا تصفه الواصفون ولا تغیره الحوادث والدهور یامن یعلم مثاقیل

الجبال ومكاييل البحار وما اظلم عليه الليل واشرق عليه النهار يامن يعلم عدد قطر الامطار وورق الاشجار ولا توارى عنه سماء سماء ولا ارض ارضا ولا جبال ما فى وعره ولا بحار ما فى قعرها انت الذى نسجد لك سوآء الليل وضوء النهار ونور القمر وشعاع الشمس ودوى المآء وهفيف الشجر وانت الذى نجيت نوحا من الغرق وغفرت لداؤد ذنبه وكشفت الضر عن ايوب ورددت موسىٰ على امه وصرفت عن يوسف السوء والفحشاء وانت الذى فلقت البحر لموسىٰ حين ضربه لبنى اسرآئيل بعصاه وكان كل فرق كالطود العظيم حتى مشى عليه موسىٰ وشيعته وانت الذى جعلت النار على ابراهيم بردا وسلامًا وانت الذى صرفت قلوب سحرة فرعون الى الايمان بنبوة موسىٰ يا شفيق يا رفيق يا حالى الضيق يا ركنى الوثيق يا مولاى الحقيق خلصنى من كل كرب وضيق ولا تحملنى مالا اطيق انت منقذ الغرقى ومنجى الهلكى وجليس كل غريب وانيس كل وحيد ومغيث كل مستغيث فرج عنى الساعة الساعة فلاصبرلى على حلمك لا اله الا انت ليس كمثله شىء وانت على كل شىء قدير ۔

اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں' اے وہ ذات جس کو نہ آنکھیں دیکھ سکتی ہیں نہ اُس سے گمانوں کی آمیزش ہو سکتی ہے' نہ وصف کرنے والے اُس کے اوصاف بیان کر سکتے ہیں نہ حوادث اور زمانے اُس میں تغیر ڈال سکتے ہیں! اے وہ جو پہاڑوں اور دریاؤں کے مقدار اور اندازہ کو جانتا ہے اور اُسے (بھی جانتا ہے) جس پر رات کی تاریکی آتی ہے اور دن روشن ہوتا ہے' اے بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کا شمار جاننے والے! جس سے ایک

آسمان دوسرے آسمان کو نہ ایک زمین دوسری زمین کو چھپا سکتی ہے' نہ پہاڑ اپنے غار کی چیزوں کو' نہ سمندر اپنے قعر (گہرائیوں) کی چیزوں کو اِس سے چھپا سکتا ہے' آپ ہی ہیں کہ آپ کو رات کی تاریکی اور دن کی روشنی اور چاند کا نور اور آفتاب کی شعاع اور پانی کا سناٹا اور درختوں کی کھڑکھڑاہٹ سجدہ کرتی ہے' آپ ہی ہیں کہ آپ نے نوح علیہ السلام کو غرق سے نجات بخشی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو بخشا اور ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی ماں کے پاس لوٹایا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے بُرائی اور بے حیائی کو باز رکھا اور آپ ہی ہیں کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے جب اُنہوں نے اپنے عصا سے ضرب لگائی تھی' دریا کو بنی اسرائیل کے لئے کئی حصہ کر دیا' پس ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح رہ گیا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی اُن سے پرے گزر گئے اور آپ ہی ہیں کہ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو ٹھنڈک اور سلامتی بنایا اور آپ ہی ہیں کہ آپ نے ساحرین فرعون کے دل ایمان کی طرف پھیرے' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے طفیل سے' اے شفقت کرنے والے! اے رفاقت کرنے والے! اے تنگی کو دور کرنے والے! اے میرے مضبوط رکن! اے میرے لائق مالک! مجھے ہر بے چینی اور تنگی سے خلاصی دیجئے اور مجھ پر ایسی شی کا بار نہ ڈالئے جو مجھ سے نہ اُٹھ سکے' آپ ڈوبتوں کے چھڑانے والے' ہلاک ہونے والوں کو بچانے والے' ہر مسافر کے ہم نشین' ہر تنہا کے جی بہلانے والے' ہر فریادی کے فریاد رس' اسی دم مجھ سے غم دور کیجئے کیونکہ مجھے آپ کے حلم پر صبر نہیں ہوتا' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' اُس کے مثل کوئی شے نہیں' آپ ہر شے پر قادر ہیں۔

جب دوسری رات اُس نے اُسی دعا کے وسیلہ سے دعا مانگی تو خدا نے ایک فرشتہ کو اُس کے پاس بھیج دیا جو اُس کو اٹھا کر اُس کے گھر پہنچا آیا اور پھر اُس نے اُسی سال پاپیادہ حج کیا'

اس کے بعد اُس نے ایک شخص سے ذکر کیا' اُس نے پوچھا کہ تم کو یہ دعا کہاں سے ملی؟ وہ بولا: ملک روم کے شہر قسطنطنیہ میں ایک چڑیا سے یہ دعا میں نے سیکھی ہے' تب اُس نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بروایت میرے دادا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے حدیث بیان کی ہے کہ یہ کشائش اور غم کے دور ہونے کی دعا ہے اور حضرت شیخ بونی رحمۃ اللہ علیہ کی شمس المعارف میں میں نے دیکھا ہے جو شخص "محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ" پینتیس بار لکھ کر اپنے پاس رکھے' خدا اُس کو طاعت پر قوت اور برکت پر مدد نصیب کرے گا اور "هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ" یعنی شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رکھے گا۔

چوتھا فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جب تہمت لگانے والوں نے مجھ پر افتراء پردازیاں کیں تو نزدیک و دور کے سب لوگوں نے حتیٰ کہ بلّی تک نے مجھے چھوڑ دیا' میرا کھانا پینا سب چھوٹ گیا اور میں گرسنگی کی حالت میں سو گئی' خواب میں مجھے ایک شخص دکھلائی دیا' اُس نے مجھ سے ماجرا دریافت کیا' میں نے بتلا دیا' اُس نے مجھ سے کہا کہ دفع غم اور کشائش کی دعا پڑھو' وہ یہ ہے:

اللّٰهم يا سابغ النعم يا دافع النقم يا فارج الغم يا كاشف الظلم يا اعدل من حكم يا حسيب من ظلم يا ولي من ظلم يا اولًا بلا بداية واخرا بلا نهاية من له اسم بلا كنية اجعل لي من امری فرجا۔

اے اللہ! اے نعمتوں کے کامل کرنے والے! اے تکلیف و ایذاء کے دور کرنے والے! اے غم کے دور کرنے والے! اے تاریکیوں کے ہٹانے والے! سب سے زیادہ عادل حاکم! اے مظلوم کو کفایت کرنے والے! اے مظلوم کے والی! اے اوّل جس کی ابتداء نہیں! اے آخر جس کی انتہاء نہیں! اے وہ جس کا نام بلا کنیت ہے! میرے کام میں مجھے کشائش عطا فرما۔

وہ فرماتی ہیں: جب میں بیدار ہوئی تو شکم سیر تھی اور پیاس کا نام نہ تھا' اُدھر خدا نے آیت براءۃ میرے پارسا ہونے کی شہادت میں نازل فرما دی۔

لطیفہ: جب صرف اٹھارہ آدمی مسلمان ہوئے تھے' اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حالتِ صغرسنی میں مسلمان ہوئی تھیں' اُن کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام رومان اور نام زینب تھا' یہ ہجرت سے قبل مسلمان ہو چکی تھیں اور ہجرت سے چھ سال پیشتر انتقال کر گئی تھیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر پر اُتر کر اُن کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔

پانچواں فائدہ: دشمن سے بچاؤ اور شیطان کے دفع شر کے لئے مجربات سے ہے کہ سات بار طلوعِ آفتاب کے وقت اس دُعا کو پڑھا کرے:

اشرق نور اللّٰہ وظھر کلام اللّٰہ وثبت امر اللّٰہ ونفذ حکم اللّٰہ استعنت باللّٰہ توکلت علی اللّٰہ ماشآء اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ تحصنت بخفی لطف اللّٰہ ولطیف صنع اللّٰہ وبجمیل ستر اللّٰہ وبعظیم رکن اللّٰہ وبقوۃ سلطان اللّٰہ دخلت فی کنف اللّٰہ واستجرت برسول اللّٰہ بریت من حولی وقوتی واستعنت بحول اللّٰہ وقوتہ اللّٰھم استرنی فی نفسی ودینی واھلی وما لی بسترك الذی سترت بہ ذاتك فلا عین تراك ولا ید تصل الیك فاحجبنی من القوم الظالمین بقدرتك یا قوی یا متین اللّٰھم صل علٰی محمد والہٖ وصحبہٖ وسلم ۔

خدا کا نور چمکا اور خدا کا کلام ظاہر ہوا اور خدا کا حکم برقرار ہوا اور خدا کا حکم جاری ہوا' میں خدا سے مدد مانگتا ہوں' خدا پر بھروسہ کرتا ہوں' جو خدا چاہے کسی کا باز رہنا اور قوت بلا مدد خدا کے نہیں' خدا کے لطفِ خفی اور خدا کی صنعت لطیف اور خدا کے سترِ جمیل اور خدا کے رکن عظیم اور خدا کی سلطنت کی قوت کی حفاظت میں آتا ہوں' میں خدا کی پناہ میں آیا اور میں اپنے حول اور قوت سے بیزار ہوا اور میں نے خدا کے حول اور قوت سے مدد لی' اے اللہ! میرے نفس اور دین اور اہل وعیال اور مال کے بارہ میں اُس پردہ سے جس سے آپ نے اپنی ذات کو چھپایا ہے' میری پردہ پوشی کیجئے' نہ کوئی آنکھ آپ کو دیکھ سکتی ہے نہ کوئی

ہاتھ آپ تک پہنچ سکتا ہے، ظالم لوگوں سے اپنی قدرت سے مجھے حجاب میں رکھئے، اے قوی! اے متین! اے اللہ! محمد اور اُن کی آل اور اصحاب پر درود و سلام بھیجئے۔

چھٹا فائدہ: حدیث شریف میں وارد ہے کہ سب سے افضل دعا ''الحمد للّٰہ'' ہے دعا کرنے والے کو زیبا ہے کہ اسی سے دعا کی ابتداء کرے، حق تعالیٰ نے قرآن شریف کی پانچ سورتیں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' سے شروع کی ہیں، وہ پانچ سورتیں یہ ہیں: فاتحہ، انعام، کہف، سبا، فاطر۔ (سورۂ انعام پوری پوری نازل ہوئی تھی اور ستّر ہزار فرشتے اُس کی ہمراہی میں اتر کر آئے تھے اور اُس کی ایک آیت کے ساتھ بارہ ہزار فرشتے اُترے تھے اور وہ یہ آیت ہے: ''وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ'' (۶:۵۹) یعنی اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں سوائے اس کے اُن کو کوئی نہیں جانتا) اگر کہا جائے کہ حمد کا ایک سورت میں ہونا کافی تھا، بار بار اُس کے ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اُس کا جواب یہ ہے کہ ہر کلمہ کے ایک معنی ہیں، اس جواب کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر تو کر دیا ہے لیکن معانی کا بیان نہیں کیا، البتہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اوّل انعام منجملہ عالمین کے ہے جس کا فاتحہ میں ذکر ہے، اس لئے منجملہ اور اقسام کے ایک قسم یہ بھی ہے اور اوّل کہف میں کتاب سے قرآن مراد ہے اور فاتحہ میں لفظ ربّ سے تربیت عامہ کی طرف اشارہ ہے کہ جو ملائکہ اور انس و جن سب کو شامل ہے اور اوّل سبا میں یہ بیان کیا ہے کہ جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں، سب اُسی کی ہیں اور انعام میں بیان کیا ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے ہیں اور اوّل فاطر میں یہ بیان کیا ہے کہ وہ ''فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' ہے اور فطر اور خلق میں جس کا ذکر انعام میں بھی ہے، کچھ فرق ہے، اس کو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور بغوی اور نسفی رحمۃ اللہ علیہما نے بیان کیا ہے کہ فاطر خالق کو کہتے ہیں۔

حکایت: کسی مرد صالح کا ذکر ہے کہ وہ اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرتا تھا:

اللّٰهم احفظ عليها ما لو حفظه غيرك لضاع .

اے اللہ! مجھ پر حفاظت رکھئے کہ اگر دوسرا حفاظت کرے تو نقصان ہوگا۔

چنانچہ اس دعا کے پڑھنے کے بعد وہ بحری سفر میں چل دیا' راہ میں اُس کی ضروریات کو کوئی چور چُرا لے گیا' لیکن پھر اُس بزرگ کے گھر لا کر اُس کی بی بی کے پاس امانت رکھوا گیا' جب وہ بزرگ سفر سے واپس آئے تو وہ چور اُن چیزوں کو مانگتا ہوا آ پہنچا' اُن بزرگ نے اُن چیزوں کو دیکھ کر اپنی بی بی سے کہا کہ دیکھو! خدا نے ہماری ضروریات کو محفوظ رکھا' پھر تم اس دُعا کی برکات کی کیونکر منکر ہوئی ہو' پھر چور سے کہا کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے میری ضرورت کی چیزوں کو میرے گھر پہنچا دیا۔ والد رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دعا کو بہت پڑھا کرتے تھے اور

واستر علینا ما لو ستر غیرك لشاع۔

اور ہم پر اپنی پردہ پوشی رکھئے ایسی کہ اگر کوئی دوسرا پردہ پوشی کرے تو ضرور ظاہر ہو جائے۔

اور زیادہ کر دیا کرتے تھے اور شاید اتنی زیادتی کسی اور روایت سے انہیں پہنچی ہو گی اور اتنا بڑھا کر پڑھنا مستحسن ہے۔

گم شدہ چیز کے حصول کے لئے دعا

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی بستان العارفین میں میں نے دیکھا ہے کہ میں نے اس دعا کو آزمایا تو گم شدہ شے کے پانے میں نہایت نافع پایا:

یا جامع الناس لیوم لا ریب فیه اجمع علی ضالتی۔

اے لوگوں کے اُس دن جمع کرنے والے جس میں شک نہیں! میری گم شدہ شے میرے پاس اکٹھا کر دیجئے۔

ایک اور کتاب میں ہے کہ بعض سلف سے منقول ہے جس کسی کی کوئی شے ضائع ہو گئی ہو تو اسے چاہیے کہ جمعہ کے روز چاشت کی نماز پڑھے' پھر کہے:

یا راد یوسف علی یعقوب رد علی ضالتی۔

اے یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پھیر لانے والے! میری گم شدہ شے مجھ پر پھیر لائیے۔

توحکمِ خدا سے اُس کو وہ شے مل جائے گی۔ قرطبی کی کتاب التذکار فی فضائل الاذکار میں میری نظر سے گزرا ہے کہ منجملہ فضائل سورۂ یٰسٓ کے یہ ہے کہ ایک مربع کاغذ پر یٰسٓ سے "فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ" تک الگ الگ حروف کر کے لکھے اور کاغذ کے بیچ میں بھاگنے والے کا نام لکھ دے اور اُس کے نام پر سوئی چبھو کر ایسے مکان میں جہاں اُس کی بود و باش رہتی ہو' لٹکا دے تو حکمِ خدا سے وہ واپس آ جائے گا' اس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ نہایت نافع اور مجرب ہے۔

حکایت: محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ہر صبح و شام کو یہ دعا پڑھا کرتا تھا:

اللّٰهم انك سلطت علينا عدوًّا بصير ابعيوبنا مطلقا علٰى عوداتنا يرانا هو وقبيله من حيث لا يراهم فائسه منا كما ائسته من رحمتك وقنطه منا كما قنطته من عفوك وباعدبيننا وبينه كما باعدت بينه وبين جنتك ۔

اے اللہ! آپ نے تو ہم پر ایسا دشمن مسلط کر دیا ہے جو ہمارے عیب دیکھتا ہے' ہماری بُرائیوں پر آگاہ ہے' وہ اور اس کی نسل کے سب لوگ ہم کو دیکھتے ہیں جہاں سے ہم انہیں نہ دیکھ سکیں' پس اُس کو ہم سے ناامید کر دیجئے' جیسے اپنی رحمت سے اُسے ناامید کر دیا ہے اور ہم سے اُس کی امید توڑ دیجئے جیسے آپ نے اپنی معافی سے اس کی اُمید توڑی ہے اور ہمارے اور اُس کے مابین دوری رکھئے جیسے کہ اُس کے اور جنت کے مابین آپ نے دوری ڈالی ہے۔

فائدہ: حضرت قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ" (۷:۲۷) کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس سے شیطان اور اس کا لشکر مراد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قبیل سے اُس کی نسل مراد ہے۔ قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ عادۃ اللہ یوں جاری ہے کہ بنی آدم کو آج کل شیاطین نظر نہیں آیا کرتے' حالانکہ اُن کے دیکھنے کے متعلق اخبارِ صحیحہ وارد ہیں' منجملہ اُن کے وہ حدیث ہے جو بروایت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری میں مروی ہے' ایک صحابی (یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے) کا بیان ہے کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر کے غلہ کی حفاظت پر مقرر کیا تھا (آخر حدیث تک دیکھو) اور جو شخص جن کے پکڑنے کا مدعی ہو اُس کو تعزیر کی جائے گی۔

حضرت محمد بن واسع نے بیان کیا ہے کہ ابلیس مجھے خواب میں نظر آیا اور کہنے لگا کہ یہ (مذکورہ) دعا کسی کو نہ سکھانا' میں نے جواب دیا کہ کسی مسلمان سے میں ہرگز دریغ نہ کروں گا۔

حکایت: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ کسی عارف کا قول ہے کہ مجھے ابلیس ایسے شخص کی صورت پر نظر پڑا جس کا بدن نحیف تھا' آنکھیں گریہ وبکا میں مشغول تھیں اور پشت شکستہ ہو رہی تھی' میں نے اُس سے پوچھا کہ تیری گریہ وزاری کا کیا باعث ہے؟ بولا: حجاج کا نکلنا' پھر میں نے پوچھا کہ تیرا جسم کیوں گھل گیا؟ اُس نے کہا: خدا کی راہ میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سے' پھر میں نے پوچھا کہ تیری پشت کس توڑ دی؟ وہ بولا: بندہ کا یہ دعا پڑھنا میری پشت کے ٹوٹنے کا باعث ہوا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَاتِمَۃَ الْخَیْرِ ۔

اے اللہ! میں آپ سے بھلائی کے ساتھ خاتمہ ہونے کی درخواست کرتا ہوں۔

اور مجمع الاحباب میں بروایت حضرت وہب بن منبہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اُترے تو اُن کو وحشت نے آگھیرا' جبرئیل علیہ السلام نے اُن سے کہا: کیا میں آپ کو ایسی شی نہ سکھادوں جس سے خدا آپ کو نفع دے' پھر کہا: یہ پڑھا کیجئے:

اللّٰھم تمم النعمة علی حتی تھنینی المعیشة اللّٰھم اختم لی بخیر حتی لا تضرنی ذنوبی اللّٰھم اکفنی مونة الدنیا و کل ھول فی القیامة حتی تدخلنی الجنة فی عافیة ۔

اے اللہ! مجھ پر نعمت کامل کر دیجئے' یہاں تک کہ خوشگواری سے میری بسر ہو' اے اللہ! میرا خاتمہ بالخیر کیجئے' یہاں تک کہ میرے گناہ مجھے ضرر نہ پہنچا سکیں'

اے اللہ! بارِ دنیا اور قیامت کے ہول سے مجھے کافی ہو جائیے' یہاں تک کہ عافیت سے مجھے جنت میں داخل کیجئے۔

حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ خدا سے تہنیت العیش' یعنی خوشگوار زندگی مانگئے' چنانچہ آپ نے یہ دعا پڑھی:

اللّٰھم انی اسئلک تھنیۃ العیش۔

یعنی اے اللہ! میں آپ سے خوشگوار زندگی کا خواستگار ہوں۔

حکایت: رسالہ قشیریہ میں کسی مردِ صالح کی روایت لکھی ہے کہ وہ ''العافیۃ العافیۃ'' بہت کہا کرتا تھا' کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ میں مزدور تھا' ایک روز میں آٹا لاد کر لے چلا اور ایک جگہ رکھ کر آرام کرنے لگا' میں کہا کرتا تھا کہ اے رب! مجھے بلا مشقت کے دو روٹیاں ملا کریں تو کیا ہی اچھا ہوتا' اسی اثناء میں دو شخص جھگڑتے ہوئے نظر آئے' میں نے بیچ بچاؤ کرنا چاہا' ایک نے دوسرے کے جو ضرب لگائی' اتفاق سے میرے چہرہ پر پڑی' سلطان نے ہم سب کو گرفتار کر کے قید خانہ بھیج دیا اور یہ سمجھا کہ ہم سب جھگڑے میں برابر کے شریک ہیں' پس میں مدت تک قید خانہ میں رہا اور مجھے دو دو روٹیاں روز ملا کرتیں' ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تو نے بلا مشقت کے دو روٹیاں تو مانگیں اور عافیت کا خواستگار نہیں ہوا' جب میں بیدار ہوا تو عافیت عافیت کہتا اُٹھا' دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص نے آ کر مجھے قید خانہ سے نکال لیا۔ حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر پر علماء کا متفق ہونا بیان کیا ہے کہ عافیت سے مراد یہ ہے کہ خدا بندہ کو خود اُس کے سپرد نہ کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی' لوگوں نے پوچھا: ہم کیا مانگا کریں؟ آپ نے فرمایا: عافیت دارین (یعنی خدا سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگا کرو)' اُس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص خدا سے کسی شی کا خواستگار نہیں ہوتا جو اس کے نزدیک عافیت سے زیادہ محبوب ہو اور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مبتلائے بلا کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے:

الحمد لِلّٰه الذی عافانی مما ابتلٰی به کثیرًا من خلقه وفضلنی علٰی کثیر ممن خلق تفضیلًا۔

ساری حمد اُس ذات کو شایاں ہے جس نے مجھے اس (بلا) سے عافیت میں رکھا جس میں اپنی بہتیری مخلوق کو مبتلا کر رکھا ہے اور مجھے اپنے بہتیری مخلوق پر فضیلت دی۔

تو اس کو اس بلا کا کچھ ضرر نہ ہو' اس کو ترمذی نے بروایت حضرت ابو ہریرہ و عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور طبرانی نے صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جنت میں داخل ہونا کمالِ نعمت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام پر وفات پانا کمالِ نعمت ہے۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ویران گاؤں پر گزر ہوا' آپ نے خدا سے دعا فرمائی کہ اُس کو گویائی عطا فرمائے' چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن کی خاطر اُسے گویا کر دیا اور وہ گاؤں کہنے لگا: اے روح اللہ! آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے پوچھا: تجھے ویراں ہوئے کتنا زمانہ گزرا؟ اُس نے کہا: چار ہزار برس' پھر آپ نے پوچھا: تجھ میں کتنے لوگ آباد تھے؟ اُس نے کہا: یہ تو مجھے معلوم نہیں مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک ایک نام کے چالیس ہزار مجھ میں آباد تھے' آپ نے پوچھا: اُن کی ہلاکت کا کیا سبب ہوا؟ اس نے کہا: اُن کے پاس ایک سونے کا بُت تھا جس کی روز ہزار آدمی خدمت کیا کرتے تھے اور ہر شب کو ہزار عورتیں اُس کی خدمت گزاری میں لگی رہتی تھیں اور ہر روز سات باران کا بادشاہ اُس کو سجدہ کیا کرتا تھا اور ایسا ہی ہر شب کو اُس کے سجدہ میں مشغول رہتا تھا اور وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کے سوا ہم کسی پروردگار کو نہیں پہچانتے' چنانچہ ایک بار تمام شب اُس کے پاس لہو و طرب میں مشغول رہے' اس پر خدا نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْإِسْلَامِ" کہتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا: بے شک اُس نے خدا کی

ایک بڑی نعمت پر حمد کی ہے اور ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے ربّ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت مانگا کرو' پھر وہ اسی طرح دوسرے روز آیا' پھر اسی طرح وہ تیسرے روز آیا' آپ نے فرمایا کہ جب تجھے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت مل جائے گی تو تجھے فلاح اور رستگاری دستیاب ہو جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: کوئی دعا جس کے ذریعہ سے بندہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔

اے اللہ! ہم آپ سے دنیا اور آخرت کی عافیت کے خواستگار ہیں۔

سے افضل نہیں ہے۔

لطیفہ: بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندہ کو میں نے تین چیزوں سے بے نیاز کر دیا' میں نے اُس پر اپنی نعمت کامل کر دی' بادشاہ سے جس کے پاس اُسے جانے کی حاجت ہوتی' طبیب سے جو اُس کا علاج کرتا اور اس شی سے جو اس کے بھائی کے ہاتھ میں ہوتی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: عافیت یہ کہ ایک گھر ہو جس میں کوئی جا گزیں ہوا کرے اور روزی ہو جو اُسے کفایت کرے اور بادشاہ ہو جو اُس کا شناسا نہ ہو' حتیٰ کہ اُس کو اذیت دے اور بی بی ہو جو اسے رضامند رکھے۔

حکایت: یہ حکایت میں نے اپنے شیخ نجم الدین قاضی عجلون رضی اللہ عنہ سے سنی ہے' ان کا بیان ہے کہ ایک شخص

اللّٰھم اختم لی منك بخیر ۔

اے اللہ! اپنی طرف سے میرا خاتمہ بخیر کر۔

بہت پڑھا کرتا تھا' ایک روز وہ صابون کی بھٹی میں نظر کرنے لگا اور اتفاق سے گر کر جل گیا' حتیٰ کہ اُس کا غسل دینا اور دفن نا متعذر (مشکل' دشوار) ہو گیا' اس کے بعد کسی نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے کہا کہ جب خدا نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا تو میں نے عرض کیا: اے رب! آپ نے میرے اوپر یہ کیسی موت کا حکم لگایا' ارشاد ہوا کہ تو یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! آپ کی جانب سے میرا خاتمہ

بخیر ہو اور یہ نہیں کہتا تھا کہ عافیت کے ساتھ ہو ہم خواستگار ہیں کہ خدا کرے کہ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا بلا کسی محنت و مشقت کے خیر و عافیت کے ساتھ خاتمہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی نسبت کہے کہ خدا اس کا ایمان سلب کر لے یا کافر کی نسبت کہے کہ خدا اُسے ایمان نصیب نہ کرے! یا کوئی کافر اس سے کلمۂ شہادت کی تعلیم کی درخواست کرے اور وہ کہے کہ میں فلاں کام سے فارغ ہولوں گا تو سکھاؤں گا تو کافر ہو جاتا ہے اس کو روضہ میں بیان کیا ہے۔ میں نے طبقات ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا ہے کہ ربیع بن سلیمان نے بیان کیا ہے کہ میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے میں نے ان سے کہا کہ خدا آپ کے ضعف کو قوت دے وہ بولے: اگر خدا میرے ضعف کو قوت دے گا تو وہ مجھے قتل ہی کر ڈالے گا یوں کہنا چاہیے کہ خدا تمہاری قوت کو تقویت بخشے اور تمہارے ضعف کا زور گھٹا دے۔

باب:
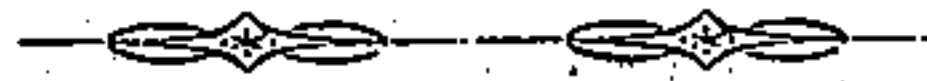
تقویٰ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بہر حال جو اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور اپنے نفس کو خواہشِ نفسانی سے باز رکھے تو بے شک جنت ہی (اُس کا) ٹھکانا ہے (۷۹:۴۰،۴۱) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے قوی ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اور ملک خدا میں امن کے ساتھ چلتا ہے۔ اور حضرت لقمان رضی اللہ عنہ سے اُن کے بیٹے نے پوچھا کہ کون سی خصلت بہتر ہے؟ انہوں نے کہا: دینداری اور مال، پھر پوچھا: اگر تین ہوں؟ انہوں نے کہا: دینداری، مال اور شرم، پھر پوچھا: اگر چار ہوں؟ تو انہوں نے کہا: خوش خلقی، پھر پوچھا: اگر پانچ ہوں؟ تو انہوں نے کہا: سخاوت، پھر پوچھا: اگر چھ ہوں؟ انہوںؓ نے کہا: اے عزیز بیٹے! اگر یہ پانچ خصلتیں مجتمع ہو جائیں تو وہ شخص متقی اور پاکیزہ خو ہے، خدا کا دوست اور شیطان سے بیزار ہے۔

لطیفہ: حضرت لقمان رضی اللہ عنہ دانش مند اور حکیم تھے، اوّل حکمت یہ بیان کی کہ بیت الخلاء میں دیر تک بیٹھنا جگر میں فتور اور ناسور پیدا کرتا ہے اور باپ کا اپنی اولاد کو مارنا ایسا ہے جیسے کہ کھیت کے لئے بارش اور آگے اس کا زیادہ بیان آتا ہے اور اُن کے بیٹے کا نام ثاران تھا، اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابان کہا ہے، اور بعض نے انعم اور اشکر بیان کیا ہے، بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اخیر کے دو نام بیان کیے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص بلا پر صبر اور عطا پر شکر کرے اور کوئی اس پر ظلم کرے تو معاف کرے اور اگر خود کچھ ظلم و زیادتی کرے تو معافی کا خواستگار ہو، اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! ایسے شخص کے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کے

لئے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (۳:۲۰۰)

اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو اور خدا سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔

کے متعلق بیان کیا ہے کہ اُس سے مراد ہے کہ سلامتی کی اُمید میں دنیا پر صابر رہو اور راہِ خدا میں قتال کرنے پر ثابت قدم اور مستقیم رہو اور اپنے نفس امارہ کی خواہش کو روکو اور جس شے کا انجام ندامت ہو اُس کے کرنے میں خدا کا خوف کرو شاید کل کے روز بساط کرامت پر تمہیں فلاح دستیاب ہو جائے۔ اور میں نے تفسیر قشیری میں دیکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی نفسانی خواہشات پر صبر کرو اور دلوں کو تھامے رہو اور اپنے بھیدوں کی حفاظت کرتے رہو۔

حکایت: ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بکریاں چراتے ہوئے نکلے اور ایک ایسے میدان میں جا پہنچے جہاں بھیڑیے بکثرت تھے اُن کو تھکاوٹ نے ستایا اور اُن پر خواب کا غلبہ ہوا اُس وقت حیران تھے کہ اگر بکریوں کی نگہبانی میں مشغول ہوتے ہیں تو تھکاوٹ اور نیند کا غلبہ بے بس کئے دیتا ہے اور اگر سوتے ہیں تو بھیڑیے بکریوں کو تہ و بالا کر کے ہلاک کئے ڈالتے ہیں اسی خیال میں انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھی:

احاطه علمك و نفذت ارادتك وسبق تقديرك۔

آپ کا علم محیط ہے اور آپ کا ارادہ نافذ ہے اور آپ کی تقدیر سبقت لے جانے والی ہے۔

اس کے بعد سر رکھ کر سو رہے جب بیدار ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بھیڑیا اپنے کندھے پر اُن کا عصا رکھے ہوئے بکریوں کی نگہبانی کر رہا ہے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کی اے موسیٰ! تم میرے لئے ایسے ہو

جاؤ جیسا کہ میں چاہتا ہوں تو میں تمہارے لئے ویسا ہی بن جاؤں گا جیسا کہ تم چاہتے ہو۔

حکایت: میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک بار کچھ لوگ کشتی پر سوار ہو کر بحری سفر کے لئے روانہ ہوئے' اُن کو پانی کی سطح پر ایک شخص نظر پڑا اور وہ یہ کہتا تھا کہ میرے پاس ایک کلمہ ہے جس کو میں ہزار دینار کے عوض بیچتا ہوں' اُن میں سے ایک شخص نے کہا: اچھا لو یہ ہزار دینار ہیں' اس پر وہ بولا کہ دریا میں پھینک دو' چنانچہ اُس نے ہزار دینار پھینک دیئے' اُس وقت اُس نے کہا: اچھا پڑھو:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (۶۵:۲'۳)

اور جو خدا سے ڈرے وہ اُس کے لئے نجات کی راہ نکالے گا اور اس کو روزی عنایت کرے گا جہاں سے اُس کو گمان بھی نہ ہو گا۔

جس اُس نے پڑھا تو وہ بولا: اسے خوب یاد کر لو' اُس کا یاد کرنا تھا کہ اُدھر جہاز ٹوٹ گیا اور وہ شخص جس نے آیت یاد کی تھی' ایک تختہ پر رہ گیا اور وہ برابر اس آیت کی تلاوت کئے جاتا تھا' اسی اثناء میں ایک موج نے اس کو کسی جزیرہ میں جا پھینکا' وہاں اُس کو ایک نہایت خوبصورت عورت ملی' اُس سے اُس کے حالات دریافت کئے تو اس نے بیان کیا کہ میں فلاں شہر کی رہنے والی ہوں' روزانہ اس سمندر سے ایک جن نکلتا ہے اور وہ مجھے پھسلایا کرتا ہے لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوتا ہے کہ میں اُس سے بچ جاتی ہوں' اُس شخص نے کہا: اچھا تو مجھے ایسی جگہ بتلا دے جہاں سے میں اُسے دیکھ لوں اور وہ مجھے نہ دیکھ سکے' اُس نے ایسا ہی کیا' جب وہ جن سمندر سے نکلا تو اُس شخص نے یہ آیت پڑھنا شروع کی' وہ آگ کے شعلہ کی طرح بھڑک کر ٹھنڈا ہو گیا' اس کے بعد وہ عورت اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک غار پر لے گئی جہاں بکثرت جواہرات اور موتی بھرے تھے' پھر اُدھر سے اتفاق سے ایک جہاز نکلا' اُس شخص نے اشارہ کر کے اُن کو بلایا' جہاز والوں نے اُن دونوں کو جہاز پر بٹھا لیا اور خدا جانے کس قدر جواہر اور موتی ہر شخص کے ہاتھ آئے۔

حکایت: کتاب الفرج بعد الشدۃ میں' میں نے دیکھا ہے کہ ملک مصر میں ایک

راہب کے مکاشفہ کی بڑی شہرت ہوئی' ایک مسلمان عالم نے سوچا کہ اس کو قتل کرڈالنا چاہیے' ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالے' چنانچہ وہ ایک زہر کا بُجھا ہوا چھرا لے کر روانہ ہوا' جب اُس کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ راہب بولا کہ اے مسلمانوں کے عالم! پھینک دے اور اندر آ جا! وہ چُھرا پھینک کر اندر گیا اور اُس سے پوچھا کہ تجھے نورِ مکاشفہ کہاں سے ملا؟ اُس نے جواب دیا کہ نفس کی مخالفت کرنے سے' پھر اس نے پوچھا کہ تجھے اسلام کی رغبت ہے؟ اُس نے کہا: ہاں!

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

میں شاہد ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔

پھر اُس سے پوچھا: تجھے کس شی نے اس پر آمادہ کیا' وہ بولا: میں نے اپنے نفس پر اسلام پیش کیا تو اُس نے انکار کیا' میں نے اُس کی مخالفت کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے لوگوں سے جو جہاد سے آئے تھے' فرمایا تھا کہ تم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف آئے ہو' کسی نے پوچھا: جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نفس سے جہاد کرنا' بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ صرف حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس سے پہلے اس نام کا کوئی بنایا ہی نہیں) کہ اُنہوں نے اپنے نفس کو مار کر اُس کو زندگی بخشی تھی' کہا کرتے ہیں کہ نفس کا مارنا ہی اُس کی زندگی ہے' چونکہ اُنہوں نے اپنے نفس کو شہوات سے روکا تھا' اس لئے خدا نے اُن کو "حصور" کا لقب عنایت کیا' جس کے معنی ہیں: باوجود قدرت کے عورتوں سے کنارہ کشی کرنے والا' اور بعض نے کہا ہے کہ معاصی سے الگ رہنے والا پس ایسا شخص اس قابل ہے کہ جنت اور دوزخ کے مابین موت کو مینڈھے کی صورت پر ذبح کر ڈالے' چنانچہ جب وہ ترکِ شہوات سے اپنے نفس کی زندگی کا باعث ہوئے تھے پس اس طرح دو جہان کے لوگوں کی حیات کا سبب ٹھہرے اور موت کو مینڈھے کی صورت پر لانے کی یہ وجہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پر اسی صورت میں اُترے تھے جیسا کہ ہم نے روحوں کی صلاحیت کے بیان

میں ذکر کیا ہے' ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تین مواقع ایسے ہیں کہ جہاں انسان کو سب سے زیادہ وحشت ہوتی ہے' پیدائش کے دن اور موت کے دن اور وہ دوبارہ زندہ ہونے کے دن' چنانچہ اُسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کی نسبت فرمایا ہے کہ اُس پر سلام ہے جس دن کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن اُس کی وفات ہوگی اور جس دن کہ وہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔

لطیفہ: میں نے عوارف المعارف میں دیکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا' ایک عورت نے پھسلا کر اُس کا جی لبھانا چاہا' اُس نے طہارت کے لئے پانی مانگا' پھر محل کے اوپر چڑھ کر وہاں سے زمین پر کود پڑا' خدا نے فرشتۂ ہوا کو وحی سے حکم دیا کہ میرے بندے کو تھامنا' چنانچہ ہوا نے اُس کو زمین پر پہنچا دیا' ابلیس سے کسی نے پوچھا کہ تو نے اس کو ترغیب کیوں نہ دی؟ وہ بولا: جو اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرے' اُس پر میرا بس نہیں چلتا۔

حکایت: ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت دیکھی جو دنیا کی عورتوں کے مشابہ نہ تھی' میں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ وہ بولی: حور ہوں' میں نے اُس سے کہا: تو میرے ساتھ نکاح کرلے؟ وہ بولی: اچھا! میرے سردار کے پاس میرے لئے پیغام بھیجو اور میرا مہر ادا کرو' میں نے پوچھا: تیرا مہر کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ شہوتوں سے اپنے جی کو روکنا میرا مہر ہے' اس کو احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔ حضرت مرعشی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار میں جہاز پر سوار تھا' اتفاق سے وہ تباہ ہوگیا' میں صرف ایک عورت کے ساتھ تختہ پر رہ گیا' عورت کو پیاس لگی' اُس نے خدا سے درخواست کی کہ مجھے پانی عنایت ہو' دیکھتا کیا ہوں کہ ایک زنجیر میں ایک کوزہ پانی کا لٹک رہا ہے' نظر جو اُٹھائی تو مجھے ایک شخص ہوا پر معلق دکھائی دیا' میں نے اُس سے پوچھا کہ ہوا پر کیسے بیٹھنا میسر ہوا؟ اُس نے جواب دیا: میں نے اُس کے عشق میں اپنی خواہش کو چھوڑ دیا' اُس نے مجھے ہوا پر بٹھا دیا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب مجھ سے درخت نے کہا کہ اے شبلی! میری طرح بن جاؤ کہ لوگ مجھے پتھر مارتے ہیں اور میں اُن پر پھلوں کی بوچھار کرتا ہوں' میں نے اُس سے پوچھا کہ پھر تو دوزخ میں کیوں جائے گا؟ اُس نے زبانِ حال سے جواب دیا: خواہش نفسانی

مجھے جھونکے دیا کرتی ہے اور میں جھوما کرتا ہوں' کسی شاعر نے اسی معنی میں کہا ہے: شعر

نون الهوان من الهوى مسروقة   فاذا هويت فقد لقيت هوانا

یعنی لفظ "ھَوٰی" (یعنی خواہشِ نفسانی) سے ھوان (یعنی ذات) کا نونِ چرایا لیا گیا ہے' جب میں ہویٰ یعنی خواہش نفسانی میں مبتلا ہوتا ہوں تو مجھے ھوان اور ذلت سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حکایت: ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک ضعیف راہب کو دیکھا' اُس سے پوچھا کہ کیا تو بیمار ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! میں نے پوچھا: کتنے عرصہ سے؟ اُس نے جواب دیا کہ جب سے میں نے اپنے نفس کو پہچانا' میں نے کہا: تو علاج کر؟ اُس نے کہا: علاج کرتے کرتے تو میں عاجز آ گیا لیکن اب میں نے داغ لینے کا ارادہ کیا ہے' میں نے پوچھا کہ داغ لینے سے تیری کیا مراد ہے؟ اُس نے کہا کہ خواہش نفسانی کی مخالفت۔ بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے قول:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ ۔ (۹:۱۱۱)

بے شک خدا نے مسلمانوں کی جانوں کو خرید لیا ہے۔

کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ یہاں بجائے "اَنْفُسَهُمْ" کے "قُلُوبَهُم" کا لفظ نہیں کہا کیونکہ نفس میں عیب ہیں' خدا نے اُس کی خریداری اس لئے کی ہے تا کہ اس کی اصلاح کرے۔ عوارف المعارف میں مذکور ہے کہ شیطان زمین میں اُترا تھا تو خدا نے اُس کے قدم کے نیچے کی مٹی سے نفس کو پیدا کیا اور دل کو اُن دونوں کے درمیان کی مٹی سے بنایا۔

فائدہ: حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایمان برہنہ ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے اور اس کی زینت حیا ہے اور اس کا راس المال عفت یعنی پارسائی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جس کو یہ پسند ہو کہ ہمیشہ وہ عافیت میں رہے' اُسے چاہیے کہ خدا سے ڈرتا رہے۔ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: جو خدا کے لئے عبادت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی قوت اور نشاط کو زیادہ کر دیتا ہے' حضرت عمرو بن عطیہ چار لاکھ بار روزانہ خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ چاشت کے وقت تین سو رکعتیں ادا کرتے

تھے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ اصحابِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں سے محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ چالیس برس تک چالیس ورق روزانہ کے حساب سے لکھتے رہے اور تیس ہزار ورق کی قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھی اور اپنے اصحاب کو اُس کے لکھنے کا حکم دیا' وہ کہنے لگے: اس کے تمام ہونے سے پہلے عمر ختم ہو جائے گی' انہوں نے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر فرمایا: لوگوں کی ہمتیں بالکل جاتی رہیں' اس کے بعد تین ہزار ورق میں اُس کو مختصر (خلاصہ) کر کے تحریر کیا' پھر تین سو دس (۳۱۰ھ) ہجری میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر ایک دوسرے کے اندر ستر مکان ہوں اور سب میں لوہے کے قفل پڑے ہوں اور کوئی بندہ اُن سب میں سے اندر والے مکان میں خدا کے تقویٰ اور پرہیزگاری میں مشغول ہو تو بھی خدا اُس کو اُس کے عمل کی چادر پہنائے گا' حتیٰ کہ لوگوں میں اُس کے چرچے ہونے لگیں گے۔ علامہ دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں بیان کیا ہے کہ شیر اُسی کو کھاتا ہے جس سے کوئی فعل حرام سرزد ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ۔ (۱۰۲:۳)

"اے ایمان والو! خدا سے اتنا ڈرو جتنا ڈرنے کا حق ہے"۔

کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اُس کی اتنی طاعت کرو جتنا کہ طاعت کرنے کا حق ہے اور مجاہد نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اُس کی ایسی اطاعت کی جائے کہ پھر نافرمانی نہ ہو اور ایسی یاد کی جائے کہ پھر اُس کی یاد سے نسیان نہ ہو' اس کا ایسا شکر کیا جائے کہ پھر اس کی ناشکری نہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے قول:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۔

"پس خدا سے ڈرو جہاں تک تمہاری استطاعت میں ہے"۔

سے منسوخ ہے لیکن جمہور کا اس امر میں خلاف ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج العابدین میں بیان کیا ہے کہ قرآن شریف میں لفظ تقویٰ تین معنوں میں آتا ہے' تقویٰ

عن الشرك یعنی شرک سے پرہیز کرنا اور تقوی عن المعاصی یعنی گناہوں سے پرہیز رکھنا اور تقوی عن البدعۃ یعنی بدعت سے بچے رہنا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اسی مضمون کا بیان ہے:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ط (۵:۹۳)

''اُن پر جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے کوئی گناہ نہیں ہے' اُس میں جو کچھ انہوں نے کھایا جب انہوں نے تقویٰ برتا اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے پھر تقویٰ برتا اور ایمان لائے پھر تقویٰ برتا اور احسان کیا''۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اکثریت کا قول ہے کہ اوّل تقویٰ اختیار کرنا ہے' دوم تقویٰ پر دوام کرنا ہے' سوم ظلم سے تقویٰ کرنا یعنی ظلم سے پرہیز کرتے رہنا اور اس کے ساتھ ہی بندگانِ خدا کے ساتھ احسان سے پیش آنا ہے اور یہ آیت شراب کی تحریم کے بارے میں نازل ہوئی ہے' لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کچھ لوگوں نے اُحد کے دن شراب پی لی تھی اور پھر وہ شہید ہو گئے' اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ حرام ہونے کے قبل شراب پی تھی' طعام کا لفظ مشترک ہے اشیائے خوردنی اور پینے والی دونوں پر اس کا اطلاق آتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے قسم کھائی کہ کچھ نہ کھاؤں گا اور اس نے پانی یا اور کچھ پی لیا' یہ کہا کہ کچھ نہ پیوں گا اور کھانا کھا لیا تو حانث نہ ہوگا یا کہا کہ انار یا انگور نہ کھاؤں گا اور پھر دونوں کا عرق پی لیا اور ان کو چوس کر اس کا ثفل (پھوک) پھینک دیا تو حانث نہ ہوگا اور ایسے ہی اگر قسم کھائی کہ برف نہ کھاؤں گا اور برف کا پگھلا ہوا پانی پی لیا تو حانث نہ ہوگا' اسی طرح اگر قسم کھائی کہ پانی نہ پیوں گا اور برف کھائی تب بھی حانث نہ ہوگا۔

حکایت: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مہمان آیا تو میدان میں نکل گئے' وہاں انہوں نے ہرن اور پرندے دیکھے' ایک ہرن اور ایک پرند کی طرف اشارہ کیا'

وہ دونوں ان کے سامنے چلے آئے' مہمان نے کہا: ''سبحان اللّٰہ'' خدا نے ہرنوں اور پرندوں کو آپ کا مسخر کر دیا۔ حضرت سلمان نے فرمایا: تم نے کوئی ایسا بندہ دیکھا ہے جس نے خدا کی اطاعت کی ہو اور پھر بھی کوئی شے اُس کی نافرمانی کرتی ہو۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دوسو پچاس برس تک زندہ رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ساٹھ حدیثیں روایت کیں' پھر ۳۶ھ میں انتقال کیا' لیکن سلمان بن عامر صحابی کی صرف ایک حدیث بخاری میں ہے۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی تھا اور اُس کی بی بی بھی نیک تھی' خدا نے ان کے زمانے کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ عابد سے کہہ دو کہ میں نے تیری تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ آدھی عمر تیری تونگری میں گزرے اور آدھی محتاجی میں' اگر وہ جوانی میں تونگری چاہتا ہے تو ہم اُسے تونگر کر دیں' اگر بڑھاپے میں چاہے تو ویسا کریں' اُس نے بڑھاپے میں تونگری کو پسند کیا تاکہ آخر عمر میں کمانے میں مشغول ہو کر عبادت سے غافل نہ رہے اور اُس کی بی بی نے اپنی کم سنی کی حالت میں تونگری کو پسند کیا کیونکہ اُس سے اُس کو عبادت کی خوب قوت ہو گی اور بوڑھے کے لئے تو سوائے اس کے کچھ مناسب نہیں کہ وہ زاہد بن جائے اور اپنے خدا ہی کا ہو رہے' پس خدا نے ان کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ ان دونوں سے کہہ دو' چونکہ تم نے ہماری طاعت اختیار کی ہے اور ہماری عبادت کی کوشش میں لگے رہے ہو' ہم نے تمہارے مقدر میں کر دیا کہ تمہاری تمام عمر تونگری میں بسر ہو گی تاکہ دنیا اور آخرت دونوں تمہارے ہاتھ لگیں۔

جیسا کرو گے......؟

حکایت: ایک نیک بخت عورت تھی اور اس کا خاوند سُنار تھا' اُس عورت کے یہاں تیس برس سے ایک بہشتی آیا جایا کرتا تھا' لیکن کبھی اُس نے اُسے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا ایک روز جو وہ آیا تو اُس نے بڑے زور سے اُس عورت کا ہاتھ پکڑ لیا' جب اُس کا خاوند آیا تو اُس عورت نے پوچھا: کیا آج تم سے کوئی گناہ صادر ہوا ہے؟ اُس نے جواب دیا: اور تو کچھ نہیں اتنا ضرور ہوا کہ ایک عورت نے مجھ سے کنگن خریدے تھے' اس کے ہاتھ جو میں نے

دیکھے تھے تو مجھے بڑے پسند آئے' میں نے زور سے اُس کی کلائی پکڑ لی تھی' وہ عورت بولی: جیسا تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بی بی کے ساتھ کیا تھا' خدا نے اُس کا بدلہ تمہیں دیا کہ تمہاری بی بی کو بھی وہی پیش آیا' جب دوسرا دن ہوا تو وہ بہشتی آ کر معذرت کرنے لگا' اُس عورت نے کہا: تمہاری کوئی خطا و قصور نہیں' یہ ساری خرابی میرے خاوند کی جانب سے ہے۔ چنانچہ اس مضمون کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ لوگوں کی عورتوں کے ساتھ پارسائی برتو' تو لوگ بھی تمہاری عورتوں کے ساتھ پارسائی کا برتاؤ کریں گے۔

مواعظ

پہلی موعظت: حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں کے اوپر ایک نہایت بدبودار ہوا چلے گی' وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! اس سے زیادہ بدبودار ہوا تو ہم نے کبھی دیکھی نہیں' اُن سے کہا جائے گا کہ یہ زنا کاروں کی بدبودار ہوا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو خدا اُس سے ایمان کو ایسے کھینچ لیتا ہے جیسے انسان اپنے بدن سے کرتا کھینچ کر اتارتا ہے۔

دوسری موعظت: ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مسلمان عورت سے (حرہ ہو یا لونڈی) زنا کرے گا' خدا اُس کے اُوپر قبر میں تین لاکھ دروازے دوزخ کے کھول دے گا' جن میں سے سانپ' بچھو اور آگ کے شعلے نکل نکل کر اُس پر آئیں گے اور قیامت تک یوں ہی اُس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ یہ تحفۃ الحبیب میں مذکور ہے۔

لطیفہ: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے زنا کی اجازت دیجئے' لوگوں نے یہ سن کر اُس کو ڈانٹ پلائی' حضرت نے اُس سے کہا: بیٹھ! وہ بیٹھ گیا' آپ نے اُس سے دریافت فرمایا: کیا تو اپنی ماں کی نسبت زنا کو پسند کرتا ہے' اُس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں! پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا اپنی بہن کی نسبت پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں! اس کے بعد آپ نے اُس کے اوپر

اپنا داہنا ہاتھ رکھ کر فرمایا:

اللّٰھم اغفر ذنبہ وطھر قلبہ وحصن فرجہ۔

''یعنی اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اُس کے دل کو پاک کر دے اور اُس کی شرم گاہ کو محفوظ رکھ''۔

پھر اس کے بعد اُس شخص کو کسی شے کی طرف مطلق التفات باقی نہ رہا۔

تیسری موعظت: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑے جباروں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو بلعم بن باعوراء کی قوم نے اس سے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تو بہت کچھ لشکر ہے' اُس نے جواب دیا کہ کچھ عورتوں کو بہت بناؤ سنگار کر کے اسباب دے کر اُن کے لشکر میں بیچنے کے لئے بھیج دو اور کہہ دو کہ کوئی عورت اُن لوگوں سے کسی بات میں روک ٹوک نہ کرے' اگر اُن میں سے ایک بھی زنا کر لے گا تو تمہیں کافی ہے' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر طاعون کو بھیجا' جس کی وجہ سے ایک روز میں ستر ہزار مر گئے' جب کسی قوم میں بے حیائی پھیلتی ہے تو اُس میں طاعون پھیل جاتا ہے اور جب وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو اُن پر قحط آتا ہے اور بادشاہ کا ظلم اٹھانا پڑتا ہے اور جب زکوٰۃ نہیں دیتے تو بارش بند ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: زانی کو چھ قسم کے عذاب ہوتے ہیں' اُن میں سے تین دنیا میں ہوتے ہیں' یعنی عمر کم ہوتی ہے' محتاجی زیادہ ہوتی ہے اور چہرہ کا نور اُٹھ جاتا ہے اور تین آخرت میں ہوتے ہیں: خدا کی ناراضی' حساب کی سختی اور مدتوں دوزخ میں پڑے رہنا۔

میں نے صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کی روایت دیکھی ہے' ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار بندر کو بندریا سے زنا کرتے دیکھا تھا' اُس کے بعد اور بندروں نے مل کر اُسے رجم کر ڈالا' چنانچہ میں نے بھی اُن کے ساتھ اُسے رجم کیا تھا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عمرو بن میمون نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا اور سوچ کئے ہیں' ۷۵ھ ہجری میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ بخاری کی شرح برماوی میں' میں نے دیکھا کہ ایک بندر اپنی بندریا کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر سو رہا' دوسرا بندر آیا اور اُس نے بندریا کو

اشارہ کیا' وہ چپکے سے کھسک کر اس کے پاس آئی' اُس نے اُس کے ساتھ زنا کیا' پھر جو وہ سونے کے ارادے سے اپنے بندر کے پاس لوٹ کر آئی تو وہ جاگ اُٹھا اور سونگھ کر پہچان گیا کہ زنا کرا آئی ہے' اس کے بعد وہ چلّانے لگا یہاں تک کہ تمام بندر جمع ہو گئے اور اُس بندریا کو سب نے رجم کر ڈالا۔

دو مسئلے

پہلا مسئلہ: اگر کوئی عورت کسی بندر کو اپنے آپ پر قادر کر لے' اس پر تعزیر واجب ہے جیسے کہ کوئی مرد کسی چوپائے سے صحبت کرے تو تعزیر کیا جائے گا' بشرطیکہ چار آدمی شہادت دیں یا خود خود اقرار کرے پھر اگر وہ جانور حلال ہو تو اُس کا ذبح کر ڈالنا ضروری ہے اور صحیح و سالم اور ذبح کیے ہوئے جانور کی قیمت میں جو فرق ہو گا وہ اس شخص کو دینا پڑے گا' ایسے ہی زندہ جانور کے ذبح کرنے سے جتنی قیمت کم ہو جائے گی اور نقصان آئے گا' وہ نقصان اُسے دینا پڑے گا' مثلاً کوئی جانور سو روپیہ کا تھا اور ذبح کرنے سے پچاس روپیہ کا رہ گیا تو پچاس روپیہ دینا پڑیں گے۔

حکایت: ایک نیک بخت آدمی خوانچہ لگایا کرتا تھا' ایک روز بیچنے نکلا' ایک عورت نے اُس کو دیکھ کر اپنے پاس بلا لیا اور دروازہ بند کر کے اُس سے بے حیائی کے کام کی خواہش کی' اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ پانی سے ذرا استنجا کر لوں' اُس نے اُسے پانی دیا' وہ پانی لے کر کوٹھے پر چڑھ گیا اور اوپر سے کود پڑا' خدا نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ اپنے بازو پر اُٹھا کر اُسے زمین پر صحیح و سالم پہنچا دے۔ پھر اپنی بی بی کے پاس واپس آ کر اسے یہ ماجرا کہہ سنایا' وہ دونوں اس روز روزہ سے تھے' عورت بولی کہ آج کی رات سارے کام چھوڑ کر اور نماز پڑھ پڑھ کر شب بیداری میں رات گزار دیں اور اس کا شکر کریں کہ خدا نے گناہ سے بچا لیا لیکن پڑوسیوں کو اُن کے تنور سے آگ لینے کی عادت پڑی ہوئی تھی' لہٰذا اس خیال سے کہ اگر آگ نہ جلائیں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ شاید اُن پر مصیبت آ پڑی ہے' اُنہوں نے آگ سلگا دی اور ایک بڑھیا جب آگ لینے آئی تو کہنے لگی: اے فلانے! ذرا دیکھنا تنور میں کہیں روٹی جل نہ جائے' اُس نے جو آن کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تنور بکثرت روٹیوں سے بھرا ہوا

ہے الحاصل ان دونوں میاں بی بی نے خوب روٹیاں کھائیں اور پھر عبادت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا سے دعا مانگنے لگے کہ بغیر کام کرنے کے ہمیں روزی ملا کرے' اس کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ ایک قیمتی جوہر چھت سے گر پڑا' وہ دونوں دیکھ کر بڑے خوش ہوئے' جب وہ سوئے تو عورت کو خواب میں جنت اور نہایت عمدہ عمدہ جنتیوں کے منبر نظر پڑے اور اُس نے اپنے خاوند کے منبر کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُس کا ایک جوہر گرا ہوا تھا۔ جب وہ بیدار ہوئی تو اس نے خاوند سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہنے لگی: خدا سے دعا کرو کہ یہ جوہر اپنی جگہ لوٹ جائے' چنانچہ اُسی دم وہ اُڑ گیا۔

حکایت: حضرت ابوزرعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار راستہ میں مجھے ایک عورت نظر پڑی اور کہنے لگی: کیا تمہیں اجر اور ثواب حاصل کرنے کی رغبت ہے کہ ایک بیمار کی عیادت کرنے جاؤ' میں نے کہا: ہاں! اُس نے کہا: اچھا! تو میرے گھر کے اندر چلو' میں اندر گیا' اُس نے دروازے بند کر لئے' تب میں اُس کا مطلب سمجھ گیا اور میں نے کہا: خدا اس کا منہ کالا کرے' چنانچہ فوراً اُس کا منہ کالا ہو گیا' وہ متحیر رہ گئی اور ڈر کر اُس نے کواڑ کھول دئے جب میں اس کے پاس سے نکل آیا تو میں نے دعا کی کہ اے خدا! اُس کا جیسا منہ تھا ویسا ہی پھر کر دے' وہ اسی دم حکمِ خدا سے جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔

حکایت: مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھ سے بعض حنفی علماء نے بیان کیا ہے کہ ایک بار حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حسادتے چاہا کہ اُن کی عزت و وقار اور شہرت کو دھبا لگائیں' اس ارادہ سے ایک عورت کو کچھ دے دلا کر اِس امر پر آمادہ کیا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے وقت اپنے گھر بلا لے جائے اور لوگوں پر ظاہر کرے کہ انہوں نے میری آبروریزی کا ارادہ کیا تھا' چنانچہ پچھلی رات کو جب وہ نماز صبح کے ارادہ سے جامع مسجد میں جا رہے تھے' وہ اُن کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ میرا خاوند بیمار پڑا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کچھ وصیت کرے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وصیت سے پہلے اُس کا انتقال نہ ہو جائے' ذرا آپ میرے ساتھ چلے چلئے' چنانچہ وہ اس کے ہمراہ اُس کے گھر میں داخل ہوئے' اُس نے کواڑ بند کر لئے اور چلانے لگی' حساد جو تاک میں تھے آ پہنچے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو

اور اُس عورت کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے گئے' خلیفہ نے حکم دیا کہ طلوع آفتاب تک اُن دونوں کو قید خانے میں رکھو' امام صاحب قید خانہ میں نماز پڑھنے لگے' وہ عورت نادم ہوئی اور لوگوں نے جو کچھ اُسے سکھایا پڑھایا تھا' اُن سے بیان کر دیا' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے کہا کہ داروغہ جیل سے تو کہہ کہ مجھے حاجت درپیش ہے' میں جاتی ہوں اور ابھی لوٹ آؤں گی' یہ کہہ کر اُم حماد یعنی میری بی بی کے پاس جا اور سارا ماجرا بیان کر کے کہہ دے وہ میرے پاس اس وقت چلی آئیں اور تو اپنا راستہ لے' اس عورت نے ایسا ہی کیا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بی بی آ گئیں' جب آفتاب نکلا تو خلیفہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور عورت کو طلب کیا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا تمہیں اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں رہنا جائز تھا' ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: فلاں شخص کو میرے پاس بلا دیجئے' یعنی اپنے خسر کو بلوا بھیجا جب وہ آئے تو آپ نے اپنی بی بی کا منہ کھول کر اُنہیں دکھلا دیا اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے اپنی بیٹی کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگے: یہ میری بیٹی ہے' میں نے امام صاحب کے ساتھ اُس کا نکاح کر دیا تھا' پس اس طرح خدا نے اُن کی بات کو اونچا کیا اور اُن کی آبرو رکھ لی' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی کسی دشمن کی بُرائی کرتے نہیں سنا۔ علی ابن ابی عاصم کہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل کا روئے زمین کے نصف لوگوں کی عقل سے موازنہ کیا جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی عقل غالب رہے گی۔ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔ اشعار:

ان یحسدونی فانی غیر لایمھم غیری من الناس اھل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولھم مالی وما بھم ومات اکثرنا غیظا بما یجد

"یعنی اگر لوگ مجھ پر حسد کریں تو میں اُن کو کبھی بُرا بھلا نہ کہوں گا' میرے سوا اور اہل فضل پر بھی (لوگوں کو) حسد ہوتا رہا ہے لیکن جو کچھ مجھ میں اور اُن میں (فضل وکمال) ہے (وہ ویسا ہی رہا) اور ہمارے بہت سے (حاسد) حسد کے مارے مر کھپ گئے"۔

حضرت جعفر بن ربیع کہتے ہیں: میں پانچ برس تک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہا' اُن سے زیادہ دیر تک خاموش رہنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا لیکن جب کبھی کوئی فقہ کی بات اُن سے پوچھی گئی تو اس وقت تو کھل کر وادی میں بارش کی طرح بہہ نکلتے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے سامنے عیال (بچے) ہیں' ان شاء اللہ آخر کتاب میں اس کا زیادہ بیان آتا ہے۔

حکایت: کسی زاہد نے ابلیس کو ایک آدمی کی شکل میں دیکھا اور دیکھا کہ اُس کی کمر میں بہت سے پھندے لٹک رہے ہیں' اُس سے دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میں زاہد آدمی ہوں' میری اور کوئی غذا نہیں' انہیں پھندوں سے جو کچھ شکار کر لیتا ہوں اُسی پر میری بسر ہے' اُس زاہد نے کہا: تو میرے لئے بھی ایک پھندا بنا دے' چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو اس زاہد کا ایک عورت پر گزر ہوا' وہ کہنے لگی کہ اے بندۂ خدا معلوم ہوتا ہے کہ تم تو اچھی طرح پڑھ سکتے ہو' میرے پاس میرے خاوند کا خط آیا ہے' ذرا پڑھ دو' اُس نے جواب دیا کہ اچھا! میں پڑھ دوں گا' اُس کے بعد اس کے ساتھ وہ ڈیوڑھی کے اندر گیا' وہاں اُس عورت نے اُس سے بدکاری چاہی' زاہد اُس کے سامنے مجنون بن گیا' عورت نے جب اُسے مجنون دیکھا تو کواڑ کھول دیئے' وہ باہر آیا تو وہاں ابلیس کو موجود پایا اور اُس سے پوچھا کہ کیا تو ہی نے جال بنایا تھا؟ اُس نے کہا: ہاں! بنایا تو تھا تمہارے جنون نے اُس میں پھنسنے سے تمہیں بچا لیا۔

فائدہ: اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے جو زانی غیر محصن کو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے (غیر محصن اس عاقل بالغ آزاد شخص کو کہتے ہیں جس نے نکاح صحیح سے صحبت نہ کی ہو یعنی منکوحہ کی شرمگاہ کے اندر حشفہ تک بھی کبھی داخل نہ کیا ہو) اس کا جواب یہ ہے کہ سال میں چار فصلیں ہیں اور بارہ مہینے اور ہر مہینہ تیس دن کا ہے اور ہر دن کے ساتھ رات بھی ہے اس طرح چار و بارہ و تیس دن' تیس رات مل کر چھہتر (۷۶) کی گنتی پوری ہو گئی اب چونکہ رات و دن میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اس کو ملا لو تو پورے سو ہو گئے تو ہر ہر کے مقابلہ میں ایک ایک کوڑا لگایا گیا تا کہ اُس کا کفارہ ہو جائے۔ اور میں نے ابن عماد کی کشف الاسرار میں دیکھا ہے کہ زنا کی شہادت میں چار شخصوں کی اس لئے شرط ہے کہ زنا دو سے ہوتا ہے تو ہر ہر

شخص کے لئے دو گواہ کی ضرورت ہوئی۔

حکایت: بنی اسرائیل میں سے کسی قاضی نے حج کے لیے سفر کیا اور اپنے بھائی کو اپنا جانشین بنا دیا' ایک روز وہ بھائی اپنی بھاوج کے پاس گیا اور اس کو پھسلانے لگا' وہ بولی: خدا سے ڈرو! اپنے بھائی کے ساتھ خیانت نہ کر' اُسی دم ابلیس ایک آدمی کی صورت میں اُس کے پاس آ پہنچا اور کہنے لگا: اگر یہ تیرا کہنا نہ مانے تو تو اس پر حدِ زنا قائم کر دے اسے رجم کر ڈال' چنانچہ اُس نے عورت سے کہا کہ میں تجھے رجم کر دوں گا' وہ کہنے لگی: جو چاہے سو کر میں ہرگز نہ مانوں گی' پس اُس نے اُس پر حد جاری کی اور اسے رجم کر ڈالا۔ اتفاق سے رات کو ادھر سے ایک ساربان کا گزر ہوا' اُس نے اس عورت کی آہ و زاری کی آواز سنی اور اُسے اپنے گھر لے گیا' ساربان کے گھر والوں میں سے ایک شخص اُس کے پاس آیا اور خوبصورت پا کر اس کو پھسلانے لگا لیکن اُس نے اپنے آپ کو بچا رکھا' اس پر رات کو اُس عورت کے ذبح کرنے کے ارادہ سے گھسا اور بجائے اس کے ساربان کے لڑکے کو ذبح کر ڈالا' وہ بھی اُس سے الفت رکھتا تھا' ساربان کی عورت نے کہا: میرے خیال میں ذبح تو اُسی عورت نے کیا ہے لیکن چونکہ تو نے اسے خراب کر ڈالا ہے' اس لیے اس کا بچاؤ کرتا ہے آخر اُس شخص نے اُس عورت کو کچھ درہم دے کر کہا کہ میرے گھر سے چلی جا! وہ اپنا منہ اٹھا کر چل دی' دیکھتی کیا ہے کہ دین کی وجہ سے ایک شخص سولی پر چڑھایا جاتا ہے' اُس نے وہ سارے درہم دے کر اسے رہا کرایا' اس پر وہ کہنے لگا: میں تیرا غلام بنا رہوں گا' چنانچہ کنارۂ دریا کی طرف اُس کے ساتھ روانہ ہوا' لیکن اتفاقی بات اُس نے بھی اُسے برائی پر آمادہ کرنا چاہا' وہ بولی: کیا تیری طرف سے مجھے میری نیکی (تیری جان بچانے کا) یہی بدلہ ہے' آخر جب وہ مایوس ہو گیا تو ایک تاجر سے جو جہاز پر تھا' کہنے لگا کہ میرے پاس ایک خوبصورت لونڈی ہے' میں اُسے بیچنا چاہتا ہوں' چنانچہ جب تاجر نے اُسے دیکھا تو تین سو اشرفیاں اُس کے حوالہ کیں' اُس عورت نے ہزار کہا کہ میں حرہ (آزاد عورت) ہوں لیکن وہ اُسے زبردستی لے ہی گیا' جب رات ہوئی تو اُس نے دست درازی شروع کی' وہ بولی: خدا سے ڈر! اس پر اُس نے اُس کے منہ پر مارا' مارنا تھا کہ جہاز کو ہوائے تند نے آ لیا اور جہاز غرق ہو گیا اور خدا نے اُس عورت کو

بچالیا' یہاں تک کہ ایک بادشاہ عادل کے پاس پہنچی اور اس سے اُس نے اپنا ماجرا بیان کیا' اُس بادشاہ نے اُس کے لیے ایک عبادت خانہ بنوادیا جس میں وہ عبادت کرنے لگی اور اس کی صلاح وتقویٰ کی خبر پھیلی اور مصیبت زدہ لوگ اُس سے دعا کرانے کے لیے اُس کے پاس آنے لگے' اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے لوگوں کو عافیت عنایت فرماتا تھا' جب اُس کا خاوند حج سے لوٹا اور اُس نے اُس کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ اُس نے زنا کیا تھا اور سنگسار کی گئی' اس کے بعد وہ اپنے بھائی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ اندھا ہو گیا ہے اور گواہوں کے منہ میں بادخورہ کا مرض ہو رہا ہے' لوگوں نے اس سے کہا کہ فلاں مقام پر ایک صالحہ عورت رہتی ہے' اپنے بھائی کو اُس کے پاس لے جا کر دعا کراؤ اور وہ اُسے لے کر چلا' گواہ بھی ساتھ ہو لیے' راستہ میں انہوں نے اس ساربان کو دیکھا اور اُس کے ساتھ وہ شخص تھا جس کو اُس عورت نے سولی سے چھڑایا تھا' اس کے بعد وہ تاجر ملا جس کو موج نے کنارہ پر پھینک دیا تھا' وہ بھی بڑی مصیبت میں پھنسا ہوا تھا' قصہ کوتاہ یہ کہ سب کے سب اُس عورت کے پاس پہنچے اور اُس سے دعا کی درخواست کی' اُس عورت نے کہا: جو کوئی اپنے اپنے گناہ کا اقرار کرے گا میں اُس کے لیے دعا کروں گی' اُس عورت کے خاوند کا جو بھائی تھا' کہنے لگا: مجھے اپنے گناہ سے شرم آتی ہے' بھائی نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں کہو' اس نے کہا: میں نے تیری بی بی کو پھسلانا (آمادۂ گناہ کرنا) چاہا تھا لیکن وہ نہ مانی تب میں نے اُس پر زنا کے جھوٹے گواہ قائم کیے اور شتربان کے ساتھی نے کہا کہ اس شخص کے پاس ایک عورت تھی' میں نے اس کو پھسلانا چاہا تھا' وہ نہ مانی تو میں نے اُسے ذبح کرنا چاہا اتفاق سے چھری اُس کے لڑکے کے لگ گئی' وہ جوان جسے اس نے سولی سے چھڑایا تھا' کہنے لگا: مجھے ایک عورت نے سولی سے چھڑایا تھا پھر میں نے اس کو پھسلانا چاہا وہ نہ مانی تو میں نے اُس کے چہرہ پر مارا تھا' اس کے بعد ہوائے تند نے ہم سب کو آلیا' اُس وقت اُس عورت نے اپنے خاوند سے کہا: میرے پاس آؤ! اور بلا کر اپنا چہرہ کھول کر دکھلا دیا' جب اس نے اسے دیکھا تو بول اٹھا: خدا خوب جانتا ہے کہ تو پارسا ہے! اس کے بعد عورت نے کہا: تو نے اپنے بھائی کی اور گواہوں کی باتیں سن لیں اور شتربان سے کہا: تیرے لڑکے کا قاتل یہی ہے' اور تاجر سے کہا: اسی شخص

نے مجھے تیرے ہاتھ بیچا تھا اور تیرا مال لے لیا تھا' اب تم لوگ چاہے قصاص لو چاہے معاف کر دو لیکن میں نے تو خدا کے واسطے سب کو معاف کر دیا اور یہ کہہ کر دعا کرنے لگی کہ اے اللہ! ان سب کی مصیبتوں کو دور کیجئے' خدا نے اُن سب کو عافیت عطاء کی اور خوشی خوشی اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی۔

فائدہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے قول "لو لا ان را برھان ربّہٖ" (یعنی اگر وہ اپنے ربّ کی دلیل نہ دیکھتا) کی تفسیر کے ذیل میں دیکھا ہے کہ بعض کا بیان ہے کہ انہوں (یوسف) نے دیکھا تھا کہ ایک شخص دیوار سے نکلا اور اس نے لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً (۳۲:۱۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ! زنا کے پاس نہ پھٹکو وہ تو (نری) بے حیائی ہے۔

پھر وہ دوسری دیوار کی طرف پھرے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک قلم نے یہ لکھا:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۔(۸۲:۱۰'۱۱)

اور بے شک تم پر بزرگ لکھنے والے نگہبان ہیں۔

پھر اور دیوار کی طرف پھرتے تو لکھا ہوا دیکھا:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ ۔(۴۰:۱۹)

وہ خدا نگاہوں کی خیانت کو جانتا ہے۔

پھر اور دیوار کی طرف پھرے تو لکھا دیکھا:

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۔(۷۴:۳۸)

ہر نفس اپنے کیے میں گروی ہے۔

پھر زمین کی طرف نظر ڈالی تو لکھا دیکھا:

اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۔(۲۰:۴۶)

بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں دیکھتا سنتا۔

پھر مکان کی چھت کی طرف نظر کی تو جبریل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت پر دیکھا کہ اپنی انگلیاں کاٹ رہے ہیں، پس مارے شرم کے حضرت یوسف علیہ السلام کو غش آ گیا اور بعض نے کہا ہے: وہ کنواں نظر آیا تھا جس میں وہ ڈالے گئے تھے، اُس وقت اُن سے کہا گیا کہ اے یوسف! کیا اسے بھول گئے اور بعض نے کہا ہے کہ جنت کی ایک حور انہیں نظر پڑی تھی جس کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے اور اُس سے پوچھا: تو کس کے لیے ہے؟ اُس نے جواب دیا: میں اُس کے لیے ہوں جو زنا نہ کرے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ آیت:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۔(۲۴:۱۲)

بے شک عورت نے اُس کے ساتھ ارادہ کیا اور وہ بھی اُس کا ارادہ کرتا، اگر اپنے ربّ کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔

مہمات میں کی تحقیق اور اس سے بحث کرنا چاہیے، پس مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے مناسب جو تھا انہوں نے اس کا ارادہ کیا تھا، یعنی اس کو ہٹانا اور باز رکھنا چاہا تھا اور زلیخا کے مناسب جو تھا اُس نے اس کا ارادہ کیا تھا، یعنی وصال سے اپنا مقصد حاصل کرنا اور بعض نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اُس (زلیخا) نے حرام کے ذریعہ سے اُن کے ساتھ وصال چاہا تھا اور انہوں نے حلال طور پر وصال چاہا تھا اور برہان سے مراد اس سے بھاگ جانا ہے اور بھاگنے میں دو فائدے تھے، پہلا فائدہ قمیص کا پیچھے کی جانب سے پھٹنا، دوسرا یہ کہ ہٹاتے رہتے تو وہ چمٹ جاتی اور سامنے سے قمیص پھٹتی اور شاید قتل ہی کر ڈالتی، پھر کہا ہے: ایک تاویل یہ ہے کہ "هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا" سے مراد یہ ہو کہ اُسے اُن کی طرف رغبت ہوئی اور انہیں اس کی طرف، کیونکہ جب حسن و جمال والی عورت بنا و سنگھار کر کے کسی جوان آدمی کے سامنے آتی ہے تو خواہ مخواہ اُس کا جی اُس پر مائل ہو جاتا ہے پھر کبھی طبعی اور نفسانی خواہش قوی رہتی ہے اور کبھی عقل اور حکمت کا اقتضاء غالب رہتا ہے اور سوء اور فحشاء میں فرق یہ ہے کہ سوء مثل مساس اور بوسہ وغیرہ کے مقدماتِ زنا میں سے ہے اور فحشاء خود زنا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ سوء بچپن اور نادانی کی حالت میں اس فعل کے کرنے کو

کہتے ہیں اور فحشاء بڑے ہونے کی حالت میں۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بچپن میں بھی اور بڑے ہونے کی حالت میں بھی باعصمت رہے' حتیٰ کہ خدا اس امر کا شاہد ہے' چنانچہ فرمایا ہے: بے شک خدا گواہ ہے کہ وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) اُس کے مخلص بندوں میں سے ہے جن کو کہ شیطان نے بھی مستثنیٰ کر کے کہا ہے: سوائے مخلص بندوں کے سب کو بہکاؤں گا' پس جوان کریم ابن کریم علیہما السلام کی شان میں ایسی بات کا گمان کرے جو منصب نبوت کے شایان نہیں' وہ خدا اور رسول کا مخالف ہے۔

حکایت: کسی مرد صالح نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک لوہار کو دیکھا کہ لوہے کو آگ کے اندر سے اپنے ہاتھ سے نکال لیتا ہے اور اسے کچھ ضرر نہیں پہنچتا' میں نے اُس سے اس کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ میرے پڑوس میں ایک خوبصورت عورت رہتی تھی' میرے قلب کو اُس سے تعلق ہو گیا لیکن اُس کی پارسائی کے باعث سے میرا اُس پر قابو نہ چلا' اس کے بعد قحط پڑا اور وہ مجھ سے کہنے لگی کہ خدا کے واسطے! مجھے کچھ کھلا دے' میں نے کہا: ہاں! مگر اپنے اوپر مجھے قابو دے' وہ بولی: میں گناہ تو نہیں کر سکتی' جب دوسرا دن ہوا تو پھر اُس نے کہا: خدا کے واسطے! مجھے کچھ کھلا دے' میں نے اُس کو پھر پہلے ہی دن کی طرح جواب دیا' وہ نہ مانی' پھر تیسرے دن اُس نے کہا: خدا کے واسطے! مجھے کچھ کھلا دے' بھوک نے مجھے ستایا ہے' میں نے پھر ویسا ہی جواب دیا' اس پر میرے گھر میں آئی' میں نے اُس کے سامنے کھانا رکھ دیا' وہ رونے لگی اور کہنے لگی: کیا خدا کے لیے کھلاتے ہو؟ میں نے جواب دیا: نہیں! تب وہ نکل کر چلی گئی' جب چوتھا دن ہوا تو مجھ سے کہنے لگی: خدا کے واسطے! مجھے کچھ کھلا دو' میں نے کہا: نہیں! اس کے بعد میرے گھر میں آئی' میں نے اس کے سامنے کھانا رکھ دیا' خدا نے اپنے لطف و کرم سے میری خبر گیری کی اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ عورت ہو کر تو گناہ سے بچتی ہے اور میں باز نہیں آتا' اے اللہ! میں آپ سے توبہ کرتا ہوں' اس کے بعد میں نے اُس سے کہا: اچھا کھا اور کچھ خوف نہ کر' یہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ تب اُس نے کہا: اے اللہ! اگر یہ سچا ہے تو دنیا اور آخرت میں اُس پر آگ کو حرام کر دے' پس خدا نے اس کی دعا قبول کر لی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو کسی عورت یا لڑکی پر حرام کی قدرت

پائے اور خدا کا خوف کھا کے اُسے چھوڑ دے تو خدا اسے فزعِ اکبر سے نجات دے گا اور دوزخ کو اُس پر حرام کر دے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔

فائدہ: میں نے زاد المسافر میں جو طب کی ایک نافع کتاب ہے' دیکھا ہے کہ اگر کوئی آگ سے جل گیا ہو تو اُس پر ببول (کیکر) کا گوند انڈے کی سفیدی میں ملا کر لگا دینا صحت بخش ہے' اسی طرح کوئلہ پیس کر موم اور روغن گل میں ملا کر لگانا بھی نافع ہے۔

فائدہ: زاد المسافر میں میری نظر سے گزرا ہے کہ برگ آس سبز کا عصارہ سانپ ڈسے ہوئے شخص کی دوا ہے اور منجملہ اُس کے ٹھنڈا پانی پینا بھی نافع ہے کیونکہ دفع زہر کی اس میں خاصیت ہے اور نیز پیاز و لہسن اور گندنا کھانا بھی نافع ہے۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: کتاب العقائق میں اللہ تعالیٰ کے قول ''وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ'' (یعنی زلیخا نے کواڑ بند کیے) کے ذیل میں میری نظر سے گزرا ہے کہ ہر چند کہ آیت میں ''ابـواب'' بصیغۂ جمع واقع ہوا ہے لیکن بعض نے کہا ہے کہ بہت سے کواڑ نہ تھے بلکہ ایک ہی دروازہ تھا اور بصیغۂ جمع تعبیر کرنا تعظیم کے طور پر ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ''وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ'' (یعنی ہم میزانِ عدل قائم کریں گے) میں تعظیماً ''موازین'' کا لفظ بصیغۂ جمع مستعمل ہوا ہے اگرچہ اور توجیہ بھی ہو سکتی ہے مثلاً کہا جائے کہ چونکہ اشیاء موزونہ کثرت سے ہوں گی' اس لیے موازین بصیغۂ جمع مستعمل ہوا ہے' اگرچہ وہاں ایک ہی میزان دو پلّوں اور ایک جوتی (مراد ڈنڈی ہے جیسا کہ عموماً ترازو میں ایک ڈنڈی سے دو پلّے لٹکے ہوتے ہیں) سمیت ہو' اس کے ہر پلّہ میں اتنی وسعت ہو گی جس میں سارے آسمان اور زمین سما جائیں' عرش کی داہنی جانب نیکیوں کے لیے نور کا پلّہ ہو گا اور عرش کی بائیں جانب برائیوں کے لیے تاریکی کا پلّہ ہو گا' اُس میں زمرد سبز کے نامۂ اعمال رکھے جائیں گے۔ ہر نامۂ اعمال کا طول ستر ہاتھ کا ہو گا۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی درخواست کی تھی اور دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے' اُس وقت اُس (میزان) کو بھی دیکھا تھا اور خدا سے عرض کی تھی کہ اے پروردگار! بھلا نیکیوں سے اس کو کون بھر سکتا ہے' اس پر خدا نے اُن پر وحی کی تھی کہ جب میں کسی بندہ سے راضی ہو جاتا ہوں تو صرف ایک

چھوارے سے اسے بھر دیتا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! پانچ چیزیں ہیں جو قیامت میں آپ کی اُمت کے نامۂ اعمال کو وزنی کردیں گی' ایک "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی شہادت دینا' دوسرے پانچوں وقت نماز پڑھنا اور تیسرے "سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم" پڑھنا' چوتھے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کہنا' پانچویں استغفار کرنا' اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! میں اُن کے ہر حرف کو میزانِ عمل میں جبلِ اُحد سے بھی زیادہ وزنی کردوں گا' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! پانچوں نمازوں اور روزۂ رمضان سے میں زیادہ نہیں کرتا اور میرے پاس مال نہیں ہے جو میں خیرات کروں اور نہ میں حج کرتا ہوں' جب میں مروں گا تو کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: جنت میں' اُس نے عرض کیا: آپ کے ساتھ؟ آپ نے مسکرا کر کہا: ہاں! بشرطیکہ اپنے دل کو حسد سے اور زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو ممنوعاتِ خداوندی کے دیکھنے سے محفوظ رکھے اور کسی مسلمان کی تحقیر نہ کرے تو تُو میرے سامنے جنت میں ہوگا جیسے یہ میری دونوں ہتھیلیوں سامنے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مریض کی عیادت کرنے والے اور جنازہ کے ہمراہ جانے والے اور قبروں کے کھودنے والے' قیامت میں انبیاء کے زمرہ میں ہوں گے' خدا اُنؔ سے حساب کتاب نہ کرے گا اور نہ ان کو جنت سے روکے گا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کی: اے رب! آپ نے خلق کو پیدا کیا اور آپ نے اپنی نعمت سے اُن کی تربیت فرمائی' پھر کیا آپ قیامت میں انہیں دوزخ میں ڈال دیں گے؟ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! زراعت کرو' چنانچہ انہوں نے زراعت کی اور اُسے کاٹ لیا' خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ تم نے اپنی زراعت کے ساتھ کیا کیا! انہوں نے عرض کی: میں نے اُسے اٹھالیا' ارشاد ہوا: کچھ چھوڑا بھی' انہوں نے عرض کی: جو بے خیر اور بے فائدہ تھی' اُسے چھوڑ دیا' ارشاد ہوا: اے موسیٰ! میں بھی دوزخ میں انہیں کو ڈالوں گا جو خیر سے خالی ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت کھانے کے لیے مضطر ہو اور کھانے کا مالک اُس کے دینے سے

انکار کرے اور کہے: اگر صحبت کرانے پر راضی ہو تو دوں گا' اس کا کیا حکم ہے؟ محبّ طبری نے شرح تنبیہ میں کہا ہے کہ مجھے اس بارہ میں کوئی نقل نہیں ملی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے اور اس میں اور مردار کے کھانے کے جواز میں یہ فرق ہے کہ خود صحبت سے ضرر دفع نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ صحبت کے بعد بھی نہ کھلائے بخلاف مردار کھانے کے کہ خود اسی سے ضرر دور ہو جاتا ہے۔

حکایت: ایک مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو طواف میں یہ پڑھتے دیکھا:

يا لطيف يا كريم بلطفك القديم فان قلبي على العهد مقيم .

اپنے لطف قدیم سے لطف و کرم کرنے والے بلاشک میرا دل عہد پر قائم ہے۔

اور اس سے اُس کا سبب پوچھا' اُس نے کہا: اس سوتے ہوئے لڑکے کو دیکھ' میں بحری راستہ سے سفرِ حج کو نکلی تھی' جہاز ٹوٹ گیا اور میں ایک تختہ پر رہ گئی' ابھی تختہ ہی پر تھی کہ اُسی مصیبت میں میرے یہ بچہ پیدا ہوا' میں لڑکے کو گود میں لیے تھی اور موج مجھے تھپیڑے دے رہی تھی' اسی اثناء میں دیکھتی ہوں کہ ایک تختہ پر ایک مرد سوار ہے اور مجھے پھسلاتا ہے' میں نے اُس سے انکار کیا' اُس نے لڑکا مجھ سے لے کر دریا میں ڈال دیا' میں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا: اے اللہ! اے آدمی اور اُس کے دل کے درمیان آ جانے والے' میرے اور اس بندہ کے درمیان میں آ جا! یہ کہنا تھا کہ ایک جانور دریا میں سے نمودار ہوا' جس نے اُس کو پکڑ لیا اس کے بعد خدا نے ایک جہاز وہاں پہنچا دیا' جہاز والوں نے مجھے تختہ پر سے اُٹھا کر جہاز پر سوار کر لیا' پھر میں نے دیکھا کہ لڑکا اُن کے پاس ہے' میں نے اُن سے اُس کا ماجرا پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم نے اس کو ایک جانور کی پیٹھ پر سوار پایا تھا اور وہ اپنے انگوٹھوں سے دودھ پی رہا تھا' میں نے اُن سے کہا: یہ میرا لڑکا ہے اور اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں نے اُسے کچھ درہم دینا چاہے' وہ بولی: اے ناکارہ! میں تو تجھے خدا کے لطف اور احسان کی باتیں سناتی ہوں اور پھر بھی میں اُس کے غیر سے اپنی روزی لوں'

اس وقت میری زبان پر یہ شعر جاری تھے:

وکم للّٰہ من لطفٍ خفیٍ یدقُّ خفاہ عن فھم الذکی
وکم یسراتی من بعد عسرٍ وفرج لوعۃ القلب الشجّی
وکم ھم تساویہ صباحًا وتعقبّہ المسّرۃ بالعشی
اذا ضاقت بك الاسباب یومًا فثق بالواحد الاحد العلی

"خدا کے بہتیرے مخفی لطف ہیں' اُن کی پوشیدگی ذکی کے ادراک سے بھی زیادہ باریک ہے' سختی کے بعد بہتیری سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں اور انہوں نے دلِ غمگین کی جلن مٹادی ہے اور بہتیرے ایسے افکار ہوئے ہیں کہ صبح کو تم اُس سے غمزدہ ہوئے تو شام کو اس کے بعد تمہیں خوشی نے آلیا جب کبھی تم اسباب کی تنگی میں مبتلا ہوتو خدائے واحد بزرگ و یکتا پر بھروسہ کیے رہو۔

ابن مُلقن نے کتاب الحدائق میں ان ابیات کو ایک شخص سے نقل کر کے لکھا ہے جس کے پاس کسی بادشاہ نے ایک بیش قیمت جوہر امانت رکھا تھا' اس کے لڑکے نے اسے پھینک دیا اور چار ٹکڑے ہوگیا' اس سے وہ شخص نہایت فکرمند تھا کہ ایک آدمی اُسے ملا اور یہ اشعار اُسے سکھلا دیئے' اس شخص نے ان کی کثرت کی' دیکھتا کیا ہے کہ شاہی قاصد آیا اور اُس نے بیان کیا کہ بادشاہ کے سخت درد اُٹھا ہے اور حکیموں نے تجویز کیا ہے کہ اُس جوہر کو چار ٹکڑے کر کے پانی میں ڈال کر اس پانی کو پی لیا جائے' چنانچہ بادشاہ نے ہم کو اُس کے توڑنے کا حکم دیا ہے' اُس نے جواب دیا: بہت خوب! بسر و چشم اور جی میں بہت خوش ہوا اور کہا: پاکی خدا ہی کو سزاوار ہے جو اپنے بندوں پر لطف و کرم کرتا رہتا ہے۔

لطیفہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ انعام کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو اُس کے دشمنوں نے بہت سی افیون پلادی یہاں تک کہ لوگوں کو اُس کی ہلاکت کا گمان ہوگیا اور اُس کو ایک اندھیرے مکان میں ڈال دیا' وہاں ایک سانپ نے نکل کر اُس کے کاٹ کھایا' اُس کے کاٹنے سے افیون کا ضرر جاتا رہا' افیون خشخاش کا دودھ ہے' اپنی سردی کے باعث یہ قاتل ہے اور سانپ کا زہر اپنی حرارت سے ہلاک کرتا ہے' یہاں دونوں کی حرارت

وبرودت نے ایک دوسرے کا ضرر دور کر دیا۔

مسئلہ: روضہ میں بیان کیا ہے کہ قلیل مقدار میں افیون نافع ہے' اس لیے اس کی بیع درست ہے لیکن اگر ہلاکت کا باعث ہونے لگے تو درست نہیں۔

حکایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک جوان عشاء کی نماز کے لیے نکلا' کہیں ایک عورت کی نظر اس پر پڑ گئی' وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور خواستگار رہوئی' وہ اس کے پیچھے ہولیا اور اس کے گھر تک گیا' پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسے یاد آیا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا (۷:۲۰۱)

بے شک متقی لوگوں کو کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔

اور جب اُس نے پڑھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا' عورت نے اُس کو اپنے مکان کے دروزے پر نکال کر ڈال دیا' اُدھر سے اُس کا باپ نکلا' اُس نے اُسے دیکھا اور جب اُسے ہوش آیا تو اُس کا حال دریافت کیا' اُس نے دوبارہ اس آیت کو پڑھا اور جان نکل گئی' اس کے بعد جب اُسے دفن کر چکے تو یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی' اُنہوں نے اُس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا: اے فلاں شخص!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۔(۵۵:۴۶)

''جو اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے' اس کے لیے دو جنتیں ہیں''۔

اُس نے قبر کے اندر سے جواب دیا: خدا نے اپنے فضل سے مجھے دونوں عنایت کیں۔

حکایت: کسی تابعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ غزوۃ الفرس میں نکلے اور وہاں کے سردار کے قلعہ کا محاصرہ کیا' ایک خوبصورت عورت نمودار ہوئی اور اُس نے ہم لوگوں کو جھانک کر دیکھا' لشکر میں اُسے ایک خوبصورت جوان نظر پڑا' پھر اس کے پاس اُس نے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ! اس کے جواب میں اُس شخص نے اُس کو یہ کہلا بھیجا کہ ظاہری قلعہ ہمارے حوالے کر دے اور باطنی قلعہ خدا کے حوالے' اُس

نے کہا: ظاہری قلعہ تو میں سمجھی لیکن باطنی قلعہ میری سمجھ میں نہیں آیا' اُس شخص نے کہا: اپنا دل خدا کے حوالے کر دے' وہ بولی: اچھا! میں نے خدا کے حوالہ کر دیا اور قلعہ کھول دیا اور کہنے لگی: میں تیرے ہاتھ پر اسلام لانا چاہتی ہوں' اُس شخص نے کہا: میرے کیا بلکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر اسلام لا! جب اُن کے پاس حاضر ہوئی تو کہنے لگی: میں اُن سے بھی بڑے کے ہاتھ پر اسلام لانا چاہتی ہوں' اُس شخص نے کہا: اُن سے بڑے تو ان کے باپ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ ہیں' پس ہم لوگوں نے اُسے ان کے پاس پہنچا دیا' وہاں کہنے لگی: ان سے بھی بڑے کے ہاتھ پر اسلام لانا چاہتی ہوں' لوگ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر لے گئے' اُس کو دیکھ کر وہ اسلام لے آئی اور اُسی دم انتقال کر گئی۔

فوائد

پہلا فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں ایک روٹی خیرات کروں' آپ کے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے یا یہ کہ سو رکعت نماز پڑھوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک روٹی کا خیرات کرنا میرے نزدیک دو سو رکعت نفل نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے' پھر میں نے عرض کیا: ایک لقمہ حرام کا چھوڑنا آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا ہزار رکعت ادا کرنا؟ آپ نے فرمایا: ایک لقمہ حرام کا چھوڑنا میرے نزدیک تو دو ہزار رکعت نفل نماز سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے' پھر میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! غیبت کا چھوڑنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا دو ہزار رکعت ادا کرنا؟ آپ نے فرمایا: غیبت کا چھوڑنا تو میرے نزدیک دس ہزار رکعت نفل سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے' پھر میں نے کہا: بیوہ کی حاجت کا پورا کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا دس ہزار رکعت ادا کرنا؟ آپ نے فرمایا: بیوہ کی حاجت کا پورا کرنا میرے نزدیک تیس ہزار رکعت نماز سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے' پھر میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھنا افضل ہے یا مسجد میں بیٹھنا؟ آپ نے فرمایا: اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک ساعت بیٹھنا میرے نزدیک میری اس مسجد میں اعتکاف کرنے سے بھی افضل ہے' پھر میں نے کہا: اپنے اہل و

عیال پر خرچ کرنا آپ کے نزدیک افضل ہے یا راہِ خدا میں خرچ کرنا؟ آپ نے فرمایا: تمہارا ایک درہم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا میرے نزدیک راہِ خدا میں ایک اشرفی کے خرچ کرنے سے افضل ہے' پھر میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اپنے والدین سے سلوک کرنا آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا ہزار برس کی عبادت؟ آپ نے فرمایا: اے انس!

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (۸۱:۱۷)

یعنی حق آیا اور باطل مٹ گیا' بے شک باطل مٹنے والا ہی ہے۔

والدین سے سلوک کرنا میرے اور خدا کے نزدیک دو ہزار برس کی عبادت سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو وصیتیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے کچھ وصیت کیجئے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ سارے اُمور کی اصل ہے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور وصیت کیجئے' آپ نے فرمایا: تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ زمین میں یہ تمہارے لیے نور ہوگا اور آسمان میں تمہارے ذکر و یاد کا باعث ہوگا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ ہنسنے سے پرہیز رکھا کرو کیونکہ یہ دل کو مردہ کردیتا ہے اور چہرہ کا نور دور کردیتا ہے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق بات کہا کرو اگرچہ تلخ ہو' میں نے عرض کیا: اور کچھ وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرو' میں نے عرض کیا: اور وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاموش زیادہ رہا کرو کیونکہ زیادہ خاموشی شیطان کو بھگاتی ہے اور تمہارے دین پر تمہاری مددگار ہوتی ہے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جہاد کیا کرو کیونکہ یہ میری امت کی رہبانیت ہے' بعض نے کہا ہے کہ رہبانیت کے معنی ہیں: سیاحی کرنا اور پہلے زمانہ میں دستور تھا کہ جب کسی پر خوف غالب ہوتا تو وہ زمین میں سیاحت کو اختیار کرتا' چنانچہ اسی وجہ سے عیسیٰ مسیح کہلاتے ہیں کیونکہ وہ زمین میں سیاحت کیا کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ مسیح' مسح سے مشتق ہے جس کے معنی چھونا ہیں اور وہ جس مریض کو چھوتے تھے' فضلِ خدا سے وہ صحت یاب ہوتا تھا' رہا یہ امر کہ دجال بھی مسیح کہلاتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ساری زمین پر سوائے مکہ اور مدینہ کے گشت لگائے گا اور ان دونوں شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا اور اُس کو دجال اس لیے کہتے ہیں کہ دجل کے معنی خلط ملط اور ملمع کرنا ہیں اور وہ نہایت گڑبڑ مچائے گا اور ایسا خلط ملط کرے گا کہ حق و باطل کا پہچاننا مشکل ہو جائے گا' میں نے پھر کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے اور وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکینوں سے محبت رکھو اور اُن کی ہم نشینی اختیار کرو' اس کا بیان باب الزکوٰۃ میں انشاء اللہ آئے گا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم سے نیچے درجے کے ہوں اُن کو دیکھا کرو اور جو تم سے اونچے ہوں اُن کو نہ دیکھا کرو کیونکہ اس طرح تم اس لائق رہو گے کہ جو خدا کی نعمت تم پر ہے اُس کو نظرِ تحقیر سے نہ دیکھو گے' میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور وصیت کیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو چاہیے کہ تم اپنے نفس کا جو حال جانتے ہو وہ تم کو لوگوں کی عیب جوئی سے باز رکھے اور تمہارے لیے یہی عیب کافی ہے کہ جو بُرائی تمہیں دوسروں میں معلوم ہوتی ہے' وہ اپنے نفس میں معلوم نہ کر سکو۔ اس کو ابن حبان رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح حدیث کی کتاب میں روایت کیا ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

دوسرا فائدہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور ہم لوگ مسجد میں تھے' آپ نے فرمایا: میں نے شب گزشتہ میں اپنی اُمت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے پاس ایک فرشتہ روح قبض کرنے کے لیے آیا تھا' اُسی اثناء میں اپنے والدین سے جو حسنِ سلوک اُس نے کیا تھا وہ آ پہنچا اور اُس نے

اُسے باز رکھا اور اپنی امت کے ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ عذابِ قبر اُس پر پھیل پڑا اُس وقت اُس کے وضو نے آ کر اُسے چھڑایا اور اپنی امت کے ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ گروہ کے گروہ انبیاء کے چلے آتے ہیں اور جس گروہ کے پاس وہ جاتا ہے ہنکایا جاتا ہے' آخر کار اُس کے پاس جنابت کا جو ایک بار غسل کیا تھا وہ آ پہنچا اور اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے میرے پاس لا بٹھایا اور اپنی امت کے ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازوں تک پہنچ گیا لیکن دروازے اُس پر بند ہو گئے' اُس وقت لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت آ پہنچی اور اُس نے دروازے کھلوا کر جنت میں اُسے داخل کر دیا۔

تیسرا فائدہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چودہ حدیثوں کے راوی ہیں اور اُن کے والد بھی صحابی تھے جو ایک سو تیس حدیثوں کے راوی ہیں۔

لطیفہ: کسی مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس سو رہا تھا' دیکھتا کیا ہوں کہ آپ مع اپنے دونوں صاحبوں (ابوبکر وعمر) کے قبر سے نکلے اور ایک کاغذ منگا کر یہ تحریر فرمایا: منجانب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ کی خدمت میں! میں اُس شئی کو جو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں تحریر کرتا ہوں کہ میری اُمت نے آپ کی کتاب کو پڑھا اور آپ کے نام کی یاد کی اور میری قبر کی زیارت کی' اس اُمید میں کہ آپ اُن کی مغفرت فرمائیں' اے اللہ! آپ اُن کی مغفرت فرمایئے' اس کے بعد آپ کا نامہ اُڑ گیا' ہم دیکھتے کیا ہیں کہ آپ کے پاس ایک دوسرا نامہ آ پہنچا' اُس میں لکھا تھا: "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" یہ نامہ عزیز و حکیم خدا کی جانب سے اپنے بندہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب! آپ نے جس شئی کو میں آپ سے زیادہ جانتا تھا میرے پاس لکھ بھیجا ہے بے شک آپ کی اُمت نے میری کتاب کو پڑھا' میرے نام کی یاد کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی' اس اُمید میں کہ میں اُن کی مغفرت کروں' اچھا! میں نے اُن کی مغفرت کی اور اُنہیں بخش دیا۔

نمازوں کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ۔(۲۹:۴۵)

بے شک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے باز رکھتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پنج وقتہ نماز پڑھا کرتا تھا لیکن فواحش میں سے ایسا کوئی نہ تھا جس کا وہ ارتکاب نہ کرتا ہو' لوگوں نے اس ماجرے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی' آپ نے فرمایا کہ بے شک اُس کی نماز کسی نہ کسی دن اسے روک دے گی' اس کے بعد کچھ مدت نہ گزری تھی کہ وہ تائب ہو گیا اور اُس کا حال درست ہو گیا' اُس وقت آپ نے ارشاد فرمایا: دیکھو! میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ اُس کی نماز اُس کو کسی نہ کسی دن روک دے گی' اس کو ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ: نماز معراج کی شب مکہ میں فرض ہوئی' اُس کو رَوضہ میں بیان کیا ہے اور فتاویٰ میں یہ جواب دیا ہے کہ شب معراج سے قبل فرض ہوئی' لیکن صحیح اوّل ہی ہے۔ شرح مہذب میں مذکور ہے: جو شخص روزہ اور نماز میں سے کسی کی کثرت کرنا چاہے تو نماز کی کثرت افضل ہے' البتہ ایک روز کا روزہ دو رکعت نماز سے افضل ہے۔

لطیفہ: نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ زیادہ حسین ہیں یا حضرت یوسف علیہ السلام تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مجھ سے خوبروئی میں بڑھے ہوئے تھے اور میں خوش خلقی میں' اس کے بعد جبریل نازل

ہوئے اور آ کر کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! خدائے کریم نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ آپ کا نور اور حضرت یوسف علیہ السلام کا نور دونوں صُلب آدم میں جمع ہوئے تو حسن و جمال تو حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے ہو گیا اور فرض نمازیں وزکوٰۃ اور سرداری اور زُہد اور قناعت ورفعت اور شفاعت آپ کو عنایت ہوئی۔

حکایت: میں نے حضرت نیشاپوری کی کتاب نزہۃ میں دیکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک عورت کو پھسلانا چاہا' اُس نے اس معاملہ کی اپنے خاوند کو خبر دی' اس نے کہا کہ اُس شخص سے کہہ کہ میرے خاوند کے پیچھے چالیس روز صبح کی نماز پڑھے پھر جو تو چاہتا ہے میں مان لوں گی' اس عورت نے اس سے کہا اور اُس نے ویسا ہی کیا' اس کے بعد اس عورت نے اس سے خواہش ظاہر کی' اُس نے جواب دیا کہ میں خدا سے توبہ کر چکا ہوں' یہ خبر اُس نے اپنے خاوند سے کہی' اس نے کہا کہ خدائے عظیم نے سچ فرمایا ہے: بے شک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے باز رکھتی ہے۔

لطیفہ: سورۂ عنکبوت کی تفسیر میں حضرت علائی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نماز موحدین کی شادی ہی ہے' کیونکہ اس میں رنگ برنگ کی عبادات مجتمع ہیں جیسے کہ شادی میں رنگ برنگ کے کھانے مجتمع ہوتے ہیں' جب بندہ دو رکعت نماز پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: اے میرے بندے! باوجود اپنے ضعف کے تو نے قیام ورکوع وسجود وقرأت اور تہلیل (لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ) تحمید وتکبیر وسلام طرح طرح کی عبادتیں ادا کی ہیں' باوجود اپنے جلال کے مجھے بھی یہ زیبا نہیں ہے کہ میں تجھے جنت سے جس میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں روک دوں' میں نے تیرے لیے جنت اور اُس کی نعمتیں واجب کر دیں جیسے کہ تو نے قسم قسم کی میری عبادت کی اور میں تجھے اپنے دیدار کا شرف بخشوں گا جیسے تو نے وحدانیت کے ساتھ مجھے پہچانا ہے' میں کرم ولطف کرنے والا ہوں' تیرا عذر پذیر کروں گا اور اپنی رحمت سے تیری نیکی قبول کر لوں گا کیونکہ مجھے تو بہت کافر عذاب کرنے کے لیے مل جائیں گے اور میرے سوا تجھے کوئی خدا نہ ملے گا جو تیرے گناہوں کی مغفرت کرے' اے میرے بندے! ہر رکعت کے عوض میں تجھے جنت میں ایک محل اور حور ملے گی اور ہر سجدے کے عوض میں ایک ایک بار

میرا دیدار میسر ہوگا۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ بروایت اپنے والد کے اور وہ بروایت اپنے والد کے اور وہ بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نماز ربّ کی خوشنودی اور فرشتوں کی محبت اور انبیاء کی سنت اور نور معرفت اور ایمان کی اصل ہے اور دعا اعمال کی قبولیت اور روزی کی برکت اور دشمنوں (سے بچاؤ) کا ہتھیار اور شیطان کی کراہت اور ملک الموت سے سفارش کرنے والی اور نور قلب اور پہلو کے نیچے کا فرش اور منکر ونکیر کا جواب اور قبر میں قیامت تک کے لیے ہمدم اور زائر ہوگی' پھر جب قیامت قائم ہوگی تو نماز اُس پر سایہ اور اُس کے سر پر تاج اور اس کے بدن کا لباس بن جائے گی اور تجلی نور بن کر اُس کے سامنے دوڑے گی اور اس کے اور دوزخ کے درمیان میں حجاب ہو جائے گا۔ ربّ العالمین کے سامنے مسلمانوں کی حجت اور میزان میں (نیکیوں کا) بوجھ اور پل صراط پر سے گزرنے کا ذریعہ اور جنت کی کنجی ہوگی کیونکہ نماز میں تحمید و تسبیح و تقدیس و تعظیم اور قرأت اور دعا اور تمجید ہوتی ہے' اسی لیے کہ تمام اعمال میں سے افضل اپنے وقت پر نماز کا ادا کرنا ہے۔

فائدہ: جب فرشتوں نے خدا سے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں عرض کیا تھا: کیا آپ اس میں (زمین میں) ایسے کو مقرر کرتے ہیں جو اُس میں فساد برپا کرے گا' تو خدا کا اُن پر غیظ وغضب ہوا پھر بعضوں کو ختم کر ڈالا اور بعضوں کی توبہ قبول کر لی' چنانچہ انہیں میں سے منکر ونکیر ہیں اور اُن کو اُس چشمہ میں وضو کرنے کا حکم دیا جو عرش کے نیچے سے نکلا ہے' پھر جبریل علیہ السلام نے اُن کو دو رکعت نماز پڑھائی' یہ وضو اور جماعت کی نماز کی اصل ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی بندہ پورا وضو نہیں کرتا (وضو مکمل ہونے سے پہلے ہی) جس کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں' اس کو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اسنادِ حسن سے روایت کیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان کلی نہیں کرتا جس کی ساری خطائیں جو اُس نے اُس روز زبان سے کی ہوں خدا بخش نہ دیتا ہو اور کوئی اپنا ہاتھ نہیں دھوتا جس کے

اُس دن کے سارے ہاتھ کے گناہ نہ بخش دیئے جاتے ہوں اور کوئی اپنے سر کا مسح نہیں کرتا جو اُس دن کی طرح نہ ہو جاتا ہو جس دن وہ اپنی ماں سے پیدا ہوا تھا' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب مسلمان وضو کرتا ہے تو اُس کے کان سے آنکھ سے دونوں ہاتھوں سے' دونوں پیروں سے گناہ نکل جاتے ہیں' پھر اگر بیٹھتا ہے تو بخشا بخشایا ہوا ہو کر بیٹھتا ہے' اس کو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ: وضو کے بعد دو ہلکی یعنی مختصر رکعتیں پڑھنا مستحب ہے' چاہے جو وقت ہو (یعنی اوقاتِ مکروہہ کے علاوہ) اور اس میں تحیۃ الوضوء کی نیت کرے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرلے پھر دو رکعت نماز پڑھے جن میں وہ اپنے جی سے سوائے خیر کے اور باتیں نہ کرتا ہو' خدا اُس کے سارے اگلے گناہ بخش دیتا ہے۔

(ارکان' وضو کے چھ ہیں:) جب اول منہ دھونے لگے تو نیت کرنا' مثلاً دل میں کہے کہ میں فرض وضو کی نیت کرتا ہوں' (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نیت فرض یا شرط نہیں: مصحح) یا جس ضرورت کے لیے وضو کرتا ہو اُس کا نام لے' مثلاً واسطے درست ہونے نمازِ عید کے' (امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں ہر عبادت کی علیحدہ نیت ہے جیسے نماز عید' نمازِ جنازہ' تلاوتِ قرآن وغیرہ[1] مصحح)

پھر چہرہ دھونا' پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا' پھر تھوڑے سر کا مسح کرنا یا کانوں سمیت اکثر سر کا مسح کرنا' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یا سارے سر کا' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یا چوتھائی سر کا' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پھر دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھونا پھر ترتیب کی رعایت رکھنا' نواقض وضو آگے یا پیچھے سے جو کچھ خارج ہو وہ ناقض وضو ہے' مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو شے نادر ہو مثلاً کنکری وہ ناقض نہیں اور اگر کسی کے معدہ کے نیچے (سینہ کے نیچے جو پست جگہ ہے وہ اُس کا مقام ہے) اوپر سے سوراخ ہو جائے اور دونوں راستے پیدائشی بند ہوں تو اس سوراخ سے کسی شے کے نکلنے سے

---

[1] جس عبادت کے لئے وضو کیا۔ اس کی تکمیل پر وضو ختم' اب دیگر نمازوں یا دیگر عبادات کے لئے نیا وضو کرنا ہوگا لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب تک وضو قائم ہے تمام قسم کی عبادت کے لئے کافی ہے۔ مصحح

وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اوپر سے سوراخ ہو جائے اور دونوں راستے عارضی طور پر بند ہو گئے ہوں یا نیچے سے سوراخ ہو جائے اور دونوں راستے کھلے ہوئے ہوں اور اس سوراخ سے کچھ نکلے تو وضوء نہیں ٹوٹتا' پیشاب یا پاخانے کے مقام کو ہتھیلی کی طرف سے ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہتھیلی کی پشت کی طرف سے ہاتھ لگانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے' اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شہوت کی شرط لگائی ہے' اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کہیں ہاتھ لگانے سے کسی حالت میں وضو نہیں ٹوٹتا اور اجنبی عورت کو چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ شہوت نہ ہو (امام شافعی کے پاس) بخلاف احمد رحمۃ اللہ علیہ کے' اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر قصداً عورت کو ہاتھ لگایا اور لذت پائی تو بلا خلاف وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر دونوں باتیں نہ ہوں تو بلا خلاف وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر دونوں میں سے ایک بات موجود ہو تو راجح قول کے موافق ٹوٹ جاتا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو اونٹ کا گوشت کھائے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (دیگر ائمہ کے نزدیک ایسا نہیں) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا واجب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو وضو پر خدا کا نام نہ لے (یعنی بسم اللہ نہ پڑھے) اُس کا وضو نہیں پس اگر کوئی بسم اللہ کو عمداً ترک کرے تو وضو باطل ہے اور ائمہ ثلاثہ (امام مالک' امام ابوحنیفہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہم) بسم اللہ پڑھنے کو مستحب کہتے ہیں اور حنفیہ کی کتاب تاتارخانیہ میں ہے: ''بسم اللّٰہ العظیم الحمد للّٰہ علٰی دین الاسلام'' پڑھے' اور روضہ میں ہے: ''بسم اللّٰہ الحمد للّٰہ الذی جعل المآء طهورًا'' (جمیع حمد خدا کو سزاوار ہے جس نے پانی کو ذریعہ طہارت بنایا) پڑھے' اور طبقات ابن السبکی میں استاذ ابی منصور بغدادی سے مروی ہے کہ تسمیہ مسنونہ دونوں ہاتھ دھونے کے وقت یہ ہے: ''بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلٰی ملة رسول اللّٰہ'' ۔ اور احیاء العلوم میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' ہے' اور شرح مہذب میں ہے کہ اگر فقط بسم اللہ کوئی کہے تو بلا خلاف بسم اللہ کہنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں سنت ہیں' اگرچہ اسی طرح ہوں کہ ناک اور منہ میں صرف پانی ڈال لیا جائے۔ امام

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وضو اور غسل میں اُن دونوں کو واجب قرار دیا ہے اور امام ابوحنیفہ صرف غسل میں اُن کے موافق ہیں' ہاتھ کے دھونے میں' کہنی کو شامل کرنا اور پیر کے دھونے میں ٹخنوں کو شامل کرنا ضروری ہے' لیکن امام مالک اور زفر رحمۃ اللہ علیہما کا اس میں خلاف ہے اور وضو کرتے وقت قبلہ رُخ ہونا اور بلاضرورت بات نہ کرنا مستحب ہے کیونکہ وارد ہوا ہے کہ وضو کرنے والے پر جب وہ وضو کرتا ہے رحمت نازل ہوتی رہتی ہے' جب وہ بات کرتا ہے رحمت اُٹھ جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو وضو کر کے "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" (کوئی بات) بولنے سے پہلے پڑھتا ہے تو دونوں وضوء کے درمیان جو کچھ اُس سے ہوتا ہے خدا بخش دیتا ہے' وضو کے بعد "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کا ارشاد فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ منادی ندا کرتا ہے کہ اے رحمٰن کی مدح کرنے والے اُٹھ! اور جنت میں داخل ہو جا! اور "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ الخ" پڑھنا بھی مستحب ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص وضو کے بعد "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ الخ" پڑھتا ہے اس کے چالیس برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں' پس اگر کہا جائے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ وضو میں انہیں چار اعضاء کا دھونا فرض ہوا؟ تو جواب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام شجرہ کی طرف اپنے دونوں پیروں سے چل کر گئے تھے' دونوں آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا' دونوں ہاتھوں سے اُس میں سے لیا تھا اور اُس کے پتے اُن کے سر میں چھو گئے تھے اور بعض نے کہا: وجہ یہ ہے کہ بندہ جو چہرہ دھوتا ہے تو قیامت میں اُس کا چہرہ حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے کے مثل ہوگا اور ہاتھ جو دھوتا ہے تو اپنے داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال لے گا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے داہنے ہاتھ میں تختیاں لے لی تھیں اور وہ دس تختیاں تھیں اور ہر تختی کے دو رُخ تھے' ایک رُخ زمرد سبز کا' ایک رُخ یاقوت سرخ کا' اور مجاہد نے کہا ہے: زمرد سبز کا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ "كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ" میں خدا نے کتابت کی نسبت اپنی طرف تعظیماً کر دی ہے کیونکہ تحریر خدا کے حکم سے تھی اور لکھا جبریل علیہ السلام نے

تھا اُس قلم سے جس سے ذکر لکھا گیا تھا اور نور کے چشمہ سے روشنائی حاصل کی تھی اور اس کے بعد ''مِنْ كُلِّ شَىْءٍ'' سے مراد یہ ہے کہ اُن کے دین کی جتنی ضروریات تھیں اُس میں سب تھیں اور اللہ تعالیٰ کے قول: ''وَاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا'' (۱۴۵:۷) (اپنی قوم کو حکم دے کہ اُس میں سے جو بہتر ہو اس کو اختیار کر لیں) میں بعض نے کہا ہے کہ ''اَحْسَنِهَا'' سے فرائض مراد ہیں اور فرائض نوافل سے بہتر ہوتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ معاف کر دینا قصاص لینے سے بہتر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ صبر بدلہ لینے سے بہتر ہے اور سر پر مسح جو کرتا ہے اس پر عزت کا تاج رکھا جائے گا' جیسے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر تھا اور پیر جو دھوتا ہے تو عمدہ سواریوں پر سوار ہو گا جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے تھے۔

اگر کہا جائے: اس کی کیا وجہ ہے کہ وضو میں چار اعضاء کا غسل ہے اور تیمم میں صرف چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح ہے؟ جواب یہ ہے کہ سر پر مٹی ڈالنا مصیبت کی علامت ہے اور بندہ اپنے آقا کی فرماں برداری سے خوش ہوا کرتا ہے نہ کہ اُسے مصیبت سمجھتا ہے اور بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد علی القواعد میں بیان کیا ہے کہ تیمم میں چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی مٹی سے مسح کرنے میں خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں پیر تو غالباً مٹی (زمین) سے ملے ہوتے ہیں اور سر چھپا ہوتا ہے۔ اس لیے پیروں پر مسح کرنے سے جب مٹی اور جمتی تو بہت میل جمع ہو جاتا بخلاف چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے' اور بعض نے کہا: چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے مسح کے ساتھ خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ آخرت میں انہیں دونوں پر زیادہ خوف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۔(۸۰:۴۰)

بہتیرے چہرے اُس دن غبار آلودہ ہوں گے۔

اور

مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ (۶۹:۲۵)

جس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

مؤلف نے کہا ہے: اگر کہا جائے کہ خوف تو پیروں پر بھی ہے کہ پل صراط پر سے کہیں پھسل نہ جائیں، جواب یہ ہے کہ پل صراط پر گزرنے سے پہلے ہی نامۂ اعمال اُڑ اُڑ کر ہاتھوں میں پہنچ چکے ہوں گے، پس جس کے داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا وہ پل صراط پر لغزش قدم سے بے خوف ہوگا اور بعض نے کہا: چہرہ اور ہاتھوں کے مٹی سے مسح کرنے میں تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے تیمّم میں ایک دشوار شی کے عوض میں آسان شی مقرر کی ہے یعنی صرف دو عضو کا مسح کرنا اور اس لیے کہ وضو اصل ہے اور تیمّم اس کا بدل ہے اور بدل مبدل منہ سے آسان ہوتا ہے۔

فائدہ: وضو کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے، اور زوائد روضہ میں ہے: بلا عذر کھڑے ہو کر پانی پینا خلافِ اولیٰ ہے اور اس کے فتاویٰ میں اس کی کراہت کی تصریح کی ہے اور نیز وضو پر محافظت کرنا مستحب ہے، کیونکہ خبر میں وارد ہوا ہے: خدا کا ارشاد ہے: جس نے حدث کیا اور وضو نہیں کیا مجھ پر اُس نے جفا کی اور جس نے حدث کیا اور پھر وضو کر کے نماز پڑھی اور مجھ سے دعا نہ مانگی اُس نے مجھ پر جفا کی، اور جس نے حدث کیا اور پھر وضو کر کے نماز پڑھی اور اُس نے مجھ سے دعا مانگی اور میں نے اُس کی دعا قبول نہ کی تو میں نے اُس پر جفا کی حالانکہ میں ایسا ربّ نہیں ہوں جو جفا و سختی کروں۔

حکایت: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف ایک قاصد بھیجا اور اس کا ایک راہب کے دیر پر گزر ہوا تو اس نے کواڑ کھٹکھٹائے، اس نے ذرا دیر کے بعد کواڑ کھولے اُس سے اس کا سبب جو پوچھا تو کہنے لگا: خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی تھی کہ جب تمہیں کسی شیطان (یا کسی بھی شے) کا ڈر ہو تو وضو کر لیا کرو اور گھر والوں کو بھی اسی کا حکم کرو کیونکہ جو باوضو رہتا ہے جس کا اسے خوف ہوتا ہے اُس سے امن میں رہتا ہے، اسی لیے جب تک ہم سب نے وضو نہ کر لیا تمہارے لیے دروازے نہ کھولے اور طبقات ابن السبکی میں ہے: خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ! وضو کرو کیونکہ اگر تم کو کوئی چیز پیش آ جائے اور اس وقت تم باوضو نہ ہو تو سوائے اپنے کسی کو ہرگز ملامت نہ کرو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے انس! اگر تم سے

ہو سکے تو ہمیشہ باوضو رہا کرو کیونکہ جب ملک الموت بندہ کی روح قبض کرتا ہے اور وہ باوضو ہوتا ہے تو اس کے لیے شہادت لکھی جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو وضو کرے اور پورا وضو کرے پھر نماز پڑھنے کھڑا ہو اور جو پڑھتا ہو اُسے سمجھتا جاتا ہو اور پھر بھی اپنے گناہوں سے نکل نہ جائے' اس طرح کہ گویا آج اپنی ماں سے پیدا ہوا ہے' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک نیکوکار عورت تھی' تنور میں روٹیاں لگا کر نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گی' اتنے میں شیطان ایک عورت کی صورت بن کر آ موجود ہوا اور کہنے لگا: روٹیاں جل رہی ہیں' اس نے التفات نہ کیا پھر اُس کے لڑکے کو پکڑ کے تنور میں ڈال دیا' اس پر بھی اُس نے التفات نہ کیا' اتنے میں اُس کا خاوند آیا اور اُس نے لڑکے کو دیکھا کہ تنور میں چنگاریوں سے کھیل رہا ہے اور خدا نے اُن کو عقیق سرخ بنا دیا ہے' اس ماجرے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر دی' انہوں نے فرمایا: اُس عورت کو میرے پاس بلالاؤ' چنانچہ وہ بلائی گئی' انہوں نے پوچھا کہ تو کیا عمل کرتی ہے؟ وہ بولی: یاروح اللہ! میرا کبھی وضو شکست نہیں ہوتا کہ اس کے بعد فوراً وضو نہ کر لیا کرتی ہوں اور کبھی وضو نہیں کرتی کہ دو رکعت نماز (تحیۃ الوضو) نہ پڑھ لیا کرتی ہوں اور کبھی کسی نے کوئی حاجت جس میں خدا راضی رہے مجھ سے نہیں چاہی جس کو میں نے پورا نہ کر دیا ہو' میں زندوں کی ایذا ایسی ہی برداشت کرتی ہوں جیسے مردے برداشت کیا کرتے ہیں۔

فوائد: ایک بار جبریل علیہ السلام' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے' اُن کے پاس ایک سونے کا تخت تھا جس کے پائے چاندی کے تھے' اُس میں یاقوت و موتی و زبر جد جا بجا جڑے ہوئے تھے اور سندس و استبرق کا اُس پر فرش بچھا تھا' مکہ کے پہاڑوں میں آ کر زمین پر ٹھہرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور اُس تخت پر بٹھلایا' اس وقت اُن کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے' جبریل علیہ السلام نے زمین پر اپنا بازو جو مارا تو پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا' پھر جبرئیل علیہ السلام نے وضو کیا' اس طرح کہ اپنے اعضاء تین تین بار دھوئے' تین بار کلی کی' تین بار ناک میں پانی ڈالا' پھر:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِنَّكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ۔

"میں شہادت دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں' آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے"۔

پڑھ کر آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اٹھئے اور آپ بھی ایسا ہی کیجئے جیسا میں نے کیا ہے' چنانچہ آپ نے ویسا ہی کیا اُس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو آپ ہی کی طرح یہ عمل کرے گا' اس کے بھی سارے گناہ' نئے پرانے' پوشیدہ و ظاہر' خواہ ارادہ سے ہوں یا بلا ارادہ سب بخش دیئے جائیں گے اور اُس کا گوشت اور خون دوزخ پر حرام ہو جائے گا۔

فائدہ: وضو میں مسواک کرنا مستحب ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے: اگر میں اپنی اُمت پر شاق نہ خیال کرتا تو اُن کو ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دے دیتا' تاہم ہر نماز کے لیے مسواک کرنا سنت ہے' کیونکہ آپ نے فرمایا ہے: مسواک کے ساتھ دو رکعتیں بلا مسواک کی چار سو نمازوں کے برابر ہیں اور جس نے مسواک کے ساتھ دو رکعتیں ادا کیں' گویا کہ اس شخص نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کیا اور گناہوں سے ایسا صاف نکل آیا جیسے خمیر سے بال نکل آتا ہے۔ تحفۃ الحبیب میں مذکور ہے: اور جس وقت منہ کے مزے میں تبدیلی معلوم ہونے لگے اور تلاوت کے وقت اور خواب سے بیدار ہونے اور گھر میں داخل ہونے کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے اور داہنی طرف سے مسواک کرنا شروع کرے اور سنت وضو کی نیت کرے' اس طرح کہ میں وضو کی سنت کی نیت کرتا ہوں اور وضو کے سوا مسنون نیت مسواک کی نیت کر لے۔ تیسرا فائدہ: میں نے ابن طرحان کی طب نبوی میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت مروی دیکھی ہے کہ مسواک میں دس فائدہ ہیں: منہ خوشبودار ہوتا ہے' مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں' بلغم دور ہوتا ہے' آنکھوں میں چمک آتی ہے' دانتوں کی جڑیں

کھلنا موقوف ہو جاتا ہے اور معدہ کی اصلاح ہوتی ہے (اور بڑی بات یہ کہ) سنت کی موافقت ہوتی ہے' فرشتے خوش ہوتے ہیں' پروردگار کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔ میں نے احیاء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت دیکھی ہے' آپ نے فرمایا: تمہارا منہ قرآن کا راستہ ہے پس اس کو مسواک سے خوشبودار رکھا کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا برابر حکم کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ پر اس بارے میں کوئی وحی نازل ہو جائے گی اور میں نے صحیح بخاری میں دیکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر شاق نہ سمجھتا تو ہر نماز کے وقت اُن کو مسواک کرنے کا حکم دے دیتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اس میں شک نہیں کہ بندہ جب مسواک کرتا ہے' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو فرشتہ اُس کے پیچھے کھڑا ہوا اُس کی قرأت کو سنتا رہتا ہے اور اتنا قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے' اس کو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ جس کے دانت نہ ہوں وہ دانت کے مقام پر نرمی سے مسواک پھیر لیا کرے جس طرح کہ جس مُحرِم کے سر پر بال نہ ہوں' اُس کا سر پر استرہ پھیر لینا مستحب ہے۔ چوتھا فائدہ: اگر ضرورت ہو تو وضوء میں کسی سے پانی منگا لینا یا پانی ڈالنے میں مدد لے لینا مکروہ نہیں' بلکہ کبھی واجب ہو جاتا ہے اگر خود دھوتا ہو تو انگلیوں کے سروں سے دھونا شروع کرنا چاہیے اور اگر کوئی دوسرا پانی ڈالتا ہو تو کہنی سے شروع کرنا چاہیے' روضہ میں کہا ہے کہ شرح مہذب میں انگلیوں سے شروع کرنا مطلقاً مختار قرار دیا ہے اور اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثرین سے نقل کیا ہے' اور مہمات میں کہا ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے اور ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے بیچ میں داخل کر کے خلال کر لے اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے خلال کرے' داہنے پیر کی چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو پانی سے انگلیوں کا خلال نہ کرے گا' خدا قیامت میں آگ سے اُن میں خلال کرے گا' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور مُحرِم

کے سوا اوروں کو ڈاڑھی میں خلال کرنا مستحب ہے اور شرح مہذب میں ہے کہا ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرنا نماز اور مسجد میں اور راستہ میں منع ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ بقر کے شروع میں بیان کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تو وضو کر کے مسجد کو جائے تو اپنی اُنگلیاں ایک دوسرے میں داخل نہ کر (یعنی تشبیک نہ کر) کیونکہ تو نماز میں ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ زوائد روضہ میں تصحیح کی ہے کہ گردن پر مسح نہ کیا جائے' لیکن احناف رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو مستحب کہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: گردن پر مسح کرنا قیامت کے روز طوق سے پناہ ہے۔

پانچواں فائدہ: حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت ہے کہ جو وضو سے فارغ ہونے کے وقت:

اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واغفرلی انك علٰی کل شیء قدیر۔

اے اللہ! مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور طہارت حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے اور مجھے بخش دے! بے شک تجھے ہر شئی پر قدرت ہے۔

پڑھے تو اُس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں' اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ احیاء میں ہے کہ:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْـدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سبحانك اللّٰھم وبحمدك لا الٰه الا انت عملت سوءً وظلمت نفسی استغفرك واتوب الیك فاغفرلی وتب علی انك انت التواب الرحیم ۔ اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی من عبادك الصالحین واجعلنی صبورًا شکورًا واجعلنی اذکرك کثیرًا واسبحك بکرةً واصیلًا ۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کے کوئی معبود نہیں اور

میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں' آپ پاک ہیں اے اللہ! آپ ہی کے لیے حمد ہے' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے بُرا کیا اپنے نفس پر ظلم کیا' میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ سے توبہ کرتا ہوں' مجھے بخش دیجئے اور میری توبہ قبول کیجئے! بے شک آپ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے اور اپنے نیک بندوں سے بنا دے اور مجھے صابر وشاکر بنا دے اور مجھے ایسا بنا دے کہ آپ کی بہت یاد کیا کروں اور صبح وشام آپ کی تسبیح کیا کروں۔

پڑھے جو وضو کے بعد اس کو پڑھتا ہو اس کے وضو پر مہر لگا دی جاتی ہے اور عرش کے نیچے تک اُس کے لیے رفعت کی جاتی ہے' وہ خدا کی تسبیح اور تقدیس میں مشغول رہتا ہے اور قیامت تک اُس کے لیئے اس کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

چھٹا فائدہ: اگر وضو توڑنے کے لئے کسی پر زبردستی کی جائے تو تیمم کرلے' رویانی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ اُس پر قضا نہیں۔ ساتواں فائدہ: خدا نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کے چار چہرے ہیں اور ایک چہرہ سے دوسرے چہرہ تک ہزار برس کی مسافت ہے' پہلے سے وہ جنت کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے: مژدہ ہو اُس کے لیے جو تجھ میں داخل ہو! اور دوسرے سے دوزخ کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے: تباہی ہو اس کے لیے جو تجھ میں داخل ہو! اور تیسرے سے عرش کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے: ''سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَ شَانَكَ'' اور چوتھے سے سجدہ میں گرتا ہے اور کہتا ہے: ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' اور شب وروز میں اوقاتِ نماز میں اُس کو پانچ بار حرکت ہوتی ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے: ٹھہر! وہ کہتا ہے: میں کیسے ٹھہروں حالانکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فرض کے ادا کرنے کا وقت آپہنچا ہے' تب اُس سے کہا جاتا ہے: ٹھہر جا! جس نے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وضو کر کے نماز پڑھی میں نے اس کو بخش دیا۔ ابن عطاء اللہ نے کہا ہے: جب مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے تو اُس کی نماز سے ملکوت میں

ایک صورت پیدا کر دیتا ہے جو قیامت تک رکوع و سجدہ کیا کرتی ہے اور نماز پڑھنے والے کو اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

آٹھواں فائدہ: نماز کی ان پانچوں وقتوں کے ساتھ تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کے وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے' پس جس نے اُس وقت نماز پڑھی وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل آیا گویا آج اپنی ماں سے پیدا ہوا ہے اور عصر کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے درخت میں سے گندم کھایا تھا پس جس نے اُس وقت نماز پڑھی' خدا نے اُس کا بدن دوزخ پر حرام کر دیا اور مغرب کے وقت میں خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی پس جس نے اُس وقت نماز پڑھی وہ خدا سے کچھ نہ مانگے گا جو اُسے عطاء نہ ہو جائے' اور عشاء اور صبح کا وقت قبر اور قیامت کی تاریکی کے مشابہ ہے' پس جس نے عشاء اپنے وقت پر پڑھی یا اس کے پڑھنے کے لیے چلا' خدا اس کو قبر میں اور قیامت میں نور عنایت کرے گا اور جس نے فجر کی نماز وقت پر پڑھی' خدا اُس کو دوزخ اور نفاق سے برأت عنایت کرے گا۔

نواں فائدہ: اگر کسی نے ایسے وقت میں نماز پڑھنے کی نذر مانی جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وقت ہو تو' زرکشی نے کہا ہے: مناسب یہ ہے کہ اُس کی نذر صحیح نہ ہو کیونکہ خدا کے نزدیک سب سے محبوب وقت فرض کا اوّل وقت ہوتا ہے اور نذر فرض پر مقدم نہیں ہوتی۔

دسواں فائدہ: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سمندر کے کنارہ پر گزر ہوا تو انہوں نے نور کا پرندہ دیکھا کہ کیچڑ میں گھس گیا' پھر نکل کر اس نے غسل کیا اور پھر پہلے ہی کی طرح خوبصورت نکل آیا' پھر کیچڑ میں گھس گیا اُس کے بعد پھر نکل کر غسل کر کے پہلے کی طرح خوبصورت نکل آیا' اسی طرح پانچ بار اُس نے کیا' اُن کو اس سے تعجب معلوم ہوا' جبریل علیہ السلام نے آ کر اُن سے کہا: یا روح اللہ! خدا نے اس پرندہ کو اُمتِ محمدی میں سے پانچوں وقت نماز پڑھنے والے کی مثال قرار دیا ہے' پس کیچڑ گناہوں کے مانند ہے اور سمندر میں غسل کرنا نماز پڑھنے کے مثل ہے۔

مواعظ: خدا نے اپنی کسی کتاب میں نازل فرمایا ہے کہ تارکِ نماز ملعون ہے اور اس کا

پڑوسی بھی ملعون ہے' اگر اس فعل پر راضی ہو اور اگر میں حَکَم عدل نہ ہوتا تو کہہ دیتا کہ جتنے اُس کی پشت سے قیامت تک پیدا ہوں' وہ بھی سب ملعون ہیں' اور حدیث میں ہے: بے شک جبریل و میکائیل علیہما السلام دونوں نے کہا ہے: خدا فرماتا ہے کہ جو نماز ترک کرے وہ تورات میں' انجیل میں' زبور میں' فرقان میں ملعون ہے۔ حاوی القلوب الطاہرہ میں ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا تو ارشاد کیا: جو اُس کی محافظت کرے' اُس کے لیے نماز قیامت میں نور اور نجات اور بُرہان ہوگی اور جو اُس کی محافظت نہ کرے اُس کے لیے نہ نور ہوگی نہ بُرہان اور نہ نجات' وہ قیامت کے روز فرعون اور ہامان اور قارون اور ابی ابن خلف کے ساتھ سب سے نیچے طبقہ میں ہوگا' اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور انہیں چاروں کے ذکر کرنے میں خصوصیت یہ ہے کہ یہ لوگ کفر کرنے والوں میں سردار ہیں' پس جس نے اپنی تجارت کی وجہ سے نماز چھوڑ دی وہ ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا اور جس نے اپنے ملک کی وجہ سے نماز چھوڑ دی وہ فرعون کے ساتھ ہوگا اور جس نے اپنے مال کی وجہ سے نماز چھوڑ دی وہ قارون کے ساتھ ہوگا اور جس کی ریاست (حکمرانی) نے اُس کو نماز سے باز رکھا وہ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ حضرت سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ہے: پہلے زمانے میں ایک شخص نے شیطان سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تیری طرح ہو جاؤں' اُس نے جواب دیا کہ نماز چھوڑ دے اور کبھی سچی قسم نہ کھا' میں نے حنفیہ کی کتاب تاتارخانیہ میں دیکھا ہے: جس کی عورت نماز نہ پڑھتی ہو اُسے چاہیے کہ طلاق دے دے' اگرچہ اس کے مہر دینے سے عاجز ہو کیونکہ اپنے ذمہ اُس کا مہر لے کر خدا سے ملنا ایک بے نماز عورت سے صحبت کرنے سے بہتر ہے۔ اور طبقات ابن السبکی میں' میں نے دیکھا کہ ابن البارزی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ نماز نہ پڑھنے پر اپنی عورت کو مارنا واجب ہے اور روضہ میں ہے کہ ماں باپ پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو طہارت اور نماز اور شریعت کی باتیں سکھائیں' جب وہ سات برس کے ہوں اور دس برس کی عمر میں اس کے لیے مارنا درست ہے۔

مسئلہ: کسی نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی عورت کے پاس سوائے منحوس دن کے کسی روز

نہ آئے گا اور پھر علماء کی ایک جماعت سے اس کی نسبت دریافت کیا‘ انہوں نے جواب دیا کہ طلاق پڑ گئی کیونکہ سارے دن مبارک ہیں‘ پھر اُس نے شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا‘ انہوں نے پوچھا: کیا تو نے آج صبح کی نماز پڑھی ہے؟ اُس نے کہا: نہیں! انہوں نے کہا کہ اپنی عورت کے پاس جا! کیونکہ تجھ پر یہ دن منحوس ہے۔

فائدہ: ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے توفیق الاحکام میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کو ذمیہ عورت چند شرائط کے ساتھ نکاح کے لیے میسر آئی ہو اور ایک مسلمان عورت جو تارک نماز ہو تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ ذمیہ سے نکاح کرے بے نماز عورت سے نہیں کیونکہ جب اُس نے ترکِ نماز پر اصرار کیا تو وہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق مرتد ہو گئی اور یہ ہمارے نزدیک ایک وجہ ہے‘ پس اس کا نکاح مختلف فیہ ٹھہرا اور ذمیہ سے نکاح بالاتفاق صحیح ہے۔

فائدہ: بعض مفسرین رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۳:۲۰۰)

اے ایمان والو! صبر کرو اور جمے رہو اور محافظت رکھو اور خدا سے ڈرتے رہو‘ اُمید ہے کہ تم فلاح پا جاؤ۔

کے ذیل میں بیان کیا: ''اصْبِرُوْا'' سے مراد ہے کہ نمازِ صبح پر جمع رہو اور ''صَابِرُوْا'' سے نمازِ ظہر پر اور ''رَابِطُوْا'' سے نمازِ عصر پر اور ''اتَّقُوا اللّٰهَ'' سے مراد ہے کہ نماز مغرب کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو‘ امید ہے کہ تم نمازِ عشاء کے پڑھنے سے فلاح پا جاؤ۔ حدیث میں ہے کہ فرشتے نمازِ فجر کے تارک سے کہتے ہیں: اے فاجر و بدکار! اور ظہر کے تارک سے: اے خاسر نابکار! اور عصر کے تارک سے: اے عاصی گنہگار! اور مغرب تک کے تارک سے: اے کافر ناشکر گزار! اور عشاء کے تارک سے: اے مضیع زیاں کار! خدا تجھے برباد کرے۔

فائدہ: میں نے نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نزہۃ میں دیکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام رات کے وقت (زمین پر) اتارے گئے تھے‘ جب فجر طلوع ہوئی تو انہوں نے

تاریکی سے روشنی میں نکل آنے کے شکریہ میں دو رکعت نماز ادا کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر چار چار فکریں اکٹھی ہو گئی تھیں: ذبح کی فکر' فدیہ کی فکر' حکم کی بجا آوری کی فکر اور غربت (مسافرت) کی فکر۔ جب خدا نے اُن کو اس سے رہائی دی تو انہوں نے زوال کے بعد خدا کے شکریہ میں چار رکعت ادا کی' اور حضرت یونس علیہ السلام کو چار چار تاریکیوں نے گھیر لیا تھا' اپنی قوم پر غصہ کرنے کی تاریکی' رات کی تاریکی' سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی' اور بعض نے کہا ہے کہ جس مچھلی کے پیٹ میں وہ تھے وہ دوسری مچھلی کے پیٹ میں تھی' خدا نے جب اُن کو عصر کے وقت اس سے نکالا تو انہوں نے چار رکعت نماز ادا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے الوہیت کی نفی کے شکریہ میں خدا کے لیے دو رکعت نماز ادا کی اور ان کی والدہ نے خدا کے لیے الوہیت ثابت کرنے کے شکریہ میں ایک رکعت ادا کی' (یہ تین رکعتیں مغرب کی ہو گئیں) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار فکروں سے رہائی پانے کے شکریہ میں چار رکعتیں ادا کی تھیں' وہ فکریں یہ ہیں: راستہ گم ہونے کی فکر' بکریوں کے بھاگ جانے کی فکر اور سفر کی فکر اور اپنی زوجہ کی فکر' جب اُن کے درد زہ شروع ہوا۔ (اس سب کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض کر دیا گیا)

مسئلہ: اگر کسی نے نماز پڑھی اور کثرت سے لوگوں نے خبر دی کہ اُس نے نماز کم پڑھی ہے تو اس پر اعادہ واجب نہیں اور اگر طواف کیا اور بہت سے لوگوں نے خبر دی کہ اُس نے پورا طواف نہیں کیا تو اسے ان کا قول مان لینا چاہیے کیونکہ طواف میں زیادتی مبطل نہیں ہے' رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حج میں بیان کیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کیوں نماز کا اعادہ کیا تھا جب ذوالیدین نے آپ کو نماز کے کم پڑھنے کی اطلاع دی تھی' اُس کا جواب یہ ہے کہ ان کے خبر دینے سے آپ کو یاد آ گیا ہوگا۔

موعظت: میں نے نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب النزہۃ میں دیکھا ہے کہ اکابرین سے کسی نے دریائی سفر کیا تو دیکھا کہ مچھلیاں ایک دوسرے کو کھائے جاتی ہیں' اُن کو گمان ہوا کہ دریا میں قحط پڑ گیا ہے' ایک ہاتف نے آواز دی کہ دریائے شور میں سے ایک بے نمازی نے پانی پینا چاہا تھا لیکن شوریت (کڑواپن) کے باعث اپنے منہ سے اُس نے اُگل دیا۔

حکایت: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بستی پر گزر ہوا جہاں کثرت سے درخت لگے تھے اور نہریں جاری تھیں' وہاں والوں نے اُن کی بڑی خاطر و مدارت کی' ان کی فرماں برداری سے انہیں تعجب ہوا' پھر تین برس کے بعد جو ادھر گزر ہوا تو دیکھتے کیا ہیں کہ درخت خشک ہو رہے ہیں اور نہریں سوکھی پڑی ہیں' مکانات مسمار پڑے ہیں' اس سے وہ نہایت متعجب ہوئے' خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ اس بستی پر ایک بے نمازی کا گزر ہوا تھا' اُس نے اس کے چشمہ سے منہ دھولیا تھا' اس کا یہ اثر ہوا کہ چشمے خشک ہو گئے' درخت مرجھا گئے اور ساری بستی ویران ہو گئی' اے عیسیٰ! جب نماز دین کی ویرانی کا باعث ہے تو دنیا کی تباہی کا بھی سبب بن گئی۔

فروع: اگر کسی کافر نے حالت کفر میں کسی واقعہ کو دیکھا تھا اور پھر اسلام لانے کے بعد اس کی شہادت دی تو مقبول ہے اور اگر تارکِ نماز نے کوئی واقعہ دیکھا تھا اور توبہ کرنے کے بعد بھی شہادت دی تو مقبول نہیں' اگر کسی کو ایک یہودی اور ایک بے نمازی حالت اضطرار میں ملیں۔ بے نمازی کو کھانا کھلانا ناجائز ہے لیکن ذمی کو قتل کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی کہے کہ فلاں یہودی کے لیے میں نے اپنا گھر وقف کر دیا تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ فلاں بے نمازی کے لیے وقف کر دیا تو صحیح نہیں۔

فوائد

پہلا فائدہ: حضرت آدم کو سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام نے سجدۂ تحیۃ ادا کیا تھا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ عربی میں اسرافیل کا ترجمہ عبدالرحمٰن ہے' خدا نے اُن کا یہ اعزاز کیا کہ اُن کی دونوں آنکھوں کے سامنے پورا قرآن لکھ دیا' دیکھو مخلوق کو (حکم خدا سے) سجدہ کرنے کا تو یہ ثمر ملا' پھر بھلا جو خدا کو عبادت کے بکثرت سجدے کیا کرتا ہو' اس کو کیا کچھ م .نہ ملے گا' کیا معرفت اور ایمان اس کے دل میں رقم نہ کر دیا جائے گا' جب کوئی سجدہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: ہائے رے تباہی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا تو اُسے جنت ملی اور مجھے حکم ہوا اور میں نے سجدہ نہ کیا' اس لیے میرے لیے دوزخ ہے۔

دوسرا فائدہ: آیت ''اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ'' میں لفظ ''انت'' اس لیے بڑھادیا گیا ہے تاکہ ''زَوْجُكَ'' کا عطف صحیح ہو جائے کیونکہ ضمیر مستتر پر بلا تاکید ضمیر منفصل کے عطف صحیح نہیں' اس کی نظیر ''فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ'' ہے (یہ ایک عربی نحوی قواعد کی ایک بات تھی' جو مؤلف نے بیان کر دی ہے)۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں ابلیس کے متعلق علماء کا اس بات میں اختلاف بیان کیا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے ہے یا جنات میں سے' اور صحیح یہ ہے کہ وہ ملائکہ میں سے ہے کیونکہ یہ کہیں منقول نہیں کہ فرشتوں کے سوا کسی اور کو بھی حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم کیا گیا ہو اور اصل مستثنیٰ میں یہ ہے کہ مستثنیٰ منہ کے جنس سے ہو' رہا خدا کا اُس کو قیامت تک کی مہلت دینا' وہ اس لیے ہے کہ اُس کے گناہ بہت ہو جائیں اور زیادہ عذاب ہو جائے۔ کشاف میں ہے کہ مہلت دینے سے بندوں کا امتحان کرنا مقصود ہے کہ اس کی کہاں تک مخالفت کرتے ہیں کیونکہ اس میں ان کو بہت بڑا ثواب ملے گا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ'' کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ جن ایک قسم کے فرشتے ہیں جو اور فرشتوں کی نظروں سے مخفی رہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ تمام ملائکہ کو جن کہتے ہیں کیونکہ نظر سے مخفی رہتے ہیں' خدا کا ارشاد ہے: ''وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا'' (۱۵۸:۳۷) یعنی انہوں نے خدا اور جنوں کے مابین رشتہ داری قرار دی ہے' حالانکہ یہاں جنوں سے فرشتے مراد ہیں اور اکثر کا قول یہ ہے کہ تمام ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا تھا اور بعض نے کہا ہے: صرف ملائکہ زمین کو حکم ہوا تھا' اور کشاف میں کہا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے درخت سے کھالیا تو دونوں کے سامنے ایک دوسرے کی شرمگاہیں کھل پڑیں' حالانکہ کھانے سے قبل ایک دوسرے کو نظر نہیں آتی تھیں اور کھانے کے بعد سوائے اُن کے اور کسی کو نظر نہیں آئیں۔ حضرت وہب نے بیان کیا ہے کہ کھانے سے پیشتر آپ کا لباس نور کا تھا اور ابن جبیر نے کہا ہے کہ نہایت خوبصورت ناخنوں کا لباس تھا۔

تیسرا فائدہ: چونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے سجدہ کے لیے اپنا سر جھکا دیا تو خدا نے اُن کو یہ اعزاز بخشا کہ اُن کا کھانا اُٹھ کر اُن کے منہ تک پہنچتا ہے بخلاف اور چوپایوں کے۔

(یعنی کھانے کے لئے انہیں منہ نیچے کرنا پڑتا ہے)

چوتھا فائدہ: سجدہ کے دوبار اور رکوع کے ایک بار مقرر ہونے کی حکمت' بعض نے یہ بیان کی ہے کہ فرشتوں نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور خدا نے اُس سے ناراض ہو کر دستِ رحمت اٹھالیا' اُس پر سجدے میں وہ پھر گر پڑے تاکہ خدا کا شکر بجالائیں کہ خدا نے اُن کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ان کا مددگار ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نے جب جبریل کا اقتدا کیا تھا تو سجدہ سے سر اٹھالیا تھا' جب آپ کو معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام ابھی سجدہ ہی میں ہیں تو دوبارہ سجدہ میں چلے گئے۔

مسئلہ: اگر قصداً کوئی رکوع یا سجدہ زیادہ کر دے تو اگر تنہا پڑھتا ہے تو نماز باطل ہو جائے گی اور اگر مقتدی امام سے پہلے رکوع یا سجدے سے سر اٹھائے اگرچہ قصداً ہی ہو' تب بھی مناسب ہے کہ پھر اُسی طرح رکوع یا سجدے میں چلا جائے اور بعض نے کہا ہے: وجہ یہ ہے کہ چونکہ سجدہ خدا کو زیادہ محبوب ہے' اس لیے دو سجدے مقرر ہوئے' چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سجدہ مخفی سے بڑھ کر اور کسی شے سے بندہ خدا کا قرب نہیں حاصل کرتا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: کوئی مسلمان خدا کا ایک سجدہ نہیں کرتا جس سے اُس کا درجہ بلند نہ ہو جاتا ہو اور ایک گناہ مٹ نہ جاتا ہو اور بعض نے کہا ہے: رکوع سے اُٹھنے کے بعد سجدہ کے لیے جھکنا بھی تو ایک رکوع ہو گیا' اِس طرح سے بھی اشکال دور ہو سکتا ہے اور سوال اُٹھ سکتا ہے۔

پانچواں فائدہ: جب بندہ سجدہ میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" (میں اپنے ربِّ اعلیٰ کی تسبیح کرتا ہوں) کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے: اے میرے بندے! تو (بھی) بلند ہی ہے' خدا کا ارشاد ہے: "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ" یعنی تم ہی بلند تر ہو۔

چھٹا فائدہ: سجدہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ سجدہ ایک لاکھ بیس ہزار برس کی عبادت کے برابر ہے اور یہ اس طور پر کہ ابلیس نے جب وہ جنت کا خازن تھا' خدا کی چالیس ہزار برس عبادت کی تھی اور چالیس ہزار برس فرشتوں کا معلم رہا تھا اور چالیس ہزار برس

زمین میں جہاد کرتا رہا تھا' جب اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ نہ کیا تو خدا نے اس کی ساری عبادت اُس کے منہ پر ماردی اور ایک صحابی نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یارسول اللہ! خدا سے دعا فرمایئے کہ خدا مجھے بھی اُن لوگوں میں سے بنادے جن کی آپ شفاعت کریں گے اور جنت میں آپ کی رفاقت مجھے نصیب کرے! آپ نے فرمایا: اچھے سجدوں کی کثرت کر کے تم بھی سہارا لگاؤ اور میری مدد کرو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ اپنے جی سے دنیا کی کوئی بات نہ کرتا ہو (دنیاوی خیالات سے بچتا ہو) تو خدا اُس کے اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دے گا اور ایک روایت میں ہے: خدا سے جو مانگے گا اُسے عطاء کرے گا۔

ساتواں فائدہ: جب قیامت قائم ہوگی اور لوگ قبروں سے اُٹھیں گے تو مسلمانوں کے پاس فرشتے آئیں گے اور وہ اپنے سروں سے مٹی پونچھیں گے' لیکن اُن کی پیشانی پر پھر بھی باقی رہے گی' پھر فرشتے پونچھیں گے' تب بھی دور نہ ہوگی' اس وقت ایک منادی ندا کرے گا کہ یہ اُن کی محرابوں (جہاں انہوں نے نماز پڑھی تھی) کی مٹی ہے قبروں کی نہیں' اسے رہنے دو تا کہ جنت میں شناخت ہوجائے کہ یہ میرے خادم لوگ ہیں۔

مسئلہ: نمازی کو پیشانی سے مٹی پونچھنا مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو جو سجدہ کر کے مٹی پونچھ ڈالا کرتا تھا' یہ فرمایا تھا: خدا تیرا چہرہ خاک آلودہ کرے (یعنی اپنے چہرے پر خاک کو لگا رہنے دے) ہاں میں نے حلیہ کے منتخب میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت دیکھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیر چکتے تھے تو اپنے داہنے ہاتھ سے پیشانی پونچھ ڈالا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهم اذهب عنی الهم والحزن ۔

اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بڑا مہربان اور رحم والا ہے' اے اللہ! میری فکر وغم دور کردے۔

بشارت: جب قیامت ہوگی تو ایک گروہ پل صراط پر کھڑا روتا ہوگا' اُن سے کہا جائے

گا: پل صراط پر سے گزر جاؤ' وہ کہیں گے: ہمیں دوزخ کا خوف آتا ہے' جبریل علیہ السلام ان سے کہیں گے: تم سمندر پر کیسے گزرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے: جہازوں پر' اس وقت وہ مسجدیں جن میں وہ نماز پڑھتے تھے' لائی جائیں گی جو جہازوں کے مثل ہوں گی اور وہ اُن پر سوار ہو کر پل صراط پر سے گزر جائیں گے' اور بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا کی مسجدوں کا حشر اس طرح ہوگا کہ گویا وہ بختی اونٹ ہیں جن کے پر سفید ہوں گے عنبر کے' گردنیں زعفران کی' سر مشک کا اور مہار زبرجد کی اور مؤذن ان کو کھینچے لیے جاتے ہوں گے اور مسجدوں کے امام ان پر سوار ہوں گے اور مقتدی ان کی محافظت کرنے والے ہوں گے' میدانِ قیامت میں وہ گزریں گے' لوگ پوچھیں گے: یہ لوگ مقرب فرشتے ہیں یا انبیائے مرسل؟ کہا جائے گا: یہ امت محمدی میں سے جماعت کی نماز پر محافظت کرنے والے لوگ ہیں۔

فائدہ: خبر میں آیا ہے کہ مؤذن جب پل صراط پر آئیں گے تو وہاں اُن کو نور کی اونٹنیاں ملیں گی جن پر یاقوت اور زبرجد کی زین کسی ہوگی' وہ اُن کو لے کر پل صراط پر سے اُتر جائیں گے اور ایک ایک مؤذن چالیس چالیس ہزار کی شفاعت کرے گا اور مؤذن کے نور میں ہزار مرد اور ہزار عورتیں چلیں گی اور انشاء اللہ باب فضیلت ائمہ میں فضل اذان میں ایک بڑی خدمت آتی ہے اور حدیث میں ہے: اگر لوگ جانتے کہ اذان دینے میں کیا کچھ ہے تو تلواروں سے اس پر لڑ مرتے۔ حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ لفظ خبر اور حدیث مترادف الفاظ ہیں' یعنی دونوں کے ایک ہی معنی ہیں' اور بعض نے کہا ہے کہ حدیث وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے مروی ہے' بروایت حضرت جابر بن عبداللہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: ثواب سمجھ کر اذان کہنے والے اذان کہتے ہوئے اپنی قبر سے نکلیں گے اور قیامت میں سب سے پہلے لباسِ جنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا جائے گا' پھر خلیل اللہ علیہ السلام کو' پھر رسولوں علیہم السلام کو' پھر نبیوں علیہم السلام کو' پھر ان مؤذنوں کو جو ثواب سمجھ کر اذان کہتے ہوں' پھر اُن سے یاقوت سرخ سے مرصع سواریاں لیے ہوئے فرشتے آ ملیں گے' ہر ایک کے ساتھ ستر

ہزار فرشتے قبر سے میدانِ محشر تک مشایعت میں جائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب مؤمن اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر جب "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہتا ہے تو جنت کی باکرہ عورتیں (حوریں) اُس کے لیے بناؤ سنگھار کر کے تیار ہو جاتی ہیں پھر جب "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہتا ہے فرشتے کہتے ہیں: خدا کے سامنے اپنی حاجت پیش کر' کیونکہ خدا تیری تمام حاجتیں پوری کر دے گا۔

لطیفہ: جو ایامِ حج میں خواب میں اذان کہتا ہے یا دیکھتا ہے' اُسے حج نصیب ہوتا ہے اور جو ایسے وقت جب نماز کا وقت نہ ہو' اذان کہتے دیکھے اُس پر خصومت کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر عورت اپنے آپ کو اذان کہتے دیکھے تو بیمار پڑتی ہے' ایک شخص نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں مردوں کے منہ اور عورتوں کی شرمگاہوں پر مہر لگا رہا ہوں' انہوں نے کہا: تم رمضان میں قبل فجر اذان کہہ دیا کرتے ہو اور لوگوں کو کھانے اور جماع سے باز رکھتے ہو۔

فائدہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار مؤذن تھے' پہلے بلال بن رباح' اُن کی والدہ کا نام حمامہ تھا' یہ اسلام میں پہلے مؤذن ہیں' ۲۰ ہجری میں دمشق میں ان کا انتقال ہوا' رہے بلال بن حارث صحابی اُن کا ۶۰ ہجری میں بصرہ میں انتقال ہوا ہے'۔ دوسرے عبداللہ ابن ام مکتوم (بعض کے نزدیک) ان کا نام عمر تھا اور اکثروں کے نزدیک یہ مدینہ شریف میں اذان دیا کرتے تھے' تیسرے حضرت سعد بن عائذ یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے' اُن کو سعد بن قرظ بھی کہتے ہیں کیونکہ جب یہ کسی شے کی تجارت کرتے تھے' نقصان اُٹھاتے تھے' پھر قرظ یعنی ببول وغیرہ کے پتوں کی تجارت برابر کرتے رہے' یہ مسجد قبا میں اذان دیتے تھے' چوتھے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ ان کا نام سلیمان تھا اور بعض نے جابر بتایا ہے اور بعض نے سمرہ بن عمیر کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

مسائل

مسئلہ: اگر کافر اذان دے تو اس کے اسلام کا حکم دے دیا جائے گا بشرطیکہ عیسوی نہ ہو

اور عیسوی ایک فرقہ ہے جو عیسیٰ بن یعقوب یہودی کی طرف منسوب ہے' اُن لوگوں کا اعتقاد تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب ہی کے رسول ہیں' حالانکہ آپ کی رسالت ہر مکلّف کے لیے عام ہے' پس جب تک آپ کی رسالت کے ہر مکلّف کی جانب عام ہونے کا اعتقاد نہ کیا جائے' اسلام صحیح نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (۲۵:۱)

یعنی خدا بابرکت ہے جس نے اپنے بندہ پر اس لیے قرآن نازل کیا ہے کہ وہ سارے عالم کے لیے نذیر بن جائے۔

دوسرا مسئلہ: نوزائیدہ بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور نیز جنون کے پھیل پڑنے کے وقت اذان دے اور یہ صرع کی کثرت سے پہچانا جاتا ہے اور عورتوں کے لیے اذان دینا خلافِ استحباب و نامناسب ہے اور اگر وہ اذان کہے تو اُسے چاہیے کہ اس سے زیادہ آواز بلند نہ کرے کہ جتنے میں اُس کے ساتھی یا خود سن لے' زیادہ آواز بلند کرنا حرام ہے اور بعض نے کہا ہے: حرام نہیں' جیسے کہ تلبیہ میں ہاں چلانا اس کے لیے نامناسب ہے' اسی طرح خنثی کے لیے بھی چلانا مناسب نہیں' البتہ عورت (کا عورتوں کے لئے) ایک ہو یا کئی اُن کے لیے اقامت (یعنی تکبیر کہنا) مستحب ہے اور اذان وقت کا حق ہے' اس لیے غیر وقت میں کہنا درست نہیں' بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے اور اگر اثنائے اذان میں وضوء شکست ہوگیا تو اذان پوری کرلے' اس میں کراہت نہیں۔

تیسرا مسئلہ: اگر بقصد تبلیغ مکبر تکبیر کہے تو رافعی اور نووی رحمۃ اللہ علیہما کے قول کے موافق نماز باطل ہو جائے گی لیکن صحیح یہ ہے' جیسا کہ حاوی صغیر کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ باطل نہیں ہوتی اور شرح وسیط میں حموی نے بھی اسی کا یقین ظاہر کیا ہے اور اذان اور اقامت کا جمع کرنا مستحب ہے' اس طرح کہ جو مؤذن ہو' وہی اقامت کہے' اس کو ماوردی نے کہا ہے اور اگر صرف ایک ہی پر اقتصار کرنا چاہیے تو اذان افضل ہے اور میں نے شرح مہذب میں دیکھا ہے کہ اگر امام اس نیت سے تکبیر میں آواز بلند کرے کہ مقتدی سن لیں تو بلا خلاف نماز صحیح ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: ترغیب وترہیب میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے عورتو! جب تم اس (یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ) کی اذان اور اقامت سنا کرو تو تم بھی جو کچھ یہ کہے کہتی جایا کرو کیونکہ تم کو ہر حرف کے بدلہ میں دس لاکھ درجے ملیں گے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: یہ تو عورتوں کے لیے ہے اور مردوں کے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دگنی دگنی! اے عمر! اور مستحب ہے کہ بعد فراغ کے ہر کلمہ کا جواب اسی طرح علیحدہ دے' سوائے ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ'' اور ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کے' جس کے معنی ہیں: نماز کی طرف چلو! فلاح کی طرف آؤ' اس کے جواب میں ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' پڑھے' جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔

دوسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو نماز کے لیے اذان دینے والے کو سن کر کہے: ''مرحبا بالقائلین عدلًا مرحبًا بالصلوٰۃ اھلًا وسھلًا'' خدا اس کے لیے بیس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کے بیس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے بیس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔ محب طبری نے کہا ہے کہ مرحبا کے معنی ہے: تم فراخی میں آ گئے کیونکہ رحب کے معنی کشادہ مکان کے ہیں اور اہلاً سے مراد ہے کہ متوحش نہ ہو۔

تیسرا فائدہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مؤذن کی اذان سننے کے بعد پڑھے:

اللّٰھم ربّ ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القآئمۃ صل علٰی محمدٍ وارض اللّٰھم عنی رضًا لا سخط بعدہٗ ۔

اے اللہ! اے اس کامل پکار اور قیام رکھنے والے نماز کے پروردگار' محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج! اور اے اللہ! مجھ سے اس طرح راضی ہو جا کہ اس کے بعد پھر کبھی ناراض نہ ہو۔

خدا اُس کی دعا قبول فرما لیتا ہے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مؤذن اذان کہتا ہے تو حورعین بناؤ سنگھار کر لیتی ہیں اور جب اقامت ہوتی ہے اور وہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃِ" کہتا ہے اور بندہ پڑھتا ہے:

اللّٰھم ربّ ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلٰوۃ القآئمۃ صَل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمدٍ وزوجنی من الحور العین۔

اے اللہ! اے اس کامل پکار اور قیام رکھنے والے نماز کے پروردگار، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج! اور حورِعین کو میری زوجہ بنا دے۔

تو وہ آمین کہتی ہیں اور اگر چہ یہ نہیں پڑھتا تو آپس میں کہتی ہیں: چلو اسے ہماری ضرورت نہیں ہے۔

چوتھا فائدہ: جب قیامت قائم ہوگی تو نمازیوں کی جماعتوں کو جنت کی طرف جانے کا حکم ہوگا، اوّل جماعت آفتاب کی مانند آئے گی، فرشتے اُن سے پوچھیں گے: تم کون ہو؟ وہ کہیں گے: ہم نماز کی محافظت کرنے والے ہیں، وہ پوچھیں گے: تمہاری محافظت کا کیا حال تھا؟ کہیں گے: جب ہمیں اذان کی آواز سنائی دیتی تھی تو ہم مسجد میں ہوتے تھے، پھر دوسری جماعت چودھویں رات کے چاند کی طرح آئے گی، اُن سے فرشتے پوچھیں گے: تم کون ہو؟ وہ کہیں گے: ہم نماز کی محافظت کرنے والے ہیں، وہ پوچھیں گے: تمہاری محافظت کا کیا حال تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم قبل از وقت وضو کر لیا کرتے تھے اور اذان سنتے ہی حاضر ہو جاتے تھے، پھر ایک اور جماعت ستاروں کی مثل آئے گی، فرشتے اُن سے پوچھیں گے: تم کون لوگ ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم نماز کی محافظت کرنے والے ہیں، وہ پوچھیں گے: تمہاری محافظت کا کیا حال تھا، وہ کہیں گے: ہم اذان سننے کے بعد وضو کر لیتے تھے۔

پانچواں فائدہ: اذان اور اقامت سنت ہے اور بعض نے فرضِ کفایہ کہا ہے اور حضرت اوزاعی اور عطاء اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ اقامت واجب ہے، جو اقامت چھوڑ دے اُس کی نماز باطل ہے اور اُس پر اعادہ واجب ہے، اس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل سورۂ بقرہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے اور اصحابِ وجوہ اور اصحابِ شافعی میں سے احمد بن

بشار اور اذانِ جمعہ کے وجوب کے قائل ہیں' جیسا کہ ابن خیران اور اصطخری نے بیان کیا ہے۔

طبقات ابن السبکی میں ہے: جس نے میدان میں اذان کہہ کر نماز پڑھی ہو' پھر قسم کھائے کہ میں نے جماعت کی نماز پڑھی ہے تو حانث نہ ہوگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتے نمازی کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور ان کے والد یعنی علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی موافقت کی ہے۔

چھٹا فائدہ: بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ تاریکی میں مسجدوں کی طرف چلنے والے ہی خدا کی رحمت میں داخل ہونے والے ہیں اور بعض نے خدا کے قول "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ" کے متعلق کہا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو قیامِ صلوٰۃ کے بعد داخل ہو' اور مقتصد وہ ہے جو اذان کے بعد داخل ہوا اور سابقٌ بالخیرات وہ جو اُس سے پہلے سے داخل ہو رہے' اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "اَضَاعُوا الصَّلٰوۃ" کے متعلق کہا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ انہوں نے نمازوں کے اوقات کو ضائع کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اوّل وقت خدا کی رضامندی' درمیانی وقت خدا کی رحمت اور آخری وقت خدا کی معافی ہے' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: میری امت کے یہودیوں کو سلام نہ کیا کرو' عرض کیا گیا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو اذان سن کر جماعت میں حاضر نہیں ہوتے' حضرت کعب احبار نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا قول:

وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ(۶۸:۴۳)

بے شک وہ سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے۔

نماز با جماعت کے تارکین کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

ساتواں فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جو مسجد میں یا ایسے مقام میں جہاں نماز پڑھنا چاہتا ہو' داخل ہوتے وقت داہنا پیر آگے بڑھا لے اور "بسم اللّٰه والصلوٰۃ والسلام علٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والسلام علٰی

ملائکۃ اللّٰہ ولا حَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" پڑھے تو اُس کے لیے خدا ہزار آدمیوں کی عبادت کا ثواب لکھے گا اور ایسے ہزار کہ ان میں سے ہر ایک ہزار برس تک زندہ رہا ہو اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں داخل ہوتے تھے:

اعوذ باللّٰہ العظیم ووجھہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم۔

میں خدائے بزرگ اور اُس کی وجہ کریم اور برکت سے شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں۔

پڑھتے تھے اور آپ نے فرمایا: جب کوئی یہ پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے: آج تمام دن یہ مجھ سے بچ گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد سے نکلنا چاہتا ہے تو شیطانی لشکر میں پکار پڑ جاتی ہے اور جیسے شہد کی مکھیاں یعسوب یعنی اپنے سردار مکھی کے پاس جمع ہوتی ہیں' وہ سب جمع ہو جاتے ہیں' اس لیے جب تم میں سے کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا کرے تو کہہ لیا کرے:

اللّٰھم انی اعوذ بك من ابلیس وجنودہٖ۔

اے اللہ! میں شیطان سے اور اس کے لشکر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

کیونکہ اگر وہ یہ کہے گا تو پھر اُسے ضرر نہ ہوگا' اس کو اذکار میں ذکر کیا ہے' یعسوب شہد کی نر مکھیوں کو کہتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو پڑھتے: "بسم اللّٰہ اللّٰھم صل علٰی محمدًا" اور جب باہر آتے تو کہتے: "بسم اللّٰہ اللّٰھم صل علٰی محمدٍ" یہ بھی اذکار میں مذکور ہے۔

<u>آٹھواں فائدہ:</u> حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے جن کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا ہیں' کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی اوّل شب یا اوّل روز اس دعا کو پڑھتا ہے' خدا اُس کو شیطان اور اُس کے لشکر سے بچائے رکھتا ہے' وہ دعا یہ ہے:

بسم اللّٰہ ذی الشان عظیم البرھان شدید السلطان ماشآء اللّٰہ

کان اعوذ باللّٰہ من الشیطن ۔

خدا کے نام سے جو شان والا ہے جس کی برہان باعظمت ہے، جس کی حکومت شدید، جو خدا نے چاہا ہوا، میں شیطان سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

اور اُن کے صاحبزادہ عروہ رضی اللہ عنہ کی دعا اذکار صبح و شام میں پہلے گزر چکی ہے۔

نواں فائدہ: زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، راہِ خدا میں انہوں نے سب سے پہلے تلوار کھینچی تھی، اوائلِ اسلام میں یہ اسلام لائے تھے جب کہ ان کی عمر پندرہ برس کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ اس وقت یہ آٹھ برس کے تھے اور ان کے لڑکے کا نام عروہ ہے، جو فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں، علم کی فضیلت کے باب میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت ابن شہاب کا قول ہے کہ عروہ دریائے ناپیدا کنار تھے، اعیانِ تابعین میں ان کا شمار ہے، ۹۹ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

دسواں فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو داہنا پیر آگے بڑھاتے اور فرماتے:

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۔ اللّٰھم انی عبدك وزائرك وعلٰی کل مزورٍ حق وانت خیر مزور اسالك برحمتك ان تفك رقبتی من النار ۔

اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو، اے اللہ! میں آپ کا بندہ اور آپ کی زیارت کرنے والا ہوں، ہر اُس شخص پر جس کی زیارت کی جائے، حق ہوتا ہے اور آپ کی اُن سب میں بہتر ہیں جن کی زیارت کی جائے، میں آپ کی رحمت کے صدقہ میں درخواست کرتا ہوں کہ دوزخ سے میری (یعنی اُمت کی) گردن چھڑا دیجئے۔

اور جب باہر آتے، بایاں پیر آگے بڑھاتے اور فرماتے:

اللّٰھم صب علی الخیر صبًا ولا تنزع عنی صالح مآ اعطیتنی ولا تجعل الدنیا کدرًا ۔

اے اللہ! مجھ پر خیر کی بوچھار کر دیجئے اور اپنا بہتر عطیہ مجھ سے نہ چھینئے اور دنیا کو میرے لیے باعث کدورت نہ بنائیے۔

اس کو حضرت قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ جن میں روایت کیا ہے۔

گیارہواں فائدہ: بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا: اے ابوذر! بے شک جب تک تو مسجد میں بیٹھا رہے گا جتنی سانسیں تو لے گا' ہر ہر سانس کے عوض میں خدا تجھے جنت کا ایک ایک درجہ عطا فرمائے گا اور تجھ پر فرشتے درود بھیجتے رہیں گے اور جتنی سانسیں تو لے گا' ہر ہر سانس کے عوض میں تیری دس دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیرے دس دس گناہ مٹائے جائیں گے۔ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ مسجد میں بات کرنا ایسی خطاء ہے جس کی وجہ سے بات کرنے والا فرشتوں کے استغفار اور دعا سے جس کی برکت کی اُمید ہوا کرتی ہے' محروم ہو جاتا ہے اور نہ ہو تو یہی اُس کے لیے عذاب ہے کیونکہ اُس نے اُن کو بدبو سے تکلیف پہنچائی بخلاف ناک چھینک کر ڈال دینے کے کیونکہ وہ بھی اگرچہ حرام ہے لیکن اُس کا ایک کفارہ ہے یعنی اُس کو چھپا دینا پس جو کامل فضیلت کا خواستگار ہو' وہ مسجد میں با طہارت ٹھہرا کرے اگرچہ علماء نے مُحدِث کے اعتکاف کو جائز رکھا ہے۔

بارہواں فائدہ: تحیۃ المسجد سنت مؤکدہ ہے' اگرچہ جمعہ کے روز خطیب منبر پر (خطبہ میں) ہو کیونکہ حضرت سلیک رضی اللہ عنہ جب مسجد میں داخل ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے تو وہ آ کر بیٹھ گئے' آپ نے انہیں فرمایا تھا: اے سلیک! کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھو' لیکن مختصر پڑھنا' پہلی رکعت میں ''قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھ لینا اور اگر مسجد میں عصر کے وقت بغیر قصد تحیۃ کے داخل ہو' جب بھی پڑھ لینا چاہیے اور نیز اوقاتِ مکروہہ میں یعنی نمازِ صبح کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے تک اور طلوع آفتاب سے ایک نیزہ کی مقدار بلند ہونے تک اور ٹھیک دوپہر کے وقت (وقتِ زوال) اور عصر کے بعد نہ پڑھے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خطبہ کے وقت اور ان اوقات میں نہ پڑھے)

تیرہواں فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا نبی اللہ! کون سا قطعۂ زمین سب سے زیادہ اچھا ہے اور کون سا سب سے بُرا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: سب سے بہتر قطعۂ زمین مسجدیں ہیں اور سب سے بدتر قطعۂ زمین بازار۔

چودہواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جایا کرتے تھے اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات خرید لاتے تھے، لوگوں نے اس کی نسبت دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ جو کوئی اپنے اہل وعیال کے لیے سعی کرتا ہے تاکہ لوگوں (کے پاس حاجت لے جانے) سے انہیں باز رکھے، وہ فی سبیل اللہ ہے اور ایک شخص نے کچھ اُٹھانے میں آپ کا ساتھ دینا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا بوجھ ہو، وہی اُٹھانے کا زیادہ مستحق ہے۔ اور احیاء میں مذکور ہے کہ بازار جانے والوں میں سے سب سے پہلے اور وہاں سے نکل کر جانے والوں میں سے سب سے آخر نہ ہو۔ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو بازار جائے تو کہہ لیا کر: "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اور جو یہ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے میری یاد کی اور لوگ اُس سے غافل ہیں، میں تمہیں شاہد بناتا ہوں کہ میں نے اُسے بخش دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بازار میں خدا کی یاد کرنے والے کے لیے ہر ہر بال کے عوض میں قیامت میں نور ہوگا اور ذکر کی فضیلت میں اس سے زیادہ بیان گزر چکا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: جب تو بازار جایا کر تو یہ پڑھ لیا کر:

اللّٰهم انی اسئلك خیر هذه السوق وخیر ما فیها واعوذ بك من شرها وشر ما فیها۔

اے اللہ! میں اس بازار کی بہتری اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کی بہتری مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے، اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بازار سہو اور غفلت کا مکان ہے جو خدا کی اس میں ایک بار تسبیح کرتا ہے اس کی دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

پندرہواں فائدہ: بروایت حضرت ابن عباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا: بے شک جب خدا کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو مسجد کا منتظم بنا دیتا ہے اور جب ناراض ہوتا ہے تو اس کو حمام کا منتظم بناتا ہے۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے خدا سے محبت ہو وہ مجھ سے محبت کرے اور جسے مجھ سے محبت ہو وہ میرے اصحاب سے محبت کرے اور جسے میرے اصحاب سے محبت ہو وہ قرآن سے محبت کرے اور جسے قرآن سے محبت ہو وہ مساجد سے محبت کرے کیونکہ مسجدیں خدا کے صحن و مکانات ہیں خدا نے ان کے بلند کرنے اور پاک کرنے کا حکم دیا ہے اور ان میں برکت رکھی ہے پس وہ بھی مبارک ہیں اور اس کے لوگ بھی مبارک ہیں وہ بھی محبوب ہیں اس کے لوگ بھی محبوب ہیں پس وہ لوگ تو نمازوں میں لگے رہتے ہیں اور خدا اُن کی حاجتوں (کے پورا کرنے) میں لگا رہتا ہے وہ مساجد میں رہتے ہیں اور خدا اُن کی کاربرآری میں لگا رہتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ خدا نے اُن کے بلند کرنے کا حکم دیا ہے بعض نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس کی عمارت بلند کرنا مراد ہے اور بعض نے کہا ہے: تعظیم و احترام سے اُس کی شان بڑھانا مقصود ہے اور بعض نے کہا ہے: نماز کے بعد اُس کا بند کر دینا مراد ہے۔

مسئلہ: اگر مسجد میں کوئی مثلاً گیہوں رکھ دے تو اس پر اتنی جگہ کی اُجرت جس میں گیہوں تھے لازم ہو جائے گی اور اگر اُسے بند کر دیا تو ساری مسجد کی اجازت لازم ہوگی اور وہ مسجد کے کام میں صَرف کی جائے گی۔

سولہواں فائدہ: بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا: مسجد میں ہنسنا قبر کی تاریکی ہے اور آپ سے مروی ہے: ہر شے کا کوڑا ہوتا ہے اور مسجد کا کوڑا "لا واللّٰہ" اور "بلٰی و اللّٰہ" کہنا ہے اور جس نے مسجد سے مٹھی بھر مٹی نکال کر پھینک دی اُس کا ثواب میزان میں جبلِ اُحد کے برابر ہوگا اور

دوسری حدیث میں ہے: جس نے مسجد سے تکلیف دہ شئی کو نکال کر پھینک دیا' خدا جنت میں اس کا گھر بنائے گا۔ احیاء میں مذکور ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مسجد میں باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے کہ جانور گھاس کو کھاتا ہے۔

ستر ہواں فائدہ: میں نے قرطبی کی سورۂ نور کی تفسیر میں دیکھا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو مسجد میں چراغ جلاتا ہے جب تک اُس میں روشنی رہتی ہے' فرشتے اور حاملین عرش ہمیشہ اس پر درود بھیجا کرتے ہیں اور اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر حور عین کا مہر ادا کرنا چاہے تو مسجد کا غبار جھاڑا کرے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے' جب انہوں نے مسجد میں قنادیل لٹکائی تھیں' فرمایا تھا کہ تم نے اسلام کو منور کیا ہے' خدا تم کو دنیا اور آخرت میں منور کرے' اگر میری کوئی لڑکی (باقی) ہوتی تو میں تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا' ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا میں اپنی بیٹی کا اس کے ساتھ نکاح کر دوں اور اس کے بعد پھر اپنی بیٹی کا اس کے ساتھ اس نے نکاح کر دیا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ وہ پہلے مبلغ ہیں جنہوں نے لوگوں کو حکایات سنا کر نصیحت کی اور سب سے پہلے مسجد میں چراغ روشن کیا اور اٹھارہ حدیثیں روایت کیں۔

اٹھارہواں فائدہ: مسجد میں کھانے اور پینے کے لیے بیٹھنا اور سونا اور کسی برتن میں پچھنے لگانا اور وعظ سننے کے ارادہ سے ٹھہرنا جائز ہے لیکن اُس میں بیع وشراء حرام ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے جو مسجد میں فروخت کر رہا تھا' کہا تھا: دنیا کے بازاروں کو جا' یہ آخرت کا بازار ہے۔ حضرت ابن عمار رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: مسجد میں کھانا جائز ہے بشرطیکہ مسجد کو آلودہ نہ کرے یا بدبودار شے پیاز وغیرہ نہ کھائے۔ دنیا کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بازار آخرت ہے' اس کو اول سورۂ بقرہ کی تفسیر میں رازی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور مسجد میں قرض ادا کرنا اور مانگنا اور گم شدہ شے کو تلاش کرنا بھی مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو نشہ میں ہو اس کو مسجد میں جانے سے روکنا چاہیے لیکن کافر کو روکنا ضروری نہیں اور اس میں شافعی

رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کے موافق ہیں سوائے مسجد حرام کے اور مسجد میں پیشاب کرنا حرام ہے' اگرچہ برتن میں ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو خدا کے واسطے مسجد بناتا ہے خدا اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے اور آپ نے عشرہ یعنی دس نہیں فرمایا' باوجودیکہ ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے' اس لیے کہ بعض نیکیاں بعض سے بڑی ہوتی ہیں اور یہ گھر دنیا کے دس گھروں سے بھی زیادہ بڑا ہے' اس کو ابن عماد نے کشف الاسرار میں بیان کیا ہے اور اُن کی تسہیل المقاصد میں بھی مذکور ہے کہ جتنے لوگ مسجد بنانے میں شریک ہوتے ہیں' ہر ایک کیلئے خدا جنت میں گھر بناتا ہے جیسے کہ جب کسی غلام کے آزاد کرنے میں کئی لوگ شریک ہوں تو سب کو دوزخ سے رہائی ملتی ہے۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک صالحہ عورت تھی جو نماز کی پابندیٔ وقت کے ساتھ محافظت کیا کرتی تھی اور اس کا خاوند کافر تھا' اُس نے اس کو منع کیا' اُس عورت نے نہ مانا' پھر اُس کے پاس ایک تھیلی مال ودیعت رکھ دی اور پھر خود ہی اُسے چرا لے گیا اور لے جا کر دریا میں پھینک دیا' اس کو مچھلی نگل گئی' صیاد نے وہ مچھلی پکڑی اور اتفاق سے اُسی کے خاوند کے ہاتھ فروخت کی' وہ عورت جو مچھلی بنانے بیٹھی تو وہ مال کی تھیلی اس کے پیٹ میں سے اُس نے پائی اور پھر اُسی جگہ جہاں پہلے وہ تھیلی رکھی تھی' اٹھا کر رکھ دی' اُس کے خاوند نے جب اُس سے وہ مال طلب کیا تو اُس نے لا کر دے دیا' اسے بڑا تعجب آیا' پھر جب اُس نے روٹی پکانے کے لیے تنور جلایا تو اُس کافر نے اسے اٹھا کر اس میں ڈال دیا' وہ کہنے لگی:

یا واحد یا احد لیس علی النار جلد۔

یعنی اے واحد! اے یکتا! آگ پر مجھے قابو نہیں ہے۔

پس حکم خدا سے آگ سرد ہو گئی۔ اگر کوئی مچھلی خریدے اور اس کے پیٹ میں سے جوہر نکلے تو وہ مشتری کا ہوگا۔ بائع کا؟ اس کا حکم باب برالوالدین میں آتا ہے۔

حکایت: حضرت سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز نازل ہوئی تو ابلیس چیخ اُٹھا اور اُس کی فوج جمع ہو گئی' اُس نے ان کو اس کی اطلاع دی' اُن سب نے پوچھا: پھر کیا تدبیر کی جائے' اُس نے جواب دیا: اُس کے وقتوں سے غافل کر کے انہیں

مشغول رکھا کرو کیونکہ اوّل وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے' انہوں نے کہا: ہم ایسا نہ کرسکیں گے' اُس نے کہا: اچھا! جب کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہو' تم میں سے چار اُس کو گھیر کر کھڑے ہو جائیں' ایک داہنی طرف اور وہ کہے: داہنی طرف دیکھ! اور ایک بائیں طرف اور وہ کہے: بائیں طرف دیکھ! اور ایک اوپر کی طرف اور وہ کہے: اوپر دیکھ! اور دوسرا نیچے کی طرف اور وہ کہے: اپنے نیچے دیکھ! جلدی کر جلدی کر' پس اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو یہ نماز اُس کے لیے چار سو نمازوں کے برابر لکھی جائے گی۔

مسئلہ: تطویل قیام افضل ہے' پھر تطویل سجود پھر تطویل رکوع' ابواللیث نے کہا کہ اگر لوگوں کے دکھلانے کے لیے نماز کو دراز کرے تو نماز کا ثواب ملے گا' نماز کو دراز کرنے کا نہیں' اور دوسروں نے بیان کیا ہے: اگر ہم زائد کو واجب قرار دیں تو نماز باطل ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے: طولِ قیام (یعنی نماز میں) پل صراط پر امان ہوگا اور طول سجود عذابِ قبر سے امان ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو قیام طویل کیا کرے گا' خدا اُس پر قیامت کے دن کا قیام آسان کر دے گا اور بعض آثار میں ہے: نماز میں قیام طویل کرنا سکراتِ موت کو آسان کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: خدا کے سامنے سجدہ دراز کیا کرو کیونکہ خدا کو یہ محبوب ہے کہ اپنے بندہ کو اپنے سامنے سجدہ کرتے دیکھے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سجدہ کے طویل کرنے کا ثواب پوچھا گیا تو جواب میں انہوں نے جنت میں ہمیشہ رہنا فرمایا جیسے کہ بت کو سجدہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

مسئلہ: رات کو نماز خواہ ادا پڑھتا ہو یا قضاء' جہر سے پڑھے سوائے نماز جنازہ کے اور رات کی نفل میں جہر اور سِرّ کے درمیان توسط اختیار کرے' یعنی نہ بہت جہاً ئے اور نہ بالکل آہستہ پڑھے اور طلوعِ شمس کے بعد قرأت آہستہ ہوتی ہے سوائے نماز جمعہ اور عیدین اور استسقاء کے اور جس کی نماز فوت ہو جائے' وہ نماز صبح کی قنوت (شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق) منفرد ہو تو مطلقاً آہستہ پڑھے اور امام اُس میں جہر کرے لیکن قرأت

سے ذرا کم زور سے پڑھے۔

حکایت: کوئی عابد بصرہ میں لکڑی خریدنے نکلا اور اُس نے ایک تھیلی پائی، جس پر لکھا تھا کہ اس میں ہزار اشرفیاں ہیں، اُسی وقت اُس نے اقامت صلوٰۃ کی آواز سنی تو جھپٹ کر جامع مسجد چلا گیا اور تھیلی چھوڑ دی، پھر بازار گیا اور لکڑی کا ایک گٹھا خریدا، جب اُس کو گھر میں لاکر جھاڑا تو وہ تھیلی اُس کے بیچ میں سے نکلی، تب وہ کہنے لگا: اے اللہ! جیسے آپ نے بندہ کا رزق نہیں فراموش کیا پس اُسے بھی ایسا بنا دیجئے کہ نمازوں کے وقت وہ آپ کو نہ بھولا کرے! اس کو یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ریاض الریاحین میں بیان کیا ہے۔ میں نے کتاب العقائق میں دیکھا ہے کہ ایک اندھا نماز کا بڑا پابند تھا اور اس سے اس کو نقصان پہنچتا تھا، ایک بار اُس سے اُس کی زوجہ کثرتِ نقصان کے باعث جھگڑ اُٹھی، وہ بے چارا فکرمند ہو کر رات کو سو رہا، صبح جو ہوئی تو نماز جماعت کی برکت سے بینا ہو گیا۔

عارف باللہ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بغیر گناہ کے نماز نہیں چھوٹتی ہے، میں نے حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ کی بستان العارفین میں دیکھا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے بیس برس تک احتلام نہ ہوا، جس رات میں نے کعبہ کے گرد نمازِ عشاء جماعت سے ترک کر دی تو صبح مجھے نہانے کی حاجت ہوگئی۔

فائدہ: کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا اور بعض کا یہ قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہوا تھا، پھر اُن کی جنابت جب زمین پر پڑی تو اُس سے خدا نے یاجوج و ماجوج کو پیدا کیا ہے، اس روایت کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ میں ضعیف کہا ہے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ میں کہا ہے: یاجوج و ماجوج جمہور علماء کے نزدیک حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں، واللہ اعلم۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جماعت فوت ہوگئی تو انہوں نے زمین جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی، خیرات کر ڈالی اور اُن کے صاحبزادہ عبداللہ کی جب جماعت فوت ہوگئی تھی تو انہوں نے دن بھر روزہ رکھا، رات بھر شب بیداری کی اور ایک غلام آزاد کیا۔

لطیفہ: ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے: کسی مرد صالح کی نمازِ عشاء کی

جماعت فوت ہو گئی' اُس نے تنہا پچیس بار اُس نماز کو ادا کیا' کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ ہے' اُسی رات اُس نے خواب میں گھوڑوں پر کچھ آدمیوں کو سوار دیکھا اور چاہا کہ اُن کے ساتھ ہو لے' اُن میں سے ایک نے کہا کہ ہم لوگوں نے جماعت سے نماز ادا کی ہے (بھلا ہمارا تیرا ساتھ کیا)' اللہ تعالیٰ نے نماز پر مداومت اور محافظت کرنے والوں کی تعریف کی ہے' پس اگر دریافت کیا جائے کہ مداومت اور محافظت میں کیا فرق ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ محافظت کے معنی یہ ہیں کہ نماز میں تمام واجبات اور سنن کی رعایت ملحوظ رکھی جائے اور مداومت یہ ہے کہ نماز ہمیشہ پڑھتا رہے' پس مداومت کا تعلق نفس نماز سے ہے اور محافظت کا تعلق نماز کے احوال سے' اس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ معارج میں بیان کیا ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا' پھر اس کے بعد مسجد گیا اور وہاں جا کر لوگوں کو دیکھا کہ نماز پڑھ چکے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا' جتنا اُن لوگوں کو ملے گا جنہوں نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی تھی اور اُن لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو گی' اس کو ابوداؤد اور نسائی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے موافق ہے۔

دوسرا فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بے شک خدا اور فرشتے داہنی طرف کی صفوں پر درود بھیجتے ہیں' اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ صفِ اوّل سے اگر لوگ بچھڑتے رہیں گے تو یہاں تک نوبت آ جائے گی کہ خدا اُن کو پیچھے ہٹا کر دوزخ میں پہنچا دے گا' اس کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو صف سے ملا' خدا اس سے ملے گا اور جو صف سے الگ ہو گیا' خدا اس سے الگ ہو جائے گا۔

تیسرا فائدہ: میں نے شرح مہذب میں دیکھا ہے کہ اگر کوئی جامع مسجد میں داخل ہوا اور اُس نے دیکھا کہ امام نماز میں ہے لیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر صف تک جاؤں گا تو ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور اگر مسجد کے سرے ہی پر پڑھوں گا تو پوری نماز مل جائے گی تو اس کے متعلق نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا ہے کہ مجھے اس مسئلہ میں کوئی نقل نہیں ملی، لیکن ظاہر یہ ہے کہ اُسے صف اوّل تک جانا چاہیے مگر ہاں! اگر یہ اندیشہ ہو کہ آخر رکعت بھی نہ ملے گی تو خیر وہیں شریک ہو جائے۔

چوتھا فائدہ: صحیحین (بخاری و مسلم) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث وارد ہوئی ہے کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور انہیں دونوں کتابوں میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں پچیس حصہ زیادہ فضیلت آئی ہے۔ برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ جس روایت میں ستائیس درجہ فضیلت ہے، اُس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شب و روز میں سترہ رکعت فرض اور دس سنتیں ہیں (یعنی دو رکعت قبل فجر اور چار قبل ظہر اور دو بعد ظہر اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشاء ہیں) پس اُسی اعتبار سے جماعت کا ثواب بڑھا دیا گیا اور پچیس کی روایت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شب و روز میں پانچ نمازیں فرض ہیں، ان کو پانچ گنا کر لیا تو پچیس ہو گئے، گویا ایک نماز کا ثواب جماعت کی وجہ سے پانچ (یعنی شب و روز کی) نمازوں کے برابر کر دیا گیا۔

پانچواں فائدہ: ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں نے خواب دیکھا ہے گویا میرے ایک ہاتھ میں بیس اشرفیاں ہیں اور دوسرے میں چار ہیں، پھر وہ بیسوں میرے ہاتھ سے گر پڑیں اور چار پھسل پڑیں، آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تھی! اُس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: تمہارے ہاتھ سے اشرفیوں کا گر جانا، جماعت کی فضیلت کا جاتا رہنا مراد ہے جو تم سے فوت ہو گئی اور چار جو تم نے گھر میں پڑھی ہیں وہ مقبول نہیں ہوئیں، اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب زہرۃ الریاض میں بیان کیا ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ باوجود جماعت کی قدرت کے تنہا نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح تو ہو جاتی ہے لیکن یہ فعل حرام ہے، اور ایک

روایت میں ہے کہ سرے سے صحیح ہی نہیں ہوتی۔

چھٹا فائدہ: اگر کسی کی تین بیبیاں ہوں اور وہ اُن سے کہے کہ تم میں سے جو مجھے شب و روز کی رکعتوں کی تعداد نہ بتائے گی اس پر طلاق ہے' پھر ایک نے کہا: سترہ' دوسری نے کہا: پندرہ' تیسری نے کہا: گیارہ' تو کسی پر طلاق نہ پڑے گی۔ برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس اور پچیس کی روایتوں پر کئی طرح تطبیق دی ہے' اوّل یہ کہ پہلی اس کے لیے ہے جو مسجد سے دور رہتا ہو اور دوسری اس کے لیے جو قریب ہو' دوم یہ کہ جماعت کثیرہ میں ستائیس کا ثواب ہے اور جماعت قلیلہ میں پچیس کا' کیونکہ کثیر کو زیادہ فضیلت ہے سوائے چند مسائل کے۔

ساتواں فائدہ: جماعت کی نماز کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ جس طرح قلیل پانی جب جمع ہو جاتا ہے تو نجاست کا حامل نہیں ہوتا (یعنی نجس نہیں رہتا)' جس طرح اللہ تعالیٰ کے قول "مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا" (۶۲:۵) میں یہ محاورہ ہے اور "لم یحملوھا" کے معنی ہیں کہ انہوں نے توریت کا حکم نہیں قبول کیا' ماءِ کثیر (شافعی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک دو قلہ ہے اور ان میں ایک سو آٹھ دمشقی رطل پانی آتا ہے۔ رافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تہائی رطل اور بھی' اور نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک سو سات رطل اور ایک رطل کا ساتواں حصہ اور یہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول:

اذا بلغ قلتين لم يحمل الخبث ۔

جب پانی دو قلوں کی مقدار پہنچ جائے تو وہ حامل نجاست نہیں ہوتا۔

سے مراد ہے: یعنی نجس نہیں ہوتا سوائے اُس صورت کے کہ جب پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے' پس اگر اُس میں کوئی نجاست گر پڑی تو پانی کی مخالفت اغلظ صفات میں اعتبار کی جائے گی (مثلاً اگر کثیر پانی میں ایک قطرہ پیشاب گر پڑے تو اس میں رُوشنائی کا رنگ اور سرکہ کا مزہ اور مُشک کی خوشبو کا لحاظ کر کے دیکھیں گے' یعنی اگر ادنیٰ تغیر بھی پایا جائے گا تو پانی کے نجس کرنے کے لیے کافی ہے) اسی طرح جماعت کی نماز بھی ہے کیونکہ ایک شخص پر شیطان قابو پا سکتا ہے اور جماعت پر اس کا قابو نہیں چلتا کیونکہ جماعت خدا کی رسّی کی مثل ہے جس کی پابندی اور جس پر چلنے کا ہمیں حکم ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا ۔(۳:۱۰۳)
یعنی تم سب خدا کی رسّی تھامے رہو۔

اور جماعت کو ''حبل'' یعنی رسّی اس لیے کہا کہ حق کا طریق نہایت دقیق اور باریک ہے اور اُس میں بہتیروں کو لغزش ہوگئی ہے' پس جو اس رسّی کو تھامے رہے گا' وہ لغزش سے بچا رہے گا۔

آٹھواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ خدا نے جنت میں ایک شہر پیدا کیا ہے جس کا نام مدینۃ الجلال ہے' اُس میں ایک محل ہے جس کا نام قصر عظمت ہے' اس کے اندر ایک مکان ہے جس کا نام بیت الرحمۃ ہے' اس کے اندر چار ہزار تخت بچھے ہیں' ہر تخت پر چار ہزار حوریں موجود ہیں اور اس میں ایسی شے بھی ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل میں اُس کا خیال آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! وہ کس کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: جو پانچوں وقت نماز باجماعت پڑھا کرے۔

نواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتاؤں جو غنیمت کے لحاظ سے افضل ہیں لیکن بہت جلد واپس آ جاتے ہیں' وہ لوگ وہ ہیں جو صبح کی نماز میں حاضر ہوتے ہیں' پھر طلوعِ شمس تک بیٹھے یادِ خدا کیا کرتے ہیں' یہ لوگ واپس تو بہت جلد آ جاتے ہیں لیکن نہایت بافضیلت غنیمت حاصل کر لیتے ہیں۔ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: نمازِ صبح کی تکبیر اوّل دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔ اور طبرانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو وضو کر کے مسجد میں آیا اور اُس نے فجر کے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیں اور پھر فجر (فرض) کے پڑھنے تک بیٹھا رہا تو اس کی آج کی نماز ابراروں کی سی لکھی جاتی ہے اور وہ وفدِ رحمٰن' یعنی خداوندی قاصدوں میں لکھا جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ خدا نے جنت میں ایک نہر پیدا کی ہے جس کا نام افیح ہے' اس کے کنارے جواہر اور موتی کے ہیں' اُس پر حوریں ہیں جن کی خلقت زعفران سے ہوئی ہے اور ستّر ہزار پاکیزہ آوازوں میں خدا کی تسبیح کیا کرتی ہیں' اور کہتی ہیں کہ ہم اُس کے لیے ہیں جو

صبح کی نماز باجماعت ادا کرے۔

دسواں فائدہ: صبح کی جماعت سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے پھر عشاء کی پھر عصر کی' اس کو روضہ میں بیان کیا ہے۔ صبح اور عشاء کی فضیلت تو اس لیے ہے کہ حدیث میں یوں وارد ہوا ہے: جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی' گویا اُس نے آدھی رات تک شب بیداری کی اور جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی گویا وہ تمام رات شب بیداری کرتا رہا یعنی آدھی رات کا ثواب عشاء سے ملا تھا اور آدھی رات کا اس سے' اور عصر کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ جو اس کو باجماعت پڑھتا ہے' اُس کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو مغرب کی نماز باجماعت پڑھتا ہے' اُس کو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ نمازِ عصر کے مقابلے میں حج کا ثواب اس لیے رکھا گیا ہے کہ عصر پڑھنے والے کی ضروریات اور متعلقات باوجود یکہ ابھی پوری نہ ہو چکی تھیں کیونکہ ابھی کچھ دن باقی تھا' لیکن پھر بھی چونکہ اُس نے دنیا سے منہ پھیر کر نماز پر توجہ کی اور اسی کو باوجود ضرورتوں کے اختیار کیا' اس لیے اُسے حج کا ثواب دیا گیا' بخلاف نمازِ مغرب کے کیونکہ اب دن تو باقی نہیں رہا تھا اور غالباً خرید و فروخت وغیرہ متعلقاتِ دنیا غروبِ آفتاب کے وقت تک ختم ہو چکے ہیں' اس وقت اس سے اُس کا باز رہنا ایک ضروری اور ایک قسم کا اضطراری فعل ہے' اس لیے عمرہ کا ثواب ملا۔

گیارہواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد سنت فجر بیٹھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اللّٰھم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل ومحمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم اعوذ بك من النار۔

اے اللہ! اے جبرئیل ومیکائیل واسرافیل (علیہم السلام) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار! میں دوزخ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم صبح کی نماز پڑھ چکا کرو تو تین بار یہ پڑھ لیا کرو: "سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

وَبِحَمْدِہٖ"، تو نابینائی اور جذام اور فالج سے عافیت میں رہو گی اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

بارہواں فائدہ: اگر گھر میں مسجد سے زیادہ جماعت ہو جب بھی مسجد اولیٰ ہے اس کو ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے لیکن اس میں قاضی ابوالطیب رحمۃ اللہ علیہ کا خلاف ہے اور اگر ایک جماعت کے لوگ مسجد میں داخل ہوئے اور امام کو تشہد اخیر میں پایا تو امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق نماز پڑھنے کے لیے خود اپنی جماعت کرلیں اور قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام کا اقتداء کرلیں کیونکہ اس طرح اُن کو بہت بڑی جماعت مل جائے گی اور ظاہر یہی ہے کہ یہ قول معتمد ہے اور روضہ میں مذکور ہے کہ گھر میں جماعت سے نماز پڑھنا مسجد میں تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے اور عنقریب آتا ہے کہ اوّل وقت میں جماعت قلیل کے ساتھ نماز پڑھ لینا جماعت کثیر کے ساتھ آخر وقت میں پڑھنے سے افضل ہے۔

حکایت: ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چار سو اونٹ اور چالیس غلام چور چرا لے گئے اُن کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اُن کو مغموم پایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب پوچھا انہوں نے عرض کردیا آپ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ تمہاری تکبیر تحریمہ ترک ہوگئی ہوگی انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا اس کا فوت ہو جانا بہت سخت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمام زمین بھر اونٹوں سے بھی زیادہ سخت ہے اور خبر میں آیا ہے کہ جس کی تکبیر فوت ہو جائے تو اُس کی نو سو ننانوے بھیڑیں جنت کی ہاتھ سے جاتی رہیں اور ایسی بھیڑیں جن کے سینگ سونے کے ہوں گے اس کو نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ اس عدد کی تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ لفظ اللہ میں چار حرف ہیں اور ایسے ہی لفظ اکبر میں چار حرف ہیں اور با کا نقطہ بھی ایک حرف کے قائم مقام ہے کیونکہ اس میں اسرار پوشیدہ ہیں اس لیے کہ یوں وارد ہوا ہے کہ جو کچھ اور کتابوں میں ہے وہ قرآن میں ہے اور جو کچھ قرآن میں ہے وہ سب فاتحہ میں ہے اور جو کچھ فاتحہ میں

ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ سب حرف با میں ہے اور جو کچھ حرف باء میں ہے وہ سب اُس کے نیچے کے نقطہ میں ہے۔ نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ تمام کتابوں کے معانی قرآن میں ہیں اور قرآن کے معانی فاتحہ میں ہیں اور فاتحہ کے معانی بسم اللہ میں ہیں اور بسم اللہ کے معانی حرف باء میں ہیں اور اُس کے معانی یہ ہیں کہ جو کچھ ہوا مجھ ہی سے ہوا اور جو کچھ ہوگا مجھ ہی سے ہوگا' پس تمام حرف مل کر نو حرف ہو گئے اور ہر حرف کے مقابلے میں سو سو لیے تو نو سو ہو گئے' باقی رہے ننانوے تو ہر حرف کے عوض میں گیارہ گیارہ اور لے لیے کیونکہ لفظ اللہ کو اگر بسط کر لیا جائے گیارہ حرف ہوتے ہیں۔ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے بروایت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے بروایت حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے بروایت حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ' انہوں نے بروایت حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ' انہوں نے بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نماز جماعت سے جس کی تکبیر تحریمہ فوت ہو جائے تو اس کو قیامت میں ایسی ندامت ہوگی جو اُس کے نزدیک چالیس ہزار بار موت آ جانے سے اور نیز قیامت کی گھبراہٹ سے چالیس ہزار بار زیادہ سخت ہوگی' جس کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی محافظت کرنے والے کے لیے بزرگی بھی کیسی بلند درجہ کی ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر لفظ سے جو خدا کی تعظیم پر دلالت کرتا ہو' خواہ اعظم ہو یا اکبر یا ان کے سوا اور کوئی لفظ ہو' اُس سے نماز منعقد ہو جاتی ہے۔

فائدہ: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے کہا کہ میں تجھے حی و قیوم کی قسم دیتا ہوں! (سچ بتا) کہ وہ کون سی شے ہے جو تیری پشت شکن ہے' یہ سن کر وہ زمین پر پچھاڑ کھا کر گر پڑا اور کہنے لگا: اگر حی و قیوم کا واسطہ نہ ہوتا تو میں آپ کو کبھی نہ بتاتا' سنئے! گھر میں نماز پڑھنا سوائے فرض نماز کے۔

حکایت: حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار خدا سے عرض کی کہ اے پروردگار! جنت میں جو میرا ساتھی ہو' مجھے دکھا دیجیے! اُن سے کسی نے خواب میں کہا کہ ایک کالی کلوٹی عورت ہے جس کا نام سلامت ہے اور فلاں مقام پر بکریاں چراتی پھرتی ہے' جنت

میں وہی تیری زوجہ ہوگی' آپ وہاں پہنچے اور اُسے جا کر سلام کیا' اُس نے جواب دیا: وعلیکم السلام! اے ابراہیم! آپ نے پوچھا: تجھے یہ کس نے بتلایا کہ میں ابراہیم ہوں؟ اُس نے جواب دیا کہ اُس نے جس نے آپ کو یہ بتلایا کہ جنت میں میں آپ کی زوجہ ہونے والی ہوں' آپ نے اُس سے کہا: اچھا اے سلامت! مجھے کچھ نصیحت کر! اُس نے کہا: شب بیداری کیا کیجئے کیونکہ وہ بندہ کو ربّ تک پہنچا دیتی ہے اور اگر آپ اُس کی محبت کے مدعی ہیں تو آپ کو سونا حرام ہے' اور بعض نے کہا ہے کہ خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات گھر آئے تو مجھ سے غافل ہو کر سو رہے' وہ جھوٹا ہے اور یہ کہا کہ جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا جبریل علیہ السلام سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے جبریل! اشجار محبت کو ذرا حرکت دو' جب وہ حرکت دیتے ہیں تو دل محبوب کے دروازے پر قائم ہو جاتے ہیں' کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

ببابك عبد من عبيدك مذنب كثير الخطايا جاء يسئالك العفوا

فانزل عليه الصبر يامن بفضله علي قوم موسیٰ انزل المنّ والسلوی

آپ کے بندوں میں سے ایک بڑا خطا کار' گنہگار بندہ معافی کا خواستگار ہو کر آپ کے دروازے پر آیا ہے' پس اُس پر صبر نازل کیجئے! اے وہ ذات جس نے اپنے فضل وکرم سے موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم پر من وسلویٰ نازل کیا تھا۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اگر تجھ سے شب بیداری اور دن کا روزہ نہ ہو سکے تو سمجھ لے کہ تو محروم ہے اور تیری خطائیں بکثرت ہو گئی ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو شب بیداری سے وہ محروم رہتا ہے اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک بار میں صرف ایک گناہ کی بدولت پانچ ماہ تک شب بیداری سے محروم رہا' لوگوں نے پوچھا: وہ کیا گناہ تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک شخص کو روتے دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ یہ ریاکاری ہے۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

ارانی بعید الدار لآ اقرب الحمٰی — وقد نصبت للمساھرین خیام
علامۃ طردی طول لیلی نائمٌ — وغیری یری ان المنام حرام

میں اپنے آپ کو گھر سے دور پاتا ہوں کہ حمیٰ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا' حالانکہ بیدار رہنے والوں کے لیے خیمے استادہ کیے جاتے ہیں' (بارگاہِ محبوب سے) میرے مردود ہونے کی یہی علامت (کافی) ہے کہ میں رات رات بھر پڑا سویا کرتا ہوں اور دوسرے لوگ سونا حرام سمجھتے ہیں۔

فائدہ: کسی صدیق کو خدا نے الہام کیا کہ میرے ایسے بندے ہیں کہ جنہیں مجھ سے محبت ہے اور ان سے مجھے' وہ میرے مشتاق ہیں اور میں اُن کا' وہ میری یاد میں لگے رہتے ہیں اور میں اُن کی۔ انہوں نے پوچھا: اے میرے رب! ان کی کیا علامت ہے؟ ارشاد ہوا کہ وہ دن بھر تاریکی کی نگہداشت میں ایسے لگے رہتے ہیں جیسے گلہ بان اپنے گلہ کی اور غروبِ آفتاب کے ایسے مشتاق رہتے ہیں جیسے پرندے اپنے گھونسلے کے' جب رات ہوتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے اور بستر لگ جاتے ہیں اور ہر ایک اپنے محبوب کو لے کر خلوت نشین ہوتا ہے' وہ میرے سامنے اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور میرے لیے اپنے چہروں کو فرشِ راہ بنا دیتے ہیں اور میرا کلام پڑھ پڑھ کر مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں اور مجھ سے میرے انعام کی اُمید میں خوشامدیں کرتے ہیں' کوئی تو چلّاتا ہے' کوئی روتا ہے' کوئی آہ وزاری میں مشغول ہے' کوئی شکوہ شکایت کرتا ہے' کوئی کھڑا ہے' کوئی بیٹھا ہے' کوئی رکوع میں ہے' کوئی سجدہ میں پڑا ہے' پہلے پہل جو کچھ میں انہیں دیتا ہوں وہ تین چیزیں ہیں' اوّل یہ کہ میں اپنے نور میں سے کسی قدر اُن کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں' دوم یہ کہ اگر سارے آسمان اور زمین بھی اُن کے ترازوئے عمل میں ہوں تو میں اُن کے لیے سب کو کم سمجھوں' سوم یہ کہ میں اپنے وجہِ کریم سے اُن پر متوجہ ہوتا ہوں' بھلا تم خیال کر سکتے ہو کہ جس پر اپنے وجہِ کریم سے متوجہ ہوں' کوئی جان سکتا ہے کہ میں اُسے کیا کچھ دینا چاہتا ہوں۔ بعض عارفوں کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سحر کے وقت شب بیداروں کے دلوں پر جلوہ فرماتا ہے' اس طرح اُن کو نور سے بھر دیتا ہے جس سے اُن کے دل منور ہو جاتے ہیں۔

ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا' اُس وقت جو غفلت میں پڑے سوتے تھے مجھے یاد آئے' فوراً ہی مجھے کشف ہوا کہ اُن پر رحمت نازل ہو رہی ہے جیسے کہ شب بیداروں پر اُس کا نزول ہے' اُس پر مجھے تعجب آیا' ہاتف نے آواز دی: اے بایزید! انہوں نے میرا عذاب یاد کیا اور تہجد پڑھنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے میری رحمت کی اُمید کی اور پڑ کر سو رہے' جب یہ (حضرت بایزید بسطامی) بچپن میں مکتب میں پڑھتے تھے اور سورۂ مزمل تک نوبت پہنچی تو انہوں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں جن کو خدا نے شبِ بیداری و تہجد کا حکم دیا' انہوں نے جواب دیا کہ بیٹا! یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' انہوں نے اپنے باپ سے کہا: تو پھر آپ ایسا کیوں نہیں کرتے جیسا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایسی بات ہے کہ اس سے خدا نے اُن کو شرف دیا ہے' پھر جب انہوں نے پڑھا:

وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ (۷۳:۲۰)

اور آپ کے ساتھ والوں کا گروہ۔

تو پوچھا: اے ابا جان! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں' ابو یزید نے کہا: اے ابا جان! جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کیا ہے آپ کیوں نہیں کرتے' انہوں نے کہا: بیٹا! خدا نے اُن کو شب بیداری اور تہجد گزاری کی قوت دی تھی' وہ بولے: ابا جان! ایسے شخص میں تو کوئی بھلائی نہیں ہو سکتی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب کی پیروی نہ کرتا ہو' اس پر اُن کے باپ تہجد گزار بن گئے' انہوں نے اپنے باپ سے کہا: اے ابا جان! مجھے تہجد کی نماز سکھا دیجیے! انہوں نے کہا: تم بچہ ہو' اس پر وہ بولے کہ قیامت میں جب خدا ساری مخلوق کو جمع کرے گا اور شب بیداروں اور تہجد گزاروں کو جنت میں جانے کا حکم دے گا' اُس وقت میں کہہ دوں گا کہ اے رب! میں نے تہجد کی نماز پڑھنا چاہی تھی لیکن میرے باپ نے مجھے نہیں پڑھنے دی' انہوں نے جواب دیا کہ اچھا بیٹا! پڑھا کرو۔

لطیفہ: نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول:

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔

اے کمبل اوڑھنے والے!

کے متعلق بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سورت میں آپ کو رات کے قیام کا حکم فرمایا ہے' گویا ارشادِ خداوندی یوں ہے کہ آپ اپنا دن تو لوگوں پر شفقت کرنے میں صرف کیجئے اور رات کا وقت حق تعالیٰ کی عبادت میں گزاریئے' دن کو خدا کا خوف دلانے میں مستعد رہئے کہ آپ کی دعوت کی بدولت بھاگنے والے (عبادتِ خدا پر) متوجہ ہوں اور رات کو ادائے نماز میں مستعدی سے کام لیجئے کہ آپ کی سفارش سے گنہگار نجات پائیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس نے عشاء کے بعد دو رکعتیں یا اس سے زیادہ پڑھ لیں تو (گویا) وہ تمام رات سجدہ و قیام میں لگا رہا' اور بروایت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: جو خواب سے بیدار ہو کر یہ پڑھ لے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔

خدا پاک ہے اور جمیع حمد خدا کو شایاں ہے اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور خدا سب سے بڑا ہے۔

تو خدا اس کی طرف نگاہ کرتا ہے' پھر اگر اُس نے وضو بھی کر لیا تو وہ بخش دیا جاتا ہے' پھر اگر اُس نے چار رکعت نماز بھی پڑھ لی' اس طرح سے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ گیارہ بار تو پھر تو بے شک خدا اُسے بخش دیتا ہے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا تھا' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے اس کو جبریل علیہ السلام سے سنا تھا' جبریل علیہ السلام نے بیان کیا: خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں' یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جسے یہ پسند ہو کہ قیامت میں خدا اُس کا ایمان محفوظ رکھے' اُسے چاہیے کہ مغرب کی سنت کے بعد دو رکعت

اس طرح پڑھا کرے کہ ہر رکعت میں "الحمد" ایک بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" چھ بار اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ایک ایک بار پڑھے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو مغرب اور عشاء کے بعد نماز پڑھنے والے ہیں' خدا اُن پر اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرے گا۔

احیاء العلوم میں ہے کہ جب کوئی بندہ دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو فرشتوں کی دس صفیں کہ جن میں سے ہر ایک صف میں دس دس ہزار فرشتے ہوتے ہیں' حیرت زدہ ہو کر رہ جاتے ہیں' کیونکہ فرشتوں سے جو رکوع کرنے والے ہیں وہ قیامت تک سجدہ نہیں کرتے اور جو سجدہ میں پڑے ہیں وہ قیامت تک سر نہیں اُٹھاتے اور جو کھڑے ہیں وہ قیامت تک رکوع میں نہیں جاتے۔ بروایت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: مغرب کے بعد بولنے سے پہلے جو دو رکعت نماز پڑھ لے' خدا اُس کو حظیرۃ القدس میں جائے سکونت عطاء کرے گا' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اگر وہ چار رکعتیں پڑھے؟ ارشاد ہوا کہ وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا اس نے حج پر حج کیا' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اگر چھ پڑھے؟ ارشاد ہوا: خدا اُس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیتا ہے۔

فائدہ: عوارف المعارف میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے قول:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (۳۲:۱۶)

اُن کے پہلو خوابگاہوں سے الگ ہو جاتے ہیں۔

کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز مراد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھا کرے' اُس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص مغرب اور عشاء کے مابین مسجد میں ٹھہرا رہے اور سوائے نماز یا قرآن پڑھنے کے باتیں نہ

کرے تو خدا کے ذمہ ہے کہ اُس کے لیے جنت میں دو محل بنائے گا جن کے مابین سو برس کی مسافت ہوگی اور اُن دونوں کی درمیانی مسافت کو نخل و اشجار سے آراستہ کر دے گا کہ اگر تمام دنیا والے بھی اُس میں گشت لگانا چاہیں تب بھی اُس میں سب کی گنجائش ہو۔

حکایت: حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار جہاز پر سوار تھا' ہوا نے ہم لوگوں کو ایک جزیرہ کی طرف جا پھینکا' وہاں ہم دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص بت کی پرستش میں لگا ہوا ہے' ہم نے اُس سے کہا: یہ کیسا خدا ہے جس کی پرستش کی جاتی ہے' ہم لوگوں میں تو ایسے لوگ ہیں جو ایسے ایسے کتنے ہی بنا ڈالیں' اُس نے پوچھا: اچھا! تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو؟ ہم نے کہا: خدا کی' جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی پکڑ زمین میں ہے' اُس نے پوچھا: تمہیں بتلایا کس نے؟ ہم نے جواب دیا کہ اُسی خدا نے ہمارے پاس اپنا رسول بھیجا تھا جس نے ہم کو اُس سے آگاہ کر دیا' اُس نے پوچھا: وہ رسول کیا ہوئے؟ ہم نے کہا: اُن کا تو انتقال ہو گیا' اُس نے پوچھا: بھلا تمہارے پاس اُن کی کچھ علامت بھی باقی رہی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! جو شاہی فرمان (قرآن شریف) اُس رسول کے پاس آیا تھا' وہ ہمارے پاس اب بھی باقی ہے' اُس نے کہا: اچھا! میرے پاس لاؤ' ہم نے قرآن شریف موجود کر دیا اور سورۂ رحمٰن اُس کو پڑھ کر سنائی' وہ تا اختتام سورت برابر روتا رہا اور کہنے لگا: جس کا یہ کلام ہے اس کی نافرمانی ہرگز مناسب نہیں اور یہ کہہ کر اسلام لایا اور پکا مسلمان ہو گیا' ہم نے اُس کو اسلام کی باتیں سکھائیں' جب رات ہوئی تو ہم لوگ عشاء کی نماز پڑھ کے اپنی خواب گاہوں میں لیٹ رہے' ہم لوگوں سے وہ پوچھنے لگا: اے لوگو! جس خدا تک تم نے میری رہنمائی کی ہے' کیا وہ سوتا بھی ہے؟ ہم نے جواب دیا: وہ ''حَیٌّ وَقَیُّوْمٌ'' (زندہ برقرار ہر شے کو برقرار رکھنے والا) ہے سوتا نہیں' اس پر اُس نے کہا: تو پھر تم کیسے بُرے بندے ہو کہ تمہارا مالک تو سوتا نہیں اور تم سوتے ہو' آخرش جب ہم سفر دریا سے باہر آئے اور عبادان میں داخل ہوئے تو ہم نے چاہا کہ اس کو کچھ روپیہ دیں' وہ کہنے لگا: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تم نے مجھے ایسا طریق بتلایا جس پر تم خود نہ چلے' دیکھو تو پہلے میں غیر خدا کی عبادت کرتا تھا' اُس وقت تو اُس نے مجھے ضائع ہونے نہ دیا اور اب تو مجھے اُس کی معرفت

حاصل ہوگئی ہے' بھلا اب مجھے کیسے ضائع ہونے دے گا اور میری خبر گیری نہ کرے گا' اس کے بعد جب تین دن گزر گئے تو سنائی دیا کہ وہ حالت نزع میں ہے' یہ سن کر میں اُس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کوئی حاجت تو نہیں ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ میری حاجت برآری کر چکا ہے جو مجھے جزیرہ سے نکال کر یہاں لایا ہے' اس کے بعد میں وہیں سو رہا' دیکھتا کیا ہوں کہ ایک سرسبز لہلہاتے ہوئے باغ کے اندر ایک قبہ میں ایک خاتون (بیٹھی) کہہ رہی ہے: کہیں اُسے جلدی لے بھی آؤ' مدت گزر گئی کہ میں اُس کی مشتاق ہو رہی ہوں' اس کے بعد میں بیدار ہوا اور اُس کا انتقال ہو چکا تھا' خیر میں نے اُس کا کفن دفن کر دیا' اس کے بعد خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اُسی قبر میں (بیٹھا ہوا) اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (۱۳:۲۴)

اور ان کے پاس ہر دروازے سے فرشتے آئیں گے (یہ کہتے ہوئے) کہ تمہارے صبر کی بدولت تمہارے لیے سلامتی ہے' پھر اس گھر کا انجامِ نیک کیا خوب ہے۔

حکایت: کسی مردِ صالح کا ذکر ہے کہ وہ ہمیشہ شب بیداری کیا کرتا تھا' اتفاق سے ایک رات سو گیا' اُسے سنائی دیا کہ کوئی کہہ رہا ہے: اُٹھ کر نماز پڑھ! کیا تجھے یہ خبر نہیں کہ جنت کی کنجیاں شب بیداروں کے پاس ہیں اور وہ اُس کے خزانچی ہیں۔ حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں سو گیا' دیکھتا کیا ہوں کہ ایک خاتون نے مجھ سے جگا کر کہا کہ کیا تو پڑا ہوا ہے' (تجھے یہ خبر نہیں) کہ پانچ سو برس سے تیرے لیے میری پرورش ہو رہی ہے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر رات نہ ہوتی تو دنیا میں زندگی بسر کرنا کبھی مجھے پسند نہ ہوتا۔

فائدہ: ترغیب وترہیب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں

ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور ارضِ رباط میں ایک نماز پڑھنا دس لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور کوئی رات کو دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے اُس کے سوا اُسے کچھ مقصود نہ ہو تو وہ دو رکعتیں ان سب سے زیادہ ہیں۔ بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص عشاء کے بعد نفل میں "شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ الاٰیۃ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نسبت قیامت میں فرشتوں سے فرمائے گا: اے میرے فرشتو! بے شک میں نے اپنے بندہ سے کہا ہے اور مجھے عہد کا پورا کرنا زیادہ مناسب ہے' اچھا! اس کو جنت میں داخل کر دو' (دیکھو تو) ربّ العزت کیا خوب امانت دار ہے۔

احیاء میں ہے کہ وتر کا سلام پھیر کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

سبحان الملك القدوس ربّ الملائكة والروح جللت السمٰوات والارض بالعظمة والجبروت وتعززت بالعزة والبقآء وقهرت العباد بالموت۔

قدوسیت والا بادشاہ پاک ہے جو فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے' اُس کی عظمت اور جبروت سے آسمان و زمین جلال والے ہیں اور اس کی عزت اور بقاء سے اُن کی عزت ہے اور موت سے سارے بندے مقہور و مغلوب ہیں۔

مناقب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں آتا ہے کہ جو وتر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہے' اس کو سر اُٹھانے کی نوبت بھی نہیں آتی کہ خدا چاہتا ہے تو اس کی پہلے ہی مغفرت فرما دیتا ہے۔ فردوس العارفین میں مذکور ہے: ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت اور ان دو رکعتوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو میں دو رکعتوں کو اختیار کرتا کیونکہ اس میں خدا کی محبت اور رضا میسر ہوتی ہے اور جنت میں تو نفس کی محبت اور رضامندی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو وضو کرے پھر مسجد میں آ کر قبل فجر دو رکعت نماز پڑھے تو اُس کی نماز ابرار کی نماز میں درج کی جاتی ہے اور اس کا نام رحمانی وفد میں لکھا جاتا ہے۔

مسئلہ: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نمازِ عشاء کے بعد سوائے وتر کے

جو زائد نماز پڑھی جائے' وہ سنت ہے اور وتر تین رکعتوں کے ساتھ واجب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز بڑھادی ہے' خوب سن لو! وہ وتر ہے' پس اس لیے اگر کسی کو صبح کے فرض میں یاد آئے کہ اُس نے وتر کی نماز نہیں پڑھی تھی تو صبح کا فرض فاسد ہو جاتا ہے (بشرطیکہ صاحب ترتیب ہو) کیونکہ فرض میں اُسے واجب یاد آیا ہے۔ روضہ میں مذکور ہے: وتر کی تین رکعتیں ہیں' پڑھنے والے کے لیے مسنون ہے کہ پہلی رکعت میں ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' اور دوسری میں ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور تیسری میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' اور معوذتین پڑھے۔

حکایت: یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرد صالح کی روایت بیان کی ہے کہ وہ ہمیشہ شب بیداری کیا کرتا تھا' اتفاق سے ایک رات اپنے معمول کے خلاف سو گیا' خواب میں دیکھتا کیا ہے کہ بہت سی حوریں اُس کے پاس محراب میں آئی ہیں اور انہیں میں ایک کالی کلوٹی قبیح منظر کنیز ہے' اُس نے ان سے جو حال دریافت کیا تو کہنے لگیں: ہم تو تیری گزشتہ راتیں ہیں جن میں تو نے عبادت کی ہے اور کالی کلوٹی وہ رات ہے جس میں تو سو گیا تھا۔

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ بے شک خدا ہر سخت سنگدل' پیٹو' بازاروں میں شور کرنے والے' رات کو مردار کی طرح پڑے رہنے والے' دن کو گدھے کے مانند ہو جانے والے' دنیا کے کاموں سے واقف' آخرت کے کاموں سے ناواقف لوگوں سے ناراض رہتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ صاحبہ نے کہا کہ اے نبی اللہ! رات کو زیادہ نہ سویا کیجئے' کیونکہ رات کو زیادہ سونا انسان کو قیامت میں محتاج بنا کر چھوڑتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کو نماز ضرور پڑھا کرو' چاہے دو ہی رکعتیں ہوں۔

مسئلہ: پہلی نصف شب میں نماز پڑھنا نصف اوّل میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور درمیان شب کے تہائی حصہ میں اوّل و آخر شب سے افضل ہے' تہجد پڑھنا مسنون ہے لیکن تمام رات ہمیشہ کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ عوارف میں کہا ہے کہ خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ نہ اوّل شب میں اٹھیے نہ آخر شب میں بلکہ درمیان شب میں

اُٹھا کیجیے تا کہ آپ کو میرے ساتھ اور مجھ کو آپ کے ساتھ خلوت گزیں ہونے کا موقع ملے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: رات کا اٹھنا اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ' اپنے رب سے قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور گناہوں کا کفارہ' بُرائیوں سے باز رکھنے والا' بدن سے بیماریوں کو دور کرنے والا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ رات کا کون سا حصہ افضل ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم' مگر اتنا جانتا ہوں کہ پچھلی شب کو عرش ہلنے لگتا ہے اور پچھلی شب سے فجر کاذب اور صادق کے درمیان کا وقت مراد ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: خدا اُس پر خوش ہوتا ہے جو اپنا بچھونا چھوڑ کر رات کو اُٹھ کھڑا ہو' پھر اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے' چنانچہ اُس وقت خدا فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کو اس فعل پر جو اُس نے کیا' کس شے نے آمادہ کر دیا! وہ جواب دیتے ہیں: اے ہمارے رب! آپ ہی خوب جانتے ہیں' خدا ارشاد فرماتا ہے: بے شک میں خوب جانتا ہوں لیکن پھر بھی تم لوگ مجھے بتلاؤ' وہ کہتے ہیں: آپ نے اُسے امیدوار بنایا تو وہ امیدوار ہو گیا' آپ نے جس کسی شی سے اُسے ڈرایا وہ ڈر گیا' خدا ارشاد فرماتا ہے: اچھا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ تم اس کے شاہد رہو کہ جس شے سے وہ ڈرتا ہے' اس سے ہم نے اُسے امن دیا اور جس شے کا وہ امیدوار ہے' اس کے لیے ہم نے ضروری کر دیا۔ حضرتِ مؤلف فرماتے ہیں کہ جس کو رات کا اٹھنا شاق گزرتا ہو اُسے چاہیے کہ بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مروی ہے' اس پر عمل کیا کرے۔ وہ روایت یہ ہے کہ جو شخص مغرب کی نماز جماعت سے پڑھ کر بغیر دنیا کے کوئی بات کہتے ہوئے دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ایک بار فاتحہ' ایک بار آیۃ الکرسی اور پندرہ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے' خدا اس کے لیے جنات عدن میں موتی اور یاقوت کے ہزار شہر آباد کرتا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں بیان کیا ہے کہ جس کسی کو اعمال کی کوئی فضیلت معلوم ہو' اُسے چاہیے کہ اس پر عمل کرے خواہ ایک ہی بات کیوں نہ ہو۔ پھر اس کے بعد فقہاء اور محدثین وغیرہ علماء سے

نقل کیا ہے کہ ترغیب وترہیب اور فضائل اعمال میں موضوع (من گھڑت) کو چھوڑ کر جو حدیث ملے خواہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو اُس پر عمل کر لینا مستحب ہے پھر تقریب وتیسیر میں علم حدیث کی نسبت بیان کیا ہے کہ حدیث موضوع وہ حدیث ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے گھڑلی ہو ایسی حدیث کا روایت کرنا حلال نہیں ہے۔ حدیث ضعیف وہ حدیث ہے جس کی سند متصل نہ ہو اور جہاں سے وہ نکلی ہو اُس کا پتا نہ ہو اس کے راوی مشہور و معروف اشخاص ہوں ایسی حدیث پر حلال وحرام بیع نکاح وطلاق وغیرہ احکام کے سوا اور باتوں میں عمل کرنا جائز ہے پھر انہوں نے کہا ہے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے فقہاء کے نزدیک حدیث مرسل بھی حدیث ضعیف میں شامل ہے۔ مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو اور اسی کے جمہور محدثین بھی قائل ہیں اور امام مالک وامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ اختلاف تابعی کے مرسل کے بارہ میں ہے لیکن صحابی کی مرسل حدیث جس کو ایک صحابی دوسری صحابی سے روایت کرے وہ صحیح ہے کیونکہ اُس نے سوائے صحابی کے کسی سے روایت نہ کی ہوگی اور صحابہ سب کے سب عدول ہیں بخلاف مرسل تابعی کبیر کے جس کی بہت سے صحابیوں سے ملاقات ہوئی ہو لیکن تابعی صغیر کے مرسل میں جیسے زہری وغیرہ ہیں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی مرسل ہے اور بعض نے اس کو منقطع کہا ہے اور منقطع اس کو کہتے ہیں جس کی اسناد متصل نہ ہو جیسے کہ امام مالک کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت۔

حکایت: حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کسی قوم سے ایک لونڈی خریدی جب رات ہوئی تو وہ نماز نماز پکارنے لگی لوگوں نے اُس سے کہا: صبح ہونے دے اُس نے کہا: تم تو سوائے فرض کے کچھ پڑھتے پڑھاتے ہو نہیں میری بیع پھیر دو چنانچہ اُن لوگوں نے اسے اُس کے مالک کو واپس کر دیا اور حدیث میں ہے کہ دو رکعتیں جنہیں بندہ رات کو پڑھتا ہے دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ آخر شب میں نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو خدا فرماتا ہے: کیا میں نے رات کو ان لوگوں کے لیے لباس (یعنی کپڑے میں لپٹ کر پڑا رہنے کا وقت) اور نیند کو آرام نہیں بنایا ہے دیکھو! اس پر بھی میرا بندہ نماز

پڑھنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے' دیکھو تو میرا بندہ کیا مانگتا ہے' وہ کہتے ہیں: آپ کی رضا مندی اور مغفرت کا خواستگار ہے' ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا! میں تمہیں شاہد بناتا ہوں کہ میں نے اُسے بخش دیا۔

فوائد

پہلا فائدہ: معروف کرخی نے اپنی سند ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچا کر روایت کی ہے کہ سوتے وقت جو شخص یہ دعا پڑھ کر سو رہے کہ:

اللّٰھم لا تؤمنا بمکرك لا تنسنا ذکرك ولا تکشف عنا سترك ولا تجعلنا من القوم الغافلین ۔ اللّٰھم ایقظنا فی احب الساعات الیك حتی تذکرك فتذکرنا ونسئلك فتعطینا وندعوك فتستجیب لنا ونستغفرك فتغفرلنا ۔

اے اللہ! اپنی تدبیر خفی سے مجھے نڈر نہ کیجیے اور نہ اپنی یاد مجھ سے بھلایئے اور ہم سے اپنا پردہ نہ کھولئے اور ہم کو غافلوں میں سے نہ بنایئے! اے اللہ! ہم کو اپنی نہایت پسندیدہ ساعت میں بیدار کر دیجیے تاکہ ہم آپ کی یاد کریں اور آپ ہماری یاد کریں اور ہم آپ سے مانگیں پھر آپ ہم کو عطاء کریں اور ہم آپ سے دعا مانگیں اور آپ ہماری سن لیں' ہم آپ سے معافی مانگیں اور آپ ہمیں بخش دیں۔

تو خدا اُس کے پاس نہایت پسندیدہ ساعت میں فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کو جگا دیتا ہے' پھر اگر وہ اُٹھ کھڑا ہوا تو خیر ورنہ فرشتہ اوپر چڑھ جاتا ہے اور دعا مانگنے لگتا ہے تو اُس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ عوارف میں مذکور ہے کہ اگر وہ نہیں اٹھتا تو فرشتے ہوا میں عبادت کیا کرتے ہیں اور ان کی عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔ اور معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: جو رات کو بیدار ہونے کے وقت یہ پڑھتا ہے:

سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ واللّٰه اکبر استغفر اللّٰه اللّٰھم انی اسئلك مِنْ فضل ورحمتك فانھما بیدك ولا یملکھما

احد سواك .

خدا پاک ہے جمیع حمد خدا کو شایاں ہے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں خدا سب سے بڑا ہے میں خدا سے معافی مانگتا ہوں اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل اور رحمت کا خواستگار ہوں بے شک وہ دونوں آپ کے قبضہ میں ہیں اور آپ کے سوا اُن دونوں کا کوئی مالک نہیں۔

تو خدا جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے اور وہ بندوں کی قضائے حاجت پر مقرر ہیں کہ اے جبرئیل! میرے بندہ کی حاجت پورا کر دو۔

دوسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص بیدار ہو کر پڑھتا ہے:

سبحانك لا الٰه الا انت اغفرلی .

آپ پاک ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں مجھے بخش دیجیے۔

تو گناہوں سے ایسا صاف نکل آتا ہے جیسے سانپ اپنی کیچل سے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو بندہ بدن میں روح لوٹتے وقت یعنی جاگتے وقت پڑھتا ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لا شـريك لـهٗ له الملك وله الحمد وهو علٰی كل شیء قدير .

خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

تو خدا اُس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اس کو ابن سنی نے روایت کیا ہے۔

تیسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو اپنے بستر پر لیٹتے وقت پڑھے:

الـحـمـد لله الذی علا فقهر وبطن فتحير وملك فقدر الحمد لله الذی يحيی و يميت وهو علٰی كل شیء قدير .

ساری تعریف خدا کو شایاں ہے جو بلند ہوا تو غالب ہو گیا' مخفی ہوا تو سب کو متحیر بنا دیا اور مالک ہوا تو قادر ہو گیا' جمیع حمد خدا کو سزاوار ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔

تو گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے گویا آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو اپنے بچھونے پر اُٹھتے وقت کہے:

الحمد لله الذى كفانى وآوانى الحمد الله الذى من على فافضل ۔

جمیع حمد خدا کو شایاں ہے جو مجھ کو کافی ہے اور جس نے ٹھکانا عطاء کیا' جمیع حمد خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھ پر احسان و فضل کیا۔

تو اُس نے خدا کی جملہ محامد کے ساتھ حمد بیان کی اور اس کو ہم پہلے بھی اذکارِ صبح و شام میں بیان کر چکے ہیں۔

چوتھا فائدہ: ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خوابی کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: پڑھ!

اللّٰهم غارت النجوم وهدات العيون وانت الحى القيوم لا تاخذك سنةٌ ولا نومٌ يا حىّ يا قيّوم اهدنى ليلى وانم عينى ۔

اے اللہ! ستارے ڈوب گئے اور آنکھیں ساکن ہو گئیں اور آپ حی و قیوم ہیں' آپ کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند' اے زندہ! اے برقرار رہنے اور رکھنے والے! میری رات کو آرام سے گزاریئے اور میری آنکھ کو سُلا دیجئے۔

وہ کہتا ہے: چنانچہ میں نے یہ دعا پڑھی اور خدا نے میری شکایت دور کر دی' ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیند کی زیادتی کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: (یہ شکایت کا کیا موقع ہے) عافیت کے نصیب ہونے پر خدا کی حمد کر۔

پانچواں فائدہ: اطباء کا بیان ہے: سونے کے وقت روح داخل بدن میں گھس جاتی

ہے' اس لیے ظاہر بدن ٹھنڈا پڑ جاتا ہے' چنانچہ اسی وجہ سے سونے والے کو اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے' سوائے ٹھیک دوپہر کے' دن کا سونا بدن کو مُضر ہے' رنگ خراب کرتا ہے' کسل اور امراض پیدا کرتا ہے۔ احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ شب بیدار کے لیے دن کا سونا ایسا ہے جیسے روزہ دار کے لیے سحری اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو عصر کے بعد سویا کرتا ہے عقل جاتی رہتی ہے' پس ایسا شخص سوائے اپنے کسی کو بُرا بھلا نہ کہے۔

چھٹا فائدہ: میں نے حنفیہ کی کتاب تاتارخانیہ میں دیکھا ہے کہ چند مسائل میں سونے والا جاگنے والے کے مانند ہے' پس میں ان مسائل پر خواہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان میں موافق ہوں یا مخالف' تنبیہ کرنا چاہتا ہوں: ایک یہ کہ اگر نماز میں کوئی سو جائے یا بول اُٹھے تو اُس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے' اس میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے بشرطیکہ زمین پر اس کا بیٹھا رہنا ممکن ہو' اس طرح پر کہ تشہد میں سویا ہو' جاگنے والا اگر بھول کر کلام کرے (شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) نماز فاسد نہیں ہوتی بشرطیکہ کلام قلیل ہو' مثلاً اگر کوئی نمازی سے کہے کہ اے فلاں! میں نے اپنا چوپایہ تیرے ہاتھ اتنے کو بیچ ڈالا اور اُس نے نماز ہی میں جواب دیا کہ میں نے قبول کیا یا خرید لیا تو بیع اور نماز دونوں صحیح رہیں گی۔ ایک یہ ہے کہ اگر آیت سجدہ پڑھے اور اُس کو جاگتا آدمی سنے تو اُس کو سجدہ کرنا لازم ہوگا اور لازم جب ہوگا کہ اُس نے اُس کو آگاہ کر دیا ہو۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں خلاف ہے کیونکہ اُن کے نزدیک جاگتے ہوئے کے پڑھنے میں چند مسائل میں سجدہ مشروع نہیں جیسے جنب کے پڑھنے میں' اگرچہ جس نے آیت سجدہ پڑھنے کی قسم کھائی ہو اور وہ حالت جنابت میں پڑھ لے تو قسم اُتر جاتی ہے اور جیسے کہ مدہوش اور مجنون کے پڑھنے میں اور نیز اس صورت میں بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا جب کوئی ایسے وقت پڑھے جو محل قرأت نہ ہو جیسے نمازِ جنازہ وغیرہ میں اگر عورت یا کافر یا لڑکا پڑھے تو سجدہ کیا جائے گا۔ ایک یہ کہ جب کوئی صبح سے شام تک سوتا رہے تو اُسے نمازوں کا قضاء کرنا واجب ہے' اس میں امام صاحب (ابوحنیفہ) رحمۃ اللہ علیہ کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی موافق ہیں' ایک یہ ہے کہ جب تیمم کر چکنے کے بعد کسی کا پانی پر گزر ہو اور وہ سو رہا ہو تو تیمم ٹوٹ جاتا ہے' شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں خلاف ہے' ایک یہ

ہے کہ جب کسی سوتے ہوئے روزہ دار کے منہ میں مثلاً برف گر پڑے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا' اس میں شافعی اور زفر رحمۃ اللہ علیہما کا خلاف ہے' ایک یہ ہے کہ اگر عرفات میں کوئی سوتا ہی رہے تب بھی اس کا حج ہو جائے گا' اس میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہیں' تو ایک یہ ہے کہ اگر محرمہ عورت سو گئی ہو اور اُس کا خاوند اس سے صحبت کر لے تو اس عورت پر کفارہ لازم ہو جائے گا' شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں خلاف ہے' جیسے کہ اگر اُس پر اُس کا خاوند زبردستی کرتا تو کفارہ لازم آتا' صحبت کا کفار خواہ چوپایہ کے ساتھ ہو' نر اونٹ ہے جس کو دوسرا سال شروع ہو گیا ہو' اُس کو حرم شریف میں ذبح کر کے مسکینوں کو تقسیم کر دے' اگرچہ تین ہی مسکین ہوں لیکن اگر تیسرے کو دینے پر قدرت ہے تو دو کو دینا کافی نہیں اور بیان حج میں اس کی زیادہ تفصیل آتی ہے۔ ایک یہ ہے کہ اگر کسی سوتے ہوئے کے پاس عورت کے ساتھ خلوت میں رہے تو وہ خلوت صحیح نہیں ہے' یعنی اس پر مہر واجب نہ ہو گا۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مہر بغیر صحبت یا موت کے واجب نہیں ہوتا' ایک یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی سے نہ بولنے کی قسم کھائی ہو اور پھر اسے سوتا دیکھ کر کہے کہ اے سونے والے اُٹھ تو قسم ٹوٹ جائے گی اور وہ صحیح مذہب پر حانث ہو جائے گا' شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میں موافق ہیں مگر اگر اُس نے اپنی عورت کی طلاق کو اس سے کلام کرنے پر معلق کیا اور اس سے ایسی حالت میں ہم کلام ہوا کہ خود سو رہا تھا تو طلاق نہیں پڑے گی' ایک یہ ہے کہ اگر عورت کو رجعی طلاق دی' پھر اُس کو ہاتھ لگایا یا عورت نے اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا اور جس کو ہاتھ لگایا گیا وہ اُس وقت سوتا تھا تو رجعت صحیح ہو جائے گی' شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے' ان کے نزدیک ہاتھ لگانا بلکہ بیداری تک میں صحبت کرنا بھی رجعت کے لیے کافی نہیں' جب تک زبان سے نہ کہے' جیسا کہ مناقب حفصہ رضی اللہ عنہا میں آتا ہے' ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سوتے ہوئے کو اٹھا کر دیوار کے نیچے رکھ دے اور پھر اُس پر اتفاق سے دیوار گر پڑے تو اس پر کوئی ضمان نہیں' اس میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی موافق ہیں' لیکن اگر سونے والا غلام ہو گا تو غیر کے غلام پر قبضہ کرنے کے باعث ضمان دینا پڑے گا' ایک یہ ہے کہ اگر کوئی سونے والا پلٹ کر کسی کے مال پر گر پڑے اور اس سے وہ

تلف ہو جائے تو ضمان دینا پڑے گا' اس میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ موافق ہیں۔

روضہ میں مذکور ہے کہ اگر وہ عورت جس کو تین طلاقیں دے دی گئی ہوں دوسرا نکاح کر کے سوتے ہی میں اُس کا ذکر اپنی شرمگاہ میں داخل کر لے تو اوّل خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے' اگر کسی کی زوجہ صغیرہ نے اُس کی زوجہ کبیرہ کا دودھ پی لیا جس حالت میں کہ زوجہ کبیرہ سو رہی تھی تو اُس پر کوئی ضمان نہیں اور نہ صغیرہ کا مہر واجب ہوگا البتہ نکاح ٹوٹ جائے گا' اگر کسی نے کسی گھر میں داخل ہونے کی قسم کھائی اور اس کی طرف سوتے میں لوٹ پڑا تو حانث نہ ہوگا' سوتے ہوئے آدمی کا ذبح کرنا صحیح نہیں' اگر چور نے کسی سوتے ہوئے آدمی کو پلٹ کر اس کے نیچے سے اس کا کپڑا لے لیا تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' اگر کسی سوتے ہوئے کا ہاتھ کسی آدمی یا اجنبی عورت کی شرمگاہ پر جا لگا تو اس کا وضو جاتا رہے گا۔

باب امانت میں عنقریب اس کا بیان آتا ہے کہ لامس اور ملموس (ہاتھ لگانے والا اور جس کو ہاتھ لگایا جائے) دونوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے بخلاف چھو لینے والے کے کہ صرف چھونے والے کا وضو ٹوٹتا ہے اور جس کو چھوا اُس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ قواعد زرکشی میں ہے کہ سونے والے کو چند صورتوں میں بیدار کا حکم دیا جاتا ہے' ایک صورت یہ ہے کہ وہ اپنی ولایت پر برقرار رہتا ہے یعنی جس کسی کا وہ ولی ہے' اب بھی اس کا ولی رہتا ہے بخلاف مجنون اور بے ہوش کے' ایک یہ ہے کہ اُس کا وضو صحیح رہتا ہے اگرچہ تمام دن گزر جائے' ایک یہ ہے کہ نمازوں کی قضا اُس سے ساقط نہیں ہوتی' بخلاف بے ہوشی کے اگر کوئی کسی سوتے ہوئے یا ایسے شخص کو دیکھے جو سونے کا ارادہ کر رہا ہو اور نماز کا وقت آ پہنچا ہو اور اُسے خبر نہ ہو تو اُسے بتلا دینا مناسب ہے' تاکہ اُس کی نماز نہ فوت ہو جائے اور اگر اُسے نہ بتلایا اور وہ سو گیا' یہاں تک کہ وقت نکل گیا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اُس کی نماز نہ فوت ہوئی نہ وہ گنہگار ہوگا' اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ سونے میں تفریط یعنی کوتاہی نہیں ہوتی' کوتاہی تو بیداری میں ہوا کرتی ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر وقت کے قبل کوئی سوئے اور پھر برابر سوتا رہے حتیٰ کہ وقت کے نکل جانے کا خوف ہو تو اُس کو بیدار کر دینا مناسب ہے۔ یہ زرکشی نے بیان کیا ہے اور وقتِ نماز آ جانے کے بعد بھی سو رہنا جائز ہے'

جب یہ معلوم ہو کہ وقت نکلنے سے پہلے جاگ اُٹھے گا۔

سا تواں فائدہ: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جسے وحشت کی شکایت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سبحان الملک القدوس ربّ الملائکۃ والروح جللت السمٰوات والارض بالعزۃ والجبروت ۔

قدوسیت رکھنے والا بادشاہ پاک جو فرشتوں اور روح کا ربّ ہے اس کی عزت و جبروت سے آسمان و زمین کو جلال حاصل ہوا ہے۔

کی کثرت کر، چنانچہ اُس نے اُس کی کثرت کی اور اس کی وحشت جاتی رہی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے شب کو خوفناک صورتیں بہت نظر آیا کرتی ہیں، آپ نے اُن سے فرمایا: میں تمہیں چند کلمات سکھا دوں جن کو تم اگرچہ تین ہی بار پڑھو گے تب بھی تمہاری یہ شکایت خدا کے فضل سے دور ہو جائے گی، انہوں نے عرض کی: بہت اچھا! آپ نے فرمایا: اچھا پڑھو:

اعوذ بکلمات اللّٰہ التامۃ من غضبہٖ وعقابہٖ وشر عبادہٖ ومن همزات الشیاطین وان یحضرون ۔

میں خدا کے پورے کلموں کے ساتھ اُس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطان کے کونچا دینے سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ تین روز کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کیا کہ تین بار میرا پڑھنا تھا کہ جو کچھ مجھے شکایت تھی، خدا نے دور کر دی، اب شب کو اگر میں شیر کے پاس بھی چلا جاؤں جب بھی مجھے کوئی پروا نہیں۔

آٹھواں فائدہ: خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اور پوچھا: کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ آپ کے لیے متکلم پہاڑ دعا کریں! انہوں نے عرض کیا: ہاں! ارشاد ہوا

کہ چاشت کی نماز نہ چھوڑیے۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: جو چاشت کی دو رکعتیں اس طرح پڑھتا ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی دس بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ گیارہ بار پڑھے، وہ خدا کی رضوان اکبر کا سزاوار ہو جاتا ہے، اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غنیۃ میں بیان کیا ہے کہ چاشت کی نماز میں سورہ والشمس اور سورۂ والضحیٰ پڑھا کرو۔

لطیفہ: سورہ ضحیٰ میں خدا نے دن کی قسم مقدم کی ہے کیونکہ مقسم علیہ یعنی جس بات پر قسم فرمائی ہے وہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور بزرگی ہے، جو خدا کے قول:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔

آپ کے ربّ نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ وہ آپ سے کھنچا۔

سے ظاہر ہے اور واقعہ یوں ہوا تھا کہ ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام چالیس روز تک آپ کے پاس نہ آئے تھے اور بعض نے پندرہ دن بتائے ہیں، اس پر عوراء ام جمیل جو آپ کے چچا ابولہب کی بی بی تھی، کہنے لگی: اے محمد! میرا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ آپ کے شیطان نے آپ کو چھوڑ دیا، اس کے بعد یہ سورت نازل ہوئی، اسی لئے اس میں نور کو ظلمت پر مقدم کر کے ذکر کیا ہے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مژدہ ہے اور سورۂ واللیل میں دن پر رات کو مقدم کیا ہے، اس لیے کہ وہاں جس بات پر قسم فرمائی ہے وہ بندوں کے اعمال ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۔

بے شک تمہاری کوشش یعنی عمل مختلف ہیں۔

سے ظاہر ہے اور سعی سے مراد عمل ہے اور اس میں گناہ بھی ہوتا ہے، پس دونوں صورتوں میں مناسبت قائم رکھنے کے خیال سے اس کو مقدم کر دیا، کیونکہ رات تاریکی کا وقت ہے اور گناہ بھی ایک قسم کی تاریکی ہے اور بعض نے سورۂ لیل میں رات کی قسم مقدم لانے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ یہ سورت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے اور پہلے اُن پر جاہلیت کا زمانہ

بھی گزر چکا تھا' چنانچہ اسی لیے تاریکی کا پہلے ذکر کیا اور سورۂ ضحیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے اور وہ کیا صغیر اور کیا کبیر' ہر حالت میں گناہوں سے معصوم ہیں' اسی واسطے اس میں نور کے ذکر سے ابتداء کی ہے اور وقت چاشت کی قسم فرمائی جو دن کا ایک حصہ ہے اور رات کی قسم فرمانے میں جو حکمت ہے وہ باب الامانت میں آتی ہے۔ اور میں نے کتاب النورین فی اصلاح الدارین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت لکھی ہے کہ نمازِ چاشت رزق کو فراہم کرتی اور فقر کو دور کرتی ہے۔

پانچ چیزوں کا حصول' لیکن کیسے......؟

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے پانچ چیزوں کی خواہش کی اور وہ ہم کو دوسری پانچ چیزوں میں دستیاب ہوئیں' ہم نے قبر کی روشنی چاہی تو اس کو رات کے اُٹھنے (شب بیداری) میں پایا' ہم نے منکر نکیر کے جواب کی نسبت خواہش کی تو وہ ہم کو تلاوتِ قرآن میں میسر ہوا' ہم نے پل صراط پر سے پار ہو جانے کی خواہش کی تو وہ ہم کو صدقہ و خیرات دینے میں ہاتھ لگا' ہم نے قیامت میں سیرابی چاہی تو وہ ہم کو روزے رکھنے میں ہاتھ آئی اور ہم نے روزے میں برکت طلب کی تو ہم کو نماز چاشت کے پڑھنے میں میسر ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام بابُ الضحیٰ ہے' جب قیامت ہوگی تو منادی پکارے گا: چاشت کی نماز پر مداومت کرنے والو! کہاں ہو! لو یہ تمہارا دروازہ ہے' خدا کی رحمت کی بدولت اس میں داخل ہو جاؤ' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب بروایت اپنے باپ کے' وہ بروایت اُن کے دادا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: جو چاشت کی بارہ رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار پڑھے تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے نازل ہوں گے جو اپنے ساتھ سفید کاغذ اور نور کی قلمیں لیے ہوئے ہوں گے اور نفخ صور تک اُس کی نیکیاں لکھتے رہیں گے اور جب قیامت قائم ہوگی تو فرشتے اُس کے پاس آئیں گے' ہر فرشتہ کے پاس لباس کا ایک جوڑا اور کچھ تحفہ ہوگا وہ سب اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے: اے قبر والے! خدا کے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو' کیونکہ تو نے

خوف رہنے والوں میں سے ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیتا ہے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو چار پڑھ لیتا ہے وہ عابدوں میں لکھا جاتا ہے اور جو چھ پڑھتا ہے اس دن کے کاموں سے اُسے کفایت ہو جاتی ہے اور جو آٹھ پڑھتا ہے وہ قانتین (فرمانبرداروں) میں لکھا جاتا ہے اور جو بارہ رکعتیں پڑھتا ہے' خدا اُس کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ چاشت کی ایک رکعت کے بدلہ میں آدمی کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ میں بروایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت دیکھی ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک بیٹھا ہوا ذکر اللہ کرتا رہے اور جب آفتاب طلوع ہو جائے تو خدا کی حمد کرے اور نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے تو خدا ہر رکعت کے عوض میں اُس کو دس لاکھ محل جنت میں عطاء کرے گا اور ہر محل میں دس لاکھ حوریں ہوں گی اور ہر حور کے ساتھ دس لاکھ خادم ہوں گے اور خدا کے نزدیک اوّابین میں اُس کا شمار ہو گا' بعض نے کہا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز چاشت پڑھنے والے ہیں اور بعض نے کہا ہے: جو مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنے والے ہیں اور باب جمعہ میں دوسری حدیث اور آتی ہے' نیز فرائض کے بعد نوافل کی فضیلت ان اُمور کے بیان میں آئی ہے' جن کے کرنے والے پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔

پہلا مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھنا افضل ہے اور زیادہ سے زیادہ اس کی بارہ رکعتیں ہیں' اس کو رافعی نے رویانی سے نقل کیا ہے' لیکن نووی (رحمۃ اللہ علیہم) نے تحقیق میں اس کی تضعیف کی ہے اور اکثروں سے روایت کر کے شرح مہذب میں نقل کیا ہے کہ چاشت کی زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں اور اُس کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر دو پہر تک رہتا ہے' اس کو روضہ میں بیان کیا ہے۔ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے قوت میں بیان کیا ہے کہ یہ بات غریب ہے یا ناسخ کی غلطی ہے۔ ماوردی نے کہا ہے: اس کا مختار وقت ربع دن تک ہے اور ایک رات دن تک اُس کا قضاء کرنا مستحب ہے' اگرچہ عصر کے بعد ہو اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ چاشت کے وقت تین سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے یعنی

بعد چاشت کے اس قدر نوافل اور پڑھتے تھے کہ کل تین سو رکعتیں پوری ہو جاتی تھیں۔

دوسرا مسئلہ: اگر کوئی قسم کھائے کہ چاشت کے وقت نہ بولوں گا تو صبح سے دوپہر دن تک کھانے یا بولنے سے حانث ہو جائے گا' غدوہ طلوع فجر سے دوپہر دن تک کا وقت کہلاتا ہے اور صباح طلوع آفتاب سے چاشت کے ارتفاع تک سمجھا جاتا ہے' اگر کوئی قسم کھائے کہ قبل دوپہر تک کھانا نہ کھاؤں گا تو وہ طلوع صبح سے زوال کے وقت تک جب کھائے گا حانث ہو جائے گا' یا اگر کسی نے قسم کھائی کہ شام کا کھانا نہ کھاؤں گا تو زوال سے آدھی رات تک کھانے سے حانث ہو جائے گا یا کسی نے قسم کھائی کہ سحری نہ کھاؤں گا تو آدھی رات سے طلوع فجر تک کھانے سے حانث ہو جائے گا۔ ایک شب میں فرض وسنت کی رکعتوں کی تعداد چودہ رکعت ہوتی ہے' تین رکعتیں مغرب کے فرض کی' دو رکعتیں اُس کے قبل (شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) اور دو رکعتیں اُس کے بعد اور عشاء کے چار فرض اور دو رکعتیں اس کے بعد سنت کی اور ایک رکعت وتر (امام شافعی کے نزدیک وتر کی ایک رکعت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں) اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح چودھویں رات کا چاند اوّل رات سے لے کر آخر تک روشنی بخشتا ہے' اسی طرح یہ رکعتیں بھی مؤمن کو اُس کے دفن کے وقت سے لے کے قیامِ قیامت تک روشنی بخشتی رہتی ہیں۔

دوسرا لطیفہ: امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے مثلاً سو رطل لادنے کے لیے کوئی جانور کرایہ پر لیا' پھر کوئی دوسرا شخص آیا اور اُس نے اُس پر زیادہ لاد دیا تو اُس پر ضمان واجب ہوگا' ایسے ہی اللہ تعالیٰ قیامت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمائے گا: یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! میں نے اپنے بندوں پر فرائض مقرر کیے تھے اور آپ نے نوافل کا بار بھی اُن پر ڈال دیا' اس لیے ہم اور آپ دونوں پر ضمان آ گیا' لہٰذا آپ شفاعت کیجئے اور ہم رحمت نازل کریں' اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے زہرۃ الریاض میں ذکر کیا ہے۔ علائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قواعد میں بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مثلاً کسی جانور کو چالیس رطل لادنے کے لیے کرایہ پر لے' پھر اُس پر پچاس رطل لاد دے اور جانور

ہلاک ہو جائے تو ایک قول کے مطابق اس کو آدھی قیمت دینا پڑے گی کیونکہ ہلاکت جائز اور ناجائز فعلوں سے مل کر ہوئی ہے اور صحیح یہی ہے کہ جس قدر زائد لادا تھا اتنے ہی حصہ کا ضامن ہوگا' چنانچہ اس صورتِ مفروضہ میں قیمت کا پانچواں حصہ دینا پڑے گا۔

تیسرا لطیفہ: جو شخص خود کو خواب میں صبح کی نماز پڑھتے دیکھے' اُس سے جس کسی نے وعدہ کیا ہو پورا کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

اِنَّ مَوْعِدَھُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ (۸۱:۱۱)

بے شک اُن کے وعدہ کا وقت صبح ہے' کیا صبح قریب نہیں ہے۔

اور اس سے مراد لوط علیہ السلام کی قوم ہے جیسا کہ باب امانت میں اس کا قصہ آتا ہے' اگر ظہر پڑھتے دیکھے تو اپنے دشمن پر فتح پائے' اگر عصر پڑھتے دیکھے تو دشواری کے بعد اس کو کاموں میں آسانی ہو' اگر مغرب پڑھتے دیکھے تو وہ کسی ایسے کام میں لگا ہو جس کا انجام قریب آ پہنچا ہو' اگر عشاء پڑھتے دیکھے تب بھی ایسا ہی ہے' اگر مسجد میں نماز پڑھتے دیکھے تو لوگوں میں اُلفت واُنس پیدا کرنے کا باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو لوگوں میں صلح کراتا ہے خدا اُس کے کاموں کو بنا دیتا ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے کہ جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کراتا ہے' خدا اس کو ہر ہر کلمہ کے عوض میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب مرحمت فرماتا ہے اور زکوٰۃ الاعضاء کے بیان میں اس کی زیادہ تفصیل آگے آتی ہے' اگر کوئی کعبہ کی چھت پر خود کو نماز پڑھتے دیکھے تو وہ ضرور کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا ہے' ایسے ہی اگر مشرق یا شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے دیکھے تب بھی یہی حالت ہے اور اگر مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھے تو حج نصیب ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائے تو نماز کی نیت باندھ کر اللہ اکبر کہتے ہی حانث ہو جائے گا بشرطیکہ جنازہ کی نماز نہ ہو' ایسا ہی فتویٰ قفال رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے' اور ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ جب تک رکوع نہ کرے گا حانث نہ ہوگا اور اگر کسی نے کہا: میں کوئی نماز نہ پڑھوں گا تو جب تک نماز سے پورے طور سے فارغ نہ ہو جائے گا

حانث نہ ہوگا اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے سوائے اُس صورت کے کہ کوئی شے جس کی لمبائی دو تہائی ہاتھ سے کم نہ ہو اور کعبہ سے متصل ہو' اُس کے سامنے ہو اور جس کو وقت نماز میں ایک رکعت بھی مل جائے اُسے وقت پر نماز مل گئی ورنہ قضاء ہوگئی اور جو امام کے ساتھ سلام سے پہلے شریک ہوگیا' اسے جماعت کی فضیلت مل گئی' ہاں! اگر اُس نے کہا تھا کہ اگر مجھے مثلاً ظہر کی نماز امام کے ساتھ مل جائے گی تو تجھ پر طلاق ہے اور پھر اُس نے امام کو دوسری رکعت میں پایا تو اس پر طلاق نہ پڑے گی' خدا کا فضل و کرم تو دیکھو کہ امام کے ساتھ اگر ایک جز بھی مل جائے تو جماعت کی فضیلت مل جاتی ہے اور نماز کا زیادہ حصہ بھی مل جائے جب بھی طلاق نہیں پڑتی۔

مسئلہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شرائطِ نماز میں سے خشوع بھی ہے اور وہ دل اور ہاتھ پیروں کا قرار سے رہنا کہ کسی بُری شے کی جانب ذرا میلان نہ ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں دو رکعتیں بغیر وسوسہ کے پڑھتا ہوں' آپ نے فرمایا کہ اگر تم پڑھو تو میں ان دونوں اونٹنیوں میں سے ایک تمہیں دے دوں' اس کے بعد وہ نیت باندھ کر کھڑے ہوئے اور انہیں خیال آیا' معلوم نہیں کون سی اونٹنی مجھے دیں گے' پھر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کر دی اور یہ بات اُن کے دل میں اس لیے آ گئی تا کہ کلام ولایت کا کلام نبوت پر غالب نہ آ جائے' پس اگر کہا جائے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب نماز پڑھتے ہیں اُن کے پیر سے تیر پار ہو گیا تھا تو خبر بھی نہ ہوئی تھی اور جب اُن کے پاس سائل آیا تھا تو انگشتری سے اس کی طرف اشارہ کیا تھا' پھر بھلا خشوع کہاں رہا اور خضوع کہاں گیا' جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خشوع و خضوع رکھنے والوں کی سورۂ ہود میں تعریف کی ہے' چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ الخ۔

بے شک ایمان والے اور نیکوکار اور اپنے رب کے سامنے عاجزی اور پستی اختیار کرنے والے! الخ

جواب یہ ہے کہ اُمورِ آخرت میں قلب کا حاضر رکھنا خشوع کے منافی نہیں' چنانچہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حالت نماز میں سامانِ لشکر کی تجویریں کیا کرتے تھے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس نماز میں وسوسہ نہ آئے وہ مقبول نہیں کیونکہ یہود و نصاریٰ کو نماز میں وسوسہ نہیں آیا کرتا لیکن نخعی کا قول ضعیف ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (یہود و نصاریٰ) ابلیس کی موافقت کرتے ہیں اور مومن اُس کی مخالفت کرتا ہے۔ اذکار میں مذکور ہے: شیطان ویران گھر (یعنی قلب) کا ارادہ نہیں کیا کرتا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرا دل دنیا کی طرف نظر کرتا ہے تو میں غسل کر ڈالتا ہوں اور اگر آخرت کی طرف نظر کرتا ہے تو وضو کر لیتا ہوں۔

فائدہ: موضع سجدہ پر نظر جمائے رہنا مستحب ہے، ہاں! اگر کوئی کعبہ شریف کے سامنے اُس کے قریب ہو تو اس پر نظر جمائے رہے، جیسا کہ ماوردی اور رویانی رحمۃ اللہ علیہما کو یقین ہے، میں نے حنفیہ کی کتاب تاتارخانیہ میں دیکھا ہے کہ نمازی کو مناسب ہے کہ حالت قیام میں جائے سجود پر نظر رکھے اور حالت رکوع میں اپنے پیروں کی طرف اور حالت سجدہ میں ناک کے لسوے (نوک) پر اور حالت قعود میں اپنی گود کی جانب اور میں نے شرح مہذب میں بروایت حضرت بغوی رحمۃ اللہ علیہ دیکھا ہے کہ حالت سجدہ میں خدا کی طرف نظر رکھے اور اُس کے لیے مستحب ہے کہ اپنے کلمہ کی انگلی کو دیکھتا رہے (حالت قعود میں یا سجود میں)۔

موعظت: ایک بار حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کو سجدہ میں خیال آیا کہ آٹے میں خمیر ملایا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد خواب میں اپنا جنت کا محل دیکھا کہ اُس کا بالا خانہ گر گیا ہے۔ احیاء العلوم میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے باغ میں نماز پڑھی؛ اس حالت میں اُنہیں اُس باغ کے پھل کچھ ایسے پسند آئے کہ یہ خیال نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں؛ اس بناء پر اُنہوں نے اُس باغ کو راہِ خدا میں وقف کر دیا، اسی کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار پر فروخت کیا تھا۔ عوارف میں مذکور ہے: جب کوئی شخص بلا حضور قلب یعنی بے جی لگائے پڑھتا ہے، وہ نمازی لاہی و غافل ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، ایک شخص بول اٹھا:

اللّٰہ اکبر کبیرًا والحمد للّٰہ کثیرًا وسبحان اللّٰہ بکرۃً واصیلًا۔

اللہ بڑا اور سب سے بڑا ہے اور ساری حمد کثرت کے ساتھ خدا کو شایان ہے‘
صبح و شام خدا ہی کی تسبیح ہے۔

اُس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کلمات کا پڑھنے والا کون ہے! اس شخص نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں ہوں‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان کلمات سے بڑا تعجب ہوا‘ ان کے لیے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھل گئے۔

فائدہ: لونگ کھانا سلسل البول اور دھبہ آنے کو دور کرتا ہے اور اگر پونے دو ماشہ لونگ دودھ کے ساتھ پیس کر پی جائے تو قلب کو تقویت اور سارے اعضائے باطنی کو قوت ہوتی ہے‘ لونگ کھانا معین ہضم ہے اور غذاؤں کے فضلہ سے جو ریاح پیدا ہوتی ہے اُن کو دور کرتا ہے اور سانس کو خوشبودار بناتا ہے‘ معدہ کو تقویت دیتا ہے اور کیڑے مارتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ بارد کو نافع ہے اور روشنی چشم کو بڑھاتی ہے اور غشاوہ یعنی جالے اور گکرے کو دور کرتی ہے‘ اگر بطور سرمہ کے لگائی جائے‘ اگر عورت چاہے کہ حاملہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جب ایامِ ماہواری سے پاک ہو تو ساڑھے تین ماشہ لونگ کھایا کرے اور اگر چاہے کہ حمل نہ ٹھہرے تو ایک لونگ کا پھول روز نگل جایا کرے اور جوز تر کے چھلکے پیس کر شہد میں ملا کر چاٹنا دبہ آنے کے لیے مفید ہے‘ نفل نماز بیٹھ کر بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص ہر نماز فرض کے بعد یہ دعا پڑھا کرے‘ اُس کے لیے قیامت میں میری شفاعت حلال ہو جائے گی‘ وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم اعط محمد نِ الوسیلۃ واجعل فی المصطفین ومحبتہٗ وفی علیین درجتہٗ وفی المقربین دارہٗ ۔

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطاء کیجئے اور برگزیدہ لوگوں میں آپ کی محبت اور مقامِ علیین میں آپ کا درجہ اور مقربین میں آپ کا گھر قرار دیجئے۔

اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بار نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یارسول اللہ! کوئی دعا مجھے سکھا دیجئے کہ نماز میں اُسے پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا: اچھا پڑھو:

اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلمًا کثیرًا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرةً من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم ۔

اے اللہ! بے شک مین نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور آپ کے سوا گناہوں کا کوئی بخشنے والا نہیں' اس لیے آپ اپنے پاس کی مغفرت سے مجھے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم کیجئے' بے شک آپ ہی تو بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اکثر روایات میں ''ظُلْمًا کَثِیْرًا'' کا لفظ واقع ہے اور مسلم کی بعض روایات میں ''کَبِیْرًا'' آیا ہے اور دونوں خوب ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا'' (۱۷:۱۱۱) پڑھا کرے' اس کو اتنا اجر ملے گا جو ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور جو کچھ اُن میں اور اُن کے نیچے ہے' سب کے برابر ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو ہر نماز کے بعد ''سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' پڑھا کرے تو وہ بخشا بخشایا ہو کر اُٹھائے جائے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو ہر نماز کے بعد ''سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ'' (۳۷:۱۸۰تا۱۸۲) پڑھا کرتا ہے وہ خوب پورے پورے پیمانے میں ناپ کر اجر دیا جائے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو کوئی بندہ فرض پڑھ کر دس بار استغفار کرتا ہے وہ اپنی جگہ سے اٹھنے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے' اگرچہ سمندر کی جھاگ اور تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں۔

فوائد

پہلا فائدہ: عوارف المعارف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے کان اور آنکھ سے خدا کی طرف متوجہ ہو کر فرض پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے' گویا آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

دوسرا فائدہ: رکوع وسجود وقیام میں امام سے سبقت کرنے سے نہایت ڈرنا چاہیے کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے' ایسا کرنے والے کیلئے خوف ہے کہ کہیں خدا اُس کے سر کو گدھے کے سر کی مثل نہ کر دے' اگر کسی نے ایسا عمداً کیا تو گنہگار ہوا اور اگر سہواً کیا تو گنہگار نہ ہوگا' لیکن مناسب ہے کہ امام کی موافقت کیلئے پھر سے ادا کرے اور اس زیادتی سے نماز باطل نہ ہوگی' جیسا کہ اسی باب میں گزر چکا ہے۔ اور جو شخص کسی کو امام سے سبقت کرتے ہوئے دیکھے اُس کے لیے مستحب ہے کہ سجدۂ شکر ادا کرے' اس لیے کہ کسی کو علی الاعلان گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر (اس بات کے شکریہ میں کہ خدا نے اُسے محفوظ رکھا) سجدہ کرنا مستحب ہے لیکن ایسے شخص کو دیکھ کر سجدہ کرنا مناسب نہیں جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو' لیکن معذور نہ ہو جیسے وہ شخص جس کا چوری کی وجہ سے ہاتھ کٹا ہوا ہو اور کسی کے پردیس سے آنے اور مریض کے شفاء پانے اور بچہ پیدا ہونے کے شکر میں بھی سجدہ کرنا مستحب ہے۔ روضہ میں مذکور ہے کہ سجدۂ سہو میں "سُبْحَانَ مَنْ لَّا یَنَامُ وَلَا یَسْهُوْ" (وہ پاک ہے جو نہ سوتا ہے نہ اُسے سہو ہوتا ہے) پڑھے۔

تیسرا فائدہ: قبل از وقت نماز شروع کرنے سے بھی بہت ڈرنا چاہیے' اگر اُس نے وقت آ جانے کا گمان کر کے نماز پڑھی' پھر ظاہر ہوا کہ اُس نے وقت پر ادا نہ کی یا کسی معتبر آدمی نے خبر دی کہ اُس نے قبل از وقت نماز ادا کی تو اُس پر اعادہ واجب ہے جیسے کہ اگر کوئی حاکم بلا جانے بوجھے حکم کرے تو اُس کا حکم باطل ہے اور ایسا ہی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مریض باپ یا بیٹے کو دوا پلائے اور وہ علاج سے ناواقف تھا اور اُسی مرض میں اُس کے باپ یا بیٹے کا انتقال ہو گیا تو اُس کو میراث نہ ملے گی۔

چوتھا فائدہ: نماز میں وقت سے قصداً تاخیر کرنے سے بھی بہت ڈرنا چاہئے کیونکہ جس نے نماز وقت پر نہ پڑھی ہو وہ قضا کر لینے سے بالکل بری الذمہ نہیں ہو جاتا اور اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر رمضان کا کوئی ایک روزہ بھی قصداً بلا عذر چھوڑ دے تو تمام عمر روزہ رکھنے سے بھی وہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اور وہ جواب دہی سے بری نہیں ہو جاتا جیسا کہ باب صوم میں عنقریب آتا ہے۔

پانچواں فائدہ: ہر شخص کو اس سے بھی بہت ڈرنا چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں اُس کے ستر کا کوئی حصہ کھل نہ جائے خواہ وہ تاریکی ہی میں کیوں نہ ہو اور مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے اور یہی لونڈی کا ستر ہے اور سوائے چہرہ اور ہتھیلیوں کے حرہ کا سارا بدن نماز میں ستر ہے' نمازی پر واجب ہے کہ نماز پڑھنے سے خدا کی رضا مندی کا قصد کرے اور زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی اپنا فرض اس لیے پڑھتا ہے تا کہ لوگ کہیں یہ بڑا نمازی ہے' اپنا فرض ادا کرتا ہے تو وہ آخرت کا طلبگار نہیں اور نہ اُسے کچھ ثواب ملے گا' نماز اوّل وقت میں پڑھنا واجب ہے' لیکن اس وجوب میں شریعت کی طرف سے گنجائش ہے' بشرطیکہ وقت سے ٹل نہ جائے۔

لطیفہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میں آپ کی امت کے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنائے دیتا ہوں اور ان کے لیے مقرر کرتا ہوں کہ وہ توریت بے دیکھے حفظ پڑھا کریں اور میں اُن کی تنہا نماز قبول کر لیا کروں گا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خبر اپنی قوم کو دی' وہ کہنے لگے: ہم تو بے جماعت کے نماز نہ پڑھیں گے اور نہ ہم بے وضو پڑھیں گے اور سوائے کنیسہ کے اور کہیں بھی نہیں پڑھیں گے' اسی طرح توریت کو بھی بے دیکھے نہیں پڑھیں گے' تب خدا نے یہ ساری باتیں اس امت کے لیے کر دیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول "فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ" (۱۵۶:۷) سے اسی کی طرف اشارہ ہے اور ان شاءاللہ فضیلت امت کے باب میں اس کا ذکر آتا ہے۔

نمازِ جمعہ، روزِ جمعہ

اورشبِ جمعہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ (۶۲:۹)

اے ایمان والو! جب نمازِ جمعہ کی اذان ہو تو یادِ خدا کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت کو چھوڑ دو۔

اورعنقریب آتا ہے کہ جمعہ کے لیے تکبیر (ذکر) کا وقت فجر سے لے کر جمعہ (اختتام ظہر) تک رہتا ہے۔ روضہ میں مذکور ہے کہ جمعہ میں جس نے پہلے پہل لوگوں کو جمع کیا، وہ کعب بن لوئی ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ انہیں نے اس کا نام جمعہ رکھا ہے، قریش اس روز جمع ہوا کرتے تھے اور وہ خطبہ پڑھ کر اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی یاد دلایا کرتے تھے اور اُن کو بتلاتے تھے کہ وہ میری ہی اولاد میں سے ہونے والے ہیں اور اُن کو حکم کرتے تھے کہ وہ تشریف لائیں تو تم لوگ ان پر ایمان لانا۔

فائدہ: بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ روز وشب جمعہ مل کر چوبیس گھنٹہ ہوتے ہیں اور کوئی گھنٹہ ایسا نہیں گزرتا جس میں چھ لاکھ آدمیوں کو خدا آگ سے آزادی نہ عنایت کرتا ہو۔ بروایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: خدا قیامت میں اور دنوں کو اپنی اپنی شکلوں پر اُٹھائے گا لیکن جمعہ کو اس طرح اُٹھایا جائے گا کہ وہ درخشاں چہرہ وآتشیں رو عورت کے مانند ہوگا، اُس کے اہل اُسے گھیرے ہوں گے جیسے لوگ

دلہن کو گھیرے ہوتے ہیں تاکہ اُس کے پیارے کے پاس اسے پہنچا دیں' اُس سے ان لوگوں کو روشنی حاصل ہوگی کہ اس کی روشنی میں وہ چلیں گے' اُن کے رنگ برف کے مانند گورے ہوں گے' مشک کی خوشبو اُن سے اُٹھ رہی ہوگی اور ان کے آگے ایک روشنی ہوگی جیسے وہ جبال کافور میں سے نکلے ہوں' سارے جن وانس کی نظریں اُن پر لگی ہوں گی' لوگ تعجب کے مارے اُن کے گرد پھرتے ہوں گے' یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ شب جمعہ کو خدا تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور غنیۃ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے شب جمعہ کو شب قدر پر فضیلت دی ہے' اس لیے کہ شب جمعہ بار بار آتی رہتی ہے' اس طرح اُس کا ثواب بہت بڑھ جاتا ہے۔

حدائق میں ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا میں تمہیں تین بشارتیں نہ سنا دوں' جو مجھے جبریل علیہ السلام نے سنائی ہیں' لوگوں نے عرض کیا: ہاں! وہ بشارتیں آپ ہمیں سنا دیجیے' آپ نے فرمایا کہ مجھے بشارت ہوئی ہے کہ ہر شب جمعہ کو خدا دوزخ سے ستّر ہزار کو آزاد کر دیتا ہے' دوسری بشارت مجھے یہ ہوئی ہے کہ ہر شب جمعہ کو خدا میری اُمت کی جانب ننانوے بار نظر فرماتا ہے اور ظاہر ہے جس کی جانب خدا کی نظر ہو' اُس کو وہ عذاب نہ دے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب شب جمعہ ہوا کرتی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے آزادی اور مغفرت کی رات! تجھے مرحبا ہو! اور جو شخص تجھ میں نیک عمل کرے اُس کے لیے بشارت ہو اور جو شخص تجھ میں بُرے عمل کرے' اس کے لیے تباہی ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو ایک لاکھ شخصوں کو جن میں سے ہر ایک عذاب کا مستحق ہو چکا تھا' رہائی دیتا ہے' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب جمعہ سالم و درست ہوتا ہے تو تمام ایام درست ہو جاتے ہیں۔ اور بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں کو پیدا کر کے جمعہ کو اُن میں سے چن لیا اور پسند کیا اور میری اُمت کو تمام اُمتوں پر فضیلت دی

اور اُن کے لیے جمعہ کو مقرر فرمایا' پس ہر وہ عمل کہ انسان جمعہ کو کرتا ہے اُس کے لیے اُس کے عوض میں ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں' پھر جو روزِ جمعہ یا شبِ جمعہ کو مرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اور دنیا سے بخشا بخشایا ہو کر نکلتا ہے' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کیا ہے: جو روزِ جمعہ یا شبِ جمعہ کو انتقال کرتا ہے' قیامت میں عذابِ خداوندی سے پناہ میں رہتا ہے اور اُس پر شہیدوں کی مہر لگا دی جاتی ہے۔

لطیفہ: رویانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص روزِ جمعہ یا شبِ جمعہ کو انتقال کرے' اُس پر نماز پڑھنا اور اس کے دفن میں شریک ہونا مستحب ہے اور یومِ عرفہ اور عاشورہ اور عید کی بھی یہی حالت ہے' اس کو ابن ملقن نے عمدہ میں بیان کیا ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! نمازِ جمعہ اپنے اوپر لازم کر لو وہ خطاؤں کو ایسے منہدم کر دیتی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر کی مٹی کو منہدم کر دیتا ہے' اے عمر! کوئی ایسا بندہ نہیں جو جمعہ کے روز نماز کے لیے غسل کرتا ہو اور پھر بھی گناہوں سے ایسا نہ نکل آتا ہو گویا کہ وہ آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے' اے عمر! کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو نمازِ جمعہ کے لیے اپنے گھر سے نکلے اور پھر بھی اُس کے لیے تمام کنکر پتھر شہادت نہ دیں اور تمام کنکر پتھر اور خاک جس پر سے نمازِ جمعہ کے لیے اُس کا گزر ہوا اس کے لیے استغفار نہ کریں اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو پاک کپڑے پہن کر نمازِ جمعہ کے لیے نکلے اور پھر بھی خدا اُس کی طرف نظر (رحمت) نہ کرے اور اس کی تمام حاجتیں خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی پوری نہ کر دے' اے عمر! بے شک خدا جمعہ کے روز دنیا کی جانب اپنے فرشتوں کو اُتارتا ہے' پس وہ اس شہر میں اذان تک دوڑتے پھرتے ہیں' پھر جب مؤذن اذان کہتا ہے تو وہ مسجد کی طرف جھپٹتے ہیں اور مسجد کے دروازوں سے داخل ہونے لگتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اذان سے پہلے کون کون لوگ اندر آ گئے تھے' پھر جب وہ لوگوں کو رکوع یا سجدہ کرتے ہوئے پاتے ہیں تو کہتے ہیں: یا اللہ! اس کو معاف کر دیجئے! اس کی درخواست قبول فرما لیجئے! اور مسجد کے دروازوں پر کھڑے داخل ہونے والوں کو گنتے رہتے ہیں اور اُن سے مصافحہ کرتے

ہیں اور اُن کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں' پھر جب خطیب منبر پر کھڑا ہوتا ہے' وہ صفوں کے درمیان بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کے منہ دیکھا کرتے ہیں اور ان کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں' جب لوگ نماز شروع کر دیتے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں تاکہ جمعہ کی برکت حاصل کر لیں' پھر جب امام سلام پھیر کر دعا مانگتا ہے' وہ بھی جماعت میں سے آمین کہتے ہیں' پس ملائکہ کی برکت سے سب کی مغفرت ہو جاتی ہے جب لوگ نماز پڑھ کر لوٹتے ہیں تب وہ اُن کی نماز و تسبیح و استغفار کے نامۂ اعمال کو لپیٹ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں' یہاں تک کہ عرش کے نیچے جا کھڑے ہوتے ہیں اور خدا سے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یہ فلاں شہر کے لوگوں کی فلاں جماعت کی نماز ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: ان کی نماز جبریل کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ خدائے تعالیٰ کا تمہیں حکم ہوا ہے کہ اس نماز کو فلاں خزانہ میں لے جاؤ جہاں اس جماعت کے نامہ ہائے اعمال ہیں' چنانچہ جبریل اُن کی نمازوں کو خزانے میں لے جاتے ہیں اور وہاں سپرد کر دیتے ہیں' پھر وہ قیامت تک خزانہ میں محفوظ رہتی ہیں۔

فوائد

پہلا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جنتی ہر جمعہ کو اپنے ربّ کی جانب تودۂ کافور پر سے نظر کیا کریں گے اور اس تودۂ کافور میں نہر جاری ہو گی جس کے دونوں کنارے مشک کے ہوں گے' اُن پر حوریں نہایت خوش الحانی سے قرآن خوانی کر رہی ہوں گی جس کو اگلے پچھلے سب سُنیں گے' پھر جب وہ لوگ اپنی منازل کی طرف چلنے لگیں گے تو ہر شخص جس حور کو چاہے گا اُس کا ہاتھ پکڑ لے گا اور اس کو موتی کے پُل پر سے ہو کر اپنی اپنی قیام گاہ پر لے جائے گا اور مکانوں اور حوروں کی وہ کثرت ہو گی کہ اگر خدا ان کے گھروں کا انہیں راستہ نہ بتاتا تو انہیں اپنے گھروں کا قیامت میں راستہ بھی نہ ملتا' اس لیے کہ ہر ہر جمعہ میں لوگوں کو اتنا اتنا بے شمار ثواب ملتا رہتا ہے۔

دوسرا فائدہ: بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص جمعہ کے روز چار رکعتیں اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیۃ

الکرسی ایک بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پندرہ بار پڑھے تو خدا اس کے واسطے جنات عدن میں دس ہزار سونے کے بنے ہوئے شہر تیار کرے گا اور ہر شہر میں دس ہزار یاقوت سرخ اور سفید موتی کے گھر ہوں گے' ہر گھر میں دس ہزار تخت ہوں گے' ہر تخت پر موتیوں کے قبے بنے ہوں گے۔ بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص بعد غروب کے شب جمعہ میں دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ اور پندرہ بار "اِذَا زُلْـزِلَـتِ الْاَرْضُ" پڑھے تو خدا اُس پر سکرات موت کو آسان کر دے اور اُسے عذابِ قبر سے بچائے اور ستّر برس کی عبادت کا ثواب ملے۔ اور میں نے تہذیب الاذکار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیکھا ہے کہ جو شخص شبِ جمعہ میں:

یا دائم الفضل علی البریۃ یا باسط الیدین بالعطیۃ یا صاحب المواھب السنیۃ صل علی محمدٍ خیر الوریٰ بالسجیۃ واغفرلی ذا العلیٰ فی ھذہ العشیۃ۔

اے ہمیشہ مخلوقات پر فضل کرنے والے! اے عطاء کے ساتھ اپنے یدین (رحمت) کو کشادہ رکھنے والے! اے بلند عطیات دینے والے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو عادت میں تمام مخلوق سے بہتر ہیں' رحمت نازل کر اور اے بلندی والے! اسی شام کو مجھے بخش دے!

دس بار پڑھے' خدا اُس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔

تیسرا فائدہ: بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" پچاس بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ اور "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" پندرہ بار پڑھے تو جب تک وہ اپنے ربّ کو خواب میں اور اپنا مکان جنت میں دیکھ نہ لے گا' دنیا سے نہ جائے گا۔

چوتھا فائدہ: بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن امام کے نکلنے سے پہلے دس رکعتیں اس طرح سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دس بار پڑھے‘ پھر اس کے بعد:

سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

خدا پاک ہے‘ جمیع حمد خدا کو شایان ہے اور سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے‘ بے مدد خدائے علی عظیم کے کسی شے سے بچنا اور کسی کام کی قوت پانا ممکن نہیں۔

پڑھ کر دعا مانگے تو خدا سے جو مانگے گا خدا اُسے عنایت فرمائے گا اور حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز با جماعت پڑھنے سے افضل نمازوں میں سے کوئی اور نماز نہیں ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ سوائے اُس شخص کے جو بخشا بخشایا ہو اور کوئی اس نماز میں حاضر نہیں ہوتا‘ اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم اوسط اور کبیر میں ذکر کیا ہے۔

پانچواں فائدہ: بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن چاشت کی دو رکعتیں پڑھتا ہے‘ خدا اس کیلئے سو نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کے سو گناہ مٹا دیتا ہے اور جو چار رکعتیں پڑھتا ہے خدا اس کے چار سو درجے جنت میں بلند کرتا ہے اور جو آٹھ رکعتیں پڑھتا ہے خدا اُس کے آٹھ سو درجے جنت میں بلند کرتا ہے اور اُس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اور جو بارہ رکعتیں ادا کرتا ہے‘ خدا اُس کے لیے بارہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے بارہ سو درجے بلند کرتا ہے۔ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص بعد ادائے جمعہ کے ”سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ“ سو بار پڑھتا ہے‘ خدا اُس کے ایک لاکھ گناہ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ بخش دیتا ہے۔

چھٹا فائدہ: بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جمعہ کے روز جب امام سلام پھیرے‘ اس وقت جو شخص قبل اپنے پیر موڑنے کے فاتحہ اور ”قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ“ اور ”قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ“ اور ”قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ“

سات سات بار پڑھتا ہے' خدا اُس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اور خدا روزِ قیامت پر جتنے ایمان لانے والے ہیں' سب کے برابر اسے اجر عنایت فرماتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خدا اُس کے دین و دنیا اور بال بچوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

ساتواں فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص اس کے پڑھنے کے بعد جس کا پہلے بیان ہوا:

یا غنی یا حمید یا مبدئ یا معید یا رحیم یا ودود اغنی بفضلك عمن سواك وبحلالك عن حرامك ۔

اے اللہ! اے غنی! اے تعریف کیے ہوئے! اے ابتداءً پیدا کرنے والے! اے دوبارہ زندہ کرنے والے! اے مہربان! اے محبت والے! مجھے اپنے فضل کی بدولت اپنے غیر سے اور اپنے حلال کی بدولت اپنے حرام سے بے پروا کر دیجئے۔

پڑھے' خدا اس کو غنی بنا دے اور ایسی جگہ سے اُسے روزی پہنچائے جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہو اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: جو شخص جمعہ کے روز:

اللّٰھم اغنی بفضلك عمن سواك وبحلالك عن حرامك ۔

اے اللہ! اپنے فضل کی بدولت اپنے غیر سے اور اپنے حلال کی بدولت اپنے حرام سے مجھے بے پروا کر دیجئے۔

ستر بار پڑھا کرے' اُس پر دو جمعہ بھی نہ گزرنے پائیں گے کہ خدا اسے غنی بنا دے گا۔

آٹھواں فائدہ: بعض سلف کا قول ہے: جو شخص جمعہ کے روز کسی مسکین کو کھانا کھلائے پھر سویرے ہی سے مسجد جامع کو چلا جائے اور جب امام سلام پھیرے تو:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الحی القیوم اسئلك ان تغفرلی وترحمنی وان تعاقبنی من النار ۔

خدائے مہربان رحم کرنے والے' زندہ اور برقرار رہنے اور رکھنے والے کے نام سے' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے بخش دیجئے' مجھ پر رحم کیجئے

اور مجھے دوزخ سے عافیت میں رکھے۔

پڑھ کر جو اُس کے جی میں آئے دعا کرے تو وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھتا ہے تو جہاں وہ پڑھتا ہے وہاں سے لے کر مکہ تک خدا اُس کو نور عنایت کرتا ہے اور دوسرے جمعہ تک اس کی مغفرت فرماتا ہے اور اُس کے لیے ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں اور مرض اور ذات الجنب اور برص اور جذام اور فتنۂ دجّال سے عافیت میں رہتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص سورۂ کہف پڑھتا ہے آٹھ روز تک ہر فتنہ سے بچا رہتا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامِ قیامت تک کی مدت کے مابین دجال سے بڑھ کر کوئی فتنہ خدا نے نہیں پیدا کیا ہے۔

نواں فائدہ: ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو خطبہ سنایا' جب دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ زمین میں جیسے کہ خدا نے حال بیان فرمایا ہے' اولادِ حضرت آدم علیہ السلام میں فتنۂ دجال سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے ساتھ ایک عورت ہوگی جس کا نام طیبہ ہے وہ کسی بستی میں نہ جائے گا جہاں اُس سے پہلے وہ عورت نہ پہنچ جائے گی اور کہتی پھرے گی: یہ دجال آتا ہے' اس سے بچو اور اُس کی صفاتِ قبیحہ میں سے یہ بات ہے کہ وہ ہے تو انسان سے لیکن جب اُس کی ماں کے ساتھ اس کے باپ نے صحبت کی تھی تو شیطان بھی اُس میں شریک ہو گیا تھا' اس وجہ سے اُس میں خبث شیطانی اور انسانی مادے جمع ہو گئے ہیں' لیکن اُس کی خباثت کو طبائع بنی آدم کے ساتھ کچھ مشابہت نہیں ہے' اسی لئے بہت برسوں تک زندہ رہنے پر بھی بوڑھا نہ ہوگا' اب وہ ایک جزیرہ میں لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک جن [illegible] ملط ہے جو اس کا رزق اُس کو پہنچایا کرتا ہے' بعض کا قول ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے ا[illegible] کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا ہے' اُس کا بدن موٹا ہے اور اس کا طول اسّی ہاتھ کا ہے اور دونوں مونڈھوں کے درمیان تیس ہاتھ کی چوڑائی ہے اور دو ہاتھ لمبی اس کی پیشانی ہے' اُس میں

سینگ ہے جس کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے' اُس میں سے سانپ نکلا کرتے ہیں اور اس کے سر کے بال ایسے ہیں جیسے درخت کی شاخیں' اس کی ڈاڑھی نہیں ہے البتہ مونچھیں ہیں' اس کے سر پر سونے کا تاج ہے' وہ اصفہان سے نکلے گا' بعض نے کہا ہے کہ خراسان سے دم بریدہ (دُم کٹے) گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا' اس کے دونوں کانوں کے مابین ستّر ہاتھ کا فاصلہ ہے اور بعض نے چالیس ہاتھ کا فاصلہ بتایا ہے' اُس کے ایک سم سے دوسرے سم تک چار میل کا فاصلہ ہے اور عنقریب آتا ہے کہ میل چار ہزار قدم کا ہوتا ہے اور ہر قدم اس کے قدم سے تین دن کی راہ ہوگی اور اس کو طی ارض حاصل ہوگا' حتیٰ کہ آفتاب سے بھی سبقت لے جائے گا' جب وہ مغرب کی طرف طلوع ہو کر چلے گا' اپنے گدھے کو لے کر سمندر میں گھس پڑے گا اور پانی اُس کے گھٹنوں تک رہے گا اور اپنے ہاتھ سے بادل کو پکڑ لے گا اور جب مقام اردن میں شہر صفد کے قریب اُترے گا تو جودی پہاڑ اور طور کو بلائے گا اور وہ اس طرح ٹکرائیں گے جیسے بیل لڑتے ہیں' پھر اُنہیں حکم دے گا کہ اپنی اپنی جگہ لوٹ جاؤ اور اکثر یہودی اور عورتیں اور اولادِ زنا اس کے پیرو ہوں گے' اور حدیث میں ہے: اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ بھی ہوگی لیکن حقیقت میں اُس کی دوزخ جنت ہوگی اور جنت دوزخ ہوگی اور جو اس کی دوزخ میں مبتلا ہو جائے اُسے چاہیے کہ خدا سے فریاد کرے اور سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں تلاوت کرے تو اس کے اوپر اُس کی دوزخ ٹھنڈک اور سلامتی بن جائے گی اور ہم نے صلاح الارواح علی الدجال میں اس کو خوب بسط سے بیان کیا ہے' اُس سے خدا ہم سب کو پناہ میں رکھے' میں نے ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عمدہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت دیکھی ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھتا ہے تو نور سے دونوں جمعوں کے درمیان اُس کے لیے روشنی ہو جاتی ہے' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

دسواں فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سورۂ آل عمران کو جمعہ کے دن پڑھتا ہے تو غروبِ آفتاب تک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر درود بھیجتے رہتے ہیں' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اپنے بعض شیوخ سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ جو جمعہ کے روز

سورۂ آل عمران پڑھتا ہے' آفتاب اس کے گناہوں کو لے کر ڈوب جاتا ہے اور حضرت وہب نے کہا ہے کہ جو شخص سورۂ بقرہ اور آل عمران جمعہ کے دن پڑھتا ہوگا تو یہ دونوں سورتیں اُس کے لیے ایسا نور بن جائیں گی جس سے ساتویں زمین سے لے کر ساتویں آسمان تک نور ہی نور بھر جائے گا' میں نے سورۂ کہف کی تفسیر علائی میں دیکھا ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر تنگ منہ کی بوتل میں بند کر کے اپنے گھر میں رکھے تو وہ اور اُس کے گھر والے فقر و قرض داری اور لوگوں کی ایذاء رسانی سے محفوظ رہیں اور کبھی کسی کے محتاج نہ ہوں۔

فائدہ: ایک سمرقندی شخص کا بیان ہے کہ میں جو اپنے بارے میں آب پاشی کے اہتمام سے غافل رہا کرتا ہوں' اُس کا سبب یہ ہے کہ ایک بار جمعہ کی نماز کا وقت آ پہنچا اور میرا گدھا جنگل کو بھاگ گیا تھا اور اس وقت مجھے اپنے باغ میں آبپاشی کرنے کی سخت ضرورت تھی' میرا پڑوسی کہنے لگا کہ اگر اس وقت تم اپنے باغ میں آب پاشی نہ کرلو گے تو پھر تمہاری باری مدت دراز کے بعد آئے گی اور اُسی وقت چکی میں آٹا پیسنے کے لیے اناج بھی پڑا ہوا تھا' میں نے ان سب چیزوں سے نماز کو مقدم رکھا اور اُس میں مشغول رہا' اس کے بعد دیکھتا کیا ہوں کہ میرے باغ کی طرف پانی جاری ہے' جس سے وہ خوب سیراب ہو رہا ہے' میرے گدھے کے پیچھے بھیڑیئے دوڑے تھے' جس کی وجہ سے وہ بھی گھر بھاگ آیا تھا' آٹے کا یہ قصہ گزرا کہ ایک شخص اپنا آٹا پیسنے لے جاتا تھا' اُس نے میرا آٹا پیس دیا' جب میرے گھر کی طرف آیا تو میری زوجہ نے بورے پہچان کر آٹا لے لیا' خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ نمازِ جمعہ کی برکت سے ظہور میں آیا۔

حکایت: مطرف رحمۃ اللہ علیہ تابعی شب جمعہ کو اپنے گھوڑے پر جامع مسجد کی طرف جایا کرتے تھے اور ان کا کوڑا روشن ہو جایا کرتا تھا' ایک روز دیکھتے کیا ہیں کہ اپنی اپنی قبروں پر کچھ مردے نظر آ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مطرف ہیں' جمعہ پڑھنے کے لیے جامع مسجد جا رہے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم جمعہ کو پہچانتے ہو؟ بولے: ہاں! اور پرندے جو کچھ اُس دن کہا کرتے ہیں ہم خوب پہچانتے ہیں' انہوں نے پوچھا: کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: کہتے ہیں: "سَلَامٌ بِسَلَامٍ مِّنْ يَّوْمٍ صَالِحٍ"۔

فوائد

پہلا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کی چالیس ہزار سینگیں ہیں اور ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک ہزار برس کا فاصلہ ہے۔ ہر ہر سینگ پر فرشتوں کی چالیس چالیس صفیں ہیں' اُس کے چہرہ میں آفتاب ہے اور اُس کی پشت میں چاند ہے اور اس کی کنپٹیوں پر ستارے ہیں جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ! اُمت محمدی میں سے جو شخص جمعہ پڑھے اُسے بخش دیجیے۔

دوسرا فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت میں سے ایک قوم کے لوگوں کو دیکھا کہ بیت المقدس میں اپنے ربّ کی عبادت کر رہے ہیں' اُن کے بدنوں پر صبر کا لباس ہے' سروں پر شکر کے عمامے ہیں' ہاتھوں میں توکل کے عصا لیے ہوئے ہیں' خوف و خشیت کے نعلین پیروں میں پہنے ہیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر خوش ہو گئے' اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! اُمت محمدی کے لیے ایک ایسا دن ہے کہ اُس میں اُن کا دو رکعتیں پڑھنا اس سب سے بہتر ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے رب! وہ کون سا دن ہے؟ ارشاد ہوا: جمعہ۔ اور اے موسیٰ! شنبہ آپ کے لیے ہے اور یکشنبہ عیسیٰ کے لیے' دوشنبہ ابراہیم کے لیے' سہ شنبہ زکریا کے لیے' چہار شنبہ یحییٰ کے لیے' پنجشنبہ آدم کے لیے اور جمعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ (علیہم السلام)

تیسرا فائدہ: میں نے ابوطاہر حداد کی عیون المجالس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیکھا ہے' جنت میں ایک طبق دار در ہے جس کو نہ کسی نبی مرسل نے دیکھا ہے نہ کسی ملک مقرب نے' جب جمعہ کا روز ہوتا ہے تو خدا کی جانب سے اُس کے پاس وحی آتی ہے کہ اے دُر (موتی) بول! وہ کہتا ہے: اُمت محمدی میں سے ایمان دار فلاح پا گئے' پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو میری قبر کی طرف روانہ فرماتا ہے' وہ مجھ سے آ کر کہتا ہے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اپنی امت کی نسبت بشارت سنیے اور آنکھیں ٹھنڈی کر لیجیے کیونکہ جمعہ کے دن میں آپ کی امت پر تین بار نظر (رحمت) کرتا ہوں اور ہر نظر میں ساٹھ ہزار کو آزاد کرتا ہوں۔

چوتھا فائدہ: حدیث میں آیا ہے: جب جمعہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم ہوتا ہے وہ چوتھے آسمان پر بیت المعمور میں آتے ہیں، اُس کے چار ستون ہیں، ایک یاقوت سرخ کا، ایک زبرجد سبز کا، ایک طلائے احمر کا، ایک نقرہ سپید کا، جبریل نقرہ سپید کے منارہ پر چڑھ کر اذان دیتے ہیں اور یہی پہلے اذان دینے والے ہیں۔ اصطخری وغیرہ اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں سے فقط جمعہ کی اذان کے وجوب کے قائل ہیں پھر میکائیل یاقوت احمر کے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھتے ہیں، اس کے بعد منبر پر سے اُتر کر نمازِ جمعہ پڑھاتے ہیں، جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے ربّ کے فرشتو! میں تمہیں شاہد بناتا ہوں، شاہد رہنا کہ میں نے اس اذان کا ثواب اُمت محمدی کو بخش دیا، میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں: شاہد رہنا کہ میں نے اُس نماز کا ثواب اُمت محمدی کو بخش دیا، تب ارشادِ خداوندی ہوتا ہے کہ کیا مجھے اپنا کرم دکھاتے ہو؟ حالانکہ میں معدن کرم ہوں، اچھا گواہ رہو! میں نے اُمت محمدی کو بخش دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جب جمعہ کی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھول دو، پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا معائنہ فرماتا ہے، بعضے قیام کی حالت میں نظر آتے ہیں اور بعض سوتے ہوتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے: میں قیام کرنے والوں کو قیام کی جزاء دوں گا اور سونے والوں کو اُن کے سونے کی جزاء، جب آخر شب ہوتی ہے اسی طرح دوبارہ ملاحظہ ہوتا ہے، پھر خدائے سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: بخیلی میری شان نہیں، اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو! میں نے سونے والے لوگوں کو قیام کرنے والوں کی برکت سے بخش دیا۔ اس کی نظیر بروایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ قیام لیل میں گزر چکی ہے۔

پانچواں فائدہ: جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے تو شنبہ (ہفتہ) کے دن پکار ہوگی کہ جنت الخلد میں آدم کی ضیافت میں حاضر ہو، پھر یکشنبہ کو پکار ہوگی، جنت نعیم میں نوح علیہ السلام کی ضیافت میں حاضر ہو، پھر دوشنبہ کو پکار ہوگی، جنت الفردوس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت میں حاضر ہو، پھر سہ شنبہ کو پکار ہوگی: جنت الماویٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ضیافت میں حاضر ہو، پھر چہار شنبہ کو پکار ہوگی کہ جنت عدن میں حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی ضیافت میں حاضر ہو پھر پنجشنبہ کو پکار ہوگی: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت میں شجر طوبیٰ کے نیچے حاضر ہو وہ بہت بڑا درخت ہے' اُس کی جڑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہوگی' اگر اس کا ایک پتا گر پڑے تو تمام زمین کو چھپا لے اُس کے پھل میں تمام رنگ اور مزے ہوں گے' صرف سیاہی نہ ہوگی اور اُس کے اندر سے زیورات اور لباس نکلیں گے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل' محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اونٹنی پر سوار ہو کر اُس کی (شجرِ طوبیٰ) جڑ کے گرد پھرے تو اُس کو طے نہیں کر سکتا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مر جائے۔ اور نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی پرندہ اُس کے نیچے سے اُس کی چوٹی تک اُڑنا چاہے تو وہاں تک پہنچ نہیں سکتا' یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مر جائے' اُس کے پھل سے کسی قوم کے لیے لگام دیئے ہوئے' زین کسے ہوئے گھوڑے نکلیں گے' کسی قوم کے لیے مع کجاووں کے اونٹ نکلیں گے' کسی قوم کے لیے زیورات اور لباس نکلیں گے' کسی قوم کے لیے میوے نکلیں گے' پھر جمعہ کے دن پکار ہوگی کہ ربّ العالمین کی ضیافت میں حاضر ہو پھر وہ اپنی خوشنودی اور رضامندی سے اُس کی ضیافت کرے گا' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول ''وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ'' سے یہی مضمون ادا ہوتا ہے' انشاء اللہ آخر کتاب میں اس کا اور زیادہ بیان آتا ہے۔

چھٹا فائدہ: خدا نے آسمان' زمین' ستارے' سات سمندر' سات دنوں کو یکشنبہ کے روز پیدا کیا ہے اور یہی ہفتہ کا پہلا دن ہے جیسا کہ اہل لغت کہتے ہیں اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نفل روزے کے بیان میں اپنی کتاب شرح مہذب میں اہل لغت سے موافقت کی ہے اور رافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہے کہ ہفتہ کا اوّل دن شنبہ ہے اور صاحب روضہ اُن کے موافق ہیں اور سنوسی نے اسی کو صواب اور درست کہا ہے' پس اس میں مکان بنانا مستحب ہے۔

ساتواں فائدہ: خدا نے دوشنبہ کے دن چاند و سورج کو پیدا کیا' ادریس علیہ السلام کو اُٹھا لیا' اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و وفات اُسی دن ہوئی' اسی روز آپ کی امت کے اعمال آپ پر پیش ہوتے ہیں' اسی

دن خدا کی وحدانیت کی دلیل نازل ہوئی اور اُسی دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں' پس مستحب ہے کہ اُس میں روزہ رکھا جائے' سفر کیا جائے اور یہ کہ سفر چڑھتے چاند میں کیا جائے نہ کہ اُترتے چاند میں' اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تاجر سے جو اُترتے چاند میں جانا چاہتا تھا' یہ فرمایا تھا کہ تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تجارت کو مٹا دے' نکلتے وقت نئے چاند کی طرف منہ کر۔ اور میں نے قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی عجائب المخلوقات میں دیکھا ہے کہ جو شروع چاند میں بیمار پڑتا ہے' اس میں دفع مرض کی زیادہ قوت ہوتی ہے بہ نسبت اُس کے جو آخر چاند میں بیمار پڑتا ہے۔ خربوزے' ککڑی' کھیرے وغیرہ جیسی چیزیں آخر چاند کی بہ نسبت شروع چاند میں زیادہ بڑھتی ہیں اور بہ نسبت آخر ماہ کے شروع ماہ میں جانوروں کا دودھ بھی زیادہ ہو جاتا ہے' جس میوے پر چڑھتے چاند کی روشنی پڑتی ہے وہ اس میوے سے بہتر ہوتا ہے جس پر اترتے چاند کی روشن پڑتی ہے۔

آٹھواں فائدہ: خدا نے سہ شنبہ کے روز وحشی جانور' پرندے اور چرندے پیدا کیے' لوہا نازل فرمایا' اُسی روز حوا حائضہ ہوئیں' قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا' زہری نے کہا ہے کہ اُسی روز حوا سے دونوں اپنی بہنوں کے ساتھ جنت میں پیدا ہوئے تھے' اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے اور اسی روز یحییٰ بن زکریا علیہم السلام مقتول ہوئے' اسی روز ساحرینِ فرعون اس کی بی بی آسیہ اور بنی اسرائیل کی گائے ماری گئی' اسی روز جرجیس نبی کو فلسطین کے بادشاہ نے لوہے سے ستر ٹکڑے کر کے آگ میں پکا ڈالا' اس کے بعد اُس کی بی بی اسلام لائی' اُس نے اُسے قتل کر ڈالا' پھر اُن کو اُس نے ایک بڑھیا کے گھر میں قید کیا' انہوں نے اُس بڑھیا کے لڑکے کے لیے دعا کی' وہ گونگا' بہرا اور اندھا تھا' خدا نے اسے شفاء بخشی' پھر دونوں کے دونوں مسلمان ہو گئے' اس کے بعد جرجیس نبی علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب! مجھ کو شہادت نصیب کیجیے اور ان کو عذاب میں مبتلا کیجیے' چنانچہ ان لوگوں نے اُن کو قتل کر ڈالا' پھر خدا نے اُن پر آگ نازل کی اور وہ سہ شنبہ کا دن تھا' چنانچہ اُس دن پچھنے لگوانا' فصد لینا مستحب ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: پنجشنبہ' دوشنبہ وسہ شنبہ کو پچھنے لگوایا کرو' برکتِ خداوندی شاملِ حال رہے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سر میں پچھنے لگوانا سات مرضوں سے شفاء ہے وہ یہ ہیں: جنون' حدِ جذام' برص' ڈاڑھ کا درد' ظلمت چشم اور دردِ سر۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص سہ شنبہ کے دن سترھویں تاریخ پچھنے لگوائے تو سال بھر کی بیماریوں کی دوا ہو جاتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوطیبہ نے پچھنے لگائے تھے' نہار منہ پچھنے لگوانا زیادہ نافع ہے اور عقل بڑھاتا ہے اور پچھنے لگتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا مستحب ہے' اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور اذکار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پچھنے لگتے وقت آیۃ الکرسی پڑھتا ہے' اُس کو پچھنے کا نفع پہنچتا ہے' اس کے بعد دودھ یا دودھ کی بنی ہوئی کوئی شی مثل پنیر وغیرہ کے نہ کھائے بلکہ شیرینی اور سرکہ کھائے اور اُس کے بعد عورتوں کے پاس نہ جائے' نہ اُس سے ایک روز پہلے۔ کتاب البرکۃ میں ہے کہ پنیر بیماری ہے اور اخروٹ بیماری ہے لیکن جب دونوں جمع ہو جاتے ہیں تو شفاء بن جاتے ہیں اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے تازہ پنیر بدن کو نرم اور تلئین طبیعت کرتا ہے اور پنیر کہنہ نہایت مُضر ہے۔

نواں فائدہ: خدا نے چہارشنبہ کے روز دریاؤں کو پیدا کیا اور اُسی روز کفار کی ایک جماعت کو ہلاک کر ڈالا منجملہ اُن کے عوج بن عنق' فرعون' قارون' نمرود اور قومِ لوط بن ہارون اخی ابراہیم کے لوگ ہیں اور زوجۂ لوط علیہ السلام' جس کا نام داعلہ تھا' وہ بھی اُسی روز ہلاک ہوئی تھی' شداد بن عاد' قومِ ہود' قومِ صالح' جب اُس نے اُن کی اونٹنی کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے تھے' اسی روز ہلاک ہوئی' خدا نے کوئی بلا نازل نہیں کی جو اس دن نازل نہ ہوئی ہو پس اس میں دوا پینا مستحب ہے۔ قزوینی نے عجائب المخلوقات میں کہا ہے کہ مہینہ کا آخری چہار شنبہ نحس مستمر ہے' اُس میں نہانا مستحب ہے۔

دسواں فائدہ: پنجشنبہ کے روز خدا نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا ہے اور ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ چوپاؤں کو بھی اسی روز پیدا کیا ہے اور پھر اس امر پر اس سے استدلال کیا ہے کہ مرغی انڈے سے پہلے پیدا ہوئی ہے اور کھجور کا درخت گٹھلی سے پہلے مخلوق ہوا ہے اور اُسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے ہیں

اور اُسی روز مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام سے ملے تھے اور اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں داخل ہوئے تھے اور وہاں کے بادشاہ نے آپ کو ایک کنیز دی تھی جن کا نام ہاجرہ (علیہا السلام) تھا اور اسی روز حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر میں اوّل اور دوسری بار داخل ہوئے تھے' پس اس دن (پنجشنبہ) کے اوّل حصہ میں سفر کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! میری امت کے لیے پنجشنبہ کے روز اس کی صبح کے وقت میں برکت دیجئے! رہا اس دن کے آخر حصہ میں سفر کرنا' اُس کا بیان عنقریب آتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو چاہے کہ شکایت چشم' فقر' برص اور جنون سے امن میں رہے تو اسے چاہیے کہ پنجشنبہ کے روز عصر کے بعد ناخن کٹایا کرے۔

گیارہواں فائدہ: جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو پیدا کیا اور اُسی روز اُن کا اُن سے نکاح کر دیا' پھر جب جنت آراستہ ہوئی اور شجر طوبیٰ کے نیچے فرشتے جمع ہو گئے تو خدا نے ارشاد فرمایا:

الحمد ثنائی والعظمة ازاری والکبریآء ردائی والخلق کلھم عبیدی وامآئی خلقت الاشیاء کلھا زوجین علی انھم یوحدونی اشھدکم انی قد زوجت 'ادم یحواء علٰی ان یصدقھا عشر صلوٰتٍ علٰی نبی محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم .

حمد میری تعریف ہے اور بڑائی میرا ازار ہے اور بزرگی میری چادر ہے اور ساری مخلوق میرے غلام ولونڈی ہیں' میں نے تمام چیزوں کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ میری توحید بیان کریں' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حضرت دآدم کا حوا سے نکاح کر دیا' اس شرط پر کہ حضرت آدم' حوا کا مہر میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود بھیج کر ادا کریں۔ (علیہما السلام)

اور اسی روز سلیمان کا بلقیس سے نکاح ہوا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ بلقیس کے قبضہ میں بارہ ہزار بادشاہ تھے اور ہر بادشاہ کے قبضہ

میں ایک ایک لاکھ رعایا تھی اور اُسی روز حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صفوریا بنت حضرت شعیب علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ سے نکاح ہوا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اُسی روز عقد ہوا تھا اور ابن ملقن نے حدائق میں بیان کیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز کسی مسلمان کی شادی (نکاح) میں شریک ہو تو گویا اُس نے خدا کی راہ میں روزہ رکھا اور وہ بھی ایسے دن میں جو سات سو دن کے برابر بڑا ہو۔

بارھواں فائدہ: ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ خدا نے زمین کو شنبہ کے روز پیدا کیا ہے اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ خدا نے شنبہ (ہفتہ) کو کچھ پیدا نہیں کیا' چنانچہ اسی وجہ سے یہود نے اس کو بیکار رہنے کا دن قرار دے لیا ہے اور یہ گمان کرتے ہیں (خدا اُن کا بُرا کرے) کہ خدا نے شنبہ کے روز آرام لیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شنبہ کے روز تڑکے کسی حاجت کی طلب میں نکلتا ہے تو میں اس کی حاجت کے پورا کرنے کا ذمہ لیتا ہوں' ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السبعیات میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شنبہ کے دن کا نام مکر و فریب کا دن رکھا ہے' اس لیے اُس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کے لوگ فریب سے پیش آئے تھے اور ایسے ہی قومِ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قومِ نوح علیہ السلام اور قومِ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور قومِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لوگوں نے شنبہ کے روز مکر و فریب کیا تھا کیونکہ خدا نے اُن پر شنبہ کے روز شکار کرنا حرام کر دیا تھا' پس انہوں نے یہ ترکیب نکالی کہ رسی لے کر اس میں شنبہ کے روز مچھلیوں کو باندھ رکھتے اور اتوار کے روز پکڑ کر کھاتے اور اس حیلہ بازی کو جائز گمان کرتے تھے پس خدا نے اُن کو مسخ کر دیا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بوڑھے سوٗر بنا دیئے گئے تھے اور جوان بندر ہو گئے تھے۔ اور علائی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے پہلے آسمانوں کو اور روشنی سے پہلے تاریکی کو اور دوزخ سے پہلے جنت کو پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام کے شروع

میں تاریکی کا پہلے ذکر کیا ہے' اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا پھر اُن پر اپنے نور سے چھینٹے دیئے چنانچہ جس چیز پر اُس نور کا کچھ حصہ بھی پہنچ گیا وہ ہدایت پا گئے' تاریکی روشنی سے مقدم ہے جیسا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ظلمت کو بصیغۂ جمع اور نور کو بصیغۂ مفرد اس لیے ذکر کیا ہے کہ گمراہی کے بہت سے طریقے ہیں اور حق کا ایک ہی طریق ہے اور بعض کا قول ہے کہ خدا نے زمین کو آسمان سے پہلے پیدا کیا ہے' لیکن آسمان کے پیدا کرنے کے بعد زمین کو پھیلایا اور قابل بود و باش بنایا۔

تیرہواں فائدہ: قتادہ بن دعامہ بصرہ کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے' مدتوں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے کبھی کوئی ایسی بات نہیں سنی جسے انہوں نے یاد نہ رکھا ہو' اُن کو علمِ تفسیر وغیرہ میں خوب دستگاہ حاصل تھی' باوجودیکہ پیدائشی نابینا تھے لیکن قتادہ بن نعمان صحابی ہیں یومِ اُحد میں اُن کی آنکھ نکل پڑی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسے اپنی جگہ رکھ دیا تھا اور درست ہو گئی تھی' انہوں نے سات حدیثیں روایت کی ہیں اور مدینہ شریف میں ۲۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

چودہواں فائدہ: خدا نے ایک شہر ہوا پر پیدا کیا ہے جس کی دیواریں انڈے کے چھلکے کے مانند ہیں' اس میں ستّر ہزار دروازے ہیں' اُس میں اتنے فرشتے ہیں جن کا شمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا' جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ کہیں گے کہ اے اللہ! جمعہ کے دن غسل کرنے والوں کو بخش دیجیے! ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جب میاں بی بی غسل کرتے ہیں تو خدا اُن کے غسل کے پانی کے ہر ہر قطرہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اُن کے لیے استغفار کیا کرتا ہے۔

پندرہواں فائدہ: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ایک شکاری پر گزر ہوا' جس نے ایک ہرنی شکار کی تھی' وہ ہرنی حضرت سے کہنے لگی کہ اے روح اللہ! آپ مجھے شکاری سے اجازت دلا دیجیے کہ میں اپنے بچوں کو ذرا دودھ پلا آؤں' آپ نے شکاری سے کہا' اس نے جواب دیا کہ یہ پھر آئے گی نہیں' ہرنی بولی کہ اے روح اللہ! اگر میں لوٹ کر نہ آؤں تو اُس شخص سے بھی بدتر ہوں جسے جمعہ کو پانی ملے اور پھر بھی وہ غسل نہ کرے' چنانچہ آپ نے

اُسے چھوڑ دیا اور وہ بچوں کو دودھ پلا کر لوٹ آئی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شکاری کو اُس ہرنی کے عوض ایک سونے کی اینٹ دینی چاہی لیکن وہ اُس کو ذبح کر چکا تھا' پس آپ نے اُسے بددعا دی کہ تیرے کام میں کبھی برکت نہ ہو' چنانچہ اُن کی بددعا کا اثر قیامت تک شکاریوں میں دیکھا جائے گا۔ احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ مدینہ کے لوگوں میں جب لڑائی ہوا کرتی تو ایک دوسرے کو یہ کہہ کر بُرا کہتا تھا کہ تو اُس شخص سے بھی بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہیں کرتا' اگر غسل جمعہ اور غسل میت میں تعارض ہو تو حرمیوں کے نزدیک غسل جمعہ مقدم ہے اور حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میں ان کے موافق ہیں اور عراقی غسل میت کو مقدم ٹھہراتے ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سفر و حضر میں کبھی جمعہ کا غسل ترک نہیں کیا۔ حضرت ابن عمر اور ابن مالک رحمۃ اللہ علیہما سے مروی ہے' دونوں صاحب کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے نیچے ایک شہر ہے اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ستّر شہر بتلائے ہیں جو دنیا کے جیسے ستّر ستّر شہروں کے برابر ہیں اور وہ سب فرشتوں سے بھرے ہیں اور وہ یہ دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جمعہ کے دن غسل کرنے والوں کو اور جمعہ پڑھنے والوں کو بخش دیجیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک جمعہ کے دن کا غسل خطاؤں کو بالوں کی جڑوں تک سے نکال پھینکتا ہے' اُس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور کبیر اور اوسط میں ہے: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے' اُس کے گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور جب نکل کر جاتا ہے تو ہر ہر قدم کے عوض میں بیس بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ نماز پڑھ کر واپس آتا ہے تو دو سو برس کے اعمال کے برابر ثواب ملتا ہے' اگر کوئی شخص جمعہ اور جنابت کے لیے غسل کرے تو اسے غسل جنابت کی نیت پہلے کرنا اولیٰ ہے۔ حضرت ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تین صورتوں میں غسل جنابت فوراً واجب ہے: زانی پر اور اس شخص پر جسے وقت کے نکل جانے کا خوف ہو یا کوئی مسجد میں ہو اور جنب ہو جائے اور اُس کے پاس پانی موجود ہو لیکن نکل نہ سکتا ہو' اگر کسی نے غسل جنابت کی نیت کر لی تو غسل بلاخلاف ہو جائے گا اور غسل جمعہ کے ہونے میں دو قول ہیں' بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصح یہ ہے

کہ غسل ہو جاتا ہے اور اسی کے امام احمد بھی قائل ہیں۔

سولھواں فائدہ: کتاب النورین فی اصلاح دارین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو جمعہ کے روز اپنے ناخن کٹواتا ہے' ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک محفوظ رہتا ہے' اس امت کی فضیلت کے باب میں ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ناخن کٹانے کے متعلق' ہفتہ بھر کے دنوں کی بابت ایک حدیث جامع آتی ہے' بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز اپنی مونچھیں کترائے' خوشبو لگائے اور عمدہ کپڑے پہنے اور لوگوں کی گردن پر سے نہ پھاندے اور وعظ کے وقت لغو نہ بکے تو دونوں جمعہ کے مابین جو کچھ اُس سے ہوا ہو' اُس کا کفارہ ہو جاتا ہے اور جو شخص لوگوں کی گردنوں پر سے پھاندے اور لغو بکے تو اُس کا جمعہ ظہر کی نماز کے برابر ہو جاتا ہے (فضیلت جاتی رہتی ہے) اور حدیث مشہور میں ہے کہ جب کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چپ رہ! (یعنی جب خطبہ ہو رہا ہو) تو اُس نے لغو بکا' یعنی اجر سے محروم رہا اور بعض نے کہا ہے کہ اس نے خطاء کی اور بعض نے کہا کہ اس کی جمعہ کی فضیلت جاتی رہی۔

سترہواں فائدہ: روضہ میں ہے کہ سب سے عمدہ خوشبو جو اس کے پاس ہو لگائے' یعنی جمعہ کے دن اور ایسی خوشبو لگانا مستحب ہے جس کا رنگ ظاہر نہ ہو صرف خوشبو ہو جائے' چنانچہ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہاری دنیا میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں: خوشبو اور عورتیں اور نماز میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے' پس نماز قدرِ خداوندی کی تعظیم کے لیے ہے اور خوشبو حق اللہ کے لیے ہے' پس آپ کا خوشبو کو پسند کرنا اپنے نفس کے لیے نہ تھا بلکہ فرشتوں کے حقوق کے ایفا کے لیے تھا کیونکہ آپ کو خود خوشبو لگانے کی حاجت نہ تھی (خود ہی آپ کے جسد اطہر سے خوشبو آیا کرتی تھی) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دو تہائی مہر خوشبو کے لیے قرار دیں اور آپ کا مہر چار سو اسّی درہم تھا اور باب الاخلاص میں گزر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشک بکثرت استعمال کیا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے پاکیزہ خوشبو مشک ہے پس جمعہ کے روز مرد اسی کی خوشبو

لگایا کرے کیونکہ اس کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے اور اس کا رنگ ظاہر نہیں ہوتا اور خوشبو لگانا اور نیت کرنا کچھ جمعہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ سوائے استسقاء کے مسلمانوں کو جو بھی مجمع ہو' اُس میں خوشبو لگا کر جانا بہتر ہے لیکن جمعہ میں زیادہ تاکید آئی ہے اور جتنے غسل مسنون ہیں' اُن سب میں سے جمعہ کے غسل میں زیادہ تاکید ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ سے افضل میری امت کی کوئی عید نہیں ہے۔

اٹھارھواں فائدہ: جمعہ کے روز سفید کپڑے پہننا سب سے افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ نہایت پاکیزہ اور ستھرا لباس ہے اور اس میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ احیاء میں ہے کہ سیاہ لباس پہننا سنت نہیں ہے' یہاں تک کہ ایک جماعت نے اُس کی طرف نظر کرنا مکروہ کہا ہے' شرح مہذب میں ہے کہ سفید' سرخ' زرد' سبز وغیرہ لباس پہننا جائز ہے کسی میں کراہت نہیں ہے۔ اور روضہ میں ہے کہ قاضی کو مستحب ہے کہ جب شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو دوشنبہ کو داخل ہو' اگر یہ مشکل ہو تو پنجشنبہ کو داخل ہو ورنہ شنبہ کا دن اختیار کرے اور اس کا عمامہ سیاہ ہو اور بنو العباس نے سب سے پہلے اپنی خلافت کے زمانہ میں سیاہ رنگ نکالا تھا کیونکہ فتح مکہ کے روز حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا علم سیاہ تھا اور انصار کا علم زرد تھا' اس کو شرح مہذب میں بیان کیا ہے۔

انیسواں فائدہ: جمعہ کے روز عمامہ باندھنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک خدا اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں اور ابن عماد کی کتاب الذریعہ میں ان کے ہاتھ کی تحریر کی ہوئی دوسری حدیث میں نے دیکھی ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا بے عمامہ کی نماز سے پچیس حصہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور عمامہ کے ساتھ جمعہ پڑھنا بے عمامہ کے جمعہ سے ستر حصہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ سیرت ابن ہشام رضی اللہ عنہ میں میں نے دیکھا ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کے عمامے سفید تھے اور حنین کے روز سرخ' بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے' وہاں ایک کنواں ہے جس کو ایک شخص مسمّی

بہ بدر نے کھودا تھا' چنانچہ اُسی کے نام سے وہ مقام مشہور ہو گیا اور حنین طائف میں ایک وادی ہے۔

بیسواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نئے کپڑے بناتے تھے تو اُسے جمعہ کے روز پہلے پہل پہنتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو نیا لباس پہن کر یہ دعا پڑھے:

الحمد للّٰہ الذی کسانی ما اُواری بہ عورتی والجمل بہٖ فی حیاتی۔

خدا کا شکر ہے جس نے مجھے لباس پہنایا' جس سے میں اپنا ستر چھپتا ہوں اور اس سے اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔

پھر اپنے پُرانے کپڑے خیرات کر دے تو خدا کی پناہ اور حفاظت اور زندگی اور موت کی حالت میں خدا کی پردہ پوشی میں رہتا ہے' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ شرح مہذب میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا یا قمیص جو کچھ ہوتا تھا' اس کا نام لے کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اللّٰھم لک الحمد انت کسوتنیہٖ اسئالک خیرہٗ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہٖ وشر ما صنع لہ۔

اے اللہ! تعریف آپ ہی کے لیے ہے' آپ نے مجھے لباس پہنایا میں اُس کی بھلائی اور اس کام کی بھلائی جس کے لیے وہ بنا ہے' آپ سے مانگتا ہوں اور اس کی بُرائی اور اس کام کی بُرائی سے جس کے لیے وہ بنا ہے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

حسن ثیابک ما استطعت فانھا زین الرجال بھا تعز وتکرم
ودع التحسن فی الثیاب تواضعا واللّٰہ یعلم ما تکن وتکتم
خرثیث ثوبک لا یزیدک رفعۃً عند الالٰہ وانت عبدٌ مجرم

وجدید ثوبك لا یضرك بعدان　تخشی الالٰه وتتقی ما یحرم

حتی المقدور عمدہ کپڑے پہنا کرو کیونکہ عمدہ لباس مردوں کی زینت ہے جس سے معزز ومکرم معلوم ہو گے تواضع میں آ کر موٹے جھوٹے کپڑے پہننے کو موقوف رکھو کیونکہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور مخفی رکھتے ہو خدا تو سب کو جانتا ہی ہے پس تمہارے بوسیدہ کپڑوں سے خدا کے پاس تمہاری رفعت کچھ زیادہ نہ ہو جائے گی اگر تم گنہگار بندہ ہو گے اور نئے کپڑوں سے تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا اگر تمہیں خدا کا خوف ہوگا اور حرام سے بچتے رہو گے۔

اکیسواں فائدہ: کتان کا پہننا بدن کو تقویت دیتا ہے اور گرم مزاجوں کا مصلح ہے اور بدن کی عفونت کو دور کرتا ہے اور روئی گرم وتر ہے اور سرد مزاج والے کے لیے اس کا پہننا نہایت نافع ہے اور اس کی پتیوں کا عرق بچوں کے دست کو نافع ہے اور روئی کا درخت مشہور ہے لیکن ہندوستان میں مشمش کے درخت کے برابر ہوتا ہے اور بیس تیس برس تک لگا رہتا ہے۔

بائیسواں فائدہ: قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ جمعہ کی تفسیر میں بروایت حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا ہے کہ وہ خطبہ کی حالت میں سونے کو بہت بُرا سمجھتے تھے اور بہت کچھ سخت وسست کہا کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تم میں سے جب کوئی اونگھنے لگے تو اُسے چاہیے کہ کسی دوسرے کو اپنی جگہ بلا لے اور خود اس کی جگہ جا بیٹھے لیکن یہ یاد رہے کہ بلا رضامندی اپنے مسلمان بھائی کے اُس کو جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھنا حرام ہے۔

تئیسواں فائدہ: کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کیا کرتے تھے یعنی روزہ نہ رکھتے تھے اور جب اتفاق سے اُن کا روزہ جمعہ کو آ پڑتا تھا تو بہت کچھ خیرات کرتے اور کہتے کہ اس دن کا روزہ پچاس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے جس میں ایک ایک دن یومِ قیامت کے برابر لیا جائے ہاں! صرف جمعہ ہی کا اکیلا روزہ رکھنا مکروہ ہے اور ایسا ہی شب جمعہ کو شب بیداری کے ساتھ

خاص کرنا بھی مکروہ ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے قول میں جو یومِ قیامت کے برابر آیا ہے' اُس سے مراد یہ ہے کہ اتنا دراز ہو جتنا کہ یومِ قیامت کافر کو دراز معلوم ہوگا' رہا یومِ قیامت مؤمن کے حق میں تو وہ اس کو صرف فرض نماز کے برابر معلوم ہوگا۔

چوبیسواں فائدہ: ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت بعض لوگوں کے اکثروں سے روایت کی ہے کہ قبولیت دعا کی ساعت غروبِ آفتاب کے وقت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عصر کے بعد آخر ساعت میں اُس کو تلاش کرو' اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اپنی صحیح اسناد سے روایت کیا ہے' اس کو شرح مہذب میں نقل کیا ہے' لیکن روضہ میں یہ بیان کیا ہے کہ صواب یہ ہے کہ قبولیت کی ساعت وہ ہے جو صحیح مسلم سے معلوم ہوتی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے ادا کرنے تک کے درمیان میں ہے اور عابد لوگ ہزار بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ جمعہ کے روز پڑھنا مستحب سمجھا کرتے تھے' چنانچہ کہا جاتا ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کا دس یا بیس بار ہر رکعت میں پڑھنا ایک ختم سے افضل ہے' اور بیہقی کے فضائل اعمال میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص ہزار بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے' وہ جب تک اپنا مکان جنت میں دیکھ نہ لے گا' انتقال نہ کرے گا۔

پچیسواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص مجھ پر جمعہ کے روز اسّی بار درود پڑھتا ہے' خدا اُس کے اسّی برس کے گناہ بخش دیتا ہے' لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: پڑھو:

اللّٰهم صل علٰى محمدٍ عبدك ونبيك ورسولك النبى الامى ۔

اے اللہ! اپنے بندہ محمد اور نبی اور رسول پر جو نبی اُمّی ہے' درود بھیج ۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

یہ ایک بار ہوا اور اگر یہ پڑھو:

اللّٰهم صل علٰى محمدٍ وعلٰى ال محمدٍ صلوٰةً تكون لك رضاً ولحقه ولـحـمـهٔ اداً واعطه الوسيلة والمقام المحمود الذى

وعدته واجزه عنا افضل ما جازيت نبيًا عن امته وصل علٰى جميع اخوانه من النبيين والصالحين يا ارحم الراحمين۔

اے اللہ! محمد پر اور آلِ محمد پر ایسے درود بھیجئے جو آپ کی رضا ہو اور ان کے حق کو ادا کرنے والی ہو اور اُن کو وسیلہ اور مقامِ محمود جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے عطاء کیجئے اور ہماری طرف سے ان کو جزاء دیجئے جو اُس سے افضل ہو کہ آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے جزاء دی ہو اور نبیوں اور صالحین میں جتنے ان کے بھائی ہیں سب پر درود بھیجئے' اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

تو سات بار پڑھو اور بعض نے کہا ہے کہ جو شخص اس کو سات جمعہ تک ہر جمعہ کو سات بار پڑھے تو اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے' اس کو احیاء میں ذکر کیا ہے۔ بروایت حضرت ابن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے: جو شخص چاہے کہ چوتھے آسمان پر سے اُسے موت آئے تو چاہیے کہ روزانہ تین بار پڑھا کرے: "اللّٰھم صل علٰى محمدٍ عبدك ونبيك رسولك النبى الامّى وعلٰى اٰل محمدٍ" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شب جمعہ کو سورۂ یٰسین پڑھتا ہے' اُس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جو حٰم الدخان جمعہ کے دن یا رات کو پڑھتا ہے' خدا اُس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔

مسائل

پہلا مسئلہ: اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا کہ ہفتہ کے سب سے افضل دن میں تجھے طلاق ہے تو جمعہ کے دن طلاق پڑے گی اور اگر افضل ایامِ دنیا میں کہا تو عرفہ کے دن طلاق پڑے گی' بشرطیکہ عرفہ جمعہ کے روز پڑے' اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء میں بعض سلف سے نقل کیا ہے' اگر کہا کہ آج کے دن کی افضل ساعت میں طلاق' تو شروع دن میں طلاق پڑے گی' اس لیے کہ دن کی افضل ساعت طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہے' اگر کہا: افضل ساعاتِ جمعہ میں طلاق تو احتمال ہے کہ شروع دن میں طلاق پڑ جائے یا قبولیت

کی ساعت میں طلاق پڑے' اس لیے بغیر غروبِ شمس کے طلاق متحقق نہ ہوگی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آدمی کو بھیج کر غروبِ آفتاب کو دریافت کیا کرتی تھیں اور ان کا خیال تھا کہ یہ اجابت دعا کا وقت ہے اور یہی کعب احبار رضی اللہ عنہ کا قول ہے' لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے اس میں اشکال پڑتا ہے کیونکہ ان کی روایت کے موافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس ساعت میں بندہ کو نماز کا اتفاق نہیں ہوتا مگر اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

دوسرا مسئلہ: فجر کے بعد جس پر جمعہ واجب ہو چکا ہو' اس کو سفر کرنا حرام ہے سوائے اُس صورت کے کہ اُس کو راستہ میں جمعہ پڑھ لینا ممکن ہو یا اس کا نقصان ہوتا ہو یا ساتھیوں سے پیچھے رہ جانے کے باعث سے وحشت میں پڑتا ہو' بلکہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عشاء کے وقت کے آنے کے بعد ہی سے سفر حرام ہو جاتا ہے اور کعب طبری نے بروایت بعض لوگوں کے بیان کیا ہے کہ شب جمعہ کو سفر مکروہ ہے اور احیاء میں مذکور ہے: جمعہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ اُس کے لیے پنجشنبہ ہی سے تیاری کرے' پس عصر کے بعد دعا اور استغفار و تسبیح میں مشغول رہے' کیونکہ یہ ساعت بھی فضیلت میں ساعت اجابت کے قریب قریب ہے اور جلدی جانے کا وقت فجر سے شروع ہے' کیونکہ صحیحین میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے' پھر پہلی ساعت میں جائے تو گویا اُس نے ایک بدنہ کے ذریعہ سے قرب حال کیا' بدنہ اونٹ کو کہتے ہیں نر ہو خواہ مادہ اور جو دوسری ساعت میں جائے تو گویا اُس نے گائے کے ذریعہ سے قرب حاصل کیا' اور شرح مہذب میں ہے کہ بقرہ کا لفظ عربی میں نر اور مادہ دونوں پر بولا جاتا ہے اور چونکہ بقر کے معنی عربی میں شگاف دینے اور پھاڑنے کے ہیں' اس مناسبت سے گائے بیل کو بقرہ کہتے ہیں کیونکہ اُن کے چلنے سے زمین کُھد کر کچھ شق بھی ہو جاتی۔ اور جو تیسری ساعت میں جائے تو گویا اُس نے سینگوں والے مینڈھے کے ذریعہ سے قرب حاصل کیا اور مینڈھے میں سینگوں کی تخصیص اس لیے کی کہ یہ عمدہ اور خوبصورت ہوتا ہے اور جو چوتھی ساعت میں جائے گویا اُس نے مرغ سے قرب حاصل کیا اور عربی میں لفظ دجاجہ کا اطلاق مرغ اور مرغی دونوں پر آتا ہے اور جو

پانچویں ساعت میں جائے تو گویا انڈے کے ذریعہ سے قرب حاصل کیا اور نسائی میں چھ ساعتیں مذکور ہیں' پہلی میں بدنہ' دوسری میں گائے' تیسری میں مینڈھا' چوتھی میں بطخ' پانچویں میں مرغ' چھٹی میں انڈا۔ شرح مہذب میں ہے: جو شخص ان ساعت میں سے اوّل ساعت میں جائے اور جو شخص آخر ساعت میں جائے دونوں اصل بدنہ یا گائے یا اس کے سوا میں مشترک ہیں لیکن پہلے کا بدنہ آخر ساعت میں جانے والے کے بدنہ سے اکمل ہے اور جو درمیانی ساعت میں جائے اُس کا متوسط درجہ کا بدنہ ہے جیسے کہ جو شخص دو شخصوں کے ساتھ نماز پڑھے اُسے ستائیس نمازوں کا ثواب ہے اور جو شخص ہزار کے ساتھ پڑھے' اُسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا لیکن اس دوسرے کے درجے زیادہ مکمل ہوں گے۔

تیسرا مسئلہ: جو شخص نمازِ جمعہ میں حاضر ہونے والا ہو اُس کے لیے جمعہ کا غسل سنت ہے کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تم میں سے جمعہ میں آئے اُسے غسل کرنا چاہیے یعنی اگر آنے کا ارادہ ہو' اُس کی نظیر یہ ہے: "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ" (۱۶:۹۸) یعنی جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے' دوسری حدیث میں ہے: مردوں اور عورتوں میں سے جو شخص جمعہ میں حاضر ہو' اُسے غسل کر کے آنا چاہیے بخلاف غسل عید کے کیونکہ ہر ایک کے لیے مستحب ہے اور فرق یہ ہے کہ اکیلے شخص کا جمعہ درست نہیں' سوائے ایک مسئلہ کے اور وہ یہ ہے کہ جب امام کو دوسری رکعت میں حدث ہو جائے اور وہ کسی کو خلیفہ نہ بنائے تو ہر ایک اپنی اپنی نماز پوری کر لے تو اس صورت میں سب کا جمعہ صحیح ہو جائے گا اور جب اُس پر جمعہ واجب نہ ہو تو غسل بھی مستحب نہیں اور نیز غسل جمعہ نماز کے لیے سنت ہے نہ دن کے لیے' جیسا کہ ظاہر ہے کیونکہ اُس سے بدبو کا رفع کرنا مقصود ہے تاکہ حاضرین کو تکلیف نہ ہو' اس لیے اُس کے ساتھ مخصوص ہے جو جمعہ میں حاضر ہو اور عید کا غسل زینت کے لیے ہے اور غسل جمعہ کا وقت فجر سے ہے اور غسل عید کا وقت نصف شب ہے۔

چوتھا مسئلہ: بروایت صاحب حاوی' شرح مہذب میں ہے: جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو مسجد میں جتنے لوگ موجود ہیں ان کو کوئی نفل نماز (جس میں سنتیں بھی داخل ہیں)

شروع کرنا منع ہے اور اگر کوئی آخر خطبہ میں آئے اور اُسے اندیشہ ہو کہ اگر تحیۃ المسجد میں مشغول ہوں گا تو تکبیر تحریمہ فوت ہو جائے گی تو منتظر کھڑا رہے بلا تحیۃ المسجد کے نہ بیٹھے اور اگر ممکن ہو کہ تحیۃ المسجد پڑھنے کے بعد بھی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ مل جائے گی تو پڑھ لے (شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) اور امام کو مستحب ہے کہ خطبہ اتنا اور بڑھا دے کہ وہ نماز پڑھ لے کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ خدا بندہ کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

پانچواں مسئلہ: اگر کسی نے طلاق دینے کی یہ قسم کھائی کہ میں زید کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا، پھر جماعت کا امام مقرر ہو گیا تو کیا اس وجہ سے اُس سے نمازِ جمعہ ساقط ہو جائے گا جیسے کہ اگر کسی کی بی بی جھگڑے اور مخالفت پر آمادہ ہو جائے اور وہ اُس کو صلح اور موافقت کرنے کی ترغیب میں مشغول ہو تو اس وجہ سے جمعہ اُس پر سے ساقط ہو جاتا ہے (شاید یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی روایت ہو گی)۔ حضرت ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اللمعہ فی فضل الجمعہ میں بیان کیا ہے کہ اگر اُس کو خلع کر لینے ممکن ہو تو کر لے، ورنہ حاکم کے پاس نالش کر دے اور اُس سے درخواست کر دے کہ اُس کو نمازِ جمعہ کے ساتھ لزوم کا حکم دے تاکہ وہ حانث ہونے سے بچ جائے، پھر کہا ہے اور محتمل ہے کہ اُس کی تحریم اس خلاف پر ہو جیسا کہ اُس صورت میں ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ آج کے دن اپنی زوجہ سے ضرور صحبت کروں گا اور وہ حائضہ ہو گئی تو اس صورت میں اُس پر کچھ لازم نہیں اور دونوں مسئلوں میں وجہ جامع یہ ہے کہ جمعہ کا واجب کرنا بمنزلہ اکراہِ شرعی کے ہے یعنی وہ جمعہ اس کے پیچھے پڑھ لے اور حانث نہ ہو گا جیسے کہ حالت حیض میں صحبت کا حرام ہونا اکراہِ شرعی کے قائم مقام ہے یعنی اُس سے صحبت نہ کرے اور مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ جب اُسے کسی قریب کے شہر میں بھی جمعہ پڑھنا ممکن نہ ہو۔

چھٹا مسئلہ: جمعہ کے روز نمازِ صبح کی پہلی رکعت میں الٓمٓ السجدہ اور دوسری رکعت میں "ھل اتی" پڑھنا مستحب ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں انسان کی پیدائش اور قیامت کا ذکر ہے اور وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کو پیدا کیے گئے

تھے اور اسی روز قیامت قائم ہوگی اور اگر پہلی رکعت میں سوائے الٓمٓ السجدہ کے اور کوئی سورت پڑھے تو ان دونوں سورتوں کو دوسری رکعت میں پڑھ لے اور دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے طویل کرنے کی کراہت ان دونوں سورتوں کی فضیلت کا مقابلہ نہیں کر سکتی' جیسے کہ سورۂ جمعہ نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں اگر نہ پڑھی تو سورۂ منافقوں مع اس کے دوسری رکعت میں پڑھ لے اور ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' اور غاشیہ کا پڑھنا بھی جمعہ میں صحیح مذہب پر مسنون ہے اور احیاء میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ جمعہ میں نمازِ مغرب میں ''قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھتے تھے۔

ساتواں مسئلہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کی اذان سنے اور نہ آئے' پھر دوبارہ سنے اور نہ آئے' تو خدا اُس کے دل پر مہر کر دیتا ہے اور اس کا دل منافق کا سا دل بنا دیا جاتا ہے' ہاں! اگر کوئی گاؤں سے اذان سنے تو اس سے اُس پر جمعہ واجب نہیں (کیونکہ گاؤں والوں پر خود جمعہ واجب نہیں' اس لیے اُن کی اذان کا بھی اعتبار نہیں) اگر ایسی بستی سے اذان سُنائی دے' جس کے لوگوں پر جمعہ واجب ہو تو تمام اُس بستی کے لوگوں کو نمازِ جمعہ میں آنا واجب ہے اور اگر اہل خیمہ (خانہ بدوش لوگ) کسی مقام پر ٹھہر جائیں اور اُن میں سے کسی کو اذان سنائی دے تو اُن پر جمعہ واجب ہے اور اگر دو شہروں سے اذان سنائی ہو تو جہاں زیادہ جماعت ہوتی ہو وہی اولیٰ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک خدا نے اس دن میں اُس مہینہ میں اس سال میں تم پر جمعہ فرض کیا ہے' پس جو اُس کو خفیف (ہلکا) سمجھ کر چھوڑ دے تو سن لو! نہ اُس کی نماز ہے' سن لو! نہ اس کا روزہ ہے' سن لو! نہ اس کی زکوٰۃ ہے' سن لو! نہ اُس کا حج ہے' سن لو! خدا اُس کی پراگندگی کو جمع نہ کرے اور نہ اس کی عمر میں برکت دے' جو شخص توبہ کرتا ہے خدا اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص بلا عذر تین جمعہ ترک کر دے' اُس نے اسلام کو اپنے پس پشت پھینک دیا اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: جس کا جمعہ چھوٹ جائے اُسے چاہیے کہ ایک دینار یا نصف دینار خیرات کرے' اگر بلا عذر ایسا ہوا ہو۔

آٹھواں مسئلہ: جمعہ کی فرضیت کے وقت میں اختلاف ہوا ہے' بغوی رحمۃ اللہ علیہ

نے سورۂ اعراف میں بیان کیا ہے کہ مدینہ میں فرض ہوا ہے اور شرح مہذب میں ابو حامد سے مروی ہے کہ مکہ میں فرض ہوا ہے۔

نواں مسئلہ: بغوی اور قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہما نے کہا ہے: جس پر جمعہ واجب نہ ہو جیسے کہ غلام اور عورت' تو اس کا تحریمہ (اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھنا) صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ چالیس آزاد' عاقل' بالغ' مکلف' مقیم مرد تحریمہ نہ باندھ لیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چالیس کے بغیر بھی صحیح ہے کیونکہ جب دحیہ رضی اللہ عنہ مالِ تجارت لے کر آئے تھے تو صحابہ رضوان اللہ عنہم سوائے بارہ آدمیوں کے سب کے سب اِدھر اُدھر چل دیئے تھے' حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے کے کھڑے ہی رہ گئے اور وہ بارہ آدمی عشرہ مبشرہ کے لوگ اور جابر بن عبداللہ اور عمار بن یاسر ہیں (رضی اللہ عنہم)' پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر سب کے سب چلے جاتے تو اللہ تعالیٰ اُن پر سارے میدان میں آگ لگا دیتا' غلام اور مسافر اور عورت کا جمعہ بھی صحیح ہو جاتا ہے' اگرچہ صرف انہیں لوگوں کے ہونے سے منعقد نہیں ہوتا' جو شخص نشہ میں ہو اور جو مرتد ہو گیا' اُن دونوں پر بھی واجب ہے' اگرچہ اس حالت میں اُن سے صحیح نہیں اور نہ صرف اُن سے منعقد ہوتا ہے بلکہ ان پر قضاء اور اعادہ ضروری ہے کیونکہ جو نشہ میں ہو' اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور مرتد کا وضو مرتد ہونے سے نہیں ٹوٹتا جیسا کہ نماز کے بیان میں گزر چکا ہے اور مریض کا جمعہ بھی صحیح ہو جاتا ہے لیکن اُس پر واجب نہیں اور اُس کے ہوتے ہوئے انعقادِ جمعہ بھی صحیح ہے اور قاتل اور قاذف پر: جس کی معافی کی اُمید بھی ہو' جمعہ نہیں اور زانی پر واجب ہے اور جس عذر سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے' اس سے جمعہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب:

فضیلتِ زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ'' (۹:۶۰) فقیر اور مسکین کا فرق باب صدقہ میں آگے آتا ہے لیکن ان دونوں کی فضیلت میں جو فرق ہے' میں اُسے قدرے قلیل بیان کرتا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اکثر لوگ مجھے فقیر نظر پڑے اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں نظر پڑیں' اس کو بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے اور امام احمد کی روایت میں چند اسناد کے ساتھ یوں آیا ہے: پس میں نے اُس کے اکثر لوگ مال دار دیکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے پر دو مسلمانوں کی ملاقات ہوئی' ان دونوں میں سے دنیا میں ایک مسلمان مالدار تھا اور ایک مسلمان فقیر' فقیر جنت میں داخل کر دیا گیا اور مالدار کو جتنے عرصہ تک خدا نے چاہا روک لیا' اُس کے بعد جنت میں داخل کیا' پھر فقیر سے ملاقات ہوئی' اس نے پوچھا: بھائی صاحب! آپ کو کس شے نے روک رکھا تھا مجھے تو آپ کی نسبت خوف پیدا ہو گیا تھا؟ امیر نے جواب دیا: تمہارے بعد مجھ کو ایسے ناگوار اور سخت طریق سے روک لیا تھا کہ میں تمہارے پاس نہ پہنچ سکا جب تک میرے اتنا پسینہ نہ بہہ گیا کہ اگر ہزار اونٹ بھی آتے تو اس سے سیراب ہو کر واپس جاتے' اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے قوی اور عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور مناقب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا اور زیادہ بیان آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اے اللہ! مجھ کو مسکین بنا کر زندہ رکھئے! اور مسکین ہی وفات دیجئے اور قیامت میں مسکینوں ہی کے زمرہ میں اُٹھایئے! حضرت عائشہ نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ کیوں؟

آپ نے جواب دیا: اے عائشہ! اس لیے کہ یہ لوگ مال داروں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے' کسی کو نامراد نہ لوٹایا کر اگرچہ چھوارے کا ایک ٹکڑا ہی ہوا کرے' اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کر اور ان سے قرب رکھ' کیونکہ خدا تجھے قیامت میں اپنا قرب نصیب کرے گا' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: مسکینوں سے مراد متواضع لوگ ہیں۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: فقراء سے اغنیاء کے لیے خرابی ہے' وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! انہوں نے ہمارے حقوق میں جو ہمارے لیے آپ نے مقرر کیے تھے' ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: قسم اپنے عزت اور جلال کی! میں نے تمہیں اپنا قرب نصیب کیا ہے اور انہیں دور رکھوں گا۔

مسئلہ: اگر مستحق زکوٰۃ اُس کے لینے سے انکار کرے تو گنہگار ہوگا' بخلاف اُس شخص کے جس کے لیے نذر کی گئی ہو' اگر اس کے قبول کرنے سے انکار کرے تو گنہگار نہ ہوگا اور فرق یہ ہے کہ نذر کرنے والا خود اپنے اوپر ایک شے کو لازم کر لیتا ہے بخلاف مالدار کے کیونکہ اُس پر شارع نے زکوٰۃ واجب کی ہے اور اُس سے باز رہنے میں ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن کا معطل کرنا لازم آتا ہے' اس کی نظیر یہ ہے کہ رمضان میں مسافر کو افطار جائز ہے اور نذر روزہ کا افطار جائز نہیں۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے: ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں جو بے نماز رہ کر بالغ ہوا ہو' کیونکہ یہ سفیہ اور بے وقوف ہے' اس کا قبضہ کرنا صحیح نہیں بلکہ اُس کے لیے اس کا ولی قبضہ کرے' یہ اس وقت ہے جب زکوٰۃ کے دینے کے وقت تک بے نمازی ہی رہے اور اگر نمازی ہو کر بالغ ہوا تھا اور پھر بے نمازی ہو گیا اور تصرفات سے روک نہ دیا گیا' یعنی محجور نہ قرار دیا گیا تو اُسے دینا جائز ہے اور اس کا قبضہ بھی صحیح ہے۔

دو فائدے

پہلا فائدہ: بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے قول:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ط (۹:۳۴'۳۵)

جو لوگ سونا اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں صرف نہیں کرتے پس اُن کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجئے جس دن کہ دوزخ کی آگ میں وہ گرم کیے جائیں گے پھر اُن سے اُن کی پیشانیاں اور پسلیاں اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔

کے متعلق بیان کیا ہے کہ اور اعضاء کو چھوڑ کر خاص کر صرف انہیں اعضاء کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ سائل جب مالدار کے پاس آتا ہے تو پہلے اس کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے پھر جب وہ دوبارہ اُس سے مانگتا ہے تو وہ اپنا پہلو اس کی طرف سے پھیر لیتا ہے پھر جب تیسری بار اس سے مانگتا ہے تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: ظاہر آیت یہ ہے کہ وہ سارے مال سے داغے جائیں گے نہ صرف زکوٰۃ کی مقدار مال سے کیونکہ زکوٰۃ کا تعلق تمام سے ہوتا ہے۔

دوسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ کے قول "لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" میں مفرد کی ضمیر لانے کی یہ وجہ ہے (کہ ضمیر چاندی کی طرف راجع ہے) کیونکہ چاندی سونے سے زیادہ دستیاب ہوا کرتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول "وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا" (۶۲:۱۱) میں بھی فقط تجارت کی طرف ضمیر راجع ہے اس لیے کہ تجارت بہ نسبت لہو کے بکثرت ہے اور خدا تعالیٰ کے قول "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ" (۲:۴۵) میں بھی صلوٰۃ کی طرف ضمیر راجع ہے کیونکہ صلوٰۃ صوم سے زیادہ ہے جیسا کہ مجاہد کی تفسیر کے موافق صبر سے صوم مراد ہے اور بعض نے مفرد لانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے میں داخل ہیں۔

حکایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ایک شخص بہت مالدار تھا جب وہ مرا اور لوگوں نے اُس کی قبر کھودی تو اس میں ایک بہت بڑا اژدھا پایا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ اچھا دوسری قبر کھودو انہوں نے دوسری قبر کھودی تو

اس میں بھی اژدھا پایا یہاں تک کہ اسی طرح سات قبروں کی نوبت آئی' پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس کے گھر والوں سے اس کا حال دریافت کیا' انہوں نے کہا: وہ زکوٰۃ نہیں دیتا تھا' اس کے بعد آپ نے اُسی اژدھے کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

مؤلف کا بیان ہے کہ کعبہ کے گرد مجھ سے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کے پاس دو سو دینار امانت رکھے تھے' پھر اُس کا انتقال ہو گیا' اُس کا لڑکا امانت کی اشرفیاں مانگنے اُس کے پاس آیا' اُس نے دے دیں' لڑکے نے زیادہ کا دعویٰ کیا۔ اور دونوں مقدمہ حاکم کے پاس لے گئے' حاکم نے حکم دیا کہ اچھا اس میت کی قبر کھدوائیں' اُس میں اُس پر آگ کے دو سو داغ دیکھے' حاکم نے کہا: جتنے دینار ودیعت رکھائے تھے اُتنے ہی داغ ہیں' اگر زیادہ ہوتے تو اُتنے ہی زیادہ داغ ہوتے کیونکہ وہ زکوٰۃ نہ دیتا تھا اور یہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی سابقہ روایت کی مؤید ہے۔ بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جب خدا کسی بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو جنت کے خازن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس کے پاس بھیج دیتا ہے' وہ اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا ہے' پس زکوٰۃ دینے پر اُس کا جی آمادہ ہو جاتا ہے۔

حکایت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص ثعلبہ نامی تھا' اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے فقر کی شکایت کی' آپ نے اُس کے لیے کچھ مال جمع کر کے برکت کی دعا فرمائی' اُس کا مال بکثرت ہو گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے زکوٰۃ طلب کی' اُس نے جواب دیا کہ جزیہ تو یہود اور نصاریٰ سے لیا جاتا ہے نہ کہ قریش سے' آپ نے دوبارہ زکوٰۃ طلب کی وہ پھر منکر ہوا لیکن اُس نے آپ کے پاس کچھ کمزور بکریاں بھیج دیں' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! بے شک خدا نے اس کے دل سے ایمان نکال لیا ہے اور اس کو لباسِ کفر پہنا دیا ہے' چنانچہ "وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ" (۹:۷۵) سے اُس کی طرف اشارہ ہے' اس کو رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثعلبہ کے غیر کی نسبت روایت کیا ہے' پھر وہ زکوٰۃ لے کر آیا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے قبول نہیں فرمایا' پس اگر کہا جائے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جائز ہوا کہ آپ اُس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائیں حالانکہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا' چنانچہ ارشادِ ایزدی ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ۔

اُن کے مالوں سے زکوٰۃ لیجئے۔

رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس کی زکوٰۃ لینے سے منع فرما دیا ہوتا کہ اور لوگ زکوٰۃ دینے سے باز نہ رہا کریں اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ریا کے طریقہ سے لایا ہو۔

(مسائل زکوٰۃ سے مفصل آگاہی کے لئے کتب فقہ بہار شریعت اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔) مصحح

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو مگر اس کا مال قیامت میں آگ کا اژدھا بن کر آئے گا' پھر اس سے اُس کی پیشانی اور پسلی اور پیٹھ ایسے دنوں میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی' داغی جائے گی۔

حدیث میں مذکور ہے کہ اونٹ اور گائے اور بکری کی جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو وہ سب اپنے سینگوں سے اُسے ماریں گی اور اپنے کُھروں سے اُسے روندیں گی' جب آخر جانور اُس پر سے گزر چکے گا تو پہلا جانور پھر لوٹایا جائے گا' ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مانع زکوٰۃ قیامت میں دوزخ میں ہوگا' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خشکی اور تری میں کوئی مال تلف نہیں ہوتا مگر زکوٰۃ نہ دینے کے باعث۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

لطیفہ: کافر سے جزیہ لینے کے باعث سے اس کی جان و مال (سے تعرض کرنا) حرام ہو جاتا ہے' ایسے ہی مسلمان کا خون اور گوشت آخرت میں دوزخ پر حرام ہو جاتا ہے' اگر وہ خوشی دل سے زکوٰۃ نکالتا ہے۔

باب:

اعضاء کی زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (۱۷:۳۶)

بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کلام کا ضرر جو کان میں پڑتا ہے' کھانے کے ضرر سے جو پیٹ میں پڑتا ہے' زیادہ شدید ہوتا ہے کیونکہ انسان غذا کے فضلہ کو تو بذریعہ قضائے حاجت کے دفع کر دیتا ہے اور کلام تمام عمر باقی رہتا ہے اور سننے والا بھی کہنے والے کا شریک ہے اور حدیث میں ہے: جو شخص کسی قوم کی بات سنے اور وہ ناپسند کرتے ہوں تو اُس کے دونوں کانوں میں سیسہ پلایا جائے گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: قیامت میں ہر آنکھ روتی ہوگی سوائے اس آنکھ کے جس سے خوف خدا سے مکھی کے سر کے برابر بھی نکلا ہو اور سوائے اُس آنکھ کے جو خوف خدا سے روئی ہو اور سوائے اُس آنکھ کے جو خدا کے محارم سے باز رہی ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی صبح ایسی نہیں ہوتی کہ جس میں دو فرشتے یہ نہ پکارتے ہوں کہ مردوں کے لیے عورتوں سے تباہی ہے اور عورتوں کے لیے مردوں سے تباہی ہے۔

موعظت: جب حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کے کسی ساتھی نے اُن کو خواب میں دیکھا کہ اُن کا چہرہ چاند کی طرح ہے اور اس میں ایک سیاہ نکتہ ہے' اُن سے اُس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک لڑکے کو ایک نظر دیکھ لیا تھا' پس میں آگ پر پیش کیا گیا اور اُس کا اثر مجھے پہنچ گیا اور کہا گیا کہ اے حبیب! یہ لپٹ ایک نگاہ کی وجہ سے

ہے' اگر تم زیادہ کرتے تو ہم بھی بڑھاتے۔

حکایت: کسی مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں نے طواف میں ایک شخص کو دیکھا کہ یہ کہتا جاتا تھا: ''اللّٰھم اعوذ بك من سھم عائر'' (اے اللہ! میں اچانک تیر سے تیری پناہ مانگتا ہوں) میں نے اُس سے اس کا سبب پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ میں طواف کر رہا تھا' اتفاق سے میری آنکھ ایک خوبصورت لڑکے پر پڑ گئی اور میں اُسے دیکھتا گیا' اُسی دم میرے ہوا سے ایک تیر آ کر لگا' میں نے اُسے اپنی آنکھ سے نکال کر دیکھا تو اُس پر لکھا تھا کہ تو نے حرام کی طرف بنظرِ عبرت نظر کی تھی' پس ہم نے تیرا دب تیرے مار دیا' اگر تو بنظر شہوت دیکھتا تو تیرے دل پر ہم تیرِ فراق مارتے یہاں تک کہ تو ہماری معرفت سے بے بہرہ اور ناواقف ہو جاتا۔

مسئلہ: خوبصورت مرد لڑکے کی طرف بنظر شہوت وغیرہ دیکھنا حرام ہے اور مرد پر حرام ہے کہ اپنی ماں یا بہن یا پھوپھی کی طرف مثلاً بنظر شہوت دیکھے' یہاں تک کہ ایسی لونڈی کی طرف بھی قبل استبراء بنظر شہوت دیکھنا حرام ہے' استبراء ایک حیض کامل یا ایک ماہ ہے' اگر وہ حائضہ نہ ہوتی ہو سوائے اس صورت کے کہ وہ گرفتار ہو کر آئی ہو تو اس کی طرف نظر کرنا جائز ہے' اس سے صحبت کرنا بغیر استبراء کے حرام ہے۔ واللہ اعلم۔

لطیفہ: حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنی نگاہ کو محفوظ رکھا تو بلا سے بچے رہے اور زلیخا نے جب نظر ڈالی تو بلا میں پھنس گئی اور حضرت آدم علیہ السلام نے شجر کی طرف نظر کی تو جنت سے اُترنا پڑا اور قابیل نے جب ہابیل کی بہن کی طرف نظر کی تو عذاب میں مبتلا ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے لڑکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف نظر کی تو اُن کے ذبح کا حکم ہوا' چنانچہ اسی وجہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ۔

اور اپنی نظر اس شئی کی طرف ہرگز نہ بڑھایئے جس کے ساتھ ان کے جوڑے جوڑے کو ہم نے متمتع ہونے دیا ہے۔

حکایت: انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ایک بار عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور راستہ میں بلا قصد ایک عورت پر میری نظر پڑ گئی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ بعض لوگ آتے ہیں اور زنا کے آثار اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان معلوم ہوتے ہیں' میں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ لیکن فراست صادقہ ہے' پس اگر کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مؤمن کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے' پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فراست میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اولیٰ تھے' جواب یہ ہے کہ بلا کے کامل کرنے کے لیے خداوند تعالیٰ اولیاء پر ابوابِ فراست کو بعض وقت بند کر دیا کرتا ہے۔

مسئلہ: بالغ یا مراہق یعنی جو شخص قریب بلوغ ہو جب کسی موکھے یا سوراخ سے اجنبی عورت کو یا محرم کو ننگا دیکھے یا کسی شخص کی طرف جس کا ستر کھلا ہو قصداً نظر کرے اور وہ اُس کو کنکری سے مارے اور اُس کی آنکھ پھوٹ جائے یا وہ مر جائے تو ہدر (کسی کے خون کو مباح قرار دینا) ہے' بشرطیکہ اُس گھر میں اُس کی بی بی یا کوئی محرم نہ ہو اور اُس کا یہ کہنا کہ میں نے قصداً نہ دیکھا تھا' مقبول نہ ہوگا' اگر کسی کھلے ہوئے دروازے سے یا چوڑے موکھے سے دیکھا تو اُس کو کنکری مارنا جائز نہیں جیسے کہ کوئی مسجد میں ستر کھولے ہوئے ہو اور اگر اس نے اپنے دروازے بند کر لیے تو دیکھنے والے کو کنکری مارنا جائز نہیں' مؤذن اگر قصداً دیکھے تو اُسی کنکریوں سے مارنا جائز ہے' بخلاف اندھے کے اگر چہ دروازہ کی دراڑ کے مقابل اپنی آنکھ رکھے' تب بھی اُس کو مارنا جائز نہیں' اگر چہ اس کا اندھا ہونا معلوم نہ ہو اور اگر مارے گا تو ضمان دینا پڑے گا۔

لطیفہ: ایک شخص جامع مسجد میں داخل ہوا اور اُس میں دو امام موجود تھے۔ شافعی اور احمد' شافعی رحمۃ اللہ علیہما نے کہا کہ میں فراست سے دریافت کرتا ہوں کہ یہ شخص بڑھئی ہے' اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں فراست سے کہتا ہوں کہ یہ لوہار ہے' جب وہ نماز پڑھ چکا تو اُس کا پیشہ اُس سے دریافت کیا' اُس نے جواب دیا کہ میں گزشتہ سال تو بڑھئی کا کام کرتا تھا اور اس سال لوہاری کرتا ہوں۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی

فراست زیادہ بڑھی ہوئی ہے کیونکہ بڑھئی کا پیشہ کرتے اُسے مدت ہو چکی تھی اور اُس کے آثار مخفی تھے بخلاف لوہار کے کیونکہ یہ کام اکثر معلوم ہو جاتا ہے۔

حکایت: احیاء میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں پتھر رکھ لیا کرتے تھے اور اس طرح اپنے آپ کو کلام سے روکے رہتے تھے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ اسی نے مجھ کو بکثرت گھاٹوں پر جا اُتارا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں' طول قید کی کوئی شے زبان سے زیادہ محتاج نہیں ہے اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ زبان کے خطرناک ہونے کی ایک یہی علامت ہے کہ خدا نے اُس کو دو دروازوں کے اندر بند کیا' ایک دانت دوسرے دو ہونٹ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ابن آدم کی سب سے زیادہ خطائیں اس کی زبان میں ہیں اور جس نے اپنی زبان کو روکا' خدا اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا اُس پر رحم کرے جس نے اچھی بات کہی' پس اُس نے غنیمت حاصل کی یا خاموشی اختیار کی' پس سلامتی میں رہا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کا کلام زیادہ ہوا اُس کی چوک زیادہ ہوئی اور جس کی چوک زیادہ ہوئی اس کے گناہ زیادہ ہوئے اور جس کے گناہ زیادہ ہوئے وہ آگ کے زیادہ لائق ہوا' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے: عبادت کے دس جز ہیں' اُن میں سے نو خاموشی میں ہیں اور ایک لوگوں سے بھاگنے میں ہے۔ لقمان علیہ السلام سے کہا گیا: بکری ذبح کر کے جو سب سے عمدہ شی ہو' ہم کو کھلاؤ' وہ دل اور زبان لے آئے' پھر کہا گیا: اب ذبح کر کے سب سے بُری شی کھلاؤ' پھر بھی وہ دل اور زبان لے آئے' اس کا سبب ان سے پوچھا گیا تو بیان کیا کہ بدن میں دو لوتھڑے ہیں' اگر وہ دونوں بُرے ہو جائیں تو بدن بدتر ہو جاتا ہے اور اگر پاکیزہ بن جائیں تو بدن پاکیزہ تر ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی قسم کھائے کہ میں گوشت نہ کھاؤں گا پھر زبان کھالے تو حانث ہو جائے گا مگر دل یا اوجھڑی یا کلیجی یا تلی یا آنکھ یا آنتیں یا خون یا مچھلی یا مردار کھالے تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ حرام نہ کھاؤں گا اور مردار کھالیا تو حانث ہو جائے گا' اگر مضطر ہو کر

کھایا ہو اس کو علائی نے اپنے قواعد میں فتاویٰ قاضی حسین سے نقل کر کے لکھا ہے' منہاج میں ہے کہ چکی اور کوہان نہ گوشت ہیں نہ شحم' یعنی جس نے گوشت یا شحم نہ کھانے کی قسم کھائی ہو وہ ان کے کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بے ذکر اللہ کے زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ بے ذکر اللہ کے زیادہ باتیں کرنا دل میں سختی و قساوت (کا باعث) ہے اور بے شک لوگوں میں خدا سے سب سے زیادہ دور قلب قاصی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: اے رب! آپ کے عرش کے گرد کی جماعت کے کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا: اے داؤد! جو اپنی نظروں کو پست کرنے والے' صاف دل اور درست ہاتھ والے لوگ ہیں' وہ میری جماعت کے اور میرے عرش کے گرد رہنے والے ہیں۔

فائدہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو چاہے کہ خدا اُس کا دل روشن کر دے اُسے چاہیے کہ لایعنی گفتگو چھوڑ دے اور یہ بھی کہا ہے کہ تین چیزوں سے عقل بڑھتی ہے: علماء کی ہم نشینی کرنی اور صلحاء کی ہم نشینی کرنی اور لایعنی گفتگو کے ترک کرنے سے۔ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: لایعنی گفتگو کرنا خدا کی جانب سے خذلان (بے یار و مددگار رہنا) کا باعث ہے۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: جب تو اپنے دل میں قساوت اور روزی میں حرمان دیکھے تو سمجھ لے کہ تجھ سے کچھ لایعنی باتیں ہوتی ہیں۔ بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: لوگوں میں زیادہ تر گنہگار زیادہ تر لایعنی گفتگو کرنے والا ہے' میں نے فردوس العالمین میں دیکھا ہے: تقویٰ کے ہزار حصہ میں سب سے آسان لایعنی باتوں کا چھوڑنا ہے' میں نے حادی القلوب الطاہرہ میں دیکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کسی عفریت کو کہیں بھیجا اور اُس نے آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھایا اور اُسے خوب ہلایا' حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے اُس کا سبب دریافت کیا' اُس نے جواب دیا کہ مجھے فرشتوں سے تعجب ہوا کہ جو لوگوں کے سروں پر ہیں اور کیسے جلدی جلدی لکھ رہے ہیں اور اُن لوگوں سے تعجب ہوا جو اُن کے پیچھے ہیں اور کیسی جلدی جلدی تھکائے ڈالتے ہیں یعنی فرشتوں کو اتنی مہلت بھی نہیں

دیتے کہ اُن کی باتیں لکھ لیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہے: اگر کلام چاندی کا ہوتا ہو تو خاموشی سونے کی ہے اور کسی کہنے والے نے کیا اچھا کہا ہے:

وکم ساکت نال المنی بسکوتہٖ   وکم ناطقٍ یجنی علیہ لسانہٗ

بہتیرے خاموش رہنے والوں کو خاموشی کی بدولت مرادیں مل گئی ہیں اور بہتیرے بولنے والے اپنی زبان کی بدولت گنہگار ٹھہرے ہیں۔

لطیفہ: قطا ایک پرندہ جو یہ چلایا کرتا ہے: ''مَنْ سَکَتَ سَلِمَ'' (جس نے خاموشی اختیار کی سالم رہا)' اس کا گوشت کھانا استسقا اور ضعف جگر کا نافع ہے' لیکن مشکل سے ہضم ہوتا ہے اور سودا پیدا کرتا ہے اور اس کو سرکہ میں پکایا جائے اور میٹھا تیل لگایا جائے تو اُس کا ضرر جاتا رہتا ہے اور اگر اُس کی ہڈیاں جلا کر باریک پیس لی جائیں اور مکھن میں ملا کر گنجے کے لگائی جائیں تو خدا کے حکم سے اس کے بال نکل آئیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! سب سے بہتر کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز وقت پر پڑھنا' پھر عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! پھر کیا؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ تمہاری زبان سے بچے رہیں' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: خدا کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ وہ خاموش رہے' آپ نے فرمایا: زبان کی حفاظت کرنا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: آدمی کی ہر بات اُس کے لیے نافع نہیں ہے سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا ذکر اللہ کے۔

مسئلہ: کسی نے کہا کہ اگر میں تیری طلاق سے چپ رہوں تو تجھ پر طلاق ہے اور اس کو اس وقت طلاق نہ دی تو فوراً طلاق پڑ جائے گی اور اگر طلاق دے دی پھر چپ ہو گیا تو دوسری اور طلاق پڑ جائے گی اور اس کی قسم جاتی رہے گی' اس کو روضہ میں ذکر کیا ہے۔

حکایت: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یوم اُحد میں ایک مسلمان جوان شہید ہوا' اُس کی ماں کہنے لگی: اُس کو جنت مبارک ہو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید وہ لایعنی گفتگو کیا کرتا تھا۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کہا ہے: جو جھوٹ

بہت بولتا ہے اُس کا جمال جاتا رہتا ہے اور جس کا جمال چلا جاتا ہے وہ بدخلق ہو جاتا ہے اور جو بدخلق ہو جاتا ہے اپنے نفس کو عذاب میں ڈالتا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک سب سے بڑی خطاء کار جھوٹی زبان ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے اس فعل کی بدبو سے فرشتہ اس سے ایک میل کے فاصلہ پر چلا جاتا ہے۔ روضہ میں ہے: میل چار ہزار قدم رکھنے کی مسافت کے برابر ہے اور ایک قدم رکھنے کی مسافت تین قسم کے برابر ہوتی ہے۔ اور ابن رفعہ نے کہا ہے کہ کجاوہ کسے ہوئے اونٹ کے قدم سے چار ہزار قدم کے برابر۔ اور شرح مہذب میں ہے کہ میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور ایک ہاتھ چوبیس معتدل انگلیوں کے برابر ہوتا ہے اگر عرض میں ملائی جائیں اور ہاتھ سے آدمی کا ہاتھ مراد ہے اور وہ دو بالشت کا ہوتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ابن آدم کا ہر جھوٹ لکھا جاتا ہے سوائے اُس صورت کے کہ کوئی شخص دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے بولے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو لوگوں میں صلح کراتا ہے خدا اُس کے کام درست کراتا ہے اور اُس کو ہر کلمہ کے عوض ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور وہ اپنے تمام پچھلے گناہوں سے بخشا بخشایا ہوا لوٹ کر آتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اے ابو ایوب! کیا میں تمہیں ایسا صدقہ نہ بتلا دوں جو خدا اور رسول کو پسند ہے! انہوں نے عرض کیا: ضرور بتلائیے! آپ نے فرمایا: لوگوں میں صلح کرایا کرو جب اُن میں عداوت اور فساد پڑ جایا کرے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جھوٹ بولنے سے روزی کم ہوتی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بیعت لیتے وقت فرمایا ہے کہ بہتان نہ باندھا کرو جو تمہارے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان کی افتراء پردازی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے کہ بہتان جھوٹ کو کہتے ہیں اور یہاں ہاتھ پیروں کے درمیان کہنے کی یہ وجہ ہے کہ بہتان دل سے پیدا ہوا کرتا ہے اور وہ بائیں پسلی کی طرف ہاتھوں اور پیروں کے درمیان واقع ہے۔

لطیفہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کفار میں سے ایک شخص نکل کر آیا' آپ نے

فرمایا کہ شرط یہ ہے کہ تیرا کوئی ساتھی تیری مدد نہ کرے' کافر نے کہا: اچھا! پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نکل کر اُس کی طرف چلے اور اُس سے آپ نے کہا: کیا یہ شرط ٹھہر چکی ہے کہ تیرا کوئی ساتھی تیری مدد نہ کرے گا! اس پر کافر نے پھر کر دیکھا تا کہ انہیں منع کرے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ مارا اور اُسے قتل کر ڈالا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان کے پاس ایک سُرمہ' ایک سفوف اور ایک چٹنی ہوتی ہے' اُس کی چٹنی جھوٹ ہے اور اس کا سفوف غصہ ہے اور اس کا سرمہ نیند ہے۔ حضرت ابو یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: انسان میں خدا کے نزدیک زبان سے زیادہ پسندیدہ کوئی ظاہری عضو نہیں' اسی لیے اس کو توحید سے گویا کیا ہے' پس لازم ہے کہ اُس کو جھوٹی بات سے منزہ رکھے۔

سچائی اور جھوٹ' اچھا اور بُرا خواب

فائدہ: رسالہ قشیریہ میں ہے: راستی دین کا ستون ہے اور اسی سے اس کا کمال ہے اور اسی میں اُس کا انتظام ہے اور وہ نبوت کا دوسرا درجہ ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: راستی کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ وہ نیکوکاری کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ وہ بدکاری کے ساتھ ہے اور وہ دونوں دوزخ میں ہیں۔ اور دوسری حدیث میں ہے: اپنے اوپر راستی کو لازم کر لو کیونکہ وہ نیکوکاری کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکوکاری جنت کی طرف رہنما ہے اور آدمی ہمیشہ راست گو رہتا ہے اور راستی کی فکر میں لگا رہتا ہے' یہاں تک کہ خدا کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور بندہ ہمیشہ دروغ گو رہتا ہے اور دروغ گوئی کی فکر میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔ میں نے نووی رحمۃ اللہ علیہ کی بستان العارفین میں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دیکھی ہے کہ راستی تلوار ہے وہ کسی شے پر نہیں رکھی جاتی جسے کاٹ نہ ڈالتی ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: قسم ان کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آدمی مچھر کے برابر چیز پر بھی قسم نہیں کھاتا مگر وہ قیامت میں اُس کے دل میں داغ بن جائے گی اور جھوٹی قسم کا حکم اور اس کے کفارہ کا بیان باب توبہ میں آگے آتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب کوئی ایسا خواب دیکھے جو اُسے پسند ہو تو وہ خدا کی طرف سے ہے'

چاہیے کہ اُس پر خدا کا شکر کرے اور جو کچھ دیکھا ہوا سے بیان کرے اور جب ایسی شے دیکھے جو اُسے ناگوار ہو تو وہ شیطان سے ہے' پس چاہیے کہ اُس کے شر سے خدا کی پناہ مانگے اور کسی سے ذکر نہ کرے تو وہ اُسے ضرر نہ کرے گا' اور ترمذی نے کہا ہے: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور مسلم میں ہے کہ شیطان سے تین بار خدا کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر تھا اُسے بدل لے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تم میں سے زیادہ سچ بولنے والا زیادہ سچے خواب دیکھتا ہے' اس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

لطیفہ: ذہبی نے طب نبوی میں بیان کیا ہے: چاول کے کھانے سے اچھے خواب نظر آتے ہیں اور قولا[1] کا خاصہ اس کے برخلاف ہے' جو شخص اپنے بچھونے پر خُرفہ (ایک قسم کا ساگ ہے) بچھا کر سوئے تو ناگوار خواب نہ نظر آئیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرفہ کے حق میں فرمایا ہے: خدا تجھے برکت دے! جہاں چاہے اُگ۔

حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام کی ساٹھ عورتیں تھیں اور بعض نے اس سے بھی زیادہ بتلائی ہیں' چنانچہ ایک رات سب عورتوں کے پاس گئے تا کہ ہر ایک کے لڑکا ہو' پس آپ کے ایک لڑکا ہوا جس کا ایک ہاتھ' ایک پیر اور ایک آنکھ تھی' آپ پر یہ نہایت شاق ہوا' آپ کے وزیر آصف نے آپ سے کہا: آیئے! ہم آپ اور ایک اُم ولد جمع ہو کر بیٹھیں اور ہر شخص اپنا سچ سچ کچھ حال بیان کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں مشرق و مغرب کا مالک ہوں اور باوجود اس کے مجھے ہدیہ محبوب ہے' آصف نے کہا کہ میں کہتا تو یہ ہوں کہ مجھے وزارت نہیں چاہیے حالانکہ میرا دل اسی کو پسند کرتا ہے' اُس عورت نے کہا: اے سلیمان! اگر آپ کی سیاہ ڈاڑھی کے ساتھ میں فقیر ہوتی تو اس سے بہتر ہوتا کہ ملک کے ساتھ سفید ڈاڑھی ہو' پھر سب نے مل کر دعا کی' خدا نے سچ کی برکت سے لڑکے کو کامل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے خدا کی اطاعت کی' وہ اس کی یاد میں لگا رہا اگرچہ اس کی نماز' روزہ اور تلاوت قرآن کم ہو' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

---

1. قولہ قول' بعض کا قول ہے کہ باقلا کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دوسری شے ہے' مثل چنے کے' بعض کہتے ہیں کہ چنے کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

حکایت: میں نے سورۂ براءۃ کی تفسیر رازی میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں لیکن مجھے زنا' شراب' چوری اور جھوٹ محبوب ہے اور میں ان سب کو چھوڑ نہیں سکتا ہوں پس مجھے کسی ایک خصلت کے چھوڑ دینے کا حکم کیجیے! آپ نے فرمایا: جھوٹ چھوڑ دے' چنانچہ اُس نے چھوڑ دیا' پھر اُس نے زنا کا ارادہ کیا اور جی میں کہنے لگا کہ اگر مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے پس اگر میں اقرار کروں گا تو مجھے حد کے کوڑے لگائیں گے اور اگر انکار کروں تو میں بدعہد بنوں گا' ایسے ہی شراب اور چوری کے متعلق قصہ پیش آیا' پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! سچ کی بدولت آپ نے مجھ پر سارے گناہوں کا دروازہ بند کر دیا۔

لطیفہ: بخاری ایک شخص سے حدیث طلب کرنے کے لیے نکلے' اُسے دیکھا کہ اُس کا گھوڑا بھاگ گیا تھا اور وہ اپنی چادر سے گھوڑے کی طرف اشارہ کرتا تھا' گویا اُس میں جَو ہیں' چنانچہ وہ گھوڑا آ گیا اور اُس نے اُسے پکڑ کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس جَو تھے؟ اُس نے کہا: نہیں! لیکن میں نے اُسے دھوکا دیا تھا' بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں ایسے شخص سے حدیث نہیں لیتا جو جانوروں سے جھوٹ بولتا ہے۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس علم نحو سیکھنے بیٹھے' اُس نے کہا: کہو: زید نے عمرو کو مارا۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کیا فی الواقع زید نے عمرو کو مارا تھا؟ اُس نے جواب دیا: نہیں۔ یہ تو ایک مثال ہے' شبلی رحمۃ اللہ علیہ بولے: جس علم کے شروع میں جھوٹ ہو' میں اُسے نہیں سیکھتا۔

لطیفہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے: گناہ سوائے سات اعضاء کے اور سے نہیں ہوتا' وہ یہ ہیں: دو کان' دو آنکھ' زبان' دو ہاتھ' پیٹ' شرمگاہ اور دو پیر اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں بھی سات کلمے ہیں' پس ہر کلمہ ایک ایک عضو کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے اور خدا کے فضل سے دوزخ کا ایک دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور قاضی ابوالطیب سے کہا گیا: آپ کا سن بہت زیادہ

ہو گیا لیکن آپ کے اعضاء میں ابھی تک کچھ تغیر نہیں آیا' انہوں نے جواب دیا: میں اُن کی بچپن سے حفاظت کرتا ہوں' پس خدا نے اُن کو بڑھاپے میں بھی محفوظ رکھا۔

حکایت: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: میں نے اپنے کام کی بنیاد صدق پر رکھی اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ میں اپنے وطن سے طلب علم میں بغداد کی طرف روانہ ہوا' میری ماں نے مجھے چالیس دینار دیئے اور مجھ سے صدق کا عہد لے لیا' پھر جب ہم لوگ سرزمین ہمدان میں پہنچے' ڈاکو' لٹیرے ہمارے پاس آئے اور انہوں نے قافلہ کو آ لیا' ان میں سے ایک میرے پاس سے گزرا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہہ دیا: چالیس دینار' وہ سمجھا کہ میں تمسخر کرتا ہوں' مجھے چھوڑ کر چل دیا' دوسرے نے دیکھ کر مجھ سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے پھر کہہ دیا کہ چالیس دینار' وہ مجھ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گیا' اُس نے بھی مجھ سے دریافت کیا میں نے صاف صاف بتلایا' اُس نے پوچھا کہ سچ پر تجھے کس شے نے آمادہ کر دیا؟ میں نے جواب دیا کہ میری ماں نے مجھ سے سچ بولنے کا عہد لے لیا تھا' اس لیے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں اُس کی عہد شکنی مجھ سے نہ ہو جائے' اس کو سن کر وہ چیخ اُٹھا اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور کہنے لگا: تو تو اپنی ماں کی عہد شکنی سے ڈرے اور مجھے خدا کی عہد شکنی سے خوف نہ آئے' پھر اُس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ قافلہ والوں سے جو کچھ لیا ہو' لوٹا دو اور کہنے لگا: میں خدا کے واسطے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں' اُس کے ساتھ والے کہنے لگے کہ ڈاکہ زنی میں تو ہمارا سردار تھا' آج توبہ کرنے میں بھی تو ہمارا سردار ہے' یہ کہہ کر سچ کی برکت سے سب کے سب تائب ہو گئے۔

باب:
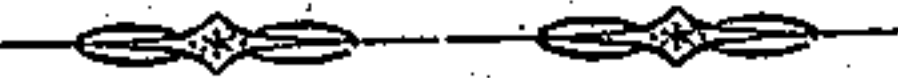
کبر کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ (۸۳:۲۸)

اس دارِ آخرت کو ہم ان لوگوں کیلئے کریں گے جو زمین میں بلندی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے، یعنی تکبر نہیں کرتے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، یعنی جنت میں تکبر اپنے صاحب کے ساتھ داخل نہ ہوگا بلکہ میدانِ قیامت ہی میں ان ہولناک اُمور اور توبیخ کی وجہ سے جو بندہ کو اُس روز پیش آئیں گے سارا غرور و تکبر نکل جائے گا جب کہ متکبرین اور متجبرین جہنم کے سزاوار ہوں گے۔ متکبر اسے کہتے ہیں جو وصف اس میں نہ ہو اُس پر اپنے کو بڑا سمجھے اور متجبر وہ ہے جس کے پاس تک رسائی نہ ہو سکے اور جنت کے بیچارے کمزور اور ضعیف لوگ مستحق ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے حول و قوت سے بَری ہو کر خداوندی حول و قوت کا سہارا ڈھونڈیں، ایک بار ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی ہیبت کے مارے تھرتھرانے لگا، آپ نے فرمایا: ذرا سہولت اختیار کرو (اور جی سنبھالو)، میں تو ایسی ماں کا بیٹا ہوں جو عام سادہ سا گوشت کھایا کرتی تھی۔ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے آداب الدنیا والدین میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے کہنے سے یہ چاہا تھا کہ کبر کا مادہ اور خود بینی کے ذرائع قطع ہو جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بے شک خود بینی نیکیوں کو

ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

موعظت: ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر کے اپنے تخت پر بیٹھ کر ہوا میں اُڑے اوران کے جی کو یہ نہایت پسند ہوا' اس وقت تخت زور سے متحرک ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: سید ھارہ! اس نے کہا: یہاں تک کہ آپ بھی استقامت پر رہیں' آپ کا تخت سونے کا تھا اور حریر سے ایک فرسخ کی لمبائی چوڑائی میں' جنوں نے اُس کو بنایا تھا اور اُس پر تین ہزار سونے چاندی کی کُرسیاں بچھتی تھیں' پھر آپ کے ساتھ سونے کی کرسیوں پر نبی اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے تھے۔

حکایت: ایک بار شیخ القدوۃ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس حال میں کہ وہ کرسی پر بیٹھے کلام کر رہے تھے کہ میں اولیاء کے درمیان میں ایسا ہوں جیسے پرندوں کے درمیان میں کرکی اور اس کی گردن بڑی لمبی ہوتی ہے' اتنے میں ایک آدمی اُچھل کر آ پہنچا اور کہنے لگا: آؤ! ہماری تمہاری کُشتی ہو جائے۔ شیخ نے اُس پر ایک نگاہ کی پھر سر جھکا لیا' اُس کے بعد کہنے لگے: میں نے اُس شخص کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس شخص کے ہر ہر بال پر عنایت خداوندی کے ڈھیر ہیں۔ ہمدانی نے کتاب السبعیات میں بیان کیا ہے کہ خدا نے انسان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار بال پیدا کیے ہیں۔ اس کے بعد شیخ نے اس شخص سے پوچھا کہ آپ کا وطن کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا: بغداد ہے' میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے اصحاب میں سے ہوں۔ شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں سوائے زمین کے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہیں ذکر نہیں سنتا ہوں' میں چالیس برس تک بابِ قدرت پر رہا ہوں' میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو نہ اندر جاتے دیکھا نہ باہر آتے۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اِس وقت اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہے تھے' کہنے لگے: اے فلاں' اے فلاں! تم طفسونج میں جا کر شیخ عبدالرحمٰن سے کہو کہ شیخ عبدالقادر آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: آپ ابھی دروازہ پر ہیں اور وہ حضوری میں موجود ہیں اور جو دروازہ پر ہوتا ہے اُسے حضوری میں رہنے والا نظر نہیں آیا کرتا' اور اس کی علامت یہ ہے کہ آپ کا خلعت نیا سفید رنگ کا ہوتا ہے' جس پر "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" منقوش ہوتا ہے جس کو میں نے آپ

کے لیے بارہ ہزار ولیوں کی شہادت سے اپنے ہاتھ سے نکالا ہے' جب وہ دونوں شخص گئے تو انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے اصحاب کو راستہ میں پایا' اُن کو لوٹا لے گئے' پھر جب شیخ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچے' اُن سے دونوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو سلام کہتے ہیں اور اس کے بعد فلاں فلاں پیغام کہتے ہیں' انہوں نے جواب دیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سچ فرماتے ہیں۔

حکایت: بسطام کے اکابر میں سے بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آئے اور اُن سے کہا کہ اے میرے سردار! میں تیس برس سے عبادت میں مشقت اٹھا رہا ہوں لیکن مجھے اس کا کچھ ثمرہ نہیں ملا' انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم تین سو برس تک بھی مشقت کرتے رہو گے تب بھی کچھ ثمرہ نہ پاؤ گے' انہوں نے پوچھا: کیوں؟ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا: اس لیے کہ تم اپنے نفس سے خود محجوب ہو رہے ہو' انہوں نے کہا: پھر اس کی کچھ دوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! حجام کے پاس جاؤ اور ڈاڑھی منڈا کر ایک عبا پہن لو اور اپنے گلے میں ایک اخروٹ کا تھیلا لٹکا لو اور بسطام کے کوچوں میں گشت لگاتے پھر و اور لڑکوں سے کہو: جو میرے ایک چپت لگائے گا میں اُسے اخروٹ دوں گا' انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے تو نہیں ہو سکتا' انہوں نے کہا: سچ کہتے ہو! اے فقیہ طامع! جو باتیں بنانے پر قانع ہے' اگر تجھے یہ خدشہ گزرے کہ ڈاڑھی منڈانے سے تو شارع نے منع کیا ہے' پھر ولی خاشع اس کا کیونکر حکم کر سکتا ہے تو اُس کا جواب آسان ہے' اگر تو سنے' وہ یہ ہے کہ گھبرائے ہوئے مریض کے لیے مرکب حرام نافع سے علاج کرنا جائز ہے۔

حکایت: کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ میں نے طواف میں ایک شخص کو دیکھا اور اس کے ہمراہی میں نوکر چاکر تھے' جو اُس کی وجہ سے لوگوں کو طواف کرنے سے روکتے تھے' پھر اس کے بعد میں نے اس کو بغداد کے پل پر لوگوں سے سوال کرتے ہوئے دیکھا' میں نے اُس سے اس کا سبب پوچھا' اُس نے جواب دیا کہ میں نے ایسی جگہ تکبر کیا تھا جہاں لوگ تواضع کیا کرتے ہیں' پس خدا نے مجھ کو ایسی جگہ ذلیل کیا ہے جہاں لوگ تکبر کیا کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کی: اے رب! مجھ سے لوگوں کی زبان روک

دیجیے تو ارشاد ہوا: یہ ایسی شے ہے جس کو میں نے نفس کے لیے اختیار کر لیا ہے' پھر آپ کے لیے کیسے روا رکھوں۔ اور صحیح مسلم میں ہے: خدا جس بندہ کو زیادہ معاف کرتا ہے' اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو خدا کے لیے تواضع کرتا ہے' خدا اُسے بلندی عطا فرماتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو خدا کے لیے ایک درجہ تواضع کرتا ہے' خدا اس کا درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ علیین میں پہنچاتا ہے اور جو خدا پر ایک درجہ تکبر کرتا ہے' خدا اُس کا درجہ گھٹا دیتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اسفل السافلین میں پہنچا دیتا ہے۔

حکایت: بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتب پر گزر ہوا' جس سے لڑکے نکل رہے تھے اور وہ سرخ اُونی عمامہ باندھے ہوئے تھے' لڑکے اُن سے چمٹ گئے اور کہنے لگے: اے یہودی! اسلام لے آ! انہوں نے اپنی انگلی اٹھا کر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا' وہ اس بات سے بڑے خوش ہوئے اور ایک لڑکے کو بھیجا کہ ایک سواری لے آئے' وہ ایک لنگڑا گدھا لے آیا اور اُس پر انہیں سوار کیا اور بسطام کے کوچہ کوچہ میں لیے پھرے' کسی نے اُن سے یہ ماجرا پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں غافل تھا' انہوں نے خدا کی مجھے یاد دلا دی اور تھکا ہوا تھا' مجھے سواری پر سوار کر دیا۔

حکایت: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر پہنچی کہ اُن کے صاحبزادے نے ہزار درہم کی ایک انگوٹھی خریدی ہے' اس پر انہوں نے اُس کو لکھ بھیجا کہ اے میرے فرزند عزیز! مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے ہزار درہم کی ایک انگوٹھی خریدی ہے' میرے نزدیک وہ انگوٹھی تم ہزار درہم کو فروخت کر ڈالو اور اُس سے ہزار بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور ایک درہم کی انگوٹھی لے لو اور اس پر لکھو: خدا اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے نفس کی قدر پہچان لی۔

حکایت: انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کشتی پر بیٹھے تو شیطان بھی اس میں لٹک گیا' نوح علیہ السلام نے پوچھا: تو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا: ابلیس' انہوں نے پوچھا: تو کیا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا: اپنے ربّ سے میرے لیے توبہ مانگیے! خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں! توبہ قبول ہے اگر آدم کی قبر کو سجدہ کرے' اُس سے جو یہ کہا تو کہنے لگا: میں نے ان کو زندگی میں تو سجدہ نہ کیا تھا پھر بھلا مرنے پر کیسے کروں۔

(عجیبہ) نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شیطان لعنت اللہ جہنم میں ایک لاکھ برس رہے گا' پھر اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم سے نکالے گا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے' پھر شیطان سے فرمائے گا: اے ابلیس! دیکھ یہ آدم ہیں' انہیں کی وجہ سے میں نے تجھے جہنم میں داخل کیا ہے ان کو سجدہ کرلے' وہ کہے گا: میں پہلے تو ان کی نافرمانی کر چکا اب میں آخر میں اُن کی اطاعت نہیں کرتا۔ حضرت ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ بندہ سے اگر گناہ شہوت کی وجہ سے سرزد ہوتا ہے تو توبہ کی اُمید ہے' جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی حالت ہوئی اور اگر تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے تو اُمید توبہ نہیں جیسا کہ شیطان کی حالت ہوئی۔

لطیفہ: حضرت یوسف علیہ السلام نے آئینہ دیکھا تو انہیں اپنی صورت اچھی معلوم ہوئی اور کہنے لگے: اگر میں غلام ہوتا تو میری بڑی قیمت لگتی' پس اُن کے بھائیوں نے بائیس درہم کو انہیں بیچ ڈالا اور وہ سب گیارہ تھے' سب نے دو دو درہم لے لیے سوائے یہودا کے کیونکہ اس نے کچھ نہ لیا تھا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے تھے: "الحمد اللہ ربّ العالمین الذی احسن خلقی وسوی خلقی وجعلنی بشرًا سویًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سے میں نے سنا' اُسے کبھی نہیں چھوڑا اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص اُسے پڑھتا ہے اس کے چہرہ کو کبھی کوئی بُرائی چھو نہیں سکتی۔ بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رات کو آئینہ مت دیکھا کرو کیونکہ اس سے بھینگا پن پیدا ہوتا ہے۔

حکایت: ایک بار ابلیس فرعون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! کہا: کس دلیل سے؟ اس نے کہا: ہزار جادوگروں کی وجہ سے' اُس نے کہا: اچھا! انہیں میرے سامنے جمع کر' اُس نے اُن سب کو جمع کیا' انہوں نے اپنے جادو پھینکے' شیطان نے جو ایک پھونک ماری تو اُن کا سارا جادو "هَبَاءً مَّنْثُوْرًا" ہو کر اُڑ گیا' پھر دوبارہ جو اس نے پھونک ماری تو اُن کے جادو سے بھی زیادہ دکھلایا اور فرعون سے پوچھا کہ بتا اُن کا

جادو زیادہ زور کا ہے یا میرا؟ اُس نے کہا: اُن کا نہیں بلکہ تیرا' تب فرعون سے کہنے لگا: باوجودیکہ میری یہ حالت ہے لیکن خدا نے مجھے اپنا بندہ بنانا بھی پسند نہیں کیا' پھر باوجود تیرے عاجز ہونے کے تجھے اپنا شریک بنانا کیسے پسند کرے گا۔

حکایت: آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون سے کہا: میں تجھ سے کھیلنا چاہتی ہوں' لیکن شرط یہ ہے کہ جو ہار جائے وہ محل کے دروازہ تک ننگا جائے' اُس نے منظور کرلیا' کھیل شروع ہوا اور جیت آسیہ رضی اللہ عنہا ہی کی رہی' فرعون سے کہا: عہد پورا کرو اور ننگے نکل کر چلو' وہ کہنے لگا: اچھا معاف کرو میں تمہیں موتیوں کا ایک خزانہ دوں گا' پھر اس سے کہا کہ اگر تو خدا ہے تو شرط پوری کر' کیونکہ عہد کو پورا کرنا بھی الوہیت کی ایک شرط ہے' آخر وہ کپڑے اُتار کر ننگا ہو گیا' لونڈیوں نے جو اس کو دیکھا اس کی بدصورتی کی وجہ سے سب منکر ہو گئیں اور خدا پر ایمان لے آئیں اور اُس سے پہلے آسیہ رضی اللہ عنہا نے اُن پر بار ہا اسلام پیش کیا تھا تو نہ مانی تھیں۔

مسئلہ: اگر کسی مرد نے قسم کھائی کہ میرے پاس میری دلہن ہرگز نکل کر نہ آئے گی پھر وہ اُس کے لیے نکل کر چلی اور اُس تک نہ پہنچی تو وہ حانث نہ ہوگا کیونکہ غایت نہ پائی گئی' بخلاف اس کے کہ اس نے کہا کہ میرے لیے دلہن نہ نکلے گی' پس اگر وہ نکل کر چلی اگرچہ نہ پہنچی ہو' وہ حانث ہو جائے گا۔

حکایت: کسی فرشتہ نے خدا سے عرض کیا: اے رب! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُڑ کر ذرا تمام عرش کو دیکھ لوں۔ ارشاد ہوا: تجھے اس کی قدرت نہیں' اُس نے کہا: اچھا تو میری مدد کیجئے' اس پر اُسے اجازت مل گئی اور وہ بیس ہزار برس تک اُڑا کیا' پھر جو اُس نے نظر کی تو عرش جیسا تھا ویسا ہی رہا' پھر اُس نے کہا: اے رب! مجھے قوت عنایت کیجئے' خدا نے اس کے کئی بازو بڑھا دیئے جس میں ایک ایک بازو مشرق سے لے کر مغرب تک کی مسافت کے برابر تھا' پھر وہ ستر ہزار برس تک اور اُڑا' اُس کے بعد اُس نے پوچھا: اے رب! میں نے کس قدر عرش کو طے کیا؟ ارشاد ہوا: آدھی مسافت کے برابر بھی نہیں' اُس نے کہا: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" خدا کا ارشاد ہوا: میں ہر بڑے سے بڑا ہوں' تو اپنے مقام پر

لوٹ جا! وہ لوٹ آیا اور مارے ہیبت کے اُس کے بازو جل گئے' جب شبِ معراج ہوئی تو اُس فرشتے نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ اپنے ربّ سے میری سفارش کر دیجئے' آپ نے سفارش کی تو پھر اُس کے بازو اُسے مل گئے۔

حکایت: میں نے مکہ معظّمہ میں قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اسماء حسنٰی میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی روایت دیکھی ہے کہ ایک دن صبح کو وہ اپنے سر پر تاج رکھے ہوئے زمین پر بیٹھا تھا' کسی نے اس بارہ میں اُس سے کچھ کہا تو اُس نے جواب دیا کہ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُترا ہے' اُس میں میں نے دیکھا ہے کہ خدا فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندہ کو کوئی نعمت دیتا ہوں اور وہ تواضع کرتا ہے تو میں اُس کو کامل کر دیتا ہوں اور اس رات میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے' اس لیے خدا کا شکر کرنے کے لیے میں نے تواضع اختیار کی ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ جب نجاشی کے پاس حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ نامی لے کر پہنچے تھے تو اُسے لے کر انہوں نے اپنی آنکھوں سے لگایا تھا اور اپنے تخت سے اُتر کر زمین پر آ بیٹھے تھے اور پھر اسلام لے آئے' رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بندہ کو خدا نعمت دیتا ہے اور پھر وہ الحمد للہ کہتا ہے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا' پھر اگر دوبارہ کہتا ہے تو ازسرنو اس کا ثواب پاتا ہے' پھر اگر تیسری بار کہتا ہے تو خدا اُس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا جس بندہ کو نعمت دیتا ہے اور وہ اس پر شکر کرتا ہے تو اُس کا شکر کرنا اس کے لیے اس نعمت سے افضل ہوتا ہے' اگرچہ کتنی ہی عظیم نعمت ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب خدا کسی بندہ کو نعمت عنایت کرے اور وہ چاہے کہ باقی رہے تو اُسے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کی کثرت کرنی چاہیے' اس کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔

باب:

غیبت کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۔

ہر طعنہ باز غیبت کرنے والے کے لیے تباہی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ''ھمز'' منہ پر برائی کرنے کو کہتے ہیں اور ''لُمز'' پیٹھ پیچھے برائی کرنے کو اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول:

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ۔ (۹:۵۸)

بعضے اُن میں سے صدقات میں آپ کی غیبت کرتے ہیں۔

کے متعلق کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کی غیبت کرتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے دشمنوں کی طرف ہو کر آپ کی برائی کرتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ''ھمز'' آنکھ سے اشارہ بازیاں کرنا ہے اور ''لُمز'' زبان سے کہنا سننا ہے اور ''ھمزہ'' کی طرح ''ھماز'' بھی آیا ہے جس سے مراد ولید بن مغیرہ ہے اور ''لمزہ'' سے مراد ابی بن خلف ہے حضرت مقاتل نے کہا ہے کہ ان میں سے پہلا بڑا قسم کھانے والا ذلیل کمزور حقیر گنہگار بدکار سنگدل بد خلق تھا اور باوجود اس کے ولد الزنا بھی تھا۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک بار ابوجہل (تفاسیر میں ہے کہ یہ بات ولید ابن مغیرہ نے اپنی ماں سے کہی تھی سورۃ قلم آیت: ۱۳، تفسیر خزائن العرفان دیکھیں: مصحح) نے اپنی ماں سے کہا کہ یہ ساری باتیں مجھ میں پائی جاتی ہیں سوائے ولد الزنا ہونے کے تو کیا سچ مچ میں اپنے باپ ہی کے نطفہ سے

ہوں؟ اُس نے جواب دیا: نہیں! بلکہ ایک بار میں نے اپنے ایک غلام کو اپنے اوپر قادر کر دیا تھا' تو اُس سے پیدا ہوا ہے' پس وہ ولد الزنا بھی ٹھہرا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے قول:

وَامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۔

اس کی عورت لکڑیاں اُٹھانے والی۔

کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ چغلی کھاتی پھرتی تھی' اور بعض نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں رات کو کانٹے ڈال دیا کرتی تھی تو وہ آپ کے قدم کے نیچے ریشم کی طرح دب جایا کرتے تھے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص مسلمانوں کے راستہ میں سے ایسی شے دور کر دے جس سے انہیں ایذاء پہنچتی ہو تو خدا اُس کے لیے ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور جس کے لیے خدا کے ہاں ایک نیکی بھی لکھی جاتی ہے اُسے وہ جنت میں داخل کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص کسی سائل کو کوئی گھر یا راستہ بتلا دے تو خدا اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اُس کے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔

موعظت: یحییٰ ابن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ چغل خور ساحر سے بھی زیادہ بدتر ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک روز میں وہ کچھ کر گزرتا ہے جو ساحر سے ایک ماہ میں بھی نہ ہو سکے۔ روضہ میں چغل خوری کو کبائر سے اور غیبت کو صغائر سے شمار کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغل خور جنت میں نہ جائے گا' اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی: جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرے گا' وہ بھی سب سے آخر جنت میں جائے گا اور جو شخص اُس پر اصرار کرتا ہوا مرے گا وہ سب سے پہلے جہنم میں جائے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے لوگوں کی آبرو سے اپنی زبان روکی' قیامت میں خدا اُس کی لغزشوں سے درگزر کرے گا۔ ابو عمران نے کہا ہے کہ غیبت قاریوں کا میوہ (نقل) اور فاسقوں کی ضیافت اور بادشاہوں کے باغ اور عورتوں کے کھیلنے کا مقام اور

پرہیزگاروں کے گھوڑے اور سگ صفت لوگوں کے لیے بجائے سالن کے ہے اور بعض نے کہا ہے: دوزخی کتوں کے لیے بجائے سالن کے ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شبِ معراج میں ایک قوم پر میرا گزر ہوا' اُن کے تانبے کے ناخن تھے اور اس سے وہ اپنے چہروں کو نوچ ڈالتے تھے' میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہیں! انہوں نے کہا: یہ لوگوں کی غیبت کرنے والے اور لوگوں کی آبرو کے درپے رہنے والے ہیں۔

مسئلہ: غیبت کے پہچاننے کا قاعدہ یہ ہے کہ کسی کی نسبت ایسی بات کہی جائے جو اُسے بری لگے' اگرچہ اُس میں پائی جاتی ہے حتیٰ کہ دل میں بدگمانی کرنا بھی ایسا ہی ہے اور غیبت تو ذمی (غیر مسلم جو شاہ اسلام کی رعایا بن کر رہے) تک کی جائز نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو کسی کے متعلق ایسی بات شائع کرے جس سے وہ بری ہو اور اس اشاعت سے اُسے دنیا میں بدنام کرنا مقصود ہو تو خدا کے ذمہ ہے کہ ایسے شخص کو قیامت میں دوزخ میں ڈال دے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول:

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (۴:۱۱۲)

جو خطا یا گناہ کرے پھر کسی بری کو تہمت لگائے تو اُس نے بہتان اور کھلم کھلا گناہ اپنے سر پر لا دلیا۔

کے متعلق بیان کیا ہے کہ بعض کا قول ہے: ''خطیئۃ'' سے صغیرہ اور ''اثم'' سے کبیرہ مراد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ''خطیئۃ'' وہ گناہ ہے جو خود کرنے والے تک محدود ہے اور ''اثم'' متعدی گناہ ہے جیسے ظلم اور قتل' اور بعض نے کہا ہے کہ ''خطیئۃ'' اُسے کہتے ہیں جس کا نام نامناسب ہو' عام ہے کہ سہواً کیا ہو یا قصداً اور ''اثم'' وہ ہے جسے قصداً کیا ہو اور بہتان سے دنیا کی بُرائی اور ''اثم مبین'' سے آخرت کا عذاب مراد ہے' پس تہمت لگانے والے دنیا میں بدنام اور آخرت میں معذب ہوں گے اور غیبت کی حرمت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ زبان سے ہو یا لکھ کر ہو یا اشارۃً ہو اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جس طریق سے تو اپنے مسلمان بھائی کا عیب دوسرے کو بتلا دے وہ غیبت ہے اور جس طرح غیبت کرنا

حرام ہے' غیبت کا سننا بھی حرام ہے' اگر ضرر کا خوف نہ ہو تو انکار واجب ہے' ورنہ اُس مجلس سے الگ ہو جانا چاہیے اور اگر الگ نہ ہو سکتا ہے تو ذکر وغیرہ میں مشغول ہو جائے' اس کے بعد بھی اگر بلا قصد سننے کے کچھ سنائی پڑے تو کوئی ضرر نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص اپنے بھائی کی آبرو بچاتا ہے' خدا قیامت میں اُن کے چہرہ کو آگ سے بچائے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو دنیا میں اپنے بھائی کی آبرو کی حمایت کرتا ہے' خدا ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت میں دوزخ سے بچانے میں اُس کی حمایت کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کے پاس اس کے بھائی کی غیبت بیان کی جائے اور وہ مدد کر سکتا ہو اور پھر مدد بھی کرے تو خدا اس کی دنیا اور آخرت میں مدد کرتا ہے اور جو اپنے بھائی کی مدد نہیں کرتا خدا اُس کو دنیا اور آخرت میں ذلیل کرتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ لوگوں میں بدتر دوزخی لوگ ہیں کہ اُن کے منہ پر اُن کی سی اور ان کے منہ پر ان کی سی کہتے ہیں۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جو دنیا میں دو زبانیں رکھتا ہو تو خدا قیامت میں اُس کی آگ سے دو زبانیں بنا دے گا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر چغل خور اور نقال خدا کے بدتر بندوں میں سے ہے' لوگ کہا کرتے ہیں کہ عذابِ قبر کے تین حصوں میں سے ایک حصہ غیبت کی وجہ سے' دوسرا حصہ پیشاب سے بے احتیاطی کرنے سے اور تیسرا چغل خوری کے باعث سے ہوا کرتا ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے تھے کہ چغل خوری سے بچتے رہو کیونکہ چغل خور کو عذابِ قبر سے چین نہ ملے گا۔ اور حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جو دوسرے کی بات تجھ سے آ کر نقل کرتا ہے' وہ تیری بات دوسرے سے جا کر نقل کرے گا۔

حکایت: صاحب بن عباد کو ایک شخص نے یتیم کا مال لے لینے پر اُبھارنے کی غرض سے رقعہ دیا اور اُس میں یہ بیان کیا تھا کہ فلاں شخص مر گیا ہے اور اُس نے بہت کچھ مال چھوڑا ہے اور سوائے ایک یتیم کے اس کا کوئی نہیں ہے۔ حضرت ابن عباد نے اس رقعہ کی پشت پر جواب لکھا کہ چغل خوری بُری شی ہے' اگر چہ صحیح ہو' خدا اُس مرنے والے پر رحم کرے' یتیم کا خدا کام بنائے' مال کا اسے پھل دے اور چغل خور پر خدا لعنت کرے۔

حکایت: کسی نے ایک غلام خریدنا چاہا' بائع نے اُس سے کہا کہ سوائے چغل خوری کے اس میں کوئی عیب نہیں ہے' مشتری نے اس عیب کو معمولی سمجھ کر اُسے خرید لیا' وہ غلام کچھ دنوں کے بعد اپنے مالک کی بی بی سے کہنے لگا: آپ کے شوہر کو آپ سے کچھ محبت نہیں' آپ پر ایک لونڈی لانا چاہتے ہیں' اگر آپ چاہیں کہ اُن کو آپ سے میلان زیادہ ہو جائے تو جب وہ سو جائیں تو اُسترہ لے کر ڈاڑھی کے نیچے کے ذرا چند بال اتار لیجئے' اس کے بعد اپنے مالک کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: آپ کی بی بی صاحبہ تو ایک اجنبی مرد سے باتیں کرتی تھیں جس سے انہوں نے یارانہ کیا ہے اور آپ کو قتل کیا چاہتی ہیں' آپ اُن کے سامنے سوتے بن جائیے' پھر دیکھئے آپ کے ساتھ کیا کرتی ہیں' چنانچہ وہ شخص جب سوتا بن کر پڑ رہا تو وہ عورت اُس کی ڈاڑھی کے بال بنانے کے لیے اُسترہ لے کر آ موجود ہوئی' خاوند سمجھا کہ سچ مچ قتل کرنا چاہتی ہے' اُس کے ہاتھ سے اُسترہ لے کر اُس عورت کا اُس نے کام تمام کر دیا' نتیجہ یہ ہوا کہ عورت کے اولیاء آئے اور انہوں نے قصاص میں اُس شخص کو بھی قتل کر ڈالا۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو عرش کے سایہ میں ایک شخص نظر پڑا' اُن کو اُسے اس مقام پر دیکھ کر رشک آیا اور جی میں کہنے لگے کہ خدا کے نزدیک یہ بڑا اکرم ہے' اس کے بعد خدا سے اس کا حال پوچھا' ارشاد ہوا کہ میں اس کی تین باتیں بیان کرتا ہوں' ایک یہ کہ لوگوں کو خدا نے جو کچھ اپنے فضل و کرم سے دیا ہے' اُس پر یہ کبھی حسد نہیں کرتا تھا' دوسرے اپنے والدین کو ستاتا نہ تھا' تیسرے چغلی نہیں کھاتا پھرتا تھا' جاننا چاہیے کہ چھ مسائل میں غیبت جائز ہے' اوّل فریاد کرنا مثلاً ایسے شخص سے کہ انصاف کرنے پر قادر ہو' یہ کہنا کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے' دوسرے بُری بات کے دُور کرنے میں مدد مانگنا' مثلاً جسے اُس ... دور کرنے کی قدرت ہو' یہ کہنا کہ فلاں شخص ایسا کرتا ہے اور اس سے نیت بُرائی کے دور کرنے کی ہو' ورنہ حرام ہے' تیسرے استفتاء کرنا یعنی مفتی سے بلا تعیین کے یہ کہنا کہ فلاں شخص کے متعلق کیا حکم ہے اور اگر یہ جائز ہے تو ایسا کوئی اور بھی کر سکتا ہے' چوتھے خطرہ سے آگاہ کرنا مثلاً کسی کو دیکھا کہ کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرتا

ہے تو خیر خواہی کے قصد سے طالب علم کو معلوم کے حال سے آگاہ کر دے یا کسی کو دیکھا کہ کسی بدکار عورت کو پیغامِ نکاح دیتا ہے تو اُس کی جو کچھ حالت جانتا ہو اُس سے ظاہر کر دے' بشرطیکہ کسی دوسرے طریق سے وہ باز نہ رہے' پانچویں جو کسی گناہ کو علی الاعلان کیا کرتا ہو مثلاً بے نمازی اس کی غیبت جائز ہے۔ میں نے مہذب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیکھا ہے کہ فاسق کی بُرائی بیان کر کے لوگوں کو ڈرایا کرو' چھٹے پتا بتلانا مثلاً کہنا: فلاں لنگڑا شخص۔

لطیفہ: بلال رضی اللہ عنہ کی سیاہی کو خدا قیامت میں حورِعین کے رخساروں کا خال بنا دے گا اور حدیث میں ہے: تین حبشی نہایت بہتر ہیں: بلال' لقمان اور مجع جو عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور اسلام میں سب سے پہلے شہید ہوئے ہیں۔

حکایت: ایک روز داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جگہ گزر ہوا' وہاں بے ہوش ہو کر وہ گر پڑے' پھر اُٹھا کر لوگ اُن کے گھر لے آئے' جب ہوش آیا تو اس کا سبب اُن سے پوچھا گیا' انہوں نے کہا کہ میں نے اس مقام پر ایک شخص کی غیبت کی تھی' مجھے وہ واقعہ اور نیز خدا کے سامنے اس کی جواب دہی کا خیال آ گیا تھا۔

حکایت: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کرتا تھا' آپ نے اس کے پاس خرمائے تر کا ایک خوان بھیجا اور کہلا بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اپنی نیکیاں مجھے ہدیہ میں بھیجی ہیں' لہٰذا میں نے اس کا بدلہ دینا پسند کیا۔ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ غیبت کرنے والا اور چغل خور دونوں دوزخ کے بندر ہوں گے اور جھوٹا دوزخ کا کتا بنے گا اور حاسد دوزخ کا سؤر ہوگا۔

حکایت: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس کو دیکھا کہ ایک ہاتھ میں شہد لیے ہوئے ہے اور دوسرے میں راکھ' اس سے اس کا باعث دریافت کیا تو کہنے لگا کہ غیبت کرنے والوں کی شفاء میں یہ شہد خرچ کرتا ہوں اور راکھ یتیموں کے منہ میں جھونک دیتا ہوں تاکہ اُن کی آنکھیں آشوب کر آئیں اور لوگوں کو اُن سے نفرت ہو جائے اور پھر اُن کے ساتھ بھلائی نہ کریں۔

باب:

یتیم پر احسان کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ ۔

تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور رہا سائل پس اُس کو مت جھڑک۔

اور فرمایا ہے کہ:

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

پھر وہ وہ ہے یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

یعنی اُس پر قہر کرتا ہے اور ڈانٹتا ہے اور اُس کو اپنا حق لینے نہیں دیتا اس کو ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قسم اُس کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے قیامت میں خدا اس کو عذاب نہ دے گا۔ جو یتیم پر رحم کرتا ہے اُس سے نرمی سے باتیں کرتا ہے اور اس کی یتیمی اور ضعیفی پر رحم کھاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کو سب سے پیارا مکان وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اُس کی خاطر کی جاتی ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں بہتر گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں بدتر گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی آپ نے فرمایا: یتیم پر رحم کھایا کرو اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور اپنے کھانے میں سے یتیم کو کھلایا کرو۔ تمہارا دِل نرم ہو جائے گا اور تمہاری حاجتیں پوری ہوں گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اور سوائے خدا کے اور کسی لیے ہاتھ نہیں

پھیرتا اس کو ہر ہر بال کے عوض میں جس پر اُس کا ہاتھ گذرتا ہے دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور جو کسی یتیم لڑکی یا لڑکے پر جو اس کے پاس ہو احسان کرتا ہے وہ اور میں جنت میں اس طرح قریب ہوں گے جیسے یہ دونوں اُنگلیاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ اور بیچ کی اُنگلی قریب کر کے اشارہ فرمایا۔

حکایت: ایک شخص نے بہت گناہ کیے تھے ایک دن اُسے ایک یتیم ملا اُس نے اُسے کپڑا پہنایا۔ جب رات ہوئی تو اُس نے خواب دیکھا گویا قیامت قائم ہے اور اُسے جہنم میں لے جانے کا حکم ہوا ہے جب وہ جہنم کے قریب پہنچا تو دیکھتا کیا ہے کہ وہی یتیم کہہ رہا ہے کہ اُس چھوڑ دو اُس نے مجھے کپڑے پہنائے تھے۔ اُس وقت اُس کو لے جانے والے کہیں گے کہ ہم کو یہ حکم ہے اُس وقت خدا کی جانب سے آواز آئے گی کہ اچھا یتیم کی خاطر اسے چھوڑ دو۔

مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی یتیم کو کپڑا پہنانے کی نذر کرے تو کسی ذمی یتیم کو کپڑا پہنانا کافی نہ ہوگا اور یتیم اس بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ نہ ہو اور چوپایوں میں سے یتیم وہ ہے جس کی ماں نہ ہو۔ جانور سے اُس کے بچہ کو قبل اس کے کہ اس کے دودھ سے مستغنی ہو بغیر ذبح کے چھڑانا۔ اسی طرح انسان کے بچہ کو اس کی ماں سے قبل سن تمیز بغیر عتق اور وصیت کے چھڑانا حرام ہے۔ ماں کے نہ ہوتے ہوئے دادی یا نانی ماں کے مثل ہے اور اصح روایت میں باپ بھی ایسا ہی ہے اور لڑکے کو ماں کے ساتھ بیچنا جائز ہے نہ باپ کے ساتھ۔ اگرچہ ماں راضی ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب یتیم روتا ہے تو خدائے رحمٰن کا فرش ہلنے لگتا ہے خدا فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! اس یتیم کو کس نے رُلایا ہے جس کے باپ کو میں نے مٹی میں چھپا دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! آپ زیادہ جانتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! گواہ رہو جو اسے چپ کرائے گا اور راضی کر دے گا میں قیامت میں اُسے راضی کر دوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: تم یتیم کے رونے سے بچتے رہو کیونکہ وہ رونا راتوں رات چلا جاتا ہے اور لوگ سوتے رہتے ہیں۔ سدی رضی اللہ عنہ نے خدا تعالیٰ کے قول:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۔(۴:۱۰)

بے شک جولوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں اور کچھ نہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

کے متعلق بیان کیا ہے کہ قیامت میں یتیم کا مال کھا جانے والے کے بدن کے تمام منافذ (سوراخوں) سے آگ نکلے گی اور باب امانت میں عنقریب آتا ہے کہ انسان میں بارہ منفذ ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ قیامت میں ایک گروہ اپنی قبروں سے اس طرح اُٹھے گا کہ اُن کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے جواب میں یہی آیت پڑھی جس کا مضمون ہے کہ ظلم سے یتیموں کا مال کھانے والے اپنے پیٹ میں آگ کھاتے ہیں۔

لطیفہ: ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ساٹھ کلام مجید لکھے سوائے اللہ تعالیٰ کے قول "وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ" (یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ) کے ہر لفظ پر مکھی بیٹھتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس میں سوائے اس شخص کے جس کو اُس کا مظلوم معاف کردے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔

حکایت: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب کنوئیں میں ڈالے گئے تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر کررہے تھے جبریل علیہ السلام نے اس کو سُن کر کہا: اے رب! مجھے ایک آواز سنائی دیتی ہے خدائے عزوجل کا فرشتوں سے ارشاد ہوا: کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ آپ ایسے کو زمین میں مقرر کرتے ہیں جو زمین میں فساد مچائے گا اور اسی طرح جب مسلمان ذکر کے لیے جمع ہوتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اجازت دیجیے کہ ہم بھی اُن کا ساتھ دیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے فرشتو! جو کسی کی غیبت کرتا ہے اُس کی نیکیاں چھن جاتی ہیں اور تم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ لہٰذا اپنی اطاعت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کردو۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں شاید بسبب

شرافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہو ورنہ فرشتوں کا قول عام طور پر تھا۔

حکایت: ایک رات عمر رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں گشت کر رہے تھے انہوں نے دروازہ کی دراڑ سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک بوڑھا شراب پی رہا ہے آپ گھر کی دیوار پر چڑھ کر گھر میں اُتر گئے۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں نے ایک گناہ کیا اور آپ نے تین گناہ کیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَا تَجَسَّسُوْا'' (دوسروں کا عیب تلاش نہ کرو) یعنی تجسس نہ کرو اور آپ نے میرے عیب کا تجسس کیا اور ارشاد ہے: ''وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا'' (۲:۱۸۹) یعنی گھر میں اُس کے دروازوں سے آیا کرو اور آپ دیوار پر چڑھ کر اُتر آئے اور ارشاد ہے: ''لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا'' (۲۴:۲۷) یعنی اپنے گھر کے سوا کسی کے گھر میں نہ جاؤ یہاں تک کہ اُنس کی باتیں کر لو اور گھر والوں کو سلام کر لو اور آپ نے ایسا نہیں کیا اس پر آپ نے اسے معاف کر دیا اور نکل کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ عمر کے لیے تباہی ہے اگر خدا اُسے معاف نہ کرے۔ آدمی اپنے پڑوسی سے چھپا کرتا تھا اور اب کہتا ہے کہ مجھے عمر نے دیکھ لیا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اپنے بھائی کا عیب دیکھ کر چھپا لے اور پھر بھی اُسے خدا جنت میں نہ داخل کرے جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے خدا دنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کسی مسلمان کی عیب پوشی کرتا ہے خدا قیامت میں اُس کی عیب پوشی کرے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے خدا اس کا عیب ظاہر کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ فضیحت ہو جائے گا۔

حکایت: عمر بن عبدالعزیز سے کسی نے ایک بات نقل کی انہوں نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اس آیت کا مصداق ہے:

اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ۔ (۴۹:۶)

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔

اور اگر تو سچا ہے تو اس آیت کا مصداق ہے:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ۔(۱۱:۶۸)

طعنہ باز چغلی کھاتا پھرتا۔

اُس شخص نے کہا: اے امیر المومنین! میں خدا سے توبہ کرتا ہوں' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سایہ میں دیکھا اور خدا سے اس کا حال پوچھا ارشاد ہوا کہ یہ لوگوں پر حسد نہیں کرتا تھا نہ اپنے والدین کو ستاتا تھا نہ چغلی کھاتا پھرتا تھا۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لوگ برابر بھلائی پر رہیں گے جب تک آپس میں حسد نہ کریں گے۔ میں نے حاوی القلوب الطاہرہ میں دیکھا ہے کہ حاسد کو مجالس سے سوائے مذمت کے اور کچھ نہیں ملتا اور فرشتوں سے سوائے لعنت کے کچھ نہیں ملتا اور خلائق سے سوائے گھبراہٹ کے کچھ نہیں ملتا اور نزع کے وقت سوائے سختی کے کچھ نہیں ملتا اور قیامت میں سوائے فضیحت کے کچھ نہیں ملتا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص شام کو یہ دعا پڑھتا ہے:

امسينا وامسى الملك لله والحمدلله اعوذ بالله الذى يمسك السماء ان تقع على الارض الا باذنه من شر ما خلق وذراء وبرأو ومن شرّ الشيطان وشركه ۔

خدا کے لیے ہم نے شام کی اور ملک نے شام کی اور ساری تعریف خدا کو زیبا ہے' میں خدا کی جو آسمان کو زمین پر بغیر اپنی اجازت کے گرنے سے روکتا ہے' ہر اُس چیز کے شر سے جس کو اُس نے مخلوق کیا' پیدا کیا' بنایا اور شیطان کے شر اور اس کے پھندے سے پناہ مانگتا ہوں۔

تو وہ ہر ساحر اور شیطان اور کاہن اور حاسد سے محفوظ رہتا ہے۔

فائدہ: چغل خور آدمی خدا اور اس کے بندوں کے نزدیک مذموم ہوتا ہے۔

موعظت: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے' اتفاق سے دو قبروں پر ہمارا گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کھڑے ہو گئے' ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو رہے' آپ کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیراہن مبارک کے آستین کا پہنے کا اثر ظاہر ہوا' ہم لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ کی کیا حالت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دو شخص ہیں جن پر گناہ کی وجہ سے جو کہنے کو تو معمولی ہیں بڑا سخت عذاب ہو رہا ہے' ایک ان میں سے پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچتا نہ تھا اور دوسرا اپنی زبان سے لوگوں کو ستاتا تھا اور چغلی کھاتا پھرا کرتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تر شاخیں منگا کر اُن پر گاڑ دیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گناہوں کو معمولی فرمانے کی وجہ بعض نے یہ بیان کی ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک یہ معمولی گناہ تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ان سے باز رہنا معمولی تھا کیوں کہ چغل خوری کے چھوڑنے اور پیشاب سے بچنے میں کوئی مشقت نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب سے بچتے رہو کیونکہ قبر میں سب سے زیادہ اسی کا حساب ہوگا۔

مسائل

مسئلہ: پانی یا ڈھیلے میں سے استنجا واجب ہے اور دونوں کا جمع کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے کہ کھنکار کر اور ذکر کو نرمی سے جھٹک کر پیشاب سے پاکی حاصل کرے اور چند قدم چلنے میں بھی مضائقہ نہیں اور زیادہ سے زیادہ ستر قدم ہیں۔

حکایت: میں نے عیون المجالس میں دیکھا ہے کہ حجاج نے ایک خوبصورت لونڈی خریدی اور اُس کی محبت میں گرفتار ہوا پھر ایک تنہا مکان میں ایک خادم کی نگرانی میں اُسے رکھا' اتفاق سے ایک جوان پر اُس لونڈی کی نظر پڑ گئی اور اُس پر فریفتہ ہو گئی' خادم سے کہنے لگی کہ میں تجھے اتنا اتنا دوں گی مجھے اُس سے ملا دے' اُس نے ویسا ہی کیا' اس کے بعد ایک روز حجاج نے لونڈی کے لیے بھنا ہوا مرغ بھیجا' اُس نے اس جوان کے سامنے پیش کیا' وہ جوان بولا کہ میرا ایک دوست ہے اگر وہ ہم لوگوں کے ساتھ کھائے تو کوئی حرج نہیں۔ اُس نے کہا: اچھا! جوان اپنے دوست کو بُلا لایا' جب سب کھا چکے تو اس دوست نے حجاج کے پاس جا کر اس ماجرے کی اطلاع کر دی' حجاج نے خادم اور جوان اور لونڈی کو بُلا بھیجا' جب

سب آ کر حاضر ہوئے تو خادم سے کہا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ زر کی محبت سے، پھر لونڈی سے پوچھا' اُس نے جواب دیا: جوان کی محبت سے، پھر اُس دوست سے کہا: تیرا کیا عذر ہے تو نے کیا خوب کھاپی کر مزے نہیں اُڑائے تھے؟ اُس کے بعد اُس کی گردن ماردی اور اُس جوان سے لونڈی کا نکاح کر دیا اور اس سے کہا: تجھے مبارک ہو۔

لطیفہ: جب حضرت یوسف علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملے تو بھیڑیا انہیں مبارکباد دینے آیا انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو یوسف کو پہچانتا تھا؟ اُس نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا کہ پھر مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ اُس نے جواب دیا کہ مجھے چغل خوری سے ڈر معلوم ہوا۔ کتاب العقائق میں مذکور ہے کہ جب بھیڑیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آپ نے اُس سے پوچھا: کیا تو نے یوسف کو کھایا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ انہوں نے فرمایا: میرے لڑکوں نے تو مجھ سے یہی کہا ہے' اُس نے کہا: نہیں! میں نے نہیں کھایا' پھر کہا: ایسا کیوں کہا؟ کیونکہ بھیڑیے کا بولنا کرامت ہے اور عاصی اس کے قابل نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ اے بھیڑیے! تیرا مکان کہاں ہے؟ اُس نے کہا: مصر میں ہے' میں زمین شام میں اپنے بھائی کی تلاش کو جاتا ہوں۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک بادشاہ نے اُسے شکار کرلیا ہے اور اب کل اسے ذبح کیا چاہتا ہے اور مجھے سترہ دن گذرے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تجھے کچھ یوسف کی خبر بھی معلوم ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا: اچھا تو بیان کر! اُس نے جواب دیا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا' انہوں نے فرمایا: میں بادشاہ سے تیرے بھائی کی سفارش کر دوں گا' اُس نے جواب دیا: میں خدا سے دعا کروں گا کہ آپ کو یوسف علیہ السلام سے ملا دے۔

حکایت: میں نے نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں دیکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد نے ایک بھیڑیے کو پکڑ کر اُس سے پوچھا: کیا تو نے یوسف کو کھایا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں آپ کی بکریوں کے گرد تو پھرتا ہی نہیں ہوں پھر آپ کے لڑکے کو کیسے کھا سکتا ہوں' انہوں نے پوچھا: کیا وہ زندہ ہے؟ اُس نے جواب دیا: ہاں! انہوں نے پوچھا: کہاں ہے؟ اُس نے کہا: جبریل علیہ السلام سے پوچھیے! انہوں نے کہا: وہ

تو مجھے بتلاتے نہیں؛ اُس نے کہا: جب وہ نہیں بتلاتے تو پھر بھلا میں کیسے بتلاؤں؛ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو سوداگروں کی جماعت نے لیا اور وہ تین سو تیرہ آدمی تھے اور اُن کا سردار مالک تھا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا؛ پھر وہ مصر میں داخل ہوئے اور عزیزِ مصر کے ہاتھ انہیں بیچنا چاہا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میری کچھ قیمت نہ لے میں آزاد ہوں اور اپنا ماجرا بیان کیا تب مالک نے عزیزِ مصر سے کہا: میں تم سے اپنا راس المال چاہتا ہوں اور وہ بیس درہم تھے جب مالک نے عزیز کے ہاتھ بیچ ڈالا تو کہنے لگا: اے یوسف! جو تم نے کہا تھا وہی میں نے کیا سوائے اپنے راس المال کے میں نے کچھ نہیں لیا اب مجھے تم سے ایک حاجت ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا ہے؟ اُس نے کہا: خدا سے دعا کیجیے کہ مجھے اولاد نصیب کرے! حضرت یوسف علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا: میں کیسے دعا کروں؟ انہوں نے عرض کیا: کہیے: اے وہ جو پست کو بلند کرتا ہے اور جو عطاء و منع کرتا ہے! اے وہ جو عزت اور ذلت دیتا ہے! اے وہ جو ہر شے پر قادر ہے! اس بوڑھے کو بیٹے نصیب کیجیے۔ مالک کی بارہ لونڈیاں تھیں؛ چنانچہ اُسی شب وہ سب کے پاس گیا اور ہر ایک کو دو دو بیٹوں کا حمل ٹھہر گیا۔

حکایت: کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لیے باران طلب کرنے نکلے۔ خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کرتا کیونکہ تم میں ایک چغل خور آدمی ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا: یا رب! مجھے بتا دیجیے وہ کون ہے؟ ارشاد ہوا: اے موسیٰ! میں تم لوگوں کو چغل خوری سے منع کرتا ہوں پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ میں خود چغل خور بنوں الحاصل سب نے توبہ کی اور خدا کے حکم سے بارش ہوئی لیکن جب کاشت تیار ہوئی تو اسی میں بالیاں نہ لگیں لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی۔ ارشاد ہوا: اے موسیٰ! انہوں نے مجھ سے بارش مانگی تھی رزق تو مانگا نہ تھا اچھا اے موسیٰ! تنور جلا کر اس میں بیج ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا دیکھتے کیا ہیں کہ آگ کے اندر گیہوں اُگے ہیں اور بالیاں لگی ہوئی ہیں۔ پھر ارشاد ہوا: اے موسیٰ! دیکھو مجھے قدرت ہے کہ آگ کے اندر کھیتی اُگاؤں اور پانی کے اندر نہ ہونے دوں۔

باب:

روزوں کا بیان

ماہِ رجب کے روزوں کی فضیلت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ میں بیان کیا ہے کہ رجب کی پہلی شب میں یہ دعا پڑھے:

الھی تعرض الیك فی ھذہ اللیلۃ المتعرضون وقصدك القاصدون وامل معروفك و فضلك الطالبون ولك فی ھذہ اللیلۃ نفحات و مواھب و عطایاتمن بھا علی من یشآءُ من عبادك وتمنعھا عمن لم تسبق لہ منك عنایۃ و ھاانا عبدك الفقیر الیك اومل فضلك و معروفك فجد علی بفضلك و معروفك یارب العالمین۔

اے اللہ! آج کی شب پیش ہونے والے آپ کے سامنے پیش ہوں گے اور قصد کرنے والے آپ کا قصد کریں گے اور طالب آپ کے فضل واحسان کے امیدوار بنیں گے اور آج کی شب آپ کے نفحات وعطایا اور بخششیں ہوں گی جن سے آپ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں گے احسان کریں گے اور جن پر آپ کی عنایت سابقہ نہ ہو چکی ہو گی اُن سے آپ روک لیں گے، لیجئے! میں آپ کا محتاج بندہ آپ کے فضل واحسان کا امیدوار ہوں، پس مجھ پر اپنے فضل واحسان سے بخشش کیجئے، اے ربّ العالمین۔

اور روضہ میں اُن شبوں میں سے جن میں دعا قبول ہوتی ہے رجب کی پہلی شب کو بھی شمار کیا ہے اور ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں بعض اعیان کی روایت بیان کی ہے کہ

انہوں نے رجب کی پہلی شب میں خدا سے اپنی وفات کی درخواست کی تھی۔ میں نے کتاب البرکۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت دیکھی ہے کہ جو رجب کی نوچندی جمعرات کو روزہ رکھتا ہے خدا کے ذمہ ہے کہ اُسے جنت میں داخل کر دے۔

فوائد

پہلا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو رجب کے پہلے عشرہ میں روزانہ سو بار "سُبْحَانَ الْحَیِّ الْقَیُّوْمُ" اور دوسرے عشرے میں روزانہ سو بار "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ" اور تیسرے عشرے میں روزانہ سو بار "سُبْحَانَ الرَّءُوْفِ" پڑھے تو اسے اس قدر ثواب ملے گا کہ بیان کرنے والے بیان بھی نہ کر سکیں گے۔

دوسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: سُن لو! بیشک رجب خدا کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے پس جو کوئی ایمان کے ساتھ ثواب سمجھ کر رجب میں ایک روزہ بھی رکھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضوان اکبر کا مستوجب ہو جاتا ہے اور فردوس اعلیٰ میں اُسے رہنے کو جگہ ملے گی اور جو اس میں دو روزے رکھ لیتا ہے اس کو دو چند اجر کا دوگنا ملتا ہے۔ اس میں سے ہر دو چند دنیا کے پہاڑوں کے برابر ہوگا اور جو اس میں تین روزے رکھ لیتا ہے خدا اس کے اور دوزخ کے مابین ایک خندق حائل کر دے گا جس کا طول سال بھر کی مسافت کا ہوگا اور جو اس میں چار روزے رکھ لیتا ہے وہ بلا اور جنون اور جذام اور برص اور فتنہ مسیح دجال سے عافیت میں رہتا ہے اور جو اُس میں پانچ روزے رکھ لیتا ہے وہ عذاب قبر سے امن میں رہتا ہے اور جو چھ روزے رکھ لیتا ہے وہ قبر سے اس حالت میں نکلے گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہوگا اور جو سات روزے رکھ لیتا ہے تو ساتوں دوزخ کے دروازے اُن پر بند ہو جاتے ہیں اور جو آٹھ روزے رکھ لیتا ہے ہر روزے کے عوض میں ایک ایک دروازہ یعنی آٹھوں جنت کے دروازے اُس کے لیے کھل جاتے ہیں اور جو نو روزے رکھ لیتا ہے وہ قبر سے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا نکلے گا اور جنت کے ادھر اس کا چہرہ نہ ٹھہرے گا اور جو دس روزے رکھ لیتا ہے پُل صراط کے ہر ہر میل پر اُس کے لیے فرش لگا دے گا کہ اُس پر آرام کرتا ہوا جائے گا اور یہ ہم

پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایک میل چار ہزار قدم کا ہوتا ہے اور جو گیارہ روزے رکھ لیتا ہے تو قیامت میں اُس سے افضل کوئی نظر نہ آئے سوائے اس شخص کے جس نے اسی کی طرح یا اُس سے زیادہ روزے رکھے ہوں گے اور جو بارہ روزے رکھ لیتا ہے خدا اُس کو دو جوڑے پہنائے گا کہ اُس کا ایک جوڑا بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور جو تیرہ روزے رکھ لیتا ہے تو عرش کے نیچے اُس کے لیے دستر خوان بچھایا جائے گا وہ اس میں سے کھائے گا اور دوسرے لوگ سختی میں مبتلا ہوں گے اور جو اس میں چودہ روزے رکھ لیتا ہے خدا اُس کو وہ وہ نعمتیں دے گا کہ نہ آنکھ نے دیکھی نہ کان سے سُنی نہ کسی انسان کے دل میں گذری ہوں گی اور جو پندرہ روزے رکھ لیتا ہے خدا اس کو امن میں رہنے والوں کے مقام پر ٹھہرائے گا اور جو سولہ روزے رکھ لیتا ہے وہ اُن لوگوں میں ہوگا جو خدا تعالیٰ کی سب سے اوّل زیارت کریں گے اور اس کو دیکھیں گے اور اس کی باتیں سُنیں گے اور جو سترہ روزے رکھ لیتا ہے تو پُل صراط پر اس کے لیے ایک آرام گاہ مقرر کی جائے گی جس پر وہ آرام کرے گا اور جو اٹھارہ روزے رکھ لیتا ہے ابراہیم اُس کے قبہ میں مزاحمت کریں گے جو اُنیس روزے رکھ لیتا ہے خدا اُس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے قصر کے جیسا قصر بنائے گا۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ شاید یہ اُس مزاحمت کی تفسیر ہے جو اس سے پہلے مذکور ہوئی اور جو چوبیس روزے رکھ لیتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ خدا کے بندے جو کچھ گزر چکا وہ سب خدا نے تجھ سے معاف کیا اور بخش دیا اب پھر از سر نو عمل کر یہ سب کچھ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ میں بیان کیا ہے اور اذکار نووی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہو کر پہلے گزر چکا ہے کہ ضعیف حدیث پر بھی (جیسے کہ یہ ہے) عمل کر لینا مستحب ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو شخص رجب میں دو روزے رکھ لیتا ہے تو خدا کے نزدیک اُس کی اتنی کرامت ہوتی ہے جس کو تمام آسمان اور زمین والے بیان نہیں کر سکتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے رجب کی تعظیم کیا کرو۔ خدا قیامت

میں ہزار کرامت کے ساتھ تمہارا اکرام کرے گا اور جو اوّل یا وسط یا آخر رجب میں غسل کرتا ہے وہ گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے گویا آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرھویں رجب کا روزہ تین ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے اور چودھویں رجب کا روزہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے اور بیسویں رجب کا روزہ ایک لاکھ برس کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی نظیر ایام بیض کے بیان میں آتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تمام مہینوں پر رجب کی اتنی فضیلت ہے جیسے کہ قرآن شریف کی باقی کلاموں پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو رجب میں ایک روز روزہ رکھ لے تو گویا اُس نے چالیس برس روزے رکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو رجب میں دس روزے رکھ لے خدا اُس کے دو یاقوت سے مزّین دو بازو بنا دے گا جس سے وہ پُل صراط پر سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح اُڑ جائے گا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جنت میں ایک قصر ہے کہ اُس میں سوائے رجب میں روزہ رکھنے والے کے کوئی داخل نہ ہوگا و نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں ہے جو رجب میں ایک روز بھی روزہ رکھ لے گا خدا اُسے اُس نہر کا پانی پلائے گا۔ بروایت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے: جو رجب میں ایک روزہ رکھ لے گویا اُس نے اپنی تمام عمر روزے رکھ کر اور شب بیداری کر کے خدا کی عبادت میں گزاری اور اگر اُس نے رجب بھر کے روزے رکھ لیے تو آسمان سے اُسے ندا کی جاتی ہے کہ اے ولی اللہ! کرامت عظمیٰ کی خوشخبری سُن اور موت کے وقت اس کو شربت پلایا جاتا ہے کہ وہ سیراب مرتا ہے اور قبر میں سیراب داخل ہوتا ہے اور اُس سے سیراب نکلے گا اور جنت میں سیراب جائے گا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کرامت عظمیٰ سے مراد دیدار خداوندی ہے۔

فائدہ: ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چند قبروں پر گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمانے لگے: اے ثوبان! ان لوگوں پر

قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے خدا سے دعا کی کہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے' اے ثوبان! اگر یہ لوگ رجب کا ایک روزہ بھی رکھ لیتے اور ایک رات بھی شب بیداری کر لیتے تو ان پر کبھی عذاب نہ ہوتا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا صرف ایک روزہ اور ایک رات کی شب بیداری سے عذاب قبر نہ ہوتا' فرمایا: ہاں! قسم اُس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی مسلمان مرد یا عورت ایسی نہیں کہ رجب میں ایک روزہ بھی رکھ لے اور ایک رات بھی شب بیداری کر لے مگر خدا اُس کے لیے ایک سال کی عبادت لکھے گا' جس میں اُس نے دن کو روزہ رکھا اور رات کو شب بیداری کی ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ خدا کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے رجب میں روزہ رکھنے والو! خدا کی پناہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور میں نے طبقات ابن السبکی میں دیکھا ہے کہ رجب میں روزے رکھنے سے نہی کی حدیث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تضعیف کی ہے پھر شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قول قدیم کے موافق نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کہ سوائے رمضان کے کوئی شخص کسی پورے مہینہ کے روزے رکھنا اختیار کرے تاکہ جاہل اس کا وجوب نہ سمجھنے لگیں اور اگر کوئی ایسا کرے تو (فی نفسہٖ) بہتر ہے۔ اور شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے جو رجب میں روزہ رکھنے سے منع کرے وہ جاہل ہے اور اشہر حرم میں روزہ رکھنے کا استحباب منقول ہے اور اشہر حرم چار مہینہ ہیں۔ رجب' ذیقعدہ' ذی الحجہ اور محرم سب سے افضل ہے اور زیادہ روضہ میں بحر سے نقل کر کے واقع ہوا ہے کہ سب سے افضل رجب ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ بحر میں ہے کہ سب سے افضل محرم ہے اگر کوئی سوال میں کہے کہ اوّل اشہر حرم میں تجھ پر طلاق تو کوفیوں کے نزدیک اوّل محرم میں طلاق پڑے گی اور جمہور کے نزدیک اوّل ذیقعدہ میں۔

پانچواں فائدہ: جب قیامت ہو گی تو پکار مچے گی کہ رجب کے ماننے والے کہاں ہیں؟ اس وقت حجاب کے اندر سے ایک نور نکلے گا جس کے پیچھے جبریل علیہ السلام' میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام ہوں گے یہاں تک کہ رجب کے ماننے والے اس نور میں سے گزر کر اس مقام پر پہنچ جائیں گے جو اُن کے لیے تیار کیا گیا ہوگا پس وہ خدا کو سجدہ

کریں گے۔ان سے کہا جائے گا تم اپنا سر سجدہ سے اٹھاؤ تم تو یہ سب دنیا میں ادا کر چکے ہو اور اب منازل عزت کی طرف چلو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رجب خدا مہینہ ہے' آپ سے عرض کیا گیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مغفرت کے ساتھ مخصوص ہے اور اس میں خونوں (یعنی جانوں) کی حفاظت ہوتی ہے اور اُس میں خدا نے انبیا کی توبہ قبول کی ہے اور اولیاء کو ان کے دشمنوں سے چھڑایا ہے جو اُس کا روزہ رکھتا ہے تو تین چیزیں خدا کے ذمہ ہو جاتی ہیں جو کچھ اُس سے ہو چکا ہے اس کی معافی اور باقی عمر کی عصمت اور تیسرے یہ کہ بڑی پیشی کے روز وہ پیاس سے امن میں رہے گا' ایک شخص بولا کہ میں کمزور ہوں مجھے اُس کے کُل روزوں کی طاقت نہیں' آپ نے فرمایا: اوّل اور اوسط اور آخر میں روزہ رکھ لیا کرو تمہیں کل روزوں کا ثواب مل جایا کرے گا۔

چھٹا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو رجب کے روزوں سے عاجز ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا ایک روٹی خیرات کر دیا کرے' عرض کیا گیا: اگر نہ پائے تو کیا کرے: آپ نے فرمایا:

سبحان من لاینبغی التسبیح الا له سبحان الاعز الاکرم من لبس العز وهو له اهل ۔

وہ پاک ہے جس کے سوا کسی کی تسبیح زیبا نہیں' نہایت عزت اور بزرگی والا ہے وہ پاک ہے جس کی پوشش عزت ہے اور وہ اس کے لائق ہے۔

پڑھ لیا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب رجب کی پہلی شب ہوتی ہے تو خدا اُس میں میری امت کی طرف نگاہ (رحمت) کرتا ہے پھر گناہگاروں کو بخش دیتا ہے اور توبہ کرنے والوں پر اکرام کرتا ہے اور ذاکرین کو قرب عنایت کرتا ہے اور مجاہدہ کرنے والوں کو وصال سے مشرف کرتا ہے جو اس شب میں شب بیداری کرتا ہے تو صبح کو بخشا بخشایا ہوا ہو جاتا ہے اور جو اس میں مہینہ بھر روزے رکھتا ہے خدا اُس کو پکار کر فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! میرے اوپر تیرا حق واجب ہو گیا' مانگ کیا مانگتا ہے! قسم اپنی عزت اور جلال کی میں تیری کوئی درخواست رد نہ کروں گا اور تو میرے عرش کے نیچے میرے جوار

میں ہوگا اور میری مخلوق میں سے تو میرا حبیب ہے اور تو میرے نزدیک مکرم ہے۔ مژدہ سُن لے میرے اور تیرے درمیان کوئی حجاب نہیں، اس کو کتاب النور سے نقل کر کے روض الافکار میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار رجب کے پہلے روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپ نے دریافت فرمایا کہ اے ابوسعید! بتلاؤ تو وہ کون سا دِن ہے جس کی بھلائی نہایت زیادہ ہے؟ اور وہ کون سا دِن ہے جس کی برکت نہایت عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! یہ کیا بات ہے؟ آپ فرمانے لگے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ جب رجب کی پہلی شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم فرماتا ہے کہ وہ یہ پکارا کرتا ہے کہ سُن لو! توبہ کے مہینے کا چاند نکل آیا۔ پس اُس کے لیے بشارت ہے جو اُس میں خدا سے استغفار کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو رجب کے پہلے روز روزہ رکھتا ہے اُس سے جہنم اتنی دُور ہو جاتی ہے جتنا کہ آسمان زمین سے دُور ہے۔ بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے: جو رجب میں تین روزے رکھ لیتا ہے اور ان کی راتوں کو شب بیداری کر لیتا ہے اُس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے کہ کسی نے تین ہزار برس روزے رکھے اور شب بیداری کی خدا ہر ہر دن کے مقابلہ میں ستر ستر کبیرہ[1] گناہ معاف فرماتا ہے اور اُس کی ستر حاجتیں نزع کے وقت اور ستر حاجتیں قبر میں اور ستر حاجتیں اُس وقت جب نامہ اعمال اُڑ اُڑ کے لوگوں کے پاس پہنچیں گے اور ستر حاجتیں قیام میزان کے وقت اور ستر حاجتیں پُل صراط پر پوری کرتا ہے۔

سا تواں فائدہ: میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی غنیۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت دیکھی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک ماہِ رجب ایک عظیم مہینہ ہے جو اُس میں ایک روزہ بھی رکھ لیتا ہے، خدا اس کے لیے تین ہزار برس کے روزوں کا ثواب لکھتا ہے۔ بروایت حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] محققین کے نزدیک جیسا کہ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، البتہ مختلف اعمال حسنہ سے صغائر معاف ہو جاتے ہیں۔

مروی ہے کہ سن لو کہ رجب اشہر حرم میں سے ہے۔ خدا نے اُس میں نوح علیہ السلام کو کشتی پر سوار کیا تھا۔ پس انہوں نے خود بھی روزہ رکھا تھا اور جتنے اُن کے ساتھی تھے سب کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ خدا نے اُن کو غرق سے نجات دی اور زمین کو کفر اور سرکشی سے پاک کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو رجب میں خیرات کرتا ہے خدا اُس کو دوزخ سے اتنی دور کر دیتا ہے جتنی مسافت کوے کا بچہ انڈے سے نکلنے سے لے کر بڑھاپے تک بلکہ مرتے دم تک اُڑ کر طے کر سکتا ہے۔ اور بروایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو رجب کا ایک روزہ رکھ لیتا ہے گویا اُس نے ہزار برس روزے رکھے اور ہزار غلام آزاد کیے اور جو اُس میں تھوڑی سے بھی خیرات کرتا ہے تو گویا اُس نے ہزار دینار خیرات کیے اور اُس کے بدن پر جتنے بال ہوں' ہر ہر بال کے عوض میں خدا اُس کے لیے ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کے ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اُس کے ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور ہر روزہ اور خیرات کے عوض میں ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور اُس کے ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور ہر روزہ اور خیرات کے عوض میں ہزار حج اور ہزار عمرہ کے ثواب لکھتا ہے اور جنت میں اُس کے لیے ہزار محل تیار کرتا ہے۔

آٹھواں فائدہ: حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا: اے رب! مجھے وہ وقت بتلا دیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اور وہ دن بتلا دیجیے جو سب دنوں سے زیادہ محبوب ہو؟ ارشاد ہوا کہ سب سے زیادہ محبوب مجھے نصف رجب کے روزے ہیں جو نصف رجب کے دنوں میں روزے' نماز یا خیرات کے ذریعے میرا قرب تلاش کرتا ہے تو مجھ سے جو کچھ مانگتا ہے میں اُسے عطاء کرتا ہوں اور اگر مجھ سے مغفرت مانگتا ہے تو میں اُسے بخش دیتا ہوں۔ اے آدم! جو نصف رجب کے روز روزہ دار ہو کر صبح کرتا ہے اور اپنی شرمگاہ کا نگہبان رہتا ہے اور اپنے مال سے خیرات کرتا ہے تو اُس کی جزا سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو نصف رجب کا روزہ رکھتا ہے تو اُسے تیس برس کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور عیون المجالس میں ہے کہ نصف رجب کی شب وہ شب ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدا سے باتیں ہوئیں۔ ادریس علیہ السلام

آسمان پر اٹھائے گئے اور اس شب میں خدا اپنے فرشتوں سے جو بندوں کے اعمال ناموں پر مامور ہیں فرماتا ہے کہ اُن کے اعمال ناموں کو دیکھو جو گناہ ملے اسے مٹاؤ اور بجائے اس کے نیکی لکھ دو۔

نواں فائدہ: مقاتل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ خدا نے کوہ قاف کے پیچھے ایک سفید رنگ کی زمین پیدا کی ہے' جس میں فرشتے بھرے ہوئے ہیں ہر فرشتہ کے پاس ایک جھنڈا ہے جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے۔ رجب کی ہر شب میں دو فرشتے جمع ہو کر امت محمدی کے لیے استغفار کیا کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: رجب اشہر حرم میں سے ہے اور چھٹے آسمان کے دروازے پر اُس کے دِنوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جب کسی روز اس میں سے کوئی روزہ رکھتا ہے اور تقویٰ سے روزہ کو جید بنائے رکھتا ہے تو وہ دروازہ بولنے لگتا ہے اور کہتا ہے: اے رب! اپنے اس بندے کو بخش دیجیے اور اگر تقویٰ کے ساتھ اپنا روزہ پورا نہیں کرتا تو اس کے لیے وہ استغفار نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ تیرے نفس نے تجھے دھوکا دیا۔

دسواں فائدہ: وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ ماہِ رجب میں جو صبح و شام ستر بار استغفار کرتا ہے اُس کا بدن آگ پر حرام ہو جاتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہِ رجب میں استغفار کی کثرت کیا کرو کیونکہ اس کی ہر ساعت میں خدا دوزخ سے کچھ لوگ آزاد کیا کرتا ہے اور خدا کے کچھ شہر ہیں کہ سوائے رجب کے روزے رکھنے والے کے اور کوئی اُس میں نہ داخل ہوگا۔ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص رجب' شعبان اور رمضان میں ظہر و عصر کے درمیان:

استغفر اللّٰه العظيم الذي لا اله الا هو الحي القيوم و اتوب اليه توبه عبد ظالم لايملك لنفسه ضرا و لا نفعا و لاموتا و لا حيوة و لا نشورا۔

میں خدائے عظیم سے مغفرت مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ

اور برقرار رہنے اور رکھنے والا ہے میں اُس سے بندۂ ظالم کی سی توبہ کرتا ہوں'
جو اپنے نفس کے لیے نہ ضرر کا مالک ہے نہ نفع کا نہ موت کا نہ زندگی کا نہ پھر جی
اُٹھنے کا۔

پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کا دونوں فرشتوں کو حکم صادر ہوتا ہے اس کے گناہوں کا نامہ اعمال جلا دو اور خبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رجب کی ہر رات کو فرماتا ہے رجب میرا مہینہ ہے اور بندہ میرا بندہ ہے اور رحمت میری رحمت ہے اور فضل میرے ہاتھ میں ہے اور اس مہینہ میں جو مجھ سے مغفرت مانگتا ہے میں اُسے بخشتا ہوں اور جو مجھ سے سوال کرتا ہے میں اُسے عطاء کرتا ہے۔ اور میں نے عیون المجالس میں دیکھا ہے کہ رجب "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنے کا مہینہ ہے اور شعبان "سبحان اللّٰه" پڑھنے کا مہینہ ہے اور رمضان "الحمد للّٰه" پڑھنے کا مہینہ ہے۔

گیارہواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص ستائیسویں رجب کو روزہ رکھتا ہے خدا اُس کے لیے ساٹھ مہینہ کا ثواب لکھتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' دونوں صاحب کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب میں ایک دن وہ دن ہے جب اس دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو شب بیداری کرتا ہے تو اس کو اتنا اجر ملتا ہے کہ گویا اُس نے سو برس روزے رکھے اور شب بیداری کی اور جب تین دن رجب کے باقی رہ جائیں تب وہ دن ہوتا ہے جس کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ میں نقل کیا ہے۔ میں نے الجامع الشافی فی الوعظ الکافی میں دیکھا ہے کہ جو ستائیسویں رجب کو روزہ رکھتا ہے اور اس میں خیرات کرتا ہے تو خدا اُس کے لیے روزوں کے عوض میں ہزار نیکیاں اور دو ہزار غلام کے آزاد کرنے کا ثواب لکھتا ہے اور خبر میں مرفوعاً آیا ہے کہ جو ستائیسویں رجب کو دو رکعتیں اس طرح پڑھتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ھو اللّٰه احد اکیس بار پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود بھیجے پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِمُشَاهَدَةِ اَسْرَارِ الْمُحِبِّيْنَ وَ بِالْخَلْوَةِ الَّتِیْ

خصصت بها سيد المرسلين حين اسريت به ليلة السابع والعشرين ان ترحم قلبي الحزين و تجيب دعوتي ياآكرم الاكرامين ۔

اے اللہ! میں اسرار محبین کے مشاہدہ اور اس خلوت کی بدولت جس کے ساتھ آپ نے سید المرسلین کو ستائیسویں تاریخ شب معراج میں خاص کیا ہے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے دل غمگین پر رحم کیجیے اور میری دعا قبول فرمایئے اے سب بزرگوں میں سے زیادہ بزرگ۔

تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کی عاجزی پر رحم کرتا ہے اور اس کے دل کو زندہ کردے گا جس دن کہ دِل مردہ ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت اس مہینہ میں تین رکعت پڑھ لیتا ہے اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تین بار پڑھے تو خدا اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کو اتنا اجر دیتا ہے گویا کہ اُس نے تمام ماہ روزے رکھے اور آئندہ سال تک نمازیں پڑھیں اور ہر روز شہید کے عمل کا ثواب پاتا ہے اور اگر پورے مہینہ روزے رکھتا ہے اور یہ نماز بھی پڑھتا ہے تو خدا اسے دوزخ سے نجات دیتا ہے اور جنت اس کے لیے واجب کر دیتا ہے۔

بارہواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رجب کے نوچندی جمعہ کی شب سے غفلت نہ کرو کیونکہ فرشتوں کے نزدیک اس شب کا نام لیلۃ الرغائب ہے اور یہ اس لیے کہ جب تہائی شب گذر جاتی ہے تو زمین اور آسمان کے جتنے فرشتے ہیں اُن میں سے کوئی باقی نہیں رہتا جو کعبہ میں یا اس کے گرد جمع نہ ہوتا ہو پھر خدا اُن سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! جو چاہو مجھ سے مانگو پس وہ کہتے ہیں: اے ربّ ہمارے! آپ سے صرف یہ حاجت ہے کہ رجب کے روزہ داروں کو آپ بخش دیجیے خدا ارشاد فرماتا ہے: اچھا! یہ میں نے کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے پوچھا: کہاں سے آتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے' میں نے پوچھا: آپ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رجب میں جو ابتغاء وجہ اللہ یعنی کی رضامندی حاصل کرنے کی غرض سے ایک روزہ بھی رکھ لیتا ہے ہے تو جنت میں جاتا ہے' اس کے بعد میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے استفسار کیا کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اپنا ایسا بیان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ کہا! میں ہی نے کہا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو کسی مسلمان کی کوئی بے چینی دور کرتا ہے تو خدا اُس کو جنت الفردوس میں اتنا بڑا محل عنایت فرماتا ہے کہ جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔

تیرھواں فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک پہاڑ پر گزر ہوا جو نور سے چمک رہا تھا' انہوں نے کہا: اے رب! میرے لیے اس پہاڑ کو گویا کر دیجیے۔ پس پہاڑ بول اُٹھا: اے رُوح اللہ! آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اپنی خبر مجھ سے بیان کر! اُس نے کہا: میرے اندر ایک آدمی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! اُس کو نکال دیجیے۔ چنانچہ پہاڑ پھٹ گیا اور ایک خوبصورت سے بزرگ نکل آئے اور کہنے لگے: اے عیسیٰ! میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ہوں' میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک خدا سے زندہ رہنے کی درخواست کی ہے تاکہ میں اُن کا اُمتی بن جاؤں اور مجھے اس پہاڑ میں چھ سو برس خدا کی عبادت کرتے ہوئے گزرے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! روئے زمین پر کیا اس شخص سے بھی زیادہ کوئی آپ کے نزدیک مکرم ہے؟ ارشاد ہوا: اے عیسیٰ! جو اُمت محمدی میں سے ماہِ رجب میں ایک روزہ رکھ لیتا ہے وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہے۔

حکایت: بصرہ میں ایک عابدہ عورت تھی جب اُس کی موت قریب آئی تو اُس نے اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ مجھے اُس کپڑے میں کفن دینا جس کو پہن کر میں رجب میں عبادت کیا کرتی تھی۔ جب وہ مری تو اُس نے اُس کو دوسرا کفن دیا پھر جب اُسے دفن کر کے لوٹا تو اُس کا کفن گھر میں موجود تھا اور وہ کپڑے موجود نہ تھے اسے بڑا تعجب ہوا۔ ہاتف نے آواز دی: اپنا کفن لے لے ہم نے اُس کو اُسی کے کپڑوں میں کفنایا ہے (جیسے کہ اس نے

وصیت کی تھی) کیونکہ جو رجب کے روزے رکھتا ہے ہم اُس کو اُس کی قبر میں غمگین نہیں رہنے دیتے۔

لطائف

پہلا لطیفہ: رجب میں حرف ہیں: ر۔ج۔ب۔ را سے رحمتِ خداوندی اور جیم سے اس کی جود و بخشش اور با سے بر و احسان کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرا لطیفہ: رجب کا نام اصب بھی ہے کیونکہ یہ صبٌ سے مشتق ہے جس کے معنی ٹپکنے کے ہیں اور اس ماہ میں رحمت ٹپکتی ہے اور اس کا نام اصم بھی ہے جس کے ٹھوس اور بھرپور کے ہیں۔ کیونکہ اس میں جنگ و جدل اٹھا رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ ہتھیاروں کی آواز بھی نہیں سُنائی دیتی اور بعض نے کہا کہ وہ خدا کی طرف اُٹھ جاتا ہے جب ختم ہوتا ہے پس خدا اس سے اپنے بندوں کے عمل کا حال دریافت فرماتا ہے وہ خاموش رہتا ہے۔ پھر مکرر دریافت فرماتا ہے وہ خاموش رہتا' پھر تیسری بار دریافت فرماتا ہے' وہ پھر بھی خاموش رہتا ہے' اس کے بعد کہتا ہے: اے رب! آپ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کی پردہ پوشی کیا کریں اور آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام اصم یعنی بہرا رکھا ہے اس لیے میں نے صرف اُس کی طاعتیں سُنیں ہیں گناہ نہیں سُنے اور اُس کا نام رجب ترجیب سے بھی مشتق ہو سکتا ہے۔ جس کے معنی تعظیم کے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی کسی شئے کی تعظیم کرتا ہے تو کہا جاتا ہے: "رجبت الشئی" اور اُس کا نام رجم بھی ہے کیونکہ اس میں رجم شیاطین ہوتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو ستائیں نہیں۔

تیسرا لطیفہ: رجب تخم ریزی کا مہینہ ہے اور شعبان آب پاشی کا اور رمضان فصل کاٹنے کا پس جو شخص رجب میں تخم طاعت نہیں بوتا اور شعبان میں آب چشم سے اُسے نہیں سینچتا وہ رمضان میں فصل رحمت کو کیوں کر کاٹ سکتا ہے۔ رجب بدن کو پاک کرتا ہے اور شعبان قلب کو اور رمضان روح کو اور رجب سابقین کے لیے ہے اور شعبان مقتصدین کے لیے اور رمضان ظالمین کے لیے اور رجب ذنوب سے استغفار کرنے کے لیے ہے اور شعبان عیوب کے چھپانے کے لیے اور رمضان قلوب کے روشن کرنے کے لیے۔

چوتھا لطیفہ: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سال ایک درخت کے مانند ہے اور رجب اُس کے پتے نکلنے کا زمانہ ہے اور شعبان اُس کے پھلنے کا اور رمضان پھل توڑنے کا اور بعض نے کہا ہے کہ رجب مغفرت خداوندی کے ساتھ خاص ہے اور شعبان شفاعت کے ساتھ اور رمضان نیکیوں کی تضعیف کے ساتھ اور بعض نے کہا ہے کہ رجب توبہ کا مہینہ ہے اور شعبان محبت اور رمضان قرب کا اور ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رجب کی حالت ہوا کی سی ہے اور شعبان کی ابر کی سی اور رمضان کی بارش کی سی اور تمام مہینوں میں نیکیوں کا دس گنا ثواب ہے اور رجب میں ستر گنا اور شعبان میں سات سو گنا اور رمضان میں ہزار گنا۔

باب:

ماہِ شعبان کی فضیلت

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شعبان کی پہلی شب میں بارہ رکعتیں اس طرح پڑھتا ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پانچ بار پڑھے تو خدا اس کو بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب عطاء فرماتا ہے اور بارہ ہزار برس کا ثواب اس کے لیے لکھتا ہے اور وہ گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے جیسے کہ آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اُسی دن تک اُس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا' اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ میں نے کتاب البرکۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیکھا ہے کہ جو شعبان کی نوچندہ جمعرات کو اور آخری جمعرات کو روزہ رکھتا ہے تو خدا کے ذمہ ہو جاتا ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے اور آخری جمعرات عادت والے پر محمول ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سب سے زیادہ پسندیدہ مہینہ تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے۔ شعبان کفارہ کرنے والا ہے اور رمضان پاک کرنے والا۔ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ کو میں جس قدر روزے شعبان میں رکھتے دیکھتا ہوں اس قدر ہم لوگ تو سوائے رمضان کے کسی مہینہ میں نہیں رکھتے' آپ نے فرمایا: یہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے اس میں لوگ غفلت کیا کرتے ہیں اس میں لوگوں کے عمل اُٹھ کر جایا کرتے ہیں اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل ایسی حالت میں اُٹھ کر جائیں کہ میں روزہ دار ہوں۔ حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل روزے کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: شعبان کے روزے! رمضان کی تعظیم کے لیے۔ اور نیز اُن سے مروی ہے کہ روزہ رمضان کے لیے تم اپنے بدنوں کو شعبان کے روزوں سے پاک کرلیا کرو کیونکہ جو کوئی بندہ شعبان کے تین روزے رکھ لیتا ہے پھر قبل افطار مجھ پر متعدد بار درود پڑھتا ہے تو خدا اُس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اور اُس کی روزی میں برکت دیتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ شعبان کو شعبان کیوں کہتے ہیں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا: خدا اور رسول زیادہ جاننے والے ہیں! آپ نے فرمایا: اس لیے کہ رمضان کے لیے اُس میں خیر کثیر کے بہت سے شعبے نکل پڑتے ہیں۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: تمام مہینوں پر رجب کی ایسی فضیلت ہے جیسے قرآن کی تمام کلاموں پر اور باقی مہینوں پر شعبان کی ایسی فضیلت ہے جیسے میری فضیلت تمام انبیاء پر اور رمضان کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے خدا کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔ اور نیز انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جو شعبان میں ایک روزہ رکھتا ہے خدا اُس کے بدن کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے اور وہ جنت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا رفیق ہوگا اور خدا اُس کو ایوب علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا سا ثواب عنایت فرمائے گا اور اگر اُس نے پورا مہینہ تمام کرلیا تو خدا اُس پر سکرات موت کو آسان کر دے گا اور قبر کی تاریکی اور منکر نکیر کی دہشت اُس سے دور رکھے گا اور قیامت میں اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام نصف شعبان کی شب کو آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک

ۓ صحیح روایات میں ان جیسے فضائل کا ثبوت نہیں ملتا۔

وسلم)! اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائیے۔ میں نے پوچھا: یہ کیسی رات ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ ایسی رات ہے کہ خدا اس میں رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور سوائے مشرک کے سب کو بخش دیتا ہے مگر ہاں جو ساحر یا کاہن یا زنا پر اصرار کرنے والا یا شرابی ہو اُسے نہیں بخشتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ نصف شعبان کی شب کو خدا اپنے بندوں پر نظر کرتا ہے سوائے مشرک اور اس شخص کے جو اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھے اور اُسے چھوڑ کر اپنی ساری خلق کو بخش دیتا ہے۔

فائدہ: کسی عذر شرعی سے تین دن سے زیادہ بھی کسی مسلمان سے بات چیت چھوڑ دینا جائز ہے۔ اور کتاب البرکتہ میں ہے: نصف شعبان کے روز جن، پرندے، درندے اور سمندر کی مچھلیاں روزہ رکھتی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب نصف شعبان کی شب ہوا کرے تو شب بیداری کیا کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سُن لو! کون استغفار کرتا ہے کہ میں اُسے بخش دوں، سُن لو! کون کس مصیبت میں مبتلا ہے کہ میں اُسے عافیت عطاء کروں، سُن لو! کون روزی مانگتا ہے کہ میں اُسے روزی دوں کون ایسا ہے، یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شب نصف شعبان کو عبادت میں گزارتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے، اس کا قلب جس دن اور قلب مردہ ہوں گے نہ مرے گا۔ اور اقناع میں مذکور ہے کہ جبرئیل علیہ السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شب برأت میں نازل ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم)! اس شب میں مجاہدہ کیجیے۔ کیونکہ اس میں حاجت پوری ہوتی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدہ فرماتے رہے۔ پھر دوبارہ جبرئیل علیہ السلام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ اپنی اُمت کو بشارت دے دیجیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مشرک کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کو بخش دیا ہے، پھر کہا کہ آپ اپنا سر اٹھائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا تو دیکھتے ہیں کہ جنت کے دروازے اور ایک روایت ہے کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور پہلے دروازے پر فرشتہ پکار رہا ہے کہ اس شب میں رکوع کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور دوسرے دروازے پر فرشتہ پکارتا

ہے کہ اس شب میں سجدہ کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور تیسرے دروازے پر فرشتہ پکارتا ہے کہ اس شب میں دعا کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور چوتھے دروازے پر فرشتہ پکارتا ہے کہ اس شب میں خوف خدا سے رونے والوں کو خوشخبری ہو اور پانچویں دروازہ پر فرشتہ پکارتا ہے کہ اُس شب میں بھلائی کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور چھٹے دروازہ پر فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی سوال کرنے والا جس کا سوال پورا کیا جائے اور ساتویں دروازہ پر فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے' انہوں نے جواب دیا کہ طلوع فجر تک پھر کہا کہ اس شب میں بنی کلب کی بکریوں کے بال کے برابر خدا لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔

حکایت: روض الافکار میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک پہاڑ پر گذر ہوا تو انہیں ایک بڑا سفید پتھر نظر پڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے چاروں طرف پھرتے تھے اور تعجب کرتے تھے' اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عجیب شئے آپ پر ظاہر کروں! انہوں نے عرض کی کہ ہاں! پس وہ پتھر پھٹ گیا اور اُس میں سے ایک بزرگ سبز رنگ کا عصا ہاتھ میں لیے ہوئے نکل آئے اور اُن کے پاس ایک انگور کا درخت تھا' وہ کہنے لگے کہ مجھے روزانہ یہ رزق ملتا ہے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ تو اس پتھر میں کب سے خدا کی عبادت میں مشغول ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ چار سو برس سے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! میرا گمان ہے کہ آپ نے اس سے افضل کوئی مخلوق نہ پیدا کی ہوگی۔ ارشاد ہوا کہ جو شخص امت محمدی میں نصف شعبان کی رات کو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہے وہ اُس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولے: کاش! میں امت محمدی میں سے ہوتا۔

فائدہ: شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ صالحین رحمۃ اللہ علیہم جن چیزوں کی محافظت کیا کرتے تھے مجملہ اس کے صلوٰۃ التسبیح بھی ہے۔ روض الافکار میں مذکور ہے کہ مناسب یوں ہے کہ اُسے بعد زوال ظہر کے قبل پڑھا کرے اور اس کی کیفیت

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے آپ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میرے چچا! کیا آپ کو میں عطیہ نہ دوں کیا آپ کو کچھ تحفہ نہ پیش کروں۔ کیا میں یہ نہ بتاؤں کہ دس باتیں ہیں اگر آپ کر لیں گے تو خدا آپ کے پہلے پچھلے نئے پرانے قصداً کیے ہوئے یا خطاءً چھپے ہوں یا ظاہر سب گناہ بخش دے گا وہ یہ ہے کہ آپ چار رکعتیں اس طرح سے پڑھیں کہ ہر رکعت میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں۔ روض الافکار میں مذکور ہے مناسب ہے کہ مستحبات میں سے کوئی سورت ہو یعنی سورۃ حدید یا حشر یا صف یا جمعہ یا تغابن اور قرأت سے فارغ ہو کر "سبحان اللہ والحمد للہ ولآ الہ الا اللہ واللہ اکبر" پندرہ بار کہیں پھر رکوع کریں اور حالت رکوع میں اسی کو دس بار کہیں پھر سر اُٹھا کر دس بار کہیں پھر سجدہ میں دس بار کہیں۔ پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر دس بار کہیں پھر دوسرے سجدے میں دس بار کہیں۔ پھر کھڑے ہونے سے پہلے سجدہ سے سر اُٹھا کر دس بار کہیں۔ اس طرح ہر رکعت میں پچھتر بار تسبیح ہوئی۔ (چار رکعت میں تین سو بار) ترغیب اور ترہیب میں مذکور ہے کہ اگر اس کو رات کو پڑھے تو ہر دو رکعت[1] پر سلام پھیرے اور اگر دن کو پڑھے تو اُسے اختیار ہے چاہے ایک ہی سلام سے چاروں رکعتیں پڑھ لے یا دو سلام سے۔ ہاں! میں نے شرح مہذب میں دیکھا ہے کہ شب و روز کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت پر سلام پھیر دیا کرے اور اسی کے احمد اور مالک رحمۃ اللہ علیہما قائل ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب و روز کی نماز دو دو کر کے ہے اس کو ابوداؤد نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔ اور کتاب البرکۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو نصف شعبان کی شب کو بارہ رکعتیں اس طرح پڑھتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دس بار پڑھے تو اس کے سارے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے۔

لطیفہ: اللہ تعالیٰ نے شب برأت کو ظاہر کیا ہے کیونکہ وہ قضاء اور حکم الٰہی کی شب ہے۔ اُسی میں اجلین لکھ لی جاتی ہیں اور اعمال اٹھا لیے جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] حنفیہ کے نزدیک چار رکعت نفل کی نیت بھی جائز ہے اس لیے درمیان میں سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

نے فرمایا ہے کہ چار راتیں ہیں کہ خدا اُس میں خیر کو بڑھا دیتا ہے یعنی شب برأت اور شب عیدالفطر و عیدالاضحیٰ اور شب عرفہ اور شب قدر کو خدا نے مخفی رکھا ہے کیونکہ وہ رحمت اور دوزخ سے آزادی ملنے کی شب ہے۔ پس اُسے مخفی رکھ لیا ہے تاکہ لوگ اُس پر بھروسہ کر کے بیٹھ نہ رہیں۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو اس لیے مخفی کیا ہے کہ تاکہ تمام مہینہ بھر لوگ مجاہدہ میں لگے رہیں اور اسی طرح جمعہ کی ساعت اجابت دعا کا معاملہ ہے اور اسمائے حسنیٰ میں سے اپنے اسم اعظم کو مخفی رکھا ہے تاکہ ہم خدا کے تمام نام لے کر دعا کیا کریں اور ولی کو مخفی رکھا ہے تاکہ کسی مسلمان کی حقارت نہ ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی کر دیا ہے' اپنی رضا کو اپنی طاعت میں تاکہ طاعت میں سے کوئی شئے حقیر نہ سمجھی جائے اور اپنے غضب کو معصیت میں تاکہ معصیت میں کسی کو کوئی حقیر نہ سمجھے اور اپنے ولی کو اپنی مخلوق میں چھپا دیا ہے تاکہ تم کسی کو تحقیر نہ کرو۔

حکایت: مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے تائب ہو جانے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں شراب پیا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی سے لڑکی تھی جو میرے سامنے سے شراب پھینک دیا کرتی تھی جب وہ دو برس کی ہوئی تو اُس کا انتقال ہو گیا۔ میرے دل کو اُس کا بڑا رنج ہوا جب شب برأت ہوئی تو میں نے دیکھا گویا کہ قیامت قائم ہے اور ایک بڑا بھاری اژدھا منہ کھولے ہوئے میرے درپے ہے اُس سے بھاگا پھر ایک بزرگ کو دیکھا جن سے خوشبو آ رہی تھی میں نے اُن سے کہا خدا آپ کو اپنی پناہ میں رکھے مجھے بچائیے وہ رو دیئے اور کہنے لگے میں تو ضعیف ہو رہا ہوں لیکن ذرا جلدی کرو شاید خدا کسی ایسے کو مقرر کر دے جو تمہیں بچا لے میں بھاگتے بھاگتے دوزخ کے کنارے جا پہنچا پھر مجھ سے کہا گیا: لوٹ! میں لوٹ پڑا اور اژدھا میرے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا یہاں تک کہ پھر میرا اُس ضعیف پر گذر ہوا' میں نے کہا: مجھے بچا لے! وہ بولا: میں تو ضعیف ہو رہا ہوں۔ لیکن اس پہاڑ کی طرف دوڑ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی ودیعتیں ہیں اگر اس میں تمہاری کوئی ودیعت ہوگی تو ابھی تمہاری مدد کرے گی پھر مجھے چاندی کا پہاڑ نظر پڑا۔ جب میں اُس کے

قریب گیا تو کسی فرشتہ نے پکار کر کہا: دروزے کھول دو! شاید اس کی کوئی ودیعت تمہارے پاس اور وہ اُسے اُس کے دشمن سے بچالے پس دروازے کھل گئے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میری لڑکی موجود ہے! اس نے داہنے ہاتھ سے تو مجھے پکڑ لیا اور بایاں ہاتھ اژدہے کی طرف بڑھایا' اس پر وہ اُلٹا بھاگ کھڑا ہوا' پھر مجھے کہنے لگی: اے میرے باپ! کیا ابھی ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کے لیے پست ہوکر رہ جائیں۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو قرآن کو پہچانتی ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! پھر میں نے اُس سے کہا: اچھا اس اژدہے کا حال بتا! اُس نے جواب دیا کہ یہ آپ کی بداعمالی ہے اور وہ ضعیف آپ کے نیک عمل تھے وہ کہتے ہیں: میری آنکھ جو کھلی تو میں سہا ہوا تھا اُسی دم میں نے توبہ کی اور خدا سے عہد کیا کہ اب ایسا نہ کروں گا۔ مالک بن دینار کا ۱۳۱ھ ایک سو اکتیس ہجری میں انتقال ہوا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھی انہوں نے پایا ہے کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

مـا بـال دينـك تـرضـى ان تـدلسـه   وثـوبك الـدهـر مغسـول من الرجس

تـرجـوا الـنجـاة ولـم تسلك طـريقتها   ان السفينة لا تـجـرى على اليبس

تمہارے دین کا کیا حال ہو رہا ہے کہ اُس کے آلودہ ہونے پر تو تم راضی ہو اور تمہارے کپڑے ہمیشہ میل کچیل سے دھلے اور صاف رہتے ہیں' تم نجات کے تو امیدوار ہو لیکن اس کی راہ کبھی چلے نہیں' اس میں شک نہیں کہ کشتی خشکی پر نہیں چلا کرتی ہے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نصف شعبان کی شب یعنی شب براَت کو خداتعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو جنت میں بھیجتا ہے وہ اُسے حکم دیتے ہیں کہ آراستہ ہو اور کہتے ہیں کہ آج کی رات خداتعالیٰ نے آسمان کے ستاروں اور دنیا کے شب وروز کے برابر لوگوں کو آزاد کیا ہے۔ تہذیب الاسماء واللغات میں نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کعب بن ماتع بھی کعب احبار کے نام سے مشہور ہیں۔ خلافت صدیق میں اسلام لائے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ان سے روایتیں کی ہیں اور ان کی کثرت علم اور معتمد ہونے پر

اتفاق کیا ہے۔ عطا بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: شب قدر کے بعد شب برأت سے افضل کوئی شب نہیں اور یہ اُن شبوں میں سے ہے جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عطار بن یسار رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں اور ان کے باپ یسار اُم المومنین میمونہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شب برأت فرشتوں کی عید ہے اور ایسی ہی شب قدر ہے پس اُن کی عید رات کو ہوتی ہے کیونکہ وہ سوتے نہیں ہیں اور انسان کی عید دن کو ہوتی ہے اس لیے کہ وہ سوتے ہیں۔

لطیفہ: شعبان میں پانچ حرف ہیں ش، ع، ب، ا، ن، پس شین شرف سے ہے اور عین علو سے اور بابر سے الف اُلفت سے اور نون نور سے پس اس ماہ میں اپنے مسلمان بندہ کے لیے خدا کے یہ عطیات ہیں۔

مسئلہ: جس کی عادت نہ ہو اُس کو نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا حرام ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر روایت ہے کہ جب نصف شعبان ہو جائے تو روزہ مت رکھو یہاں تک کہ رمضان آ جائے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ استحباب کے قائل ہیں۔ پس اگر کہا جائے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے رمضان کے کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ شعبان سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے رکھتے ہوں اور اُسی میں ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ تمام شعبان بھر روزے ہی رکھا کرتے تھے پس دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تمام شعبان بھر سے اکثر شعبان مراد ہے۔

فائدہ: توریت میں لکھا ہے کہ جو شعبان میں

لا الٰہ الا اللّٰہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔

سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں' ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے

اس کے لیے دین کو خالص کر کے عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافروں کا ناگوار ہو۔

پڑھتا ہے خدا اُس کے لیے ہزار برس کی عبادت لکھتا ہے اور اُس کے ہزار برس کے گناہ مٹا دیتا ہے اور وہ اپنی قبر سے اس حالت میں نکلے گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور خدا کے نزدیک وہ صدیق لکھا جائے گا۔
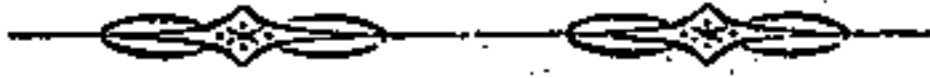
باب:

ماہِ رمضان کی فضیلت

اس میں دو فائدے ہیں:

پہلا فائدہ: میں نے قزوینی کی عجائب المخلوقات میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت دیکھی ہے گزشتہ رمضان کی پانچویں اور آئندہ رمضان کی پہلی تاریخ ایک روز ہوا کرتی ہے۔ لوگوں نے اس کا پچاس سال تک امتحان کیا اور صحیح پایا۔ دوسرا فائدہ: براویت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو بندہ مومن چاند دیکھ کر خدا کی حمد و ثناء کرتا ہے پھر سات بارہ سورۃ فاتحہ پڑھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس مہینہ بھر شکایت چشم سے عافیت میں رکھتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم مہینہ کے شروع میں چاند دیکھا کرو تو تین بار:

الحمد لله الذی خلقنی و خلقك و قدرلك منازل و جعلك اية للعالمين ۔

جمیع حمد خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے اور تجھے پیدا کیا اور تیرے لیے منزلیں مقرر کیں اور تجھ کو عالم والوں کے لیے نشانی بنایا۔

پڑھ لیا کرو تو خدا تم سے فرشتوں پر فخر کرے گا اور فرمائے گا: اے میرے فرشتو! گواہ رہو! میں نے اس بندہ کو دوزخ سے آزاد کر دیا۔ اور نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اذکار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تھے تو پڑھتے تھے:

اللّٰهم اهله علينا بالامن والايمان والسلامة والاسلام ربی وربك الله ۔

اے اللہ! اس کو ہمارے اوپر امن و ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال لئے! میرا ربّ اور تیرا ربّ اللہ ہے۔

اور اس کو ترمذی نے ”والتوفیق لما تحب و ترضی“ کی زیادتی کے ساتھ روایت کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تھے تو تین بار فرماتے تھے:

هلال خير ورشد امنت بالذى خلقك ۔

خیر اور رہنمائی کا نیا چاند ہے، میں اُس پر ایمان لایا جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔

زمخشری کی ربیع الابرار میں ہے کہ آفتاب کے دیکھنے کے وقت کہنا چاہیے:

سبحان من صورك ودورك ونورك ولوشآء يكورك ۔

وہ پاک ہے جس نے تیری صورت بنائی اور تجھے گردش دی اور تجھے روشن کیا اور اگر چاہتا تو تجھے بے نور کر دیتا۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ یہاں دوسرا فائدہ اس لیے ذکر کر دیا گیا ہے کہ لوگ رمضان کے چاند دیکھنے کا غیر رمضان سے زیادہ اہتمام کیا کرتے ہیں۔

مسائل

پہلا مسئلہ: اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا اگر تو نیا چاند دیکھے تو تجھ پر طلاق ہے پھر اُس عورت کو کسی نے چاند نکلنے کی اطلاع دی یا مہینہ ختم ہو گیا تو طلاق پڑ جائے گی۔ اگر اُس نے کہا کہ میں نے خود اس کا معائنہ کرنا مراد لیا تھا تو باطناً اُس کا قول مقبول ہوگا اور صحیح روایت کی بناء پر ظاہراً بھی مقبول ہوگا اگر اس عورت کو دکھائی دیتا ہو اندھی نہ ہو اور اگر کہا: اگر میں نیا چاند دیکھوں تو تجھ پر طلاق ہے تب بھی ایسا ہی حکم ہے اگر اُسے دکھلائی دیتا ہو اندھا نہ ہو اور دوسری شب کو چاند دیکھنا پہلی شب کے مثل ہے اور غروب سے پہلے دیکھنے کا اعتبار نہیں۔

دوسرا مسئلہ: ہر شب کو رمضان کے روزہ کی نیت کرنا واجب ہے اور دونوں اماموں کے نزدیک اُس کا وقت غروب سے لے کر فجر تک ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غروب سے لے کر زوال تک ہے۔ جیسے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفل کا حال ہے اور ایک قول میں نفل روزہ کی نیت بعد زوال بھی درست ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے

ہیں کہ شروع رمضان ہی سے ہر شب کی ایک ہی بار نیت کر لینا کافی ہے۔

تیسرا مسئلہ: اگر کسی نے رمضان کی پہلی شب میں تمام مہینہ کے روزوں کی نیت کر لی تو پہلے دن کا روزہ صحیح ہوگا یا نہیں اس میں خلاف ہے روضہ میں صحت کی تصحیح کی گئی ہے اور اگر کسی کو شک ہو کہ نیت کی ہے یا نہیں پھر قبل غروب یا بعد غروب یاد آیا تو اُس کا روزہ صحیح ہو جائے گا اور اگر یاد نہ آیا تو قضا واجب ہے اور اگر اس میں شک ہے کہ قبل فجر نیت کی ہے یا بعد فجر تو قضا واجب ہے نیت دل سے ارادہ کرنے کا نام ہے اور لڑکا فجر سے پہلے نیت کے واجب ہونے میں بالغ کے مثل ہے۔

چوتھا مسئلہ: اگر کوئی شخص بلا ضرورت روزہ نہ رکھے وہ قید کر دیا جائے اور اُسے کھانے پینے وغیرہ کی چیزیں یعنی مفطرات ثلثہ صوم نہ دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (۲:۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے بعد والوں پر روزے فرض کیے گئے تھے پھر نصاریٰ نے اس میں اور زیادتی کر دی اور بعض نے کہا ہے کہ انہوں نے گرمیوں سے جاڑے کے دنوں میں اُسے منتقل کر لیا اور وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے قول:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (۶۹:۲۴)

کھاؤ پیو خوشگواری کے ساتھ اس کے عوض میں جو تم ایامِ گزشتہ میں کر چکے ہو۔

کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس سے ایامِ صوم مراد ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملنے کے وقت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو ماہ رمضان میں مجالس ذکر میں سے کسی مجلس میں حاضر ہوتا ہے خدا اُس کے لیے ہر قدم کے عوض میں ایک سال کی

عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور قیامت میں وہ میرے عرش کے نیچے ہوگا اور جو رمضان میں جماعت پر مداومت کرتا ہے خدا ہر رکعت کے عوض میں اُسے نور کا شہر عطاء فرمائے گا اور جو اپنے والدین کے ساتھ اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق احسان کرے گا' خدا اُس کی طرف رحمت اور مہربانی کی نگاہ سے دیکھے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں اور جو عورت رمضان میں اپنے خاوند کی رضا جوئی میں لگی رہتی ہے خدا کے نزدیک اُسے مریم اور آسیہ رضی اللہ عنہما کا ثواب ملتا ہے اور جو کوئی رمضان میں کسی مسلمان کی حاجت پوری کرتا ہے' خدا اُس کی دس لاکھ حاجتیں روا کر دیتا ہے اور جو اُس میں کسی عیال دار کو خیرات دیتا ہے خدا اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔ اور بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے چلتا ہے خدا ہر قدم پر اُس کے لیے ستر ستر نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے ستر ستر گناہ مٹاتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جہاں سے چلا تھا وہاں ہی لوٹ آتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بے شک خدا کی ایسی مخلوق بھی ہے جس کو اُس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے پیدا کیا ہے کہ لوگ اپنی حاجتوں میں اُن کے پاس گھبرائے چلے آتے ہیں اور وہ لوگ خدا کے عذاب سے امن میں رہنے والے ہیں' اس کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔ جو کسی حاجت میں اپنے بھائی کے ساتھ جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کے لیے اسے پورا کر دیتا ہے تو خدا اس کی قوم کو اُس دن ثابت رکھے گا جس دن لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خدا بندہ کی حاجت روائی میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شعبان کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سُنایا۔ اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! ایک بہت بڑا اور مبارک مہینہ جس میں شب قدر ہزار مہینہ سے افضل موجود ہے تمہارے اوپر سایہ انداز ہے خدا نے اس کے روزے فرض کیے ہیں اور اس میں شب بیداری کرنا تطوع قرار دیا ہے جو اس میں ایک فرض ادا کرتا ہے گویا اُس نے ایک غلام آزاد

کیا اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا جنت ہے اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہم میں سے سب کو اتنا نہیں ملتا کہ جس سے روزہ دار کا روزہ کھلوایا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ثواب تو خدا اسے بھی عطاء فرماتا ہے جو ایک چھوارے یا پانی کے گھونٹ یا دودھ کی لسی سے روزہ کھلواتا ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اوسط مغفرت ہے اور آخر آگ سے رہائی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ماہِ رمضان میں کسی روزہ دار کو حلال کمائی سے روزہ کھلوادیتا ہے تمام ماہ رمضان کی راتوں میں فرشتے اُس کے لیے دعائے مغفرت کیا کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اُس کے لیے دعا گوئے رحمت ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اُس سے مصافحہ کرتے ہیں۔

موعظت: احیاء میں امام غزالی نے بیان فرمایا ہے کہ روزے کے تین درجے ہیں عوام کا روزہ تو یہ ہے کہ شکم اور شرمگاہ کو خواہشوں سے روکے رہے اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ گناہوں سے ہاتھ پیروں وغیرہ کو روکے رہے جیسا کہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور خواص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے بچا رہے۔ میں نے رسالہ قشیریہ میں دیکھا ہے کہ بعض کی حالت تھی کہ جب رمضان آتا تھا تو اپنی خلوت گاہ کا دروازہ مٹی سے لسوالیا کرتے تھے اور اُس میں اتنا موکا رہنے دیتے تھے جس سے روٹی جاسکے پھر اپنی زوجہ سے کہتے تھے کہ روزانہ ایک روٹی مجھے دے دیا کرنا پھر جب رمضان ختم ہو چکتا تھا تب اُس مکان سے باہر نکلتے تھے اور پھر بھی اُن کی زوجہ کو تیسوں روٹیاں اور پانی کا بھرا ہوا لوٹا جیسا رکھا تھا ویسا ہی ملتا تھا۔

لطیفہ: ایک بار ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ رمضان میں دن کو اپنی زوجہ سے صحبت کروں گا اُس نے علماء کی جماعت سے اپنی مخلصی کی تدبیر پوچھی سب عاجز رہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو لے کر سفر میں جائے اور حالت سفر میں کہیں صحبت کر لے اور اُس پر کچھ نہ ہوگا۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں ایسا ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حکم ہے اگر طلوع فجر سے پہلے پہلے بستی سے نکل جائے ورنہ اس کو کھانے پینے وغیرہ سے

رُک کے رہنا اور قضا اور ایک غلام کا آزاد کرنا لازم ہوگا اور اگر اُسے غلام میسر نہ ہوتو ساٹھ مسکین کو کھلانا پڑے گا۔ ہر مسکین کو اُس شہر کی غالب خوراک سے ایک مُد دے اگر یہ بھی میسر نہ ہوتو پے درپے دو مہینے روزے رکھے اور یہی کفارہ زوج اور زوجہ دونوں کی طرف سے ہو جائے گا اور ایک قول کے موافق عورت پر دوسرا کفارہ ہوگا۔

فوائد

پہلا فائدہ: میں نے بروایت حضرت اسنوی رحمۃ اللہ علیہ کوکب میں دیکھا ہے کہ یہ کہنا مکروہ ہے کہ اس مہر کی قسم جو میرے منہ پر لگی ہے کیونکہ یہ بلاضرورت روزہ کا اظہار ہے نیز غیر خدا کی قسم کھانا ہے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں اس علت کے بیان کرنے سے کہ یہ بلاضرورت روزہ کا اظہار ہے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ رمضان میں یہ کہنا مکروہ نہیں پس سوائے نفل روزے کے اس کہنے میں کراہت نہ ہوگی یا اس لیے کراہت ہوگی کہ یہ غیر خدا کی قسم ہے۔

دوسرا فائدہ: مکحول رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اہل جنت پر ایک پاکیزہ ہوا چلے گی لوگ کہیں گے: اے رب! یہ ہوا کیسی پاکیزہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ روزہ داروں کے منہ کی ہوا اس ہوا سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

تیسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک میں کہ بلاشک روزہ داروں کے منہ کی بُو خدا کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے علماء کا اختلاف ہے کہ یہ حالت دنیا اور آخرت دونوں میں ہے یا فقط آخرت میں۔ حضرت ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اوّل کے قائل ہیں کیونکہ اطیب کے کہنے سے روزہ دار کی تعریف کرنا اور اُس کے فعل سے رضامندی ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ دنیا اور آخرت دونوں میں ثابت ہے اور علمائے مشرق اور مغرب اسی کے موافق ہیں اور ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ ثانی کے قائل ہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "اطیب عند اللہ" سے مراد ہے کہ ایسا قیامت میں ہوگا۔

فوائد

پہلا فائدہ: اگر کسی نے زوجہ سے کہا تجھ پر مشرق میں طلاق ہے اور وہ دونوں مغرب میں ہیں تو فی الحال طلاق ہو جائے گی اُس کا مقیس علیہ روضہ میں مذکور ہے کہ کسی نے کہا تجھ پر مکہ میں طلاق ہے اور مثلاً وہ دونوں مصر میں ہیں تو فی الحال طلاق پڑتی ہے۔ اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات عبادی میں بیان کیا ہے اور اُس پر جب تک مکہ میں داخل نہ ہو گی طلاق نہ پڑے گی اور ایسے ہی ہے اگر کہا تجھ پر دھوپ میں طلاق ہے اور وہ دونوں سایہ میں ہیں بخلاف اُس صورت کے کہ اگر کہا تجھ پر جاڑے میں طلاق ہے اور اُن دونوں پر گرمی کا زمانہ ہے پس جب تک جاڑا نہ آئے گا طلاق نہ پڑے گی۔

دوسرا فائدہ: روایت ہے کہ رمضان قیامت میں ایک حسین و جمیل صورت میں آ کر خدا کے سامنے سجدہ کرے گا تب اُس سے کہا جائے گا جس نے تیرا حق پہچانا ہو اُس کا ہاتھ پکڑ لے وہ اپنا حق پہچاننے والے کا ہاتھ پکڑ کر خدا کے سامنے کھڑا ہو گا' اُس سے پوچھا جائے گا: تو کیا چاہتا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے رب! اسے تاجِ وقار پہنا دیجیے۔ چنانچہ اُسے تاج وقار پہنا دیا جائے گا اور جو کچھ اس سے زیادہ اس کی قدر افزائی کی جائے گی اُسے خدا ہی جانتا ہے۔

تیسرا فائدہ: مجمع الاحباب میں بروایت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جب رمضان آتا تھا تو آپ فرماتے تھے: اے اللہ! رمضان کو میرے سپرد کر دیجیے اور مجھے رمضان کے سپرد کر دیجیے اور اُسے مجھ سے بچائیے اور اُس کو مقبول بنا دیجیے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اے اللہ! ہم کو رمضان سے بچائے رکھیے اور اُس کو ہم سے بچائیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان سال کا قلب ہے جب وہ درست رہا تو تمام سال درست ہو جاتا ہے۔ اور میں نے کتاب البرکۃ میں حضرت مسعودی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دیکھی ہے کہ جو رمضان کی پہلی شب کو سورۃ فتح پڑھتا ہے اُس سال محفوظ رہتا ہے اور خبر میں ہے کہ جب فرشتہ روزہ لے کر خدا کے پاس حاضر ہوتا ہے تو خدا ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے تیرا اکرام کیا اور تیری تعظیم کی۔ روزہ کہتا ہے کہ

ہاں! اے رب! مجھے اپنے نفس کے نہایت اشرف مقام پر اُس نے اُتارا اور مجھے مائدہ نماز اور تراویح پر ٹھہرایا اور میری خدمت کرنے کھڑا ہوگیا اور حرام سے اپنی دونوں آنکھوں کو بچائے رہا اور کان کو باطل کے سننے سے محفوظ رکھا تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک پرہیز گار باغوں اور نہر میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔ (القمر: ۵۴،۵۵)

چوتھا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اس کا طول ہزار برس کا ہے اور اُس کے ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ہزار چہرے ہیں ہر چہرہ میں ہزار منہ ہر منہ میں ہزار زبانیں اور ہر زبان پر ہزار گیسو ہیں اور ہر گیسو میں ہزار موتی ہیں ہر موتی میں ہزار نور کے دریا ہیں اور ہر دریا میں نور کی مچھلیاں ہیں ہر مچھلی کا طول سو برس کا ہے اُن کی پشت پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا ہے جب وہ فرشتہ تسبیح پڑتا ہے تو اُس کی خوش آوازی سے عرش جھومنے لگتا ہے۔ خدا نے اُس کو حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا تھا جب شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو اُس کو سلام کیا' اُس نے تسبیح میں مشغول ہونے کی وجہ سے نہ سُنا' جبرئیل علیہ السلام نے اُس سے کہا: یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے سلام کرتے ہیں! اُس پر اُس نے دونوں سبز پر پھیلا دیئے جس سے زمین و آسمان بھر گئے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ابرو کے بیچ میں بوسہ دے کر کہنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ کو خوشخبری ہو! اللہ تعالیٰ نے رمضان کی برکت سے آپ کو اور آپ کی اُمت کو بخش دیا ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے دو صندوق دیکھے ہر صندوق میں نور کے ہزار ہزار قفل پڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے اُن دونوں صندوقوں کا حال پوچھا تو کہنے لگا: ان دونوں میں آپ کی اُمت میں سے رمضان کے روزہ داروں کے لیے برأت ہے اور میں اُس پر گواہ ہوں' اِس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

پانچواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کی پہلی شب کو آسمانوں کے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر اُس کی آخر رات تک بند نہیں کیے جاتے اور جو بندہ اُس کی کسی رات میں نماز پڑھتا ہے تو خدا اُس کے لیے ہر سجدہ کے عوض

میں ایک ہزار اور سات سو نیکیاں درج کرتا ہے اور جنت میں یاقوت سُرخ کا گھر اس کے لیے بناتا ہے جس میں ستر ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازے میں سونے کے دو پٹ یاقوت سُرخ سے جڑے ہوئے لگے ہوں گے پس جب کوئی رمضان کا اوّل روزہ رکھتا ہے تو مہینے کے آخر دن تک خدا اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اور دوسرے رمضان تک کفارہ ہو جاتا ہے اور ہر دن کے عوض میں جس میں وہ روزہ رکھے گا اُسے جنت میں ایک محل ملے گا جس میں ہزار سونے کے دروازے لگے ہوں گے اور اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک استغفار کرتے رہیں گے رات اور دن کو جو سجدہ کرے گا ہر سجدہ کے عوض میں اُسے ایک درخت ملے گا جس کے سایہ میں اگر سوا سو برس تک چلتا رہے جب بھی اُسے قطع نہ کر سکے۔

چھٹا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے جمعہ کی فضیلت باقی دنوں پر اتنی ہی ہے جتنی کہ رمضان کی فضیلت باقی مہینوں پر ہے اور دوسری حدیث میں ہے جب قیامت ہوگی' خدا رضوان کے پاس وحی بھیجے گا کہ میں نے روزہ داروں کو ان کی قبروں سے بھوکا پیاسا نکالا ہے اُن کے استقبال میں جنت سے اُن کی خواہشیں پوری کر دے اور اس طرح ان کا استقبال کر۔ اس وقت رضوان بآوازِ بلند کہے گا اے غلمان اور ولدان! نور کے طباق لاؤ تو اُس کے پاس ستاروں سے بھی زیادہ میوے اور نہایت لذیذ پینے کی چیزیں جمع ہو جائیں گی پھر اس سے روزہ دار مردوں اور عورتوں کا وہ استقبال کریں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ گزشتہ ایام میں جو کچھ کر چکے ہو اس کے عوض میں خود جی بھر کر کھاؤ پیو اور گزشتہ ایام سے روزہ کے ایام مراد ہیں جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا۔

ساتواں فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کے چار چہرے ہیں اور ایک چہرے سے دوسرے چہرہ تک چار ہزار سال کا فاصلہ ہے ایک چہرہ خدا کا سجدہ کیا کرتا ہے دوسرے سے وہ عرش کی طرف دیکھا کرتا ہے اور کہتا ہے: اے رب! اُمت محمدی میں سے رمضان کے روزہ رکھنے والوں کو بخش دیجیے اور ان پر رحم کیجیے' تیسرے سے جنت کی طرف دیکھا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو تجھ میں داخل ہو اُس کے لیے بشارت ہے اور چوتھے

سے جہنم کی طرف دیکھا کرتا ہے اور کہتا ہے جو تجھ میں داخل ہوا اُس کے لیے تباہی ہے اُس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

آٹھواں فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کا آدھا جسم تاریکی اور آدھا نور سے پیدا کیا ہے اور ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو آدھا آگ اور آدھا برف کا ہے اور ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو آدھا سونے اور آدھا چاندی کا ہے اور ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کا آدھا بدن ہوا اور آدھا مٹی سے ہے وہ سب اُمت محمدی کے گناہگاروں پر رویا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے کہ تم تو اُن پر روتے ہو اور وہ ایسے ایسے عمل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کیا آپ نے اُن کو رمضان نہیں عطا کیا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے تم نے سچ کہا رمضان میں اُن کے لیے ہر روز پانچ بار میری رحمت ہوتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: اگر خدا کو امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عذاب کرنا مقصود ہوتا تو ان کو رمضان اور سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کبھی نہ عنایت کرتا۔

نواں فائدہ: ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے رب! آپ نے مجھے ہم کلام ہونے کا شرف بخشا ہے کیا کسی اور کو بھی آپ نے ایسا عطاء فرمایا ہے۔ خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میرے ایسے بندے بھی ہیں کہ آخر زمانہ میں اُن کو ظاہر کروں گا اور رمضان سے ان کا اکرام کروں گا تو پھر تم سے بھی زیادہ ان کو میرا قرب حاصل ہوگا کیونکہ مجھ سے تمہاری گفتگو ہوئی اور میرے اور تمہارے مابین ستر ہزار حجاب ہیں اور امت محمدی جب روزہ رکھے گی یہاں تک کہ اُن کے ہونٹ سفید ہو کر رہ جائیں گے اور رنگ زرد پڑ جائے گا تو اے موسیٰ! میں اپنے اور ان کے درمیان کے پردے افطار کے وقت اٹھادوں گا بشارت ہو اُس کو کہ جس کا رمضان میں جگر پیاسا رہے اور اس کے پیٹ میں بھوک لگی ہو اور کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس خدا نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میں نے اپنے ذمہ لکھ لیا ہے کہ کسی رمضان کے روزہ دار کی دعا رَدّ نہ کروں گا میں آسمانوں اور زمین پرندوں اور چوپایوں کے دل میں ڈالوں گا کہ رمضان کے روزہ داروں کے لیے استغفار کیا کریں۔

موعظت: قیامت میں ایک بندہ لایا جائے گا کہ فرشتے اُس کو مار رہے ہوں گے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سہارا ڈھونڈے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرمائیں گے کہ اُس کا کیا گناہ ہے؟ وہ کہیں گے: اس نے رمضان کو پایا تھا پھر بھی خدا کا نافرمان بنا رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سفارش کرنا چاہیں گے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اس کا دعویدار تو رمضان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے: جس کا دعویدار رمضان ہو' میں اُس سے بری ہوں۔

لطیفہ: ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بُستان الواعظین میں بیان کیا ہے: بارہ مہینوں کی حالت حضرت یعقوب علیہ السلام کی سی ہے پس جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اُن کی اولاد میں سب سے زیادہ انہیں محبوب تھے ایسے ہی رمضان سب مہینوں سے زیادہ خدا کو محبوب ہے پس ان میں سے ایک کی دعا سے سب کو خدا نے بخش دیا ہے اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ایسے ہی گیارہ مہینے کے گناہ رمضان کی برکت سے بخش دے گا اور میں نے طبقات عیون المجالس میں اللہ تعالیٰ کے قول:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (۱۶۰:۶)

کے متعلق دیکھا ہے کہ رمضان کے روزے بھی دس مہینوں کے برابر ہیں' رہے دو مہینے پس خدا ایک مہینہ کے گناہ اپنی رحمت سے بخش دے گا اور ایک مہینہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے۔

حکایت: ایک مجوسی نے اپنے بیٹے کو مسلمانوں کے سامنے رمضان میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اُسے مارا اور کہنے لگا کہ تو نے رمضان میں حرمت مسلمین کو کیوں نہ باقی رکھا پھر اُسی ہفتہ میں اُس کا انتقال ہو گیا شہر کے کسی عالم نے اُس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے اُس سے پوچھا گیا کہ کیا تو مجوسی نہ تھا اُس نے کہا' تھا کیوں نہیں لیکن جب میری موت آ پہنچی تو خدا نے ماہِ رمضان کے احترام کرنے کی وجہ سے مجھے مشرف با سلام کر دیا۔

مسئلہ: حائض روزے کی قضا کرے اور نماز کی نہیں بسبب کثرت نماز کے بخلاف روزے کے شرح مہذب میں مذکور ہے کہ حائض سے نماز کا ساقط ہونا عزیمت ہے رخصت

نہیں کیونکہ اسے ترکِ نماز کا حکم ہے رہا روزہ پس چونکہ شرع کو اس کا زیادہ اہتمام مقصود ہے اس لیے اس کی قضا واجب کر دی ہے اور عزیمت اور رخصت میں یہ فرق ہے کہ دلیل کے موافق جو حکم ثابت ہوا سے عزیمت کہتے ہیں اور رخصت وہ حکم ہے جو متقضائے دلیل کے خلاف ہو اور حنفیہ کی کتاب تاتارخانیہ میں ہے کہ حائض پر روزہ کی قضا واجب ہے اور نماز کی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حوا علیہ السلام کو نماز میں حیض آیا تھا تو انہوں نے اس کی بابت حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا' وہ نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ ان کے پاس جبریل علیہ السلام آئے' انہوں نے اُن سے دریافت کیا' انہیں بھی نہ معلوم ہو سکا پھر خدا نے اُن کو حکم دیا کہ حوا علیہ السلام کو ترک نماز کا حکم کریں پھر دوبارہ حالت روزہ میں انہیں حیض آیا اور انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے اُس کے متعلق پوچھا انہوں نے نماز پر قیاس کر کے ترک روزہ کا حکم دے دیا۔ خدا نے حکم دیا کہ اس کی قضاء کا حکم اُن کو دینا چاہیے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے رب! نماز اور روزہ میں سے ہر ایک عبادت ہے پھر یہ کیسی بات ہے کہ روزہ کی قضاء تو ہو اور نماز کی نہ ہو' اس پر خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی' اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں تو تم نے ہم سے رجوع کیا تھا اور روزہ میں تم نے اپنی رائے سے حکم دے دیا۔ تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ اگر نماز یا روزہ کی حالت میں حیض آ جائے تو اُس کی قضا واجب ہے اگر نفل ہو اگر فرض ہو تو نہیں۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ میں کہا ہے کہ اگر دوا پی تھی جس سے حیض آ گیا یا حمل ساقط ہو گیا تو قضا نہ کرے اگرچہ حمل کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ قضا نہیں اور اگر کل کے روزہ پر طلاق کو معلق کیا اور وہ حائضہ ہو گئی تو طلاق نہ پڑے گی۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تہذیب الاسماء واللغات میں ہے کہ خدا نے حوا علیہ السلام اور اُن کی بیٹیوں کے لیے حیض کو کفارہ اور ذریعہ طہارت بنایا ہے اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ حوا علیہ السلام نے جب گیہوں کے درخت میں سے کھا لیا پھر جو مصیبت اُن کو پہنچی سو پہنچی اس پر انہوں نے اس درخت کو توڑ ڈالا۔ اُس درخت نے اللہ تعالیٰ سے ان کی شکایت کی خدا نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عزت کی قسم! میں اُن سے اور اُن کی بیٹیوں سے قیامت تک خون بہاؤں گا۔

فائدہ: ولی اللہ تقی الدین حصنی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تنزیہ السالک میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے کہ جو حالت حیض یا نفاس میں اپنی عورت کے پاس جاتا ہے (یعنی صحبت کرتا ہے) تو اُس پر خدا غضب شدید ہوتا ہے جو قوم لوط کا سا عمل ہے اُس پر بھی خدا کا غضب شدید ہوتا ہے جو کسی جانور سے صحبت کرتا ہے اس پر بھی خدا کا غضب شدید ہوتا ہے۔

لطیفہ: میں نے عیون المجالس میں اللہ تعالیٰ کے قول السائحون کے متعلق دیکھا ہے کہ بعض کے نزدیک اس سے روزہ دار مراد ہیں کیونکہ سائح یعنی سیاحت کرنے والا جب کسی پاکیزہ شہر کو دیکھتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ایسا ہی روزہ دار جب کوئی پاکیزہ مکان جنت میں دیکھے گا تو اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔

موعظت: بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد علی القواعد میں اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ قضاء رمضان میں تین ہزار دن ضروری ہیں اور حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہر روز کے عوض ایک مہینہ روزہ رکھنا واجب ہے اور یہ اُس صورت پر محمول ہے جب عناداً روزہ نہ رکھا ہو ورنہ اُس پر سوائے اُس دن کی قضاء کے اور کچھ نہیں اگر وہ دن اثناء رمضان میں ثابت ہو جائے اور اوّل یوم الشک میں صرف اس احتیاط کی وجہ سے کہ شاید رمضان میں سے اُس دن کا ہونا ثابت ہو جائے کھانے پینے وغیرہ سے باز رہنا واجب نہیں بلکہ روزہ کی نیت کرنا حرام ہے۔ پس اگر کوئی سمجھدار کھا لے تو اس پر انکار نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ انکار اس وقت کرنا صحیح ہوتا جب اُس پر اتفاق ہو جاتا اور اس کے کرنے والے کو اس کی حرمت کا اعتقاد ہوتا۔

دو فائدے

پہلا فائدہ: حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب مومن ماہِ رمضان میں بیدار ہوتا ہے اور پڑا کروٹیں بدلتا ہے اور ذکر خدا میں لگا رہتا ہے تو اُس سے فرشتہ کہتا ہے کہ اُٹھ خدا تجھ پر رحم کرے پس جب وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اُس کا بچھونا اُس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس کو جنت کے بلند بچھونے عطاء فرما اور جب اپنے کپڑے

پہنتا ہے تو وہ اُس کے لیے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اُس کو جنت کے جوڑے عطاء فرما! اور جب وہ جوتا پہنتا ہے تو وہ اس کے لیے دعا کرتا ہے: اے اللہ! اُس کے قدم پُل صراط پر ثابت رکھیو! اور جب برتن لیتا ہے تو وہ اُس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس کو جنت کے آبخورے عطاء فرما! اور جب وضو کرتا ہے تو پانی اُس کے لیے دعا کرتا ہے اے اللہ! اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک وصاف کر دے! اور اگر خدا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اُس کے لیے بیت اللہ دعا کرتا ہے: اے اللہ! اس کی لحد کو منور کر دے اور اس پر اس کی قبر کشادہ کر دے! اور خدا اس کی طرف نظر فرماتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے بندے! تیری جانب سے دعا ہے اور ہماری جانب سے قبولیت ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ رمضان میں خدا سے سوال کرنے والا نامراد نہیں رہتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے اور اُس کی سانسیں تسبیح ہیں اور اس کی دعا مقبول ہے اور اُس کے گناہ بخشے ہوئے ہیں اور اس کے عمل دو چند ہوتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو رمضان کا روزہ ایمان یعنی تصدیق اور احتساب یعنی خلوص کے ساتھ رکھتا ہے خدا اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ قیام رمضان سے نماز تراویح مراد ہے اور اُس کو صلوٰۃ جامعہ بھی کہتے ہیں اگر جماعت سے پڑھی جائے اور اس کی بیس رکعتیں ہیں ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور سنت تراویح کی نیت کرے یا قیام رمضان کی اور عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے اس کا وقت ہے۔

دوسرا فائدہ: اگر کسی نے تراویح پڑھنے والے کے پیچھے عشاء کی نیت باندھ لی اور جب اُس نے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا تو عشاء کو پورا کرنے کھڑا ہو گیا پس اس کو تراویح پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کرنا صحیح مذہب پر جائز ہوگا[1] اس کو شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور روضہ میں مذکور ہے: اولیٰ یہ ہے کہ عشاء تنہا پڑھے اگر تراویح کی چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے تو صحیح نہیں[2] اس کو روضہ میں فتاویٰ قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل

[1] حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔

[2] حنفیہ کے نزدیک جائز ہے۔

کر کے بیان کیا ہے اور اسی کو برقرار رکھا ہے رَدّ نہیں کیا۔ پھر فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ اگر ظہر سے پہلے یا بعد یا قبل عصر کے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے تو کافی ہے اور بیان کیا ہے رافضی لوگ تراویح نہیں پڑھتے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے باعث سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے اہتمام کیا تھا اور تیمّم نہیں کرتے کیونکہ اس کا سبب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک مرغزار پیدا کیا ہے اُس میں فرشتے ہیں جو سوائے شبہائے رمضان کے کبھی زمین پر نہیں اُترتے تراویح پڑھنے والوں کے لیے دعائیں لگے رہتے ہیں۔

مسائل

مسئلہ: تیمّم کی اجازت تمام امتوں میں سے صرف اسی امت کے لیے ہے اور اُس کے دو سبب ہیں ایک پانی کا نہ ملنا اگرچہ مختصر سفر ہو یا کوئی مقیم ایسے مقام میں ہو جہاں پانی نہ ملتا ہو دوسرا یہ کہ پیاس بجھانے کے لیے پانی درکار ہو خواہ اپنے لیے یا اپنے رفیق کے لیے یا کسی محترم حیوان کے لیے اگرچہ آئندہ چل کر پیاس کا اندیشہ ہو۔

دوسرا مسئلہ: جو شخص جاڑے کی وجہ سے تیمّم کرے اُسے قضا کرنا چاہیے یا کسی مرض کی وجہ سے تیمّم کرے جس میں مطلقاً پانی کا استعمال نہ کر سکتا ہو جیسے کہ چیچک جب سارے بدن میں یا اعضائے تیمّم میں نکل آئے تو قضا نہیں یا کسی عضو میں مرض ہو لیکن اُس کے اوپر کوئی چھپانے والی شئے نہ ہو تو قضا نہیں اور اگر کسی شئے سے وہ عضو چھپا ہو اور اعضاء تیمّم میں سے ہو یعنی چہرہ اور دونوں ہاتھ تو قضا واجب ہے۔

تیسرا مسئلہ: تیمّم کے دو ضرب ہیں ایک ضرب چہرہ کے لیے اور دوسری ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے مٹی پر ہو یا کسی ایسی شئے پر جس پر ظاہر غبار ہو پہلی ضرب مارنے کے وقت یہ نیت کرے کہ میں فرض نماز کے درست ہونے کے لیے تیمّم کرتا ہوں پھر چہرے پر مسح کرے اور دوسری ضرب دونوں ہاتھ کے لیے ہے اور اس میں انگوٹھی کا اُتارنا واجب ہے اور کبھی تیمّم وجوباً متعدد ہوتا ہے اُس طرح پر کہ اس کے ہاتھ پیر میں زخم ہو پھر تیمّم سے سوائے ایک فرض کے نہ پڑھے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو یا زیادہ فرض جتنی

چاہے پڑھے اور نفل اور نماز جنازہ جس قدر چاہے بالاتفاق پڑھ سکتا ہے اور جو شخص پانچوں فرض میں سے کسی کو بھول گیا ہو اُس کو سب کے لیے ایک ہی تیمّم کافی ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا یوں ارشاد ہے کہ وہ بندہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جو سب سے جلد افطار کیا کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں خدا کو پسند ہیں جلدی افطار کرنا' سحری دیر کر کے کھانا اور نماز میں ایک ہاتھ دوسرے پر رکھنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک کہ افطار جلد کیا کریں گے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور بڑھایا ہے کہ جب تک سحری دیر کر کے کھاتے رہیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب کبھی نہیں پڑھی یہاں تک کہ پہلے افطار نہ کر چکے ہوں یعنی بے افطار کیے ہوئے آپ نے نماز مغرب کبھی نہیں پڑھی اور یہود و نصاریٰ افطار بہت دیر میں کیا کرتے ہیں اور سحری نہیں کھاتے۔

دوسرا فائدہ: مسنون ہے کہ افطار کے وقت

اللھم انی لک صُمتُ وعلی رزقك افطرت ۔

اے اللہ! آپ ہی کے لیے میں نے روزہ رکھا اور آپ ہی کی دی ہوئی روزی سے افطار کیا۔

پڑھے۔ اور نسائی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

ذھب الظماء وابتلت العروق و ثبت الاجران شآء اللّٰہ تعالٰی ۔

پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ٹھہر گیا' ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تیسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب کوئی تم میں سے افطار کرے تو اسے چھوارے سے افطار کرنا چاہیے کیونکہ اُس میں برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کر لے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ رویانی نے بیان کیا ہے کہ جو چھوارے سے افطار کرتا ہے اُس کی نماز بڑھا کر چار سو نماز کے برابر کر دی جاتی ہے اور بیان کیا ہے کہ مجھے اس بارہ

میں ایک صحیح الاسناد حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ملی ہے کہ اگر چھوارہ نہ ملے تو شیرینی سہی۔

چوتھا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کرنے میں برکت ہے اور نیز آپ نے فرمایا ہے کہ بے شک خدا اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجا کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام سحری برکت ہے پس اُسے چھوڑا نہ کرو اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لیا کرو اور نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا سحری کھانے والوں پر رحم کرتا ہے۔

پانچواں فائدہ: رمضان میں پانچ حرف ہیں را' سے مقربین کے لیے رضائے الٰہی و میم سے گنہگاروں کے لیے مغفرت خدا اور ضاد سے طاعت کرنے والوں کے لیے خداوندی ضمانت اور الف سے متوکلین کے لیے اُلفت خداوندی اور نون سے صادقوں کے لیے نوال اور عطائے الٰہی کی طرف اشارہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین والوں کے لیے امان ہیں اور رمضان آپ کے اُمتیوں کے لیے امان ہے اور رمضان کا نام رمضان اس لیے ہے کہ رمضان کے معنی گرمی کی شدت کے ہیں اور وہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے۔

چھٹا فائدہ: اگر کہا جائے کہ رمضان تیس دن کیسے ہو گیا جواب یہ ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب درخت میں سے کھا لیا تھا تو اُن کے شکم میں تیس روز تک کھانا باقی رہا تھا اس لیے خدا نے اُن کی اولاد پر تیس دن تک بھوکا رہنا فرض کر دیا' اس کو ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی بعض شخصوں کو اکتیس روزے رکھنا پڑتے ہیں مثلاً دمشق والوں نے پنجشنبہ کو رمضان کا چاند دیکھا تو اُن کی عید شنبہ کو ہو گی لیکن ایک شخص وہاں سے شہر صفد کو چلا آیا اور اسے معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگوں نے جمعہ کو چاند دیکھا ہے تو اُن کی عید یکشنبہ کی ہو گی پس اُن کے ساتھ اُسے شنبہ کا روزہ اور رکھنا پڑے گا کیونکہ اس وقت اُس کے لیے اس شہر کا اعتبار ہو گا جہاں وہ اب

گیا ہے نہ اُس شہر کا جہاں سے وہ آیا ہے۔

ساتواں فائدہ: روزہ کا ایک یہ بھی شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف نسبت کر کے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دوں گا کیونکہ روزہ غیر خدا کے لیے رکھنا درست نہیں اور ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ سارے مظالم تمام اعمال سے دور کیے جائیں گے۔ سوائے روزہ کے خدا اس کی طرف سے جو مظالم رہ جائیں گے اُس کا خود ذمہ دار ہو جائے گا اور اس کی وجہ سے جنت میں اُسے داخل کر دے گا۔ قاضی ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے روزہ دار قیامت میں آئے گا اور اُس کے اوپر لوگوں کے مظالم ہوں گے اس سے بدلہ لیا جائے گا اور مظلوم کے گناہ اُس کے سر ڈالے جائیں گے روزہ اس کی طرف سے مدافعت کرے گا پس اصحاب مظالم کے گناہ نہ تو انہیں ضرر پہنچائیں گے کیونکہ اُن سے جدا ہو چکے ہوں گے اور نہ روزہ دار کو ضرر پہنچا سکیں گے کیونکہ روزہ ان کو اس سے دفع کر دے گا اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن کہا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تمہارے پاس ماہِ رمضان مبارک آیا ہے خدا نے اُس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں' اُس میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

آٹھواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: رمضان کا روزہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتا ہے بے صدقہ فطر کے اوپر نہیں جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى" (۸۷:۱۴'۱۵) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور حسن بصری اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ صدقہ فطر اُسی پر واجب ہوتا ہے جس نے روزہ رکھا ہو اور نماز پڑھی اور تمام علماء نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے اگر چہ شب عید میں غروب سے پہلے ہی پیدا ہوا ہو یا کسی عورت سے نکاح کر لیا ہو یا غلام خریدا ہو پس اگر بعد غروب اُسے رجعی طلاق دی تو مرد پر اُس عورت کا فطرہ واجب ہے اور اگر طلاق بائن دی تو نہیں سوائے اس صورت کے کہ وہ

حاملہ ہو اور صدقۂ فطر اسی شہر کے فقراء کو دینا چاہیے جہاں کہ وہ لوگ رہتے ہیں جن کی طرف سے کہ صدقہ دیا گیا ہے اُس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً خاوند صفد میں تھا اور اس کی زوجہ دمشق میں تو دمشق کے فقیروں کو دیا جائے گا اگر چہ ایک ہی فقیر کو دیا جائے (شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) جیسا کہ شیخ ابو اسحٰق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے اور غالب خوراک شہر سے ایک صاع اُس کی مقدار ہے اور ایک صاع معتدل ہتھیلیوں والے شخص کی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر چار لپ کے برابر ہوتا ہے اس کو ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور گیہوں سب سے افضل ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیمت دینا بھی جائز رکھا ہے اور اُن کے نزدیک عمدہ تفصیل ہے کہ اگر غلہ ارزاں ہو تو قیمت دینا بہتر ہے ورنہ غلہ ہی دے چاہے آٹا ہی کیوں نہ ہو اگر زوجہ نے بلا اجازت خاوند صدقہ فطر نکالا تو جائز ہے ایسے ہی اگر اولاد بے اپنے والد کی اجازت کے نکالے لیکن غلام بلا اجازت اپنے مولیٰ کے نہ نکالے اور زوجہ اپنے خاوند سے صدقہ فطر نکالنے کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ صدقہ فطر اُسی پر واجب ہے جو مالک نصاب ہو اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ قائل ہیں کہ جس کے پاس عید کی شب اور روز میں اُس کے اور اُن لوگوں کے کھانے کو ہے جن کا نان ونفقہ اُس کے ذمہ ہے اُس پر واجب ہے بشرطیکہ بقدر صدقہ فطر زائد بھی پاس ہو اور اگر اُن سب کے کھانے سے زائد نہ ہو تو واجب نہیں۔

نواں فائدہ: صدقہ فطر شروع رمضان ہی سے نکال دینا جائز ہے لیکن واجب اوّل شب عید ہی سے ہوتا ہے اور صبح تک اُس کی تاخیر مستحب ہے۔

باب:

شبِ قدر کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۔

بلاشک ہم نے اس کو شبِ قدر میں اُتارا ہے۔

یعنی قرآن سب کا سب لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اُترا ہے پھر بیت العزت میں رکھ دیا گیا پھر جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا کر کے تیئس برس میں لاتے رہے سب سے پہلے ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ'' اُتری اور سب سے آخر میں آیت:

وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (۲۸۱:۲)

اُس دن سے ڈرو جس میں خدا کی طرف رجوع کیے جاؤ گے پھر نفس نے جو کچھ کیا ہو پورا پورا بھر پائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اُتری۔ میں نے طبقات ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن اسماعیل قزوینی کی روایت دیکھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس آیت کے بعد سات روز اور اس دنیا میں زندہ رہے اور امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد سات روز زندہ رہے تھے ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری میں کسی کی روایت میں نے دیکھی ہے کہ قرآن میں سب سے پہلے اقراء نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ سورۃ مدثر پہلے نازل ہوئی اور دونوں قولوں میں تطبیق یہ ہے کہ قرآن میں سے پہلے اقراء نازل ہوئی اور لوگوں کو ڈرانے کا حکم سب سے پہلے مدثر میں نازل ہوا ہے اگر کہا جائے

کہ پہلے پہل قُمْ فَاَنْذِرْ تو فرمادیا لیکن بشارت کا ذکر نہیں کیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشیر و نذیر دونوں ہیں جواب یہ ہے کہ بشارت تو اُس کے لیے جو اسلام میں داخل ہو جائے اور اس آیت کے نزول کے وقت کوئی اسلام میں داخل نہ ہوا تھا قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ توریت چھٹی رمضان کو اُتری تھی اور انجیل تیرھویں رمضان کو اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے پہلی رمضان کو ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس آیت سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ رات دن سے افضل ہے اور رات کے ہزار مہینوں سے افضل ہونے کے معنی میں اختلاف ہوا ہے ہزار مہینوں کے تراسی برس چار مہینے یا تیس ہزار دن ورات ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قواعد میں بیان کیا ہے کہ اس میں ایک نیکی اور کسی وقت کی ہزار نیکیوں سے افضل ہے۔

ابن مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شبِ قدر میں شب بیداری کی نیت محرم کی پہلی شب سے لے کر آخر سال تک کرے تو کسی نہ کسی شب یقیناً شب قدر مل ہی جائے گی اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس کو خدا نے اس سے اطلاع دی ہو سوائے اس کے کوئی فضیلت نہیں حاصل کرسکتا۔ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے: جو شخص اُسے دیکھے اُسے چھپانا واجب ہے اور اکثر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اُس میں عمل کرنا ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے کہ جن میں شبِ قدر نہ ہو اور کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح بادشاہ تھا خدا نے اس کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اُس سے کہو کہ کوئی تمنا کرے اُس نے کہا کہ میری یہ تمنا ہے کہ میں خدا کی راہ میں اپنے مال اور اولاد سے جہاد کروں پس اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہزار لڑکے عنایت فرمائے ایک لڑکے کو بھیجتا تھا اور وہ جہاد کر کے شہید ہو جاتا تھا پھر دوسرے کو بھیجتا تھا وہ بھی شہید ہو جاتا تھا اسی طرح ہزار مہینہ میں سب کے سب قتل ہو گئے پھر بادشاہ خود جہاد کرنے نکلا اور خود بھی مقتول ہو گیا لوگوں نے کہا کہ اس کی سی فضیلت کوئی نہیں پاسکتا تو خدا نے یہ سورت نازل فرمائی۔ اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مدینہ میں سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی ہے اور نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مکہ میں پچاسی سورتیں نازل ہوئی تھیں اُن میں سے پہلی فاتحہ

ہے اور آخری "وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ" ہے اور مدینہ میں اُنتیس سورتیں نازل ہوئی تھیں جن میں سے پہلے بقرہ ہے اور آخری مائدہ ہے اور ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک پانچ سو مہینہ (کی مسافت کا) تھا اور ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کا ملک بھی پانچ سو مہینہ (کی مسافت کا) تھا پس خدا نے اس شب کے عمل کو اُن دونوں کے ملک سے بہتر بنایا ہے۔ اور میں نے روض الافکار میں دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے چار شخص اسی برس تک خدا کی عبادت کرتے رہے چشم زدن کے لیے بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اُن کے اصحاب کو اس سے تعجب ہوا پھر جبرئیل علیہ السلام یہ سورۃ لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے اس کی تعیین میں اختلاف ہوا ہے اکثر ستائیسویں رمضان کے قائل ہیں جو شخص اس شب میں چار رکعتیں پڑھتا ہے اس طرح کہ فاتحہ اور "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" ایک بار اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" گیارہ بار پڑھے تو خدا اُس پر سکراتِ موت کو آسان کرتا ہے اور اُس سے عذاب قبر دور رکھتا ہے اور نور کے چار ستون عطاء فرماتا ہے ہر ستون پر ہر ہزار قصر ہوں گے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک سب سے قوی روایت یہ ہے کہ اکیسویں شب شب قدر ہے اور صاحب تنبیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عشرہ اخیرہ میں منحصر نہیں ہے۔ اور رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور میں نے صاحب التنبیہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دیکھی کہ لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور خدا نے تین بار اس کو ذکر کیا ہے پس تین کو نو سے ضرب دینے سے ستائیس حاصل ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ ستائیسویں شب کو ہے اور اسی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی قائل ہین اور اس طرح استدلال کیا ہے کہ خدا نے سات آسمان اور سات زمینیں اور سات سمندر اور سات روز پیدا کیے ہیں اور ہم کو سات چیزوں سے پیدا کیا ہے اور سات چیزوں سے رزق دیتا ہے چنانچہ خداتعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا الاية۔

اس سے گیہوں اور جو مراد ہیں اور اُن دونوں کی فضیلت باب امانت میں عنقریب

آتی ہے۔ ''وَعِنبًا'' سے انگور مراد ہیں اور اُس کا ذکر بھی آتا ہے ''قضبًا'' سے بانس مراد ہے ''حدائق غلبًا'' سے باغ مراد ہیں جس میں بڑے بڑے درخت ہوں اور ''فاکھۃ'' سے انجیر وغیرہ مراد ہے اور ''ابًا'' سے چوپایوں کے کھانے کی گھاس مراد ہے اور ہم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہے اور یہ سب عنقریب باب الامانۃ میں آتا ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: خدا نے عالمین میں سے نوح پر سلام بھیجا ہے پچاس برس کم ہزار برس کفار میں رہنے کے بعد اُن کو کافروں پر فتحیابی کا وارث بنایا تھا مقاتل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ سو برس کے تھے تو رسول ہوئے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس اور زندہ رہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سلام بھیجا اور ان کو دریا میں سلامتی کا وارث بنا دیا اور خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام بھیجا اور احیاء موتٰی کا انہیں وارث بنایا اور خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سلام بھیجا اور ان کو آگ سے نجات پانے کا وارث بنایا اور خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا وارث بنایا اور آپ کی امت پر شب قدر میں سلام بھیجا اور ان کو رحمت کا وارث بنایا۔

دوسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ شب قدر میں فرماتا ہے کہ اے جبرئیل طاہر! اے میکائیل ذاکر! اے اسرافیل راکع! فرشتوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والوں کو چُن لو اور گنہگاروں کی زیارت کرنے جاؤ پس اُن میں سے ہر ہر فرشتہ کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں اور اُن کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں لواء الحمد اور لواء المغفرۃ اور لواء الکرم اور لواء الرحمۃ پھر ہر آسمان والوں یہاں تک کہ جنت کی حور عین تک کو سنائی دیتا ہے پھر سب کہتے ہیں: اے رضوان! یہ کونسی رات ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ پیشی کی رات ہے تمہارے خاوند تم پر پیش ہوں گے اس کے بعد حجاب اٹھتا ہے اور وہ اپنے اپنے خاوندوں کو دیکھتی ہیں پھر فرشتے اُترتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر لواء مغفرت کو کھڑا کرتے ہیں اور لوائے رحمت کعبہ کے اوپر اور لوائے کرامت بڑے پتھر کے اوپر اور لوائے حمد آسمان اور زمین کے درمیان کھڑا کرتے ہیں پھر کوئی گھر جس میں مسلمان مرد ہو یا عورت ایسا نہیں رہتا

جس میں فرشتہ داخل نہ ہوتا ہو پس جو بیٹھا ہوتا ہے فرشتہ اُس کو سلام کرتا ہے اور جو ذاکر ہوتا ہے اُس کو جبرئیل علیہ السلام سلام کرتے ہیں اور جو نماز پڑھتے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر سلام نازل فرماتا ہے۔

تیسرا فائدہ: عیون المجالس میں میں نے دیکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دِل میں ایک بار گزرا کہ خدا میری امت کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اس پر خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی کہ اے حبیب (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ امت کا غم کب تک اٹھایا کریں گے جب تک ان کو انبیاء کے درجے دنیا میں نہ دے لوں گا دنیا سے نہ نکالوں گا کیونکہ انبیاء کا درجہ یہ ہے کہ اُن پر فرشتے وحی لاتے ہیں اور انہیں میرا سلام پہنچاتے ہیں پس ایسے ہی شب قدر میں آپ کی امت پر فرشتے نازل ہوں گے اور میرا سلام اور رحمت پہنچائیں گے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو صدق کے ساتھ شب قدر میں تین بار "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" پڑھتا ہے تو خدا ایک بار کے عوض میں اُس کی مغفرت فرماتا ہے ایک بار کے عوض میں اُسے دوزخ سے نجات دیتا ہے اور ایک بار کے عوض اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔

چوتھا فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص عشاء کے بعد شب قدر میں سات بار "اِنَّآ اَنْزَلْنٰـهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ" پڑھتا ہے تو خدا اس کو ہر بلاء سے عافیت میں رکھتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اُس کے لیے جنت کی دعا کرتے ہیں اور جو جمعہ کے دن نماز سے پہلے تین بار اسے پڑھتا ہے تو اُس دن جتنے نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں سب کے برابر اس کے لیے نیکیاں لکھتا ہے اور وضو کے بعد اُس کے پڑھنے کی فضیلت کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور جس عورت پر ولادت دشوار ہو اگر اس کو لکھ کر دیا جائے تو خدا اُس پر ولادت آسان کر دے اور جو ہر فرض نماز کے بعد اُسے پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں اور قیام میزان کے وقت اور پُل صراط پر نور عطاء فرمائے گا۔

پانچواں فائدہ: مؤلف فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی تحریر کردہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دیکھی ہے: شیخ کا بیان ہے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ شب قدر میں نے نہ دیکھی ہو پس اگر رمضان کی پہلی یکشنبہ کو پڑے تو وہ انتیسویں شب کو ہوتی ہے اگر دوشنبہ کو پڑے تو اکیسویں کو اگر سہ شنبہ کو پڑے تو ستائیسویں کو اگر چہار شنبہ کو پڑے تب بھی انتیسویں کو اگر پنج شنبہ کو پڑے تو پچیسویں کو اگر جمعہ کو پڑے تو ستائیسویں کو اگر شنبہ کو پڑے تو تیئسویں کو ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

چھٹا فائدہ: اگر کوئی شب قدر میں نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اُسے عشرۂ اخیر کی ہر شب میں نماز پڑھنا لازم آتا ہے اگر ایسا نہ کرے تو سوائے عشرۂ اخیر کے کبھی اس کی قضاء نہ کرے اُس کو ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور رویانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے اور اگر کسی نے کہا تجھ پر شب قدر میں طلاق ہے تو رمضان کے عشرۂ اخیر کے گزرنے سے طلاق پڑ جائے گی۔

ساتواں فائدہ: بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو رمضان کے روزے رکھے اور پھر چھ روزے اس کے بعد شوال میں رکھ لے تو گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے جیسے آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ بمنزلۂ صیام دہر یعنی عمر بھر روزہ رکھنے کے قائم مقام ہوگا۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان روزوں کا پے در پے رکھنا افضل ہے اس میں امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کا خلاف ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ یہ مطلقاً مستحب نہیں ہے۔

باب:

عیدین اور قربانی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے روز فرمایا تھا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ (۵:۳)

آج کے روز میں نے تمہارا دین تمہارے لیے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین اسلام تمہارے لیے پسند کیا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سب خوش ہوئے۔ لوگوں نے اُن سے سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہر کمال کے بعد نقصان ہوا کرتا ہے چنانچہ اس کے بعد کُل آٹھ روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ افروز رہے اگر کہا جائے کہ تمام اور کمال میں کیا فرق ہے تو جواب یہ ہے کہ کمال زیادتی کو مقتضی نہیں اور تمام زیادتی کو مقتضی ہے پس اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہمیشہ زیادہ ہوتی رہتی ہیں ان کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے اس پر خدا کا شکر ہے اور خدا کے فرائض میں زیادتی نہیں ہو سکتی ہاں! بطور نفل جس قدر زیادہ کوئی چاہے ادا کیا کرے اس پر بھی خدا کا شکر ہے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو عرفہ کے دن روزہ رکھتا ہے خدا اس کو مسلمانوں میں سے اُس دن جتنے روزہ دار ہوں یا بے روزہ دار سب کے برابر ثواب عنایت فرماتا ہے اور ستر ہزار فرشتے میدان قیامت تک اُس کی ہمراہی میں جائیں گے اور میزان کے قائم ہونے کے وقت اور میدان قیامت سے پُل صراط تک اور پُل صراط سے جنت تک جائیں گے اور ہر ہر قدم پر کہ اُس کی سواری چلتی جائے گی اس کو نئی نئی بشارتیں سُنائی جائیں

گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو روزہ رکھتا ہے خدا اُس کو ایوب علیہ السلام کی طرح بلا پر صبر کرنے کا ثواب عطاء فرماتا ہے اور جو عرفہ کے دن روزہ رکھتا ہے خدا اُس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ثواب عطاء فرماتا ہے۔

میں نے حادی القلوب الطاہرہ میں دیکھا ہے کہ جو عرفہ کے روز روزہ رکھتا ہے خدا اُس کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں اور نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے چونکہ آٹھویں ذی الحجہ کو عرفہ میں جانے کے لیے لوگ اپنی مشکیں بھرا کرتے ہیں اِس لیے یوم ترویہ کہلاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس خواب میں جس میں اُنہوں نے اپنے صاحبزادے کے ذبح کے متعلق دیکھا تھا سیرابی حاصل ہوئی تھی اور نویں ذی الحجہ کو یومِ عرفہ کہتے ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ارکان حج کی معرفت حاصل ہوئی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ان کو اِس کی معرفت حاصل ہوئی تھی کہ اُن کو خدا کی جانب سے صاحبزادہ کے ذبح کرنے کا حکم ہوا ہے اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ عشرہ کے ایام میں سے ہر دن کا روزہ ہزار روزوں کے برابر ہے اور عرفہ کا دس ہزار کے برابر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو خدا اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے۔ پس اس دن سے زیادہ کسی دن آزادی و رہائی نہیں ملتی اور جو عرفہ کے دن دنیا یا آخرت کی کوئی حاجت خدا سے مانگتا ہے تو خدا اسے پورا کر دیتا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ دو عید کے درمیان ہے اور وہ دونوں مسلمانوں کی خوشی کے دن ہیں اور مسلمانوں کو گناہوں کی مغفرت سے زیادہ اور کسی بات سے خوشی نہیں ہو سکتی اور عیدین کے بعد عاشورہ کا دن ہے وہ ایک سال کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت دوسروں سے دوچند ہے رویانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے بعد ہمارے لیے سوائے عرفہ کے روزہ کے کوئی ایسی عبادت نہیں ہے جو

گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قواعد میں بیان کیا ہے حالانکہ جیسا انہوں نے بیان کیا ہے ویسا نہیں ہے حدیث میں ہے کہ جمعہ سے جمعہ تک کے درمیان کے دنوں کا اور تین دن زیادہ کا کفارہ ہو جاتا ہے اور صدقہ فطر روزہ دار کی طہارت ہے اور اوّل رمضان ہی سے پیشگی ادا کر دینا جائز ہے اور اگر مؤخر کیا جائے تو گناہوں کو دور کرتا ہے اور پیشگی ادا کیا جائے تو روکتا ہے یعنی روزہ دار کو گناہوں میں واقع ہونے سے بچاتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کفارہ دینا صرف گنہگار پر واجب ہے یا عام ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر اُس پر گناہ ہوتے ہیں تو کفارہ ہو جاتا ہے ورنہ اتنا ثواب ملتا ہے جس سے اس قدر گناہوں کا کفارہ ہوتا۔ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بے شک جنت میں موتی کے یاقوت کے زبرجد کے سونے کے چاندی کے محل ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! وہ کس کے لیے ہیں آپ نے فرمایا: اے عائشہ! جو عرفہ کا روزہ رکھتا ہے جو عرفہ کے دن روزہ دار ہو کر صبح کرتا ہے خدا اُس پر خیر کے تیس دروازے کھول دیتا ہے اور اس سے شر کے تیس دروازے بند کر دیتا ہے اور جب وہ افطار کرتا ہے اور پانی پیتا ہے اُس کے بدن کی تمام رگیں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: عرفہ کا دن کیسا اچھا دن ہے' خیر و برکت کا دن ہے' رحمت اور مغفرت کا دن ہے' جو اس کا روزہ رکھتا ہے خدا میدان قیامت میں حاضر ہونے والوں کے ثواب میں سے اس کا حصہ بھی مقرر کرے گا اور اس کو دوزخ سے ستر سال کی دوری پر رکھے گا۔ بروایت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو عرفہ کے دن اپنی زبان اور آنکھ اور کان کی حفاظت کرتا ہے اس کے آئندہ عرفہ تک گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن کوئی شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوا ایسا نہیں رہتا جس کی مغفرت نہ ہو جاتی ہو ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ عرفہ والوں کے لیے ہے (یعنی عرفہ کا روزہ رکھنے والوں کے لیے ہے) یا سب کے لیے عام ہے؟ آپ

نے فرمایا بلکہ عام طور پر سب لوگوں کے لیے۔

حکایت: ابن خارود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ طلب علم کے لیے نکلا عرفہ کی شام کو قوم لوط کے شہر پر ہمارا گزر ہوا میں نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ اس شہر میں چلیں اور خدا کا شکر کریں کہ ہم کو خدا نے اُس بلا سے عافیت میں رکھا ہے جس میں یہاں کے لوگوں کو مبتلا کیا تھا ہم ابھی گھوم ہی رہے تھے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک کوسج یعنی بے داڑھی والا گرد آلود چہرہ لیے چلا آ رہا تھا' میں نے اُس سے پوچھا: تو کون ہے؟ وہ غافل سا بن گیا۔ پھر ہم نے اُس سے کہا: شاید تو شیطان ہے! وہ بولا: ہاں! پھر ہم نے اُس سے کہا کہ تیرا کہاں سے آنا ہوا؟ اُس نے کہا: عرفات سے آ رہا ہوں اُن لوگوں نے جو پچاس برس سے گناہ میں مبتلا تھے کچھ میرے جی کو شفا ہوئی تھی لیکن آج اُن پر رحمت نازل ہوگئی اس لیے میں اپنے سر پر خاک اُڑاتا ہوا (قومِ لوط کے) ان معذبین کو دیکھنے آیا ہوں کہ ذرا میرا غصہ ٹھنڈا ہو۔

لطیفہ: کوسج وہ ہے جس کے چہرہ کے بال کم ہوں اور اُس کے چہرہ کے رُخسار کھلے ہوں اور روضہ میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوسج وہ ہے جس کے اٹھائیس دانت ہوں اور یہ باب الامانت میں مذکور ہے۔

حکایت: عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے دعا فرمائی تو ارشاد خداوندی ہوا کہ سوائے ظالم کے میں نے سب کو بخش دیا لیکن میں ظالم سے مظلوم کا حق ضرور لوں گا۔ آپ نے عرض کیا: اے رب! آپ اگر چاہیں تو مظلوم کو جنت عطاء فرمائیں اور ظالم کو بخش دیں لیکن عرفہ کی شام کو یہ بات مقبول نہیں ہوئی جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی تو آپ نے پھر اُسی دعا کا اعادہ کیا اُس وقت آپ کی درخواست مقبول ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن خدا ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ خدا نے میری دعا مستجاب کر لی اور میری امت کو بخش دیا تو مٹی لے کر اپنے سر پر جھونکنے لگا اور تباہی اور خرابی کو پکارنے لگا پس اُس کی

گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔

حکایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک بار عرفہ کے دن جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کے چوبیس ہزار بازو تھے۔ جن میں موتی اور یاقوت جڑے تھے اور رنگ برنگ کے جواہر گندھے ہوئے تھے آن کر کہنے لگے کہ آپ کے ربّ نے یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے: آپ طائف جائیے کیونکہ وہاں خدا کو چھوڑ کر ڈیڑھ ہزار بتوں کی پرستش ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ان کو توحید کی دعوت دی انہوں نے نہ مانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک لونڈی بھیجی اُس نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! پھر اُس نے چند مسئلے دریافت کیے' آپ نے ان کا جواب دیا' اس کے بعد اُس نے کہا: ذرا اپنی پیٹھ کھول کر دکھا دیجیے' جب اُس نے مُہرِ نبوت کو دیکھا تو اُسے بوسہ دیا اور اسلام لے آئی پھر جب اپنے باپ کے پاس لوٹ کر گئی تو اپنے اسلام سے اُسے آگاہ کیا اُس نے آگ میں دہکائی ہوئی لوہے کی میخیں لے کر اُسے عذاب دینا شروع کیا' اس پر وہ کہنے لگی کہ طالب فردوس کے لیے یہ سب کچھ بھی بہت کم ہے جب وہ فوت ہوگئی تو اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پھینک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تجہیز و تکفین کر کے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی' پھر فرمایا: قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جب تک اُس نے جنت کی اپنی منزل دیکھ نہ لی اُس کا دم نہیں نکلا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ لوگ شکاری کتے لے کر آپ کے قتل کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو انہوں نے کتے چھوڑ دیئے اور کہنے لگے: محمد کو لینا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! یوم عرفہ کے حق کی بدولت ان کتوں کو مجھ سے پھیر دیجیے۔ چنانچہ آپ کے سامنے وہ پست ہوگئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مالکوں کی خبر لو اس پر وہ کتے اُن پر جھپٹ پڑے۔ انہوں نے کتوں کو پتھر مارنا شروع کیے ایک پتھر نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر آ لگا اور اُسی وقت پانچ فرشتے اُتر کر آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں ہر ایک کو خدا کا حکم ہوا ہے کہ جو کچھ آپ چاہیں اُسی میں آپ کی اطاعت کریں یہ سُن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے اور فرمانے لگے: بے شک خدا نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے نہ عذاب بنا کر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے اللہ! حضرت آدم علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام' رمضان اور یوم عرفہ کے حق سے اُن کو ایمان نصیب کیجیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جس وقت ہم لوگوں نے ظہر پڑھی اُس وقت ساری کی ساری قوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھی۔

حکایت: کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ میں نے مکہ میں دیکھا کہ ایک شخص یہ کہتا ہے: اے اللہ! عرفہ کے دن روزہ رکھنے والوں کے حق سے مجھ کو عرفہ کے ثواب سے محروم نہ رکھیے میں نے اُس سے اس کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میرے والد ماجد یہ دعا مانگا کرتے تھے جب اُن کا انتقال ہوا تو میں نے اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اس دعا کی بدولت مجھے بخش دیا جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس ایک نور آیا اور مجھ سے کہا گیا یہ عرفہ کا ثواب ہے اس کی وجہ سے ہم نے تجھ پر اکرام کیا ہے۔

فائدہ: خدا نے اس امت پر عرفہ کے روزہ سے کرم کیا ہے اور اس میں چار نبیوں پر بھی کرم فرمایا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر توبہ قبول کر کے کرم فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہم کلام ہو کر اور سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حج اور دین کو کامل کرنے سے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ذبیح کا فدیہ قبول فرما کر کرم فرمایا۔ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ پہلے باب محبت میں بیان ہو چکا ہے۔ حضرت نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنی سیدہ سارا رضی اللہ عنہا کے پاس سے چلی گئیں اُن سے بادشاہ نے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی سیدہ کے پاس سے چلی آئی ہوں اُس نے کہا: واپس جاؤ اور اپنی سیدہ ہی کی اطاعت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے

تمہاری بکثرت اولاد ہوگی۔ عنقریب تمہارے حمل ٹھہر جائے گا اور تمہارے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام اسماعیل ہوگا وہ لوگوں کا سردار ہوگا۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُن کے ذبح کرنے کا خواب میں حکم ہوا کیونکہ انبیاءعلیہم السلام کے خواب بھی وحی ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کا حکم کیا تھا انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان دوستی ہے اور وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں اور میں نے ان کو سوائے بھلائی کے کبھی اور کوئی بشارت نہیں سُنائی ہے اس لیے مجھ سے تو انہیں اس کی خبر دی نہیں جاتی پس خدا نے ان کو شب عرفہ میں خواب دکھایا' جب صبح ہوئی تو انہوں نے سو بکریاں ذبح کیں پھر ایک آگ آ کر سب کو کھا گئی انہیں گمان ہوا کہ جو مجھے حکم ہوا تھا میں پورا کر چکا پھر بقر عید کی شب میں انہیں حکم ہوا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کیجیے۔ پھر جب صبح ہوئی تو انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں سے کہا کہ ان کا ذرا سر دُھلا کر تیل ڈال دو انہوں نے ویسا ہی کیا جب انہیں لے کر نکلے تو ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس شیطان آ موجود ہوا اور کہنے لگا: اے ہاجرہ! ابراہیم' اسماعیل کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں انہوں نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: انہیں گمان ہو گیا ہے کہ خدا کا انہیں حکم ہوا ہے۔ وہ بولیں تو ہم خدا کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں پھر شیطان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور اُن سے بھی وہی کہا جو اُن کی والدہ سے کہا تھا انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ان کی ماں نے دیا تھا پھر شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے ابراہیم! آپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں! پھر کہنے لگا کہ آپ کے پاس خواب میں شیطان آیا تھا! وہ بولے: اے دشمن خدا! میرے پاس سے ہٹ' پھر ب وہ پہاڑ کے پاس پہنچے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے انہوں نے کہا کہ اے میرے بارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں' دیکھو تو تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے: اے ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے کر گزریئے لیکن جب مجھے پچھاڑیئے تو ذرا مضبوط باندھ دیجیے گا تا کہ میرا خون آپ پر نہ پڑ جائے اور اس بلا پر صبر کیجیے اور میرا کرتہ میری ماں کے حوالے کر دیجیے گا تا کہ یادگار رہے

اور میرا سلام کہہ دیجیے گا اگر آپ سے میری نسبت دریافت کریں تو کہہ دیجیے گا کہ میں اُسے ایسے کے پاس چھوڑ آیا ہوں کہ جو مجھ سے اور تم سے بہتر ہے' اُس وقت وہ سات برس کے تھے اور بعض نے تیرہ برس کہا ہے' اس وقت فرشتے رونے لگے اور آسمان کے دروازے کھُل گئے۔ آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں چہرہ کے بل لٹا کر ان کی شہ رگوں پر چھُری رکھ دی لیکن کچھ کٹا نہیں بعض نے کہا ہے کہ خدا نے جبرئیل علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ ان کو پکڑنا اگر ذرا سا بھی چھُری سے کٹ گیا تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دوں گا۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آخر چھُری پھینک دی۔ چھُری بولی: آپ غصہ کیوں ہوتے ہیں؟ آپ نے کہا: تو نے کچھ کاٹا کیوں نہیں؟ اُس نے کہا: یہ تو بتلایئے کہ آگ نے آپ کا ذرا سا بدن بھی کیوں نہ جلایا تھا؟ آپ نے فرمایا: خدا کے پاس سے نداء آئی تھی کہ اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا! چھُری بولی: میرے لیے ستر بار یہ آواز آ چکی ہے کہ ذرا بھی مت کاٹ! حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے یہ بھی کہا تھا کہ میرے بندھن کھول دیجیے تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ زبردستی ذبح کیا ہے اور یہ انہیں نہ معلوم ہوگا کہ میں اپنے اختیار سے خوشی کے ساتھ اپنی جان دیتا ہوں' پھر کہا: اے ابا جان! آپ مجھ سے زیادہ مکرم ہیں یا میں آپ سے زیادہ مکرم ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: مجھے اپنے لڑکے کی وجہ سے کرامت حاصل ہوئی ہے' انہوں نے کہا: مجھے اپنی جان سے کرامت حاصل ہوئی ہے اور اس کے سوا کا تو میں مالک تھا نہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکرم تھے کیونکہ الم فراق موت سے دائم ہو جاتا ہے اور الم ذبح موت سے زائل ہو جاتا ہے جب یہ کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم دونوں سے اکرم ہوں اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام وہ مینڈھا دے کر بھیجے گئے جس کی ہابیل علیہ السلام نے قربانی کی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اُسے پکڑنے چلے اُن سے وہ بھاگ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا تو کیا میں آپ کے لیے اسے پکڑ ے نہ رہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ جب مجھے آگ میں ڈالا تھا تو میں نے تم سے ہوا میں مدد نہیں

مانگی تھی اب بھلا تم سے کیسے مدد مانگوں حالانکہ تم زمین پر ہو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مینڈھے کو دیکھا تو رو دیئے اُن سے کہا گیا کہ خوشی کے وقت آپ روتے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ شخص کیسے نہ روئے جس کو حبیب نے دُور کر دیا ہو اور اس کی قربانی نامنظور کی ہو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے ابراہیم! خدا نے آپ کو صبر کی بدولت ایک دعائے مستجاب عطاء کی ہے آپ جو چاہے خدا سے دعا کیجیے تو انہوں نے کہا: اے اللہ! سیّد الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں سے کسی کو عذاب نہ دیجیے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اللہ اکبرُ اللہ اکبرُ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: وللّٰہ الحمد۔

لطیفہ: ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا تھا کہ میں نے اُس مینڈھے کی چار ہزار برس تک فردوس میں پرورش کی ہے تا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح سے فدیہ بنے اور ایسے ہی ہم نے چار سو برس تک فرعون کی پرورش کی تھی تا کہ غرق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فدیہ بن جائے اور ہم نے اشنوع یہودی کی پچاس برس پرورش کی تا کہ قتل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فدیہ بنے اور یہ اس طرح کہ یہودیوں نے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تا کہ انہیں قتل کرے تو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھا لیا اور اس یہودی کو ان کے مشابہ بنا دیا اور اس کے بعد اور یہودی گھر میں گھس آئے اور اپنے ساتھی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام گمان کر کے قتل کر ڈالا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ (۱۵۷:۴)

ان کو یقیناً نہیں قتل کیا بلکہ خدا نے انہیں اپنے پاس اُٹھا لیا۔

میں اسی کا بیان ہے اور دوسری آیت میں ہے:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰـكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ (۱۵۷:۴)

اور نہ اُن کو قتل کیا نہ سولی دی لیکن وہ شبہ میں ڈال دیئے گئے۔

اور باب الدعا میں پہلے گزر چکا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو دعا سکھا دی تھی

جب وہ دعا پڑھی تو خدا نے آپ کو اپنے پاس اُٹھا لیا ایسے ہی خدا نے یہود و نصاریٰ کی اپنے رزق سے پرورش کی ہے تاکہ اُمت محمدی کا قیامت کے دن دوزخ سے فدیہ بن جائیں۔

فوائد

پہلا فائدہ: بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عیدوں کو تکبیر سے زینت دو اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ عیدین کو کلمہ اور تقدیس و تحمید و تکبیر سے زینت دو اس کو حلیۂ ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر کے منتخب میں ذکر کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عید الاضحیٰ کی شب سے آخر ایام تشریق تک ہر نماز کے بعد تین تین بار تکبیر کہا کرو کیونکہ وہ گناہوں کو بالکل منہدوم کر دیتی ہے اور جنابِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تو آگ لگی دیکھے تو تکبیر کہہ کیونکہ وہ آگ کو بجھا دیتی ہے۔ روضہ میں مذکور ہے شب عید الفطر میں تکبیر کی شب عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ تاکید آئی ہے اور عیدین کی نماز نفل نماز سے افضل ہے اور قضا و نفل اور جنازہ کی نماز کے بعد بھی عرفہ کی صبح سے آخر ایام تشریق کی عصر تک تکبیر کہے اور عید الفطر میں شب عید الفطر سے نماز عید کی نیت باندھنے تک تکبیر کہے۔

دوسرا فائدہ: عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ اُس میں خدا کی جانب سے بندوں پر منافع احسان اور فوائد امتنان عود کرتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ وہ ہر سال نئی خوشی کے ساتھ عود کیا کرتی ہے۔ اس کو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مائدہ کے ذیل میں ذکر کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم پر ایک سُرخ دستر خوان میں دو بدلیوں کے درمیان سے اترتا تھا اور اُس پر جنت کے حریر کا خوان پوش ڈھکا رہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بسم اللہ خیر الرازقین کہہ کر اُسے کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ بھُنی ہوئی مچھلی اُس میں رکھی ہے اُس کے سر کے پاس نمک رکھا ہے اور دُم کے پاس سرکہ ہے اور اُس کے چاروں طرف سوائے گندنے (لہسن کے مشابہ ایک ترکاری) کے قسم قسم کے ساگ ہیں اور اُس کے چاروں طرف پانچ روٹیاں ہیں ایک پر زیتون ہے، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر،

پانچویں پر آتا ہے۔ شمعون نامی حواریین میں سے بڑے نے پوچھا کہ اے روح اللہ! یہ طعام آخرت میں سے ہے یا طعام دنیا سے؟ ارشاد ہوا کہ ان دونوں میں سے نہیں ہے بلکہ یہ ایسا طعام ہے جس کو قدرت نے اختراع کیا ہے پھر اُس نے کہا: اے روح اللہ! کاش اس نشانی میں سے کوئی دوسری نشانی آپ ہمیں دکھاتے۔ آپ نے فرمایا: اے مچھلی! خدا کے حکم سے زندہ ہو جا! وہ اپنی دم کے بل کھڑی ہوگئی اور منہ کھول دیا پھر جیسی کی تیسی بھُنی ہوئی بن گئی۔ لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اس کے بعد وہ خوان اُڑ گیا اور ذرا بھی کم نہ ہوا تھا۔ پس اس کے اُترنے کا دن قیامت تک کے لیے نصاریٰ کی عید کا دن قرار پایا اور وہ یکشنبہ کا روز تھا۔ اگر کہا جائے کہ حواریین کا یہ کہنا کہ کیا آپ کا ربّ آسمان سے ہمارے اوپر خوان اُتار سکتا ہے قدرت خداوندی میں شک نکلنا ہے حالانکہ وہ ایماندار تھے پھر بھلا وہ اس کے کیونکر مستحق سمجھے گئے۔ جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اگر تم ایماندار ہو تو خدا سے ڈرو۔ اُن کے ناقص الایمان ہونے کی دلیل ہے اسی واسطے انہوں نے یہ آسمانی معجزہ طلب کیا تھا۔ یعنی مائدہ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ شاید اس سے انہیں مزید اطمینان حاصل کرنا مقصود ہو۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا ''تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے'' اور تیسرا جواب یہ ہے کہ شاید ربّ سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہوں کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی اور ہر حال میں مددگار رہے تھے حتیٰ کہ منجملہ اور نعمتوں کے خدا نے اس کو بھی شمار کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے جب میں نے روح القدس سے تمہاری تائید کی تھی پس اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ کیا جبرئیل علیہ السلام آسمان سے مائدہ نازل کر سکتے ہیں۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ مائدہ اُن پر چالیس روز تک چاشت کے وقت سے زوال تک اُترتا تھا پھر بعد زوال اُٹھ جایا کرتا تھا اور اُس میں سات ہزار اور تین سو آدمی کھاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اغنیاء کو چھوڑ کر صرف فقراء کی اُس کے ساتھ تخصیص کر دیں اور یہ حکم دیا کہ کوئی اس میں سے ذخیرہ بنا کر نہ رکھے۔ لوگوں نے اُس کے خلاف کیا تو خدا نے اُن کو مسخ کر کے بندر اور سؤر بنا دیا اور بعض نے کہا

ہے کہ عید کو عید کہنے کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ ایماندار خداوندی طاعت یعنی روزہ رمضان سے نبوی طاعت یعنی شش عید کے روزوں کی طرف عود ور جوع کرتے ہیں اور ایک روایت کے موافق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شش عید کے روزے جائز نہیں ہیں۔ اصحاب کے نزدیک یہی اصل مذہب ہے اور اس کو محرر اور رعایۃ میں مقدم کیا ہے اور نیز طاعت نبوی یعنی قربانی کرنے کی جانب عود ور جوع کرتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غنی مقیم پر قربانی واجب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مقیم اور مسافر پر اُس کے وجوب کے قائل ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے منیٰ کے حاجی مسافر کو مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ اُن پر قربانی نہیں ہے اور شافعی کے نزدیک سنت علی الکفایہ ہے اور اس کا وقت بعد طلوع آفتاب کے نماز عید اور خطبہ کی مقدار وقت کے گزر جانے کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور ایسے ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے (بشرطیکہ دیہات میں ہو ورنہ نماز کے بعد سے وقت ہے) اور آخر وقت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آخر ایام تشریق ہے اور ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک عید کے بعد بارھویں تاریخ کے آخر دن تک اور اوّل قربانی میں سے کلیجی کا کھانا سنت ہے۔

نرجس القلوب میں مذکور ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سب سے پہلے اس مینڈھے کی تھوڑی سے کلیجی کھلائی تھی جو انہوں نے قربان کیا تھا اور اگر کل کھا جائے تو اتنی مقدار کا ضمان اُس پر واجب ہوگا جو اُسے کافی ہو اور کچے گوشت کا فقیروں کو مالک بنانا واجب ہے اور پکا ہوا دینا کافی نہیں بخلاف عقیقہ کہ جیسا کہ آتا ہے۔

دوسرا فائدہ: میں نے کتاب الدرر واللآلی فی فضائل الایام واللیالی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت دیکھی ہے جس نے قربانی کی ہو وہ جب قبر سے نکلے گا تو اپنی قربان کو قبر کے سرے پر کھڑا ہو پائے گا اور اس کے بال سونے کے تاروں کے ہوں گے اور آنکھ یاقوت کی اور دونوں سینگیں سونے کی ہوں گی وہ اس سے پوچھے گا کہ میں نے تجھ سے بہتر تو کوئی شئے نہیں دیکھی۔ قربانی کہے گی کہ میں تیری قربانی ہوں جو دنیا میں تو نے کی تھی میری پیٹھ پر تو سوار ہو جا' وہ سوار ہو جائے گا اور زمین و آسمان کے درمیان عرش کے سایہ تک اُسے

لیے چلی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب بندہ اپنی قربانی زمین پر گرا کر اُسے ذبح کرتا ہے تو پہلا قطرہ اُس کے خون کا جو زمین پر گرتا ہے وہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ہر ہر بال کے عوض میں اسے نیکی ملتی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ میں ہے کہ ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ! اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو قربانی کرے گا اُس کا کیا ثواب ہے؟ ارشاد ہوا: اس کا ثواب یہ ہے کہ جتنے اس کے بدن پر بال ہوں گے ہر ہر بال کے عوض دس دس نیکیاں اس کو عطاء کروں گا اور دس دس گناہ اس کے مٹادوں گا اور دس دس درجے اس کے بلند کروں گا۔ اے داؤد! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ قربانیاں سواری ہوں گی اور قربانیوں سے گناہ مٹیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سُن لو! قربانی نجات دلانے والی ہے اپنے صاحب یعنی قربانی کرنے والے کو دنیا اور آخرت کے شر سے نجات دلائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا" (۸۵:۱۹) کے متعلق بیان کیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اپنی عمدہ سواریوں پر وہ سوار ہوں گے اور سواریاں اُن کی قربانیاں ہوں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اپنی قربانیوں کی تعظیم کیا کرو وہ پُل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

چوتھا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو عید کے روز تین سو بار "سُبحان اللہ و بحمدہ" پڑھ کر مسلمان فوت شدگان کو اُس کا ثواب بخشتا ہے تو ہر ہر قبر میں ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ فوت ہوگا تو خدا اُس کی قبر میں بھی ہزار نور داخل کرے گا۔

پانچواں فائدہ: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہر عید کے روز ابلیس چلاتا ہے تو اور سارے ابلیس اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے سردار! تجھے کیوں غصہ آرہا ہے۔ آسمان سے کوئی سبب ہوا ہے یا زمین سے پہاڑوں سے تاکہ ہم اسے توڑ تاڑ ڈالیں وہ کہتا ہے آج کے دن خدا نے اُمت محمدی کو بخش دیا ہے لہٰذا تمہیں چاہیے کہ لذات اور شراب خوری میں انہیں مشغول رکھو تاکہ خدا کا اُن پر غضب نازل

ہو حضرت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دونوں عیدوں میں نماز عید کے قبل چار سو بار:

لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویُمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کُل شیء قدیر۔

خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں' اُسی کا ملک ہے اور اُسی کے لیے حمد ہے' وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے' وہ زندہ ہے اُسے موت نہیں' اُسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

پڑھتا ہے خدا چار سو حوروں کو اُس کی زوجہ بنا دے گا اور اتنا ثواب دے گا گویا کہ اُس نے چار سو غلام آزاد کیے اور خدا فرشتوں کو مقرر کر دے گا جو اُس کے لیے کتنے ہی شہر آباد کریں گے اور قیامت تک اُس کے لیے درخت لگاتے رہیں گے۔

زہری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب سے انس رضی اللہ عنہ سے میں نے یہ سُنا ہے کبھی اسے نہیں چھوڑا اور انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کبھی اُسے نہیں چھوڑا اور نیز آپ نے فرمایا ہے کہ خدا نے جنّت کو عیدالفطر کے روز پیدا کیا اور عید کے روز شجر طوبیٰ کو لگایا اور عید کے روز جبرئیل علیہ السلام کو وحی اور اس نماز کے لیے جو آپ نے عیدالاضحیٰ کے پہلے پڑھی تھی چُن لیا۔ علماء کہتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ عیدالفطر سے افضل ہے کیونکہ وہ تمام سال کے افضل ایام میں واقع ہے اور وہ عشرہ ذی الحجہ کے ایام ہیں۔

چھٹا فائدہ: بروایت حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شب عید میں ثواب سمجھ کر شب بیداری کرتا ہے جس دن اور دل مردہ ہو جائیں گے اس کا دل مردہ نہ ہوگا' اس کو ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے' اور عورتوں کو مستحب ہے کہ عید کی نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیا کریں اور کوئی عورت یا محرم یا سمجھدار لڑکا امام بن جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: عشرہ ذی الحجہ کے دن دنیا کے تمام دنوں

سے افضل ہیں جیسا کہ عنقریب آتا ہے اور بزار رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے: جو پانچوں شب یعنی شب ترویہ وشب عرفہ شب عید الاضحیٰ شب عید الفطر اور شب برأت کو شب بیداری کرتا ہے اُس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ذی الحجہ کی پہلی شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے پس جو کوئی اس دن روزہ رکھتا ہے تو اسی برس کا کفارہ جو ہو جاتا ہے۔

ساتواں فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا نے زمانے کو پسند کیا ہے اور خدا کو سب سے زیادہ محبوب زمانہ اشہر حرم ہیں اور اشہر حرم میں سے سب سے زیادہ محبوب خدا کو ذی الحجہ کا مہینہ ہے اور ذی الحجہ میں خدا کو سب سے زیادہ محبوب پہلے دس دن ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ خدا کو ایام دنیا میں سے عشرہ اوّل ذی الحجہ سے زیادہ اور کوئی یوم محبوب نہیں کہ اُس میں اس کی عبادت زیادہ کی جائے اور ان دنوں میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہوتا ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذی الحجہ کی پہلی شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں پس جو شخص اس دن روزہ رکھتا ہے اس کے لیے اسی برس کا کفارہ ہو جاتا ہے ان میں سے ہر دن کا روزہ شب قدر کی عبادت کے برابر ہوتا ہے اس کو ترمذی وابن ماجہ وبیہقی رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

حکایت: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار عشرہ کی راتوں کو بصرہ کے قبرستان میں رہا کرتا تھا مجھے ایک قبر سے نور نکلتا ہوا دکھلائی دیا تو مجھے اس سے تعجب آیا اُسی وقت ایک آواز آئی کہ اے سفیان! عشرہ ذی الحجہ کے روزے اپنے اوپر لازم کر لو تو تمہیں اپنی قبر میں بھی ایسا ہی نور دکھلائی دے گا۔

حکایت: کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے خواب دیکھا گویا کہ قیامت قائم ہے اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سامنے دس نور ہیں اور میرے سامنے صرف دو نور ہیں مجھے اس سے تعجب ہوا تو مجھ سے کہا گیا کہ اُس نے دس برس عرفہ کا روزہ رکھا ہے اور تم نے صرف دو دن یعنی دو سال عرفہ کا روزہ رکھا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے کہا کہ تجھے افضل ایام میں طلاق تو عرفہ کے دن طلاق پڑے گی اور خاوند کو جائز نہیں کہ عرفہ یا عاشورہ کے روز سے اپنی زوجہ کو روکے اور عرفہ کو عرفہ اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اُس میں ارکان حج کی معرفت ہوئی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حوا علیہا السلام سے اُن کا تعارف ہوا تھا اور باب دعاء میں پہلے گزر چکا ہے کہ دعائے خضر علیہ السلام اور دعائے الیاس علیہ السلام عرفہ کے دن واقع ہوئی تھی اور حج کرنے والے کو عرفہ کا روزہ مکروہ ہے۔

دو فائدے

پہلا فائدہ: بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص ذی الحجہ کے آخر دن اور محرم کے اوّل دن روزہ رکھتا ہے اُس کا گزشتہ سال روزہ پر ختم ہوتا ہے اور آئندہ سال روزہ سے شروع ہوتا ہے اور خدا اُس سے پچاس برس کا کفارہ کر دیتا ہے۔

دوسرا فائدہ: جو آخر ذی الحجہ کو:

اللّٰهم ماعملت في هذه السنة مما نهيتني عنه ولم ترضه نسيته ولم تنسه وحلمت علي بعد قدرتك علىٰ عقوبتي ودعوتني الى التوباة منه بعد جراتي على معصيتك اللّٰهم فاني استغفرك منه فاغفرلي وماعملت فيها من عمل ترضاه و وعدتني عليه التواب فاسئلك اللهم يا كريم يا ذاالجلال والاكرام ان تقبله مني ولا تقطع رجائي منك يا كريم وصلى اللّٰه على سيدنا محمد و على اله وصحبه وسلم ـ

اے اللہ! جو کچھ آپ کی منع کردہ چیزوں میں سے میں نے اس سال کیا ہو اور آپ کو ناپسند ہو اور میں بھول گیا ہوں اور آپ نہ بھولے ہوں اور میری سزا دہی پر باوجود قدرت کے آپ نے حلم کیا ہو اور آپ کی نافرمانی پر میری جرأت کے بعد آپ نے مجھے توبہ کی طرف بلایا ہو' اے اللہ! میں آپ سے

معافی مانگتا ہوں' آپ مجھے معاف کیجئے! اور جو عمل میں نے ایسا کیا ہو جو آپ کو پسند ہو اور آپ نے اُس پر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہو تو اے اللہ! اے کریم! اے ذوالجلال والاکرام! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اُسے قبول کر لیجئے اور اے کریم! میری اُمید منقطع نہ کیجئے اور خدا ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔

پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ ہم سال بھر تو تھکتے رہے اور ہمارا سارا کیا کرایا دم بھر میں اس نے ستیاناس کر ڈالا اور اپنے منہ میں مٹی جھونکتا ہوا اُلٹے پیروں بھاگتا ہے۔
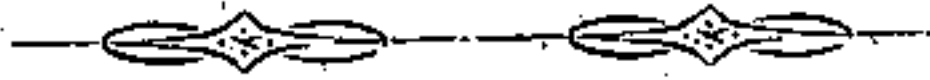
باب:

عاشورہ کی فضیلت

(یعنی مہینہ کے روشن اور تاریک دن)

جو آغاز محرم میں:

اللّٰھم انت الابدی القدیم وھذہ سنة جدیدة اسالك فیھا العصمة من الشیطان واولیآءِہٖ والعون علی ھذہ النفس الامارة بالسوءِ والاشتغال بما یقربنی الیك یا کریم۔

اے اللہ! آپ ابدی قدیم ہیں اور یہ نیا سال ہے اس میں اپنی عصمت و حفاظت کا' شیطان اور اس کے مددگاروں کے شر کے دفعیہ کے لیے اور برائی کا حکم کرنے والے نفس پر آپ کی مدد کا اور ایسی شے میں مشغول کرنے کا جو مجھے آپ کے قریب کردے' خواستگار ہوں' اے کریم۔

پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ ہم اس سے ناامید ہو گئے اور خدا دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اس سال اس کی نگہبانی کرتے رہتے ہیں۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھتا ہے خدا اُس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اور جو شخص محرم میں تین دن پنجشنبہ' جمعہ اور شنبہ کو روزہ رکھتا ہے خدا اُس کے لیے نو برس کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور اس امت کی فضیلت کے باب میں آتا ہے کہ یہ روایت بلا قید محرم کے تمام اشہر حرم کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ جو شخص محرم میں کسی دن روزہ رکھتا ہے اس کو ہر دن کے عوض تیس دن کا ثواب ملتا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشرہ کے دنوں میں عاشورہ تک روزہ رکھتا ہے خدا اُس کو فردوس اعلیٰ کا وارث بنائے

گا۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو عاشورہ کے دن روزہ رکھتا ہے خدا اس کے لیے ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور ہزار شہید کا ثواب عطاء فرماتا ہے اور مشرق سے لے کر مغرب تک کا اجر اُس کے لیے لکھتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا اُس نے اولادِ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہزار غلام آزاد کیے اور جنت میں ستر ہزار محل اُس کے لیے لکھ دیئے جاتے ہیں اور خدا آگ پر اس کا بدن حرام کر دیتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے جو عاشورہ کے دن روزہ رکھتا ہے اس کو دس ہزار فرشتوں کا ثواب عطاء ہوتا ہے اور جو عاشورہ کے دن ہزار بار ''قل ھو اللہ احد'' پڑھتا ہے خدا اُس کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے اور وہ صدیقوں میں لکھ لیا جاتا ہے اور عاشوراُ کے معنی یہ ہیں کہ جو اُس کی حرمت کی نگہداشت رکھتا ہے تو نور میں عیش کرتا ہے یعنی عاشورہ اصل میں ''عاش نورا'' تھا۔تخفیفاً اس میں سے نون گرا دیا گیا اسی میں اہل کہف ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر کروٹ بدلتے ہیں۔

لطیفہ: ایک شخص روزانہ چیونٹیوں کو روٹی توڑ کر ڈالا کرتا تھا جب عاشورا کا دن ہوتا تو چونٹیاں نہ کھاتی تھیں۔

فائدہ: اس کا عاشورہ اس لیے نام ہے کہ اس میں خدا نے انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت پر اکرام کیا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ادریس علیہ السلام کو اُٹھا لیا۔نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پر عاشورہ کے دن ٹھہری۔بعد اس کے کہ ایک سو پچاس روز تک زمین پر پانی ہی پانی رہا تھا اور چالیس رات و دن بارش ہوئی تھی۔چشموں کا پانی زرد رنگ کا تھا اور آسمان کا پانی سُرخ رنگ کا اور خدا نے کشتی نوح علیہ السلام کو گویا کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ پڑھتی تھی:

> ''اللہ خدائے اولین و آخرین کے سوا کوئی معبود نہیں میں نوح علیہ السلام کی کشتی ہوں جو مجھ پر سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو مجھ سے رہ گیا وہ ڈوب جائے گا اور سوائے اخلاص والوں کے مجھ پر کوئی سوار نہ ہو سکے گا''۔

نوح علیہ السلام نے اپنے گھر کے کوٹھے پر سے پکار کر کہا تھا کہ اے چرنے والے

وحشی جانورو! اے پھاڑنے والے درندو اور اے اُڑنے والے پرندو! نجات دینے والی کشتی کی طرف دوڑو۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے طول اور مقدار میں گفتگو کرنا بیکار ہے اس میں کوئی فائدہ نہیں اور حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ طول میں ہزار ہاتھ تھی اور آٹھ ہزار ہاتھ پانی اس سے چھپا ہوا تھا۔ بارھویں رجب بروز چہار شنبہ اُس پر سوار ہوئے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ چاند رات کو سوار ہوئے تھے۔ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ خدا نے جب نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا تو انہوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختوں سے اُسے بنایا ہر تختہ کے پُشت پر ایک ایک نبی کا نام لکھا ہوا تھا اور آخر تختہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم مبارک تھا جب کشتی تمام ہوئی تو انہیں چار تختوں کی ضرورت پڑی جب وہ بنا چکے تو اُن میں سے ایک ایک تختہ پر خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ایک کا نام ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جب میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُن کے اصحاب کا نام ظاہر کیا تو کشتی کو غرق سے نجات ملی اور اسی طرح آپ کی اور آپ کے اصحاب کی محبت کو آخرت میں آگ سے نجات بناؤں گا"۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو عاشورہ کے دن خلیل بنایا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عاشورہ کے دن مغفرت فرمائی تھی اور اُس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو دوبارہ ملک کی حکمرانی عنایت کی تھی۔

حکایت: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار کفار کے پاس سے ایک قیدی عاشورے کے روز بھاگ گیا وہ سوار ہو کر اُس کی تلاش میں نکلے۔ جب وہ پکڑا گیا تو وہ کہنے لگا: اے اللہ! یوم عاشورہ کے حق سے مجھے اُن سے نجات دیجیے۔ پس خدا نے انہیں اندھا کر دیا پھر اُس دن اُس نے روزہ رکھ لیا جب رات ہوئی تو اُسے کچھ کھانے کو نہ ملا۔ خواب میں اُس کے پاس ایک فرشتہ کچھ پینے کی چیز لایا اُس نے اسے پی لیا اُس کے بعد وہ بیس برس تک زندہ رہا۔ پھر کبھی نہ اُسے کھانے کی حاجت ہوئی نہ پینے کی۔

فائدہ: توراتِ میں لکھا ہے کہ جو عاشورہ کے دن روزہ رکھتا ہے گویا اُس نے تمام عمر روزہ رکھا اور جو شخص اس میں کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو ہر بال کے

عوض میں جنت میں ایک درخت عنایت فرماتا ہے کہ جس کے اوپر اس قدر زیورات اور لباس کے جوڑے ہوں گے کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور جو اِس دن خیرات کرتا ہے تو گویا اُس نے اتنی خیرات کی کہ کسی سائل کو بغیر دیئے چھوڑا ہی نہیں اور جو اس میں کسی گمراہ کو راہ بتاتا ہے خدا اُس کا دل نور سے بھر دیتا ہے اور جو اُس میں غصہ روک لیتا ہے' خدا اس کو رضا جو لوگوں میں لکھتا ہے اور جو اس میں کسی مسکین پر کرم کرتا ہے خدا اس دن جب وہ قبر میں اتارا جائے گا اُس پر کرم فرمائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اپنے اہل و عیال پر عاشورہ کے دن فراخی کرتا ہے خدا اس کو سال بھر فراخی عنایت فرماتا ہے' اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن چار رکعت نماز پڑھتا ہے اس طرح سے کہ ہر رکعت میں فاتحہ اور گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے خدا اُس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیتا ہے اور اُس کے لیے نور کا منبر بناتا ہے اور جو اس میں غسل کرتا ہے سوائے مرض موت کے اس سال کسی مرض میں مبتلا نہیں ہوتا۔

فائدہ: مولی کا عرق آنکھوں میں لگانا مقوی بصر ہے اور آنکھوں کی رطوبت کو دور کرتا ہے اور باب الدعا میں مولی کے بہت سے منافع گزر چکے ہیں اور مناقب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں آگے عنقریب آتا ہے کہ شہد کے کھانے اور آنکھ میں لگانے سے بصر کو قوت ہوتی ہے اور ایسے ہی زعتر کا کھانا بھی ہے اور گلاب کا پینا اور سونگھنا اور نرگس کا سونگھنا مقوی دماغ ہے اور بندق کا کھانا اور بھیڑ کے دودھ کا بکثرت استعمال کرنا دماغ بارد کو قوت دیتا ہے۔ خس اور زیتون سیاہ کا کھانا مضعفِ بصر ہے اور سیاہ مرچ آنکھ میں لگانا ظلمت بصر اور ڈھلکے کو نافع ہے۔ بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: آنکھوں میں سُرمہ لگانا دانتوں کو مضبوط رکھتا ہے اور مسواک کرنا نظر کو تیز کرتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! زیتون کھاؤ اور اُسی کا تیل لگایا کرو کیونکہ جو زیتون کا تیل لگاتا ہے چالیس رات تک اس کے پاس شیطان نہیں آتا' یہ تحفۃ الحبیب میں مذکور ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ

زیتون کھاؤ اور اُسی کا تیل لگایا کرو کیونکہ اُس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جس میں جذام بھی ہے۔

لطیفہ: بعض نے کہا ہے کہ اُس دن سرمہ لگانا اس لیے مشروع ہے کہ پانی کی عفونت سے اہل کشتی کی آنکھیں آشوب کر آئی تھیں تو خدا نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اُس دِن سُرمہ لگاؤ۔ موردِ عذاب میں میری نظر سے گذرا ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی جب عاشورہ کے دن ٹھہری تو آپ نے فرمایا جو کچھ توشہ تمہارے پاس ہو جمع کرو پس کوئی ایک مٹھی جو لایا اور کوئی چنا کوئی گیہوں کوئی باقلا اور کوئی مسور۔ آپ نے فرمایا: ان سب کو پیس ڈالو تمہیں سلامتی کی بشارت ملی ہے۔ چنانچہ اسی روز سے مسلمان کھچڑا پکانے لگے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حکایت: ایک بار عاشورہ کے روز قاضی رَے کے پاس ایک فقیر آیا اور اُس نے کہا کہ اس دن کے حق سے مجھے کچھ دو اُس نے روگردانی کی لیکن ایک نصرانی نے دیکھ کر اُسے اتنا دیا کہ وہ راضی ہو گیا جب رات ہوئی تو قاضی نے خواب میں دیکھا کہ ایک سونے کا محل ہے اور ایک یاقوت سُرخ کا۔ اُس نے پوچھا کہ یہ دونوں محل کس کے لیے ہیں۔ جواب ملا کہ تھے تو تمہارے ہی لیے اگر تم اُس فقیر کی حاجت پوری کر دیتے جب تم نے اُسے نہ دیا تو فلاں نصرانی کو یہ دونوں مل گئے وہ سہا ہوا اُٹھا اور نصرانی کے پاس آیا اور اُس سے کہنے لگا کہ شب گزشتہ کو جو کچھ فقیر کو تو نے دیا تھا اُس کا ثواب میرے ہاتھ ایک لاکھ کے عوض میں بیچ ڈال۔ اُس نے جواب دیا کہ اگر ان دونوں محلوں کے چوکھٹ کی قیمت بھی ایک لاکھ دے گا تو تجھے نہ دوں گا میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے رسول ہیں۔

حکایت: مصر میں ایک شخص تھا جو صرف ایک ثواب کا مالک تھا اُس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد میں عاشورہ کے دن صبح کی نماز پڑھی تھی اور اس مسجد کے متعلق یہ رسم تھی کہ سوائے عاشورہ کے دن دعا کرنے کے عورتیں اور کسی دن اُس میں نہ جانے پاتی تھیں۔ ایک عورت نے اُس سے کہا کہ مجھے کچھ دے جس سے میرے بچوں کو کچھ

سہارا ملے اُس نے کہا: اچھا! پھر اپنے گھر لوٹ گیا اور لنگی باندھ کر دروازے کی دراڑ سے اپنے کپڑے اسے دے دیئے۔ اُس نے دُعا دی خدا تمہیں لباس جنت پہنائے۔ پھر اُس شخص نے اُس رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت حور ایک خوشبودار سیب لیے موجود ہے اُسے جو توڑا تو اس میں سے ایک جوڑا کپڑا نکلا پھر اُس حور سے اُس نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ وہ بولی کہ میں عاشورہ ہوں جنت میں تیرے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے۔ اس کے بعد اُس کی آنکھ جو کھلی تو دیکھتا کیا ہے کہ سارا گھر خوشبو سے مہک رہا ہے۔ اُس نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور کہنے لگا: اے اللہ! اگر سچ مچ وہ حور میری جنت میں زوجہ ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لیجیے۔ خدا نے اُس کی دعا قبول کر لی اور وہ فوراً مر گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حکایت: میں نے روض الافکار میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے عاشورہ کے دن سات درہم خیرات کیے پھر سال بھر اس کے عوض کا منتظر رہا۔ جب عاشورہ کا دن ہوا تو کسی عالم کو بیان کرتے سُنا کہ جو عاشورہ کے دن ایک درہم خیرات کرتا ہے خدا بجائے اُس کے اُسے ہزار درہم عطاء فرماتا ہے۔ یہ سُن کر وہ کہنے لگا: یہ بات صحیح نہیں ہے۔ میں نے سات درہم دیئے تھے مجھے تو اُس کا کچھ عوض نہ ملا۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص سات ہزار درہم لیے ہوئے آیا اور اُس نے کہا: اے جھوٹے! لے اگر تو قیامت تک صبر کرتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔

حکایت: میں نے کتاب مذکور میں ایام بیض وغیرہ کے روزوں کے بارے میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روزوں کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک حدیث جو مجھے معلوم ہے کیا تم سے نہ بیان کروں۔ اس کے بعد فرمایا: اگر تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے منظور ہوں تو وہ تو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دن افطار کرتے تھے اور اگر اُن کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کے روزے منظور ہوں تو وہ تین دن شروع ماہ میں اور تین دن درمیان ماہ میں اور تین دن آخر ماہ میں روزہ رکھتے تھے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روزے منظور ہوں تو وہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے

تھے اور کمل پہنتے تھے اور جہاں کہیں انہیں رات ہو جاتی دونوں قدم جوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور صبح تک نماز پڑھا کرتے اور اُن کی والدہ کے روزے تمہیں منظور ہوں تو وہ دو دِن روزہ رکھتیں اور ایک دن افطار کرتی تھیں اور اگر تمہیں ساری مخلوق سے بہتر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے منظور ہوں تو آپ ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرھویں' چودھویں' پندرھویں کو روزہ رکھتے تھے خواہ حضر میں ہوں خواہ سفر میں۔

حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں بیان کیا ہے کہ ان دنوں کو ایام بیض اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اُترے تھے تو لغزش کے اثر سے آپ کا بدن سیاہ پڑ گیا تھا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایام بیض نام رکھنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر اُترے تھے تو آفتاب کی گرمی سے آپ کا بدن سیاہ پڑ گیا تھا' پھر جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آپ کو ایام بیض کے روزوں کا حکم کیا چنانچہ اُس سے پہلے دن ایک تہائی بدن سپید ہوا اور دوسرے دن دو تہائی اور تیسرے دن تمام بدن۔

عقائق میں مذکور ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا بدن سیاہ پڑ گیا تو خدا کا انہیں حکم ہوا کہ ایک گھر بنا کر اُس کا طواف کریں تا کہ اُن کی توبہ قبول ہو چنانچہ انہوں نے کعبہ بنایا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام حجر اسود لائے وہ سفید موتی کی طرح تھا حضرت آدم علیہ السلام نے جو اُسے دیکھا تو رو پڑے۔ اُس پتھر نے کہا: اے آدم! آپ ہی نے درخت سے کھا کر اپنے نفس کے ساتھ کیا جو کچھ کیا ہے۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام کہنے لگے: مجھے تمام چیزیں عار دلاتی ہیں حتیٰ کہ پتھر بھی۔ پس خدا نے پتھر کی سفیدی بدن حضرت آدم علیہ السلام میں منتقل کر دی اور حضرت آدم علیہ السلام کے بدن کی سیاہی پتھر کو دے دی اور بعض نے ایام بیض کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ ان دنوں کی راتیں چاندنی روشن ہوتی ہیں جب کہ اُس کا نور کامل ہوتا ہے اور یہ نور اِن راتوں میں مجتمع ہے جیسے کہ رات دن کو پھیلے ہوئے جانوروں وغیرہ کو جمع کر دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ" (۸۴:۱۷) یعنی جب رات آتی ہے تو ہر شے اپنی جائے پناہ میں پناہ گزیں ہوتی ہے پس وہ دونوں نور سے

ظلمت کی طرف بدلتے رہتے ہیں ایسے ہی دنیا اور آخرت میں احوال بدلا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ'' (۸۴:۱۹) (تم بے شک طبق کے بعد طبق پر سوار ہو گے) یعنی ایک حالت کے بعد دوسری حالت کی طرف زندگی سے موت کی طرف اور موت سے زندگی کی طرف منتقل ہو گے یہاں عن بعد کے معنی میں ہے۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت کے اظہار سے خوش مت ہو ورنہ خدا اُس پہ رحم فرمائے گا اور تجھے مبتلا کردے گا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور جو اپنے بھائی کو کسی گناہ سے عار دلاتا ہے وہ بغیر اُس کے ارتکاب کے نہیں مرتا۔

دو فائدے

پہلا فائدہ: تحفۃ الحبیب میں بروایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایام بیض کے روزوں سے پہلے دن کا روزہ تین ہزار برس کے برابر ہوتا ہے اور دوسرے دن کا دس ہزار برس کے برابر اور تیسرے دن کا اٹھارہ ہزار برس کے برابر۔ اور دوسری حدیث میں ہے: میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی غنیۃ میں دیکھا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج میں تھے میں نے آپ کو سلام کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! یہ جبریل علیہ السلام ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں' میں نے ''عَلَیْکَ وَ عَلَیْہِ السَّلَامَ'' جواب دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم سے جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں: اے علی (رضی اللہ عنہ)! ہر ماہ میں تین دِن روزے رکھا کرو تو پہلے روزہ کے عوض دس ہزار سال کا اور دوسرے روزے کے عوض بیس کا اور تیسرے کے عوض سو کا ثواب تمہارے لیے لکھا جائے گا۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ میرے لیے خاص ہے! آپ نے ارشاد فرمایا: خدا تمہیں اور جو کوئی تمہارا ایسا عمل کرے گا اسے یہ ثواب عنایت فرمائے گا۔

دوسرا فائدہ: ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایام سود یعنی تاریک دنوں کے روزے رکھنا بھی مستحب ہے یعنی اٹھائیسویں' اُنتیسویں' تیسویں کے۔ حضرت ابن عماد رضی

اللہ عنہ کہا ہے کہ اس پر وہ مضمون دال ہے جو حدیث میں ہے کہ میں نے اس ماہ کے سر میں کچھ روزے رکھے لیے اور سر آخر ماہ کے تین دنوں کو کہتے ہیں۔ پھر کہا کہ اگر ایام بیض کے سوا تین دن روزے رکھ لے تو سال بھر کا ثواب حاصل ہو کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میرے خلیل نے مجھے وصیتیں کی ہیں کہ میں انہیں کبھی نہ چھوڑوں گا مجھے ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ روضہ میں مذکور ہے کہ ہر ماہ میں آخری تین دن کا روزہ مسنون ہے۔

حکایت: حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار میں قافلہ میں تھا راہزنوں نے ہم پر چڑھائی کی اور قافلہ کو آلیا پھر میرا اُن پر گزر ہوا تو میں نے دیکھا قافلہ کے طعام میں سے کچھ کھا رہے ہیں اور اُن میں سے سب سے بڑے کو روزہ دار پایا میں نے اُس سے کہا کہ تو روزہ رکھتا ہے اور پھر راہزنی کرتا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں صلح کی کچھ نہ کچھ جگہ چھوڑے رکھتا ہوں پھر کچھ مدت کے بعد میں نے اُسے طواف میں دیکھا۔ کہنے لگا: اے شبلی! دیکھئے روزہ نے میرے اور اُس کے درمیان کیسے صلح کرادی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار میں جہاز پر تھا اور ہوائے موافق چل رہی تھی۔ سرِ ت بار ہاتف نے آواز دی کہ اے کشتی والو! ٹھہر جاؤ تو میں تمہیں ایک خبر سناؤں۔ میں نے کہا: اچھا خبر سُنادو! اُس نے کہا: کیا میں تمہیں قضائے خداوندی سے جس کا خدا نے اپنے اوپر خود حکم کرلیا ہے آگاہ کروں! میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور! اُس نے کہا: خدا نے اپنے اوپر حکم کیا ہے کہ جو اپنے نفس کو خدا لیے کسی گرم دن میں پیاسا رکھتا ہے تو خدا کے ذمہ ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اُسے سیراب کرے۔ اور بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص ایک نفل روزہ رکھے پھر زمین بھر کے سونا دے تو سوائے قیامت کے اُس کے پورے ثواب کو نہ پہنچے گا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو خدا کی راہ میں ایک روز روزہ رکھتا ہے خدا اس کے اور دوزخ کے درمیان آسمان سے زمین تک کے فاصلہ کا ایک خندق حائل کر دیتا ہے۔

لطیفہ: جو اپنے کو خواب میں روزہ دار دیکھے اُس کو عزت اور عمل صالح نصیب ہوتا ہے

اور اگر سفر میں اپنے کو روزہ دار دیکھے تو اُس کی موت قریب آ پہنچی ہو۔

فائدہ: میں نے تنبیہ الغافلین میں دیکھا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ تناول فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ بلال کھانا کھاؤ! انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں روزہ سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تو اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ کا رزق جنت میں ہے۔ روزہ دار جب لوگوں کے پاس ہو جو کھا رہے ہوں تو اس کے اعضاء تسبیح پڑھتے ہیں اور فرشتے اُس کے لیئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور جب تک وہ مجلس میں رہتا ہے کہتے رہتے ہیں: اے اللہ! اُسے بخش دیجیے! اے اللہ! اس پر رحم کیجیے۔ واللہ اعلم۔
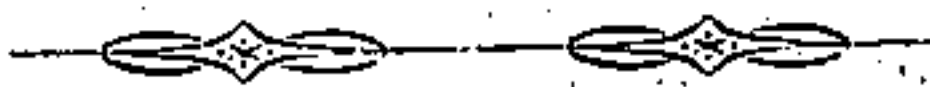
باب:

بھوک کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۷:۳۱)

کھاؤ پیو اور حد سے نہ گزرو خدا حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

مسئلہ: کھانے پینے میں فراخی کرنا جائز ہے اور سوائے مکاتب کے کیونکہ یہ اُسے حلال نہیں اور ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مکاتب وہ مکلف غلام ہے جس کے مکلف مالک نے مثلاً یہ کہا ہو کہ ہزار روپیہ پر میں نے تجھے مکاتب بنا دیا۔ پانچ قسطیں کرکے ہر مہینے کی دو قسطیں جب تو اسے ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام کہے میں نے قبول کرلیا اور ضروری ہے کہ غلام اور مالک دونوں میں رشد ہو یعنی دونوں بالغ اور سمجھدار ہوں اور مالک کے ذمہ واجب ہے کہ غلام سے کچھ مال ساقط کر دے اگر چہ ایک ہی درہم ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: اپنے نفس کو بھوکا اور پیاسا رکھ کر مجاہدہ کیا کرو کیونکہ اس کا اجر راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کا سا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کو میں نے بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوک کے باعث۔ میں رو دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رو نہیں! کیونکہ بھوکے رہنے والے کو قیامت کی سختی نہ پہنچے گی بشرطیکہ ثواب کی نیت ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ ہے جو خوب کھاتا پیتا اور پڑا سویا کرتا ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دن میں دو بار کھانا اسراف ہے اور خدا مُسرفوں سے محبت نہیں رکھتا' اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

عنقریب میری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو رنگ برنگ کے کھانے کھائیں گے اور طرح طرح کی چیزیں پیا کریں گے اور قسم قسم کے کپڑے پہنیں گے اور خوب باتیں بنائیں گے وہ میری اُمت کے نہایت بُرے لوگ ہوں گے' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں بھوکے رہنے والے ہی آخرت میں سیر ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ شکم سیر ہونے والے آخرت میں سب سے زیادہ دیر تک بھوکے رہیں گے' اس کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء میں ذکر کیا ہے کہ شکم سیر ہو جانے کے بعد بھی کھائے جانا برص پیدا کرتا ہے۔ میں نے زاد المسافر میں دیکھا ہے اور وہ طب کی عمدہ کتاب ہے کہ زیادہ کھانے سے تخمہ (بدہضمی' سوءِ ہضم) ہو جاتا ہے اور یہ بدن کو سب سے زیادہ ضرر پہنچاتا ہے کیونکہ اگر غذا بلغم کی طرف مستحیل ہو جاتی ہے تو کھٹی ڈکار آتی ہے اور اگر حرارت کی طرف استحالہ ہوتا ہے تو دُخانی ڈکار ہوتی ہے اور اس تغیر کے بہت سے اسباب ہیں۔ پہلا سبب کثرت سے کھانا کہ معدہ کی حرارت اس سے عاجز ہو جائے کیونکہ معدہ کی تھوڑی سے آگ ایندھن کی کثرت سے بُجھ جاتی ہے۔ دوسرا طبیعت انسانی کا اقتضاء ہے کہ انسان کبھی ایسی شئے کھاتا ہے جس کو معدہ قبول نہیں کرتا تیسرا قوتِ اعضاء کا باعث ہے کہ دردِ سر یا گرانی ہو تو اس سے ہم صرف ضعف دماغ سمجھیں گے اور اگر بخار ہو جائے یا روئیں کھڑے ہوں یا بکثرت جمائیاں آئیں تو ہم تمام بدن کا ضعف سمجھیں گے۔ اُس وقت قے کرنا ضروری ہے اگر یوں تکلیف ہو تو گرم پانی پی لے کیونکہ اس طرح قے کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور باب صدقہ میں عنقریب آتا ہے کہ نہار منہ تھوڑا گرم پانی پینے میں بڑی منفعت ہے۔

فائدہ: حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کھانے کے ضرر سے خوف کرتا ہے اُسے "شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ الآیۃ" پڑھنا چاہیے' بعض حکماء نے بیان کیا ہے کہ جسے کھانے کے ضرر کرنے کا ڈر ہو یا چاہتا ہو کہ جلد ہضم ہو جائے تو تھوڑا علک البطم اور مصطگی ملا کر آگ پر چڑھا دے اُس کے اوپر مرچ سیاہ اور دار چینی پیس کر ڈال دے اور

سفوف بنا کر پھانک لے میں نے تحفۃ الحبیب فیما زاد علی الترغیب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں ایک روگی آدمی ہوں کھانا پینا میرے بدن کو ذرا نہیں لگتا خدا سے میرے لیے دعائے صحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا جب کچھ کھایا پیا کرو تو:

بسم اللّٰه الذی لا یضر مع اسمه شئی فی الارض ولا فی السمآءِ یاحی یا قیوم .

خدا کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی شی زمین اور آسمان میں ضرر نہیں پہنچا سکتی' اے حی اے قیوم۔

پڑھ لیا کرو تو تم کو کبھی کوئی بیماری نہ ہوا کرے گی۔ اگر چہ اس میں زہر ملا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بھوکے رہ کر اور موٹے کپڑے پہن کر اپنے دل کو منور کیا کرو۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مفید العلوم ومبید الہموم میں میں نے دیکھا ہے کہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کھانے میں زہر ملا دیا کرتا تھا اس لیے آپ یہ پڑھ لیا کرتے تھے:

اعوذ بالذی یمسك السمآءَ ان تقع علی الارض الا باذنه من شر ماذراء ومن شر الشیطان و شرکه .

میں اُس خدا کی جو اپنی بلا اجازت آسمان کو زمین پر گرنے سے روکتا ہے' ہر اس چیز کے شر سے جس کو اُس نے بنایا اور پیدا کیا ہے اور شیطان کے شر سے اور اُس کے پھندے سے پناہ مانگتا ہوں۔

حکایت: حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے شیطان سے کہا کہ تجھے کچھ مجھ سے بھی ملا ہے۔ اُس نے کہا: ہاں! میں نے ایک شب کھانے کو آپ کے لیے عمدہ بنا دیا تو آپ خوب سیر ہو کر کھا گئے اور اپنے ورد کے بغیر سو گئے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! اب سے کبھی میں شکم سیر ہو کر نہ کھاؤں گا۔ شیطان بولا: خدا کی قسم! میں بھی کبھی کسی کی خیر خواہی نہ کروں گا اور حدیث میں ہے کہ شیطان ابن آدم کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے تو

بھوکے رہ کر اُس کی گزرگاہ کو تنگ رکھا کرو۔ اور یحیٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وسوسہ شیطان کا تخم ہے اگر تم اُسے زمین اور پانی دو گے تو اُس کا تخم اُگ آئے گا ورنہ ضائع ہو جائے گا۔ پوچھا گیا کہ زمین اور پانی کیا ہے؟ انہوں نے کہا: شکم سیری اُس کی زمین ہے اور سونا اس کا پانی ہے۔

حکایت: ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رات کے کھانے سے ایک لقمہ چھوڑ دینا مجھے قیام لیل سے زیادہ محبوب ہے۔ خدا کے خزانوں میں بھوک بھی ہے سوائے اُس کے جس سے محبت ہوتی ہے کسی کو نہیں عطاء کرتا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ دُنیا کی کُنجی شکم سیری ہے اور آخرت کی کُنجی گرسنگی (بھوک) ہے۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ طالب آخرت کے لیے میں شکم سیری سے زیادہ کسی شئے کو مُضر نہیں سمجھتا ہوں اور عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا کی قسم! گرسنگی ہی کی بدولت لوگ پانی پر چلے ہیں اور گرسنگی ہی کی بدولت ان کو طی ارض حاصل ہوا ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ گرسنہ شکم اور ننگے بدن رہنے سے اور میں نے تتار خانیہ میں دیکھا ہے کہ جب شکم سیر آدمی کوئی نصیحت کی بات کہتا ہے تو اُس کی بات نہیں مانی جاتی اور جب شکم سیر آدمی نصیحت سُنتا ہے تو اُس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

فوائد

پہلا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کھانا کھا کر:

الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ۔

خدا کا شکر ہے کہ جس نے یہ کھانا کھلایا اور مجھ کو بلا میرے حول وقوت کے رزق دیا۔

پڑھتا ہے خدا اس کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کو ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کھانا کھانے سب اکٹھا ہو جایا کرو اور خدا کا نام لیا کرو تو تمہارے ہاں برکت ہوگی سب مل جُل کر کھایا کرو الگ

الگ نہیں کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہو سکتا ہے اور دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ کو اس کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: خدا کو یہ سب سے زیادہ پسند ہے کہ مسلمان اپنی بی بی بچوں کے ساتھ دسترخوان پر کھانا نظر پڑے جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو خدا اُن پر نظر رحمت کرتا ہے اور متفرق ہونے سے پہلے اُن کو بخش دیتا ہے۔

دوسرا فائدہ: عوارف المعارف میں ہے کہ یہ مستحب ہے کہ اوّل لقمہ کے وقت بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ پر بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے لقمہ پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو چاہتا ہے کہ اُس کے گھر میں بہت خیر و برکت ہو تو چاہیے کہ جب صبح کا کھانا آئے یا اٹھایا جائے تو وضو کر لیا کرے' اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور وضو سے مراد دونوں ہاتھ دھونا ہے کیونکہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے میں نعمت کا ادب کے ساتھ استقبال کرنا ہے اور اس میں نعمت کا شکر ادا ہوتا ہے اور شکر زیادتی کا باعث ہوتا ہے اس لیے دونوں ہاتھ دھونا فقر کے دُور کرنے اور نعمت کے حاصل ہونے کا سبب بن جاتا ہے اور کھانے کے وقت بچوں سے ہاتھ دھونے کی ابتداء ہونا چاہیے کیونکہ یہ اکثر نجاست کے قریب رہتے ہیں اور فراغ کے بعد تعظیماً پہلے بڑوں کے ہاتھ دُھلانا چاہیے۔

فائدہ: حلیمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ زیتون کے ساتھ مسور ملا کر کھانا صلحا کا طعام ہے کیونکہ اس سے بدن میں گرانی نہیں ہونے پاتی اور عبادت کے لیے انسان چاک و چوبند رہتا ہے اور یہ بنی اسرائیل کی خواہش کی چیزوں میں سے ہے چونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہمارے لیے ساگ' ککڑی' گیہوں وغیرہ جو زمین میں اُگتا ہے نکالے اس آیت میں جس کا یہ مضمون ہے فوم سے اکثر کے نزدیک گیہوں مراد ہے اور اس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے اور نزہۃ النفوس میں مذکور ہے کہ مسور کے نقصان کے لیے خود اُس کے چھلکے تریاقی خاصیت رکھتے ہیں اور ثابت مسور کھانا پیس کر کھانے سے زیادہ نافع ہے اور اس طرح ضرر کم ہوتا ہے اور معدہ پر بار نہیں

ہوتا اور جس کے چیچک یا دانے ہوں اُس کے لیے سب سے زیادہ نافع غذا ہے اور اگر اس کے تیس دانے چھلکے اتار کر نگل لیے جائیں تو استرخاء معدہ کو نافع ہے اور اگر مسور کا آٹا سبز دھنیے کے عرق میں گوندھ کر حمام میں اُبٹن ملا جائے تو خارش تر و خشک جڑ سے جاتی رہے۔ بعض نے کہا ہے دھنیہ سرکہ اور سماق کے ساتھ کھانا اس شخص کو مفید ہے جس کو معدہ میں کھانا نہ ٹھہرتا ہو۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب قیامت ہوگی تو ایک منادی پکارے گا کہ خدا کے لیے بھوکے پیاسے رہنے والے اُٹھ کھڑے ہوں چنانچہ ایسے لوگ اُٹھ کر دستر خوان کی طرف چل کھڑے ہوں گے اور اُس پر بیٹھ جائیں گے اور لوگ ابھی حساب ہی میں ہوں گے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بھوکے رہنے میں دس فائدے ہیں۔ دل کی صفائی' دل کی رقت' بھوکوں کی یاد کرنا' آخرت کی بھوک پیاس کا خیال کرنا' معاصی کی خواہش کا شکستہ ہونا' نیند کا دفع ہونا' عبادت میں سہولت ہونا' بدن کی تندرستی اور تھوڑے میں کفایت ہو جانا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی دو مسلمان ایسے نہیں جو مل کر مصافحہ کر لیتے ہیں اور پھر بھی جدا ہونے کے قبل ہی ان کے گناہ نہ بخش دیے جاتے ہوں' اس کو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مسلمان کی مسلمان سے ملاقات ہوتی ہے پھر وہ اسے سلام کرتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحیت یعنی سلام ہاتھ پکڑنے سے پورا ہوتا ہے' اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور میں نے کتاب شرف المصطفیٰ میں دیکھا ہے کہ مصافحہ کے وقت والعصر پڑھنا سنت ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کا ہاتھ پکڑا ہو اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی دیجئے اور
دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچایئے۔

کے پڑھنے کے بغیر الگ ہو گئے ہوں۔ یہ روایت افکار میں مذکور ہے۔

مسئلہ: یہ کیسے ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس روز تک کوہ طور کی جانب سفر کیا اور انہیں بھوک نہیں لگی اور حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گھڑی بھر کے لیے چلے تھے کہ بھوک لگ گئی۔ چنانچہ اسی واسطے انہوں نے اپنے جوان یعنی غلام سے کہا تھا ہمارا ناشتہ لاؤ کیونکہ اُس کو خدمت لینے میں غلام کے قائم مقام کر رکھا تھا اور جوان سے یوشع بن نون علیہ السلام مراد ہیں اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ وہ صبح و شام مچھلی کھایا کرتے تھے اِس کا جواب یہ ہے کہ کوہِ طور کا سفر تو سفر جوش و طرب اور سفر محبت تھا کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ سے مناجات کرنے کے لیے یہ سفر کیا تھا اور خضر علیہ السلام کے پاس سفر کر کے جانا سفر ادب تھا تو اس میں بھوک لگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ پہلا سفر روزے پر مبنی تھا یہ نہیں دیکھتے ہو کہ جب مسواک کر لی تھی تو دس روزے اور رکھے تھے اور دوسرا سفر رُخصت تھا اس لیے اُس میں کھانے پینے کی اجازت تھی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ پہلا سفر گفتگو کے لیے تھا اور دوسرا تعلیم کے لیے اور یہ اوّل کے معنی میں ہے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں میرے نزدیک ایک اور جواب ہے وہ یہ کہ پہلے بھوک نہ معلوم ہونا اور دوبارہ بھوک لگنا دونوں مقاموں کی نسبت کے لحاظ سے ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام مناجات اکل و شرب کے ترک سے مناسب تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ موصوف ہے پس دونوں مقام متحد ہو گئے اور بندہ کے لیے تخلق باخلاق خداوندی لابد ہے خصوصاً اس مقام میں چنانچہ وارد ہوا ہے کہ جو اخلاق خداوندی میں کسی خلق کو اختیار کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اور مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا کھانے میں ایک ہے پس اسی وجہ سے انہیں بھوک لگی۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بھوکا گناہ سے دور ہے اور شکم سیر نزدیک ہے۔

باب:

حج کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا (۳:۹۷)

خدا کے لیے خانہ کعبہ کا حج لوگوں کے ذمہ ہے جسے اس تک پہنچنے کی قدرت ہو۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ استطاعت کئی قسم پر ہے ایک تو اپنے نفس و مال سے استطاعت رکھنے والا ہے اور وہ صحیح و سالم شخص ہے اور غیر کے سہارے استطاعت رکھنے والا ہے اور وہ اپاہج اور وہ شخص ہے جو بنفسہٖ حج کرنے سے عاجز اور ایک اپنے ربّ کے سہارے استطاعت رکھنے والا ہے اور وہ فقیر ہے کیونکہ اس کی بلاؤں کو اس کی سواری نہیں جھیلتی بلکہ وہ خود جھیلتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مال داروں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے اور فقراء پر ربّ البیت کا حج فرض ہے اور بیت اللہ کا راستہ کبھی بند ہو جاتا ہے اور حاجیوں کی روک ہو جاتی ہے لیکن ربّ البیت کا راستہ کبھی بند نہیں ہوتا اور خدا سے فقیر کی روک نہیں ہوتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ میں بیان کیا ہے: اگر معذور یعنی وہ شخص جو بنفسہٖ حج کرنے سے عاجز ہو یہ کہے کہ جو میری طرف سے حج کرے اُس کے لیے ہزار ہیں اور دو شخصوں نے یہ سُن کر اس کی طرف سے یکے بعد دیگرے احرام باندھ لیا ہو تو پہلے کا اس کی طرف سے حج درست ہو جائے گا اور دوسرے کا حج خود اسی کی طرف سے ادا ہوگا اور اسے کچھ نہ ملے گا۔ اگر دونوں نے ایک ساتھ احرام باندھا یا شک ہوا دونوں کا حج اسی کی طرف سے ہوگا اور ہزار میں سے ان دونوں کو کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ: اگر عاجز کے لڑکے یا کسی اجنبی نے کہا کہ جو تیری طرف سے حج کرے گا میں اُسے اُجرت دوں گا تو باپ کے ذمہ قبول کرنا واجب نہیں کیونکہ اس میں احسان ہے اور اگر لڑکے یا اجنبی نے کہا کہ میں تیری طرف سے حج کراؤں تو قبول واجب ہے اس طرح کہ اُسے حج کی اجازت دے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا تو امر مالی ہے اس لیے اُس میں احسان ہے اور دوسرا عبادت بدنی ہے اسی وجہ سے اس کے کرنے والے کو ثواب حاصل ہوگا پس دونوں میں فرق ہوگا شرح مہذب میں مذکور ہے کہ بشرطیکہ عاجز اور مکہ کے مابین دو مرحلے ہوں اور ضروری ہے کہ عاجز کی جانب سے حج کرنے والا اپنی طرف سے حج کر چکا ہو اگر بیٹا اپنے باپ کی طرف سے حج کرے یا باپ اپنے بیٹے کی طرف سے حج کرے تو سوار ہونا بھی ضروری ہے اور اجنبی کے لیے یہ شرط نہیں اور ابلیس کے قول کی حکایت کر کے جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یعنی "لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ" (۷:۱۶) (میں اُن کے سیدھے راستہ پر ضرور بیٹھا کروں گا) اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں اُن کو طریق حج سے روکوں گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب حاجی اپنے گھر سے نکلتا ہے تو گناہوں سے ایسے نکل آتا ہے کہ گویا آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اُس کو ہر ہر قدم پر ستر برس کی عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر لوٹ آتا ہے اور جب وہ لوٹے تو اس کی دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج مبرور کی سوائے جنت کے کوئی جزا نہیں ہے۔ دریافت کیا گیا کہ بر کے یہاں کیا معنی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کھانا کھلانا اور خوش کلامی کرنا' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کعبہ کے ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اُس نے شکایت کی اور عرض کیا: اے رب! تیری عبادت کرنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہیں' خدا نے اُس کے پاس وحی بھیجی: میں نہایت خشوع اور سجدہ کرنے والے لوگ پیدا کروں گا جو تیرے مشتاق ہوں گے جیسے کبوتری اپنے انڈوں کے اشتیاق میں لگی رہتی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خدا کی راہ میں کوئی مجاہد یا حاجی کلمہ پڑھتا

ہوا یا لبیک کہتا ہوا نہیں نکلتا جس کے گناہوں کو لے کر سورج ڈوب نہ جاتا ہو اور وہ گناہوں سے نکل نہ آتا ہو۔

حکایت: ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ پر سے گزرے اور خدا کے سوا وہاں بتوں کی عبادت ہو رہی تھی کعبہ رو دیا اور کہنے لگا: اے رب! آپ کے انبیاء میں سے یہ ایک نبی ہیں اور اُن کی قوم کے لوگ آپ کے ولی ہیں میرے پاس سے یہ گزرے اور انہوں نے میرا طواف نہیں کیا۔ ارشاد ہوا کہ میں تجھے سجدہ کرتے ہوئے چہروں سے ضرور بھر دوں گا اور آخر زمانے میں ایک نبی کو مبعوث کروں گا جو مجھے تمام انبیاء سے زیادہ محبوب ہے اور اپنی مخلوق میں سے تجھ کو آباد کرنے والوں کو مقرر کروں گا جو میری عبادت کیا کریں گے اور میں اپنے بندوں پر ایک عبادت فرض کر دوں گا کہ تیرے ایسے مشتاق ہوں گے جیسے اونٹنی اپنے بچے کی مشتاق ہوتی ہے اور کبوتری اپنے انڈوں کی مشتاق ہوتی ہے اور تجھ کو بتوں سے پاک کروں گا پھر خدا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دیا کہ مکہ میں اُتر کر قربانی کریں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور کعبہ کے گرد پانچ ہزار اونٹنیاں پانچ ہزار بیل اور بیس ہزار بکریاں قربانی کیں پھر طیبہ یعنی مدینہ شریف پر سے گزرے اور فرمانے لگے کہ یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے جو اُن پر ایمان لائے اور اُن کی تصدیق کرے اس کو بشارت ہے

فوائد

پہلا فائدہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُن کے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بیت اللہ کی ابتداء کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تھا: بے شک زمین میں میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں انہوں نے کہا: کیا آپ اُس میں ایسے کو مقرر کریں گے جو اُس میں فساد مچائے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ کی اُن پر ناراضی ہوئی اور وہ سات روز تک عرش کے گرد طواف کرتے رہے اور خدا کی رضا جوئی میں مشغول رہے پھر اللہ تعالیٰ ان سے رضامند ہو گیا اور ارشاد فرمایا کہ زمین میں میرا ایک گھر بناؤ کہ بنی آدم میں سے جس پر میں غصہ ہوں گا وہ اس کے ذریعہ سے

پناہ مانگے گا اور پھر میں اُس سے رضامند ہو جاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے یہ گھر بنایا۔ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ خدا نے زمین قبل اس کے کہ اسے پیدا کرے اُس سے ہزار برس پیشتر بیت اللہ کا مقام پیدا کیا تھا اور اُس کی بنیاد ساتویں زمین میں ہے۔

دوسرا فائدہ: بکہ مسجد کا نام ہے اور مکہ کل شہر کا نام ہے اور قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مکہ اس لیے نام رکھا گیا کہ طواف میں وہاں لوگوں کا اژدھام ہوتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہونے میں اپنی جان و مال خرچ کرتے ہیں۔

تیسرا فائدہ: مجمع الاحباب میں ہے کہ یہ حج کا کمال ہے کہ تمام عمر میں سوائے ایک بار کے اور فرض نہیں اور یہ بھی اس کا کمال ہے کہ دوسری عبادتوں کے بھی مشابہ ہے۔ پس اُس کا احرام تحریمہ نماز کے مشابہ ہے اور اذکار طواف و وقوف اذکار صلوٰۃ کے مشابہ ہیں اور سعی اور طواف رکوع کے مانند ہے۔ منیٰ میں ٹھہرنا اور رمی جمار کرنا جہاد کے مثل ہے اور عرفہ اور مشعر حرام میں ٹھہرنا اعتکاف کی طرح اور مشعر حرام مزدلفہ کے سرے پر ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے اور اُس میں خرچ کرنا زکوٰۃ کے مشابہ ہے۔ جس نے حج کیا گویا اُس نے ان تمام عبادات کو ادا کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: حج اور عمرہ کرنے والے خدا کے مہمان ہیں جو کچھ وہ مانگتے ہیں ان کو عطاء ہوتا ہے اور جو اُن کی درخواست ہوتی ہے مقبول ہوتی ہے اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں بجائے ایک ایک درہم کے دس دس لاکھ عطاء کرتا ہے' اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ حج میں خرچ کرنا فی سبیل اللہ سات سو گنا خرچ کرنے کے مثل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب حاجی اپنے گھر سے نکلتا ہے تو خدا کی پناہ میں رہتا ہے۔ اگر ادائے حج کے قبل انتقال کر جاتا ہے تو بھی اُس کا اجر خدا پر ٹھہر چکتا ہے اور اگر باقی رہتا ہے یہاں تک کہ حج ادا کر لیتا ہے تو اُس سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک درہم خرچ کرنا اُس کے سوا میں چار کروڑ خرچ کرنے کے برابر ہوتا ہے۔ حافظ زکی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے کہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: اے اللہ! حاجیوں کو اور جس کے لیے حاجی مغفرت مانگیں اُن کو بخش دیجیے'

اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مسلم کی شرط کے موافق ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حاجی سے ملاقات ہو تو اُسے سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اُس سے کہو کہ اپنے گھر میں جانے کے قبل تمہارے لیے استغفار کرے کیونکہ وہ بخشا بخشایا ہوا ہوتا ہے۔

حکایت: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ کسی مرد صالح نے حج کیا جب عرفات سے واپسی ہوئی تو اُسے یاد آیا کہ اپنی ہمیانی بھول آیا ہے پھر وہ عرفات لوٹ گیا تو اسے وہاں بندر اور سور ملے اُن سے وہ گھبرا گیا پھر کسی نے اس سے کہا: خوف نہ کر ہم تو حاجیوں کے گناہ ہیں ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں اور پاک وصاف ہو کر لوٹ گئے ہیں اُس نے اپنی ہمیانی لے لی اور تعجب کرتا ہوا واپس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس حال میں کہ آپ عرفات میں تھے: اے لوگو! میرے پاس ابھی جبریئل علیہ السلام آئے تھے اور مجھ سے خدا کا سلام کہا اور یہ کہا کہ خدا نے اہل موقف اور اہل مشعر حرام کو بخش دیا اور ان کی بد انجامی کا خود ضامن ہو گیا' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ خاص ہم لوگوں کے لیے ہے آپ نے فرمایا تمہارے لیے اور قیامت تک جتنے تمہارے بعد آئیں اُن سب کے لیے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: خدا کی خیر بکثرت ہے اور پاکیزہ ہے۔

مسئلہ: ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حرم سے ادھر ہی پہاڑ پر کیوں وقوف کرتے ہیں آپ نے جواب دیا اس لیے کہ حرم خدا کا گھر ہے اور پہاڑ اس کا دروازہ ہے جب لوگ اس کا قصد کر کے جاتے ہیں تو اُن کو دروازہ پر ٹھہراتا ہے کہ وہ تضرع کرتے ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ یا امیر المومنین! مشعر حرام میں کیوں ٹھہرتے ہیں؟ فرمایا: اس لیے کہ جب اُن کو اندر پاس آنے کی اجازت ملتی ہے تو اب دوسرے دروازہ پر انہیں ٹھہرایا جاتا ہے اور وہ مزدلفہ ہے۔ پھر جب انہیں ٹھہرے ہوئے دیر ہو چکتی ہے تو انہیں منیٰ میں اپنی قربانی ذبح کرنے کی اجازت ملتی ہے پھر جب وہ اپنا میل کچیل دور کر چکتے ہیں اور اس سے مونچھیں کترانا' ناخن کٹانا' بغل کے

بال اکھیڑنا' میل صاف کرنا مراد ہے اور اس طرح وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو لیتے ہیں تو اُن کو طہارت کی حالت میں زیارت کی اجازت ملتی ہے دریافت کیا گیا کہ ایام تشریق کے روزے کیوں حرام ہیں۔ فرمایا: اس لیے کہ لوگ اپنے ربّ کی زیارت کو آتے ہیں اور اس لیے کہ وہ خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور مہمان کو بلا اجازت میزبان کے روزے رکھنا جائز نہیں' پھر عرض کیا گیا: اے امیر المومنین! بندے کے کعبہ کے پردے پکڑ لینے کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اُس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص سے اپنے مالک کی کوئی خطا سرزد ہو گئی ہو اور وہ اُس کا کپڑا پکڑ کر التجا کرے کہ میری خطا معاف کیجیے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ حج میں بیان کیا ہے کہ کعبہ کے دیدار کے وقت ہاتھ اُٹھانے کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہوا ہے۔ حضرت ابن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے منع کرتے ہیں اور ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ اجازت دیتے ہیں' لیکن اوروں نے کہا ہے کہ کعبہ پر پہلی نظر پڑنے کے وقت جو دعا کی جاتی ہے مقبول ہوتی ہے۔ حضرت سعید ابن المسیّب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کعبہ پر پہلی نظر پڑنے کے وقت جو دعا کی جاتی ہے مقبول ہوتی ہے۔ سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جو کعبہ کی طرف ایمان اور تصدیق سے نظر کرتا ہے گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے گویا آج اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ انبیاء کے متعلق بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ دعائیں سینہ تک ہاتھ اُٹھانا ہے اور فریاد وزاری میں سر سے اونچے ہاتھ اٹھانا مقرر ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مکہ سے پیدل حج کرنے جائے یہاں تک کہ پھر پیدل ہی مکہ لوٹ آئے تو خدا اُس کے لیے ہر قدم کے عوض میں حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھتا ہے عرض کیا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! حرم کی نیکی کیا ہے؟ فرمایا کہ ہر نیکی کے عوض میں ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور خدا مکہ طرف روزانہ ایک سو بیس رحمتیں بھیجتا ہے پھر چالیس نمازیوں کو عطاء ہوتی ہیں اور چالیس نظر کرنے والوں کو اور ساٹھ طواف کرنے والوں کو۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان عرفہ کی شام کو موقف کے

قریب پہنچ گیا ہو اور قبلہ رُخ ہو کر "لا الـه الا اللّٰه وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كُل شيءٍ قدير" سو بار پڑھتا ہے پھر سو بار "قُل هو الله احد" پڑھتا ہے پھر سو بار "اللّٰهم صلى على محمد و على آلِ محمد كما صليت على ابراهيم و على آلِ ابراهيم انك حميد مجيد و علينا معهم" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے بندہ کی کیا جزا ہونا چاہیے اُس نے میری پاکی بیان کی میرا کلمہ پڑھا میری بڑائی اور عظمت کی میری حمد وثناء کی میرے نبی پر درود بھیجا۔ اچھا! اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اُس بخش دیا اور اُس کی سفارش خو اُس کے حق میں منظور کی اگر میرا بندہ مجھ سے درخواست کرتا تو میں سارے اہل موقف کے لیے اُس کی سفارش منظور کر لیتا' اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میزاب کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتا ہے گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے گویا شکم مادر سے آج پیدا ہوا ہے اور جو باب کے سامنے چار رکعت نماز پڑھتا ہے' گویا اُس نے ساری خلق کے برابر خدا کی عبادت کی اور جو مقام کے پیچھے دو رکعت پڑھتا ہے اس کے سارے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جتنے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں سب کے برابر اُسے ثواب ملتا ہے اور خدا اس کو فزع اکبر کے دن امن میں رکھتا ہے۔

حکایت: میں نے صفوۃ الصفوہ میں دیکھا ہے کہ ابن موفق کا بیان ہے کہ میں نے کچھ اوپر پچاس حج کیے اور اہل موقف کی طرف میں نے دیکھ کر کہا: اے اللہ! اگر ان میں سے کوئی ایسا ہو جس کا حج آپ نے نہ قبول کیا ہو تو اس کو میرا حج عنایت کر دیجیے۔ اس کے بعد جب میں مزدلفہ میں سو رہا تھا خواب میں ربّ العزت کو دیکھا کہ مجھ سے ارشاد ہو رہا ہے کہ اے ابن موفق! تو مجھ کو اپنا کرم دکھلاتا ہے میں نے سارے اہل موقف کو اور اتنے ہی اوروں کو بخش دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی اس کے گھر والوں اور خاندان والوں کی بابت سفارش بھی منظور کر لی میں صاحبِ تقویٰ اور صاحب مغفرت ہوں۔ اور طبقات ابن سبکی میں میری نظر سے یہ حکایت بروایت ابی تراب بخشی گزری ہے مگر انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے پچھتر حج کیے پھر جب دوسرا سال آیا تو لوگوں کو میں نے عرفات میں مجمع دیکھ

اور یہ مجھے نہایت خوش کن معلوم ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ! ان میں سے جس کا حج آپ نے نہ قبول فرمایا ہو اُس کو میرے حج کا ثواب عنایت کر دیجیے پھر جب ہم مزدلفہ پہنچے تو میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تو مجھ کو اپنا کرم دکھلاتا ہے حالانکہ تمام کریموں سے زیادہ کرم کرنے والا ہوں قسم اپنی عزت اور جلال کی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس موقف میں کوئی آ کر ٹھہرا ہو اور اسے میں نے بخش نہ دیا ہو پھر اس خوشی کی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور اس واقعہ کی میں نے یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع کی‘ انہوں نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تم چالیس روز اور زندہ رہو گے‘ چنانچہ جیسا انہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔

حکایت: حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو زمزم سے پانی بھرتے دیکھا اتفاق سے اُس کی مشک گر پڑی‘ وہ کہنے لگا: قسم تیری عزت کی اگر تو مجھے پانی نہ دے گا تو میں ناراض ہوں گا اس پر پانی کنوئیں کے اوپر تک چڑھ آیا اور اُس نے پانی پیا جب وہ جانے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: تم ناراض کس پر ہوئے؟ اُس نے جواب دیا: اپنے نفس پر‘ پھر اُس کو سال بھر تک پانی نہ دیا۔ کسی مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو زمزم سے پانی بھرتے دیکھا‘ میں نے اس سے کہا: مجھے بھی پلاؤ اُس نے جو پلایا تو وہ شہد تھا پھر دوسرے دن میں نے اُسے اُسی طرح پانی بھرتے دیکھا میں نے اُس سے پھر کہا: مجھے بھی پلاؤ! اُس نے مجھے پلایا تو دودھ تھا پھر اسی طرح تیسرے دن میں نے اسے پانی بھرتے دیکھا پھر جو اُس سے کہا کہ مجھے بھی پلاؤ تو اُس نے پانی پلایا‘ میں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اُس نے کہا: سفیان ثوری۔ میں نے ابونعیم کی طب نبوی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت دیکھی ہے‘ فرمایا کہ نیکوں کے مصلّے پر نماز پڑھا کرو اور نیکوں کا پانی پیا کرو‘ جب اُن سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: نیکوں کا مصلّٰی میزاب کے نیچے اور نیکوں کے پینے کی چیز آبِ زمزم ہے۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ زمزم کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ مزے دار کھانا اور شفاء مریض ہے اور مزہ دار کھانے سے مراد یہ ہے کہ جو اُسے پی لیتا ہے اُسے سیری حاصل ہو جاتی ہے اور ابن مبارک رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: آبِ زمزم جس لیے پیا جائے اُسی لیے ہے۔ لہٰذا میں اُس کو تشنگی قیامت کے لیے پیتا ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما جب اُسے پیتے تھے تو پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ عِلَّةٍ ۔

اے اللہ! میں آپ سے علمِ نافع اور رزقِ وسیع اور ہر مرض سے شفا مانگتا ہوں۔

فوائد

پہلا فائدہ: حج میں یہ پڑھے:

یا ربّ اتیتك من شقة بعیدہ مومّلا معروفك فافلنی معروفًا من معروفك تغننی به عن معروف من سواك یا مروفا بالمعروف ۔

اے رب! آپ کے پاس مسافت بعیدہ سے آپ کے احسان کی امید کر کے آیا ہوں، پس آپ اپنے احسان میں سے مجھے بھی کچھ عطاء کیجئے، ایسا کہ آپ کے احسان کے باعث آپ کے غیروں کے احسان سے میں بے نیاز ہو جاؤں، اے مشہور احسان کرنے والے۔

اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں ذکر کیا ہے بیت اللہ کے دیکھنے کے وقت پڑھے:

اللّٰھم زد ھذا البیت تشریفًا وّ تعظیمًا و تکریمًا و مھابة وزد من شرفه وعظمته من حجة اوِ اعتمرہ تشریفًا و تکریما و تعظیما اللھم انتِ اسلام ومنك السلام فحینا ربنا بالسلام ۔

اے اللہ! اس گھر کی شرافت اور عظمت اور کرامت اور ہیبت کو بڑھایئے اور اُن لوگوں سے جو اس کا تعظیم وتکریم اور تشریف کے لیے حج اور عمرہ کریں، اس کی شرافت اور عظمت بڑھایئے، اے اللہ! آپ سلامتی والے ہیں اور آپ ہی سے سلامتی ہے، پس اے ہمارے رب! ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھئے۔

اور اندھے کا یہی حکم ہے اور دنیا اور آخرت کی نسبت جو چاہے دعا مانگے پھر مسجد میں

باب بنی شیبہ سے داخل ہو اور یہ باب السلام کے نام سے مشہور ہے اور افضل یہ ہے کہ مکہ میں دن کے وقت پیدل داخل ہو اور رات کو جانا بھی مکروہ نہیں ہے۔

دوسرا فائدہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ کے گرد تین سو نبی ہیں اُن میں سے ستر نبی حجر اسود اور رُکن یمانی کے درمیان ہیں جو جون اور بھوک سے انتقال کر گئے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اُن کی والدہ کی قبر میزاب کے نیچے پتھر میں ہے جو مکہ میں ایک نماز پڑھتا ہے تو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب پاتا ہے اور اگر جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو پندرہ لاکھ کا ثواب پاتا ہے اور بلا شک جنت کے آٹھوں دروازے مکہ کی طرف کشادہ ہیں' ایک دروازہ کعبہ کی طرف' ایک دروازہ میزاب کی طرف' ایک دروازہ حجر اسود کی طرف' ایک دروازہ رُکن یمانی کی طرف' ایک دروازہ مقام ابراہیم کی طرف' ایک دروازہ زمزم کی طرف' ایک دروازہ صفاء کی طرف اور ایک دروازہ مروہ کی طرف ہے اور سوائے مکہ کے روئے زمین پر مَیں کوئی ایسا شہر نہیں جانتا جس میں جب کوئی دعا کرتا ہو تو فرشتے آمین آمین کہتے ہوں۔

تیسرا فائدہ: حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ توریت میں مکتوب ہے کہ اللہ تعالیٰ کعبہ کے پاس ستر ہزار فرشتے سونے کی زنجیریں لیے ہوئے بھیجے گا جو اُسے محشر کی طرف کھینچتے ہوں گے اور ایک فرشتہ کعبہ کو پکارتا ہو گا: اے کعبۃ اللہ! چل! وہ کہے گا: ہاں! لیکن پہلے میرا سوال پورا ہو جائے' کہا جائے گا: اچھا مانگ! وہ کہے گا: اے رب! میرے پڑوسیوں کی نسبت جو میرے گرد مدفون ہیں میری سفارش منظور فرمایئے۔ ارشاد ہو گا: تمہاری یہ درخواست منظور ہوئی' پھر کہا جائے گا: اے کعبۃ اللہ! چل! وہ کہے گا: ہاں! لیکن پہلے میرا سوال پورا ہو جائے۔ ارشاد ہو گا: مانگ! وہ کہے گا: اے رب! آپ کے گناہگار بندے تمام دور دور کے راستوں سے میرے پاس آئے ہیں' میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ اُنہیں فزع اکبر سے امن دیجیے! اس وقت منادی پکارے گا: سُن لو! جس نے کعبہ کی زیارت کی ہو وہ الگ ہو جائے پس خدا ان کو کعبہ کے گرد جمع فرمائے گا اور اُن کے چہرے روشن ہوں گے' پھر کہا جائے گا: اے کعبۃ اللہ! چل! وہ کہے گا: "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" پھر

زنجیروں میں اُسے محشر کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے پس سب سے پہلے جو محشر میں آئے گا' وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کعبہ آپ سے کہے گا کہ جس نے میری زیارت نہ کی ہو آپ اس کی فکر میں مشغول ہو جایئے اور جس نے میری زیارت کر لی ہو وہ تو میری سفارش میں ہے۔ اور کتاب شرف المصطفیٰ میں مذکور ہے کہ کعبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرے گا: اے نبی اللہ! آپ تین چیزوں کی فکر مت کیجیے۔ جس نے میرا طواف کیا ہو گا اور جو گھر سے نکلا ہو گا اور مجھ تک نہ پہنچ سکا ہو گا اور جس نے مجھ تک پہنچنے کی خواہش کی ہو گی لیکن کوئی سبیل نہ ہو سکی ہو گی میں اُن سب کی سفارش کروں گا۔

چوتھا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنائے کعبہ کا حکم دیا تھا تو اُن کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تھا انہوں نے آپ کو جگہ کا انداز بتلایا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ خدا نے ان کے پاس ایک بدلی بھیجی تھی وہ سایہ انداز ہوئی تھی اور آپ نے اُسی انداز سے کعبہ کی بنیاد رکھی اور پھر تعمیر کیا اور بعض نے کہا ہے کہ خدا نے ہوا کو بھیجا تھا اُس نے اُس کی بنیاد کھول دی تھی۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا: لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجیے۔ آپ کا کام ندا کرنا ہے اور میرا کام پہنچانا ہے آپ کے پاس پیدل اور دُبلی سواریوں پر سوار ہو کر جو شدت سفر سے لاغر ہو گئی ہوں لوگ آئیں گے اور وہاں کی سواری اکثر اونٹ ہوتی ہے اور بعض نے رجال کے لفظ سے بجائے پیدل کے مرد مراد لیے ہیں۔ کیونکہ حج کرنے والے مرد بہ نسبت حج کرنے والی عورتوں کے زیادہ ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے "یاتوک" فرمایا ہے: جس کے معنی ہیں تیرے پاس آئیں گے حالانکہ لوگ کعبہ جاتے ہیں اور وجہ اس فرمانے کی یہ ہے کہ منادی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پس جو کعبہ کا قصد کر کے جاتا ہے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصد کر کے جاتا ہے کیونکہ اُس نے اُن کی ندا اور پکار سُن لی خیر پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام صفاء پر تشریف لے گئے اور بعض نے کہا ہے کہ جبل ابی قبیس پر جا کر ندا کی: اے خدا کے بندو! خدا کے داعی کی پکار سنو! اور بیت اللہ کا حج کرو پس انہوں نے اپنے باپوں کی پشت اور ماؤں کے شکم سے اُس کا جواب دیا: "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ" پس جس نے ایک بار

''لبیک'' کہا تھا وہ ایک بار حج کرے گا اور جس نے دو بار لبیک کہا تھا وہ دو بار حج کرے گا جو ایک بار حج کرتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے اور جو دو حج کرتا ہے[1] خدا کو قرض دیتا ہے اور جو تین حج کرے گا دوزخ اُس پر حرام ہو جاتی ہے' یہ شفا میں مذکور ہے۔ شاید پیدل کو سوار سے پہلے آیت میں ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ مقدم ذکر کیے جانے اور شرف برگزیدگی حاصل کرنے کی خوشی میں پیدل چلنے کی تکلیف و مشقت دور ہو جائے اور ضامر اس دُبلے اونٹ کو کہتے ہیں جو چلتے چلتے لاغر ہو گیا ہو اور اس کو صفت مدح کے ساتھ اس لیے موصوف کیا ہے کہ وہ اس جناب کی طرف آنے والے احباب کی سواری ہے اور جو بزرگوں کی صحبت میں رہتا ہے وہ بھی بزرگ ہو جاتا ہے اور جو احباب کی پیروی کرتا ہے محترم ہو جاتا ہے۔

وان جمالا قد علاها جمالکم وان قطعت اکبادنا لحبائب

بے شک وہ اونٹ جن پر تمہارے جمال چڑھے پیارے ہیں' اگرچہ ہمارے کلیجے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

اور کعبہ کا ایک یہ شرف بھی ہے کہ اُس کی بناء کا حکم کرنے والا ربِ جلیل ہے بانی خلیل علیہ السلام اور معین حضرت اسماعیل علیہ السلام اور مہندس جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ پس جب اُس کی تعمیر سے فرصت ہوئی تو اُس کے بچے ہوئے پتھر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی جو اِن کو اُڑا لے گئی۔ پس جو پتھر جہاں پڑا اگر چھوٹا ہوا تو مسجد بن گئی اور بڑا ہوا تو جامع مسجد تیار ہوئی۔

<u>پانچواں فائدہ:</u> نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ اے اللہ! اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جتنے بوڑھے اس بیت کا حج کریں اُن کے بارہ میں میری شفاعت منظور فرمایئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا تھا: اے اللہ! اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جتنے جوان اس بیت کا حج کریں اُن کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمایئے اور اسحاق علیہ السلام نے کہا تھا: اے اللہ! اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جتنے ادھیڑ (عمر) اِس بیت کا حج کریں اُن کے بارہ میں

[1] یعنی فرض کے علاوہ نیکی کرتا ہے جس کا بدلہ قرض کی طرح اُسے ضرور ملے گا۔

میری شفاعت قبول فرمایئے اور سارہ علیہ السلام نے کہا تھا: اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جتنی عورتیں اس بیت کا حج کریں اُن کی نسبت میری شفاعت قبول فرمایئے اور ہاجرہ علیہ السلام نے کہا تھا: اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جتنے غلام ولونڈی اس بیت کا حج کریں اُن کی بابت میری شفاعت قبول فرمایئے چنانچہ اسی لیے ہم کو تشہد میں حکم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر درود بھیجیں۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک نسفی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں دو اِشکال ہیں' پہلا یہ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس امت کے جوانوں کے لیے دُعا کی ہے حالانکہ وہ اسحاق علیہ السلام سے چودہ برس بڑے تھے بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں کہا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے بڑے تھے اس لیے مناسب تھا کہ یہ ادھیڑ آدمیوں کے لیے دُعا کرتے اور اسحاق علیہ السلام جوانوں کے لیے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ شُبہ نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ہیں بخلاف اسحاق علیہ السلام کے دوسرا اشکال یہ ہے کہ ہاجرہ کیسے دُعا کرسکتی ہیں حالانکہ اُن کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ بنایا ہے جیسا کہ میں نے صحیح بخاری میں دیکھا ہے اس کا جواب اور تو کچھ نہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ان کو بناء بیت اللہ کی اطلاع ہوگئی ہو اور انہوں نے پہلے ہی دعا کرلی ہو۔ واللہ اعلم۔

چھٹا فائدہ: میں نے تفسیر نیشاپوری میں دیکھا ہے کہ خدا نے بیت اللہ کو جنت سے یاقوت سُرخ کا بنا کر اُتارا تھا اُس میں شرقی اور غربی دو دروازے زمرد کے لگے ہوئے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا میں نے تمہارے لیے اُسے اُتارا ہے جس کے گرد ایسے ہی طواف ہوا کرے گا جیسے میرے عرش کے گرد ہوتا ہے۔ چنانچہ سرزمین ہند سے حضرت آدم علیہ السلام اُس کی طرف پیدل روانہ ہوئے اُن سے فرشتے آملے اور اُن سے کہا کہ اے آدم! خدا آپ کا حج مبرور کرے! ہم تو آپ سے دو ہزار برس پہلے اس بیت کا حج کرچکے ہیں۔ صاحب ترغیب نے اتنا اور زیادہ کہا ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ تم اپنے

طواف میں کیا کہتے تھے۔ فرشتوں نے جواب دیا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۔

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اور بڑھا لو۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کعبہ بنا چکے تو عرض کیا: اے رب! ہر کام کرنے والے کو کچھ اجر ملتا ہے پس میرا اجر کیا ہے۔ ارشاد ہوا: جب تم اُس کا طواف کرو گے تو میں تمہیں بخش دوں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے رب! میرے لیے کچھ اور بڑھایئے۔ ارشاد ہوا کہ طواف کرنے والے جن کے لیے مغفرت مانگیں گے اُن کو بھی بخش دوں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: بس بس مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کعبۂ خدا اس کو مشرف رکھے اسے چھ بار بنایا گیا ہے ایک بنائے ملائکہ ہے پھر بنائے آدم علیہ السلام پھر بنائے ابراہیم علیہ السلام پھر بنائے قریش پھر بنائے عبداللہ بن زبیر پھر بنائے حجاج بن یوسف اور یہی بنا اب تک موجود[1] ہے۔ چنانچہ اسی لیے خدا نے اُسے بیت عتیق سے موصوف کیا ہے اور ایک فرقہ نے کہا ہے کہ عتیق نام رکھنے کی یہ وجہ ہے کہ خدا اُس میں مسلمان گناہگاروں کی گردن آزاد کر دیتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ایام طوفان میں خدا نے اُسے غرق سے آزاد رکھا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ جابروں کے ہاتھ سے اُس آزاد کیا ہے۔

ساتواں فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو گرمی کے دنوں میں کعبہ کا سات بار طواف کرتا ہے اور ہر ہر طواف میں بغیر کسی کو ایذاء دیئے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیتا جاتا ہے اور ذکر اللہ سے اس کا کلام کم خالی ہوتا ہے تو اُس کو ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں

[1] بعد اس کے زمانۂ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ میں اس کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ بنائے حجاج بن یوسف بنائے جاہلیت پر ہے لہٰذا حسب بناء عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنایا جائے؟ آپ نے فتویٰ دیا کہ آئندہ کو سلاطین کے واسطے مشغلہ ہو جائے گا، ہر شخص اپنے مذاق کے موافق کعبہ میں رد و بدل کرتا رہے گا۔ چنانچہ اب تک بنائے حجاج بن یوسف پر قائم ہے۔ واللہ اعلم۔

ملتی ہیں اور اُس کے ستر ہزار گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور ستر درجے اُس کے بلند کر دیئے جاتے ہیں اور دوسری حدیث میں ہے جو بیت اللہ کا سات بار طواف کرتا ہے اور سوائے ”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ“ کے کلام نہیں کرتا تو اُس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اُس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اُس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور جو طواف کرتا ہے اور اُس حالت میں بولتا ہے وہ رحمت میں اپنے دونوں پیروں سے داخل ہو جاتا ہے۔

آٹھواں فائدہ: عبادات بدنی میں علماء کا اختلاف ہوا ہے کہ کون سب سے افضل ہے بعض نے کہا ہے کہ نماز اور صاحب تنبیہ کو اس کا یقین ہے اور بعض نے کہا ہے کہ طواف۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک مسئلہ پیش آیا جس میں عراق عرب اور عراق عجم کے لوگوں میں اختلاف ہوا۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں ایسی عبادت کروں گا جس میں میرا کوئی شریک نہ ہو۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ لوگوں کو روک کر تنہا سات بار طواف کر لے تو اُس کی قسم اُتر جائے گی کیونکہ بیت اللہ کے طواف میں اس وقت اُس کا کوئی شریک نہ ہوگا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس کو مکہ میں رمضان ملے اور وہ اُس کے روزے رکھے اور جس قدر ہو سکے اس میں شب بیداری کرے تو خدا اُس کے ایسے ایک لاکھ رمضان لکھتا ہے جن میں یہ بات نہ پائی جاتی ہو علماء نے کہا ہے کہ قیام رمضان سے تراویح مراد ہے۔

نواں فائدہ: خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا اور ان کو گیہوں کے درخت کے کھانے سے منع فرمایا تو ایک فرشتہ اُس پر مقرر کر دیا وہ جب کہیں چلا گیا اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے اُس میں سے کھا لیا خدا نے اُس فرشتہ کو نظر ہیبت سے جو دیکھا تو وہ جوہر بن گیا کیونکہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پردہ دری کا باعث ہوا تھا پھر اس وقت وہ پتھر رونے لگا پس خدا نے اُسے گویائی عطاء فرمائی اور وہ کہنے لگا: اے آدم! میں وہی فرشتہ ہوں جسے میرے رب نے آپ کی حفاظت کے لیے مقرر کیا تھا پھر وہ کعبہ کے پاس چلا آیا اور وہ یہی حجرِ اسود ہے خدا نے اُس کو جبل ابوقبیس میں رکھا تھا اور وہ خراسان کا پہاڑ تھا جب

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا تو اُس نے کہا: اے رب! مجھے اجازت دیجیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امانت سپرد کر دوں چنانچہ پھر انہوں نے اُسے لے لیا پھر اُس نے کہا: اے ابراہیم! اپنے رب سے دُعا کیجیے کہ مجھے پھر خراسان کی طرف واپس نہ کرے آپ نے اُس کے لیے دعا کی اس لیے وہ مکہ ہی میں رہا۔

دسواں فائدہ: کتاب شرف المصطفیٰ میں مذکور ہے کہ حجر اسود ستارے کے مانند یاقوت سُرخ کے خیمہ کے ساتھ اترا تھا اُس میں تین سونے کی قندیلیں تھیں نور حجر جو چمکا تو جہاں تک اُس کی روشنی پہنچی وہاں تک حرم کی حد قرار پائی اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حرم کی حد جبرئیل علیہ السلام نے بتلائی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو آ کر گھیر لیا۔ جہاں تک وہ سب کھڑے تھے وہ کل جگہ حرم قرار پائی اور بعض نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آدم کے سر کے بال جنت کے یاقوت سے بنائے تھے بال جو اُڑے تو جہاں تک پہنچے وہاں تک حرم کی حد قرار پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا تھا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا اس کو بنی آدم کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے' ابن خزیمہ کی روایت میں برف سے زیادہ سفید واقع ہوا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ہے اور زمین میں سوائے اُس کے اور کچھ جنت کی شئے نہیں ہے اور وہ بلور کی طرح سفید تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ خدا کا یمین یعنی داہنا ہاتھ ہے اس سے اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ یمین یمن سے مشتق ہے جس کے معنی برکت کے ہیں اور لوگ حجر اسود چھو کر برکت حاصل کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس حجر کے لیے خیر کے شاہد رہو کیونکہ قیامت میں وہ شافع ہوگا ایک زبان اور دو لب سے شفاعت کرے گا جس نے اُسے بوسہ دیا ہوگا اُس کے لیے شہادت دے گا۔

گیارہواں فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے' اُن پر زرد پٹی تھی اور اُن کے چہرہ میں

غبار تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا غبار پونچھ دیا اور پوچھا کہ یہ کیا؟ کہا کہ کروبیوں نے اپنے ربّ سے بیت الحرام کی زیارت کی اجازت مانگی تھی ان کو اجازت ملی تو چل پڑے اور یہ اُن کے بازوؤں کا غبار ہے یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اپنے ربّ سے درخواست کیجیے کہ آپ کی اُمت کو بھی اُن کی دعائے نیک میں شریک کرلے۔ چنانچہ آپ نے خدا سے درخواست کی پھر جبرئیل علیہ السلام فوراً لوٹ کر آئے اور کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ کے ربّ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ کی اُمت میں سے جو اس بیت کا حج کرے گا اُس کو زمین اور آسمان کے فرشتوں کا ثواب ملے گا اور بغیر مغفرت حاصل کیے وہ واپس نہ ہوگا۔

بارہواں فائدہ: سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اور عرفات پر ارادہ کیا کہ اب نہ لوٹوں گا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھے نے مجھے آ کر سلام کیا اور کہا اپنی نیت سے باز آئیں میں نے پوچھا: میری نیت تم نے کیسے جانی؟ اُس نے جواب دیا: میرے ربّ نے مجھے الہام کیا ہے پس خدا کی قسم! میں نے کسی سال یہاں خواب دیکھا تھا گویا قیامت قائم ہے جنت، میزان، پُل صراط، دوزخ مجھے سب کو کچھ دکھائی دیا اور میں نے دوزخ کو کہتے سُنا کہ اے اللہ! حاجیوں کو میری گرمی اور سردی سے بچائیے، اُس سے کہا گیا: اے دوزخ! کسی اور کے لیے درخواست کر وہ تو جنگل کی پیاس اور عرفات کی گرمی چکھ چکے ہیں۔ میں جاگ پڑا دیکھتا کیا ہوں کہ میری ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ جو عرفات میں ٹھہرے اور بیت اللہ کی زیارت کرے تو میں اُس کے ستر گھر والوں کی نسبت اس کی شفاعت منظور کروں گا۔

تیرہواں فائدہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حج اکبر میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ یوم النحر ہے اور مجاہد اور ثوری رحمۃ اللہ علیہما نے کہا ہے اس سے تمام ایام منٰی مراد ہیں اور ابن مسیب اور طاؤس رحمۃ اللہ علیہما نے کہا ہے کہ وہ یوم عرفہ ہے اس کا نام حج اکبر اس لیے ہے کہ تمام مسلمان اور مشرک اس میں جمع ہوئے تھے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ یوم النحر

میں سوار چلے جاتے تھے ایک شخص آپ کے سامنے آیا اور اُس نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور آپ سے دریافت کیا کہ بتلایئے حج اکبر کا کون سا دن ہے آپ نے فرمایا: آج ہی کا دن حج اکبر کا دن ہے۔ میری سواری چھوڑ دے تاکہ میں جاؤں یہ تفسیر کشاف سورۃ برأت سے منقول ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ صحیح پہلا قول ہے اور اس کو حج اکبر اس لیے کہا گیا کہ لوگ عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں۔

چودھواں فائدہ: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام مدد دیتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تم دونوں کے لیے خزانہ بنایا ہے' پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ فلاں مقام پر جاؤ اور اُسے پکارو چنانچہ انہوں نے پکارا: اے خدا کے خزانے! ادھر آ پس وحشی گھوڑے سامنے سے آ پہنچے' انہوں نے اُن کی چوٹی پکڑ لی خدا نے وہ انہیں دے دیئے جب خدا نے حضرت آدم علیہ السلام پر ہر شئے کو پیش کیا تھا تو فرمایا تھا کہ میری مخلوق میں سے جو چاہو پسند کر لو تو انہوں نے گھوڑے پسند کیے تھے پس اُن سے کہا گیا کہ تم نے تو اپنی عزت اور اپنی اولاد کی عزت ابدالآباد تک کے لیے پسند کی ہے۔ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: خدا نے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے گھوڑوں کو اور عورتوں سے پہلے مردوں کو پیدا کیا ہے اس لیے حواء علیہا السلام سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور عربیات براذین سے پہلے اور اس کا گوشت ائمہ ثلاثہ کے ہاں حلال ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حرام کہا ہے اور صاحبین اس میں اُن کے خلاف ہیں۔

پندرھواں فائدہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے گھوڑے کو کھلاتے تھے کسی نے اُن سے اُس کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جو کوئی اپنے گھوڑے کے لیے جو صاف کرتا ہے پھر اُسے کھلاتا ہے تو خدا اُس کے لیے ہر دانہ کے عوض ایک ایک نیکی لکھتا ہے اس کو مجمع الاحباب میں نقل کیا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی فی سبیل اللہ گھوڑے کے تو بر اچڑھا دیتا ہے تو اُس کو ایک حج مبرور اور ایک عمرہ مقبول کا ثواب ملتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ گھوڑے پر

خرچ کرنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو خیرات کے لیے ہاتھ بڑھائے رہے سمیٹے نہیں اور باب ذکر میں اس سے زیادہ گزر چکا ہے۔

سولھواں فائدہ: قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ" (اُن کے لیے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت سے تیار رہو) کے متعلق کہا ہے کہ اس سے تیر اندازی مراد ہے اس لیے کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سن لو کہ قوت تیر اندازی ہے "وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ" کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ وہ جن ہیں اور اس کو طبری نے اختیار کیا ہے اس لیے کہ وہ اُس کے ہنہنانے کی آواز سے بھاگ جاتے ہیں اور ترمذی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ سب سے بہتر مشکی گھوڑا ہے اور عکرمہ وغیرہ نے کہا ہے کہ گھوڑیاں زیادہ پسندیدہ ہوتی ہیں کیونکہ اُن کا پیٹ خزانہ ہے اور اُن کی پیٹھ عزت ہے اور جن اُس گھر کے پاس نہیں پھٹکتا جس میں گھوڑا ہو۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ" سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ منافق مراد ہیں اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان کی نسبت کچھ کہنا مناسب نہیں کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ تم انہیں نہیں جانتے انہیں خدا جانتا ہے۔ سترھواں فائدہ: اگر کسی نے دابہ کی وصیت کے کروفر کے لیے یا قتال کے لیے یا اس لیے کہ اس کی خیر کثیر اور پشت سے نفع حاصل کیا جائے تو گھوڑے پر محمول کریں گے اور اگر اُس نے دابہ کو مطلق رہنے دیا تو گھوڑے یا خچر یا گدھے پر محمول کریں گے پس اگر اُس کے پاس ایک جنس ہوگا تو متعین ہو جائے گا اور اگر دو جنس ہوں گے تو وارث کو اختیار ہوگا نہ موصی لہ کو اور گھوڑا اپنے ہنہنانے میں "سبوح قدوس" کہتا ہے۔ کبھی گھوڑا نوے برس تک زندہ رہتا ہے اور اونٹ بلبلانے میں "حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل" کہتا ہے اور وہ رویا کرتا ہے کبھی ہنستا نہیں اور بندر ہنسا کرتا ہے کبھی روتا نہیں۔ اس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ نجم میں بیان کیا ہے۔ کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اونٹ جن سے پیدا ہوئے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر اونٹ کے کوہان پر شیطان ہے اس کو نزہۃ النفوس میں بیان کیا ہے اور اس کی کنیت ابوایوب ہے کیونکہ وہ صابر

ہوتا ہے۔ اس کا گوشت یہودیوں اور رافضیوں کے نزدیک حرام ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُس سے وضو جاتا رہتا ہے اور اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں سے محدثین کی ایک جماعت نے اسی کو پسند کیا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ میں بیان کیا ہے اور اس کی ترجیح کے معتقد ہیں۔ واللہ اعلم۔

حکایت: حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اُتارے گئے تو اُس میں انہیں وحشت ہوئی کیونکہ اپنی مثل کسی کو نہ پاتے تھے پس خدا سے عرض کیا کہ سوائے میرے اس میں اور کوئی بسنے والا نہیں ہے جو آپ کی تسبیح بیان کرے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں عنقریب اُس میں تمہاری اولاد سے ایسوں کو مقرر کروں گا جو میری حمد و تقدیس کے ساتھ تسبیح کریں گے اور اس میں ایسے مکانات بناؤں گا جو میرے ذکر کے لیے بلند کیے جائیں گے اور اس میں ایک ایسے مکان کی جگہ نکالوں گا جس کو اپنے لیے چُن لوں گا اور اپنی کرامت سے اس کو خاص کروں گا اور زمین کے تمام مکانوں پر اُس کو اپنے نام سے ترجیح دوں گا اور اس کا نام ''اپنا گھر'' رکھوں گا اُس میں عظمت کا پٹکا باندھوں گا اور اپنی حرمت سے اُسے محیط کروں گا اور اس کو ایسی جگہ رکھوں گا جس کو میں نے اپنے لیے منتخب کیا ہے کیونکہ میں نے اُس کا مقام اُس دن سے منتخب کر رکھا ہے جس دن میں نے زمین اور آسمان کو بنایا تھا یہ گھر تمہارے اور تمہارے بعد والوں کے لیے حرم اور جائے امن ٹھہراؤں گا اور اُس کی حرمت سے اس کے مافوق و ماتحت اور گرداگرد کو محترم کروں گا جو میری حرمت سے اُس کو محترم سمجھے اُس نے میری حرمت کی عظمت کی اور جس نے اُس کو حلال سمجھا اُس نے میری حرمت کو مباح کر ڈالا اور جو اس کے اہل کو امن دے گا میری امان کا مستحق ہوگا اور جس نے اُن کو خوف دلایا اُس نے مجھ پر جفا کی۔ اُس کے رہنے والے میرے ہمسایہ ہیں اور اُس کے آباد کرنے والے میرے وفد ہیں اور اُس کی زیارت کرنے والے میرے مہمان ہیں۔ میں نے اُس کو سب سے پہلا گھر قرار دیا ہے جو لوگوں کے لیے مقرر ہیں اور میں اس کو زمین اور آسمان والوں سے آباد رکھوں گا جو اُس میں فوج کی فوج پراگندہ بال غبار آلود ہو کر آئیں گے۔ سوائے میرے اُن کا کچھ مقصد نہ ہوگا اور ہر دُبلی سواریوں پر ہر بڑے دور دراز

راستہ سے آئیں گے۔ بآواز بلند تکبیر کہتے اور لبیک لبیک پکارتے ہوں گے جو اُس کا عمرہ کرے کہ سوائے میرے اُس کا کچھ مقصد نہ ہو اُس نے میری زیارت کی میری ضیافت کی اور میرے پاس قاصد بن کر آیا اور کریم کے ذمہ ہے کہ اپنے قاصدوں اور زیارت کرنے والوں اور مہمانوں کے ساتھ خاطر اور اکرام سے پیش آئے۔ اے آدم! تم جب تک زندہ ہو اُسے آباد کرو گے پھر تمہارے بعد بہت سے گروہ اور مختلف زمانہ کے لوگ اور تمہاری اولاد سے انبیاء ایک اُمت کے بعد دوسری اُمت اور ایک قرن کے بعد دوسرا قرن ایک نبی کے بعد دوسرا آباد ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اس نبی پر ختم ہو جائے گا جس کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور اُن کو میں اُس کے آباد کرنے والوں حمایت کرنے والوں مدد کرنے والوں میں سے بناؤں گا اور اپنی زندگی بھر میری طرف سے اس پر امین رہیں گے اور جب اُن کا میرے پاس لوٹنا ہوگا تو وہ تجھے پائیں گے کہ میں نے ان کے لیے اتنا اجر ذخیرہ کر رکھا ہوگا جس سے میرا قرب اور میرے نزدیک وسیلہ حاصل کرنا ممکن ہوگا اور میں اس گھر کا نام اس کا شرف و ذکر و اس کی بزرگی و مکرمت تمہاری اولاد میں سے اُس نبی کے لیے ٹھہراؤں گا جو اس نبی سے پہلے ہو چکیں گے اور وہ ان کے باپ ہوں گے جن کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوگا انہیں میں سے اس کی بنیاد اٹھواؤں گا اور انہیں کے ہاتھوں اس کی عمارت پوری کراؤں گا اور ان کو اس کے مشاعر و مناسک سکھاؤں گا اور انہیں کو اپنے کام کا تن تنہا اہتمام کرنے والا اپنے راستہ کی طرف بلانے والا بناؤں گا میں انہیں آزماؤں گا وہ صابر رہیں گے میں اُن کو عافیت دوں گا وہ شکر کریں گے میں اُن کی دعا اُن کی اولاد اُن کے بیٹے کے بارے میں قبول کروں گا اور اُن کو اس گھر کا اہل خادم اور دربان مقرر کروں گا یہاں تک کہ وہ تغیر و تبدل کریں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس گھر ٗ ور اس شریعت والوں کا امام بناؤں گا تمام خلق جن و انس سے جتنے ان مقامات میں حاضر ہوں گے اُن کا اقتداء کریں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رُکن اور مقام یواقیت جنت سے دو یاقوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نور مٹا دیا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو مشرق و مغرب کے مابین سب کچھ روشن ہو جاتا اور کوئی بیماری والا اور

مریض ایسا نہ ہوتا جو اسے چھو کر شفا نہ پا جاتا۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کو خدا زاد و راحلہ کا مالک بنائے کہ وہ بیت اللہ تک پہنچ سکتا ہے اور پھر بھی حج نہ کرے تو کچھ بعید نہیں وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مر جائے اور یہ اس لیے کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۔

خدا کے واسطے خانہ کعبہ کا لوگوں کے ذمہ حج ہے جو اُس تک پہنچنے کی سبیل کر سکتا ہو۔

اس کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ترغیب و ترہیب میں ہے کہ تندرست تونگر پر واجب ہے کہ پانچ سال تک حج کو نہ چھوڑے شفاء شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص کو ایک جماعت نے قتل کیا اور اُس پر آگ جلائی لیکن اُس کا رنگ نہ بدلا کیونکہ وہ تین بار حج کر چکا تھا۔

لطیفہ: نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حج میں پانچ چیزیں مجنونوں کے اعمال میں سے ہیں کپڑے اُتار کر احرام باندھ لینا بلند آواز سے لبیک کہنا۔ جمرات کو کنکریوں سے مارنا' طواف میں جھپٹ کر چلنا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مجنون مرفوع القلم ہوتے ہیں اسی طرح حاجیوں کی حالت ہے۔

باب:

ارکانِ حج کا بیان

۱ ارکان حج پانچ ہیں' میقات سے اپنے دل میں یا زبان و دل دونوں سے حج یا عمرہ یا صرف احرام کی نیت کر کے احرام باندھنا لیکن تعین حج یا عمرہ بہتر ہے اور اگر دوسرے کی طرف سے ہو تو یوں کہنا کہ میں نے فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی یا اس کی طرف سے احرام باندھا اور ایسے ہی والد اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے نیت کرے پس اگر وہ عرفہ میں وقوف کے وقت بالغ ہو جائے یا غلام آزاد ہو جائے تو اُس کا حج اسلام ادا ہو جائے گا جیسے کہ کوئی شخص رکوع پالے تو اُسے رکعت مل جاتی ہے۔ ہاں اگر طواف قدوم کی سعی کے بعد ایسا ہو تو اُسے دوبارہ حج کرنا پڑے گا کیونکہ اس کا حج نقصان کے ساتھ ادا ہوا ہے اور جب احرام کا ارادہ ہو تو غسل کرے یا اگر پانی نہ ہو تو تیمم کر لے اور بال بنوائے' ناخن کٹوائے اپنے بدن اور اس کپڑے میں جس میں احرام باندھے گا۔ خوشبو لگائے اور اس کے بعد اُسے اُتارے نہیں کیونکہ اگر اُتارے گا تو فدیہ لازم ہوگا اور اس کا بیان آگے آتا ہے اور عورت احرام کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں میں مہندی لگائے اور یہ سب مستحب ہے اور دو رکعت نماز پڑھے اور افضل یہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد جب اس کی سواری اُسے لے کر اُٹھے یا وہ پیدل روانہ ہو اُس وقت احرام باندھے اور مرد پکار کر لبیک کہے اور سوار ہو کے اُترتے چڑھتے بستی میں جاتے اپنے ساتھیوں سے ملتے جلتے وقت بکثرت لبیک کہتا رہے اور لبیک یہ کہے:

اللّٰھم لبیك لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد و النعمة لك والملك لا شریك له .

اے اللہ! میں آپ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتا ہوں' آپ کا کوئی شریک

نہیں' آپ کی خدمت میں پھر حاضر ہوں' بلاشک نعمت و ملک آپ کے لیے ہے' آپ کا کوئی شریک نہیں۔

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور خدا سے جنت مانگے اور دوزخ سے پناہ مانگے اور جب کوئی ایسی شے نظر آئے جو بھلی یا بُری معلوم ہو تو لبیک کہے اور یہ پڑھے:

ان العیش عیش الاخرة ۔

اور جب احرام باندھ لیا تو مرد کو سر کا چھپانا حرام ہو جاتا ہے سوائے اُس صورت کے کہ کوئی ضرورت درپیش ہو اور سِلا ہوا کپڑا جیسے کرتہ وغیرہ پہننا یا جوتا وغیرہ بھی پہننا حرام ہے اگر اس کے خلاف کرے گا تو فدیہ لازم ہوگا اور مختلف مقامات میں بار بار پہننے سے بار بار فدیہ لازم ہوگا اور فدیہ یہ ہے کہ جہاں چاہے تین روزے رکھے یا حرم میں ایک بکری ذبح کرے اور مسکینوں کو تقسیم کر دے اور کم سے کم تین مسکینوں کو دے یا چھ مسکینوں کو فی کس نصف صاع کے حساب سے تین صاع خیرات کرے اور ایک صاع چار مُد کا ہوتا ہے اور اُس پر سر اور داڑھی میں کسی قسم کا تیل ڈالنا بھی حرام ہو جاتا ہے سوائے اُس صورت کے کہ وہ گنجا ہو یا اُس کے سر کے بال اُڑ گئے ہوں اگر ایسا چند مقدمات پر کرے گا تو متعدد فدیے دینے ہوں گے اور باقی بدن میں تیل لگانا جائز ہے بشرطیکہ خوشبودار نہ ہو اور خوشبو لگانے کا فدیہ بھی ایسا ہی ہے جیسا بیان ہوا اور عورت کا حکم بھی مرد ہی کی طرح ہے مگر یہ کہ اس کو کپڑے پہننا جائز ہیں لیکن دستانہ پہننا عورت کو بھی منع ہے اور اس سے بھی اُس پر فدیہ واجب ہوگا اسی طرح کپڑے سے چہرہ چھپانا بھی منع ہے مگر یہ کہ لکڑی وغیرہ سے اپنے چہرہ کے سامنے سے کپڑا اٹھائے رکھے تو جائز ہے اور ایسے ہی ابرو یا سر کے بالوں کا کاٹنا جائز ہے جس سے آنکھ چھپ جاتی ہو اور جو ناخن ٹوٹ گیا ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو تو اُس کا کاٹنا جائز ہے اور مقدمات جماع جیسے ہاتھ لگانا یا شہوت سے بوسہ لینا حرام ہے اور اگر ایسا کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا اور علم اور اختیار کے ساتھ زوجین میں سے ہر ایک پر فدیہ ہے ایک بدنہ کا ذبح اور بدنہ اونٹ یا اونٹنی ہے قربانی کی شرائط کے ساتھ اگر عاجز ہو تو گائے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو سات بکریاں اگر یہ نہ مل سکیں تو اونٹ کی دراہم سے قیمت لگا کر

اُس کے عوض میں گیہوں خریدے اور حرم کے مسکینوں کو اگر چہ مجاور ہی ہوں خیرات کرے مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک اونٹ کی پانچ سو درہم قیمت ہو تو اُس کے عوض میں گیہوں خرید کر تقسیم کر دے اور اگر عاجز ہو تو ہر مُد کے عوض ایک روز روزہ رکھے اور مُد کا بیان باب توبہ میں عنقریب آتا ہے۔ لواطت اور جانور سے صحبت کرنا بھی کفارہ کے بارے میں جماع کے مانند ہے ہر خشکی میں رہنے والے وحشی حلال جانور کا شکار کرنا حرام ہے اگر شکار کو تلف کر ڈالے تو اُس کا ضمان بالمثل واجب ہوگا پس شتر مرغ میں اونٹ ہے اور گاؤ وحش یا حمار وحش میں گائے ہے اور ہرن کے بچہ میں بکری اور خرگوش میں بکرے کا مادہ بچہ اور گوہ میں بکرے کا بچہ اور بجّو میں مینڈھا اور لومڑی میں بکری اور کبوتر اور قطا اور قمری میں بکری ہے اور اُسے اختیار ہے چاہے شکار کا مثل جو مذکور ہوا لے کر ذبح کرے اور حرم کے مساکین کو تقسیم کر دے یا مثل کی قیمت لگا کر اس کے عوض میں گیہوں خرید کر خیرات کر دے یا ہر مُد کے عوض ایک ایک روزہ رکھ لے اگر چہ اپنے شہر میں جا کر رہے۔

موعظت: ایک بار ایک قوم نے حرم میں ایک ہرن کا بچہ شکار کیا اور اس کو آگ پر چڑھایا آگ دیگچی کے نیچے سے نکل پڑی اور اُس نے ان سب کو جلا دیا اس کو علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیوٰۃ الحیوان میں بیان کیا ہے اور مدینہ کا شکار بھی حرام ہے لیکن اُس کا کوئی کفارہ نہیں۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو کیونکہ وہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے میل کو اور حج مبرور کی جزا سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے اور کوئی مسلمان مُحرِم نہیں ہوتا جس کے گناہوں کو لے کر سورج نہ ڈوب جاتا ہو۔

دوسرا رُکن: عرفہ کے دن بعد زوال عرفہ میں ٹھہرنا ہے اگر چہ لحظہ بھر کے لیے ہو اور اُس کا وقت زوال سے یوم النحر کی طلوع فجر تک ہے پس ایک لحظہ کے لیے بھی حاضر ہو جانا اگر چہ جانور یا بھاگے ہوئے غلام یا قرضدار کی تلاش میں گزر ہو بشرطیکہ وہ قابل عبادت ہو۔ بے ہوش یا نشہ میں بدمست نہ ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ اُس کا عرفات میں ہونا بھی وہ جانتا ہو

حتیٰ کہ اگر وہ وقت کے نکلنے تک سوتا رہا تب بھی کافی ہے اور اگر غلطی سے دسویں تاریخ وقوف کیا تب بھی کافی ہے مگر یہ کہ لوگ خلافِ عادت کم ہو گئے ہوں تو آئندہ سال اپنا حج قضا کریں اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً عرفات میں دسویں تاریخ پچاس آدمیوں نے وقوف کیا تو اُن پر قضاء واجب ہے کیونکہ اُن پر ایسی مشقت نہیں ہے بخلاف معتاد جماعت کے کیونکہ اُن سب پر قضاء کرنا بہت شاق ہے اگر غلطی سے عرفات کے علاوہ کہیں اور ٹھہرے تو قضا واجب ہے اگرچہ معتاد جماعت ہو کیونکہ مکان میں غلطی کرنے کا ایسا خوف نہیں ہے اس میں غلطی نہیں ہوا کرتی لہٰذا ان پر قضا واجب ہے بخلاف زمانہ کے کہ وہ غلطی سے مامون نہیں ہے۔

مسئلہ: عرفات میں حائض اور جنب کا وقوف کرنا صحیح ہے جیسا کہ باب کرم میں عنقریب آتا ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا کہ اے لوگو! آج کے دن اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر فخر کیا ہے پھر سوائے ان کوتاہیوں کے جو آپس میں تمہارے درمیان ہیں (یعنی حقوق عباد) سب کو بخش دیا تم میں سے جو گنہگار تھے اُن کو نیکوکاروں کو عنایت کر دیا اور نیکوکاروں نے جو مانگا انہیں عطاء فرمایا پس خدا کا نام لے کر دعا کرو پھر جب آپ مزدلفہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا بے شک خدا نے تم میں سے نیکوکاروں کی مغفرت فرمادی اور نیکوکاروں کی تم میں سے گنہگاروں کی نسبت شفاعت منظور کی اب رحمت نازل ہوگی اور ان کو پہنچے گی پھر زمین میں مغفرت پھیل جائے گی اس کے بعد ہر توبہ کرنے والے پر جس نے اپنی زبان اور ہاتھ کی نگہداشت کی ہوگی واقع ہوگی اور ابلیس مع اپنے لشکر کے جبل عرفات پر کھڑا دیکھتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے پھر جب رحمت نازل ہوتی ہے تو ابلیس اور اُس کے لشکری تباہی اور ہلاکت کہہ کہہ کر چلاتے ہیں اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حکایت: کتاب عظۃ الالباب میں میں نے دیکھا ہے بعض سادات کا بیان ہے کہ ایک بار میں عرفات میں تھا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک فقیر سب سے آگے ہے اور معرفت وانس حق کے آثار اُس پر نمایاں ہیں میں نے سُنا کہ یہ کہہ رہا ہے کہ اے ہر معلوم کے جاننے

والے! میں اُس رازِ سر بستہ کے طفیل سے جو میرے اور تیرے درمیان ہے درخواست کرتا ہوں کہ اس ساری خلقت کے دُکھ اور مصیبتیں جو اُن کے گناہوں کے باعث سے ہونے والی ہیں مجھ پر ڈال دے قبل اس کے کہ مجھ پر موت دست درازی کرنے پائے پھر اس طرح سے میں اُن پر سے قربان ہو جاؤں ورنہ کل کے روز اُن کے بارہ میں میری شفاعت ہی منظور فرمالیجئے۔ پھر دیکھتے کیا ہیں کہ اسی اثناء میں زمین اور آسمان کے درمیان ایک ہُد ہُد موجود ہے اور وہ ایک پتا لیے ہوئے ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم نے اُن کی اور ان کے جیسوں کی نسبت تیری شفاعت منظور کی پھر کیا اب بھی تیری کچھ مراد باقی ہے اُس نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا نہایت خوش ہوا اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا دیئے اور ہُد ہُد کو اشارہ کیا وہ اُس کے سامنے سے پرواز کر گیا اس کے بعد اس شخص نے کلمہ پڑھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا پھر جو دیکھتے ہیں تو کچھ نہ تھا اُن کا انتقال ہو چکا تھا خدا اُس پر اور ہم پر رحمت نازل فرمائے۔

تیسرا رُکن: وقوف کے بعد طواف افاضہ کرنا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ حدث اور نجاست سے پاک ہو اور جتنا بدن چھپانے کے قابل ہو وہ چھپا ہو بعض نے اللہ تعالیٰ کے قول:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔(۳۳:۷)

فرما دیجئے کہ میرے ربّ نے تو ظاہر و چھپی ساری بے حیائی کی باتیں حرام کر دی ہیں۔

کے متعلق بیان کیا ہے کہ مَا ظَهَرَ سے دن کے وقت مردوں کا ننگے طواف کرنے مراد ہے اور مَا بَطَنَ سے رات کو عورتوں کا ننگے ہو کر طواف کرنا مراد ہے جیسا کہ رواج تھا اور اس کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ حجر اسود سے کعبہ اپنی بائیں جانب کر کے تا کہ قلب کعبہ کے محاذی رہے طواف کرے اور طواف سات بار ہو اور جب حجر اسود کے پاس پہنچے اپنا سارا بدن اس کے سامنے کر کے اُس سے پھر طواف شروع کرے اور پیدل طواف کرنا سنت ہے اور پہلے حجر اسود کو ہاتھ لگائے بوسہ دے اپنا چہرہ اس پر رکھ دے اگر بوسہ دینے سے عاجز ہو تو

ہاتھ لگا کر چوم لے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہاتھ سے اشارہ کرے نہ آستین سے اور پہلے طواف میں:

بسمِ اللّٰہ اللّٰہ اکبر اللھم ایمانا بك و تصدیقا بکتابك ووفاءً بعھدك و اتباعا بسُنةِ نبیك محمد صلی اللّٰہ علیه و آلهٖ وسلم ۔

خدا کے نام سے اور خدا سب سے بڑا ہے اے اللہ! آپ پر ایمان لا کر اور آپ کی کتاب کی تصدیق کر کے اور آپ کا عہد پورا کر کے اور آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کر کے (طواف شروع کرتا ہوں)۔

اور دروازے کے سامنے پڑھے:

اللّٰھم ان البیت بیتك و الحرم حرمُك و الامن امنك وھذا ۔

اے اللہ! بے شک یہ بیت آپ کا بیت ہے اور حرم آپ کا حرم ہے اور امن آپ کا امن ہے اور یہ دوزخ سے آپ کی پناہ مانگنے والے کا مقام ہے۔

(کہتے ہوئے مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اشارہ کرے:)

"مقام العائذبك من النار" ۔

اور دونوں رُکن یمانی کے مابین پڑھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عنایت کیجئے اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچایئے۔

اور جو چاہے دعا مانگے اور طواف کرتے وقت پہلے تین گشت میں رمل کرے یعنی پاس پاس قدم رکھتا ہوا تیز تیز چلے اور یہ پڑھتا جائے:

اللّٰھم اجعلہ حجًا مبرورًا و ذنبا مغفورًا و سعیًا مشکورًا ۔

اے اللہ! اسے حج مبرور بنایئے اور گناہ بخش دیجئے اور سعی کو مشکور کیجئے۔

اور بعد طواف کے دو رکعتیں ادا کرے پہلی رکعت میں قُل یآیھا الکفرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھے اگر رات ہو تو قرأت زور سے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ

دونوں رکعتیں مقام کے پیچھے پڑھے۔

چوتھا رکن: صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے یعنی ایک بار صفا سے مروہ تک جانا اور پھر لوٹ آنا ایک بار سعی ہوئی اور مستحب ہے کہ صفا اور مروہ پر آدمی کے قد کے برابر بلندی تک چڑھ جائے اور چڑھ کر پڑھے:

اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر وللّٰه الحمد اللّٰه اکبر علی ماھدنا والحمد للّٰه علی ما اولا لا اله الا اللّٰه وحده لاشریك له له المُلك وله الحمد یحی و یمیت وھو حی لا یموت بیده الخیر وھو علی کُل شیء قدیر لآاله الا اللّٰه وحده صدق وعده نصر عبده واعز جنده و ھزم الاحزاب وحده لآاله الا اللّٰه ولا نعبد الا ایاه مخلصین له الدین ولو کره الکافرون .

خدا سب سے بڑا ہے' خدا سب سے بڑا ہے' خدا سب سے بڑا ہے اور خدا ہی کو (کہ خدا سب سے بڑا ہے) ہماری ہدایت کرنے پر حمد سزاوار ہے اور خدا کے لیے اُس کی عطاء پر حمد ہے' سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کے کوئی معبود نہیں' اُسی کا ملک ہے' اُسی کو حمد سزاوار ہے' وہی مارتا ہے اور وہی جلاتا ہے اور وہ زندہ ہے' اُسے موت نہیں' اُس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے' خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں' اُسی کا وعدہ سچا ہے' اس نے اپنے بندہ کو مدد دی' اپنے لشکر کو عزت بخشی اور تنہا جماعتوں کو بھگا دیا' خدا کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم اس کے لیے دین کو خالص کر کے اُس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے' اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔

پھر دین اور دنیا کے متعلق جو چاہے دعا کرے اگر پیدل ہو تو شروع اور آخر سعی میں آہستہ چلے اور درمیان میں دوڑ کر چلے اور یہ پڑھتا جائے:

رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انك انت الاعز الاکرم ۔

اے رب! مغفرت فرمایئے' رحم کیجیے اور جو کچھ آپ جانتے ہوں اُس سے

درگزر کیجئے' بے شک آپ ہی سب سے زیادہ عزت اور کرم والے ہیں۔

اور یہ سعی اُس وقت واجب ہے کہ طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو ورنہ مکروہ ہے۔

پانچواں رُکن: مردوں کو سر مُنڈوانا ہے لیکن عورتوں کو مکروہ ہے بلکہ ایک جماعت کے نزدیک بالکل ناجائز ہے کیونکہ وہ مثلہ اور مردوں کے ساتھ مشابہت ہے ہاں عورت اُنگل اُنگل برابر اپنے بال کٹالے اور اس بارہ میں مرد وعورت کے لیے کم سے کم تین بال ضروری ہیں کہ منڈائے جائیں یا کٹائے جائیں یا اکھیڑے جائیں یا نورہ سے دور کردیئے جائیں اور بنواتے وقت یہ کہا جائے:

اللّٰهم اتنى بكل شعرة حسنة وامح بها عنى سيئةً وارفع لى بها درجة و اغفرلى فى المحلقين و المقصرين ۔

اے اللہ! مجھ کو ہر بال کے عوض نیکی عطاء کیجئے اور اس کی وجہ سے میرے گناہ مٹا دیجئے اور اُس کی وجہ سے میرا درجہ بلند کیجئے اور منڈانے والے اور بال کٹانے والوں میں میری مغفرت کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا ہے کہ تمہارا سر منڈانا تو ایسا ہے کہ تمہارے بالوں میں سے کوئی بال زمین پر نہیں گرتا جس کے عوض میں تم کو قیامت میں نور نہ عنایت ہو۔

مسئلہ: سوائے ارکان کے حج میں اور بھی واجبات ہیں ایک یہ کہ مزدلفہ میں شب یوم النحر کے نصف اخیر میں ٹھہرے اگرچہ ساعت بھر کے لیے ہو اور اگر اس کو ترک کرے گا تو ایک بکری ذبح کرنا لازم آئے گا ایک یوم النحر میں جمرہ عقبہ کی رمی کرنا اور اُس کا وقت یوم النحر کی نصف آخری شب میں آجاتا ہے اور غروب تک باقی رہتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ بقدر نیزہ آفتاب کے بلند ہونے کے بعد کرے اور اور مستحب یہ ہے کہ سب کاموں سے پہلے رمی سے ابتداء کرے حتیٰ کہ سوار کو چاہیے کہ سواری سے اُترنے کے پہلے ہی رمی کرلے اس کے بعد اپنی قربانی یا ہدی کو ذبح کرے پھر مرد قبلہ رُخ ہو کر سر منڈائے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہے اور بالوں کو کہیں دفن کردے پھر مکہ میں جائے اور طواف افاضہ

کرے رمی، ذبح اور سر منڈانے اور طواف میں ترتیب رعایت رکھنا سنت ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے چنانچہ اگر طواف افاضہ اس کے قبل کرے گا تب بھی جائز ہے کیونکہ یوم النحر کی نصف شب سے ان اعمال کا وقت آ جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یوم النحر کی شب میں حکم دیا تھا اور انہوں نے فجر کے پہلے ہی جمرہ کی آدھی رات سے عرفہ سے لوٹنے کے بعد جلدی سے طواف افاضہ کر لیا تھا چنانچہ عورت کو ایسا ہی مناسب ہے کہ یوم النحر کی آدھی رات سے عرفہ سے لوٹنے کے بعد جلدی سے طواف افاضہ کرے کیونکہ اُسے حیض آ جانے کا خوف ہے تاکہ اُس شرط سے جو عنقریب آتی ہے اُس کا خاوند اُس سے صحبت کر سکے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا تھا پھر جب مکہ میں داخل ہو کر طواف افاضہ کر چکے تو اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے پھر ظہر کے قبل منیٰ میں لوٹ آئے اور وہاں ظہر کی نماز ادا کرے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ظہر مکہ میں پڑھی تھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق منیٰ میں پڑھی تھی اور دونوں روایتیں مسلم میں ہیں شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مکہ میں پڑھی ہو پھر منیٰ میں آ کر اپنے اصحاب کے ساتھ دوبارہ پڑھی ہو پھر جب کوئی منیٰ میں واپس آ گیا تو اُسے تشریق کی تینوں راتوں میں یہاں ٹھہرے رہنا واجب ہے مگر یہ کہ اگر پہلے اور دوسرے دن جمرات کی رمی کر چکا ہو تو پھر غروب شمس سے پہلے پہلے روزانہ ہونا جائز ہے اور اُس پر سے تیسری رات میں ٹھہرنا اور اُس دن رمی کرنا ساقط ہو جائے گا اور اگر منیٰ سے روانہ ہو گیا اور وہاں سے نکلنے کے قبل ہی آفتاب غروب ہو گیا تو رات کو وہاں قیام کرنا اس سے ساقط ہو گیا اور ایسا ہی صحیح قول کے موافق ہے جو روضہ اور اُس کی اصل میں ہے اُس وقت حکم ہے جب کہ اُس کے روانگی کے کام میں لگے ہونے کی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے لیکن ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ میں بیان کیا ہے کہ یہ سہو ہے اور اگر قبل غروب کے روانہ ہو گیا تھا اور پھر قبل غروب یا بعد غروب لوٹ آیا تو صحیح قول کے موافق اُسے پھر روانہ ہو جانا جائز ہے اور اگر تبرعاً وہاں رات کو ٹھہر گیا تو اسے دوسرے دن رمی کرنا واجب نہیں شافعی رحمۃ

اللہ علیہ نے اس کی تصریح کی ہے اور ہمارے زمانہ میں کبھی ایسا موقع ہو جاتا ہے کہ امیر الحاج بہت سے حاجیوں سمیت لیالی تشریق میں سے تیسری شب کو منیٰ میں سو جاتا ہے پھر غالباً سب تیسرے دن وہاں سے روانہ ہوتے ہیں اور بعد زوال کے رمی کو چھوڑ دیتے ہیں تو اُن پر کفارہ واجب ہوتا ہے یعنی ایک بکری ذبح کرنا چاہیے مگر قبل غروب کے لوٹ آیا اور رمی کر لی تو کفارہ واجب نہیں اور یہ کفارہ واجب ہوتا ہے جو یوم النحر اور ایام تشریق میں رمی چھوڑ دے پس ایک ہی دم دینا کافی ہے اور کبھی بعضے حاجی اسی میں عمرہ کا احرام باندھ لیتے ہیں حالانکہ یہ رمی کا وقت باقی رہنے کے باعث درست نہیں ہوتا مگر اس وقت کہ دوسرے روز جلدی کرے اگر چہ رمی کا وقت باقی ہو اس لیے کہ حج سے نکل آنے کے باعث ایسا ہو گیا گویا کہ رمی کا وقت گزر چکا ہے اور تینوں جمروں کی رمی کرنا بھی واجبات حج سے ہے ہر جمرہ سات سات کنکریوں سے اگر ایک جمرہ کی یا ہر جمرہ کی چار چار کنکریوں سے رمی کی تو اُس پر دم واجب اور ایام تشریق میں سے ہر روز زوال آفتاب سے رمی کا وقت آجاتا ہے اور غروب سے وقت نکل جاتا ہے لیکن اگر ایسا ہو جائے تو دوسرے دن یا آخر دن ادا کرے بلکہ اگر جمرہ عقبہ اور تشریق کے اور دو دون رمی چھوڑ دے پھر تیسرے دن ان سب کے عوض رمی کرے تو کافی ہے اور شرط یہ ہے کہ ایک ایک کنکری کر کے پھینکے چنانچہ اگر دو کنکریاں ایک ساتھ یا ہر ہاتھ سے ایک ایک کنکری پھینکے گا تو صرف ایک ہی کنکری شمار کی جائے گی اور رمی جمرات میں ترتیب کی بھی رعایت رکھے پس اُس جمرہ سے ابتدا کرے جو مسجد خیف کے متصل ہے پھر درمیانی جمرہ کی رمی کرے اور یہ دونوں منیٰ میں داخل ہیں پھر جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور وہ منیٰ میں داخل نہیں اور اس طرح سے کنکریاں ڈالے کہ پھینکنا کہا جائے خالی رکھ دینا کافی نہیں اور کنکری کو پتھر کی جنس سے ہونا چاہیے اگر چہ یاقوت، عقیق زبرجد اور زمرد ہی کیوں نہ ہو اور صحیح روایت کے موافق لوہا بھی کافی ہے اور اس کنکری کا پھینکنا بھی جائز ہے جس کو کوئی دوسرا پھینک چکا ہو اگر کنکری پھینک کر پھر اُٹھا لے اور دوبارہ اُسی کو پھینک دے تو بھی جائز ہے اور جو پھینکنے سے عاجز ہو وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے سوائے حیض اور نفاس والی عورت کے۔ جو کوئی مکہ یا منیٰ سے نکل کر اپنے دور کے شہر کو جانے لگے اُس پر طواف وداع

بھی واجبات حج سے ہے اور طواف وداع کے بعد سوائے سامان روانگی کے اور کسی لیے نہ رُکے۔ جیسے کہ کسی کو توشہ خریدنا ہے یا کجاوہ باندھنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر بیمار ہو کر کوئی لوٹ آئے تو اُسے طواف کا اعادہ واجب ہے۔

فوائد

پہلا فائدہ: جو کوئی احرام باندھنا چاہے اُسے اختیار ہے کہ فقط حج کا احرام باندھے اور یہی افضل ہے۔ (شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) پھر جب اعمال حج سے فارغ ہو چکے تو حل میں جا کر عمرہ کا احرام باندھے یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لے اُسے قران کہتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی افضل ہے۔ بس اس کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہوگی لیکن اس پر تمتع کی طرح اس میں بھی ایک دم واجب ہوگا اور اگر چاہے تو صرف عمرہ کا احرام باندھے پھر جب مکہ میں داخل ہو تو طواف و سعی کرے سر منڈائے یا بال کٹائے اور جب یہ سب کچھ کر چکا تو عمرہ سے حلال ہو گیا پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھے اگرچہ اُسی روز ہو جس روز مکہ یا ابطح سے لوٹا ہے ایسا شخص متمتع کہلاتا ہے بشرطیکہ اس کا مسکن حرم مکہ سے مسافت قصر رکھتا ہو اور اُس نے اشہر حج میں عمر کا احرام باندھا ہو اور وہ شوال' ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں اور یہ بھی ہے کہ وہ اس میقات تک جہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تھا لوٹ کر نہ جائے ورنہ اُس پر دم واجب ہوگا اور وہ ایک گائے یا بکری یا ساتواں حصہ بدنہ کا قربانی کرنا اور افضل یہ ہے کہ اس کو یوم النحر کو ذبح کرے اگر اس سے عاجز ہو تو دس روزے رکھے تین حج میں اور سات جب اپنے اہل و عیال میں لوٹ کر جائے۔ اگرچہ تین روزے چھوٹ جائیں تو اس کو اپنے شہر میں جا کر قضاء کرلے ان روزوں اور بقیہ سات روزوں میں چار دن کی تفریق کرنا واجب ہے یعنی ایک عید کا دن اور تین تشریق کے اور پے در پے روزے رکھنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

دوسرا فائدہ: حج سے دو طرح کا حلال ہونا ہے ایک تو اُس وقت جب کہ طواف افاضہ کرے اور سر منڈائے یا ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ جمرہ عقبہ کی رمی کرلے تو اس کو ناخن کٹانا' سر چھپانا' کپڑے پہننا' خوشبو لگانا حلال ہو جاتا ہے پھر جب یہ تینوں کام

یعنی طواف سر منڈانا اور جمرہ عقبہ کی رمی کر لے تو پورے طور سے حلال ہو جاتا ہے یعنی باقی محرمات بھی جائز ہو جاتے ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ جب تک ایام تشریق میں رمی نہ کر لے اپنی زوجہ سے صحبت نہ کرے۔

تیسرا فائدہ: منہاج میں مذکور ہے کہ آبِ زم زم پینا سنت ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وارد ہوا ہے کہ جو خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرے اور مقام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے اور آبِ زم زم پی لے تو اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں چاہے جہاں تک پہنچے ہوں اور زمزم کے قریب جانا اور اس میں نظر کرنا مستحب ہے کیونکہ اس میں نظر کرنا عبادت اور گناہوں کے مٹنے کا باعث ہے اور اس کو زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور آبِ زمزم قبلہ رُخ ہو کر پیئے اور یہ دعا پڑھے: "اَللّٰھُمَّ ھٰذَا یَصْرِفُ کُلَّ دَآءٍ" (اے اللہ! یہ ہر مرض کے دور کرنے کے لیے ہے) اور دنیا اور آخرت کی جو شئے اُسے محبوب ہو اُس کے لیے آبِ زمزم پیئے۔ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اُس سے اپنا چہرہ اور سینہ دھوئے اور تھوڑا سر پر ڈالے اور زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تھوڑا بہت پانی اپنے شہر لے جانا مستحب ہے اور اپنے شہر میں لوگوں کو تبرک کے طور پر تقسیم کر دے اور مستحب ہے کہ بہت سا آبِ زم زم پیئے یہاں تک کہ پسلیوں تک خوب پیٹ بھر جائے اور اپنے نفس پر تھوڑا جبر کرے کیونکہ منافق اس کو اتنا نہیں پیتے تھے کہ پسلیوں تک پیٹ بھر جائے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ میں اسے تشنگی قیامت کے لیے پیتا ہوں۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت ہر وقت مستحب ہے بخلاف تقیید منہاج کے چنانچہ کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے بعد فراغ حج کے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی اس کو ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو میری زیارت کرنے آئے جس کی سوائے میری زیارت کے اور کوئی حاجت نہ ہو تو میرے ذمہ حق ہو جاتا ہے کہ قیامت میں میں اُس

کی شفاعت کروں۔ اور عیون المجالس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو میری قبر کی میرے بعد زیارت کرے تو گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر جفا کی اور اسحاق بن سنان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی سترہ بار زیارت کی ہے جب کبھی میں نے زیارت کی میں نے کہا السلام علیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور آپ نے جواب میں فرمایا علیک السلام یا ابن سنان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو کوئی دونوں حرم میں سے کسی میں انتقال کرے گا قیامت کے روز امن پانے والے لوگوں میں اُٹھے گا اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حکایت: شیخ صالح سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال حاجیوں کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر سلام کہلا بھیجا کرتے تھے پھر جب خدا نے اُن کو حج نصیب کیا تو قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: اشعار

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامدد یمینك لی تحظی بها شفتی

"حالت دوری میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کر جایا کرتی تھی، اور اب اس جسم کو حاضری کی دولت نصیب ہوئی ہے، ذرا اپنا داہنا ہاتھ تو بڑھا دیجئے کہ میرا لب اس سے بہرہ اندوز ہو جائے"۔

یہ کہنا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ظاہر ہوا اور انہوں نے اس کو بوسہ دیا اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ انکار کا انجام سوء خاتمہ ہوا کرتا ہے خدا پناہ میں رکھے اور اس میں شک نہیں کہ اولیاء کی کرامت حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور آپ کو قبر میں نعمتیں ملتی ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت

پڑھے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (۵۶:۳۳)

پھر ستر بار ''صلى الله عليك يا محمد'' (یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! خدا آپ پر درود بھیجے) کہے تو اس کو ایک فرشتہ ندا کر کے کہتا ہے: صلى الله عليك يا فلاں! اور اس کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی اور جو شخص زیارت کرے اُسے مستحب ہے کہ قبر شریف اور منبر کے درمیان درود پڑھے کیونکہ وہ ریاض جنت میں سے ایک روضہ ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا مقام ہے جس کا حق ہے کہ جنت کا روضہ ہوتا اور بعض نے کہا ہے کہ بعینہ یہ قطعہ زمین قیامت میں جنت میں ہوگا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنا ہزار نماز کے برابر ہے اور بیت المقدس میں نماز پڑھنا پانچ سو نماز کے برابر ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف جانا کعبہ شریف کی طرف جانے سے افضل ہے کیونکہ زمین کا اتنا قطعہ جس میں آپ کے اعضائے تازگی آمیز ہیں عرش وکرسی سے بھی افضل ہے اور کیسے نہ ہو خدا نے آپ کا ذکر رفیع بنایا ہے (ورفعنا لك ذكرك) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم اپنے اسم سے ملایا اور جنت کے ہر مقام پر اسے لکھا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جنت کے دروازے پر مرقوم ہے کہ بلا شرک میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں جو اس کا قائل ہوگا میں اُسے عذاب نہ دوں گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تم میں سے کسی کا کچھ ضرر نہیں کہ اس کے گھر میں ایک محمد، دو محمد یا تین محمد ہوں اور حضرت شریح بن یونس نے بیان کیا ہے کہ خدا کے فرشتے ہیں جو گشت لگایا کرتے ہیں ان کی یہی عبادت ہے کہ ان گھروں کی زیارت کیا کریں جس میں محمد یا احمد نامی کوئی ہوتا کہ اس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم ہو اور امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب

قیامت ہوگی تو منادی ندا کرے گا سنو جس کا نام محمد ہو اُسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف کی کرامت رکھنے کے لیے جنت میں داخل ہو جائے۔ شفاء شریف میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانہ کے قبل محمد اور احمد کے نام کو بچایا تھا کہ کسی دوسرے کا یہ نام رکھا جائے پھر جب آپ کا زمانہ قریب آ پہنچا تو عرب کی ایک جماعت نے اپنے بیٹوں کا نام اس طمع سے محمد رکھ دیا کہ کہیں ان میں سے وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو جائیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ اسلام میں پہلے جس کا نام محمد رکھا گیا وہ محمد بن حاطب ہیں اور جو صحابی کے بیٹے اور صحابیہ کے پوتے تھے اور اُن کے باپ کا نام حاطب تھا اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس صاحبِ اسکندریہ کے پاس بھیجا تھا اُس نے اُن سے پوچھا تھا کہ تمہارے صاحب نبی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! اُس نے کہا: تو وہ اپنی قوم کے لیے بددعا کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا حالت تھی؟ انہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کیوں نہیں کی؟ اُس نے کہا: تم نے خوب جواب دیا' تم دانشمند ہو اور دانشمند کے پاس سے آئے ہو اُس نے ماریہ (رضی اللہ عنہا) کو مع اُن کی ہمشیرہ سیرین کے آپ کو ہدیہ میں بھیجا تھا آپ نے سیرین کا نکاح حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا اور ماریہ (رضی اللہ عنہا) کو اپنے لیے رکھ لیا تھا اور تہذیب الاسماء واللغات میں یہ بھی مذکور ہے اور بعد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احمد بن ابی خلیل سے پہلے کسی کا نام احمد نہیں رکھا گیا اور خلیل سیبویہ کے شیخ تھے خلیل کا ایک سو ستر ہجری میں بصرہ میں انتقال ہوا۔

باب:

جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ○ (۱۶۹:۳)

اور جو لوگ راہِ خدا میں مارے گئے ہیں اُن کو ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا کہ اگر ہم کو جو عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے معلوم ہوتا تو ہم اُس پر عمل کرتے اس پر حکم جہاد نازل ہوا تو لوگوں کو گراں گزرا پھر خدا کا یہ قول نازل ہوا جس کا مضمون ہے کہ تم ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جب یہ قول نازل ہوا جس کا مضمون یہ ہے کہ کیا تم کو ایسی تجارت بتادوں جو تم کو پُر الم عذاب سے نجات بخشے تو لوگ کہنے لگے اگر ہم کو معلوم ہو جاتی تو جان و مال اور اہل و عیال تک دے کر اُسے خرید لیتے تو وہ آیت نازل ہوئی جس کا مضمون یہ ہے کہ تم لوگ خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہو اور راہِ خدا میں جہاد کرتے ہو پھر جب اُحد کے روز لوگ فرار ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی' جس کا مضمون یہ ہے کہ اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے کہا تھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُس کو تو نخل کے کتوں نے مار ڈالا ہے۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اُحد کے روز تمہارے بھائی مصیبت میں پڑے تھے اور شہید کر دیئے گئے تھے تو خدا نے اُن کی روحوں کو سبز پرندوں کے جوف میں کر دیا کہ جنت کی نہروں پر اُترتے ہیں اس کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سایہ میں جو سونے کی قندیلیں لٹک رہی ہیں اُس میں آ کر رہتے ہیں جب اُن کو پاکیزہ کھانا پینا اور خوب وخوش اسلوب آرام گاہ دستیاب ہوئی تو وہ کہنے لگے: کاش! ہمارے بھائیوں کو بھی معلوم ہو جاتا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل واحسان کیا ہے تا کہ انہیں بھی جہاد کی رغبت ہوتی۔ خدا نے ارشاد فرمایا کہ اچھا میں انہیں تمہاری طرف سے یہ خبر پہنچائے دیتا ہوں پس یہ آیت اُتری جس کا مضمون ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا الایۃ اور صحیح مسلم میں ہے جو صدق دل سے خدا سے شہادت کی درخواست کرتا ہے اُس کو شہیدوں کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اگر چہ اپنے بستر پر مر جائے۔

بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ غازی لوگ جب غزوہ کا پختہ قصد کر لیتے ہیں تو خدا اُن کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دیتا ہے پھر جب وہ غزوہ کی تیاری میں مشغول ہوتے ہیں تو فرشتوں کے سامنے اُن سے فخر فرماتا ہے پھر جب اُن کے گھر والے انہیں رُخصت کر چکتے ہیں تو اُن پر در ودیوار گھر بار کو رونا آتا ہے اور وہ گناہوں سے ایسے نکل آتے ہیں جیسے سانپ اپنی کینچل سے اور خدا اُن میں سے ہر شخص پر چالیس ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو آگے پیچھے داہنے بائیں سے اُس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور کوئی نیکی اُس سے نہیں ہوتی جو دو چند نہ ہو جاتی ہو اور روزانہ اُس کے لیے ایسے ہزار آدمیوں کی عبادت لکھی جاتی ہے جو ہزار برس عبادت میں مشغول رہے ہوں اور ہر برس تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے جس کا ایک ایک دن دنیا کی عمر کے برابر ہو' پھر جب دشمن کے سامنے چلتے ہیں تو خدا اُن کو اتنا ثواب دیتا ہے جس کو دنیا والے نہیں جان سکتے پھر جب دشمن کے مقابلے کے لیے نکلتے ہیں اور تیروں میں حرکت ہوتی ہے اور تیر چلنے لگتے ہیں اور ایک شخص دوسرے پر بڑھتا ہے تو فرشتے اپنے بازوؤں سے انہیں گھیر لیتے ہیں اور ان کے لیے فتح اور ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اور منادی پکارتا ہے کہ جنت تلواروں

کے سایہ میں ہے پس شہید کو چوٹ اور نیزہ کھانا اور اُس سے بھی زیادہ خوشگوار معلوم ہونے لگتا ہے جتنا کہ گرمی کے دنوں میں آب سرد معلوم ہوتا ہے اور جب شہید نیزہ یا ضرب کھا کر گھوڑے سے گرتا ہے وہ زمین پر پہنچنے بھی نہیں پاتا کہ حورعین میں سے جو اُس کی زوجہ ہونے والی ہے اس کو خدا اُس کے پاس بھیج دیتا ہے وہ اُسے آ کر ان نعمتوں اور کرامتوں کی بشارت سناتی ہے جو خدا نے اس کے لیے تیار کی ہیں اور ایسی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سُنی نہ کسی انسان کے دل میں گذری اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُس کے اہل و عیال میں اُس کا خلیفہ ہوتا ہوں جو انہیں راضی رکھتا ہے اُس نے مجھے راضی رکھا اور جو انہیں ناراض کرتا ہے اُس نے مجھے ناراض کیا اور خدا اُس کی روح کو پرندوں کی صورت میں کر دیتا ہے جہاں چاہتے ہیں جنت میں سیر کرتے پھرتے ہیں اُس کے پھل کھاتے ہیں اور سونے کی قندیلوں میں جو عرش میں لٹکی ہوئی ہیں رہتے ہیں اُن میں سے ایک ایک شخص کو فردوس کے بالا خانوں میں سے ستر ستر بالا خانے ملیں گے کہ ہر ایک بالا خانہ کی چوڑائی اتنی ہے جتنا کہ صفا سے شام تک فاصلہ ہے اس کا نور ایک سرے سے دوسرے سرے تک بھر جاتا ہے۔ ہر بالا خانہ میں ستر خیمے ہوں گے ہر خیمہ میں ستر سونے کے تخت بچھے ہوں گے جس کے پائے موتی اور زبرجد کے ہوں گے ہر تخت پر چالیس فرش ہوں گے ہر فرش کی موٹائی چالیس ہاتھ کی ہوگی ہر فرش پر حورعین میں سے اُس کی زوجہ بیٹھی ہوگی اور کیسی زوجہ جو اپنے خاوند کی شیدا اور ہم سن ہوگی اُس کے ستر ہزار خادم اور ستر ہزار خادمائیں ہوں گی زیور میں پیلی ہو رہی ہوں گی اُن کے چہرے سفید ہوں گے موتی کے تاج پہنے ہوں گے ان کی گردن میں رومال بندھا ہوگا ہاتھوں میں آبخورے اور آفتابے لیے ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ اسی طرح جواہر کے دستر خوان پر آ جائیں گے اور اُس پر بیٹھیں گے اور اُن میں سے ہر شخص کی اُس کے ستر ہزار گھر والوں اور پڑوسیوں کی نسبت شفاعت مقبول ہوگی یہاں تک کہ دو شخص جھگڑ اُٹھیں گے کہ کون زیادہ قریب کا پڑوسی ہے پھر میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خلد کے دستر خوان پر بیٹھیں گے اور روزانہ صبح و شام خدا کی طرف نظر کیا کریں گے اس کو علائی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ آل عمران میں نقل کیا ہے۔ بروایت حضرت جابر بن عبداللہ

رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو خدا کی راہ میں ایک روز سرحد کا نگراں رہتا ہے خدا اس کے اور دوزخ کے درمیان سات خندق حائل کر دیتا ہے کہ جس میں سے ہر خندق ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے برابر ہوتا ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو راہِ خدا میں ایک شب سرحد کا نگراں رہے تو اس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے گویا اُس نے ہزار شب' شب بیداری میں اور اتنے ہی دن روزہ رکھنے میں گزارے' اس کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سوائے فی سبیل اللہ سرحد کی نگرانی کرنے والے کے ہر مرنے والے کے عمل ختم ہو جاتے ہیں اور اس کے عمل قیامت تک بڑھتے رہتے ہیں اور قبر کے فتنہ سے امن رہتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے۔

حکایت: ایک بار چوروں کی ایک جماعت کسی عبادت گاہ میں داخل ہو گئی تو وہاں ایک عابد کو پایا جس کا لڑکا اپاہج ہو گیا تھا' چوروں نے اُس سے کہا کہ ہم لوگ مجاہد و غازی ہیں' یہ سُن کر اُس نے اُن لوگوں کی بڑی خاطر و تعظیم کی اور اُن سے پانی لے کر اپنے لڑکے کے پیر دھلائے' خدا کی قدرت کہ صبح طلوع نہیں ہونے پائی کہ خدا نے اس کو عافیت عطاء کر دی' پھر چور نکل کر چل دیئے اور جا کر راہزنی کی' پھر جو اس عبادت گاہ میں لوٹ کر آئے تو لڑکے کو سیدھا کھڑا دیکھا' اس کے باپ سے اُس کا سبب دریافت کیا اُس نے کہا: میں نے آپ لوگوں سے پانی لے کر اُس کے پیر دُھلائے تھے' خدا نے اُس کو عافیت عطاء فرمائی' اُن سب نے اس سے کہا کہ تم کو معلوم ہو کہ ہم سب چور ہیں غازی نہیں' یہ تمہاری نیک نیتی کا ثمرہ ہے' اس کے بعد وہ سب راہزنی سے تائب ہوئے اور راہِ خدا میں جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

فائدہ: علائی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول طٰہٰ کے متعلق بیان کیا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ طا فی سبیل اللہ غازیوں کا طبل ہے اور ہا دُشمنوں کے دلوں میں اُن کی ہیبت ہے اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ طا شجرہ طوبیٰ ہے اور ہا ہاویہ اور بعض نے کہا ہے کہ طا جنتیوں کا طرب ہے اور ہا دوزخیوں کا ہوان و ذلت اور بعض نے کہا کہ طا شفاعت کا طامع

اور یا ہادی اُمت۔ اور بعض نے کہا ہے کہ طٰہٰ اسمائے خداوندی میں سے ایک اسم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار اسم ہیں خدا آپ کا شرف زیادہ کرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ اسرارِ الٰہی میں سے ایک سر ہے جس کا صرف خدا ہی کو علم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قدم پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے طٰہٰ کو نازل فرمایا یعنی ''طاء الارض بقدمیک'' جس کے معنی ہیں: زمین کو اپنے دونوں قدم سے روندیے اور بعض نے کہا کہ یہ خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شقی نہ ہونے پر قسم فرمائی ہے جب ابوجہل نے آپ کی نسبت کہا تھا کہ اے محمد! تم تو شقی ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے: طٰہٰ کے معنی ہیں: اے شخص! اور قشیری نے کہا کہ طا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کی غیر اللہ سے طہارت ہے اور کہا: آپ کے قلب کی خدا کی طرف ہدایت ہے۔

حکایت: ابوقدامہ شامی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک قوم کا سردار تھا' میں نے لوگوں کو جہاد کے لیے بلایا' ایک عورت ایک پرچہ کاغذ اور ایک تھیلی لے کر آئی اُس پرچہ میں لکھا تھا کہ آپ نے ہم کو جہاد کے لیے بلایا ہے' مجھے اُس کی قدرت نہیں' یہ تھیلی ہے اس میں میرے بالوں کی چوٹی ہے' اسے لے کر اپنے گھوڑے کی رسی بنا لیجیے۔ شاید خدا اس کی بدولت مجھ پر رحم فرمائے! پھر جب ہم سے دشمن کا مقابلہ ہوا تو میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ قتال میں مصروف ہے میں نے اس پر رحم کھا کر اُسے ڈانٹا' وہ کہنے لگا: تو ہمیں لوٹنے کا کیسے حکم کرتا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ (۸:۱۵)

اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو اُن کی طرف پشت نہ پھیرو۔

پھر مجھ کو تین تیر قرض دیجیے میں نے اس سے کہا اس شرط سے اگر خدا اپنے فضل و

احسان سے تجھے شہادت عطاء فرمائے تو میں بھی تیری شفاعت میں ہوں یعنی تو میری شفاعت کرے اُس نے کہا: ہاں! پس اُس نے تین کافروں کو مارا اس کے بعد اس کے ایک تیر آ کر لگا میں نے اس سے کہا: بھولنا نہیں! وہ بولا: نہیں! لیکن تجھ سے میرا ایک کام ہے میری ماں سے میرا اسلام کہہ دینا اور میرا اسباب اُسے دے دینا اُسی نے مجھ کو اپنے بال دیئے تھے پھر میں نے اُسے قبر میں دفن کر دیا زمین نے اُسے اُگل دیا' میں نے کہا: شاید اپنی ماں کی بغیر رضامندی کے چلا آیا تھا۔ پھر میں نے دو رکعتیں پڑھ کر خدا سے دعا کی' میں نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے: اے ابوقدامہ! خدا کے ولی کو چھوڑ دے' اس کے بعد پرندے آئے اور اُسے کھانے لگے میں اُس کی ماں کے پاس گیا وہ کہنے لگی: میری تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارکباد دینے۔ میں نے پوچھا: اس سے تیری کیا مراد ہے؟ وہ بولی کہ اگر مر گیا ہو تو تعزیت کرو اور اگر شہید ہوا ہو تو مجھے مبارکباد دو۔ میں نے اُس سے کہا: وہ شہید ہوا ہے۔ تب اُس نے کہا: کوئی علامت بتلاؤ! میں نے کہا: اُسے پرندے آ کر کھا گئے' اُس نے جواب دیا: تم نے سچ کہا! وہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ! پرندوں کی صورت میں مجھے اٹھانا! خدا نے اس کی دعا قبول کر لی۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک خدا ایک تیر کے وجہ سے تین شخصوں کو جنت میں داخل کرتا ہے' اُس کے بنانے والے کو بشرطیکہ اُس نے نیت خیر سے بنایا ہو اور تیر چلانے والے کو اور تیر نکال کر دینے والے کو' اس کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے منبل کے معنی تیر نکال کر دینے والے کے بیان کیے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو خدا کی راہ میں ایک تیر چلاتا ہے اُس کے لیے قیامت میں نور ہوگا' اس کو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا اُس نے ایک غلام آزاد کیا' اس کو حبان رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ باب الحج میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ" (۶۰:۸) کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔ اور عیون المجالس میں ہے کہ سب سے پہلا ہتھیار جو آسمان سے اُترا

ہے کمان ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب کاشت کی تو کوؤں نے آ کر اُسے اُکھیڑ ڈالا۔ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس کمان بھیج دی۔ انہوں نے کوؤں پر تیر چلائے اس طرح ان کی کاشت محفوظ رہی ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہتھیاروں کا ذکر چلا جب کمان کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا: خیر کی طرف اس سے کوئی ہتھیار سابق نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر کوئی کمان کی وصیت کرے تو اُس میں نداف کی کمان داخل نہ ہوگی مگر اس وقت جب کہ وہ صاف کہہ دے کہ اس کو ایک کمان دے دینا کہ اُس سے وہ دُھنکا کرے اور اس وصیت میں تانت داخل نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے تو اُس کا بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائے گا اور جس نے فی سبیل اللہ تیر چلایا چاہے دشمن کو لگا ہو یا نہ لگا ہو اُس کے لیے غلام آزاد کرنا لکھا جائے گا اور جو ایک مسلمان غلام آزاد کردے' ایک ایک عضو کے بدلے ایک ایک عضو اُس کے لیے دوزخ سے فدیہ بن جائے گا' اس کو نسائی نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو غزوہ کرنا چاہے تو ایک پنج کلیان گھوڑا جس کا داہنا پیر بالکل صاف ہو خرید پس غنیمت حاصل کرے گا اور سلامت رہے گا اس کو حاکم نے مسلم کی شرط کے موافق روایت کیا ہے اور ابن مبارک نے کہا ہے:

كُل عيش لي اراه نكدًا   غير وكزا لرمح في ظل الفرس

وقيام في ليال داجن   حارسًا للناس في اقصى العرس

رافع الصوت بتكبير له   صيحة فيه ولا صوت جرس

مجھے اپنے سارے عیش تلخ معلوم ہوتے ہیں' سوائے گھوڑے کے سایہ میں نیزہ گاڑنے کے' اور سوائے شب تار میں لوگوں کی انتہاء درجہ کی حفاظت میں قائم رہنے کے' اُس کی تکبیر میں آواز بلند کرتے ہوئے کہ اُس میں نہ ایک چیخ نکلتی ہو نہ گھنٹہ کی آواز۔

حکایت: عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار ہم جہاد کے لیے نکلے ایک شخص نے پڑھا: ''اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ (۹:۱۱۱)'' ایک لڑکا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: میں نے اپنے جان و مال کو خدا کے واسطے بیع کر دیا کہ اس کے عوض میں مجھے جنت ملے پھر اس کے بعد جب ہم ملک روم میں گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ لڑکا کہہ رہا ہے: ہائے! اُس پسندیدہ بڑی آنکھوں والے شوق ہم لوگوں نے کہا: شاید اس کی عقل میں فتور آ گیا ہے' پھر میں نے اس سے بڑی آنکھ والی عورت کا حال پوچھا تو کہنے لگا: میں سو رہا تھا کہ کسی نے مجھ سے کہا: بڑی آنکھ والی عورت کے پاس چل! میں نے جا کر دیکھا تو ایک سرسبز باغ نظر پڑا' اس میں ایسے پانی کی نہریں جاری تھیں جس کے پانی میں تغیر نہیں ہوتا' اُن میں چاند کی طرح کی حوریں تھیں مجھ سے کہنے لگیں: بڑی آنکھ والی عورت کے خاوند کو مرحبا و خیر مقدم' میں نے اُن سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی بڑی آنکھ والی ہے؟ وہ بولیں: نہیں! ہم تو اُس کے خدمت گزار ہیں' اپنے سامنے چلے جاؤ' میں نے جا کر دیکھا تو دودھ کی نہریں جاری تھیں جس کا مزہ کبھی بدلتا نہیں اس میں ستاروں کے مانند حوریں تھیں' وہ کہنے لگیں: بڑی آنکھ والی عورت کے خاوند کو مرحبا اور خیر مقدم! میں نے اُن سے پوچھا: کیا وہ تم میں ہے؟ وہ بولیں: نہیں! ہم تو اُس کے خدمت گزار ہیں' اپنے سامنے چلے جاؤ! میں نے جا کر ایک سفید خیمہ دیکھا جس کے دروازہ پر ایک کنیز موجود تھی' میں نے تو اُس سے زیادہ حسین عورت دیکھی نہ تھی' وہ ہنس پڑی اور کہنے لگی: اے بڑی آنکھ والی عورت! یہ تمہارا خاوند آیا ہے! میں خیمہ میں گھس گیا' دیکھتا کیا ہوں کہ بڑی بڑی آنکھوں والی ایک عورت سونے کے تخت پر جو دُر و یاقوت سے مرصع ہے بیٹھی ہے' مجھے کہنے لگی: اے ولی اللہ! مرحبا! تجھے مژدہ ہو کہ آج کی شب تو ہمارے یہاں آ کر افطار کرے گا! اُس کے بعد میں جاگ اُٹھا۔ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اُن دن اُس نے یہاں تک قتال کیا کہ شہید کیا گیا' اس کو یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور دوسروں نے اُس میں اتنا اور بڑھایا ہے کہ جب عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ جہاد سے واپس آئے تو اُس لڑکے کی ماں نے پوچھا: کیا خدا نے میری ودیعت قبول کر لی کہ میں مبارکباد

کے قابل ہوں یا نا منظور کی کہ میری تعزیت کی جائے! وہ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ ہاں! قبول فرمالی! وہ ہنس دی پھر اُسی شب کو اس کی ماں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ خیمہ میں اُسی بڑی آنکھ والی عورت کے پاس ہے اور کہتا ہے کہ اے امّاں! خدا نے تیری ودیعت قبول فرمالی۔

حکایت: بعض صلحاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک شخص کو طواف میں دیکھا کہ کہہ رہا ہے کہ اے میرے سردار! آپ نے محروم کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے اُس سے اس کا قصہ پوچھا تو کہنے لگا کہ ہم دس آدمی فی سبیل اللہ جہاد کرنے نکلے تھے ہم سب کو دشمنوں نے گرفتار کرلیا اور اُن کے سردار نے ہماری گردن مارنے کا حکم دیا میں نے ہوا میں جو نظر کی تو مجھے حورعین نظر پڑیں جب ہم میں سے کسی کی گردن ماری جاتی تھی ایک کنیز جنت کا رومال لے کر آتی تھی اور اُس کی روح کو لے کر آسمان پر چڑھ جاتی تھی جب قاتل میرے پاس پہنچا تو کنیز میری قریب آ گئی تھی میری سفارش ہوئی مجھے چھوڑ دیا گیا وہ کنیز یا محروم یا محروم کہتی ہوئی چلی گئی۔

حکایت: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کیا تو آپ کے پاس ایک حبشی غلام آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھ پر اسلام پیش کیجیے۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا پھر کہنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا' میں اُنہیں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اُن کے منہ میں خاک جھونک دے! کیا پھر تجھے اُن کے مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اس پر اُس نے اُن کے منہ میں خاک جھونک دی اور کہنے لگا: جاؤ! اپنے مالک کے پاس لوٹ جاؤ! وہ ایسی واپس بھاگیں گویا انہیں کوئی بھگا رہا تھا پھر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر لڑا یہاں تک کہ شہید ہو گیا لوگ اُس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے اعراض کیا' لوگوں نے عرض کیا: آپ اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ اُس کے پاس حورعین میں سے اس کی زوجہ ہے' وہ اس کے چہرہ کا غبار پونچھ رہی ہے اور کہتی ہے: خدا اسے خاک میں ملا دے! جس نے تیرا چہرہ غبار آلود کیا ہے اور خدا اُسے قتل

کرے جس نے تجھے قتل کیا ہے۔

حکایت: محمود وراق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس ایک وحشی غلام تھا' میں نے اس سے پوچھا: نکاح نہیں کرتے؟ اُس نے جواب دیا کہ میرا ربّ حور عین کو میری زوجہ بنائے گا' اس کے بعد ہم جہاد کے لیے نکلے اور وہ غلام قتل ہو گیا میں نے دیکھا کہ اس کا سر ایک جگہ ہے اور دھڑ دوسری جگہ' ہم نے اُس سے پوچھا کہ کتنی حوروں سے نکاح کیا؟ اُس نے اُنگلی کے اشارہ سے جواب دیا کہ تین سے۔

لطیفہ: میں نے ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب العرائس میں دیکھا ہے کہ ایک شخص ہزار بار روزانہ ابلیس پر لعنت کیا کرتا تھا' ایک دن جو ایک دیوار کے سایہ میں سویا تو اُسے ایک شخص نے جگا دیا اور کہا کہ دیوار گرا چاہتی ہے یہ بات پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ دیوار گر پڑی' اُس نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ابلیس۔ اُس نے کہا کہ تو نے میرے ساتھ یہ سلوک کیسے کیا؟ حالانکہ میں ہزار بار روزانہ تجھ پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ کہیں تو شہید ہو کر نہ مر جائے۔

فائدہ: شہید ہونے کی نو صورتیں ہیں جو شخص دب کے مر جائے اور جو مسافر ہو اور جو اپنے مال کی وجہ سے قتل کیا جائے اور جو بعارضہ شکم انتقال کرے اور جس کو طاعون ہو اور جو غرق ہو جائے یا جل کر مر جائے اور جو عورت دردِ ولادت میں مبتلا ہو کر جان دے اور جو راہ خدا میں مارا جائے خصوصاً بحری لڑائی میں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک بحری لڑائی دس خشکی کی لڑائیوں سے افضل ہے اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو ایک بحری لڑائی بھی راہ خدا میں لڑا اور خدا کو خوب معلوم ہے کہ کون راہ خدا میں لڑتا ہے تو اُس نے اطاعت خداوندی ادا کی اور جنت کو پورے طور پر طلب کیا اور دوزخ سے پوری طرح بھاگا اس کو طبرانی نے اپنے تینوں معجم میں روایت کیا ہے۔ اور بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ میری اُمت میں طاعون کے آنے سے دو باتیں ہیں یا تو شہادت ہی نصیب ہوتی ہے یا دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور بندگانِ خدا کے دل طول امل اور صحت جسم ہی سے

خراب ہوا کرتے ہیں۔ بروایت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میری اُمت کی ہلاکت زخم نیزہ اور طاعون سے ہوگی' لوگوں نے عرض کیا: زخم نیزہ کو تو ہم سمجھے لیکن طاعون کی کیا حالت ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ تمہارے دشمن جنوں کے کونچے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ تمہارے بھائی جنوں کے کونچے ہیں اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ جنوں میں سے جو مسلمان ہیں وہ کافر آدمیوں کے کونچے ہیں کافر جنّ مسلمان لوگوں کو کونچا دیتے ہیں یعنی بلا شفقت کے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تطبیق کی صورت مجھے ناپسند ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ جسے طاعون ہو وہ مرہی جائے کیونکہ مسلمان جنّ جب کافر آدمی کو کونچا دے گا تو ضرور بلا شفقت کے ہوگا اسی طرح کافر جن مسلمان شخص کو بلا کسی شفقت کے کونچا دے گا پس دونوں کا لازمی نتیجہ موت ہونا چاہیے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے ہی طاعون کے بعد بچ جاتے ہیں میرے نزدیک یہ تطبیق پسندیدہ ہے کہ مسلمان جن کافر کو ایسا کونچا دیتا ہے جسے وہ قتل ہوجائے پس وہ تو خدا کے حکم سے مرجاتا ہے اور مسلمان کو شفقت کے ساتھ کونچا لگاتا ہے جس سے بحکم خدا بچ جاتا ہے اور کافر جن مسلمان آدمی کو قاتل کونچا دیتا ہے جس سے بحکم خدا شہید ہوجاتا ہے اور کافر کو سلامتی کا کونچا دیتا ہے جس سے وہ بچ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

طاعون کی دعا:

بسم اللّٰہ الرّحمٰنِ الرَّحِیم ۔بسمِ اللّٰہ ذی الشان عظیم البرھان قوی الارکان شدید السلطان کُل یوم ھو فی شان اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرّجیم ماشآء اللّٰہ کان ومالم یشاء لم یکن و لا حَوْلَ وَلاَ قُوَّ ةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیّ الْعِظِیْمِ اللھم انی اعوذ بلك من الطعن والطاعون ومن ھجوم الوبآء و موت الفجآء ومن مضرۃ الجن ومن جھد البلآء وسوء القضاء ونعوذبك من درك الشقآء ومن شماتۃ الاعدآء یاحی یاقیوم ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد و علی الہ وصحبہ

وسلم۔

خدائے غایت مہربان اور رحم والے کے نام سے خدائے ذی شان اور بڑی دلیل والے مضبوط ارکان والے شدید غلبہ والے کے نام سے وہ ہر دن کسی نہ کسی شان میں ہے شیطان راندۂ درگاہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں خدا نے جو چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اور بغیر خدائے بزرگ باعظمت کی مدد کے کوئی حول و قوت نہیں اے اللہ! میں طعن و طاعون سے اور ہجوم وبا سے اور ناگہانی موت سے اور مضرت جن سے اور مشقت بلا سے اور قضائے بد سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور ہم شقاوت میں گرفتار ہونے اور دشمنوں کی ہنسی سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں اے زندہ اے قائم و برقرار رہنے اور رکھنے والے! اے ہمارے رب! ہم سے عذاب دور کر دے! ہم ایمان دار ہیں اور خدا ہمارے سرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل اور اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔

اور جو ظلماً مارا جائے وہ بھی شہید ہے جیسے فرعون کی بیٹی کی ماشطہ کا حال ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا فرعون کی بیٹی کی ماشطہ کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی وہ بولی جو خدا کے ساتھ کفر سے پیش آئے وہ ہلاک ہو جائے فرعون کی بیٹی نے کہا: کیا میرے باپ کے سوا تیرا اور کوئی بھی خدا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میرا خدا اور تیرے باپ کا خدا بلکہ تمام آسمان و زمین کا ایک ہی خدا ہے۔ اُس نے فرعون کو خبر دی۔ فرعون نے اس کو طلب کر کے ماجرا دریافت کیا ماشطہ نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے اس پر اُس نے میخیں گاڑ کر عذاب دینا شروع کیا پھر اُس کی بڑی لڑکی کو ذبح کر ڈالا اور چاہتا تھا کہ اُس کی چھوٹی لڑکی کو بھی ذبح کرے اس سے ماں بہت گھبرا گئی وہ چھوٹی لڑکی پالنے میں سے بولی: اے اماں! تم گھبراؤ نہیں! اللہ تعالیٰ نے تو تمہارے لیے جنت میں گھر بنایا ہے تم صبر کیے رہو یقیناً اُس کے پاس پہنچ جاؤ گی جب فرعون کی زوجہ آسیہ (رضی اللہ عنہا) نے یہ معاملہ دیکھا تو فرعون سے ناراضی ظاہر کی وہ کہنے لگا: شاید جو جنون اُسے سوار ہے تم پر بھی اس کا اثر ہو گیا ہے آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے تو جنون نہیں ہوا ہے لیکن یہ سچ ہے کہ میرا اور تیرا بلکہ تمام زمین و آسمان

کا ایک ہی خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں' اس پر اُس نے آسیہ کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور نہایت سختی سے مارا اور میکے بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ جو جنون ماشطہ کو سوار ہے وہی آسیہ کو بھی ہو گیا ہے' آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں شاہد ہوں کہ میرا اور تم سب کا رب بلکہ تمام آسمان اور زمین کا رب ایک ہی ہے' باپ نے کہا: اے آسیہ! میں نے اِلٰہ العالمین سے تیرا نکاح کر دیا تھا اور تو نہایت خوبصورت عورت ہے۔ آسیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ایسی باتوں سے خدا کی پناہ! اگر تم دونوں سچے ہو تو مجھے وہ تاج تو پہنا دو جس کے سامنے آفتاب اور پیچھے چاند اور گرداگرد ستارے جڑے ہوں۔ اُس پر فرعون نے آسیہ کو میخوں سے عذاب دینا شروع کیا' پس خدا نے اُن کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا تاکہ عذاب میں تخفیف رہے اُسی وقت انہوں نے کہا تھا: اے رب! جنت میں اپنے پاس میرے لیے ایک گھر بنا دیجیے! اور باب محبت میں پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ کے پاس سے نہایت پاکیزہ خوشبو کا جھونکا گزرا' آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کیسی خوشبو ہے! انہوں نے جواب دیا کہ فرعون کی بیٹی کی ماشطہ کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ دونوں نیک بخت عورتیں اور ایسے ہی وہ لوگ جنہیں کفار گرفتار کر کے قتل کر ڈالیں احکام دنیاوی کے لحاظ سے شہید نہ ہوں گے کہ جن کو غسل نہیں دیا جاتا نہ اُن پر نماز پڑھی جاتی ہے کیونکہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی ظلماً قتل ہوئے تھے پھر دونوں کو غسل دیا گیا تھا اور اُن پر نماز بھی ہوئی تھی پس یہ لوگ آخرت کے شہید ہیں دنیا کے شہید نہیں۔ میں کہتا ہوں: یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے' لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ماشطہ اور زوجۂ فرعون اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہما اور جو کوئی آلہ جارحہ سے ظلماً قتل کیا جائے اور اس کا قاتل معلوم ہو وہ دنیا اور آخرت دونوں کے لحاظ سے شہید ہوگا اُس کو نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی اور ایسے ہی جو طاعون میں مرے یا عارضہ شکم میں مبتلا ہو کر انتقال کرے' علیٰ ہذا القیاس! حاملہ عورت جب اُس کے حمل کی صورت بن گئی ہو مر جائے تو شہیدوں کے زمرہ میں داخل ہے جیسا کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ

نے فتویٰ دیا ہے رہا دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے جو شہید سمجھا جائے گا کہ جس کو نہ غسل دیا جاتا ہے نہ اُس پر نماز پڑھی جاتی ہے اور آخرت میں اس کو خاص ثواب ملے گا وہ وہی شخص ہے جو قتال کفار میں اسبابِ قتال میں سے کسی سے انتقال کر جائے جیسے اُس کے اپنا ہی تیر اُلٹ کر لگ گیا ہو یا گھوڑے سے یا کنوئیں میں گر پڑا یا کسی مسلمان یا کافر کا تیر اُس کے آ لگا ہو یا لڑائی ہو چکنے کے بعد مقتول پایا گیا ہو اور اُس کی موت کا سبب نہ معلوم ہوا ہو اگرچہ اس پر خون کا نشان نہ ہو جب بھی شہید ہی سمجھا جائے گا۔

حکایت: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص راہِ خدا میں جہاد کیا کرتا تھا جب فارغ ہوتا اپنے کپڑے جھاڑ کر غبار جمع کر لیتا تھا یہاں تک کہ کچھ دنوں میں اُس نے بہت سا غبار جمع کر لیا پھر اُس کی اینٹ بنا کر وصیت کی کہ یہ قبر میں میرے سرہانے رکھ دی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اُس کے رفقاء میں سے کسی نے اُس کو خواب میں دیکھا اور اُس سے حالت پوچھی اُس نے جواب دیا کہ اینٹ کی برکت سے خدا نے مغفرت فرما دی۔

حکایت: ایک بار مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کے لیے نکلی اُن سب کو دشمن نے گرفتار کر لیا' کافر بادشاہ نے انہیں اپنا مذہب قبول کرنے کا حکم دیا وہ اس کے مذہب سے منکر ہوئے اُس پر اُس نے سوائے ایک کے سب کو قتل کر ڈالا اور اُس نے کسی قدر رغبت ظاہر کی تھی لیکن جب اُس سے اس کا دین قبول کر لینے کے لیے کہا گیا اور یہ کہا گیا کہ تجھ کو اتنا اتنا مال ملے گا تو اُس نے بھی انکار کیا اس کے بعد اس کو ایک گھر میں پہنچا دیا اور ایک حسین و جمیل کنیز اُس کے پاس بھیج دی اُس نے اس کی طرف التفات بھی نہ کیا اور سورۂ فتح پڑھنے لگا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو وہ کنیز رو دی اور اسلام لے آئی اور کہنے لگی کہ مجھے اپنے ملک میں لے چلو چنانچہ وہ راتوں رات چل دیئے جب صبح ہوئی تو گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی' وہ کنیز بولی کہ ہمارے پیچھے طلب آئی ہے اُن کے پاس لوٹ جاؤ! دیکھو تو شاید وہ تمہارے ساتھی ہیں اُس نے جو لوٹ کر دیکھا تو واقعی وہ لوگ تھے جو مقتول ہو چکے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تیرے ساتھی ہیں' شہید ہو گئے تھے اور ہم خدا کے پاس زندہ ہیں اور عنقریب چالیس روز کے بعد تو بھی ہم میں آ ملے گا۔ زہر الکمام میں مذکور ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اُس کنیز سے سلسلہ اولاد عطاء فرمایا وہ سب فی سبیل اللہ لڑے اور یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا تھا اور نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا واقعہ ہے۔

فائدہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب کوئی بندہ راہِ خدا میں مقتول ہوتا ہے تو اُس کی روح فرشتوں کے ساتھ دارِ شہداء تک ریشمی خیموں میں سرسبز باغ کے اندر جاتی ہے وہاں ان کے پاس ایک مچھلی اور ایک بیل ہوتا ہے مچھلی انہار جنت میں تیرتی پھیرتی ہے جب شام ہوتی ہے تو بیل اپنے سینگ سے اُسے مارتا ہے پھر وہ اُسے ذبح کر ڈالتا ہے اس کے بعد وہ سب اُس کا گوشت کھاتے ہیں اور اس میں ہر طرح کی خوشبوئیں پاتے ہیں علائی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شہیدوں کی ارواح قیامت تک عرش کے نیچے رکوع اور سجدے میں مشغول رہتی ہیں اور اس میں مسلمانوں کی ارواح بھی ان کی شریک رہتی ہیں بشرطیکہ باوضو سوئے ہوں۔ شرح مہذب میں مذکور ہے کہ شہید کا شہید اس لیے نام ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لیے جنت کی شہادت دی ہے اور بعض نے کہا اس لیے کہ ملائکہ رحمت اُس کی روح کے پاس حاضر ہو کر اُس کی جان قبض کرتے ہیں اور بعض نے کہا ہے اس لیے کہ اس کی روح دارالسلام میں حاضر ہوتی ہے اور اوروں کی روح وہاں قیامت تک حاضر نہ ہوگی۔

حکایت: صفوۃ الصفوۃ میں مذکور ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بن (عامر راہب) جو غسیل الملائکہ کے نام سے معروف ہیں کیونکہ اُن کو بوقت شہادت فرشتوں نے غسل دیا تھا تنہا اسلام لائے تھے اور ان کا باپ مسلمان نہ ہوا تھا اور انہوں نے عبداللہ بن ابی بن سلول لعنۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور اُس شب اُن کے پاس گئے تھے جس کی صبح کو جنگ اُحد ہونے والی تھی جب صبح کو نماز پڑھ چکے تو قتال کے لیے جانے کے ارادہ کیا لیکن پھر کچھ جی میں آ گئی اور اپنی بی بی کے پاس واپس گئے اور ان سے صحبت کی اس کے بعد جو قتال کے لیے گئے تو شہید ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً فرشتے حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ابر کے پانی سے چاندی کی لگنوں میں غسل دے رہے ہیں۔ حضرت ابو اسید ساعدی رضی

اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اُن کے سر سے پانی ٹپکتے دیکھا تھا اس کے بعد اُن کی بی بی سے جو پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ہاں وہ حالت جنابت میں چلے گئے تھے اور میں نے اُن کو خواب میں دیکھا کہ گویا اُن کو آسمان نگل گیا۔

لطائف

پہلا لطیفہ: خدا کے قول:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ

کے متعلق امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل معانی سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ خدا کا کسی شیئے کو خریدنا ناممکن ہے کیونکہ مشتری وہی چیز خریدتا ہے جس کا مالک نہ ہو اور خدا پہلے ہی سے ہر چیز کا مالک ہے لیکن یہاں شرا کا اس لیے ذکر کر دیا ہے کہ طاعت خداوندی کی طرف تلطف کے ساتھ بلایا جائے کیونکہ جب راہ خدا میں مومن قتال کرتا ہے تو وہ اپنا جان و مال خدا کے واسطے خرچ کرتا ہے چنانچہ اُس کے عوض میں خدا اس کو جنت عطاء فرماتا ہے پس گویا یہ بھی مجازاً بیع وشرا ہوگئی۔

دوسرا لطیفہ: اس آیت کے نزول کا یہ سبب ہے کہ شب عقبہ میں انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور وہ سب ستر آدمی تھے پس عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! اپنے اور اپنے ربّ کے لیے جو چاہے شرط کر لیجیے آپ نے فرمایا اپنے ربّ کے لیے تو میں یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اُس کی عبادت کرو اور کسی شیئے کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے نفس کے لیے تم سے یہ شرط لیتا ہوں کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہو میری بھی اُن سے حفاظت کرو لوگوں نے پوچھا اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمیں ملے گا کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت' تب وہ لوگ کہنے لگے کہ سودے میں خوب نفع رہا نہ ہم پھیرتے ہیں اور نہ پھیرنا چاہتے ہیں اس کے بعد یہ آیت اُتری اور حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مجاہد قیمت لگانے والا ہے' چنانچہ اُس نے بہت دام لگائے اگر کہا جائے خدا نے فرمایا ہے کہ یقیناً خدا نے مسلمانوں سے خرید لیا اور یہ نہیں فرمایا کہ لوگوں سے خرید لیا اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ناس کافر کو بھی شامل رہتا ہے اور

وہ گریختہ غلام کے مانند ہے پس اس کی بیع صحیح نہ ہوتی۔ بعض علماء کے نزدیک اگر کہا جائے کہ فانی کو باقی کے عوض کیسے خرید لیا اس کا جواب یہ ہے کہ اُن سے خریدنے کے بعد خدا نے وہ شئے عنایت کی ہے جو اُس کی جناب کے شایان تھی۔

تیسرا لطیفہ: اگر کہا جائے کہ بغیر متعاقدین کے بیع صحیح نہیں ہوتی اور جب خدا نے یہ کلام فرمایا تھا تو نہ تو بائع یعنی مومن موجود تھا اور نہ مبیع یعنی نفس اور نہ ثمن یعنی جنت تو یہ بیع صحیح کیسے ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ حاکم کو صغیر کے لیے جو اُس کی پرورش میں ہو خرید و فروخت کرنا جائز ہے اور بندہ اُس کے حکم ازلی میں متصور تھا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں لوگوں کی طرف سے وکیل بن گئے تھے اگر کہا جائے کہ متعاقدین سے یا ایک سے ایجاب وقبول کے درمیان کسی کلام کا پایا جانا مبطل عقد ہے خصوصاً جب مدت طویل حائل ہو پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج میں قبول فرمانا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ اگر کسی غائب کے لیے بیع کی جائے اور اُس کو خبر پہنچے یا وہ آ جائے اور قبول کر لے تو صحیح مذہب کے موافق بیع درست ہے اگرچہ ایجاب وقبول کے درمیان طویل زمانہ حائل ہو جائے اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کیسے کہا تھا کہ میں سوائے اپنے نفس کے کسی شئے کا مالک نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے اس کو خرید لیا تھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے خریداری فرمائی ہے نہ کہ انبیاء سے۔ چنانچہ اسی لیے ''انبیاء سے'' کا لفظ نہیں فرمایا اور چونکہ مومن معصوم نہیں ہے اس لیے اُس کے نفس کو خرید لیا تا کہ اُس کی اصلاح فرما دے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ علی سبیل المجاز فرمایا تھا اور معنیٰ یہ ہیں کہ آپ نے اپنے کام کی طرف مجھے بلا لیا ہے اور مجھے سوائے اپنے نفس کے کسی پر قدرت نہیں ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نفس کو اپنی طرف اس لیے نسبت کیا ہے تا کہ بیع صحیح ہو جائے کیونکہ غیر مالک سے خریدنا صحیح نہیں۔

باب:

والدین کے ساتھ احسان کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہم نے انسان کو اس کے والدین کی نسبت وصیت کی ہے اس کی ماں سختی پر سختی برداشت کر کے اُسے اُٹھائے پھرتی ہے۔ (۱۴:۳۱)

حضرت ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص اسلام لائے تو اُن کی ماں نے اُن سے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو صابی ہو گیا یعنی تو نے اپنا دین بدل ڈالا پس جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر نہ ہو جائے گا اُس وقت تک نہ میں سایہ میں رہوں گی نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی چنانچہ تین دن اسی حالت میں ان پر گزرے پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اور اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں پر احسان کرتے رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ کفر کرنے میں اطاعت نہ کرنا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اسماء بنت ابی بکر صدیق کی ماں اسلام سے اعراض کرتی ہوئی آئیں اور بعض نے کہا ہے کہ شرک سے رغبت کرتی ہوئی آئیں اور بعض نے کہا ہے کہ اسلام سے کراہت کرتی آئیں، پس انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میری ماں آئی ہے اور وہ کافر ہے تو کیا میں اُس سے میل رکھوں اور سلوک کروں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! اُن کا نام قتیلہ تھا اور بعض نے قتلہ بتلایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ والدین کی رضامندی میں خدا کی رضامندی ہے اور والدین کی ناراضی میں خدا کی ناراضی ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ: جس کے ماں باپ ہوں اُس کو اُن کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا جائز نہیں بشرطیکہ وہ دونوں مسلمان ہوں یا ان میں سے جو مسلمان ہو بلا اُس کی اجازت نہ جائے

کیونکہ اُن دنوں کا حکم فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے اور یہاں فرض عین فرض کفایہ پر مقدم ہے اور اجداد و جدّات بھی یہاں اجازت لینے کے بارہ میں ماں باپ کی طرح ہیں اگر چہ ماں باپ بھی موجود ہوں ہاں اگر کسی مسلمانوں کے شہر میں دشمن گھس آئیں تو بیٹے اور قرض دار اور غلام کے ذمہ بلا اجازت لئے دفع کرنا واجب ہے اور ماں اور باپ کو اختیار ہے کہ نفل حج سے یا سفرِ تجارت سے بیٹے کو منع کریں اگر سفر طویل ہو اور اُس میں خوف ہو جیسے دریائی یا خوفناک بیابان کا سفر اور کافر ماں باپ بھی ہر سفر میں سوائے جہاد کے مسلمانوں کی طرح ہیں اور جس کے ماں باپ غلام ولونڈی ہوں وہ بھی صحیح مذہب کے موافق آزاد کے مثل ہیں اگر ماں باپ میں سے ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے منع کیا تو باپ کا حکم مقدم ہے۔

حکایت: ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میری ماں نے پانی مانگا میں جو لایا تو ماں کو سوتا پایا میں اپنی ماں کی بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا جب میری ماں بیدار ہوئیں تو پوچھا کہ پانی کہاں ہے میں نے پیالہ دے دیا۔ میری اُنگلی پر تھوڑا سا پانی بہہ کر گر پڑا تھا اور سردی کی شدت سے اُس پر جم گیا پھر جو میں نے پیالہ لیا تو میری اُنگلی کی کھال اُڑ گئی اور خون بہنے لگا' ماں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے حال بیان کیا تو کہنے لگیں کہ اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں' آپ بھی اس سے راضی رہیے اور جب وہ پیٹ میں تھے تو ان کی ماں کبھی شبہ کا کھانا نہ کھاتی تھیں اور میں نے عیون المجالس میں دیکھا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب میں بیس برس کا تھا ایک رات میری ماں نے مجھے اپنے پاس سلانے کے لیے بلایا اور میرا جی شب بیداری سے لگ گیا تھا میں نے اُن کا کہا مان لیا ایک ہاتھ اُن کے سر کے نیچے رکھا اور لیٹ گیا اور قُل ھواللہ احد پڑھتا رہا اسی میں میرا ہاتھ سُن ہو کر رہ گیا میں نے کہا: ہاتھ تو میرا ہے اور والدہ کا حق خدا کے لیے ہے' چنانچہ میں نے اس پر صبر کیا' یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی میں نے اتنے عرصہ میں دس ہزار بار قُل ھواللہ احد پڑھی تھی اور اس کے بعد میں نے ہاتھ جو سُن پڑ گیا تھا کام نہ لے سکا جب اُن کا انتقال ہو گیا تو اُن کے کسی ساتھی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں اُڑتے پھرتے ہیں اور رحمٰن کی تسبیح میں مشغول ہیں

اُن سے پوچھا اس مرتبہ تک آپ کس وجہ سے پہنچ گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے سے اور مصیبتوں پر صبر کرنے سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اپنے والدین کا فرمانبردار بندہ اور پروردگار عالم کا فرمانبردار بندہ یہ دونوں اعلیٰ علّیین میں ہوں گے۔

حکایت: ایک بار ہارون رشید نے ایک باپ کو مع اُس کے بیٹے کے جیل خانہ میں بھیج دیا اور اس شخص کی عادت تھی کہ بلا گرم پانی کے وضو نہ کرتا تھا۔ داروغہ جیل نے قید خانہ میں آگ لے جانے کی ممانعت کی تو لڑکے نے رات کو قندیل پر پانی گرم کیا جب صبح ہوئی تو اُس شخص کو ذرا گرم پانی ملا اس نے پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ اُس نے کہا: میں نے اُسی قندیل پر گرم کیا جب یہ خبر داروغہ جیل کو پہنچی تو اُس نے قندیل کو اونچا کر کے لٹکا دیا تب لڑکے نے یہ کیا کہ رات بھر پانی کے برتن کو اپنے سینہ سے لگائے دل پر رکھے رہا جس سے کسی قدر اُس میں گرمی آ گئی اُس کے باپ نے پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ اُس نے حال بیان کر دیا پس باپ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! اس کو جہنم کی گرمی سے بچائے رکھنا۔

حکایت: خواص میں سے ایک نے بیان کیا ہے ایک دفعہ میں جنگل میں تھا میں نے اپنی طرف ایک شخص کو آتے دیکھا تو پوچھا: تُو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ خضر، پھر میں نے اُن سے دریافت کیا کہ میں نے آپ کو کس ذریعہ سے دیکھا؟ انہوں نے کہا: اپنی ماں کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آنے کی بدولت۔ بعض عارفین نے بیان کیا ہے کہ ماں کے لیے تین چوتھائی حُسنِ سلوک کا مقتضی موجود ہے کیونکہ اُس نے مشقت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور باپ نے شہوت سے کیا تھا جو کچھ کیا تھا اور اس لیے بھی کہ مرد کا نطفہ اس کی پشت سے آ کر خارج ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ سینہ کے درمیان سے آ کر خارج ہوتا ہے اور سینہ بہ نسبت پشت کے قلب سے زیادہ قریب ہے اس لیے باپ سے زیادہ ماں کی شفقت ہوتی ہے اس لیے چار حصوں میں سے تین حصہ سلوک کی ماں مستحق ہوگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی سابقہ آیت میں ماں ہی کا بیان پہلے کیا ہے۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا (اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا

نام ہے) اور اُس کے ایک چھوٹا لڑکا تھا اور ایک گائے کی بچھیا تھی جب اس کو موت آنے لگی تو اُس نے کہا: اے اللہ! میں یہ بچھیا اس لڑکے کے لیے آپ کو سونپتا ہوں! جب لڑکا بڑا ہوا تو اس نے عبادت میں بڑی کوشش کی ایک تہائی رات شب بیداری کرتا اور ایک تہائی میں سوتا اور ایک تہائی رات میں گریہ وزاری کیا کرتا اور دن کو روپے کا کاروبار کرتا اُس میں ایک تہائی خیرات کر دیتا ایک تہائی کھاتا اور ایک تہائی اپنی ماں کو دیتا پھر اُس کی ماں نے اُس سے کہا کہ تیرا باپ تیرے لیے ایک بچھیا چھوڑ مرا ہے اور وہ فلاں مقام میں ہے وہ وہاں گیا اور اُسے لے آیا۔ ماں نے کہا: بازار لے جا کر اسے تین اشرفیوں کو بیچ ڈال لیکن میری بلا اجازت نہ بیچ دینا' اُس سے ایک امیر شخص نے کہا کہ مجھ سے اس کی قیمت چھ اشرفیاں لے لے اپنی ماں سے اجازت نہ لے' اُس نے کہا: ماں سے اجازت لینا ضروری ہے' اُس نے واپس آ کر ماں سے ماجرا بیان کیا' اُس نے کہا: اس کو اپنے پاس رہنے دے کیونکہ موسیٰ (علیہ السلام) اس کی کھال بھر کے سونے کے عوض اس کی خریداری کریں گے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اس گائے کا ذبح کرنا مقرر کر دیا تاکہ لڑکے کو اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرنے کا بدلہ مل جائے اور مقتول کا پتا لگ جائے کیونکہ وہ لوگ دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے چنانچہ جب انہوں نے اُس کو ذبح کر کے اس کا تھوڑا سا گوشت لے کر مقتول کو مارا۔ بعض نے کہا ہے کہ زبان کا گوشت لیا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ اُس کی پُشت کی کھال میں سے ایک ٹکڑا لے لیا تھا تو مارتے ہی خدا نے اس کو زندہ کر دیا اور اس شخص نے فوراً قاتل کا پتا بتلا دیا اور بعض کا بیان ہے کہ اس کی پُشت کی کھال کا ایک ٹکڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ملا تھا چنانچہ اسی سے انہوں نے اپنا کوڑا بنایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چھڑی رہتی تھی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمانہ ہونے کے باعث لوگ نورِ نبوت میں تھے اور اس وجہ سے حق بات کو بہت جلد قبول کر لیتے تھے اس کے بعد یہ بات نہ رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوڑا رہتا تھا کیونکہ اُن کے زمانہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عرصہ ہو چکا تھا اس لیے حق سے دور بھاگتے تھے چنانچہ اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ اُن کو کوڑے کے زور سے حق کی طرف لوٹا کر لاتے تھے اور حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کے پاس چابک رہتا تھا کیونکہ لوگ زیادہ گڑبڑ کرنے لگے تھے چنانچہ چابک سے عثمان ان کو ادب سکھاتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار اختیار کی تھی کیونکہ اُن کے زمانہ میں خواہش نفسانی پھیل گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اُس گائے کی کئی صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے: ''لَا فَارِضٌ'' یعنی نہ بوڑھی تھی ''وَلَا بِکْرٌ'' یعنی اس کے بچہ نہ ہوا تھا ''عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ'' یعنی نہ بہت بڑی تھی نہ چھوٹی' اور مجاہد نے کہا ہے کہ عوان اُسے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کے بعد دوبارہ بچہ دے فَاقِعٌ لَّوْنُھَا یعنی اس کا رنگ نرا زرد تھا یہ جمہور نے بیان کیا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ زردی سے یہاں شدت کی سیاہی مراد ہے ''لَا ذَلُوْلٌ'' یعنی جس سے خدمت نہیں لی جاتی ''تُثِیْرُ الْاَرْضَ'' یعنی زمین کو جوتی نہیں بلکہ کلیل میں آ کر اُچھل اُچھل کر زمین کھودے ڈالتی ہے ''وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ'' اور نہ کھیت کو سینچتی ہے ''مُسَلَّمَۃٌ'' سارے عیبوں سے مبرا ہے ''لَّا شِیَۃَ فِیْھَا'' یعنی اُس میں دھبہ نہیں کہ اُس کے اصلی رنگ کے سوا کوئی دوسرا رنگ مل گیا ہو بلکہ وہ بالکل زرد ہے حتیٰ کہ اس کے سینگ اور کھر بھی زرد ہیں۔

فوائد

پہلا فائدہ: میں نے کتاب شرف المصطفیٰ میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے کہ زرد جوتے پہنا کرو کیونکہ اُس سے حاجت روائی ہوتی ہے اور تفسیر قرطبی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص سیاہ جوتے پہنتا ہے ہمیشہ کرب اور غم میں مبتلا رہتا ہے اور جو عقیق کی انگشتری پہنتا ہے ہمیشہ برکت اور سرور میں رہتا ہے اور مناقب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں آگے بھی آتا ہے۔

دوسرا فائدہ: نزہۃ النفوس میں ہے کہ عجل وعجلہ گائے کے بچہ کو کہتے ہیں اس لیے کہ بنی اسرائیل نے اس کی پرستش میں عجلت کی تھی اور گائے کو بقر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ زمین پھاڑتی اور کھودتی ہے اور گوسالہ کا گوشت عمدہ پاکیزہ لذیذ اور غذائیت میں معتدل ہوتا ہے اور بڑی گائے کا گوشت سیاہ مرچ اور سونٹھ کے ساتھ ضرر نہیں کرتا اور چھوٹی بڑی گائے یا بیل کا پتا خصوصاً سیاہ کا پتا آنکھ میں لگانا مقوی بصارت ہے اور جس کو کھانسی آتی ہو وہ پرانی کیل

آگ میں سُرخ کر کے گائے کے دودھ میں بُجھا کر نہار منہ پیا کرے تو خدا کے حکم سے جاتی رہے اور نہار منہ گائے کا گرما گرم دوہا ہوا دودھ تین روز تک پینا حکم خدا سے چہرہ کی زردی کو قطع کرتا ہے اور خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے مناقب میں دودھ کے منافع آتے ہیں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کے لئے انعاماتِ الٰہی

تیسرا فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! مجھے وصیت کیجئے! ارشاد ہوا: میں تمہیں تمہاری ماں کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔ انہوں نے پھر عرض کیا: وصیت کیجیے! ارشاد ہوا: میں تمہاری ماں کی نسبت تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ نویں بار فرمایا: میں تمہیں تمہارے باپ کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔ اے موسیٰ! جو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتا ہے دنیا میں میں اس کا ولی رہتا ہوں اور اس کی قبر میں مونس بنتا ہے اور حشر میں اُس پر مہربان ہوتا ہوں اور پل صراط پر اُس کا رہنما بنتا ہوں اور جنت میں اُس سے گفتگو کرنے والا بنتا ہوں کہ وہ مجھے بلاواسطہ باتیں کرے گا اور میں اُس سے باتیں کروں گا۔ حضرت نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیدار کی درخواست کی تو خدا نے پہاڑ پر حوالہ کر دیا کیونکہ اُن کی والدہ صاحبہ نے اُن سے پوچھا تھا کہ جب میں تمہاری مشتاق ہوں تو تمہیں کہاں ڈھونڈوں؟ تو انہوں نے کہا تھا کہ پہاڑ پر اور دوسروں کے کلام میں ہے کہ جب اُن کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوا اور اُن کا نام اس امت کے فضائل میں آتا ہے تو خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ وہ آنکھ جس سے ہم تمہیں دیکھا کرتے تھے جاتی رہی۔ اور میں نے طبقات ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ میں بروایت سلیم جو اصحابِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہیں دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ جب میں دس برس کا تھا تو سورۂ فاتحہ نہ پڑھ سکتا تھا' بعض مشائخ نے کہا کہ اپنی ماں سے کہہ کے تیرے لیے علم و قرآن کی دعا مانگے۔ ماں نے دعا کی' ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ امام ہو گئے کہ جن کی گرد تک پہنچنا مشکل ہے اور ایسے شہسوار علم نکلے کہ جن کے نشان قدم تک رسائی دشوار ہے۔ حضرت سلیم کہتے ہیں کہ پھر شیخ جنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اپنی ماں سے اپنے لیے دعا کرنے کو کہہ ایک بار آئے اور کہنے لگے ایسا علم تو نے کب حاصل کیا؟ جی میں تو آیا کہ میں بھی کہہ دوں کہ

اگر آپ کی ماں ہوں تو ان سے اپنے واسطہ دعا کرائیے لیکن مجھے کہتے ہوئے شرم آئی۔
حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ طبقات میں اُن کی تاریخ وفات مذکور نہیں ہے بلکہ میں نے اپنے والد کی تحریر دیکھی ہے کہ سلیم جدہ کے سمندر میں ۴۴۷ ہجری میں ڈوب گئے تھے اور انہوں نے چالیس برس کی عمر میں فقہ حاصل کی تھی۔

لطیفہ: صحیح بخاری میں ہے کہ ایک بار دو عورتیں اپنے اپنے بچے کو لے کر چلیں بھیڑیا آ کر ایک کو لے گیا اور ان میں سے ہر ایک کہنے لگی کہ تیرے ہی بیٹے کو لے گیا ہے پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ دائر کیا انہوں نے بڑی کے لیے حکم دیا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: چھری لاؤ میں اس کو چیر کر تم دونوں کو تقسیم کروں، تو چھوٹی بولی: اے خدا کے نبی! ایسا نہ کیجیے یہ اُسی کا بیٹا سہی پس اُس کی شفقت سے انہیں معلوم ہو گیا کہ اُس کا بیٹا تھا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ لیکن بڑی کو اس لڑکے کا چیر ڈالنا ناگوار نہ معلوم ہوا بلکہ چاہتی تھی کہ دوسری عورت کا لڑکا بھی ہاتھ سے جاتا رہے تاکہ وہ بھی مصیبت میں اسی طرح ہو جائے پس ممکن ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے لیے اس وجہ سے حکم کیا ہو کہ اُس کے ساتھ بچہ کو مشابہ پایا ہو یا اُن کی شریعت میں بڑی کو ترجیح ہوتی ہو یا وہ اس کے قبضہ میں ہو اور یہ امر ان کی شریعت میں مرجح قرار دیا گیا ہو۔ رہے حضرت سلیمان علیہ السلام تو اُن کی بطریق ملاطفت کے اندرونی معاملہ تک رسائی ہو گئی چنانچہ انہوں نے اس گمان میں ڈال دیا کہ وہ بچہ کو کاٹے ڈالتے ہیں پھر جب چھوٹی بول اُٹھی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ اسی کا لڑکا ہے اگر کہا جائے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے حکم کو نہیں توڑ سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فتویٰ تھا حکم نہ تھا اور چھری کو سکین اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مذبوح کی حرکت کو ساکن کر دیتی ہے اور چھری کو مدیہ اس لیے کہتے ہیں کہ مدت حیات کو قطع کر دیتی ہے اور اس کو برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے۔
اور تفسیر قرطبی میں اللہ تعالیٰ کے قول "فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ" کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے اُن کو وہ فیصلہ سمجھا دیا کہ جس میں کھیت اور بکریوں والا آیا تھا اور قصہ یہ ہوا تھا کہ رات کو بکریاں کھیت چر گئی تھیں پس حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ حکم دیا تھا

کہ کھیت والے کو بکریاں مل جائیں پھر جب اُن کے پاس سے دونوں نکل کر چلے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس ماجرے کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا شاید اس کے علاوہ حکم ہونا چاہیے۔ چنانچہ اُن دونوں کو اپنے باپ کے پاس لے گئے اور کہنے لگے کہ آپ نے یہ حکم دیا ہے اور میرے نزدیک اس سے زیادہ مناسب حکم بھی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: کھیت والے کو بکریاں دلا دیجیے تا کہ اُس کے دودھ اور اون وغیرہ سے منتفع ہو اور کھیت بکریوں والے کے سپرد کیجیے تا کہ اُس کی درستی کا اہتمام کیا کرے پس جب اُس حالت میں ہو جائے جس حالت میں بکریاں چر گئی تھیں تو ہر ایک دوسرے کی چیز کو لوٹا دے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: اے بیٹے! خدا نے تیری مدد کی ہے کبھی تیری سمجھ منقطع نہ ہو اور وہی فیصلہ کیا جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجویز کیا تھا۔

حکایت: اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ دریا کی طرف نکل کر جاؤ تو عجیب شے نظر آئے گی چنانچہ وہ گئے اور کچھ نہ ملا انہوں نے اپنے وزیر آصف کو حکم دیا کہ دریا میں غوطہ لگائیں انہوں نے غوطہ لگایا تو کافور کا ایک قبہ ہاتھ آیا جس میں چار دروازے تھے ایک دروازہ موتی کا دوسرا یاقوت کا تیسرا جوہر کا چوتھا زبرجد سبز کا تھا سب دروازے کھلے تھے اور پھر ان میں سے ایک قطرہ پانی اندر نہ جاتا تھا اور اس کے اندر ایک خوبصورت جوان تھا جو کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا' حضرت سلیمان علیہ السلام اُس کے پاس گئے اور اُس سے حال پوچھا تو اُس نے بیان کیا کہ میرا باپ اپاہج تھا اور ماں اندھی تھی میں نے سات برس تک دونوں کی خدمت کی' جب میری اماں کے مرنے کا وقت آیا تو اُس نے کہا: اے اللہ! میرے لڑکے سے ایسے مقام میں خدمت لیجیے جہاں شیطان کو اُس کے پاس تک راہ نہ ملے چنانچہ دریا کی طرف آیا اور مجھے یہ قبہ نظر پڑا میں اس میں داخل ہو گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا: تو کس زمانہ میں تھا؟ اُس نے کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں' پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے تاریخ جو دیکھی تو معلوم ہوا کہ دو ہزار چار سو برس گزر چکے ہیں اور اس کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا ہے پھر انہوں نے پوچھا کہ تیرا کھانا پینا کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ ایک پرند میرے پاس کچھ زرد چیز لیے آدمی کے سر کی طرح آتا

ہے مجھے اُس میں دُنیا کی ہر نعمت کا مزہ آتا ہے۔ مجھے بھوک پیاس گرمی سردی نیند غفلت وحشت سب جاتی رہتی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس کو اجازت دی اور وہ اپنے قبہ کی طرف دریا میں واپس گیا۔

حکایت: میں نے ترغیب وترہیب میں بروایت بعض تابعین دیکھا ہے کہ اُن کا کسی قبیلہ پر گزر ہوا وہاں انہیں قبرستان نظر پڑا عصر کے بعد اس میں سے ایک قبر شق ہوگئی اور اُس کے اندر سے ایک آدمی نکل آیا۔ اس کا سر گدھے کا سا تھا اور بدن آدمی کا سا تین مرتبہ گدھے کی بولی بولا پھر قبر میں اتر گیا اور قبر پہلے کی طرح ہوگئی پھر اُس کی عورت سے اُس کا حال پوچھا تو اُس نے بتلایا کہ یہ شراب پیا کرتا تھا اور اس کی ماں اس سے کہتی تھی کہ خدا سے ڈر! تو کہتا تھا: تو گدھے کی طرح چلایا کر' پھر عصر کے بعد مر گیا' اسی وجہ سے عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور وہ نکل کر تین بار گدھے کی بولی بولتا ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ' فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہیں کھاتے تھے' انہوں نے اُن سے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کھانے سے وہ لقمہ نہ لے لوں جس کی طرف آپ کی پہلے نظر پڑ چکی ہو' تب وہ فرمانے لگیں: کھاؤ تمہیں سب حلال ہے۔

حکایت: ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہوا ہے کہ ساری عجیب باتیں بنی اسرائیل میں ہوئی ہیں پس اُن سے نقل کر کے بیان کیا کرو کوئی حرج نہیں ہے اور آؤ میں تم سے دو بوڑھوں کا قصہ بیان کروں بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی عورت اُس سے بہت محبت کرتی تھی اور اُس کی ایک بڑھیا ماں تھی جو بڑی نیک عورت تھی اور ایک بڑھیا ساس تھی جو بد عورت تھی وہ اپنی بیٹی کو خاوند کی ماں یعنی ساس کے مقابلہ میں بھڑکایا کرتی تھی اور دونوں بوڑھیوں کی آنکھیں جاتی رہی تھیں اُس کی عورت ہمیشہ اس کے پیچھے رہتی تھی یہاں تک ہوا کہ وہ شخص اپنی ماں کو لے کر جنگل میں بے دانہ و پانی چھوڑ آیا کہ اُسے درندے کھا جائیں اور وہاں سے لوٹ آیا' اس کے بعد اسے درندوں نے آ گھیرا اتنے میں ایک فرشتہ اُس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ یہ کیسی آوازیں ہیں جو تیرے چاروں طرف مجھے سنائی دیتی ہیں؟ اُس نے جواب دیا: اچھی آوازیں ہیں! اونٹ'

گائے ' بکری کی آوازیں ہیں' اُس نے کہا: اچھا! انشاء اللہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا جب صبح ہوئی تو تمام میدان اونٹوں اور گایوں اور بکریوں سے بھرا ہوا تھا' اس کے بیٹے سوچا کہ چل کر دیکھوں تو میری ماں کا کیا حال ہوا؟ چنانچہ وہ آیا دیکھتا کیا ہے کہ سارا میدان اونٹ' گائے اور بکریوں سے بھرا ہوا ہے اپنی ماں سے پوچھنے لگا: اے ماں! یہ کیا ہے؟ وہ بولی: اے بیٹا! تو نے مجھے ستایا تھا اور اپنی بی بی کا کہا مانا تھا اس کے بعد وہ اپنی ماں کو اُٹھا لے گیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُسے عطاء فرمایا تھا سب ہنکا کر مع اپنی ماں کے اپنی بی بی کے پاس پہنچا' اُس کی بی بی کہنے لگی: خدا کی قسم! میں ہرگز نہ مانوں گی جب تک میری ماں کو بھی وہاں جا کر نہ چھوڑ آؤ گے جہاں اپنی ماں کو چھوڑ کر آئے تھے' چنانچہ وہ اس کو بھی لے گیا جب شام ہوئی تو درندوں نے اُسے آ گھیرا اور وہی فرشتہ جو اُس شخص کی ماں کے پاس آیا تھا پھر آیا اور کہنے لگا: اے بڑھیا مائی! یہ کیسی آوازیں ہیں؟ اُس نے کہا: بُری ہیں' یہ درندوں کی آوازیں ہیں' یہ مجھے کھانا چاہتے ہیں' اُس نے کہا: بُرا ہوا اور ایسا ہی ہو جائے گا' اس کے بعد وہ چلا گیا اور ایک درندہ آ کر اُسے کھا گیا' جب صبح ہوئی تو اُس کی بی بی نے کہا: جاؤ ذرا دیکھو تو میری ماں کا کیا حال ہوا؟ وہ گیا تو وہاں جو کچھ درندے کھا کر چھوڑ گئے تھے اس کے سوا کچھ نہ تھا' اُس نے اپنی بی بی کو اُس کی ماں کی ہڈیاں لا کر دے دیں اور وہ غم کے مارے مر گئی۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو اپنی بیوی کو ماں سے بڑھائے اُس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت ہے اور نہ اس کا فرض قبول ہوتا ہے نہ نفل۔

لطیفہ: امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ میرا باپ ملک سوڈان میں ہے اور مجھے خط لکھ کر اس نے اپنے پاس بلایا ہے اور ماں مجھے روکتی ہے انہوں نے کہا: اپنے باپ کا کہا مان اور اپنی ماں کی بھی نافرمانی نہ کر پھر اُس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا' انہوں نے بھی یہی کہا کہ اپنے باپ کا کہا مان اور اپنی ماں کی بھی نافرمانی نہ کر۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ میری سمجھ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے جو کچھ آیا ہے یہ ہے کہ ماں کی فرمانبرداری لازمی شے ہے اور بہتر ہے' کیونکہ اُن کا یہ کہنا کہ اپنے باپ کا کہا مان مصلحت کے طور پر ہے اور یہ کہنا کہ اپنی ماں کی نافرمانی نہ کر مفسدہ کو ترک

کرنے کا حکم ہے اور فساد کا ترک کرنا منافع حاصل کرنے سے اولیٰ ہے سوائے ایک مسئلہ کے کہ جس میں دفع مضرت سے جلب منفعت اولیٰ ہے اور ہے اُس صورت میں ہے کہ اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے شکم میں بچہ ہو جس کے زندہ ہونے کی امید ہو تو ہر چند کہ پیٹ کا پھاڑنا مفسدہ ہے اور بچہ کا نکالنا مصلحت ہے تاہم یہاں بچہ کا نکال لینا ہی ضروری ہے روضہ میں باب ہبہ میں مذکور ہے کہ لڑکے کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے دینے دلانے میں عدل کا لحاظ رکھے جیسے کہ والد کو اپنی اولاد کو دینے دلانے میں عدل کا لحاظ رکھنا مناسب ہے بشرطیکہ لڑکے نیک ہوں اور اگر لڑکا ماں باپ میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دینا چاہے تو ماں اولیٰ ہے۔

حکایت: ایک شخص کے تین لڑکے تھے وہ بیمار پڑا تو بڑے بھائی نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم مجھے تو اس کی خدمت کر لینے دو اور اُس کی میراث تم لے لینا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مرتے دم تک اپنے باپ کی خدمت کرتا رہا پھر اُس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں مقام پر جا اور وہاں سے ایک اشرفی لے لے۔ اُس نے کہا اور اس میں میرے لیے برکت بھی ہوگی؟ کہنے والے نے کہا نہیں تو اُس نے نہ لی پھر دوسری شب اُس نے دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ وہ فلاں مقام سے دس اشرفیاں لے لے اُس نے کہا اُس میں برکت بھی ہوگی؟ پھر بھی جواب ملا کہ نہیں۔ اُس نے پھر کچھ نہ لیا پھر تیسری شب کو خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام سے ایک اشرفی لے لے اور اس میں تیرے لیے برکت ہوگی۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے اشرفی لے کر اُس کی ایک مچھلی خریدی اُس کے اندر اُسے دو جوہر ملے اُن دونوں کو اس نے بادشاہ کے ہاتھ ساٹھ ہزار اشرفیوں کو فروخت کیا پھر اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تو نے جو اپنے باپ کی خدمت کی ہے اُس کا یہ صلہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مچھلی خریدے اور اس کے پیٹ میں بے سوراخ کیا ہوا جوہر نکلے تو اُسی کا ہے اور اگر سوراخ دار ہو تو بائع کا ہے بشرطیکہ وہ دعویٰ کرے اور ہے بھی شبہ ہے کہ شکار کرنے والے کا ہو جیسے کہ کسی نے زمین کو درست کیا اور بنایا اور اُس میں خزانہ پایا تو وہ اُسی کا

ہے اور اگر مثلاً مچھلی کو دریا سے پکڑا اور اُس کے اندر سے سوراخ دار جوہر نکلا تو اُس کا حکم لقطہ کا سا ہے اور اگر بے سوراخ کا ہو تو مچھلی کے ساتھ وہ بھی اسی کا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ میں بیان کیا ہے کتاب الغصب میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے کسی کا موتی اور ایک مرغی غصب کی اور وہ مرغی اس کو نگل گئی تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر تو اُسے ذبح نہیں کرتا ہے تو ہم تجھ سے موتی کا تاوان لیں گے اور اگر ذبح کرتا ہے تو مرغی کا تاوان لیں گے اور کتاب السرقہ میں مذکور ہے کہ اگر جوہر مقام حفاظت سے نکل گیا تو اُس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا سوائے اس صورت کے کہ اُس سے نکل آئے۔

لطیفہ: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے میں ایک قوم کے ساتھ جہاز میں سوار تھا اُن کی کوئی چیز کھو گئی اور ایک دوسرے سے اس کا حال پوچھنے لگے چنانچہ ایک حبشی غلام سے بھی پوچھا وہ کہنے لگا اے سمندر کی مچھلیو! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے منہ میں ایک جوہر لیے ہوئے آئے اُس کی بات پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ جیسا اُس نے چاہا تھا ویسا ہی ہو گیا اور وہ پانی کی سطح پر کود پڑا اور خراماں خراماں چل دیا اور کہتا جاتا تھا کہ میں تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھی سے مدد کا خواستگار ہوتا ہوں یہاں تک کہ وہ مجھ سے غائب ہو گیا۔

حکایت: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کر کے چلے تو تھک گئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ اس پہاڑ کی وادی میں میرے اِدھر اُدھر کے آئے ہوئے لوگ ہیں وہیں میرا ایک بندہ بھی ہے اُس سے سوار ہونے کے لئے کوئی شے لے لیجئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے نماز پڑھتے پایا جب وہ فارغ ہوا تو اُس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے بندۂ خدا مجھے سواری چاہیئے اُس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا چلا جا رہا ہے اُس نے کہا: اے ابر کے ٹکڑے اُتر آ اور اُس بندہ کو سوار کر کے جہاں جانا چاہتا ہو پہنچا دے چنانچہ وہ ابر اُتر کر زمین سے لگ گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس پر سوار ہو کر چل دیئے خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا آپ جانتے ہیں کہ میں نے یہ مرتبہ اسے کیوں عطا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے ربّ نہیں۔

ارشاد ہوا کہ مرتے دم اس کی ماں نے اس سے ایک حاجت چاہی تھی اس نے اُسے فوراً پورا کر دیا تو اس کی ماں نے اسے دعا دی تھی کہ اے اللہ! جیسے اُس نے میری حاجت پوری کی ہے آپ اُس کی حاجت پوری کیجیے۔ اگر یہ مجھ سے یہ بھی درخواست کرے کہ آسمان کو زمین پر الٹ دوں جب بھی منظور کر لوں۔

حکایت: کسی نے شیخ ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ میں نے شب گذشتہ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کی داڑھی جواہر اور یاقوت سے مرصع ہے انہوں نے کہا تم نے سچ کہا کیونکہ شب گذشتہ کو میں نے اپنی ماں کے قدم چومے تھے اور حدیث میں ہے پہلی شئے جو خدا نے لوح محفوظ میں لکھی ہے یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه ۔ پھر اس کے بعد یہ لکھا: جس کے ماں باپ اُس سے راضی رہیں میں اس سے راضی ہوں اور حدیث میں ہے جتنے گناہ میں خدا اُن میں جتنوں کو چاہے گا قیامت تک موخر کرے گا سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے کیونکہ مرنے سے قبل ہی نافرمانی کرنے والے کو خدا جلدی سے اُس کا بدلہ دیتا ہے۔

بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی جس کی صبح وشام اس حالت میں ہوتی ہے کہ اُس کے ماں باپ اُس سے راضی ہوں تو اس کی اس حالت میں صبح وشام ہوتی ہے کہ اس کے لئے جنت کی طرف دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اور جو ماں باپ کو ناراض کر کے صبح وشام کرتا ہے اس کی صبح وشام اس حالت میں ہوتی ہے کہ اُس کے لئے دوزخ کی طرف دو دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ وہ دونوں ظلم کریں آپ نے فرمایا: اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں۔

مسئلہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ میں کہا ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کا نافرمان رہا ہو اور اُس سے ناراضی کی حالت میں اُن دونوں کا انتقال ہو گیا ہو تو اس کی تو کوئی صورت نہیں کہ اس سے باز پرس نہ کریں لیکن مناسب ہے کہ اس پر نادم ہونے کے بعد ان کے لیے بکثرت استغفار کرتا رہے اُن کے لئے دعا کرے اُن کی طرف سے خیرات دے ان کا جو قرض ہو ادا کر دے اُن کے تعلق والوں سے حسن سلوک سے پیش آئے جو اُن کے

پڑوسی ہوں اُن کی تعظیم و مدارات کرے تا کہ اس طرح اُن کی تعظیم اور مدارات ہو جائے۔

حکایت: ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المنتظم فی تواریخ الامم میں بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ جنت میں جو اُن کا رفیق ہوگا اُسے دکھلا دے ارشاد خداوندی ہوا کہ فلاں شہر میں جائیں وہاں آپ کو ایک قصاب ملے گا وہی آپ کا جنت میں رفیق ہوگا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو دوکان میں جا کر دیکھا اور اُس کے پاس ایک تھیلا دھرا تھا تو وہ جوان کہنے لگا اے خوبرو! کیا تم میرا مہمان بننا پسند کرتے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں چنانچہ وہ انھیں اپنے گھر لے گیا اور اُن کے سامنے کھانا چنا اور جب کبھی دو ایک لقمہ کھاتا تھا تو دو لقمے اُس تھیلی میں دھرتا جاتا تھا اسی حال میں تھا کہ دفعۃً کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ جوان اچھل کر گیا اور تھیلا چھوڑتا گیا موسیٰ علیہ السلام نے جو اس تھیلے کے اندر دیکھا تو اس میں بوڑھے اور ایک بڑھیا کو پایا جو دونوں اتنے بوڑھے ہو گئے تھے جیسے چڑیا کا بچہ جس کے ابھی پر نہ نکلے ہوں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو دونوں مسکرائے اور ان کی رسالت کی گواہی دے کر انتقال کر گئے پھر جب وہ جوان آیا تو اُس نے تھیلی میں دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا آپ حضرت موسیٰ خدا کے رسول ہیں انہوں نے پوچھا تجھے کس نے بتلایا اُس نے کہا انہیں دونوں شخصوں نے جو تھیلے میں تھے وہ دونوں میرے ماں باپ ہیں بہت بوڑھے ہو گئے تھے اس لیے میں انہیں تھیلے میں لیے لئے پھرتا تھا کیونکہ مجھے ڈر لگتا تھا کہ کہیں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اور میں کبھی بھی بغیر اُن کو کھلائے پلائے کھاتا پیتا نہ تھا پہلے وہ کھا پی لیتے تھے، جب میں کھاتا پیتا تھا اور وہ دونوں خدا سے روزانہ دعا مانگا کرتے تھے کہ ان کی جان نہ نکلے جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت نہ کر لیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میں نے تیری ماں کے لب ہلتے ہوئے دیکھے تھے اُس نے کہا کہ جب وہ شکم سیر ہوتی تھی تو دعا کیا کرتی تھی کہ اے اللہ! اس کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہم نشین بنانا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تو تجھے بشارت ہو کہ اللہ کریم نے ان کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا ہے۔

حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک مرد صالح تھا اس کے لڑکے نے شراب پی لی اُس نے اس کو ڈانٹا اُس نے اپنے باپ کے طمانچہ مارا کہ اُس کی آنکھ نکل پڑی جب لڑکے کو نشہ سے ہوش آیا تو اُس نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اُس کا باپ رونے لگا اور کہنے لگا کاش میری ہزار آنکھیں ہوتیں اور ایک ایک کر کے نکل پڑتی تو اچھا تھا لیکن تو اپنا ہاتھ نہ کاٹتا اس کے بعد وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے باپ کی آنکھ اس کی جگہ رکھ دی اور لڑکے کا ہاتھ اپنی جگہ لگا دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! والد کی حرمت اور والدہ کی شفقت کی بدولت ان دونوں کو شفا عنایت فرما کر میری عزت رکھ لیجئے چنانچہ فوراً خدا نے دونوں کو شفا عنایت فرمائی۔

حکایت: یعقوب علیہ السلام جب اپنے صاحبزادے یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو وہ اُن کے لئے احتراماً کھڑے نہ ہوئے خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ تم کو اپنے باپ کے لئے کھڑے ہونے سے عار آتا ہے تم بڑے بنتے ہو اپنی عزت و جلال کی قسم تمہاری صلب سے کسی نبی کو نہ پیدا کروں گا۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب زہرۃ الریاض میں بیان کیا کہ یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد یعقوب علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی سواری پر سے اُترے نہیں خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ تم نے اُتر کر اپنے باپ کا حق کیوں نہیں ادا کیا اگر تم اُن کے لئے اُتر پڑتے تو میں تمہاری صلب سے ستر نبی مرسل پیدا کرتا نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اُن کے والد مارے خوشی کے ان کا کرتہ اپنے ہاتھ سے نہ لیں گے اسی واسطے انہوں نے کہہ دیا تھا اس کو میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دینا وہ بینا ہو جائیں گے اور یہ اس لیے کہ خدا نے اس کی انہیں اطلاع دے دی تھی جب مصر سے قافلہ روانہ ہوا تھا تو یعقوب علیہ السلام نے اہل و عیال و اطفال سے کہا کہ یقیناً مجھے یوسف کی مہک معلوم ہوتی ہے اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ تو بڈھا ہو گیا ہے یعنی احمق نہ بناؤ پس اُن کو اپنے صاحبزادے کی مہک ایک ماہ کی مسافت سے معلوم ہوئی اور باوجود قرب مسافت کے جب کنوئیں میں تھے اُن کی مہک نہ معلوم ہوئی تھی وجہ یہ ہے کہ جب بلاؤں کا ہجوم ہوتا ہے تو سب کی سب دفعۃً

ہجوم کر آتی ہیں اور جب جاتی ہیں تو رفتہ رفتہ جاتی ہیں چنانچہ بیٹوں کے اس کہنے سے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا یعقوب علیہ السلام پر بلائیں ٹوٹ پڑیں اور ہجوم کر آئے اور جب بلا دور ہو چلی تو انھیں پہلے یوسف علیہ السلام کی مہک معلوم ہوئی پھر دوسری بار کرتہ ملا تیسری بار خود آ ملے۔

یوسف علیہ السلام ان کی ملاقات کے لیے تین لاکھ سوار لے کر نکلے تھے ہر سوار کے پاس چاندی کی ڈھال اور سونے کا جھنڈا تھا یعقوب علیہ السلام نے کہا: اے جبرئیل! مجھے یوسف کو دکھا دو انہوں نے عرض کیا: وہی ہیں جن کے سر پر سائبان سا ہے اس پر سواری سے نیچے گر پڑے پھر جبرئیل نے کہا: اے یوسف! آپ کے والد ماجد اپنا جی نہ تھام سکے یہاں تک کہ گر پڑے ہے سُن کر یوسف علیہ السلام نے بھی زمین پر اپنے کو پھینک دیا یعنی کود پڑے اور ایک دوسرے کی طرف دوڑ کر دونوں گلے سے مل گئے اور لشکر میں سے ایک دوسرے پر امنڈ پڑا فرشتے تسبیح پڑھتے رہے پھر نجم الدین نسفی نے بیان کیا ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی نسل سے نبوت کو منقطع کر دیا وہ جھوٹا ہے کیونکہ اُن کی نسل سے موسیٰ' داؤد اور سلیمان علیہم السلام ہیں اور یہ جائز نہیں کہ برائی دکھلانا انبیاء کی طرف منسوب کیا جائے خصوصاً اپنے باپ کے سامنے (پس یوسف علیہ السلام کی طرف ایسی نسبت کرنا بھی صحیح نہیں جیسا اوپر گزر چکا) اگر کہا جائے ہے کیسے کہا کہ اپنے ابوین یعنی ماں باپ کو عرش پر بلند کیا حالانکہ اُن کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا تو بعض نے اس کا یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا تا کہ ان کا اپنی طرف شمس و قمر کے سجدہ کرنے کو خواب میں دیکھنا متحقق ہو جائے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ابوین سے یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کی خالہ مراد ہیں کیونکہ وہ بمنزلہ ماں کی تھیں اور یہی صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

لطیفہ: میں نے کتاب شرعۃ الاسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیکھا کہ حُر کی نیکی کا عوض دس گنا ہے اور غلام کی نیکی کا عوض بیس گنا اور کتاب میں مذکور ہے کہ اپنے غلام کو سورۃ یوسف سکھلا دینا مستحب ہے۔ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے غلاموں کے بارے میں روایت کی ہے کہ اگر وہ نیک کام کریں تو قبول کرلو اور اگر بُرا کام کریں تو معاف کردو اور اگر تم پر غالب آجائیں تو انہیں بیچ ڈالو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا: اپنے غلاموں کا (یعنی خیال رکھنا) جو تم کھاؤ اُسی میں سے اُن کو بھی کھلاؤ اور جو پہنو اسی میں سے اُن کو بھی پہناؤ اگر اُن سے کوئی ایسا گناہ ہوجائے کہ جس کو تم معاف کرنا نہیں چاہتے ہو تو خدا کے بندوں کو فروخت کرڈالو لیکن انہیں تکلیف نہ دو اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دو شخص ہیں کہ ان کی نماز ان کے سر سے آگے نہیں بڑھتی اور ایک روایت میں آیا ہے تین شخص ہیں کہ اُن کے کان سے آگے نہیں بڑھتی بھاگا ہوا غلام جب تک لوٹ نہ آئے اور عورت جو اس حالت میں رات گذارے کہ اُس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور کسی قوم کا امام جس سے وہ لوگ کراہت رکھتے ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ خدا کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے مالکوں کی اطاعت بھی بجالاتا ہے خدا اس کو جنت میں اُس کے مالکوں سے ستر برس پہلے داخل کرے گا تو اُس کا مالک کہے گا اے ربّ ہے تو میرا دنیا میں غلام تھا ارشاد ہوگا کہ میں نے اس کے عمل کی اُسے جزا دی ہے اُس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

لطیفہ: یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب اپنے والد سے بیان کرنے میں ستاروں کے ذکر سے جس سے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی مراد تھے ابتدا کی کیونکہ خدا کے علم میں ٹھہر چکا تھا کہ وہ لوگ مصر میں یوسف علیہ السلام کو اُن کے باپ اور خالہ سے پہلے دیکھیں گے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یوسف علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم ستاروں اور چاند و سورج سے زیادہ حسین تھے یا وہ تم سے زیادہ حسین تھے انہوں نے کہا بلکہ میں ہی ان سے زیادہ حسین تھا انہوں نے پوچھا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سُنا تھا کہ کیا یوسف زیادہ حسین نہیں ہیں؟ تو کسی نے کہا تھا کیوں نہیں اس پر یعقوب علیہ السلام کو تعجب ہوا اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا میں ہی نے کہا تھا۔ مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے اگر کوئی کہے کہ اگر تیرا

چہرہ چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو یا کہے اگر میں چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہوں تو تجھ پر طلاق ہے تو طلاق نہ پڑے گی اگر چہ وہ سیاہ حبشی ہی کیوں نہ ہو۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا اور اُس کا ایک نیک لڑکا تھا جب اُس کو موت آنے لگی تو اُس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ خدا کی نہ جھوٹی قسم کھانا نہ سچی جب وہ مر گیا تو لوگوں میں اس کے چرچے ہوئے اور بنی اسرائیل اس کے پاس پہنچے اور ہر ایک کہتا تھا کہ تیرے باپ کے ذمہ میرا اتنا اتنا مال ہے وہ دے دیتا تھا یہاں تک کہ بالکل محتاج ہو کر رہ گیا اس کے بعد اپنی بی بی اور دو بچوں کو لے کر سفر دریا کے لئے نکلا اتفاق سے کشتی شکستہ ہو گئی اور ہر شخص ایک ایک تختہ پر رہ گیا وہ شخص ایک جزیرہ میں جا نکلا اسے ایک منادی نے آواز دی کہ اے اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے خدا کو منظور ہے کہ تیرے لیے خزانہ نکال دے اور وہ فلاں مقام میں ہے چنانچہ وہاں سے اُس نے خزانہ نکال لیا اتفاق سے خدا نے اُس کے پاس کچھ اور لوگ پہنچا دیئے اُس نے ان کے ساتھ احسان کیا لوگوں میں اس کے چرچے ہوئے اور لوگ وہاں جانے لگے یہاں تک کہ اس جزیرہ میں شہر آباد ہو گیا اور وہ شخص وہاں کا سردار بن گیا اس کے بڑے لڑکے کو اُس کی خوش خصالی کی خبر پہنچی وہ بھی اُس کے پاس گیا اُس نے اُس کو مقرب بنا لیا لیکن پہچانا نہیں پھر اُس کے دوسرے لڑکے نے سنا وہ بھی وہاں گیا اور مقرب بن گیا اس کے بعد اُس شخص نے سنا جس کے پاس اب اس کی عورت تھی وہ بھی پہنچا لیکن جزیرہ کے قریب آیا تو عورت کو جہاز میں چھوڑ کر تنہا تحفہ لے کر اُس کے پاس حاضر ہوا اُس نے اُس کو بھی مقرب بنا لیا اور اُس سے کہا کہ آج شب کو یہیں آرام کر اُس نے کہا کہ میں ایک عورت کو جہاز میں چھوڑ آیا ہوں سردار نے جواب دیا: میں دو شخصوں کو اُس کے پاس بھیجے دیتا ہوں وہ آج کی شب اُس کی نگہبانی کرتے رہیں گے۔ چنانچہ دو شخص گئے اور اور جب وہاں پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ ہم کو سردار نے حکم دیا ہے کہ اس عورت کی حفاظت کریں لیکن ہمیں ڈر ہے کہ کہیں سو نہ جائیں پس مناسب ہے کہ جو کچھ تم نے حالات دیکھے ہوں تم بیان کرو اور جو میں نے دیکھے ہوں میں بیان کروں چنانچہ ایک نے کہنا شروع کیا کہ میرا ایک بھائی تھا جس کا تیرا ہی سا نام تھا میرے والد ماجد فلاں

شہر سے سوار ہو کر سفر دریا کو نکلے اتفاق کشتی ٹوٹ پھوٹ گئی اور خدا نے ہم کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جب اُس نے اتنی بات سنی تو پوچھنے لگا تیرے والد کا کیا نام تھا اُس نے بتلایا پھر اُس نے پوچھا تیری ماں کا کیا نام تھا اُس نے وہ بھی بتلایا ہے سن کر اس پر گر پڑا اور کہنے لگا ربّ کعبہ کی قسم تو ہی میرا بھائی ہے اور ماں ان دونوں کی باتیں سُن رہی تھی جب صبح ہوئی تو سردار کے پاس سے وہ شخص آیا تو اُس نے اُس عورت کو نہایت مغموم پایا اُسے غصہ آیا اور سردار کے پاس گیا اور اُسے جا کر اطلاع کر دی سردار نے اُن دونوں شخصوں کو مع اس عورت کے طلب کیا اور اس عورت سے پوچھا کہ یہ دونوں تیرے ساتھ کس طرح پیش آئے تھے وہ بولی اے سردار! ان دونوں کو حکم دیجئے کہ رات جو قصہ بیان کرتے تھے پھر بیان کریں اُن دونوں نے بیان کیا سردار سن کر اپنے تخت سے اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم تم دونوں میرے بیٹے ہو عورت بولی خدا کی قسم میں ان دونوں کی ماں ہوں خدا ان سب کے جمع کر دینے پر پورے طور سے قادر ہے وہ ذات پاک ہے جس نے اُن کو جدا کیا اور پھر ملا دیا۔

حکایت: میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی غنیۃ میں دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کعبہ کے گرد اشعار ذیل پڑھتے ہوئے سُنا۔ اشعار

یامن یجیب دعا المضطر فی الظلم	یا کاشف الضر و البلوی مع السقم
قدنام و فدك حول البیت وانتبھوا	وانت یاحی یا قیوم لم تنم
ھب لی بجودك ما اخطات من جرم	یامن الیه اشار لخلق بالکرم
ان کان عفوك لم یسبق بمحترم	فمن یجود علی العاصین بالنعم

اے وہ جو بے چین و بے تاب ہو جانے والوں کی تاریکی میں دعا سنتا ہے۔
اے ضرر و بلا اور بیماری کے دور کرنے والے! بیت اللہ کے گرد آپ کے قاصد سوئے اور بیدار ہو گئے۔ اور اے حی قیوم آپ نہیں سوئے۔ آپ کی بخشش سے جو جرم میں نے کئے ہوں مجھے معاف کر دیجئے اے وہ جس کی طرف لوگ بخشش کا اشارہ کرتے ہیں اگر آپ کی معافی مجرم کی خبر نہ لے گی تو گنہگاروں کو نعمتیں دے کر کون بخشش و احسان کرے گا۔

تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حسن! ذرا اس شخص کو بلانا انہوں نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک خوشرو آدمی ہے مگر اُس کا داہنا جانب شل ہو کر رہ گیا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا چلو تمہیں امیر المومنین بلاتے ہیں وہ اپنا آدھا دھڑ گھسیٹتا ہوا آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کن لوگوں میں سے ہو! اُس نے کہا: عرب میں سے میرا باپ مجھے گناہوں سے منع کیا کرتا تھا ایک دن میں نے اُس کے چہرہ پر ایک تھپڑ مار دیا وہ اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ میں آیا اور یہ اشعار پڑھ کر مجھے بد دعا دی:

- یامن الیہ اتی الحجاج من بعد یرجون لطف عزیز واحد صمد
هذا منازل ماقدخاب قاصدها فخذ لجسقی یارحمن ولدی
فشل منه بجود منك جانبه یا من تقدس لم یولد و لم یلد

جس کی طرف دور سے حاجی آتے ہیں۔ خدائے عزیز یکتا بے نیاز کے لطف کے امیدوار ہوتے ہیں۔ یہ ایسے مقامات ہیں جن کا قصد کرنے والا نامراد نہیں رہتا پس اے رحمٰن! میرے بیٹے سے میرا حق لیجئے اور اپنے جود کے طفیل اس کا ایک جانب شل کر دیجئے۔ اے وہ جو مقدس ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔

- وہ یہ پڑھ کر فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ میں اس مصیبت میں مبتلا ہو گیا جس میں آپ دیکھ رہے ہیں جب اُس نے واپس آ کر میری یہ حالت دیکھی تو میں نے اُس سے راضی ہو جانے کے بعد درخواست کی کہ جس مقام پر مجھے بددعا دی تھی وہیں میرے لیے دعا کیجیے وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نکلا قضائے الٰہی کہ گر پڑا اور فوت ہو گیا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو کیا میں تجھے ایک ایسی دعا نہ سکھا دوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ کو یہاں تک فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی غمزدہ یہ دعا نہیں پڑھتا جس کی مصیبت دور نہ ہو جاتی ہو اور وہ دعا یہ ہے۔

اللھم انی اسئالك یا عالم الخفیة یا من السماء بقدرته مبنیة
ویامن الارض بقدرته مدحیة ویا من الشمس والقمر بنور

جلاله مشرقة مضية ويا مقبلا نجي كل نفس زكية و يا مسكن رعب الخائفين واهل البلية ويامن حوائج الخلق عنده مقضية و يامن نجي يوسف من العبودية ويامن ليس له لو اب ينادى ولا صاحب يغشى ولا وزير يوتي ولا غيره ربّ يدعى ولا يرداد على الحوائج الا كرما وجودا صل على محمد واله واعطنى سوالى انك على كل شيء قدير يا حي يا قيوم يا ارحم الراحمين .

اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اے پوشیدہ اشیاء کے جاننے والے اے وہ جس کی قدرت سے آسمان بنے ہیں اور وہ جس کی قدرت سے زمین پھیلی ہوئی ہے اور اے وہ جس کے نور جلال سے آفتاب و ماہ روشن اور منور ہیں اور اے ہر پاک نفس پر متوجہ ہونے والے اور اے ڈرنے والوں کا ڈر مصیبت زدوں کا خوف ساکن کرنے والے اور اے وہ جس کے نزدیک خلق کی حاجات پوری ہوتی ہیں اور اے وہ جس نے یوسف علیہ السلام کو عبودیت سے نجات دی اور اے وہ جس کا کوئی دربان ندا کرنے والا نہ ساتھی چھپا لینے والا ہے اور نہ کوئی اس کا وزیر ہے جس کے پاس کوئی آئے نہ اُس کے سوا کوئی ربّ ہے جسے پکارا جائے اور حاجتوں پر وہ جود و بخشش بھی زیادہ کرتا ہے اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل پر درود بھیجئے میرا سوال مجھے عطا کیجئے یقیناً آپ ہر شئی پر قادر ہیں آپ زندہ اور برقرار رہنے اور رکھنے والے ہیں اے ارحم الرحمٰن۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دعا کو تھام لے کیونکہ یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے چنانچہ اس شخص نے یہ دعا پڑھی اور خدا نے اسے صحت عطا فرمائی پھر اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے اس دعا کے متعلق سوال عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

حکایت: حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار میں حج کرنے کے لیے نکلا لوگوں کو عرفات میں دیکھ کر میں نے کہا: کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ ان میں کون مقبول ہے کہ میں اُسے مبارکباد دیتا اور کون مردود ہے کہ میں اُس کی تعزیت کرتا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے محمد بن ہارون بلخی کے سب کو بخش دیا اور ان کا حج قبول نہیں کیا جب صبح ہوئی تو میں خراسان کے قافلہ میں گیا اور میں نے پوچھا کیا تم میں بلخ کے لوگ ہیں انہوں نے کہا: ہاں! میں نے اُن کے پاس جا کر محمد بن ہارون بلخی کا حال پوچھا لوگوں نے جواب دیا: تم نے تو ایک عابد زاہد آدمی کا پوچھا ہے۔ اُن کو کہیں مکہ کے کھنڈروں میں جا کر تلاش کرو۔ چنانچہ میں نے اُن کو ایک کھنڈر میں دیکھا تو کہنے لگے کہ تو کون ہے؟ میں نے جواب دیا: مالک بن دینار انہوں نے کہا: شاید تو نے کوئی خواب دیکھا ہے میں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: کوئی نہ کوئی نیک مرد ہر سال ایسا ہی دیکھا کرتا ہے میں نے پوچھا: اس کا کیا سبب ہے؟ وہ بولے کہ میں شراب پیا کرتا تھا چنانچہ رمضان کی پہلے شب کو بھی میں نے پی لی اس پر میری ماں نے مجھے ڈانٹا میں نے اُس حالت میں اُس کو پکڑ کر تنور میں ڈال دیا جب مجھے نشہ سے ہوش آیا تو میری بی بی نے اس ماجرے کی مجھے خبر دی پس میں نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال لیں اور ہر سال میں حج کرتا ہوں اور کہا کرتا ہوں اے غم کے دور کرنے والے اے ہَم (فکر ملال غم دکھ) کے زائل کرنے والے میرا ہَم دور کر دے اور میرا غم زائل کر دے اور میری ماں کو مجھ سے راضی کر دے اور اس کے بعد چھبیس غلام اور چھبیس لونڈیاں آزاد کر چکا ہوں مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے اس سے کہا تم نے تو اپنی آگ سے زمین اور زمین والوں کو جلا ہی ڈالا تھا اس کے بعد اُسی شب کو میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں: اے مالک! خدا کی رحمت سے لوگوں کو مایوس نہ کرو اللہ تعالیٰ نے محمد بن ہارون پر نظرِ (رحمت) کی ہے اور اُن کی دعا قبول فرمائی اور اُن کی لغزش سے درگذر فرمایا پھر اُن کو آگاہ کیا کہ وہ ایام دنیا میں سے تین دن تک دوزخ میں رہیں گے پھر خدا ان کی ماں کے دل میں رحم ڈال دے گا اور وہ خدا سے اُن کی معافی کی درخواست کریں

گی اور خدا انہیں بخش دے گا اور دونوں کے دونوں جنت میں داخل ہو جائیں گے مالک فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خبر محمد بن ہارون کو پہنچائی اُس کے سنتے ہی اُن کی روح پرواز کر گئی اور پھر میں نے اُن کی جنازہ کی نماز پڑھی۔

حکایت: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جب توریت پڑھتا تو اُس کی خوش آوازی کی وجہ سے مرد و عورت نکل پڑتے اور وہ شراب بھی پیا کرتا تھا ایک روز اُس کی ماں نے اُس سے کہا کہ اگر بنی اسرائیل کے عابدوں کو تیرا حال معلوم ہو جائے تو وہ اپنے پڑوس سے تجھ کو نکال دیں اس کے بعد وہ ایک شب کو نشہ کی حالت میں آیا اور توریت پڑھنے لگا لوگ جمع ہو گئے اُس کی ماں نے اُس سے کہا اُٹھ وضو کر اس پر اُس نے اس کے چہرہ پر مارا جس سے اُس کی آنکھ نکل پڑی اور ایک دانت ٹوٹ گیا وہ کہنے لگی خدا تجھ سے کبھی راضی نہ ہو جب صبح ہوئی اور اس شخص نے اپنی ماں کو دیکھا تو کہنے لگا اے ماں میں تجھے سلام کرتا ہوں اور اب سے قیامت تک میں تجھے کبھی نہ دیکھوں گا اس نے جواب دیا خدا تجھ سے راضی نہ ہو چاہے جہاں جاوہ پہاڑ پر جا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا اور چالیس برس تک عباس کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی کھال ہڈی سے لگ کر رہ گئی پھر اُس نے سر اٹھا کر کہا: اے ربّ اگر آپ نے مجھے بخش دیا ہو تو مجھے بتلا دیجئے ہاتف نے آواز دی تیری ماں کی رضا مندی میں ہماری رضا ہے یہ سن کر وہ واپس گیا اور اُس نے پکار کر کہا: اے کلید جنت! اگر تو زندہ ہے تو نہایت خوشی ہے اور اگر مردہ ہے تو مصیبت ہے اُس نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں تیرا فلاں بیٹا ہوں اُس نے کہا خدا تجھ سے راضی نہ ہو اس پر وہ اُس کی طرف بڑھا اور اُس نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہنے لگا اسی ہاتھ نے تیری آنکھ نکالی تھی یہی بہتر ہے کہ میرے پاس کبھی نہ رہے اس کے بعد اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا میرے لیے لکڑیاں اور آگ جمع کر وانہوں نے جمع کیں وہ اس میں کود پڑا اور اپنے بدن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آتش دوزخ سے پہلے آتش دنیا کا مزہ چکھ لے یہ خبر لوگوں نے اس کی ماں کو دی اس نے آواز دی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آگ کے اندر۔ تب وہ کہنے لگی اے بیٹا! خدا تجھ سے راضی

ہو۔اس وقت اللہ تعالیٰ کا جبریل کو حکم ہوا، انہوں نے اپنے بازو کا ایک پر اُس کی ماں کی آنکھ اور دانت پر مل دیا اس کی آنکھ اور دانت دونوں جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے پھر اُس لڑکے کے ہاتھ پر مل دیا تو وہ بھی حکم خدا سے جیسا تھا ویسا ہو گیا۔

فائدہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شعب میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس نے اپنی ماں کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا وہ اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائے گا اور کتاب شرعۃ الاسلام میں مروی ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کے دونوں پیروں کو بوسہ دیا تو گویا اس نے کعبہ کی دہلیز کو بوسہ دیا اور حادی القلوب الطاہرہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو نیک اور اپنے والدین کا فرمانبردار بیٹا رحمت کی نظر سے اپنے والدین کی طرف نگاہ کرتا ہے ہر نظر کے عوض میں اس کیلئے حج مبرور لکھا جاتا ہے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگرچہ روزانہ سومرتبہ نظر کرے۔آپ نے فرمایا اللہ کی نعمتیں بکثرت اور نہایت پاکیزہ ہیں اس کو حنفیہ کی تاتارخانیہ میں نقل کیا ہے۔

حکایت: بنی خثعم میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اپنے اصحاب کی جماعت میں تھے میں نے کہا کیا آپ ہی کہتے ہیں کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پھر میں نے عرض کیا کہ خدا کو سب سے زیادہ محبوب کون سا عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا پر ایمان لانا پھر صلہ رحم یعنی قرابت داروں سے سلوک کرنا' میں نے عرض کیا: کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ ناگوار ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کے ساتھ شرک کرنا پھر قطع رحم یعنی قرابت داروں سے الگ ہو جانا اور انہیں چھوڑ دینا۔صحیح بخاری اور مسلم میں ہے رحم عرش میں معلق ہے کہتا ہے کہ جو مجھے ملائے خدا اُسے ملائے اور جو مجھ کو قطع کرے خدا اُسے قطع کرے بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس نیکی کا سب سے جلد ثواب ملتا ہے وہ بر اور صلۂ رحم ہے اور جس برائی کی سب سے جلد سزا ملتی ہے وہ ظلم اور قطع رحم ہے۔

حکایت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں جاتے اور دن کو اُن کے ہاں سوتے تو وہ آپ کے سر میں جوئیں تلاش کیا کرتیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ بالاتفاق آپ کے محارم میں سے تھیں ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے والد یا دادا کی خالہ تھیں اور حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ٹھیک یہ ہے کہ آپ کو اُن سے محرمیت نہ تھی بلکہ یہ آپ کی خصوصیات میں سے تھا کہ آپ کو اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں رہنا جائز تھا کیونکہ آپ معصوم ہیں بہر حال ایک بار آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ انہوں نے اس کا سبب پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ اس سمندر کی سطح پر سوار ہو کر گزرے گا انہوں نے کہا خدا سے آپ میرے لیے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہیں میں سے بنادے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا فرمائی چنانچہ سمندر سے نکلتے وقت اُن کی وفات ہوئی جب غازی لوگ زمانہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں یعنی زمانِ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کے لئے بحری سفر میں گئے تھے۔ اس کو برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور ترمذی میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیری ماں ہے اُس نے کہا کہ نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تیری کوئی خالہ ہے اُس نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اُس کے ساتھ نیکی اور فرمانبرداری سے پیش آ۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کا انتقال ہوا اور اس کی پھوپھی اور خالہ میں غسل دینے کی بابت جھگڑا ہوا تو پھوپھی اولیٰ ہے اور پرورش کرنے میں خالہ اولیٰ ہے۔

حکایت: دو شخص داؤد علیہ السلام کے پاس گئے اُن کو ملک الموت نے خبر دی کہ ان دونوں میں سے ایک سات روز کے بعد مر جائے گا پھر ایک مدت کے بعد اُس کو داؤد علیہ السلام نے دیکھا اور ملک الموت سے اُس کا حال پوچھا ملک الموت نے کہا: کہ آپ کے پاس سے جا کر اُس نے صلہ رحم کیا تھا تو خدا نے بیس برس اُس کی عمر بڑھا دی بعض نے کہا

ہے کہ عمر کی زیادتی کے معنے یہ ہے کہ اُس کی وفات کے بعد بھی اُس کے لئے ثواب لکھا جاتا ہے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی بندہ کی عمر میں سے تین دن باقی رہ جاتے ہیں اور وہ صلہ رحم کرتا ہے تو تیس برس ہو جاتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ عمر سے تیس برس باقی ہوتے ہیں اور وہ قطع رحم کرتا ہے تو تین دن رہ جاتے ہیں۔

فائدہ: مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے قول

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۔(۳۹:۱۳)

خدا جو چاہتا مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔

کے متعلق کئی صوتیں بیان کی ہیں۔ اول: یہ کہ عمر اور روزی کو زیادہ کرتا ہے اور کم کرتا ہے اور شقاوت کو مٹاتا ہے اور سعادت کو ثابت کرتا ہے اور اس تاویل کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ دوم: یہ کہ اللہ تعالیٰ کاتبینِ اعمال کے دفتر سے ان چیزوں کو مٹا دیتا ہے جو نہ نیکی ہیں نہ بدی اور اس کے سوا جو کچھ ہے اُس کو برقرار رکھتا ہے اس لیے کہ اُن کو ہر قول و فعل کے لکھنے کا حکم ہے۔ سوم: یہ کہ دفتر میں ثابت کرنے کے بعد توبہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ چہارم: یہ کہ قمر کے نور کو مٹاتا ہے اور نور آفتاب کو برقرار رکھتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے خدا نے آفتاب کے ستر حصے کئے ہیں اور ایسے ہی قمر کے بھی ستر حصے کئے تھے لیکن نور قمر سے ننانوے حصے مٹا دیئے اور اُس کو بھی نور آفتاب کے ساتھ کر دیا اور اگر یہ نہ ہوتا تو رات و دن میں امتیاز نہ رہتا اور بعض نے کہا ہے کہ دنیا کو مٹاتا ہے اور آخرت کو برقرار رکھتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مصائب اور تکالیت کو ثابت کرتا ہے پھر دعا سے ان کو مٹا دیتا ہے اگر کہا جائے کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اُس پر قلم خشک ہو چکا ہے یعنی وہ لکھا جا چکا ہے پھر محو و ثبات کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ اُس کا جواب یہ ہے کہ مٹاتا اسی کو ہے جس کی نسبت خدا کو پہلے سے معلوم ہے کہ اس کو مٹا دے گا اور برقرار اُسی شئے کو رکھتا ہے جس کی نسبت پہلے سے معلوم ہے کہ اس کو برقرار رکھوں گا امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ متکلمین نے بیان کیا ہے کہ لوح محفوظ میں واقعات کے ثابت کر رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ فرشتوں کو معلوم ہو جائے

کہ خدا کو تمام معلومات کا علم ہے اس بناء پر خدا کے پاس دو کتابیں ہیں ایک وہ جس کو فرشتوں نے لکھا ہے اور یہی محو و اثبات کا محل ہے اور دوسرے لوح محفوظ ہے جس کی تحریر میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

حکایت: ایک شخص شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا اس کو دیکھ کر شیخ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ میں نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان شقاوت کی ایک سطر لکھی ہوئی پڑھی ہے اُس شخص کو یہ حال معلوم ہوا اور اپنا سا منہ لے کر سرگشتہ (حیران پریشان) ہو کر رہ گیا پھر یہاں تک نوبت پہنچی کی شیخ احمد رفاعی کے پاس پہنچا انہوں نے ہوا کی طرف اشارہ کیا گویا کچھ مٹا رہے ہیں اور زبان سے کہا: ''یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِت'' پھر وہ شخص دوبارہ شیخ منصور کے پاس گیا اُس وقت انہوں نے کہا خدا نے شیخ احمد رفاعی کی برکت سے اس کو دفتر شقاوت سے دفتر سعادت کی طرف منتقل کر دیا۔

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے ربّ! میں صلہ رحم کیسے کروں مجھ سے تو میرے قرابت دار دور ہیں؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ آپ کو محبوب ہے اُن کے لئے بھی محبوب سمجھئے اور ہماری شریعت مطہرہ میں ہدیہ بھیجنے اور سلام کہلا بھیجنے سے بھی صلہ رحم ہو جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میری امت کے اعمال ہر جمعرات اور شب جمعہ کو میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ قطع رحم کرنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

حکایت: عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبل اسلام لانے کے میری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی تھی چنانچہ میں آپ سے شرم آنے کی وجہ سے اسلام لایا تھا لیکن میرے دل میں اسلام نے قرار نہ لیا تھا ایک روز میں آپ کے پاس بیٹھا تھا دیکھتا کیا ہوں کہ آپ میری طرف مخاطب نہیں ہوتے بلکہ گویا کسی دوسرے سے باتیں کرتے ہیں میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس یہ آیت لائے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی (۱۶:۹۰)

یقیناً خدا انصاف اور احسان کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے۔

اس وقت سے میرے دل میں اسلام جم گیا پھر میں نے حضرت ابوطالب کو مطلع کیا انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرو تم ضرور فلاح پاؤ گے کیونکہ وہ مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور تم کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ کو اُن کے اسلام کی امید ہوئی لیکن وہ اسلام لائے نہیں اور یہ آیت صلہ رحم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لطیفہ: مہاجرین میں جن کا سب سے پہلے انتقال ہوا اور بقیع میں مدفون ہوئے وہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہیں ہجرت کے ڈھائی برس بعد ان کا انتقال ہوا تھا اور وہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما یہ سب ایک ہی ساعت میں اسلام لائے تھے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص والدین کو ایذا دیتا ہو اور نافرمان ہو اور اسی حالت میں اس کے والدین کا انتقال ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اُن کی وفات کے بعد ان کے لئے دعا کرتا رہے تو خدا کے نزدیک نیکوکار اور فرمانبردار لکھ لیا جائے گا اور طبرانی نے اوسط اور صغیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جو اپنے والدین کی یا اُن میں سے ایک کی قبر کی زیارت کیا کرے، ہر جمعہ کو تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس کے لئے برأت لکھ لی جاتی ہے۔

حکایت: کسی مرد صالح کی ایک صالحہ عورت ماں تھی جب ماں کا آخری وقت آیا تو اُس نے کہا کہ اے میری پونجی اور اے میرے ذخیرے اور اے جس پر زندگی میں اور بعد وفات میرا بھروسہ ہے مجھے مرتے دم رسوا نہ کرنا اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ ڈالنا جب وہ فوت ہوگئی تو ہر جمعہ کو اُس کی قبر کی زیارت کو جایا کرتا تھا اُس کے اور اس کے ہمسایوں کے لئے دعا مانگا کرتا تھا اُس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور اس کی حالت پوچھی اُس نے کہا موت کی بے چینی بڑی سخت ہے اور خدا کے فضل سے میں اچھے برزخ میں ہوں اس میں حریر کا فرش لگا ہے اور قیامت تک ریحان کے گدے بچھے رہیں گے اے میرے بیٹے! ہر جمعہ کو

میری زیارت کیا کر اور اس کو چھوڑ نامت کیونکہ مجھے اور میرے ہمسایوں کو تیری زیارت اور دعا سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔

دو فائدے

پہلا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو اپنے والدین کی طرف سے اُن کی وفات کے بعد حج کرتا ہے خدا اس کے لئے دوزخ سے رہائی لکھتا ہے اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہو پھر اُن کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے قرض ادا کر دے تو وہ نیکو کار اور فرمانبردار لکھا جاتا ہے اور اگر نیکوکار اور فرماں بردار رہا ہو اور ان کی طرف سے قرض ادا نہ کرے تو نافرمان لکھا جاتا ہے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نے اپنے باپ کا قرض ادا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! تم نے اپنے باپ کا قرض ادا کر دیا تو خدا نے تمہیں بخش دیا اور ایسا ہی پچیس بار۔

دوسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان شب جمعہ کو دو رکعتیں پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں فاتحہ اور آیت الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پانچ پانچ بار پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر پندرہ بار استغفار کرے اور پندرہ بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور ان سب کا ثواب اپنے والدین کو بخشے تو اس نے ان دونوں کا حق ادا کیا اور خدا کے سوا ان دونوں کا ثواب کسی کو معلوم نہیں اور بیان معراج میں اس کا اس سے زیادہ بیان آتا ہے جس میں انشاءاللہ ان دونوں کے کچھ حقوق بھی مذکور ہوں گے۔

باب:

بُردباری کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (۱۳۴:۳)

اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے: معاف کرنے سے بندہ کی عزت ہی بڑھتی ہے پس معاف کرو خدا تمہیں عزت دے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں منادی پکارے گا کہ جس کا اجر خدا کے ذمہ ہو اُسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا: لوگوں کو معاف کر دینے والے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' کیا میں تمہیں تم میں سے برے لوگوں سے آگاہ نہ کردوں لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں ضرور کیجئے آپ نے فرمایا یقیناً تم میں سے بُرا وہ شخص ہے جو اکیلے کھاتا ہے اور اپنے غلام کو کوڑے لگاتا ہے اور اپنی بخشش کو روکتا ہے پھر فرمایا کہ اس سے بھی بدتر لوگوں سے تمہیں آگاہ نہ کروں لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں! فرمایا: جو لوگوں سے بغض رکھتا ہو اور لوگ اس سے بغض رکھتے ہوں' پھر فرمایا: کیا اس سے بھی بدتر شخص سے آگاہ نہ کروں! لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: جس سے نہ نیکی کی امید ہو نہ اُس

کے شر سے امن ہو پھر فرمایا: کیا اس سے بھی بدتر شخص سے تمہیں آگاہ نہ کروں' لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی کی لغزش سے درگذر نہیں کرتے اور کسی کی معذرت قبول نہیں کرتے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو کسی مسلمان کی بیع پھیر لیتا ہے خدا قیامت میں اس کی لغزشیں معاف کر دے گا' اس کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے: جو کسی مسلمان کی لغزش سے درگذر کرتا ہے قیامت میں خدا اس کی لغزش سے درگذر فرمائے گا۔

حکایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے غلام کو بلایا اُس نے جواب نہ دیا پھر دوبارہ پکارا پھر وہ نہ بولا اس پر آپ جھپٹ کر اُس کے پاس پہنچے دیکھا کہ کروٹ سے لیٹا ہنس رہا ہے آپ نے پوچھا تو نے جواب کیوں نہیں دیا اس نے کہا میں آپ کی سزا سے امن میں تھا آپ نے فرمایا: خدا کے واسطے تو آزاد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے یعنی زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے جس نے آپ کی غیبت کی تھی' کہا: اگر تو سچا ہے تو خدا مجھے بخش دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھے بخشے! ایک روز آپ جامع مسجد جا رہے تھے ایک شخص نے آپ کو کچھ بُرا بھلا کہا' آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ہمارا جو حال تمہیں معلوم نہیں ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے' اس کے بعد آپ نے اُس سے پوچھا: کیا تجھے کوئی ضرورت ہے؟ وہ شخص شرما گیا' امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اس کو ہزار درہم دیئے اور اپنے کپڑے اُس پر پھینک دیئے اور وہ کہتا ہوا چلا گیا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔

فائدہ: حضرت طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو کعبہ کے گرد [illegible] کرتے ہوئے دیکھا اور آپ یہ کہتے جاتے تھے: الٰہی! آپ کا بندہ حقیر آپ کے صحن میں ہے آپ کا فقیر آپ کے صحن میں ہے آپ کا سائل آپ کے صحن میں ہے آپ کا مسکین آپ کے صحن میں ہے یعنی آپ کے دروازے اور محل پر آیا ہے۔ طاؤس بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے کسی مصیبت میں یہ دعا نہیں مانگی جو خدا نے

مجھ سے دور نہ کر دی ہو۔ روضۃ العلماء میں مذکور ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ آپ میرے خلیل ہیں آپ خوش خوئی سے پیش آیا کیجئے اگر چہ کافر ہی ہوں تو میں آپ کو ابرار کا درجہ عنایت کروں گا کیونکہ میری یہ بات پہلے سے ٹھہر چکی ہے کہ جو خوش خلق ہوگا میں اُس کو اپنے عرش کا سایہ عنایت کروں گا جس روز سوائے میرے عرش کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا اور اُس کو میں حظیرۃ القدس میں سکونت پذیر کروں گا۔

حکایت: میں نے قرطبی کی تفسیر میں دیکھا ہے کہ مامون الرشید کے پاس ایک لونڈی کھانا لائی اتفاق سے اُس کے ہاتھ سے گر پڑا وہ ناراض ہوا اور وہ کہنے لگی اے میرے مالک آپ خدا کا قول "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ"[1] یاد کیجئے' اُس نے کہا: میں نے ضبط کر لیا' پھر وہ بولی: "وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ"[2] اس نے کہا: میں نے معاف کر دیا' پھر وہ بولی: "وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"[3] اُس نے کہا: تو خدا کے واسطے آزاد ہے۔ میں نے تفسیر رازی میں دیکھا ہے کہ دوسرے کے ساتھ احسان کرنا نفع پہنچانے یا ضرر دفع کرنے سے حاصل ہوتا ہے اول جیسے محتاجوں کو دینے میں مال خرچ کرنا جاہلوں کو تعلیم دینا اور خدا کے قول "اَلَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ"[4] سے یہی مراد ہے سراء سے مقصود تونگری ہے اور ضراء سے ناداری دوم یعنی ضرر دور کرنا دنیا کے اعتبار سے تو یہ ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ کرے اور یہی "عَافِينَ عَنِ النَّاسِ" سے مراد ہے اور چونکہ یہ آیت جمیع احسان کی جامع ٹھہری اسی لیے فرمایا کہ خدا احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے کیونکہ ثواب کے درجوں میں اس سے بڑا اور اشرف کوئی درجہ نہیں کہ بندہ خدا کا محبوب بن جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو غصہ ضبط کرتا ہے اس حالت میں کہ وہ اپنا غصہ نکال سکتا ہے خدا اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار عطا کرے گا کہ جنتی حوریں چاہے لے لے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] غصہ کو ضبط کر جانے والے۔
[2] لوگوں کو معاف کر دینے والے۔
[3] اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔۱۲
[4] جو لوگ تونگری اور ناداری کی حالت میں خرچ کرتے ہیں۔۱۲

دو فائدے

پہلا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ جتنی چیزوں پر آفتاب و ماہتاب طلوع ہوتے ہیں سب آپ کے لئے دعا گو بن جائیں انہوں نے کہا: ہاں! ارشاد ہوا کہ میری خلق اور اُن کی سختیوں پر صبر کیجئے جیسے میں اُن پر صبر کرتا ہوں جو میری دی ہوئی روزی کھاتے ہیں اور میرے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں لوگوں سے میل جول رکھوں یا ان سے کنارہ کش رہا کروں، آپ نے فرمایا: میل جول رکھو اور اُن کی تکلیفیں برداشت کرلیا کرو۔ کتاب شرف المصطفیٰ میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہے: جو مومن لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی ایذا دہی برداشت کرلیتا ہے اس مومن سے افضل ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور اُن کی ایذا دہی کو برداشت کرتا ہے۔

دوسرا فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ربّ العزت کو خواب میں دیکھا مجھ سے ارشاد ہوا: اے ابن خطاب! مجھ سے کچھ آرزو کرو! میں خاموش رہا، دوبارہ ارشاد ہوا: اے ابن خطاب! میں تو اپنے ملک وملکوت کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ مجھ سے کچھ آرزو کرو اور تم اس حالت میں خاموشی سے کام لیتے ہو، میں نے عرض کیا: اے رب! آپ نے انبیاء کو اُن پر اپنی کتابیں نازل فرما کر شرف بخشا ہے مجھے آپ بلاواسطہ مجھ سے کلام فرما کر شرف بخشئے! ارشاد ہوا: اے ابن خطاب! جو بُرائی کرنے والے کے ساتھ احسان سے پیش آتا ہے اُس نے اخلاص کے ساتھ میری شکرگزاری کی اور جس نے اپنے احسان کرنے والے کے ساتھ بُرائی کی اُس نے میری نعمت کے عوض ناشکری کی۔ اگر کہا جائے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے زندان سے رہائی پانے پر تو خدا کا شکر کیا ہے اور چاہ سے نکلنے پر شکر کی کہیں تصریح نہیں کی یہ کیسی بات ہے جواب یہ ہے کہ چاہ کے ذکر کرنے سے بھائیوں پر توبیخ کا اظہار مقصود ہے اور صفح جمیل وہ ہے جس میں بالکل عتاب نہ ہو۔

موعظت: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول ”فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا“ کے متعلق بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا تھا کہ اے رب! آپ نے فرعون کو چار سو برس کی مہلت دے رکھی ہے حالانکہ وہ کہتا ہے کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں اور آپ کی آیتوں کی تکذیب کرتا ہے خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! وہ خوش خو اور آسانی سے حجاب میں آجانے والا ہے اس لیے میں نے چاہا کہ اسے اس کا بدلہ دے دوں

حکایت: حضرت علائی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر سورۂ طٰہٰ میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا جب وہ اپنی بی بی صفورا بنت شعیب کو ہمراہ لے کر مصر کی طرف چلے تھے اور اُن کو دردِ زہ شروع ہو گیا تھا اور وہ آگ کی تلاش میں نکلے تھے پھر انہوں نے دیکھا کہ عناب کے درخت سے اور بعض نے کہا ہے: عوسج کے درخت سے آگ نکل رہی تھی اور آگ کے شعلے برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ درخت کی سبزی بھی دم بدم افزوں ہوتی جاتی ہے وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اس امید میں کہ شاید کچھ آگ گر پڑے اور گھاس پھوس وغیرہ لے کر مستعد ہوئے کہ سلگا لیں دیکھتے کیا ہیں کہ درخت ان کی طرف جھک پڑا گویا انہیں کے ارادے میں ہے وہ اس سے پیچھے ہٹنے لگے وہ آسمان اور زمین کے درمیان نور کا ستون بن کر رہ گیا اُس مبارک قطعۂ زمین میں پھر وادی کے داہنی جانب سے درخت کی طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰ! انہوں نے جواب دیا: لبیک! یعنی میں حاضر ہوں! آپ کی آواز تو سنائی دیتی ہے لیکن آپ کا مقام نظر نہیں آتا آپ کہاں ہیں؟ ارشاد ہوا: تمہارے اوپر داہنے بائیں سامنے اور میں تو تمہاری بہ نسبت بھی تم سے زیادہ قریب ہوں اُس وقت انہیں معلوم ہوا کہ یہ کلامِ ربّ ہے کیونکہ مخلوق کا کلام ایک طرف سے آتا ہے اور خالق کا کلام ہر جہت سے آتا ہے اور مخلوق کا کلام صرف ایک عضو یعنی کان سے سنائی دیتا ہے اور خالق کا کلام تمام اعضا سے اور وہ کہ یقیناً میں تمہارا پروردگار ہوں سے لے کر اس قول تک ہے جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے:

---

[1] تم دونوں (یعنی موسیٰ و ہارون) اُس فرعون سے نرم گفتگو کرو۔ ۱۲

''اور اے موسیٰ! تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ میرا عصا ہے' ارشاد ہوا: اے موسیٰ! ڈال دو! پس انہوں نے ڈال دیا دیکھتے کیا ہیں کہ وہ تو سانپ ہو کر دوڑنے لگا اور اسی گز کا' اُس نے منہ کھول دیا''۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ اعراف میں بیان کیا ہے کہ وہ اپنے دانتوں سے بڑے بڑے پتھر اور پہاڑ اکھیڑ ڈالتا تھا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اسے دیکھا اُس سے بھاگ اٹھے پھر ارشاد خداوندی ہوا: اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں' چنانچہ انہوں نے اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹا پھر جو دیکھا تو عصا کا عصا ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! مجھ سے قریب ہو جاؤ چنانچہ وہ برابر قریب ہوتے رہے یہاں تک کہ درخت سے انہوں نے اپنی پشت لگا دی پھر ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تمہیں ایسے مقام پر مقیم کیا ہے کہ تمہارے بعد کسی کو اُس مقام پر مقیم نہ کروں گا میں نے تمہیں اپنے قریب کر لیا یہاں تک کہ تم نے میری بات سُن لی اور تم تمام مکانوں سے زیادہ میرے قریب ہو گئے پس میری بات سنو اور میری وصیت یاد رکھو اور میرا پیغامِ رسالت لے جاؤ کیونکہ تم میرے لشکر میں سے ایک لشکر ہو میں اپنی آنکھ اور کان سے تمہاری رعایت و حفاظت رکھوں گا اور تم کو اپنی سلطانی کی ڈھال پہناؤں گا تو میرے کام میں اس سے پوری قوت حاصل ہو جائے گی' میں اپنی نہایت کمزور مخلوق کے پاس تمہیں بھیجوں گا جو میری نعمت پا کر اترا اٹھا ہے اور میری تدبیر خفی سے بے خوف ہو گیا ہے یہاں تک کہ میرے حق کا منکر ہو گیا اور میری ربوبیت سے انکار کر بیٹھا اور گمان کرتا ہے کہ مجھے پہچانتا ہی نہیں اور مجھے اپنی عظمت و جلال کی قسم کہ اگر وہ حجت جو میرے اور میری مخلوق کے درمیان ہے نہ ہوتی تو میں اُسے نہایت جابر کی طرح پکڑتا کہ جس کے غضبناک ہونے سے کیا آسمان اور کیا زمین کیا پہاڑ اور کیا دریا سب کے سب غضبناک ہو جاتے ہیں اگر میں زمین پر حکم دوں تو اُسے نگل جائے یا پہاڑوں کو حکم دوں تو اُسے چکنا چور کر ڈالیں یا دریاؤں کو حکم دوں تو اُسے غرقاب کر دیں یا آسمان کو حکم دوں تو کنکر پتھر کی بوچھار کر دیں لیکن میرے نزدیک وہ ذلیل ہے اور میرے حکم نے اُس کو اپنے گھیرے

میں لے لیا ہے پس اس کو میرا پیغام پہنچادو اور میری توحید کی طرف اُس کو بلاؤ اور اُس کو آگاہ کردو کہ یقیناً میں عفو اور مغفرت سے بہ نسبت غضب اور عقوبت کے زیادہ قریب ہوں تمہیں اُس کا لباس جو دنیا میں میں نے اسے پہنچایا ہے رعب میں نہ ڈالے کیونکہ اُس کی چوٹی میرے ہاتھ میں ہے بلا میری اجازت نہ وہ بول سکتا ہے نہ سانس لے سکتا ہے اُس سے کہہ دو اپنے رب کی بات مان کیونکہ اس کی مغفرت نہایت وسیع ہے اور تجھ کو چار سو برس کی مہلت دے رکھی ہے جس میں تو برابر اُن کے مقابلہ میں آمادہ جنگ رہا ہے اور وہ تجھ پر آسمان سے بارش نازل کرتا اور زمین سے تیرے لیے اُگا تارہا ہے نہ تو بیمار پڑا نہ بوڑھا ہو کر گندہ پیر بن گیا اور اگر وہ چاہتا تو جلدی سے تجھ پر عذاب نازل کر دیتا لیکن وہ نہایت وقار اور حلم والا ہے پس اے موسیٰ! تم اپنے نفس اور اپنے بھائی کو لے کر اس سے جہاد کرو اگر میں چاہتا تو ایسے لشکر لا موجود کرتا کہ جن کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکتا تھا لیکن اس کمزور بندہ کو جاننا چاہیے جو خود بینی میں گرفتار ہو رہا ہے اور اپنی جماعتوں پر بھولا ہوا ہے کہ میرے حکم سے جماعت قلیل جماعت کثیر پر غالب آجاتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے اور اپنے عصا سے اُس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو قریب کے دربان نے ستر دربانوں کے واسطہ سے فرعون کو اطلاع دی اُس نے اجازت دی' پھر فرعون کہنے لگا: کیا ہم نے بچہ کر کے تجھے پالا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس کا وہ جواب دیا جو قرآن میں خدا نے بیان فرمایا ہے کہ بس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا تو دیکھتے کیا ہیں کہ کھلم کھلا اژدھا تھا پھر وہ اُس کے لشکر پر جھپٹ پڑا وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ان میں سے پچیس ہزار مر گئے اور ذکر کی فضیلت میں اس سے پہلے پورا قصہ گذر چکا ہے۔

فرعون کا فتویٰ

کشاف میں مذکور ہے کہ جبرئیل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتا لائے جس میں لکھا تھا کہ امیر کا اُس غلام کی نسبت کیا ارشاد ہے جس کی اپنے مولا کی نعمت میں نشو و نما ہوئی ہو پھر اُس نے مولیٰ کی نعمت کی ناشکری کی ہو اور اس کے حق سے انکار کر بیٹھا ہو فرعون نے جواب لکھا کہ ابوالعباس ولید بن مصعب کا یہ فرمان ہے کہ اُس غلام کی سزا یہ ہے کہ دریا

میں غرق کر دیا جائے پھر جب وہ غرق ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے اُس کا نوشتہ اس کے ہاتھ میں دے دیا اس وقت وہ کہنے لگا کہ میں اُس خدا پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر کہ بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرماں برداروں سے ہوں اُس کا یہ قول خجالت اور شرمندگی کے طور سے تھا نہ کہ ایمان کے طور سے اور بعض نے کہا ہے اس لیے اس کو نفع نہیں پہنچا کہ عذاب دیکھ لینے کے وقت ایمان مفید نہیں ہوا کرتا اور بعض نے کہا ہے اس لیے کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار نہ کیا تھا اگر کہا جائے کہ وہ ڈوبتے میں بولا کیسے اُس کا جواب یہ ہے کہ اس نے یہ اپنے جی میں کہا تھا اور کلام نفسی ہی فی الحقیقت کلام ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اخبار اس امر پر دال ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول: ''آلْئٰـــنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ'' جبرئیل علیہ السلام کا کلام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ'' (۱۰:۹۱،۹۲)

''یعنی ہم تجھے تیرے بدن یعنی زرہ کے ساتھ بچائیں گے''۔

اور وہ سونے کی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسے دریا سے نکالا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے دیکھ لیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو اُس نے کہا میں ایمان لے آیا پس جبرئیل نے مٹی لے کر اُس کے منہ میں ڈال دی تا کہ ''لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ'' نہ کہہ لے پھر خدا کی اس پر رحمت ہو جائے اگر کہا جائے گناہ سے راضی ہونا بھی گناہ ہے پھر جبرئیل علیہ السلام اُس کے کفر پر باقی رہنے سے کیسے راضی ہوئے جواب یہ ہے کہ اس کے منہ میں مٹی ڈالنا خدا کے فعل سے تھا یعنی اُس کے حکم سے کیونکہ وہ افعال عباد کا خالق ہے۔

فائدہ: عناب کا کھانا کھانسی درد گردہ وسینہ دردسر اور شقیقہ کو مفید ہے اور خواہ تر ہو خواہ خشک مقوی بدن ہے لیکن خشک میں تلیین طبیعت ہے اور تر حابس ہے اور شربت عناب بارد رطب ہے خون کی اصلاح اور تلطیف کرتا ہے چیچک اور حرارت جگر اور خشک کھانسی کو نافع ہے اور اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ عناب کو پانی میں بھگو کر مل لیں پھر چھان کر بقدر ضرورت شکر ملا کر قوام کرا کے رکھ چھوڑیں اور عتیق ایک مشہور درخت ہے اُس کے سبز پتوں

سمیت شاخیں نچوڑ کر عرق نکال کر اگر آنکھ میں تیل کی طرح لگایا جائے تو گرمی سے جو درد ہو اس کو دور کرتا ہے اور اگر اُس کا پتا کچل کر سر کے زخم اور بواسیر پر باندھیں تو اُس کو نفع بخش ہے اور اگر اُس کی تر شاخیں پتوں سمیت جوش کر کے پی جائیں تو قاطع اسہال ہے اور عوسج بھی مشہور ہے اگر صفراوی خارش والا اس کا عصارہ پئے تو نفع دیتا ہے اور اگر اُس کا پھل جو سرخ رنگ کا چنے کے برابر ہوتا ہے کچل کر نچوڑ لیا جائے اور عرق جب خشک ہو جائے تو اس میں عورت کا دودھ اور انڈے کی سفیدی ملا کر لت کر لی جائے تو یہ امراض چشم کے لئے نہایت نافع دوا ہوگی اس کے چند قطرے ٹپکانا تمام امراض چشم کو خصوصاً بیاض چشم کو نافع ہوگا۔

معذرت قبول کر لینے کی فضیلت

موعظت: ابلیس نے فرعون سے کہا کہ تو خدائی کا کیسے دعویٰ کرتا ہے حالانکہ میں تجھ سے عمر میں بڑا ہوں لیکن میں نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا اُس نے جواب دیا تو نے سچ کہا میں خدا سے توبہ کرتا ہوں ابلیس نے کہا ایسی بات نہ کہہ کیونکہ مصر کے لوگ تجھ کو اپنا رب تسلیم کر چکے ہیں پھر اُس سے فرعون نے پوچھا کیا مجھ سے اور تجھ سے بھی بدتر روئے زمیں پر کوئی شخص ہوگا اُس نے جواب دیا ہاں وہ شخص جس کا بھائی اُس سے معذرت کرے اور وہ نہ مانے۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: اگر میرے ایک کان میں مجھے کوئی گالی دے پھر دوسرے میں معذرت کرے تو بھی میں قبول کرلوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جس کے پاس اُس کا بھائی معذرت کرتا ہوا آئے تو اُسے چاہیے کہ اُس کا عذر قبول کرے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر اگر ایسا نہیں کرے گا تو حوض کوثر پر اُسے جانا نصیب نہ ہوگا۔ اور عوارف المعارف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو اپنے بھائی سے عذر خواہی کرے اور وہ اُسے نہ مانے تو اُس پر چنگی والوں کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

حکایت: ایک بار عیسیٰ علیہ السلام کا ایک یہودی کے پاس سے گذر ہوا لوگوں نے اس کو برا کہا آپ نے اس کو اچھا کہا' کسی نے آپ سے اُس کا سبب پوچھا آپ نے جواب دیا: ہر شخص کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اُس میں سے خرچ کرتا ہے۔ حضرت ثعلبی نے ایک حکایت

بیان کی ہے جو ایک یہودی کے ساتھ پیش آئی تھی اُس میں بردباری اور کرم اور زُہد کا ذکر ہے ہم انشاء اللہ اس کو باب زُہد میں بیان کریں گے۔ مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے قول "وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا" کے بارے میں کہا: جب ستائے جاتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور خبر میں ہے کہ جب قیامت میں خدا لوگوں کو جمع کرے گا تو منادی پکار کر کہے گا: سنو! جو اہل فضل ہوں کھڑے ہو جائیں، پھر اُس سے کہا جائے گا۔ کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اس کے بعد اُن سے ملائکہ پوچھیں گے کہ کہاں چلے؟ وہ کہیں گے؟ جنت کو وہ کہیں گے: حساب سے پیشتر ہی؟ وہ جواب دیں گے: ہاں! وہ پوچھیں گے: تم کون لوگ ہو؟ وہ کہیں گے: اہل فضل، ملائکہ پوچھیں گے: تمہاری کیا فضیلت ہے؟ وہ کہیں گے کہ جب ہمارے ساتھ جہالت کی جاتی تھی تو ہم بردباری سے پیش آتے تھے اور جب ہم پر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے تھے اور جب ہمارے ساتھ کوئی برائی سے پیش آتا تھا تو ہم بخش دیتے تھے، اُن سے کہا جائے گا: اچھا! جنت میں داخل ہو جاؤ عمل کرنے والوں کا اجر کیا اچھا ہے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک نشہ باز پر گزر ہوا آپ نے تعزیر کرنی چاہی اُس نشہ باز نے آپ کو گالی دی آپ نے اُسے چھوڑ دیا کسی نے اُس کا سبب پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس لیے کہ اُس نے مجھے غصہ دلایا تھا اگر اب میں تعزیر کرتا تو یہ اپنے نفس کے غصہ کی وجہ سے ہوتی اس لیے مجھے پسند نہ ہوا کسی مسلمان کو اپنے نفس کے غصہ کی وجہ سے مارتا ایک شخص نے عرض کیا: یا نبی اللہ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش خوئی، پھر وہ آپ کے داہنے سے آیا اور اُس نے عرض کیا: یا نبی اللہ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: خوش خوئی، پھر وہ آپ کے بائیں سے آیا اور اُس نے یہی عرض کیا، آپ نے فرمایا: خوش خوئی، پھر اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت آ کر دریافت کیا، آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہو گیا ہے جو تو سمجھتا نہیں، خوش خوئی یہ ہے کہ تجھے غصہ نہ آئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: کوئی شخص غصہ نہیں ہوتا مگر جہنم کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ میں نے الوجوہ المسفرہ عن اتساع المغفرۃ میں بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھا ہے وہ

ل اور جب لغو پر سے گذرتے ہیں تو بزرگ ہو کر گذرتے ہیں۔ ۱۲

فرماتی ہیں کہ جب میں غصہ ہوتی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرا کان مل دیتے تھے اور فرماتے تھے: اے منی سی عائشہ! یہ دعا پڑھ: اے اللہ! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب! میرے گناہ بخش دیجئے! میرے دل کا غصہ دور کر دیجئے اور بہکانے والے فتنوں سے مجھے پناہ دیجئے! اور میں نے اس کو ابن رجب کی شرح اربعین میں بروایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دیکھا ہے۔

لطیفہ: فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تین شخص اپنے غصہ پر ملامت نہ کئے جائیں مریض، مسافر اور روزہ دار۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا نبی اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو اور تمہارے لیے جنت ہے، اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: تین چیزیں جس میں ہوں وہ خدا کی ولایت کا مستحق ہے، اصالت والے کا حلم جس سے کمینہ کی نادانی کو دفع کرے اور پرہیزگاری جو اُسے گناہوں سے باز رکھے اور خوش خوئی جس سے لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آئے۔

فائدہ: احیاء میں مذکور ہے: حلم غصہ ضبط کرنے سے افضل ہے کیونکہ غصہ کے ضبط کرنے سے حلیم بننا مراد ہے یعنی بتکلف حلیم اور بردبار بننا اور حلم کے معنی ہیں: کلفت نہ ہونا جیسے عادی طور پر غصہ ضبط کر جانا پس جس کی یہ صفت ہو وہ حلیم ہے۔ بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے قول "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ الآیۃ" کے متعلق کہا ہے کہ ظالم وہ ہے جو لوگوں پر ظلم کرے اور اس پر وہ ظلم نہ کرتے ہوں اور مقتصد وہ ہے کہ جب لوگ اس پر ظلم کریں تو وہ بدلہ لے لے اور سابق وہ کہ جب لوگ اس پر ظلم کریں تو وہ معاف کر دے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ" (۱۵۹:۳) کے متعلق بیان کیا ہے کہ اگر کہا جائے کہ فظ اور غلیظ میں کیا فرق ہے جواب یہ ہے کہ فظ بدخلق کو کہتے ہیں اور غلیظ القلب وہ ہے جس میں شفقت و رحمت نہ ہو کشاف میں بیان کیا ہے فاعف عنهم سے مراد یہ ہے کہ جو آپ کے حق کے متعلق ہو

ا۔ اگر آپ درشت سخت دل ہوتے تو آپ کے چاروں طرف سے لوگ پراگندہ ہو جاتے۔

آپ ان سے معاف کر دیجئے اور واستغفر لھم سے مراد یہ ہے کہ جو خدائے تعالیٰ کے حق کے متعلق ہو اس کی نسبت ان کے لئے مغفرت مانگئے! پس یہ حکم اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی لیے دیا ہے کہ خدا انہیں بخشنا چاہتا ہے پس خدا کے احسان پر شکر ہے۔

لطیفہ: قیس بن عاصم بڑے حلیم تھے اُن کے حلم کا یہ حال تھا کہ ان کے بھتیجے کو مشکیں باندھ کر لائے جس نے اُن کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا اور اُن سے کہا آپ کا بھتیجا جس نے آپ کے بیٹے کو قتل کیا ہے موجود ہے اُس وقت وہ اپنی قوم سے باتیں کر رہے تھے جب تک بات پوری نہ کر لی قطع کلام نہیں کیا پھر آپ نے بھتیجے سے کہا تو نے بہت برا کیا اپنے چچا کے بیٹے کو مار ڈالا اور رحم کو قطع کیا اور اپنا خاندان کم کیا پھر آپ نے دوسرے بیٹے سے کہا کہ اُس کا بندھن کھول دے اور اپنے بھائی کو چھپا ڈال اور اپنی ماں کو اُس کے بیٹے کی دیت دے دے کیونکہ وہ ہم سے قرابت قریبہ نہیں رکھتی۔
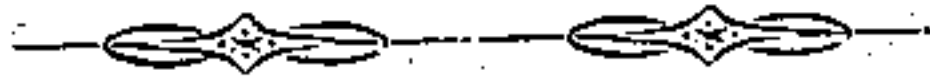
باب:

جود و سخا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُن کو خود بھوک ہو۔ بعض نے کہا ہے: جس آیت کا یہ مضمون ہے وہ ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس کو ہدیہ میں کسی نے مرغی دی تھی وہ اُس نے اپنے پڑوسی کو دے دی اُس دوسرے نے اپنے پڑوسی کو دے دی اسی طرح سات گھر تک وہ پہنچی یہاں تک ہوا کہ پھر پہلے شخص کے پاس آگئی۔ مجمع الاحباب میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی کو تھوڑا پانی پلانا چاہا جب اس کے پاس پہنچا تو اُس نے دیکھا کہ ایک شخص پیاس کی شکایت کر رہا ہے اُس نے اُس کی طرف اشارہ کیا کہ اسے پلا دو پھر اس شخص نے ایک اور کو سنا کہ پیاس کی شکایت کر رہا ہے اس نے اشارہ کیا کہ اس کو پانی پلا دو جب وہ اس کے پاس گیا تو وہ فوت ہو چکا تھا پھر پہلے کے پاس لوٹ کر آیا تو وہ بھی فوت ہو چکا تھا پھر اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو یہی حال گزرا اس پر اُن سب کے حسن ایثار سے باوجود یکہ وہ پیاس کی شدت سے مضطر ہو رہے تھے بڑا تعجب ہوا یہ قصہ واقعہ یرموک میں گزرا تھا اور وہ ایک مشہور جگہ ہے جہاں حاجی اترا کرتے ہیں اور اسے مزیریب کہتے ہیں اور یہ خلافِ عمر رضی اللہ عنہ میں واقع ہوا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ جود و کرم کرنے والے یہ کبھی نہیں ہوا کہ کوئی سائل آیا ہو اور اس نے کوئی چیز مانگی اور پھر آپ نے نہیں کہا ہو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوتے ہوئے نہ دینے کے لئے کبھی نہیں ''نہیں'' کہا البتہ عذر خواہی کے طور پر فرمایا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ نے کہا کہ جس پر تمہیں سوار کروں

مجھے ایسا ملتا نہیں عوارف المعارف میں ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب ایسی کوئی شئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی جاتی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہوتو آپ وعدہ کرلیا کرتے تھے۔ عوارف المعارف میں بروایت جبرئیل علیہ السلام مذکور ہے کہ اس مال کو بشدت خرچ کرنے والا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو نہیں پایا اگر کہا جائے کہ آپ کی نسبت ''اجود الناس'' کیوں کہا: ''اکرم الناس'' کیوں نہیں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ جود اس بخشش کو کہتے ہیں جو بلا سوال کے ہو اور کرم وہ بخشش ہے جو سوال کے بعد ہو لہٰذا جود میں زیادہ مبالغہ ہے اور منتخب میں ہے کہ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دو کرتے پہنے ہوئے ہیں' اُس نے آپ سے کہا: اے محمد! مجھ کو ایک کرتہ دے دیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے جو عمدہ تھا اُتار کر دے دیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے خراب کرتا کیوں نہ دے دیا؟ آپ نے فرمایا: یقیناً ہمارا دین نازیبا امور سے کنارہ کشی اور سخاوت پر مشتمل ہے اُس میں بخل وحرص نہیں ہے میں نے اس کو دونوں کرتوں میں سے جو عمدہ تھا اس لیے پہنا دیا تا کہ اسے اسلام سے زیادہ رغبت ہو جائے۔

پہلی موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور وہ یہ کہتا جاتا تھا اے اللہ اس بیت کی حرمت کے صدقہ میں کیا آپ میرا گناہ بخش دیں گے؟ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! تیرا گناہ بڑا ہے یا تمام زمینیں! اُس نے کہا: میرا گناہ بڑا ہے' آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا تمام آسمان! اُس نے جواب دیا: میرا گناہ' پھر آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش! اُس نے کہا: میرا گناہ' آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ تعالیٰ! اس نے کہا: اللہ تعالیٰ بڑا ہے! آپ نے فرمایا: اچھا! اپنا گناہ مجھ سے بیان کر' اُس نے کہا: یارسول اللہ! میں بڑا مالدار آدمی ہوں لیکن جب میرے پاس کوئی سائل آتا ہے تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ میرے پاس آگ کا شعلہ لے کر آیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سے دور ہو کہیں اپنی آگ سے مجھے جلا نہ دینا کیا تجھے معلوم نہیں کہ بخل کفر ہے اور کفر دوزخ میں ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

جب خدا نے ایمان کو پیدا کیا تو اس نے کہا: اے رب! مجھے تقویت دیجئے! خدا نے اسے حُسن خُلق سے تقویت بخشی، پھر کفر کو پیدا کیا اُس نے بھی کہا: اے رب! مجھے تقویت دیجئے! تو خدا نے اُسے بخل سے قوت بخشی۔

دوسری موعظت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کا ایک ہاتھ خشک ہو گیا تھا اس نے آ کر درخواست کی: یارسول اللہ! خدا سے دعا فرمایئے کہ میرا ہاتھ اچھا ہو جائے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ماجرا دریافت کیا، اُس عورت نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ میری ماں جہنم کے میدان میں ہے اور اس کے پاس چھوٹی سی گدڑی اور تھوڑی سے چربی ہے جس سے آتش دوزخ سے بچتی ہے میں نے اس سے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ میں خدا کی اور تیرے باپ کی فرماں بردار تھی لیکن میں بخل کیا کرتی تھی اور یہ بخیلوں کی جگہ ہے میں نے سوائے اس گدڑی اور اتنی سے چربی کے کبھی خیرات نہیں کی پھر میں نے اپنے باپ کا حال اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا: وہ سخیوں کے گھر میں ہے، میں جو اس کے پاس گئی تو میں نے اس کو آپ کے حوض پر پایا، یارسول اللہ! وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانی کا پیالہ لیتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لیتے جاتے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے لیتے ہیں، میں نے اس سے کہا: میری ماں جہنم میں ہے، اس نے کہا: ہاں! وہ بخیل تھی، پس میں نے اس سے ایک پیالہ پانی لے کر اپنی ماں کو پلا دیا اتنے میں میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے: خدا تیرا ہاتھ خشک کر دے! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے بخیل عورت کو پلاتی ہے پھر میں بیدار جو ہوئی تو دیکھتی کیا ہوں کہ میرا ہاتھ خشک ہو کر رہ گیا ہے اب میں یارسول اللہ! اپنے ہاتھ کے پھر پا لینے میں آپ سے توسل کرتی ہوں اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی اور خدا نے اس کا ہاتھ فرما دیا۔

حکایت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص ابودجانہ نامی تھے جب صبح

کی نماز پڑھ چکتے تو جلدی سے نکل کر چل دیتے اور دعا میں بھی موجود نہ رہتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا' انہوں نے کہا: میرے پڑوسی کے یہاں ایک کھجور کا درخت ہے ہوا سے رات کو اس کی کھجوریں میرے گھر میں گر پڑا کرتی ہیں' میں اپنے بچوں کے جاگنے سے پہلے ہی انہیں اٹھا کر اسی پڑوسی کے گھر میں پھینک دیتا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھجور کے درخت کے مالک سے کہا کہ اپنا کھجور کا درخت میرے ہاتھ دس کھجور کے درختوں کے عوض میں جس کی رگیں طلاء سرخ اور زبرجد سبز کی ہوں گی اور شاخیں مروارید سفید کی ہوں گی جو تجھے جنت میں ملیں گی بیچ ڈال' اس نے کہا کہ میں حاضر کو غائب کے عوض میں نہیں بیچتا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ میں نے فلاں مقام پر جو دس کھجور کے درخت ہیں اُن کے عوض میں تجھ سے وہ درخت خرید لیا وہ منافق خوش ہو گیا اور جو کھجور کا درخت اس کے گھر میں تھا اُس نے ابودجانہ کو دے دیا اور اپنی بی بی سے کہنے لگا کہ میں نے یہ درخت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ دس کھجور کے درختوں کے عوض میں جو فلاں مقام پر ہیں بیچ ڈالا اور یہ درخت تو میرے ہی گھر میں ہے' اس کے مالک کو تھوڑی سے کھجوروں کے سوا نہ دیا کرنا اُس شب کو جو وہ سو کر صبح کو اٹھا تو دیکھتا کیا ہے کہ وہ درخت ابودجانہ کے مکان میں پہنچ چکا۔

نماز پڑھ کر دعا نہ مانگنے والا

موعظت: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ میں ذکر کیا ہے کہ جب بندہ نماز پڑھ کر واپس جاتا ہے اور دعا میں حاضر نہیں رہتا تو فرشتے کہتے ہیں: اس بندہ کو دیکھو خدا سے مستغنی بنتا ہے۔ میں نے الملاذ والاعتصام بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک ہرنی کا شکار کیا' وہ کہنے لگی: یارسول اللہ! اس سے کہہ دیجئے کہ مجھے چھوڑ دے کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں اور اگر میں واپس نہ آؤں تو میں اس شخص کی طرح ہوں جو نماز پڑھ کر دعا نہ مانگے اور اس سے بدتر ہوں کہ جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ہر شئی کی ایک طہارت ہے مضر

اشیاء سے اور مسلمانوں کے دل کی طہارت مجھ پر درود پڑھنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: اگر مجھ ذکر اللہ سے نسیان کا خیال نہ ہوتا تو میں سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے اور کسی شئے سے خدا کا تقرب نہ ڈھونڈتا' اور ابو ہریرہ رضی اللہ نے کہا ہے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا یہ دونوں جنت کی راہ ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے خدا کاتبین اعمال کو حکم فرماتا ہے کہ تین دن تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھا جائے اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اُن گناہوں پر محمول ہے جو خدا اور بندے کے مابین ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' آپ نے فرمایا: وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر درود پڑھنے کے متعلق انشاء اللہ ایک بہت بڑا باب آگے آتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

حکایت: ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابی بن کعب پر گزر ہوا اور وہ تین ہزار درہم کا اپنے قرض دار سے تقاضا کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُبی! اپنے قیدی کے ساتھ احسان کرو! ابی رضی اللہ عنہ نے اپنے قرض دار سے کہا کہ میں نے تجھ کو ہزار خدا کے واسطے اور ہزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور ہزار خود تیری وجہ سے تجھے بخش دیے کیونکہ تو بھی مسلمان ہے اس کے بعد کہنے لگے کہ میں نے کچھ نہ کیا پھر ایک ہزار اُس کو خدا کے واسطے اور ایک ہزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دیئے اور ایک ہزار اور اسے دے کر کہا کہ لے یہ تیرے لیے ہیں جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ! اُبی بن کعب کو بخش دیجئے! ایسا ہی تین بار فرمایا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کسی تنگدست کو مہلت دے یا اُس سے اپنا حق معاف کر دے خدا اس کو قیامت میں اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی تصحیح کی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی تنگدست کو مہلت دے یا اس سے اپنا حق معاف کرے خدا اس کو جہنم کی لپٹ

سے بچائے گا' اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسناد جید سے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی تنگدست کو کشائش کے وقت تک مہلت دے خدا اس کو مہلت دے گا کہ اپنے گناہ سے توبہ کر لے' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خدا کو سب سے زیادہ پسندیدہ کام مسلمان کو خوش کرنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب خدا کسی گھر والوں سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو نرمی کو ان کے پاس بھیجتا ہے' اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہے

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: یقیناً خدا قرض دار کے ساتھ رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنا قرض ادا نہیں کر چکتا بشرطیکہ خدا کے ناپسندیدہ کام میں نہ ہو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنے خزانچی سے کہا کرتے تھے کہ جا میرے لیے قرض لے آ کیونکہ یہ ناپسندیدہ ہے کہ میں ایک شب بغیر خدا کی معیت کے گزاروں۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دَین یعنی قرض زمین میں خدا کا جھنڈا ہے جب خدا کسی بندہ کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اسے اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے' اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مسلم کی شرط کے موافق یہ صحیح حدیث ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا: گناہ کم کیا کر تو موت تجھ پر آسان ہو جائے گی اور قرض کو کم کیا کر تو آزاد زندگی بسر کرے گا' اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو اپنے قرض خواہ کے پاس اُس کا حق لے کر جاتا ہے زمین کے جانور اور دریا کی مچھلیاں اس کے لئے دعائے رحمت کرتی ہیں اور ہر ہر قدم پر اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کا قرض خواہ ا سے راضی ہو کر واپس جائے اس کے لئے زمین کے جانور اور پانی کی مچھلیاں دعائے رحمت کرتی ہیں اور جس کا قرض خواہ اس سے ناخوش ہو کر واپس جائے تو اس کے لئے ہر شب و روز میں اور ہر جمعہ اور ہر ماہ میں ظلم لکھا جاتا ہے' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور عدل کی فضیلت کے باب میں اس سے زیادہ بیان آ گے

آتا ہے۔

مسئلہ: روضہ میں میں مذکور ہے کہ جس نے کسی طاعت کے لئے قرض لیا اور تنگدستی کی حالت میں انتقال کر گیا ہو تو ظاہر یہی ہے کہ آخرت میں اس سے مطالبہ نہ ہوگا اور خدا سے امید ہے کہ حقدار کو خدا اس کا عوض دے دے گا اور اگر کسی گناہ کے لئے قرض لیا تو ظاہراً صحیح حدیثوں کا یہ مقتضی ہے کہ آخرت میں اس سے مطالبہ ہوگا اور باب فضل عدل میں اس سے زیادہ بیان آتا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھادوں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے ہیں اگر تیرے اوپر ثبیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو خدا تجھ سے ادا کرادے' اُس نے کہا: کیوں نہیں! ضرور بتلایئے! آپ نے کہا: یہ پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .

اے اللہ اپنے حرام سے بچا کر اپنے حلال ہی میں میری کفایت کیا کیجئے اور اپنے فضل سے اپنے سوا سب سے مجھے بے نیاز بنا دیجئے۔

اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور باب الجمعہ میں پہلے گذر چکا ہے کہ جو کوئی اس کو ستر بار پڑھا کرے خدا اس کو تو انگر بنا دے۔ اور باب فضل عدل میں دوسری دعائیں بھی عنقریب آتی ہے۔

حکایت: ابن خلکان رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک بار ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ بیٹھا مرغ کا گوشت کھا رہا تھا اُس کے پاس ایک سائل آیا اس نے اس کو نامراد لوٹا دیا کچھ مدت کے بعد ایسا ہوا کہ اس کے پاس مال نہ رہا اور اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور اس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا ایک شب کا ذکر ہے کہ وہ عورت اپنے نئے خاوند کے ساتھ بیٹھی ہوئی مرغ کا گوشت کھا رہی تھی اتنے میں ایک سائل آیا اس عورت سے اس نے کہا کہ اس کو مرغ کا گوشت دے دے' اس نے دے دیا' دیکھتی کیا ہے کہ وہ اس کا پہلا خاوند ہے اس نے اپنے نئے خاوند سے یہ ماجرا بیان کیا' اس نے خدا کی قسم

کھا کر کہا: میں ہی پہلا سائل تھا جسے اس نے نامراد لوٹایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زبیر! یوں تو میں تمام لوگوں کے پاس خدا کا رسول بن کر آیا ہوں لیکن تمہارے پاس خاص کر آیا ہوں کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنے عرش پر مستقر ہوا اور اس نے اپنی خلق کی طرف نگاہ کی تو کیا ارشاد فرمایا؟ یہ ارشاد فرمایا: اے میرے بندو! تم میری خلق ہو اور میں تمہارا ربّ ہوں تمہاری روزیاں میرے قبضہ میں ہیں جس چیز کا میں کفیل ہو چکا ہوں تم اس کے لئے رنج و تعب میں نہ پڑو مجھ سے اپنی روزی مانگا کرو اور میرے ہی سامنے اپنی حاجتیں پیش کیا کرو اور میرے سامنے قائم رہا کرو میں تم پر تمہاری روزی برسا دوں گا یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے ربّ نے اور کیا فرمایا؟ یہ فرمایا کہ میرے بندے! دینے میں صرف کیا کر میں تجھے دوں گا لوگوں پر کشائش کر میں تجھ پر کشائش کروں گا تو تنگی سے پیش نہ آ ورنہ میں تجھ پر تنگی کروں گا' رزق کا دروازہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے کھلا ہوا عرش تک چلا گیا ہے نہ دن کو بند ہوتا ہے نہ رات کو تا کہ خدا ہر شخص پر اس کی نیت اور بخشش اور خیرات اور دینے دلانے کے موافق روزی اتارا کرے جو اس میں کثرت کرتا ہے خدا اس کے لئے کثرت کرتا ہے جو کمی کرتا ہے خدا اس کے لئے کمی کرتا ہے اے زبیر! خدا خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے اور ہاتھ روکے رکھنے کو ناپسند فرماتا ہے بیشک سخاوت یقین سے ہوتی ہے اور بخل شک سے اور جو یقین رکھتا ہے خدا اس کو دوزخ میں داخل نہیں کرے گا اور جو شک رکھتا ہے اسے جنت میں داخل نہ کرے گا' اے زبیر! یقیناً خدا کو سخاوت محبوب ہے اگرچہ خرمے ہی کے ٹکڑے سے ہو اور اسے شجاعت محبوب ہے اگرچہ سانپ اور بچھو کے مار ڈالنے ہی میں ہو۔

لطیفہ: زبیر رضی اللہ عنہ پندرہ برس کے سن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تھوڑے عرصہ بعد ہی اسلام لائے تھے اور انہوں نے اڑتیس حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کی والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی رضی اللہ عنہا صاحبہ ہیں وہ بلا خلاف مسلمان ہو گئی تھیں۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سانپ کو مارے اس کو سات نیکیاں ملتی

ہیں اور جو سانپ کو بدلہ لینے کے خوف سے چھوڑ دے وہ ہم سے نہیں اور جو گرگٹ کو مارتا ہے اس کو ایک نیکی ملتی ہے' اس کو احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے جو پہلی ضرب میں گرگٹ کو مار ڈالتا ہے اس کو ستر نیکیاں ملتی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے سانپ کو مارا گویا اس نے ایک مشرک کو مارا' اس کو احمد اور بزار رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے مگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ جس نے سانپ یا بچھو کو مارا ان جانوروں میں جن کا مار ڈالنا مُحرِم وغیرہ کو مسنون ہے سانپ، بچھو، چوہے، کٹکھنے کتے' کوے' چیل' ریچھ' شیر' بھیڑیے' چیتے' کرگس' عقاب' پسو' برا د مچھر کو شمار کیا جاتا ہے لیکن اگر محرم جوں کو قتل کرے گا تو استحباباً اسے نص کے موافق ایک لقمہ خیرات کرنا پڑے گا اور بعض نے وجوبا کہا ہے' شرح مہذب میں ہے کہ بچھو میں نہ کوئی نفع ہے نہ ضرر اس لیے اس کا مار ڈالنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی پر سانپ کو ڈال دے یا کسی کو سانپ پر ڈھکیل دے یا ایسی جگہ بند کر دے جہاں سانپ و بچھو ہوں تو اس پر کوئی ضمان نہیں اور اگر اس کو سانپ نے نوچ کھایا یا بچھو نے کاٹ کھایا جس سے غالباً آدمی مر جاتا ہو تو اس کو قصاص دینا پڑے گا ورنہ دیت لازم آئے گی۔

فائدہ: مکھن کھانا یا گھی پینا زہر کو دور کرتا ہے اور سانپ و بچھو کے کاٹنے کو بھی نافع ہے اور جس کا پیشاب بند ہو گیا ہو پچاس درہم گھی اور پچیس درہم شکر ملا کر کھانا اس کو نہایت نافع ہے اور گھی کھانا بواسیر کو بھی نافع ہے اور زیتون کے ساتھ گھی ملا کر آنکھ میں لگانا پلکوں کی خارشت کو نافع ہے۔

حکایت: مجمع الاحباب میں مذکور ہے: واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک بار میں کسی تاجر کے پاس کچھ قرض لینے گیا' اس نے کہا: خدا کی قسم! سوائے ایک تھیلی کے جس میں ہزار اشرفی اور دو سو درہم ہیں میرے پاس کچھ نہیں ہے' میں نے اسے لے لیا جب گھر آیا تو ایک ہاشمی میرے پاس مجھ سے قرض مانگنے آیا' میں نے ارادہ کیا کہ تھیلی میں جو کچھ ہے اس میں سے کچھ اسے بھی دے دوں گا' میری زوجہ نے مجھ سے کہا کہ تو ایک بازاری آدمی کے

پاس گیا تھا تو اس کے پاس جو کچھ تھا اس نے تجھے دے دیا اور یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد میں ہے اسے جو کچھ تیرے پاس ہے اس میں سے کچھ دینا چاہتا ہے اس پر میں نے سب کا سب اسے دے دیا' پھر جس تاجر نے تھیلی قرض دی تھی اس ہاشمی کے پاس قرض لینے گیا ہاشمی نے وہی تھیلی کی تھیلی اسے دے دی' اس نے اپنی تھیلی پہچانی پھر میں یحیٰی برمکی کے پاس گیا اور اس سے یہ ماجرا بیان کیا اس نے ایک تھیلی نکال کر دی جس میں دس ہزار اشرفیاں تھیں اور یہ کہا کہ دو ہزار تو تیری ہیں اور دو ہزار ہاشمی کی اور دو ہزار تاجر کی اور چار ہزار تیری زوجہ کی۔

حکایت: کتاب مذکور میں ہے کہ اصحاب لیث کی ایک جماعت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آ کر ٹھہری آپ نکل کر ان کے پاس نہ آئے کسی نے کہا: ہمارے صاحب مالک کی طرح نہیں ہیں' یہ سن کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نکل آئے اور ان سے پوچھا تمہارا صاحب کون ہے؟ انہوں نے کہا لیث بن سعد آپ نے فرمایا تم مجھے ایسے شخص سے تشبیہ دیتے ہو جس کو ہم نے اپنے بچوں کے کپڑے رنگنے کے لئے تھوڑے سے کسم کے لئے لکھ بھیجا تھا تو اس نے اتنا ہمیں بھیج دیا کہ اس سے ہم نے اپنے اور اپنے بچوں کے اور اپنے ہمسایوں تک کے کپڑے رنگے اور جو کچھ بچ رہا اسے ہزار اشرفیوں کو فروخت کر لیا۔ عبداللہ ابن صالح کا بیان ہے کہ لیث رضی اللہ عنہ کی سالانہ اسی ہزار اشرفیوں کی آمدنی تھی لیکن ان پر زکوٰۃ واجب ہونے کی نوبت نہ آئی۔

حکایت: منصور بن عمار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد کا بیان ہے کہ ایک عورت لیث رضی اللہ عنہ سے ایک پیالہ میں شہد مانگنے آئی انہوں نے کہا کہ میرے فلاں وکیل کے پاس جاؤ وہ اس کے پاس گئی تو اس نے اس کو ایک سو بیس رطل دے دیا لوگوں نے اس کی نسبت جو ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس نے اپنی حیثیت کے موافق مانگا تھا اور ہم نے اسے اپنی حیثیت کے موافق دیا۔

لطائف:

پہلا لطیفہ: ایک بڑے دروازے پر ایک سائل کچھ مانگنے کھڑا ہوا لوگوں نے اسے

کچھ تھوڑا سا دے دیا دوسرے دن بسولا لے کر پہنچا کہ اس دروازے کو خراب کر ڈالے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ یا تو عطیہ دروازے کے موافق ہو یا دروازہ عطیہ کے موافق ہو۔

دوسرا لطیفہ: ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک کھیت میں ایک جوان اور ایک بوڑھا شریک تھا جب دونوں نے تقسیم کر لیا تو بوڑھا اپنے حصہ میں سے خفیہ لے کر اس جوان کے حصہ میں ڈال دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کی عمر دراز ہونے کی امید ہے اور جوان بھی اپنے حصہ میں سے لے کر اس بوڑھے کے حصہ میں ڈال دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کے بال بچے ہیں جوں جوں یہ دونوں ایسا کرتے تھے گیہوں کی کثرت ہوتی جاتی تھی اور اس کے دانے بڑے بڑے ہوتے جاتے تھے جب یہ کارروائی کرتے کرتے تھک گئے تو ہر ایک نے دوسرے سے اپنا اپنا ماجرا بیان کیا ان کے زمانہ کے بادشاہ نے ان کے گیہوں سے ایک دانہ لے کر اپنے خزانہ میں رکھ دیا تا کہ بعد کے لوگوں کے لئے یادگار رہے۔

حکایت: ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں نے نذر کے روزے رکھے تھے۔ آپ ایک یہودی سے کچھ اون لائے تا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اسے کات کر دے دیں اور اس کے عوض میں تین صاع جو مل جائیں' چنانچہ انہوں نے اول روز کچھ اس میں سے کاتا اور ایک صاع پیس کر روٹی پکائی جب سب نے وقتِ افطار کھانا چاہا تو ایک مسکین نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: السلام علیکم اے اہل بیت نبوت! میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک مسکین ہوں خدا کے واسطے مجھے کچھ کھلا دو! یہ سن کر ساری روٹیاں اسے اٹھا دیں' دوسرے روز ایک یتیم ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم اے اہل بیت نبوت! امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے میں ایک یتیم ہوں' خدا کے واسطے مجھے کچھ کھلا دو! اس دن بھی سب روٹیاں اسے اٹھا دیں' تیسرے روز ایک قیدی آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ اے اہل بیت نبوت! میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک قیدی ہوں' خدا کے واسطے! مجھے کھلا دو! اس روز سب روٹیاں اسے اٹھا دیں اور پانی پی پی کر سب

نے رات گزاری۔ حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو جب بشدت بھوک لگی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اس کی آپ کو اطلاع دی' آپ اپنی تمام عورتوں کے پاس گئے کسی کے پاس کچھ نہ نکلا' اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھوک کی شکایت کرتے ہوئے آئے' کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مقداد بن اسود کے پاس خرمے ہیں' یہ سب ان کے پاس گئے تو وہاں بھی کچھ نہ نکلا' اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اچھا! اس خرمے کے درخت کے پاس جاؤ' اور اس سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم کو اپنے خرموں سے کچھ کھلا! اس نے حکم خدا سے ترخرمے گرادیئے' سب نے شکم سیر ہو کر کھائے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے صاحبزادوں کے لئے اتنے خرمے بھیج دیئے کہ سب شکم سیر ہو کر کھالیں' پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی' جس کا مضمون ہے کہ: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ (۸:۷۶)

حکایت: کسی مرد صالح کی ایک صالحہ عورت تھی وہ بالکل فقیر آدمی تھا اس کے پاس سوائے ایک بکری کے کچھ نہ تھا جب عید کا دن ہوا تو اس شخص نے بکری کی قربانی کرنا چاہا' عورت بولی: ہمیں قربانی نہ کرنے کی اجازت ہے پھر ایک روز ان کے یہاں ایک مہمان آ گیا عورت نے کہا کہ مہمان کے لئے بکری ذبح کردو اس شخص نے گھر سے باہر لے جا کر اسے ذبح کیا تاکہ بچے غصہ نہ کریں اتنے میں عورت دیکھتی کیا ہے کہ گھر کی دیوار پر ایک بکری چلی آ رہی ہے اس کے بعد وہ گھر میں اتر آئی عورت سمجھی کہ شاید بھاگ کر وہی بکری چلی آئی ہے اس نے اپنے خاوند کی طرف جو نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہ بکری اس کے سامنے ذبح کی ہوئی پڑی تھی' عورت کہنے لگی: یقیناً خدا نے ہماری بکری سے اچھی بکری اس کے عوض میں ہمیں عنایت کی ہے' چنانچہ وہ اس کے ایک تھن سے دودھ اور دوسرے تھن سے شہد دوہا کرتی تھی' اس کو یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں ذکر کیا ہے۔

لطیفہ: ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ایک بڑھیا پر گذر ہوا اس نے ان دونوں کے لیے ایک بکری ذبح کی پھر اس کا خاوند ناراض ہوا تو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس ہزار بکریاں اور ہزار اشرفیاں بھیج دیں اور اتنی ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے۔

موعظت: میں نے کتاب العقائق میں دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا لوگوں نے اس کا جنازہ اٹھانا چاہا تو نہ اٹھا سکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ قرض دار تو نہیں ہے اس کی زوجہ بولی میرے مہر کے چار درہم اس پر ہیں حضرت نے فرمایا اسے بخش دے تو تجھے جنت میں چار محل ملیں گے اس نے انکار کیا' تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ اسے فروخت کرلاؤ تاکہ اس مسلمان بیچارے کی رہائی ہو جائے' چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو چار درہم کو فروخت کرلائے اور اس عورت کو دے دیا اور فرمایا: اس میں خدا تجھے برکت نہ دے! اسی لیے عورت کے مہر میں برکت نہیں باقی رہی پھر وہ عورت کافر ہو کر مر گئی۔

روضہ میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ واجب تھا کہ جو مسلمان تنگدست ہو کر مرے اس کا قرض ادا کریں اور بعض کا قول ہے کہ آپ اپنی مہربانی سے ادا کر دیا کرتے تھے آپ پر واجب نہ تھا۔

مؤلف کہتا ہے: اگر کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بددعا کیسی دی حالانکہ عورت کے ذمہ سے اس کو بری کر دینا واجب تھا اس کے کئی جواب ہیں اول یہ کہ عورت نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی تھی۔

دوم یہ کہ اپنی سنگدلی کی وجہ سے خدا نے اسے بُعد تھا کیونکہ اس نے ایک مرد مسلمان پر رحم کھانا گوارا نہ کیا اور قلب قاسی خدا سے دور ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا خدا اس پر رحم نہیں فرماتا۔

سوئم یہ کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی تھی اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وہ نافرمان ٹھہرا خدا کا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اندیشہ میں رہنا چاہیے کہیں ان کو فتنہ یا پُر الم عذاب

آئے لے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر ان کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی آپ فرما دیجئے اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہیں تو میری پیروی کرو خدا تمہارا محب بن جائے گا اور جو کچھ تمہیں رسول دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔

چہارم شاید خدا نے آپ کی زبان مبارک پر اس لیے بددعا جاری کر دی ہو کہ اس کے لیے شقاوت پہلے سے مقدر تھی۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی خدا سے قریب ہوتا ہے لوگوں سے قریب ہوتا ہے جنت سے قریب ہوتا ہے دوزخ سے دور رہتا ہے اور بخیل خدا سے دور ہوتا ہے لوگوں سے دور ہوتا ہے جنت سے دور ہوتا ہے دوزخ کے قریب رہتا ہے اور حدیث میں ہے کہ جب کسی گھر والوں کے پاس مہمان آنے والا ہوتا ہے تو اس کے چالیس روز پیشتر خدا ان کے پاس ایک فرشتہ سفید پرندہ کی صورت میں بھیجتا ہے جس کے دو بازو ہوتے ہیں جو مشرق اور مغرب سے بھی متجاوز ہو جاتے ہیں وہ ان کے دروازہ کے آستانہ پر آ کر کھڑا ہوتا ہے اور پکارتا ہے اے گھر والو اور اس کی آواز سوائے جن وانس کے سارے حاضرین سنتے ہیں اس فرشتہ کو کوئی جواب نہیں دیتا وہ دوبارہ وسہ بارہ پکارتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام اس کو جواب دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ گھر والوں سے کیا چاہتے ہو؟ وہ کہتا ہے: اے جبریلؑ! خدا نے ان کے پاس مجھے بھیجا ہے ان کو مژدہ سناتا ہوں کہ فلاں ماہ میں فلاں روز فلاں شخص ان کا مہمان ہوگا اور جنت سے اس کی روزی میں اپنے ساتھ لایا ہوں اور اس کے پاس سر بمہر ایک رقعہ چونچ میں دبا ہوتا ہے جبریل اس سے پوچھتے ہیں: یہ رقعہ کیسا ہے؟ وہ کہتا ہے: اس میں ان لوگوں کے لئے دوزخ سے رہائی لکھی ہے پھر وہ جبرئیل علیہ السلام کے حوالے کر دیتا ہے اس میں یہ تحریر ہوتی ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ! واحد قہار کی جانب سے فلاں بن فلاں کے لئے برأت کا فرمان ہے اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا چہرہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خوشی کے مارے کھل جاتا ہے فرشتہ دریافت کرتا ہے: اے جبریل! کیا اس سے آپ کو خوشی ہوئی ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہاں قسم اس ذات کی

جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ہوئی تو ہے' پھر وہ فرشتہ کہتا ہے: کیا آپ کی خوشی اور نہ بڑھادوں؟ خدا نے ان کے پاس مجھے بھیجا ہے میں ان کی نیکیاں لکھتا رہوں گا اور ان کے گناہ مٹاتا رہوں گا اور ان کے درجہ بلند کرتا رہوں گا اس وقت تک کہ اس کے یہاں مہمان آجائے گا اور اپنی روزی کھا کر روانہ ہوجائے گا پھر جب وہ روانہ ہوگا تو خدا ان کی طرف ایک نگاہ رحمت کرے گا پھر ان کے زندہ ہر جگہ، مردہ، حاضر، غائب، چھوٹے بڑے، مرد عورت، آزاد، غلام سب کو بخش دے گا یہ روض العلماء میں مذکور ہے۔

حکایت: اللہ تعالیٰ نے جب جبرئیل علیہ السلام کو قوم لوط کی بستیاں الٹ دینے کا حکم فرمایا تو انہوں نے فرشتوں سے کہا: ایک خدا کا سچا دوست ہے اس کی زیارت کرنا' چنانچہ وہ شب کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے آپ نے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا اور وہ بچھڑا سارہ رضی اللہ عنہا کو نہایت عزیز تھا کیونکہ انہوں نے اُسے پالا تھا اُن کے کوئی اُس وقت تک اولاد نہ تھی ابراہیم علیہ السلام نے دروازہ کی دراڑ سے جو دیکھا تو وہ کھڑی تھیں اُن سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا میں مہمانوں کی خدمت کے لئے کھڑی ہوں' انہوں نے کہا: مہمان تو تمہیں دیکھتے نہیں' وہ بولیں: میرا خدا تو مجھے دیکھتا ہے' جب ان مہمانوں نے اس میں سے کچھ نہ کھایا تو سارہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے اُس کا سبب پوچھا انہوں نے جواب دیا نہ بچھڑا ہی باقی رہا نہ ثواب ہی ملا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: اے ابراہیم! سارہ کو اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دیجئے پھر بچھڑے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا وہ حکم خدا سے زندہ ہوگیا اور کہا: جو دوبارہ بچھڑے کے زندہ کردینے پر قادر ہے وہ لڑکا دینے پر بھی قادر ہے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے مال میں عام طور پر بیل اور گائیں تھیں۔ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بعض لغات میں عجل بکری کو کہتے ہیں۔

حکایت: خدا نے جب ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ ان کے تو بی بی اور بچہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے دل میں سوائے میرے کچھ نہیں ہے تم جا کر انہیں آزمالو چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آئے اور وہ بکریاں چرا رہے

تھے اوران کے چار ہزار کتے تھے ہر کتے کے گلے میں سونے کا پٹا پڑا ہوا تھا دونوں نے اُن سے ان سب کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اس لیے کہ دنیا مردار ہے اوراس کے طالب کتے ہیں اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کے لئے کھانا پیش کیا' ان دونوں نے کہا: بلا اس کی قیمت دیئے ہم نہ کھائیں گے' آپ نے فرمایا: اس کی قیمت یہ ہے کہ شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اورآخر میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" ہو دونوں بولے آپ ہی کا حق ہے کہ آپ خلیل ہوں پھر دونوں نے نہایت الحانی سے کہا:

سبحان اللّٰه من قديم ماا قدمه ومن كريم ما اكرمه ومن رحيم ما ارحمه سبوح قدوس ربّ الملائكة و الروح۔

خدا پاک ہے وہ قدیم ہے اس کے قدم کا کیا کہنا ہے وہ کریم ہے اس کے کرم کا کیا کہنا ہے وہ رحیم ہے اس کے رحم کا کیا کہنا ہے وہ منزہ و مقدس ہے فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے خوشی میں آ کر کہا: اسے دوبارہ کہنا! انہوں نے کہا: ہم بغیر کچھ لیے نہیں کہتے' ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جتنی بکریاں میرے ملک میں ہیں میں نے سب تمہیں دے ڈالیں' ان دونوں نے پہلے سے زیادہ خوش آوازی سے کہا' ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے کہا: تیسری بار اور کہنا! دونوں نے پھر کہا: ہم بغیر کچھ لیے نہیں کہتے' ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ میرے گھر میں متاع اور اولاد ہیں میں نے تمہیں سب دے ڈالے' انہوں نے اور زیادہ خوش آوازی سے کہا' ابراہیم نے پھر چوتھی بار کہنے کی فرمائش کی' انہوں نے پھر جواب دیا کہ بغیر کچھ لیے ہم نہیں کہتے' ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میں نے اپنا نفس تمہیں ہبہ کر دیا میں تمہارا چوپان بنوں گا' دونوں نے اُن سے کہا: خدا تم کو تمہارے مال و اولاد میں برکت دے! میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں' ابراہیم علیہ السلام بولے: اور میں خلیل اللہ ہوں میں اپنی دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتا' اس پر خدا نے انہیں حکم دیا کہ سب کو بیچ کر اُس کی قیمت سے اراضی خریدیں اور اُسے وقف کر دیں' اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے زہرۃ الریاض میں ذکر کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دو خصلتیں مومن

میں جمع نہیں ہوتیں: بخل اور بد خلقی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خدا نے کوئی ولی بلا سخاوت کے نہیں پیدا کیا اور یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام نے ابلیس سے کہا: مجھے بتلا کہ سب سے زیادہ محبوب تجھے کون شخص ہے اور سب سے زیادہ مبغوض تیرے نزدیک کون ہے؟ اُس نے کہا: سب سے زیادہ محبوب مجھے مومن بخیل ہے اور سب سے زیادہ مبغوض مجھے فاسق سخی ہے، مجھے خوف ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر اس کی سخاوت پر پڑے گی تو اُسے مقبول بنا لے گا۔

حکایت: جعفر حداد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں جہاز پر سوار تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ تین روز سے نہ کچھ کھاتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے میں نے اس سے دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میں نصرانی ہوں میں نے اپنے پر توکل کیا ہے پھر جب ہم جہاز سے نکلے تو اُس نے میرے ساتھ رہنے کی درخواست کی اس شرط سے کہ نہ میں مسجد میں جاؤں اور نہ وہ گرجا میں جائے چنانچہ تین روز تک ہم ٹھہرے رہے شب کو ایک سیاہ کتا اُس کے پاس ایک روٹی لایا اور جب میں نماز مغرب پڑھ چکا تو میرے پاس ایک شخص ایک خوان میں کھانا لایا میں نے اُس سے کہا کہ میرے ساتھی کو دے دے جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میرے پاس آ کر مسلمان ہو گیا میں نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میرے پاس میرا ایسا شخص روٹی اور تیرے پاس تیرا ایسا شخص لایا تو نے اپنے نفس پر مجھ کو ترجیح دی اس سے میں نے جان لیا کہ میرے دین سے تیرا دین بہتر ہے اس کو یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

مہمان نوازی کے فضائل اور برکتیں

حکایت: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک مجوسی آیا آپ اس کے لئے کھانا لے آئے اس کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کیا تجھے اسلام کی رغبت ہے یہ سن کر اس نے کھانا چھوڑ دیا اور چلا گیا' خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی: اے ابراہیم! میں اس کو باوجود اُس کے کافر ہونے کے چالیس برس سے رزق دے رہا ہوں اور آپ چاہتے ہیں کہ ایک بار کھلا کر اس کو اس کے دین سے پھیر دیں' اس پر ابراہیم علیہ السلام اس کی تلاش میں نکلے جب وہ

ملا تو اُس سے یہ ماجرا بیان کیا وہ اسلام لے آیا اور اُن کے ساتھ کھانا کھانے لوٹ آیا' ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس کوئی شخص آیا جو آتش پرست تھا انہوں نے اُس کی مدارات کی فرشتوں نے کہا: اے ہمارے رب! آپ کے خلیل آپ کے دشمن کی مدارات کرتے ہیں' ارشاد ہوا کہ میں اپنے خلیل کو تم سے زیادہ جانتا ہوں' اے جبریل! اُتر کر اُن کے پاس جا اور فرشتوں کا شبہ اُن پر پیش کر چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے اس کی اطلاع دی' انہوں نے کہا: میرے ربّ سے کہہ دینا کہ میں نے جود و بخشش آپ سے سیکھی ہے کیونکہ آپ گنہگاروں کے ساتھ احسان سے پیش آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جود خدا کی جود سے ہے پس جود کیا کرو خدا تم پر جود و بخشش کرے گا سن لو خدا نے جود کو پیدا کر کے ایک آدمی کی صورت پر بنایا ہے اور اس کی جڑ کو شجرہ طوبیٰ میں جما دیا ہے شاخوں کو سدرۃ المنتہیٰ کی شاخوں سے باندھا ہے اور اس کی کچھ شاخوں کو دنیا کی طرف لٹکا دیا ہے پس جو اُس کی کسی شاخ سے لٹک جائے گا خدا اس کو جنت میں داخل کر دے گا کیونکہ سخا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور خدا نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا ہے اور اُس کی جڑ کو زقوم کی جڑ میں جما دیا ہے اور اس کی بعض شاخوں کو دنیا کی طرف لٹکا دیا ہے پس جو اس کی کسی شاخ سے لٹک گیا اس کو دوزخ میں داخل کرے گا کیوں کہ بخل کفر سے ہے اور کفر دوزخ میں ہے' اس کو احیا میں ذکر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی ایماندار کے گھر مہمان آتا ہے تو اُس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہیں اور گھر والے کے لئے ہر لقمہ کے عوض میں جو مہمان کھاتا ہے ایک حج اور ایک عمرہ لکھا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان سے ناگواری مت ظاہر کرو کیونکہ جب وہ آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب روانہ ہوتا ہے تو گھر والوں کے گناہ لے کر روانہ ہوتا ہے۔ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مہمان سے زیادہ محبوب کوئی شئی نہیں ہے کیونکہ اُس کا رزق خدا پر ہے اور خدا کے فضل سے اس کا ثواب مجھ کو ملتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرویؐ ہے: جو اپنے بھائی کو شکم سیر کر کے کھلاتا ہے اور سیراب کر کے پلاتا ہے' خدا اُس کو دوزخ سے سات خندقوں کے برابر دور کر دیتا ہے کہ ہر دو خندق کے

درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے اس کو طبرانی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر کسی پر فرشتے رحمت بھیجا کرتے ہیں جب تک اس کا دسترخوان بچھا رہتا ہے اور کتاب شرعۃ الاسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ہر شئے کی ایک زکوٰۃ ہے اور گھر کی زکوٰۃ مہمان خانہ ہے۔ بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی ایماندار کسی ایماندار کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلاتا ہے خدا اس کو قیامت میں جنت کے میوے کھلائے گا اور جو کوئی ایماندار تشنگی کی حالت میں کسی ایماندار کو پانی پلاتا ہے خدا اُس کو قیامت میں رحیق مختوم سے سیراب کرے گا اور جو کوئی ایماندار کسی ایماندار کو عریانی کی حالت میں لباس پہناتا ہے خدا اُس کو جنت کی پوشاک پہنائے گا اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: یقیناً خدا اپنے اُن بندوں سے جو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ میں نے کتاب النورین وصلاح دارین میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے جب تک اس سے ایک پیوند بھی باقی رہتا ہے وہ خدا کی نگہبانی میں رہتا ہے۔

فائدہ: میں نے ابن عبدالسلام کے قواعد میں دیکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ایک مسکین کو دس روز تک کھانا کھلانے سے افضل ہے اس لیے کہ جماعت میں ممکن ہے کہ کوئی خدا کا ولی ہو اور اس لیے کہ جماعت کی دعا کی قبولیت کی ایک شخص کی دعا کی قبولیت سے زیادہ امید ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے لوگوں کو اپنے گھر بلایا اور ان کے لئے دسترخوان بچھایا اور کوئی برتن ٹوٹ گیا تو ان لوگوں کو اس کا ضمان دینا پڑے گا یا نہیں اس میں ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مختلف ہے پس کہا ہے کہ وجہ وجوب ضمان ہے یہ تسہیل المقاصد میں اُن کے الفاظ ہیں اور کتاب احکام الاوانی میں کہا ہے اور برتن بھی اُسی کے ہیں اور مہمانوں کے سامنے جو برتن رکھے جاتے ہیں اُن کے ضمان میں داخل نہیں ہیں لیکن اگر کوئی بلا اذن مالک کے اپنے

ساتھی کے پاس کوئی برتن اٹھا کر رکھ دے تو ضامن ہوگا اور اگر اس کو اجازت ہے تو وہ وکیل ہے اور جس کے پاس اٹھا کر پہنچا دیا ہے وہ عاریت لینے والا ہے بشرطیکہ اُس نے اس سے مانگا ہو پس اُس کی ضمان میں ہو جائے گا بشرطیکہ اس کے ہاتھ میں تلف ہوا ہو اور اگر رکھ دینے کے بعد تلف ہوا تو ضمان نہیں۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص بے بلائے کھانا کھانے جائے وہ چور بن کر گیا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے جو کوئی لوگوں کی دعوتوں میں بغیر بلائے بلاضرورت اور بغیر دعوت کرنے والے کی اجازت کے جایا کرتا ہو اس کی شہادت مقبول نہیں لیکن اگر وہ سلطان یا اُس کی مثل کسی کی دعوت میں گیا تو وہ مقبول الشہادۃ ہے۔

مسئلہ: شادی کا ولیمہ سنت ہے اور اس کا وقت وہ ہے جب کہ بی بی کے پاس جا چکے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے وقت عقد سے گنجائش مستنبط کی ہے اور اس کا قبول کرنا فرض عین ہے بشرطیکہ قاضی اور عبد غیر ماذون نہ ہوا اور نیز یہ کہ اول روز اُسے بلایا ہو اگر کسی نے تین روز دعوت ولیمہ کی تو دو روز قبول کرنا واجب نہیں اور تیسرے روز مکروہ ہے اور نیز یہ کہ اُس میں اغنیا کی تخصیص نہ ہو نہ یہ کسی کی جاہ کی وجہ سے اس کے خوف یا کسی طمع سے گیا ہو اور نیز یہ کہ وہاں کوئی اذیت دہ یا ایسی شئے نہ ہو جس کے ساتھ بیٹھنا نامناسب ہو نہ کوئی امر منکر پایا جاتا ہو مثلاً ریشمی فرش یا پوری تصویریں جو بچھونے یا زمین یا گدیلے پر نہ ہوں اور اگر اس کے جانے سے وہ امر منکر دور ہو جائے تو ضرور حاضر ہو نیز یہ کہ جس کی دعوت کی گئی ہو وہ بیمار نہ ہو یا ایسے عذر میں نہ مبتلا ہو جس سے جماعت کی اجازت ہے اور یہ کہ بلانے والا مرد مسلمان ہو اجنبی عورت نہ ہو ورنہ اس کا قبول کرنا واجب نہیں اگر ایک جماعت نے اسے بلایا تو پہلے جس نے بلایا ہو اُس کی دعوت قبول کرے پھر قرابت میں جو قریب ہو پھر جس کا گھر قریب ہو اگر ان باتوں میں برابر ہوں تو قرعہ ڈال لیا جائے اگر دعوت میں جانے سے اُس نے عذر کیا اور داعی نے قبول کر لیا تو وجوب ساقط ہو گیا اور کھانا واجب نہیں ہے اگر کسی عورت نے عورتوں کو بلایا وہ ویسا

ہی ہے جیسا کہ مردوں کی نسبت پہلے بیان ہو چکا اگر کسی عورت نے مردوں کو بلایا تو قبول کرنا واجب ہے بشرطیکہ خلوت محرمہ نہ ہوئی ہو اور جائز ہے کہ مہمان ایک دوسرے کو لقمہ کھلا دیں سوائے اس وقت کے کوئی کسی خاص کھانے کے ساتھ مخصوص ہو اس وقت دوسرے کو نہ کھلائے سائل اور بلی کو نہ دے اور بغیر نگلنے کے اس کا مالک نہیں ہوتا اگر کسی دوسرے کا انتظار نہ ہو تو مہمان بلا اجازت میزبان کھا سکتا ہے اگر کسی غائب کا انتظار ہو تو یہاں تک ٹھہرا رہے کہ وہ آجائے اگر کسی نے کوئی کھانا غصب کر کے خود اس کے مالک کو دعوت میں کھلا دیا تو مالک رجوع نہیں کر سکتا۔

حکایت: عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک سال حج کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جب تو بغداد میں پہنچنا تو بہرام مجوسی کو میرا اسلام کہہ دینا اور اُس سے کہہ دینا کہ خدا تجھ سے راضی ہے جب میں واپس ہو کر پہنچا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے خدا کے نزدیک کوئی نیکی کی ہے اُس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کا اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا ہے اور دعوت ولیمہ کھلائی تھی' میں نے کہا: یہ تو حرام ہے اس کے سوا بھی کوئی عمل کیا ہے' اس نے کہا: میں نے خود اپنی بیٹی سے نکاح کر کے ولیمہ کیا تھا' میں نے کہا: یہ بھی حرام ہے اس کے سوا بھی تو نے کوئی عمل کیا ہے' اس نے کہا: میرے یہاں ایک مسلمان عورت آئی تھی اور اس نے میرے چراغ سے اپنا چراغ روشن کر لیا جب وہ دروازہ پر پہنچی تو میں نے گل کر دیا اُس نے پھر لوٹ کر روشن کیا میں نے پھر دروازے پر گل کر دیا اسی طرح تین بار ہوا چوتھی بار وہ روشن کر کے چلی گئی اور میں اس کے پیچھے ہو لیا اور اس کے گھر تک گیا اور میں نے کہا: شاید یہ جاسوس ہے' اس کے بعد میں نے سنا کہ اُس کے بچے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بھوک ستا رہی ہے وہ بولی مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے غیر سے کچھ مانگوں یہ سن کر میں لوٹ آیا اور کھانا لے کر اُن کے پاس لے گیا' اس وقت میں نے اُس سے کہا کہ بشارت سن! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یقیناً خدا تجھ سے راضی ہے اس پر وہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام نہایت خوب ہوا۔

حکایت: تاتارخانیہ میں میں نے دیکھا ہے کہ بغداد میں تونگروں کا ایک محلّہ تھا جب کوئی محتاج ہو جاتا تھا تو اس کے لیئے مال جمع کر دیتے تھے چنانچہ ایک شخص کو پانچ ہزار کی حاجت ہوئی ان سب نے اس کے لیئے جمع کرنا چاہا لیکن ایک مجوسی نے چھپا کر انہیں دس ہزار دے دیئے پانچ ہزار قرض کے لیئے اور پانچ ہزار تجارت کرنے کے لیئے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ تو نے ایک مسلمان کی مصیبت کو دور کیا خدا نے تیری قدر دانی کی اُس نے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں پس وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا جب صبح ہوئی تو جامع مسجد میں جا کر اس نے مسلمانوں سے اپنا قصہ بیان کیا۔

حکایت: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا نبی اللہ! میرے باغ میں فلاں شخص کا ایک گچھا ہے جس میں خرمائے تر لگتے ہیں اور وہ مجھے ایذا پہنچاتا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہلا بھیجا کہ فلاں کے باغ میں جو تیرا گچھا ہے وہ میرے ہاتھ فروخت کر ڈال' اُس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! میرے ہاتھ فروخت کر ڈال' اُس کے عوض میں تجھے جنت کا گچھا ملے گا' اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ سے زیادہ بخیل کوئی شخص نہیں دیکھا سوائے اس شخص کے جو سلام سے بھی بخل کرتا ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص السلام علیکم کہتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ کہتا ہے اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں' اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذر ہوا تو اس نے کہا: السلام علیکم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس نیکیاں ہوئیں پھر دوسرا گذرا اُس نے کہا: السلام و علیکم ورحمۃ اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیس نیکیاں ہوئیں' پھر اور دوسرا گذرا اُس نے کہا: السلام و علیکم ورحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیس نیکیاں

ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لوگوں میں خدا سے قریب تر وہ ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کیا کرے اس کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے جب کوئی مسلمان مسلمان کو سلام کرتا ہے اور وہ جواب نہیں دیتے تو خدا ان سے روح القدس کو نکال لیتا ہے اور فرشتے اُس کو جواب دیتے ہیں اور یقیناً شیطان مسلمان کے اپنے بھائی کو سلام کرنے سے روکتا ہے اور کہتا ہے: ہائے رے تباہی! یہ دونوں الگ بھی نہ ہونے پائیں گے اور بخش دیئے جائیں گے اگر کہا جائے اس میں کیا حکمت ہے کہ ابتداء سلام کرنا تو سنت ہے اور جواب دینا فرض؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب خدا نے قلم کو پیدا کیا تو ارشاد فرمایا کہ میری توحید لا الٰہ الا اللہ لکھ' پھر فرمایا: محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھ' جب قلم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا' سجدہ کیا اور سجدہ میں پڑھنے لگا:

سبحان الموصوف بالکرم سبحن الرؤف الارحم۔

جو کرم کے ساتھ موصوف ہے وہ پاک ہے جو مہربان اور نہایت رحم والا ہے وہ پاک ہے۔

الٰہی! مجھے آپ کا اسم اعظم تو معلوم ہو چکا ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں جن کے نام کو آپ نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے؟ ارشاد ہوا: اے قلم! با ادب بن اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں نے اپنی خلق کو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا کیا ہے ذکر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حلاوت سے قلم پھٹ گیا اور کہنے لگا: السلام علیکم یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اسے کوئی نہ ملا جو اس کے سلام کا جواب دیتا' پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: و علیک السلام ورحمتی وبرکاتی! اس لیے ابتدا سلام کرنا سنت ٹھہرا کیونکہ وہ مخلوق کی جانب سے تھا اور جواب فرض ہوا کیونکہ وہ خالق کی طرف سے تھا۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا میں تمہیں تین ایسی باتیں نہ بتلا دوں جو تمہارے لیے نفع بخش ہوں' انہوں نے کہا: کیوں نہیں! ضرور بتلایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میری امت میں سے کسی سے ملا کرو تو اسے سلام کیا کرو تمہاری عمر دراز ہوگی اور اگر اپنے گھر جایا کرو تو سلام کیا کرو تمہارے گھر

میں خیر و برکت ہوگی اور چاشت کی نماز پڑھا کرو کیونکہ وہ براء واوّابین (یعنی نیکوکار خدا کی طرف رجوع ہونے والوں) کی نماز ہے۔

لطیفہ: میں نے ابن ابی جمرہ کی شرح بخاری میں دیکھا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتے تھے تو پہلے سلام کرتے تھے پھر ایک روز انہوں نے ان کی طرف التفات نہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے سلام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے التفاتی کی اطلاع کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سبب دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے شب گذشتہ کو ایک محل خواب میں دیکھا تھا، میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کے لئے ہے، مجھے جواب ملا کہ جو شخص اپنے ساتھی کو پہلے سلام کیا کرنے اس کے لیے ہے، اس لیے میں نے چاہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بارہ میں اپنے نفس پر ترجیح دوں۔ تہذیب الاذکار میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکور ہے، انہوں نے بیان کیا: انسان کے کرم سے یہ بات ہے کہ شناسائی ہو یا نہ ہو سب کو سلام کرے اور اس غالب گمان پر کہ وہ جواب نہ دے گا سلام ترک نہ کرے کیونکہ اس کو تو فرشتے جواب دے ہی دیں گے۔

مسئلہ: جس شخص نے کسی کو سلام کیا اُسے جواب دینا چاہیے تھا اور اُس نے نہ دیا تو یہ کہہ دینا مستحب ہے کہ سلام کے جواب دینے میں میں نے اپنا حق اس سے معاف کیا یا اسے اس کی اجازت دے دی سمجھ لو کہ جواب دینا ایک شخص پر تو فرض عین ہے اور جماعت پر فرض کفایہ ہے اور ہر شخص کو فرض کفایہ ادا کرنے کا ثواب ملے گا کیونکہ ہر شخص کا جواب فرض کفایہ ہوگا جیسے کہ لوگ جنازے کی نماز پڑھیں تو سب پڑھنے والوں کا فرض کفایہ ادا ہوگا اگر ایک شخص بھی جواب دے دے تو کافی ہے بشرطیکہ پورا مرد ہو پس لڑکے کے جواب دینے سے ساقط نہ ہوگا کیونکہ اس سے جی گھبراتا ہے بخلاف نماز جنازہ کے کیونکہ وہ لڑکے کے پڑھنے سے بھی ساقط ہو جاتی ہے اس لیے کہ اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہے اگر پہلے سلام کرنے والا السلام علیکم کہے اور دوسرا بھی یہی کہہ دے تو کافی ہے بشرطیکہ آگے پیچھے کہا ہو ورنہ ہر شخص پر دوسرے کا جواب دینا واجب ہے اور جواب پہنچانا سلام سے واجب ہے

جیسے قبول ایجاب کے ساتھ ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں واو عطف لائے اور وعلیکم السلام کہے اور لفظ سلام کو ابتداء میں معرفہ لا کر السلام کہنا افضل ہے اس وقت جواب میں بھی غالباً یہی واجب ہوگا اور سلام علیکم یا سلام اللہ علیکم کہنا بھی کافی ہے اور نماز میں یہ کافی نہیں۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے: اگر کوئی ابتداء سلام کرتے وقت علیکم السلام کہے تو وہ مخالف سنت ہے روضہ میں مذکور ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ بھی سلام ہے سوار پیدا کو سلام کرے اور پیدل بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو اگر عربی کے سوا کسی زبان میں سلام کرنے کو سمجھتا ہوا سے جواب دینا واجب ہے لڑکوں کو سلام کرنا مسنون ہے بخلاف قرأت کرنے والے یا کھانے والے کے جب لقمہ اُس کے منہ میں ہو یا جو حمام میں ہو یا قضائے حاجت کر رہا ہو ایسے ہی موذن اور مدرس یا راوی حدیث ان پر جواب دینا واجب نہیں بلکہ ان کو اشارہ سے جواب دینا کافی ہے اور جو نرد اور کاب کھیل رہا ہو اس کو سلام نہ کرے کیونکہ یہ دونوں کھیل حرام ہیں نہ شطرنج کھیلنے والے کو نہ کبوتر باز کو سلام کرے اور عورتوں کا عورتوں کو سلام ایسا ہی ہے جیسا مردوں کا مردوں کو اگر مرد عورت کو یا عورت مرد کو سلام کرے تو اگر ان دونوں میں محرمیت یا زوجیت کا علاقہ ہو تو سنت ہے ورنہ نہیں مگر اس حالت میں کہ بڑھیا ہو جو کسی خالی گھر میں مسجد میں جائے اسے السلام علینا وعلٰی عبداللّٰہ الصالحین کہنا مسنون ہے اور سلام کہلا بھیجنا اگر چہ اور عورتوں کے ساتھ اجنبیہ ہی کو ہے سنت ہے اور اس سے صلہ یعنی ایک قسم کا سلوک جو اقارب کو سلام کہلا بھیجنے سے ہوتا ہے حاصل ہوتا ہے اور اس کا پہنچانا اور جواب دینا واجب ہے اور جواب کہلا بھیجنے میں وعلیک وعلیہ السلام کہہ کر سلام پہنچانے والے کو بھی شریک کر لینا ہے مستحب ہے اور حدیث میں ہے خط و کتاب سے میل جول رکھا کرو اگر گھر دور ہوں۔

لطیفہ: اگر کوئی کہے اگر میں تجھے پہلے سلام کروں تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا پھر دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا تو کسی کا غلام آزاد نہ ہوگا اور قسم اُتر جائے گی بایں معنی کہ اگر اس کے بعد کوئی دوسرے کو ان میں سے پہلے سلام کرے گا تو اس کا غلام آزاد نہ ہوگا یا یہ کہا تھا کہ فلاں کو سلام نہ کروں گا پھر ایک جماعت کو سلام کیا جن میں وہ

بھی تھا اور اس کو لفظاً یا ارادۃً استثناء کر لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر سلام میں اس کا قصد کیا یا مطلق رہنے دیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر نماز سے سلام پھیرا اور جس کی نسبت قسم کھائی تھی وہ اس کا مقتدی تھا وہ بھی اسی تفصیل کے موافق ہے یعنی قصد کرنے سے حانث ہو جائے گا واللہ اعلم۔

لطیفہ: حضرت سلمان فارسی نے ان لوگوں سے جو ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے آئے تھے یہ پوچھا کہ ہدیہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاتھ تو سوائے سلام کے کچھ بھیجا نہیں ہے انہوں نے جواب دیا: اس سے بڑھ کر اور کیا ہدیہ ہوگا اور سلام کے معنی یہ ہیں کہ تم پر خدا کا سلام ہو اور بعض نے کہا ہے کہ سلام تمہارا ملازم ہو اور قاضی ابوالطیب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: ''اللّٰھم انت السلام'' میں سلام خدا کا نام ہے ''ومنك السلام'' میں مراد ہے کہ سلامتی خدا سے ہے ''فحینا ربنا بالسلام'' سے مراد یہ ہے کہ اپنی ملاقات کے روز آفات سے ہماری سلامتی کو ہماری تحیت بنا دے اور بعض نے کہا ہے: ''السلام علیکم'' کے معنی اللہ معکم کے ہیں یعنی خدا تمہارے ساتھ ہے اس بنا پر علی معنی میں مع کے ہیں لیکن جو سلام تشہد میں ہے اس کے معنی ہیں تم پر سلامتی ہو اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں نقل کیا ہے۔

لطیفہ: ایک شخص نے ایک عورت کو دس مردوں کے ساتھ دیکھا اور اس پر انکار کیا' وہ بولی: ان میں سے ایک میرا خاوند ہے اور پانچ میرے غلام ہیں اور چار میرے بھائی ہیں اور یہ سب ایک ہی شکم سے پیدا ہوئے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت نے ایک لونڈی خریدی جس کے چھ بیٹے تھے ان میں سے ایک کو آزاد کر کے اس سے اپنا نکاح کر لیا پھر وہ لونڈی اپنے باپ کو ہبہ کر دی اس سے چار لڑکے اور پیدا ہوئے۔

مسئلہ: خاوند کے ذمہ اپنی عورت کے ساتھ خلوت کرنے سے امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک مہر مستقر و مؤکد ہو جاتا ہے اگر وہ تنہا سوتی رہی ہو اور ایسی ہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر علامات زفاف پائی جائیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر جماع یا دونوں میں سے ایک کی موت کے مستقر نہیں ہوتا۔

دو فائدے

پہلا فائدہ: میں نے نزہۃ النفوس والافکار میں دیکھا ہے کہ دریائے ہندوچین کے پہاڑوں میں کافور کے بڑے لمبے لمبے درخت ہوتے ہیں اور بڑے اتنے کہ سو سوار اس کے سایہ میں آجائیں اور کافور اُس کا گوند ہے گلاب اور صندل کے ساتھ کافور کا سونگھنا محرور مزاجوں کو نافع ہے اور کھانے اور لگانے سے طاعون کو نافع ہے اور دماغ کو تقویت بخشتا ہے اگر سرکہ اور گلاب ملا کر سر پر لگایا جائے گرمی کے دردِ سر کی خصوصاً نفاس والی عورت کے دردِ سر کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔

نمک کے فوائد

دوسرا فائدہ: بروایت حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب کھانا کھایا کرو تو نمک سے شروع کرو اور نمک ہی پر ختم کیا کرو کیونکہ نمک میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں سے پہلے جذام و برص اور دردِ حلق اور دردِ دنداں اور دردِ شکم ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو ہر شے کے پہلے اور بعد نمک کھا لیا کرے خدا اس سے تین سو ساٹھ قسم کی بلاؤں کو جن میں سے ادنیٰ درجہ جذام ہے دور رکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تمام سالنوں کا سردار نمک ہے۔ اطباء کا قول ہے کہ جب نکسیر کی زیادتی ہو تو اس کا علاج دونوں قدموں کا نمک سے ملنا ہے اور اگر کہربا لٹکا لیا جائے تو وہ بھی نکسیر کا قاطع ہے اور وہ ایک قسم کا گوند ہے جو ممالک روم میں ہوتا ہے اور میں نے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی طب نبوی میں دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار بچھو نے کاٹ لیا آپ نے پانی میں نمک گھول کر مقام گزیدگی پر لگا دیا' میں نے عوارف المعارف میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھا ہے' اُن کا بیان ہے کہ بچھو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں پیر کے انگوٹھے میں کاٹا تھا' آپ نے فرمایا: میرے پاس وہ سفید شے لے آؤ جو خمیر میں ڈالی جاتی ہے ہم نمک لے آئے آپ نے اپنی ہتھیلی پر رکھ تین بار تھوڑا سا چاٹ لیا پھر باقی کو مقام گزیدگی پر لگا دیا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون

ہو گیا۔ میں نے نزہۃ النفوس والافکار میں دیکھا ہے کہ سانپ کو جب بچھو کاٹ کھاتا ہے تو وہ نمک تلاش کرتا ہے اگر اس کو مل جاتا ہے تو اس پر سو رہتا ہے ورنہ مر جاتا ہے اور میں نے سیرۃ ابن ہشام میں دیکھا ہے کہ ایک عورت حائضہ ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نمک اور پانی استعمال کرنے کا امر فرمایا چنانچہ وہ اس سے طہارت کرتی تھی اور میں نے طبقات ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ میں بعض علماء شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دیکھی ہے کہ اُن کے نزدیک نمک سے تیمم جائز ہے لیکن یہ ضعیف ہے البتہ یہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور باب صدقہ میں آتا ہے کہ یہ حلال نہیں۔

مسئلہ: اگر آبی نمک پگھل جائے تو اُس سے وضو کرنا صحیح ہے بخلاف اُس نمک کے جو زمین سے نکلتا ہے اگر آبی نمک کے ملنے سے پانی میں تغیر کثیر آ جائے تو اُس سے وضو صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی سے کہا کہ سال بھر میں تجھے کتنا رزق درکار ہے اُس نے کہا: گیہوں کا ایک دانہ آپ نے اُس کو ایک شیشی میں بند کر دیا اور اُس میں ایک دانہ گیہوں کا ڈال دیا جب سال گذر گیا تو اُسے جو کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُس نے صرف آدھا دانہ کھایا تھا آپ نے اس سے اس کا سبب پوچھا اُس نے جواب دیا: بند کرنے کے قبل تو میرا خدا پر بھروسہ تھا اور بند کرنے کے بعد آپ پر بھروسہ ہو گیا اس لیے مجھے خوف ہوا کہ کہیں آپ مجھے فراموش نہ کر دیں اس لیے میں نے آدھا دانہ آئندہ سال کے لئے ذخیرہ کر رکھا اس کے بعد خدا سے آپ نے درخواست کی کہ میں ایک روز تمام جانوروں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں چنانچہ آپ نے بہت سا کھانا جمع کیا خدا نے دریا سے ایک مچھلی بھیجی جو سب کا ایک لقمہ کر گئی پھر اُس نے کہا: اے نبی اللہ! میں ابھی بھوکی ہوں آپ علیہ السلام نے کہا: میں روزانہ تجھے اس سے زیادہ کھلاؤں گا اُس نے کہا: ہاں! کئی گنا زیادہ اور بکثرت ہو۔ حادی القلوب الطاہرہ میں ہے کہ اُس نے کہا: اے نبی اللہ! میں روزانہ ستر مچھلیاں کھاتی ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کی روزانہ خوراک پانچ ہزار اونٹنیاں اور پانچ ہزار گائیں اور بیس ہزار بکریاں تھیں۔

حکایت: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے روم کے قیدیوں کی ایک جماعت پیش کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا انہوں نے اعراض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن مارنے کا حکم دیا جب آخری شخص تک نوبت پہنچی تو تلوار نے کام نہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تعجب آیا' جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قتل نہ کیجئے کیونکہ وہ سخی ہے اور خدا سخی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

لطیفہ: ایک بار ہد ہد نے حضرت سلیمان سے کہا: اے نبی اللہ! آپ کی مع لشکر کے فلاں روز میرے یہاں دعوت ہے جب وہ دن آیا تو سب کو ہد ہد سمندر کے بیچ میں ایک جزیرہ میں لے گیا اور ایک ٹڈی پکڑ لایا اور اسے سمندر میں ڈال کر کہنے لگا جس کو گوشت نہ ملا ہو وہ شوربا ہی پی لے اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپس میں ہدیہ بھیجا کرو تم میں محبت ہوگی کیونکہ یہ محبت کو بڑھاتا ہے اور سینہ کے کینہ کو دور کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہدیہ خدا کی روزی ہے جو اُسے قبول کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے قبول کرتا ہے اور جو اسے پھیر دیتا ہے وہ خدا ہی کو پھیر دیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: تمہارے ہم نشین تمہارے ہدیہ کے شریک ہیں بعض نے کہا ہے کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ کرم کے طور پر ہے اور یوسف علیہ السلام نے کہا ہے کہ یہ میوے وغیرہ میں ہے۔

فائدہ: اگر گھر میں ہد ہد کے پروں کی دھونی دی جائے تو اُس سے کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں اگر وہ عورت جس کو جریان خون کی بیماری ہو لٹکائے تو اسے دور کر دے اور عاشورا میں گذر چکا ہے کہ اگر اس کی آنکھ کوئی لٹکائے تو اس کا نسیان دور ہو جائے اور اگر اُسے تیل میں پیس کر چہرہ پر ملے تو جو اسے دیکھے محبت کرنے لگے اور اس کا گوشت قولنج کو نافع ہے اور امامین رحمۃ اللہ علیہما کے پاس صحیح مذہب کے موافق اُس کا گوشت حرام ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

موعظت: میں نے ابن ابی جمرہ کی شرح بخاری میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے جس نے اپنے بھائی کی سفارش کر دی اور اس کی وجہ سے اس نے اسے ہدیہ بھیجا اور اس نے منظور کر لیا تو اس نے سود کا ایک بڑا دروازہ کھول لیا اگر کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے جو مجھے ایک دست یا پایہ بھی ہدیہ میں دے تو میں قبول کر لوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اونچا دینے والا ہاتھ ہے اور نیچا مانگنے والا پس ان دونوں حدیثوں میں کیونکہ تطبیق ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ جو مانگ کر لے اُس کا ہاتھ نیچا ہے ورنہ اُس کا ہاتھ اونچا ہوگا کیونکہ ہدیہ کا قبول کرنا سنت ہے جو اُسے قبول کرتا ہے اُس کا ہاتھ نیچا نہیں ہوتا اور پایہ سے بکری کا پایہ مراد ہے اور صحیح بخاری میں ہے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہدیہ ہدیہ تھا لیکن ہمارے زمانہ میں رشوت ہو گیا۔

مسئلہ: اگر کسی نے لڑکے کا ختنہ کیا اور دعوت کی اور لوگ ہدیہ لے گئے لیکن باپ یا لڑکے کا نام نہیں ہے تو وہ ہدیہ لڑکے کا ہوگا یا باپ کا۔ قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہدیہ لڑکے کا ہوگا اور باپ پر واجب ہے کہ لڑکے کے لئے قبول کرے اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ باپ کی ملک ہوگا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہی اقویٰ اور اصح ہے اور باپ کو اختیار ہے کہ لڑکے کو ہدیہ دے کر رجوع کر لے مثل ہبہ کے اور ماں دادا اور دادی سب باپ کے مثل ہیں اور اُن کو بھی صدقہ دے کر واپس کر لینا جائز ہے اور شیخ نجم الدین نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ جو بہوار (لین دین) شادی و تقریبات کے موقع پر دینے دلانے کی عادت ہے وہ دینے والے کا دَین ہے اسے لینے والے سے مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے اور اس میں عرف کا کچھ اعتبار نہیں عرف کا کچھ اثر نہیں کیونکہ وہ مضطرب ہوتا ہے بسا اوقات کوئی شخص بہوار دلوائے دیتا ہے پھر مانگتے ہوئے شرماتا ہے۔ مؤلف کہتا ہے: ہمارے شیخ علامہ شمس الدین حامد رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ خاوند شب زفاف کو جو کچھ اپنی زوجہ کو دیتا ہے واپس نہیں کر سکتا اور اگر عورتیں دلہن کو بہوار دیں اور اسے قبضہ میں کرا دیں تو اس میں واپسی نہیں اور اگر اس کی ماں کے حوالے

کریں اور وہ پہلے ان لوگوں کے یہاں بھوار دے چکی تھی تو ماں کا ہے اگر اُس سے ان کا مقصود بدلہ اُتارنا ہو ورنہ دلہن کا ہے اور میں نے ابن عماد رضی اللہ عنہ کے ''ذریعہ'' میں دیکھا ہے کہ جب شادیوں اور ختنہ میں معاوضہ لینے کی نیت سے بھوار دینے کی رسم پڑ جائے اور جس کو دیا ہے وہ عوض دینے سے قبل مر گیا تو اس کے ترکہ سے اس قدر اسے دینا چاہیے اور اس کے نظائر ہیں جو انشاء اللہ باب الصدقہ میں آئیں گے۔

حکایت: ابلیس نے نوح علیہ السلام سے کہا آپ کا مجھ پر احسان ہے اور اس کا بدلہ دینا ضروری ہے انہوں نے اُس سے پوچھا یہ کیسا حالانکہ تو مجھے ساری مخلوق سے زیادہ مبغوض تھا اس نے کہا میں آپ کی قوم کے ساتھ نہایت مشقت اٹھا رہا تھا جب سے ان کیلئے آپ نے بددعا کر دی تو مجھے راحت مل گئی پس آپ بخل سے کنارہ کش رہیے کیونکہ قابیل نے اپنی ہمشیرہ ہابیل کو دینے سے بخل کیا تھا اور آپ حسد سے بھی کنارہ کش رہیے کیونکہ میں نے آدم پر حسد کیا پس آپ نے دیکھ لیا کہ مجھ پر کیا کچھ مصیبت نازل ہوئی اور آپ جلد بازی سے بھی کنارہ کش رہیے کیونکہ آپ نے اپنے بیٹے حام کے لئے بددعا کرنے میں جلدی کی تو اس کا بدن سیاہ پڑ گیا۔ عقائق الحقائق میں مذکور ہے اس کا سبب یہ ہوا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اور دوسروں کو حکم دیا تھا کہ کشتی میں کوئی مرد عورت سے قربت نہ کرے حام نے اس کی مخالفت کی آپ علیہ السلام نے اس کو بددعا دی پس اُس کا اور اس کی اولاد کا رنگ قیامت تک کیلئے سیاہ ہو گیا اور اس کی زراعت میں سے ہر شے سیاہ ہو گئی جیسے انجیر سیاہ اور انگور سیاہ۔

فائدہ: شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ سوائے اول وقت پر جلدی سے نماز پڑھ لینے کے اور مہمان کی ضیافت کرنے کے اور قرض ادا کرنے کے اور توبہ کرنے کے اور نا کتخدا لڑکی کا نکاح کر دینے کے اور کاموں میں جلدی کرنا منع ہے اور کسی دوسرے نے غسل میت اس میں اور بڑھایا ہے۔

فائدہ: لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! کہیں مرغ تم سے بہتر نہ ہو جائے کیوں کہ جب نصف شب ہو چکتی ہے تو اپنے ربّ کو یاد کرتا ہے

اور باب تقویٰ میں لقمان کے صاحبزادے کے نام میں خلاف کا ہونا بیان ہو چکا ہے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ مرغ میں دس خصلتیں انبیاء کی سی ہیں وہ بہت ذکر کرنے والا بہادر سخی ہوتا ہے کیونکہ مرغی کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا ہے اور اس کی آنکھ سوتی ہے اور اس کا دل نہیں سوتا میں نے تحفة الحبيب فيما زاد على الترغيب و الترهيب میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے کہ مرغ کو بُرا مت کہا کرو کیونکہ وہ میرا دوست ہے اور میں اس کا دوست ہوں اور میرے دشمن کا وہ دشمن ہے، قسم اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر بنی آدم کو معلوم ہوتا جو اُس کے قرب میں ہے تو اس کا گوشت اور اس کے پر سونے اور چاندی کے عوض میں خریدتے کیونکہ جہاں تک اُس کی آواز جاتی ہے وہاں تک جنوں کو بھگا دیتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ شیطان کو پرندوں میں سب سے مبغوض مرغ اور سب سے زیادہ محبوب مور معلوم ہوتا ہے اور وہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام اور حنابلہ کے نزدیک حلال ہے اور بروایت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ شاخ درشاخ تاج والا سپید مرغ میرا دوست ہے اور میرے دوست کے دوست جبرئیل علیہ السلام سے ہیں اور وہ میرے اور خدا کے دشمن ابلیس کا دشمن ہے، اپنے مالک کے گھر کی حفاظت کرتا ہے اور ساتھ اس کے سولہ ہمسایوں کے گھر کی چار داہنے اور چار بائیں اور چار سامنے اور چار پیچھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی گھر میں رات کو مرغ بھی رہتا تھا اور بروایت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سپید مرغ کو رکھا کرو کیونکہ جس گھر میں سپید مرغ ہوتا ہے نہ اس گھر میں نہ اس کے اردگرد کے گھروں میں شیطان پھٹکتا ہے اور نہ ساحر اور میں نے کسی مجموعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیکھا ہے کہ جو مرغ کے اذان دینے کے وقت لا الہ الا اللہ الحی القویم پانچ بار پڑھتا ہے خدا اس کے چالیس برس کے گناہ بخش دیتا ہے اور ریاض الصالحین میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم گدھے کی آواز سنا کرو تو خدا کی پناہ شیطان سے مانگا کرو کیونکہ اسے شیطان نظر آتا ہے اور جب تم مرغ کی آواز سنا کرو تو خدا کا فضل مانگا کرو

کیونکہ اسے فرشتہ نظر آتا ہے اور جو خواب میں دیکھے کہ وہ شاخ در شاخ تاج والے سپید مرغ کو ذبح کر رہا ہے وہ اپنے اہل وعیال اور مال میں تباہی دیکھتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آتا ہے کہ پرانے مرغ کا گوشت غذا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

حکایت: شیخ تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم سے کہا کہ جب کوئی عجمی جوان میرے پاس آنا چاہے اور میں کرسی پر باتیں کر رہا ہوں تو اُسے روکنا مت دیکھتے کیا ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی چلے آتے ہیں جب وہ اندر آئے تو شیخ کرسی پر سے اُتر پڑے اور اُن سے دیر تک معانقہ کیا پھر کہا: اے اہل بغداد خدا کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ اس کے بعد کہا: اے عبدالقادر! ابھی تو میرا وقت ہے لیکن عنقریب آپ کا وقت آتا ہے جب آپ کا وقت آئے تو اس کے سقوط کی یاد رکھنا اور اپنی ڈاڑھی پکڑی اور کہا: اے عبدالقادر! سب مرغ چلاتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں سوائے آپ کے مرغ کے کہ وہ قیامت تک چلاتا رہے گا۔

مسئلہ: جس مرغ کا تجربہ کرلیا ہو اُس کی آواز پر اوقات نماز کے بارہ میں اعتماد کرلینا جائز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب کو نماز پڑھنے مرغ کی آواز سُن کر اٹھا کرتے تھے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تہذیب الاسماء واللغات میں ہے کہ حضرتِ سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مُرغ تھا جس کی آواز سے شب کو بیدار ہوا کرتے تھے ایک رات وہ نہ بولا حتیٰ کہ صبح ہوگئی اُس رات انہیں پڑھنا نصیب نہ ہوا یہ بات انہیں ناگوار ہوئی اور فرمایا خدا اس کی آواز کو قطع کرے چنانچہ اُس کے بعد وہ کبھی نہ بولا۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ محلوں میں کبوتر رکھا کرو کیونکہ وہ جن کو تمہارے لڑکوں سے غافل بنا دیتا ہے اس کو دار قطنی نے اور صاحب مسند الفردوس نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے اور میں نے مفردات ابن بیطار رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا ہے کہ کبوتر کی مجاورت فالج سے باعث امن ہے اور جس کو عسر البول ہوا گر وہ اس کی بیٹ پانی میں جوش کر کے اس میں بیٹھے تو اس کو بہت نفع بخش۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحشت کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: ایک کبوتر کا جوڑا لے

آؤ اُس سے تمہارا جی بہلا رہے گا اور اپنی غڑغوں سے تمہیں نماز کے لئے بیدار کر دیا کرے گا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں روایت کی ہے کہ آل فرعون کبوتر بازی کیا کرتے تھے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے قول "اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ" (۱۲۸:۲۶) (کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہگیروں سے ہنسنے کو) کے متعلق بیان کیا ہے کہ ریع سے راستہ مراد ہے اور آیت سے کبوتروں کے لئے بُرج بنانا مراد ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا جو کبوتر بازی کرتا ہے وہ فقر کی تکلیف دیکھے بغیر نہ مرے گا اور کہتے ہیں کہ کبوتر بازی اور گولی کھیلنا قوم لوط کا عمل ہے اور اُس کے چوزوں کا گوشت فالج کو نافع ہے اور اگر کبوتر کے دو چوزے اتنے میٹھے تیل میں جس میں وہ ڈوبے رہیں پکا کر جسے سنگ مثانہ کا عارضہ ہو کھائے تو حکم خدا سے صحت یاب ہو جائے۔ اور کبوتر کی تسبیح "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی عَدَدَمَا فِیْ سَمٰوَاتِہٖ وَاَرْضِہٖ" ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ اسی برس زندہ رہتا ہے۔

باب:

صفات خداوندی کا بیان

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ (۸۲:۶).

اے انسان! تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

ابو سلیمان دارانی نے بیان کیا ہے غَرَّ سے مراد خدا کا حلم و کرم ہے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کوئی رات کہ جس کی تاریخ مختلط ہو اور رات اپنی چادر پوشیدگی کو لٹکا دے ایسی نہیں آتی جس میں خدائے جلیل جل جلالہ اپنے عرش سے ندانہ فرماتا ہو کہ میں جواد ہوں میرے مثل کون ہے جو لوگوں پر جود کرے وہ میرے گنہگار ہیں اور میں اُن کا نگہبان ہوں میں اُن کی خواب گاہوں میں اُن کی نگہبانی کرتا ہوں گویا کہ انہوں نے کوئی نافرمانی کی ہی نہیں اور میں ان کی حفاظت کا متولی ہوں گویا کہ انہوں نے میرا کوئی گناہ کیا ہی نہیں میں نافرمانوں پر جود و بخشش کرتا ہوں اور گنہگاروں پر اپنا فضل رکھتا ہوں کون ہے جس نے مجھے پکارا ہو اور پھر میں نے اُس کی نہ سنی ہو کون ہے وہ جس نے مجھ سے کچھ مانگا ہو اور میں نے اسے عطا نہ کیا ہو کون ہے وہ جو دروازہ پر آ ٹھہرا ہو اور میں نے اسے ہنکا دیا ہو میں فضل کرنے والا ہوں اور مجھ ہی سے فضل ہے اور میں ہی جواد ہوں اور مجھ ہی سے جود ہے اور میں ہی کریم ہوں اور مجھی سے کرم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ کریم کے معنی یہ ہیں کہ جب کسی ایک بندہ کا گناہ بخشے تو جتنے لوگوں نے وہ گناہ کیا ہو سب کو بخش دے بلکہ جس جس کا اُس بندہ کا سا نام ہو اس کو بھی بخش دے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا تعالیٰ کے قول "یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ" (۳:۱۰۶) (جس دن کچھ منہ اجالے ہوں گے اور

کچھ منہ کالے) کے متعلق بیان کیا ہے علماء نے کہا ہے خدا تعالیٰ نے اس آیت کو خوش کن اور فرح بخش مضمون سے شروع کیا ہے اور اسی طرح بندوں کی شرح صدر کے لئے اُسے ختم کیا ہے اور اس میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ اس کی رحمت اس کے عذاب سے بڑھی ہوئی ہے اور ایک حدیث میں اس کی تصریح آئی ہے اور نیز اس امر پر تنبیہ ہے کہ مخلوق ثواب کے لئے پیدا ہوئی ہے نہ کہ عقاب کے لئے اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا خلود کیسے ذکر فرمایا اور اہل نار کے خلود کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ یقیناً مخلد فی النار ہیں جواب یہ ہے جانب عذاب پر جانب رحمت مقدم اور غالب ہے۔

حکایت: ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گنہگار کا جنازہ دیکھا اپنے گھر میں گھس گئے اور اُس کی نماز نہ پڑھی کسی نے اس گنہگار کو خواب میں دیکھا اور اُس سے حال پوچھا اُس نے کہا خدا نے مجھے بخش دیا۔ ابوایوب سے کہہ دینا:

لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۔(۱۷:۱۰۰)

اگر تم میرے ربّ کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی تم خرچ ہو جانے کے خوف سے روک رکھتے۔

اور بعض نے کہا ہے اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ خدا نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا: اے میرے بندے! وہ تجھ سے اعراض کرتے ہیں لیکن میں تجھ سے اعراض نہ کروں گا۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک عورت کو عرفات میں دیکھا کہ وہ کہہ رہی تھی: اے میرے مولیٰ! آپ نے تو مجھ کو تھکا مارا تھا کہ جب میں آ پہنچی تو آپ نے مجھے روک دیا۔ اس پر میرا دل رقیق ہو گیا اور مجھے ترس آیا میں نے اس سے کہا میرے تیس حج ہیں میں نے تجھے ہبہ کر دیے وہ بولی: اے شبلی! آپ کریم ہیں تو آپ کا ربّ اکرم ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ باوجود کریم ہونے کے خدا مجھے ایک حج بھی عنایت نہ کرے گا لیکن میں صبر کرتی ہوں اور میں نے اپنا قصہ اس کے سامنے پیش کیا اور جواب کی منتظر ہوں وہ اسی کیفیت میں تھی دیکھتی کیا ہے کہ اس کی گود میں ایک پرچہ آ گرا اس میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ! ہم نے تجھے مقبول بنالیا اور تیری وجہ سے سب کو بخش دیا۔
فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کوئی عورت حیض سے نہیں ہوتی جس کا حیض اس کے تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ نہ ہوجاتا ہو اور اگر حیض کے وقت "الحمد للّٰـہ علی کل حال واستغفر اللّٰہ[1] من کل ذنب" کہے تو دوزخ سے اُس کے لئے برأت لکھ دی جاتی ہے اور پل صراط پر سے گزرنا آسان ہوجاتا ہے اور عذاب سے امان پاتی ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حائض جب ہر نماز کے وقت ستر بار استغفار کرتی ہے تو اس کے لیے ہزار رکعتیں لکھی جاتی ہیں اور اس کے ستر گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اُس کے بدن پر جتنے بال ہیں ہر بال کے عوض اس کے لئے جنت میں ایک شہر بنایا جاتا ہے۔
مسئلہ: حیض اور نفاس والی عورت کا سوائے طواف کے تمام افعال حج امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ادا کرنا درست ہے۔
فائدہ: جن جانداروں کو حیض آتا ہے چار ہیں: عورت، چمگادڑ، خرگوش، بجو۔

فوائد

پہلا فائدہ: باکرہ کا خون حیض مرد کی منی کے ساتھ لگانا آنکھ کی سفیدی کو دور کرتا ہے اور ایسے ہی بورہ سرخ پرانے روغن زیتون کے ساتھ یا شہد مشک کے ساتھ صبح و شام سرمہ کی طرح لگانا مفید ہے اور اگر خون حیض برص یا چھیپ پر لگایا جائے تو بیخ و بن سے دور کر دے۔
دوسرا فائدہ: اگر عورت غسل کرنا چاہے تو خاوند کے ذمہ ہے کہ اُس کے لئے پانی خریدے بشرطیکہ غسل جماع یا نفاس سے ہو اور جو شخص چلتے میں دوسرے کا جوتا یا اس کا کپڑا کھڑے ہونے کے وقت کچل ڈالے اور اس سے ․․ پھٹ جائے تو اس پر آدھی قیمت کا تاوان لازم آئے گا اگر کسی عورت کو زنا پر مجبور یا تو غسل کے پانی کی قیمت اُسی پر واجب ہوگی خرگوش کے خواص میں سے ہے کہ اگر حاملہ اُس کی تھوڑی سے کھال اپنے شکم پر لٹکا لے تو حمل اسقاط سے محفوظ رہے اور اگر انگور کے درخت پر باندھ دی جائے تو شدید سردی اُسے ضرر نہ پہنچائے۔

---
[1] ہر حال پر خدا کا شکر ہے اور ہر گناہ سے خدا سے معافی چاہتی ہوں۔

تیسرا فائدہ: اگر کسی نے قسم کھائی کہ اپنی زوجہ سے صحبت کروں گا اور وہ حائضہ ہوگئی تو طلاق نہ پڑے گی کیونکہ مانع شرعی مانع حسی کے مانند ہے اور عورت کا حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھ لینا بھی حیض کے مثل ہے اگر خواب میں حیض آتا دیکھے تو اس کے افکار و ہموم بڑھ جاتے ہیں اور اگر خواب میں اپنے کو غسل کرتے دیکھے تو اس کا غم دور ہو حائض کو طلاق دینا سوائے چند مسائل کے جو باب خوف میں انشاءاللہ آئیں گے حرام ہے۔

حکایت: میں نے روض الافکار میں دیکھا ہے کہ کسی مرد صالح نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ حساب کے لئے جا رہے ہیں اور میں نے اپنے کو ایسے گروہ کے ساتھ دیکھا جن پر تاج ہیں وہ سب سمندر کے کنارے پر بیٹھ گئے ہیں میں نے اُن کے ساتھ بیٹھنا چاہا تو کہنے لگے تو ہم میں سے نہیں ہے اپنے گنہگار ساتھیوں کو تلاش کر میں تھوڑی دور چلا تو میں نے ایک جماعت بوسیدہ تاج والی دیکھی وہ کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جا میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک طلائے سرخ کی کشتی ہے اس کے بادبان سندس سبز کے ہیں اور ایک منادی پکار رہا ہے کہ یہ کشتی ابرار مستغفرین بالاسحار (نیکوکار صبح کو استغفار کرنے والے) کی ہے ایک جماعت کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ لبیک و سعدیک اے ہمارے رب کے داعی! پھر خوشی خوشی مژدہ سناتے ہوئے اس پر سوار ہو گئے پھر مروارید سفید کی ایک کشتی آئی اور اس کے بادبان بھی سندس سبز کے تھے اور ایک منادی پکار رہا تھا کہ علماء کہاں ہیں؟ وہ بولے: اے ہمارے رب کے داعی! لبیک وسعدیک! پھر وہ خوشی خوشی مژدہ سناتے ہوئے سوار ہو گئے اور سوائے ہمارے ساحل بحر پر کوئی نہیں رہا اس اثناء میں کہ ہم کرب وغم میں مبتلا تھے دیکھتے کیا ہیں کہ یاقوت سرخ کی ایک کشتی آئی اس پر لکھا تھا کہ یہ رحمت اور مہربانی کی کشتی ہے میری رحمت میں ہر شئے کی گنجائش ہے گنہگار کہاں ہیں پس ہم خوشی خوشی پس میں مژدہ سناتے ہوئے سوار ہو گئے یہاں تک کہ وادی عفو کے کنارہ جا پہنچے پھر ہمارے پاس فرمان کرم آیا کہ ہم نے جو کچھ ہمیں معلوم تھا سب بخش دیا اور جو کچھ ان کے عمل بد تھے معاف کر دیئے۔

حکایت: ایک شخص اپنے نفس پر زیادتی کرنے والا اپنے ہمسایوں کے نزدیک

اور ممقوت تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اپنے فعل پر نادم ہوا اور اپنی ماں سے کہنے لگا کہ میری قبر گھر میں ہی بنانا تا کہ مُردوں کو مجھ سے تکلیف نہ پہنچے جیسے زندوں کو میں ایذا دیتا رہا ہوں اور کسی کو میری وفات کی خبر نہ دینا کیونکہ لوگ میرے لیے دعائے رحمت ہرگز نہ کریں گے جب وہ مر گیا تو اُس کی ماں نے ایسا ہی کیا جیسا اُس نے کہا تھا رات کو اُس نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سرسبز باغ میں ہے اور اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بخطِ نور لکھا ہے کہ یہ اپنے گناہ کا معترف بندہ ہے' اس نے ذلت اختیار کی تو خدا کے نزدیک اسے عظمت نصیب ہوئی پھر ماں نے پوچھا کہ اے بیٹے! اس نعمت تک تیری کیسے رسائی ہوگئی اس نے کہا کہ میرے ربّ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا تجھ پر تنگ گیری کی تیرے سامنے راہ رحمت کو مسدود کر دیا گویا میری رحمت تیرے گناہوں سے تنگ تھی یا میرے ملکی خزانے تیری نیکیوں کے محتاج تھے اپنے عزت وجلال کی قسم! جو تیرے جنازہ میں بھی شریک ہوا ہوگا تیری کرامت اور تیری بے بسی پر رحم کھا کر میں نے اُسے بھی بخش دیا' جا! میں نے تجھے معاف کیا' میں نے دریافت کیا: اے رب! ان نعمتوں پر مجھے کس وجہ سے دسترس ملا آپ کی جانب سے کیا اتنا کافی نہ تھا کہ آپ مجھے صرف معاف فرما دیتے' ارشاد ہوا: اے میرے بندے! تجھے کیا معلوم نہیں کہ جب کسی کو ہم معاف کیا کرتے ہیں تو انعام بھی دیتے ہیں اور ہماری اسے اجازت ہو جاتی ہے۔ میں نے ابن جرجان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اسمائے حُسنیٰ باری تعالیٰ میں دیکھا ہے کہ ایک بار ستر آدمیوں نے ابراہیم علیہ السلام سے جود کے متعلق سوال کیا انہوں نے فرمایا مجھے تو معلوم نہیں جب تک جبرائیل علیہ السلام سے دریافت نہ کرلوں' جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا تو وہ بولے: مجھے بھی معلوم نہیں جب تک اپنے ربّ سے دریافت نہ کرلوں' چنانچہ انہوں نے دریافت کیا خدائے سبحانہ کا ارشاد ہوا کہ جود یہ ہے کہ بندہ گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر گناہ کرے پھر توبہ کرے تب بھی اس بندہ کی نسبت میرا یہی حکم رہتا ہے کہ میں اُس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں اور جو گناہ اُس نے کیے ہوں ان میں سے ہر ایک کے عوض اُسے نیکی عطا کرتا ہوں کیونکہ کریم وہی ہے کہ جب کسی بندہ کو معاف کرے

تو اپنے پاس سے بھی کچھ اور زائد اُسے عطا کرے۔

حکایت: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں سرزمین پر میرا ایک ولی ہے اُس کے پاس جایئے اور اُسے غسل دے کر اس کی نماز پڑھیے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے تو دیکھا کہ لوگ اس کی مذمت کر رہے ہیں اور ہر گناہ میں اسے مبتلا بتلاتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو حکم خداوندی ہوا تھا بجالائے پھر عرض کیا اے ربّ! لوگ تو اس اس طرح اس کی نسبت کہہ رہے ہیں، ارشاد ہوا: وہ سچ کہتے ہیں لیکن پانچ باتیں کہہ کر اُس نے مجھ سے مناجات کی تھی میں نے اسے بخش دیا، پھر عرض کیا: اے ربّ! اُس نے کس طرح کہا تھا؟ ارشاد ہوا: اُس نے کہا تھا:

یارب انت تعلم انی احب الصالحین وان لم اکن صالحا یا ربّ وانت تعلم انی اکرہ الفاسقین وان کنت فاسقا یا ربّ لو اعلم ان دخول الجنۃ یزید فی ملکک شیئا ما سالتک الجنۃ ولو اعلم ان النجاۃ من النار تنقص منْ ملکک شیئًا ما سالتک النجاۃ منھا یا ربّ ان لم ترحمنی انت ممن یرحمنی۔

''اے ربّ! آپ کو معلوم ہے کہ میں نیکوں سے محبت رکھتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں ہوں اے ربّ! اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں گنہگاروں کو ناپسند کرتا ہوں اگرچہ خود گنہگار ہوں اے ربّ! اگر میں جانتا کہ میرا جنت میں داخل کیا جانا آپ کے ملک میں کچھ اضافہ کردے گا تو میں کبھی جنت کی آپ سے درخواست نہ کرتا اور اگر میں جانتا کہ دوزخ سے مجھے رہائی دینا آپ کی ملک میں سے کچھ کم کردے گا تو میں کبھی آپ سے اپنی رہائی کی درخواست نہ کرتا، اے ربّ! اگر آپ مجھ پر رحم نہ کریں گے تو پھر کون رحم کرے گا۔

پس اے موسیٰ! مجھے اس پر رحم آ گیا بھلا میرے کرم کے شایان تھا کہ میں اس کو ناامید واپس کردیتا اور اُس نے یہ کلمات کہے اور باب توبہ میں اس کے متعلق ہم نے اور زیادہ بیان کیا ہے۔

حکایت: میں نے رسالہ قشیریہ میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اسے معلوم ہوا کہ اُس کے چیچک کے داغ ہیں اس لیے اس نے عورت سے اپنے کو نابینا ظاہر کیا اور اسی طرح بیس سال گزار دیے جب اُس عورت کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے اس سے اُس کا سبب پوچھا' اس نے کہا: مجھے خوف تھا کہ کہیں اپنی حالت پر اسے غم نہ ہو۔ اس کی نظیر وہ قصہ ہے جو حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت منقول ہے کہ ایک بار ایک عورت نے ان سے اپنی کوئی حاجت طلب کی اتفاق سے عورت کی ریح خارج ہو گئی آپ اس عورت کے سامنے بہرے بن گئے تا کہ وہ خجالت زدہ نہ ہوا اور یہ آپ کی جواں مردی اور کرم کی دلیل تھی۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ کسی بندہ کی دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا جس کی قیامت میں خدا پردہ پوشی نہ کرے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی مؤمن ایسا نہیں کہ اپنے بھائی کا عیب دیکھ کر پردہ پوشی کرے اور پھر بھی خدا اُسے جنت میں داخل نہ کرے' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے خدا اس کی قیامت میں پردہ پوشی کرے گا اور جو اپنے بھائی کا عیب افشا کرتا ہے خدا اس کا عیب افشا کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے گھر میں اُسی عیب سے وہ رسوا ہو جاتا ہے' اس کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

حکایت: میں نے قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مفید العلوم ومبید الھموم میں دیکھا ہے کہ ایک عورت اپنے خاوند پر پانچ سو اشرفیوں کی دعویدار ہوئی اُس نے انکار کیا قاضی نے عورت سے گواہ طلب کیے جب گواہ حاضر ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ شہادت کے لئے عورت کو دیکھیں خاوند نے اپنی جوان بیوی سے کہا (تا کہ اُس کو کوئی دیکھے نہیں کہ) میرے پاس اُس کی چھ سو اشرفیاں ہیں' عورت بولی: میں نے بری کیا بری کیا۔

حکایت: ایک شخص حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اُلجھ کر کہنے لگا کہ میری ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی گر پڑی ہے اور میرے پیچھے سوائے آپ کے اور کوئی نہیں آیا آپ اُسے

اُپنے گھر لے گئے اور ہزار اشرفیاں اسے تول کر دے دیں وہ شخص جب اپنے گھر لوٹ کر گیا تو وہ تھیلی وہاں موجود تھی جو کچھ وہ لے گیا تھا لے کر واپس کرنے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس معذرت کرتا ہوا آیا۔ جعفر صادق رضی اللہ عنہ بولے: جو شئے ہم نکال چکے پھر اُسے ہم واپس نہیں لیتے' اور حدیث میں ہے: لوگوں میں خدا سے سب سے زیادہ دور قلب قاسی ہے پھر بھلا خدا کی دوری سے بڑھ کر اور کون سا عذاب ہوسکتا ہے اور خدا کے قرب سے کون سی بڑی نعمت ہوسکتی ہے اور بغیر اُس کے اُس کا قرب نہیں میسر آسکتا کہ اس کے ماسوا ہر شئے سے روگردانی کی جائے اور تمام چیزوں پر اُسی کو ترجیح دی جائے اور یہی کرم کی حقیقت ہے۔

لطیفہ: میں نے سورۂ کہف کی تفسیر رازی میں دیکھا ہے کہ اہل انطاکیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ (با) کو (تا) سے قرآن میں بدل دیجئے تاکہ "فَاَبَوُا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا" (۱۸:۷۷) کی بجائے "فَاَتَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا" ہوجائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ مال دینا چاہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کتاب اللہ میں سے کچھ نہ بدلوں گا اور ان کا مطلب یہ تھا کہ خضر ا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب قریۂ انطاکیہ والوں کے پاس گئے تھے تو وہاں والوں سے کچھ کھانے کی چیز چاہی تھی اُن لوگوں نے ان کو اپنا مہمان بنانے سے انکار کیا تھا اب وہ چاہتے تھے عار بخل کے دفع کرنے کے لئے جس لفظ کے معنی انکار کے تھے اسے بدل ڈالیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سخاو کرم یہ دونوں وصف دنیا اور آخرت میں عیوب کے ساتر (پردہ پوش) ہیں بشرطیکہ نئے نئے نہ اختیار کئے گئے ہوں اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

اشعار:

تغطّ باثواب السخاء فانني ارى كل عيب بالسخاء غطاوه
ويظهر عيب المرء في الناس بخلهٗ ويستره عنهم جميعا سخاوه

۱۔ انہوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی سے انکار کیا۔

۲۔ وہ اُن دونوں کی مہمانی کرنے آئے ۱۲

''لباس سخاوت میں نہاں ہو کیونکہ یقیناً' میں سخاوت کو ہر عیب کا پردہ پوش پاتا ہوں۔ لوگوں میں انسان کو عیب بخل آشکارا کر دیتا ہے' وہ سخاوت سب سے عیب پوش بن جاتی ہے''۔

گوہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی شہادت دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم آپ کی حضوری میں موجود تھے' اتنے میں ایک اعرابی گوہ کا شکار کر کے لایا اور کہنے لگا: یا محمد! کوئی گویائی رکھنے والا تم سے زیادہ جھوٹ بولنے والا عورتوں کے پیٹ' میں نہیں آیا مگر تم میں ایک خصلت نہ پائی جاتی تو اپنی یہی تلوار تم سے آلودہ کرتا' اس پر عمر رضی اللہ عنہ اُس پر جھپٹے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلیم کا نبی ہونا بعید نہیں یعنی حلم شانِ نبوت سے ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: اے بنی سلیم کے بھائی! خدا کی قسم! میں آسمان میں امانت دار ہوں' فرشتوں کے نزدیک ستودہ سیرت ہوں' زمین میں امانت دار ہوں' لوگوں کے نزدیک قابل ستائش ہوں' لہٰذا میری مجلس میں سوائے بھلی بات کے اور کچھ نہ سنا اور میری نسبت سوائے حق بات کے اور کچھ نہ کہہ' اُس نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! میں تم پر ایمان نہ لاؤں گا نہ تمہیں سچا سمجھوں گا جب تک یہ گوہ تمہاری شہادت نہ دے گی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ! بتا تیرا ربّ کون ہے! گوہ بولی: وہ جس کا عرش آسمان میں اور اس کی سلطنت زمین تک میں ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ! میں کون ہوں! اُس نے کہا: آپ محمد بن عبداللہ تمام انبیاء کے سردار اور تمام پرہیز گاروں کے پیشوا' تاباں رُو اور درخشاں دست و پا رکھنے والوں کے پیشرو ہیں' جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی بامراد ہوا اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی نامراد رہا۔ یہ سن کر وہ سلیمی روگرداں ہو کر خندہ زن ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی سلیم کے بھائی! کیا تو خدا کے ساتھ اور میرے ساتھ تمسخر کرتا ہے! وہ بولا: خدا کی قسم! یا محمد! نہ میں خدا کے ساتھ تمسخر کرتا ہوں نہ آپ کے ساتھ' میں بقسم کہتا ہوں کہ جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو تمام روئے زمین پر

آپ سے زیادہ مجھے کوئی مبغوض نہ تھا اور اس دم تمام روئے زمین پر آپ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام لے آ تجھے سلامتی میسر ہوگی' وہ اسلام لے آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اس کے اسلام قبول کرنے کی خوشی میں دونوں ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دستک دی' پھر ارشاد فرمایا: اے بنی سلیم کے بھائی! دنیا کا کچھ اسباب بھی تیرے پاس ہے! اُس نے کہا: نہیں! اس کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے! تمام بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سلیمی کے لئے دنیا کی ایک اونٹنی کا کون ضامن ہوتا ہے میں اُس کے لئے جنت کی ایک اونٹنی کا درگاہ خداوندی سے ملنے کا ضامن ہوتا ہوں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ان ان اوصاف کی ایک ناقہ ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن عوف! تم نے اپنے ناقہ کے اوصاف بیان کیے تو کیا میں بھی تمہیں اُس ناقہ کے اوصاف نہ سنادوں جو ہمارے پاس ہے' انہوں نے کہا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مروارید درخشاں کی ہے اُس کی گردن یاقوت سرخ کی اُس کی دم زمرد سبز کی اُس کے بال زعفران کے اُس کا کوہان کافور کا اس کے پیر قسم قسم کے جواہرات کے اس کا زین سُندس اور استبراق کے ایسے ریشمی کپڑوں کا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اعرابی کو کون تاج پہناتا ہے خدا اُس کو تاج وقار پہنانا اپنے ذمہ لیتا ہے' اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے اپنا عمامہ دے دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اعرابی کے خورد ونوش کا کون سامان کرتا ہے خدا اُس کے لئے توشۂ تقویٰ اپنے ذمہ لے گا' کسی نے پوچھا: توشۂ تقویٰ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام آخرت میں سے جب پہلا دن آئے گا اور ایام دنیا کا آخری دن تو خدا اُس کو کلمہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ" کی شہادت تلقین کردے گا سلمان رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آ کر انہیں یہ خبر دی' وہ بولیں: ہمیں تو خود تین روز سے کچھ ملا نہیں لیکن میرا کرتہ لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس دو صاع جو اور ایک صاع خرما پر رہن رکھ لاؤ' جب وہ

لے کراس کے پاس پہنچے تو اُس نے پوچھا کہ یہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا کرتہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! وہ بولا: یہ وہی زُہد ہے جس کی ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں خبر دی ہے میں شہادت دیتا ہوں ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پھراس نے کرتہ واپس کر دیا اور جو اور خرمے اُن کے حوالے کیے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جو پیس کر روٹی پکائی' پھر سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اسے لے جاؤ' انہوں نے کہا: اس میں سے آپ بھی اپنے بچوں کے لئے کچھ لے لیں' وہ بولیں: اسے تو ہم خدا کیلئے نکال چکے ہیں اب ہم اس میں سے کچھ نہیں لیں گے' اس کے بعد وہ اعرابی کو دے دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما ہوئے اور ان کا رنگ زرد دیکھا اُن سے سبب دریافت کیا' انہوں نے کہا: بھوک کے باعث ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے رب! یہ آپ کے نبی کی بیٹی ہے اور یہ دونوں اُس کے بیٹے ہیں' ان پر رحم فرمایئے! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا: جنس رکھنے کی کوٹھری میں جاؤ' وہاں جا کر انہوں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگی: اے اللہ! آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کو بھوک نے بہت ستایا ہے اور یہ آپ کے نبی ہیں ان کو بھی بھوک نے بہت ستایا ہے اور یہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں ان کو بھی بھوک نے بہت ستایا ہے اور یہ علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی طالب آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں' ان کو بھی بھوک نے بہت ستایا ہے' پس اے اللہ! ہمارے اوپر آسمان سے مائدہ نازل فرمایئے جیسے آپ نے بنی اسرائیل پر نازل فرمایا تھا انہوں نے تو کفر کیا لیکن ہم ایمان دار ہیں۔ دیکھتے کیا ہیں کہ برتن موجود ہو گیا جس میں گوشت کے ٹکڑے پکے ہوئے ہیں اور مشک سے زیادہ خوش بودار ہے' وہ اسے لے کر نکل آئیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کہاں سے لے آئیں؟ وہ بولیں: خدا کے پاس سے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھالو! پوچھ گچھ مت کرو' خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے ایسی بیٹی عطا فرمائی جو مریم صفت ہے' مریم کے پاس جب کبھی زکریا علیہ السلام محراب میں جاتے تھے تو اُن کے پاس رزق کو موجود پاتے تھے' انہوں نے مریم رضی اللہ عنہا سے جو پوچھا: اے مریم!

تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ تو انہوں نے کہا تھا کہ خدا کے پاس سے یہ وہی ہے جو فاطمہ نے اعرابی کو خیرات دی تھی خدا نے اسے جنت میں سو مائدے عطا فرمائے ہیں اور یہ انہیں میں سے ہے پھر سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اس کے بعد دسترخوان اُٹھ گیا۔

پانچ خوبصورت اور نصیحت آموز باتیں

حکایت: جس میں علم' کرم' اخلاص' امانت داری اور غیبت سے کنارہ کشی کا بیان ہے۔ حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے والد سے نقل کیا ہے' وہ یہ ہے: انبیاء میں سے کسی نبی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ جب صبح ہو تو جو پہلی شے آپ کے سامنے آئے اُسے کھا لیجئے اور دوسری کو پوشیدہ کر دیجئے اور تیسرے کی حاجت روائی کیجئے اور چوتھے کو نا امید نہ کیجئے اور پانچویں سے گریز کیجئے' جب صبح ہوئی تو جو پہلی شے ان کے سامنے آئی کوہ سیاہ تھا' انہیں تعجب آیا اور کہنے لگے: اسے کیسے کھاؤں؟ پھر حکم خداوندی کی بجا آوری پر ہمت باندھی اور جوں جوں اُس کے کھانے کے لئے قریب گئے وہ چھوٹا ہوتا گیا' یہاں تک کہ ایک لقمہ بن گیا اور اُسے کھا گئے تو شہد کی طرح شیریں تھا پھر سونے کا ایک طشت انہیں ملا' اُس کو انہوں نے زمین میں دفن کر دیا اور دوبارہ سہ بارہ نکل نکل آیا پھر وہ اُسے چھوڑ کر آگے چل دیئے' اس کے بعد ایک پرندہ ان کے سامنے آیا جس کا باز نے تعاقب کیا تھا' وہ پرندہ کہنے لگا: اے نبی اللہ! میری دستگیری کیجئے! انہوں نے اُسے اپنی آستین میں چھپا لیا' باز بولا: اے نبی اللہ! مجھے میری روزی سے محروم نہ کیجئے' چنانچہ انہوں نے اپنی ران کا ایک ٹکڑا اُسے دے دیا' وہ کھا کر شکم سیر ہو گیا' پھر اس پرندہ کو بھی انہوں نے چھوڑ دیا' وہ بھی چل دیا' پھر ایک مردار انہیں نظر پڑا' وہ اس سے بھاگے' اس کے بعد انہوں نے عرض کیا: اے رب! مجھے بتلا دیجئے ان سے کیا مراد تھی؟ خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ کوہ جسے تم نے کھا لیا وہ غصہ تھا کہ شروع میں پہاڑ کی مانند معلوم ہوتا ہے اور آخر میں جب آدمی صبر کرتا ہے اور اس کو روک لیتا ہے تو وہ چھوٹا ہو کر شہد کے مانند شیریں معلوم ہوتا ہے اور طشت نیکی تھی جتنا اسے پوشیدہ کرو اتنی ہی ظاہر ہوتی ہے اور وہ پرندہ سے غرض یہ تھی کہ جو امین بنائے اُس سے خیانت نہ کرو' چوتھے سے یہ مقصود تھا جب تم سے کوئی اپنی

حاجت چاہے اُس کی حاجت برآری میں کوشش کرو پانچویں سے مراد غیبت تھی جس سے گریز کرتے رہو۔

فائدہ: کرم یہ ہے کہ اپنے مال سے اوروں پر احسان کرو اور دوسروں کے مال سے کنارہ کش رہو رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب تتمہ سے نقل کیا ہے کہ بخیل وہ ہے جو نہ زکوۃ ادا کرے اور نہ مہمان کی خاطر و مدارات میں صرف کرے۔ اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عرف سے ثانی صورت طے پاتی ہے۔ اور طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بخیل وہ ہے کہ اُس کے پاس جو کچھ ہو اُس سے بخل کرے اور شحیح وہ ہے جو چاہتا ہو کہ لوگوں کے پاس جو کچھ حلال و حرام ہو اس کے قبضہ میں آ جائے اور بعض نے کہا ہے کہ اُن دونوں کے ایک معنی ہیں اور سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شح یعنی بخل فقر سے زیادہ مضر ہے کیونکہ فقیر جب پاتا ہے تو شکم سیر ہو کر کھا لیتا ہے اور شحیح شکم سیر ہو کر نہیں کھاتا ایک بار عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کعبہ کے گرد یہ کہہ رہے تھے اے اللہ مجھے میرے نفس کی شح سے بچائیے اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا انہوں نے کہا: "وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (۹:۵۹) یعنی جو اپنے نفس کی حرص سے بچایا گیا یعنی اس نے نہ چوری کی نہ زنا کا مرتکب ہوا وہی فلاح پانے والا ہے۔

باب:
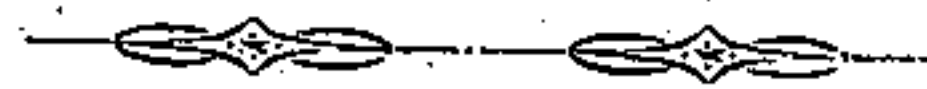
فضیلتِ صدقہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ٥ (۱۸:۵۷)

یقیناً صدقہ دینے والے مرد وعورت اور جنہوں نے خدا کو قرض حسنہ دیا ان کے لئے اجر بہت بڑھایا جائے گا اور ان کے لئے اجر کریم ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے صدقہ کے سایہ میں رہے گا جب تک کہ لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً صدقہ اپنے دینے والے کے لئے قبر کی گرمی کو بجھا دیتا ہے اور اس کے سوا نہیں کہ مومن قیامت میں اپنے صدقہ کے سایہ میں رہے گا' اس کو بیہقی اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے اوپر صدقہ دینا لازم کر لو کیونکہ اُس میں چھ باتیں ہیں تین دنیا میں اور تین آخرت میں دنیا میں تو یہ ہے کہ رزق بڑھتا ہے' مال میں زیادتی ہوتی ہے اور بستیاں آباد ہوتی ہیں اور جو آخرت میں ہیں وہ یہ ہیں: پردہ پوشی ہوگی اور سر پر سایہ ہوگا اور آگ سے بچاؤ ہوگا۔ حضرت ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہے کہ صدقہ سے بلا کو دور کیا کرو اور صدقہ دے کر اپنی کاربرآری میں مدد کیا کرو۔ اور حضرت مکحول تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب مومن صدقہ دیتا ہے تو جہنم اجازت مانگتی ہے کہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص کی خلاصی پر سجدہ شکر بجالائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دوزخ سے بچو! اگرچہ ایک چھوارہ کا ٹکڑا ہی دے کر ہو۔

حکایت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی خریدی' جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اس لونڈی کو اپنے گھر سے نکال دیجئے یہ دوزخی ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُسے نکال دیا اور اُسے کچھ چھوارے دے دیئے' اس لونڈی نے آدھے چھوارے کھائے اور آدھے ایک فقیر کو جو اُسے راستہ میں نظر آیا خیرات کر دیئے' پھر جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ اس لونڈی کو پھر بلا لیجئے' اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخ سے رہائی عطا فرما دی کیونکہ اس نے اپنے آدھے چھوارے خیرات میں دے دیئے۔ حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں جس میں سوال و جواب کے ماجرے بیان کیے ہیں' اسے ذکر کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! دوزخ سے اپنے نفس کو خرید لے اگرچہ آدھا چھوارہ دے کر ہو' اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ ہر تسبیح کے عوض صدقہ کا ثواب ہے ہر حمد کے عوض صدقہ کا ثواب ہے آخر حدیث تک۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی سائل کو سوال کرتے سنتے تو فرماتے تھے خدا کو قرض حسنہ کون دیتا ہے اور وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" ہے۔ حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کو نہ ہو وہ مسلمانوں کے لئے خدا سے استغفار کیا کرے اور کسی سے (بعد وفات خواب میں دیکھ کر) پوچھا گیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اُس نے کہا مجھے بخش دیا اور میرا محل فلاں کے محل کے برابر بنایا ہے حالانکہ میں اس سے زیادہ عبادت کرتا تھا البتہ وہ یہ دعا مانگا کرتا تھا: اے اللہ! مسلمانوں کو جو اُن سے پیدا ہوں گے سب کو بخش دے اور میں یہ نہ کرتا تھا اس لیے مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ عوارف المعارف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: اے اللہ! جو لوگ مسلمان فوت شدگان کے لئے دعا کیا کرتے ہیں ان کی مغفرت فرمایئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: جس کے پاس صدقہ کرنے کو نہ ہو اُسے چاہیے کہ یہ پڑھا کرے: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

محمد عبدك ورسولك وصل على المؤمنين والمؤمنات الاحياء منهم والاموات " اور حدیث صحیح میں ہے: تیرا اپنے بھائی کے روبرو مسکرا دینا بھی صدقہ ہے اور ایک روایت میں ہے: کاش! تو اپنے بھائی سے کشادہ روئی سے ملے۔

مسائل:

پہلا مسئلہ: صدقہ اور ہبہ اور ہدیہ میں فرق ہے صاحب شامل کا قول ہے کہ سب کے ایک ہی معنی ہیں اور ان میں سے ہر لفظ دوسرے کا قائم مقام ہو جاتا ہے جب صدقہ تطوع ہو واجب نہ ہو لیکن اگر محبت کے طور کسی غیر محتاج کو دیا تو ہبہ اور ہدیہ ہے۔

دوسرا مسئلہ: اگر وقت معین میں کسی شئے کی نذر کی تو اس کی تقدیم جائز نہیں سوائے اُس صورت کے کہ اُسے یہ نذر کی تھی کہ وقت معین میں اتنا صدقہ کروں گا تو اس کی تقدیم جائز ہے اس کو روضہ میں بیان کیا ہے بخلاف اُس صورت کے کہ مثلاً شنبہ کے روز نماز پڑھنے کی نذر کی تو یکشنبہ کو پڑھنا کافی نہ ہوگا کیونکہ نماز عبادت بدنیہ ہے اس کی تقدیم جائز نہیں اور صدقہ عبادت مالیہ ہے اس کی تقدیم جائز ہے جیسے کہ زکوۃ کی یعنی سال گزرنے سے پہلے ہی ادا کر دے لیکن نصاب ہونے سے پہلے ادا کرنا صحیح نہیں اور رمضان سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا جائز نہیں لیکن اول رمضان ہی سے ادا کرنا جائز ہے۔

تیسرا مسئلہ: اگر کہا کہ میں نے تجھے وکیل بنا دیا کہ فلاں دن میری بیوی کو طلاق دے دینا اور اس نے اس دن سے پہلے ہی طلاق دے دی تو طلاق نہ پڑے گی اور بعد اس دن کے طلاق دی تو پڑ جائے گی' اس کو دارمی نے بیان کیا ہے روضہ میں کہا ہے کہ اس میں شبہ ہے۔ پھر کتاب النکاح میں بیان کیا ہے کہ اگر ولی نے اپنے وکیل سے کہا کہ اس عورت کا فلاں دن یا فلاں مکان پر نکاح کر دے اور اُس نے اُس کے خلاف کیا تو صحیح نہیں اور کتاب الوکالۃ میں ہے' اگر کہا: اتنے کے عوض فلاں مقام میں اسے فروخت کر ڈال اور اُس نے اسی قیمت پر دوسرے مقام میں فروخت کیا تو جائز ہے۔

لطیفہ: خلیفہ متوکل رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرض ہوا' اس نے نذر کی کہ اگر خدا مجھے شفا عطا فرمائے گا تو مال کثیر خیرات کروں گا پھر علماء سے دریافت کیا کہ کس قدر خیرات کرنا چاہیے

ان میں اختلاف ہوا' محمد بن موسیٰ باقر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر تم نے اشرفی کی نیت کی تھی تو اسی اشرفیاں خیرات کرو۔ درہم کی نیت کی تھی تب بھی اتنی ہی' ان سے اُس کی دلیل پوچھی گئی' انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ" (۹:۲۵) یعنی خدا نے تمہاری بہت سے مقامات میں مدد کی ہے' پھر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقائع کا شمار کیا گیا تو اسی نکلے ہاں اگر مال کثیر یا کبیر کا اقرار کیا اور ایک درہم اس کی تفسیر کی تو اس کو سوائے اس کے اور کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر کہا تجھ پر اکبر طلاق ہے تو ایک طلاق پڑے گی اور اگر کہا: تجھ پر اکثر طلاق ہے تو تین طلاقیں پڑیں گی۔

حکایت: ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ درم لے کر بازار کو نکلے تاکہ کرتہ خرید لائیں ایک لونڈی کو دیکھا کہ گریہ وزاری کر رہی ہے' آپ نے اُس سے حال پوچھا' اُس نے کہا: میں اپنے گھر والوں کی ایک چیز دو درہم لے کر خریدنے نکلی تھی وہ دونوں کھو گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دو درہم دے دیئے اور بازار کی طرف تشریف لے گئے اور چار درہم کا وہاں کرتہ خرید فرمایا' جب واپس آئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ کہہ رہا ہے: جو مجھ کو لباس پہنا دے' خدا اُس کو لباس جنت پہنائے گا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کرتہ اسے دے دیا' پھر بازار واپس گئے اور دو درہم کا ایک اور کرتہ خریدا پھر جو لوٹے تو ایک لونڈی کو روتا پایا' اُس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حال پوچھا' وہ بولی: مجھے اپنے گھر والوں کی سزا سے ڈر لگتا ہے کیونکہ مجھے بہت دیر ہوگئی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے گھر لے چل اور اس کے پیچھے پیچھے ہو لیے جب اُس کے گھر پہنچے تو اُن کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا: السلام علیکم! کسی نے جواب نہ دیا' دوبارہ اور سہ بارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تب انہوں نے جواب دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے مجھے پہلی بار کیوں نہ جواب دیا' انہوں نے کہا: ہم نے چاہا کہ آپ کی آواز کی برکت حاصل کریں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کو معاف کر دینے کے لئے کہا' انہوں نے کہا: وہ آپ کے لئے آزاد ہے یارسول اللہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے اپنے گھر واپس آئے کہ میں نے ان آٹھوں سے بڑھ کر (بابرکت) درہم نہیں دیکھے ایک لونڈی کو اُن سے ہم نے پناہ دی

ایک لونڈی کو آزاد کرایا ایک ننگے کو لباس پہنایا یہ کتاب شرف المصطفےٰ میں مذکور ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتہ تمام لباسوں میں زیادہ محبوب تھا' اس کو نسائی نے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ گرمی میں سب سے زیادہ نافع لباس کتان کا کرتہ ہے اور سب سے افضل پوشاک سفید کرتہ ہے اور ایسے ہی اور سفید کپڑے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سب سے اچھا لباس جس میں تم خدا کی اپنی قبروں اور مساجد میں زیارت کرو' سفید رنگ کا لباس ہے۔ اور احیاء میں ہے خدا کو سب سے پیارا لباس سپید ہے اور باب جمعہ میں گذر چکا ہے کہ سیاہ لباس مکروہ ہے اور بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے لباسوں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر سفید لباس پہنے دیکھا ہے اور باب المعراج اور باب فضل علم میں سبز کی فضیلت عنقریب آتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو زرد پاپوش پہنتا ہے اس کی حاجت روائی ہو جاتی ہے اور آپ کے سوا کسی سے مروی ہے کہ جو زرد لباس پہنتا ہے اس کی فکر کم ہوتی ہے۔

مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے: اگر کہا: تجھے کئی رنگ کی طلاق تو اُس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی تو ایک طلاق پڑ جائے گی۔

پہلا فائدہ: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں خادم کو کتنی بار معاف کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزانہ ستر بار' اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین باتیں ہوتی ہیں خدا اپنی پناہ میں اسے لے لیتا ہے اور اس کو اپنی جنت میں داخل فرماتا ہے کمزور سے نرمی کرنا اور والدین کے ساتھ بہ شفقت پیش آنا اور غلام اور لونڈیوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار میرا ایک شخص پر گذر ہوا جو اپنے غلام کو مار رہا تھا میں نے اس کی سفارش کی' اُس نے معاف کر دیا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو کسی غمزدہ کی دستگیری کرتا ہے قیامت کو فزع اکبر کے دن خدا اُسے دوزخ سے رہائی عطا فرمائے گا۔

دوسرا فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کرتا ہے وہ دوزخ سے اُس کی رہائی بن جاتا ہے' اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو کوئی کسی غلام و لونڈی کو آزاد کرتا ہے خدا اس کے ہر ہر عضو کے مقابلہ میں اس کا ایک ایک عضو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے' اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

حکایت: ایک روز منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں وعظ سنا رہے تھے' حاضرین میں سے کھڑے ہو کر ایک شخص نے چار درہم مانگے' منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو کوئی اس کو چار درہم دے گا میں اُس کے لئے چار دعائیں کروں گا' ایک یہودی کا غلام کھڑا ہو گیا اور اُس نے اس کو چار درہم دے دیئے اور کہنے لگا کہ میں غلام ہوں! خدا سے میری آزادی کی دعا کیجئے اور میں فقیر ہوں' خدا سے میری تونگری کی دعا مانگئے اور میں گنہگار ہوں' خدا سے میری مغفرت کی درخواست کیجئے اور میرے مالک کے اسلام لانے کی دعا فرمائیے! انہوں نے دعا کی' جب وہ واپس گیا تو اُس کے مالک نے اس سے پوچھا: آنے میں تجھے دیر کیوں ہوئی؟ اُس نے کہا: میں منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا' میں نے چار درہم خیرات کیے تو انہوں نے میرے لیے چار دعائیں مانگیں' ایک دعا میری آزادی کی تھی' اُس نے کہا: اچھا تو خدا کے واسطے آزاد ہے! پھر کہا: ایک دوسری دعا یہ تھی کہ خدا میرے مصارف کا سامان کر دے! اُس نے کہا: تجھے چار ہزار درہم دیئے! غلام نے کہا: آپ کے لیے اسلام کی دعا کی تھی' اُس نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰـهِ" اور میرے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت کی تھی' اس نے جواب دیا: یہ میری قدرت میں نہیں ہے' پھر اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: جو کچھ تیری قدرت میں تھا تو نے کیا' اب جو کچھ ہماری قدرت میں ہے ہم کرتے ہیں' ہم نے تجھ کو' تیرے غلام کو' واعظ کو اور تمام حاضرین کو بخش دیا۔

حکایت: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے پاس ایک شخص دیکھا کہ یہ کہہ رہا ہے: اے اللہ! اس

تربت کی حرمت سے اور سورۃ اخلاص کے حق سے مجھ کو چار ہزار درہم مرحمت فرمایئے‘ میں نے اس سے کہا کہ دنیا کے لئے تو خدا کو اس تربت کی قسم دیتا ہے! اس نے کہا: ایک ہزار قرض کے لئے ہیں‘ ایک ہزار نکاح کے لئے‘ ایک ہزار مصارف کے لئے اور ایک ہزار فی سبیل اللہ گھوڑا خریدنے کے لئے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کو چار ہزار درہم دے دیئے پھر مسجد میں داخل ہوئے تو محراب میں انہیں چار تھیلیاں ملیں ہر تھیلی میں چار ہزار دینار تھے‘ اس پر لکھا تھا اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ نہایت بہتر روزی دینے والا ہے‘ اور اس میں ایک رقعہ تھا‘ جس میں لکھا تھا: اے ابوایوب (رضی اللہ عنہ)! تمہاری خیرات کرنے کا بدلہ ہے اور تمہارا ثواب آخرت میں باقی ہے۔

حکایت: حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی بی بی آگ لینے گئیں تا کہ روٹی پکائیں ایک سائل جو آیا تو انہوں نے اُسے آٹا دے دیا‘ وہ آگ لے کر جب آئیں تو انہوں نے پوچھا: آٹا کہاں گیا؟ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے خیرات کر دیا‘ اور وہ غصہ ہوئیں‘ اتنے میں دیکھتی کیا ہیں کہ ایک شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے اور گوشت روٹی لیے ہوئے ہے‘ انہوں نے اپنی بی بی سے کہا: دیکھا! خدا نے کیسی جلدی ہمیں زیادتی کے ساتھ بدلہ دیا اور ایک بار کا ذکر ہے کہ انہوں نے دس ہزار دینار صبح کو خیرات کئے پھر کہا: اے رب! میں نے اپنے نفس کو اس کے عوض آپ سے خرید لیا اس کے بعد دس ہزار اور دیئے اور کہا: اے رب! جو مجھے توفیق ہوئی اس کا شکریہ ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار ایک روٹی جس کے سوا ان کے پاس کچھ نہ تھا خیرات کی اور وہ روزہ دار تھیں خادمہ نے ان سے اس بارہ میں کچھ کہا‘ اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ میں بکری بھیجی جس پر آٹا وغیرہ لگا کر پکایا تھا‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے کہا: دیکھ! تیری روٹی سے یہ بہتر ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ عرب بکری پر خمیر لگا کر تنور میں پکایا کرتے تھے۔

حکایت: ایک شخص خراسان سے بصرہ میں آیا اور حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس نے دس ہزار درہم رکھے اور اُن سے کہا کہ ان کے عوض بصرہ میں ایک مکان خرید

لیں تا کہ رہنے کے کام آئے' جب مکہ سے وہ واپس آیا تو لوگ گرانی میں مبتلا ہو گئے' حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کا آٹا خرید کر خیرات کر دیا کہ کسی نے اُن سے کہا: آپ سے اس نے تو مکان خریدنے کے لئے کہا تھا آپ نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اس کے لئے جنت میں مکان خریدا ہے اگر وہ راضی ہوا تو خیر ورنہ میں اس کا مال اس کے حوالہ کر دوں گا' جب وہ واپس آیا تو اس نے ان سے پوچھا کہ اے ابومحمد! کیا مکان خریدا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! محل' نہروں اور درختوں سمیت خریدا ہے' اور وہ اس پر خوش ہو گیا' پھر کہنے لگا: ہم اس میں رہنا چاہتے ہیں' تب انہوں نے کہا کہ میں نے اُسے خدا سے جنت میں خریدا ہے' اس سے وہ نہایت خوش ہوا' اس کی عورت نے کہا: اُن سے کہو کہ اپنی ضمانت کی ایک دستاویز لکھ دیں' انہوں نے لکھا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ! یہ جو مکان مع محلوں، نہروں اور درختوں کے دس ہزار درہم میں حبیب عجمی نے خدا سے جنت میں فلاں بن فلاں کے لئے خریدا ہے' اس کی دستاویز ہے' خدا پر ہے کہ حبیب کی طرف سے جس کا وہ ذمہ دار ہوا ہے پورا پورا ادا فرمائے''۔

اس کے کچھ دنوں بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا اور اُس نے وصیت کی کہ یہ دستاویز میرے کفن میں رکھ دینا۔ جب صبح ہوئی تو اس کی قبر پر لوگوں کو ایک کاغذ پڑا ملا جس میں اس مکان سے جو حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے لئے خریدا تھا' براءت تحریر تھی کیونکہ خدا نے اُس شخص کے حوالہ کر دیا تھا' حبیب رحمۃ اللہ علیہ اس کو لے کر رونے لگے اور کہا: یہ خدا کی جانب سے میرا براءت نامہ ہے۔

حکایت: بنی اسرائیل میں دو شخص آپس کے شریک تھے جب انہوں نے حصہ بانٹ کر لیا تو ہر ایک کے حصہ میں تین ہزار دینار آئے اُن میں سے ایک نے جا کر ایک نہایت مالدار خاتون سے بعوض ایک ہزار مہر کے نکاح کیا' اُس کے ساتھی نے اُس سے پوچھا: تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا: ہزار کے عوض میں میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے' وہ چلا گیا اور اُس نے ہزار خیرات کر ڈالے اور کہا: اے رب! جنت میں حور کو میری زوجہ بنا دیجئے' پھر

اُس نے ہزار کے عوض کچھ غلام خریدے' اُس کے شریک نے کہا: تو نے کیا کیا؟ اُس نے جواب دیا: ہزار دینار کے میں نے غلام خریدے ہیں' وہ چلا گیا اور اُس نے جا کر ہزار خیرات کر دیئے اور کہنے لگا: اے اللہ! فلاں نے ہزار کے غلام خریدے ہیں اور میں آپ سے جنت میں غلام خریدتا ہوں' پھر اُس نے پوچھا: اور ایک ہزار کا تو نے کیا کیا؟ اس کے شریک نے کہا: میں نے ہزار کا ایک باغ خریدا' وہ چلا گیا اور اُس نے ایک ہزار اور خیرات کر دیئے اور کہنے لگا: اے اللہ! فلاں نے دنیا میں باغ خریدا ہے اور میں آپ سے جنت میں باغ خریدتا ہوں' اس طرح وہ اپنے مال سے ہاتھ دھو بیٹھا اور محتاج ہو گیا' پھر اپنے ساتھی کے پاس آیا اور یہ درخواست کی کہ مجھ کو نوکر رکھ لے' اُس نے کہا: تیرا مال کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: میں نے خدا کو قرض دے دیا ہے' اس نے کہا: تو نے برا کیا' اس نے جواب دیا: شاید تو ان لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے جو کہتے ہیں: جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈی بن جائیں گے تو کیا' پھر بھی ہمیں جزا ملے گی' یعنی ہم سے محاسبہ کیا جائے گا۔ پھر جب دونوں کا انتقال ہوا تو اس نے دونوں کے مقام کی خبر دی کہ خیرات کرنے والا تو اپنے مال کے پاس پہنچ گیا' پھر اس نے کہا: میرا تو ایک دوست تھا جو کہا کرتا تھا کہ تو بڑا خیرات کرنے والا ہے' پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ تم لوگ جھانک کر دیکھو گے اس کے بعد اس نے جو دیکھا تو اس کو جحیم کے درمیان دیکھا اور اُس سے پکار کر کہا: قسم خدا کی! تو نے تو مجھے ہلاک ہی کر ڈالا ہوتا اگر میرے رب کا فضل مجھ پر نہ ہوتا تو مجھے بھی یہاں حاضر ہونا اور عذاب چکھنا پڑتا۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں کہ بروایت بنی اسرائیل میں نے بھی ایسا دیکھا تھا۔ پھر تفسیر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ میں سورہ کہف کے ذیل میں اللہ تعالیٰ کے قول ''وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ'' کے متعلق میری نظر سے گزرا کہ ان دونوں میں سے ایک عبداللہ بن اسد بن ہلال رضی اللہ عنہ تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند ہیں اور دوسرا ان کا بھائی اسود بن عبداللہ لعنہ اللہ تھا' پھر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان دونوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کے قول ''اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ'' کے متعلق سورۃ صافات میں موجود ہے' پھر میری نظر سے سورہ کہف کی تفسیر رازی میں گزرا ہے کہ یہ دونوں بنی اسرائیل میں ایک

دوسرے کے بھائی تھے ایک مسلمان تھا جس کا نام فطروس تھا اور دوسرا کافر تھا جس کا نام یہودا تھا اور اس امر میں بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موافقت کی ہے۔

فائدہ: جن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا ذکر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے وہ صحابی ہیں اور ان کے صاحبزادے عمر رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب ہیں ان سے بارہ حدیثیں مروی ہیں۔

حکایت: داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بڑھیا تھی ایک روز اُس نے تین روٹیاں خیرات کیں اور وہ آٹا پیستی تھی ہوا سے اُس کا آٹا اُڑ گیا تھا' اُس نے داؤد علیہ السلام سے کہا: میرا اور ہوا کا فیصلہ کر دیجئے' داؤد علیہ السلام نے اس کو ہزار درہم عطا فرمائے' سلیمان علیہ السلام نے اُس بڑھیا سے کہا: واپس جا اور کہہ میرا فیصلہ پھر سے کیجئے' وہ لوٹ آئی انہوں نے ایک ہزار اور اُسے دے دیئے اور پوچھا کہ تجھے واپس آنے کے لئے کون کہا کرتا ہے؟ اُس نے کہا: سلیمان۔ داؤد علیہ السلام نے انہیں بلا کر سبب دریافت کیا' انہوں نے کہا: فیصلہ کرنا واجب ہے اور خیرات دینا تبرّع ہے' اس لیے واجب اولیٰ ہے' چنانچہ داؤد علیہ السلام نے ہوا کو طلب کیا اور اس سے دریافت کیا: تو نے اُس کا آٹا کیوں برباد کر دیا؟ اُس نے خازنِ باد کا نام لیا' خازن نے جبرئیل علیہ السلام پر ذمہ داری ڈالی' جبرئیل نے میکائیل پر' میکائیل نے ربّ العالمین پر' پھر خدا نے فرمایا: اے جبریل! داؤد کو اطلاع دو کہ میں نے کچھ عبث نہیں کیا' ایک چوہے نے ایک جہاز میں سوراخ کر دیا تھا جس سے کشتی ڈوبنے کے قریب آ گئی تھی میں نے ہوا کو حکم دیا تو اُس نے آٹا اہل جہاز کے پاس جا ڈالا انہوں نے اس سے سوراخ بند کر دیا اور اُن کی نجات کا سبب بن گیا' اے داؤد! جہاز میں جو کچھ ہو اُس کا تہائی بڑھیا کے لئے لے لیجئے' انہوں نے جو دیکھا تو تین لاکھ دینار تھے' داؤد نے بڑھیا سے کہا: تو نے کچھ خیرات بھی کی ہے؟ وہ بولی: ہاں! میں نے تین روٹیاں خیرات کی تھیں۔

حکایت: میں نے مورد عذب میں دیکھا ہے کہ ایک جوان داؤد علیہ السلام کی صحبت میں رہا کرتا تھا' جبرئیل علیہ السلام نے اُن کو خبر دی کہ اس کا تین دن کے بعد انتقال ہو جائے گا' داؤد علیہ السلام کو یہ شاق ہوا جب تین دن گذر گئے تو انہوں نے اُس کو صحیح و سالم دیکھا

اس کے بعد ایک ماہ اور گذر گیا اُن کو اس امر سے بڑا تعجب ہوا آپ کے پاس ملک الموت نے آ کر کہا: جب میں نے تین دن کے بعد اس کی روح قبض کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تجلی فرمائی اور ارشاد کیا: اے ملک الموت! اپنی عمر کے ختم ہونے کے ایک روز پیشتر وہ نکلا تو اُسے ایک مسکین ملا اُس نے اُس کو بیس درہم دیئے اُس نے دعا دی کہ خدا تیری عمر میں برکت عطا فرمائے! میں نے اُس کی دُعا مستجاب کر لی اور ہر ہر درہم کے عوض اس کی عمر ایک ایک سال بڑھا دی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خیرات لے کر سائل کے دل خوش ہونے کے وقت کی دعا کو غنیمت سمجھو۔

حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص تھا جس کے مکان میں ایک درخت پر قمری نے اپنا آشیانہ بنایا تھا وہ اُس کے بچے نکال لیا کرتا تھا اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اس کی شکایت کی انہوں نے اسے منع کر دیا اس نے اُن سے وعدہ کیا کہ اب پھر ایسا نہ کروں گا اور ایسے ہی چار بار کیا اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے بلا کر اس سے قسم لے لی کہ پھر ایسا نہ کرے لیکن اُس نے پھر اس کے بچے نکال لیے قمری نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اطلاع کر دی آپ علیہ السلام نے اس کے بچوں کی حفاظت کے لئے دو شیطان مقرر کر دیئے قمری نے جب بچے دیئے تو وہ شخص درخت پر اس کے بچے نکالنے چڑھا' اتنے میں ایک سائل آیا تو اُس نے اُسے دو روٹیاں دیں اُس نے دعا دی کہ خدا تجھ سے بُری بلا اور سوء قضا کو دور رکھے اس کے بعد وہ چڑھ کر پھر اُس کے بچے اُتار لایا' خدا نے ایک فرشتہ بھیج دیا تھا جس نے ایک شیطان کو مشرق میں اور دوسرے کو مغرب میں پھینک دیا تھا' قمری نے آ کر کہا: اے نبی اللہ! میرے بچے پھر لے گیا' حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں شیطانوں کو جو بلایا تو اُن کا پہلے پتا ہی نہ لگا پھر بعد مدت وہ ملے تو انہوں نے فرشتہ اور اُس کی خیرات دینے کا قصہ بیان کیا' حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: دیکھ تو سہی خدا نے صدقہ کی برکت سے تجھ سے کیسی بلا دور رکھی اس کے بعد وہ نہایت خوبی کے ساتھ تائب بن گیا

فائدہ: قمری مشہور چڑیا ہے اُس کا گوشت گرم وخشک سرد مزاج والوں کو نفع بخشتا ہے

اور اُس کے پتّا کا سُرمہ لگانا آنکھوں کی روشنی کو زیادہ کرتا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک بار قمری حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس چہچہائی تو آپ نے فرمایا: یہ کہتی ہے: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ الْمُھَیْمِنْ" اور فاختہ دوسری چڑیا ہے جو قمری کے قریب ہوتی ہے اور اس کا گوشت فالج اور لقوہ کو مفید ہے اور اگر اس کا خون آنکھ میں ٹپکایا جائے تو بھینگے پن کو دور کر دیتا ہے اور اگر آنکھ پر لگایا جائے تو اس کا رنگ بدل دیتا ہے اور تسبیح یا دائم اشکرک ہے اور جو لڑکا رات کو چونکتا ہو اس کے گلے میں اس کی بیٹ لگانا نافع ہے اور اس چڑیا کو قیز قوم کہتے ہیں۔

حکایت: عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دھوبی تھا وہ لوگوں کے کپڑے بدل لیا کرتا تھا لوگوں نے اس کی عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ! اسے ہلاک کر ڈالیے! اس کے بعد وہ اپنی عادت کے موافق تین روٹیاں لے کر نکلا ایک سائل آیا تو اُس نے ایک روٹی اسے دے دی' اس نے دعا دی کہ جو بڑی بلا آسمان سے نازل ہو خدا تجھ سے دور رکھے! یہ دعا اس کو نہایت پسند آئی اور اس نے دوسری روٹی بھی اسی کے حوالے کی' اب اس نے کہا: خدا ساری آفتوں سے تجھے محفوظ رکھے! اس پر اُس نے تیسری روٹی بھی اس کو دے دی' تب اس نے کہا: خدا نے نہایت خوبی سے تیری توبہ قبول فرمائی! اس کے کپڑوں میں ایک سانپ گھس کر بیٹھ رہا تھا جب اُس نے کپڑے لینا چاہا تو سانپ نے اسے کاٹنے کا ارادہ کیا اُسی دم ایک فرشتہ نے اُس کے منہ میں لوہے کی لگام چڑھا دی اور وہ دھوبی صحیح وسالم واپس آیا' لوگوں نے کہا: اے روح اللہ! دھوبی تو صحیح وسالم لوٹ آیا' عیسیٰ علیہ السلام نے اُسے بلا کر دریافت کیا کہ تو نے کیا نیکی کی ہے؟ اُس نے کہا: میں نے تین روٹیاں خیرات دی تھیں' پھر انہوں نے سانپ سے پوچھا: تو نے اُسے مار کیوں نہ ڈالا؟ اُس نے کہا: اے نبی اللہ! خدا نے آپ کی دعا مستجاب کر لی تھی اور مجھ کو اس کے قتل کا حکم ہوا تھا لیکن اُس نے ایک سائل کو خیرات جو دی تو میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور میرے منہ پر لگام چڑھا دی' لوگوں کو تعجب ہوا اور وہ دھوبی تائب ہو گیا۔

موعظت: حضرت علائی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

جو سائل کو واپس کرتا ہے سات روز تک فرشتے اُس کے گھر میں نہیں رہتے' اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خیرات کیا کرو کیونکہ خیرات دوزخ سے تمہاری رہائی ہے' اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خیرات برائی کے ستر ابواب کو بند کر دیتی ہے' اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

لطیفہ: ائمہ حنفیہ میں سے مفتی جن وانس نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں سورۃ والضحیٰ کی تفسیر کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ عثمان رضی اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انگور کا گچھا ہدیہ پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل جو آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گچھا اُسے اٹھا کر دے دیا عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر سائل سے خرید لیا اور دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپ نے پھر دے دیا اسی طرح تین بار پیش آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سائل سے پوچھا: تو سائل ہے یا تاجر ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔

لیکن سائل کو مت جھڑک۔

نمک' آگ اور پانی

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون چیزیں ہیں جو اپنی ممانعت پر باقی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نمک اور پانی اور آگ۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پانی کو تو ہم سمجھے لیکن نمک اور آگ میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نمک دیا گویا اُس نے جو کچھ نمک سے مزہ دار ہوا ہے سب کچھ خیرات کیا اور جس نے آگ دی گویا جو کچھ اُس سے پکا ہے وہ سب خیرات کیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا' اُس نے گویا اُسے زندہ کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے: جو راستہ پر پانی کی سبیل رکھتا ہے دو بار خدا اُس کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔

مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے: اگر کسی نے اپنے دروازہ پر مٹکا رکھ دیا اس سے لوگ پانی پیا کریں تو اس پر ضمان نہیں خواہ اس نے اذن دیا ہو یا نہ دیا ہو صحیح مذہب کے موافق۔

حکایت: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے' کیا میں اپنی ماں کی طرف سے خیرات دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! انہوں نے دریافت کیا: کس خیرات میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پلانے میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اے سعد! تمہیں ایک نہایت آسان خیرات جس کی قدر نہایت عظیم ہے نہ بتا دوں' انہوں نے کہا: کیوں نہیں! ضرور بتلا دیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پلانا' اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے اور صحیح پہلی روایت ہے جیسا کہ میں نے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح منہاج میں کتاب وصایا میں دیکھا ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بخار جہنم کی لپٹ سے ہے اُسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ حضرت ابن انباری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے لئے پانی خیرات کیا کرو۔ برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے: ''فابردوھا'' ہمزہ وصلی اور براء کے پیش کے ساتھ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پانی پر معوذتین پڑھ کر مریض پر چھڑکا کرتی تھیں اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: جو سورہ فاتحہ چالیس بار پانی کے پیالہ پر پڑھ کر مریض بخار کے چہرہ پر چھڑک دے' خدا اس کو شفا عنایت فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: دنیا اور آخرت کی سب سے اچھی پینے کی چیز پانی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: یہ بھی تواضع ہے کہ آدمی اپنے بھائی کا جھوٹا پی لے کوئی آدمی ایسا نہیں جو اپنے بھائی کا جھوٹا پی لے اور پھر بھی اُس کے لئے ستر ہزار نیکیاں نہ لکھی جائیں اور اس کے ستر ہزار گناہ نہ مٹائے جائیں اور اس کے ستر ہزار درجے نہ بلند کیے جائیں۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: چار برکتیں خدا نے آسمان سے زمین

پر نازل فرمائی ہیں: آگ' پانی' نمک' لوہا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے منافع میں سے چھری اور تیشہ وغیرہ ہے اور نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ جو لوہے کا حامل ہوتا ہے خدا اس کے دل کو قوی بنا دیتا ہے اور اس سے خراب خواب دور ہو جاتے ہیں اور اس کا سرمہ لگانا خارش اور ڈھلکے اور آنکھ کو نافع ہے اور اگر عورت اُسے خمول کرے تو سیلان خون بند ہو جائے اور نمک کے منافع میں سے یہ ہے کہ وہ ریاح تحلیل کرتا ہے معدہ سے بلغم کو چھانٹتا ہے اور چہرہ کی زردی کو دور کرتا ہے اور رنگ کو عمدہ بناتا ہے جب صبح و شام استعمال کیا جائے اور نمک سیاہ مخرج سودا اور مسہل بلغم ہے اور کھجور کا درخت نمک کو محبوب رکھتا ہے پس مناسب ہے کہ ہر سال اس کی جڑ کھول کر اُس میں بھر دیا جایا کرے اور شہد کی مکھی کو جب کیڑے ستائیں تو علاج یہ ہے کہ اس کے رہنے کی جگہ نمک چھڑک دیا جائے اور باب کرم میں نمک کے منافع گذر چکے ہیں اور آگ کے منافع میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو جہنم کی یادگار بنایا ہے اور صحرانشینوں یعنی مسافروں کے لئے سامان سفر بنایا ہے اور پانی کے منافع رمضان کی فضیلت میں پہلے گذر چکے ہیں کہ خدا نے اس کو ابر سے اُتارا ہے اور اگر چاہتا تو اُسے نہایت شور بنا دیتا۔

حکایت: ایک شخص بہت خیرات کیا کرتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اُس نے خیرات کی اپنی اولاد کو وصیت کی اُس کی زوجہ دو بچے لے کر ایک سو بیس دینار سے تجارت کر کے اپنا مال بڑھانے کے لئے نکلی اُس نے اپنے بڑے لڑکے کی طرف سے ایک روٹی خیرات دی دوسری روٹی اپنے چھوٹے بیٹے کی طرف سے اور تیسری روٹی اپنے نفس کی طرف سے پھر اس کے چھوٹے بیٹے کو بھیڑیا لے گیا اس کے بعد وہ جہاز پر سوار ہو کر چلی تو وہ شکست ہو گیا اور وہ اشرفیاں سمندر میں گر گئیں اور ایک تختہ پر وہ بچ رہی اور ایک شہر میں وہ جا پہنچی وہاں اس نے اپنے چھوٹے لڑکے کو ایک شخص کے پاس دیکھا تو اس سے لڑنے لگی نوبت بہ اینجار سید کہ مقدمہ قاضی کے پاس گیا اس عورت نے کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے اسے بھیڑیا لے گیا تھا اُس آدمی نے کہا کہ میں شکاری ہوں میں نے بھیڑیے سے چھڑایا تھا قاضی نے عورت کے موافق فیصلہ کر دیا پھر اُس نے اپنے بڑے لڑکے کو ایک شخص کے پاس دیکھا تو اس پر دعویٰ کیا

اور پھر قاضی کے پاس مقدمہ گیا' عورت نے کہا: میرا جہاز شکست ہو گیا تھا خیر اس کو وہ بھی مل گیا اس کے بعد اس نے مچھلی فروخت ہوتے دیکھی اُسے خرید کر جو اس کا پیٹ چاک کیا اس کے اندر اپنی تھیلی جس میں اشرفیاں تھیں موجود پائی اور اس کے اندر ایک جوہر اور نکلا جس کو اس نے تیس ہزار اشرفیوں کو فروخت کیا۔

حکایت: ایک شخص ایک سوراخ سے کوٹھری میں بھوسہ بھرا کرتا تھا لڑکے کھیل رہے تھے' اتفاق سے ایک لڑکا اس کے اندر گر پڑا اور بھوسہ میں دب گیا اس شخص نے وہ سوراخ اور کوٹھری کا دروازہ بند کر دیا جب اس کی ماں ناامید ہوگئی تو وہ اس کی طرف سے روزانہ ایک روٹی خیرات کرنے لگی جب جاڑا آیا تو اُس نے دروزاہ کھول کر جانوروں کے لئے تھوڑا تھوڑا بھوسہ نکالنا شروع کیا جب سب بھوسہ نکال چکا تو لڑکے کو دیکھا کہ ایک روٹی لیے ہے اس کو نکال کر اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا' ماں نے اس سے حال پوچھا تو وہ کہنے لگا: اے ماں! جب رات ہوئی تھی تو ایک شخص میرے پاس ایک روٹی لاتا تھا اور جب تک میں سوتا نہ تھا میرا جی بہلایا کرتا تھا' حاصل یہ کہ خیرات کی برکت سے خدا نے اُس کے لڑکے کو اس سے پھر ملا دیا۔

حکایت: کسی نبی کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اُس نے منادی کرا دی کہ سوائے میرے کوئی خیرات نہ کرے ایک عورت کے دروازے پر ایک سائل گذرا اُس نے تین روٹیاں دے دیں یہ بات بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اُس نے اس کا ہاتھ کٹوا کر شہر بدر کر دیا وہ کسی دوسرے بادشاہ کی سلطنت میں گئی' بادشاہ نے اس عورت سے حال پوچھا تو اُس نے اپنا ماجرا بیان کیا اس پر بادشاہ نے اس سے نکاح کر لیا اور خدا نے اس بادشاہ کے دل میں اس کی ایسی محبت پیدا کر دی کہ اس نے اپنی ساری بیویوں پر اسے ترجیح دینا شروع کی اور خدا نے اس سے ایک لڑکا عنایت کیا' بادشاہ جب جنگ کرنے نکلا تو بادشاہ کی کسی بی بی نے بادشاہ کی طرف سے اس بادشاہ کی ماں کو لکھ بھیجا کہ جس عورت کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اُسے سلطنت سے نکال دے یہ سُن کر وہ عورت بچہ لے کر انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہتی ہوئی نکل کھڑی ہوئی' وہ دجلہ پر پانی پینے آئی تو لڑکا دریا میں گر پڑا اور نظروں سے غائب ہو گیا' اُس نے

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! آپ کا شکر ہے اور آپ ہی سے شکایت ہے اور آپ ہی فریادرس ہیں اور آپ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور آپ ہی پر بھروسہ ہے' اس کے بعد اس کے پاس تین فرشتے اتر کر آئے' ایک نے کہا: یہ تیرا ہاتھ ہے! دوسرے نے کہا: یہ تیرا دوسرا ہاتھ ہے! اور تیسرا دجلہ میں اتر پڑا اور کہنے لگا: یہ تیرا لڑکا ہے! پھر انہوں نے اس سے کہا: یہ تیری تین روٹیاں ہیں جو خدا کے نام پر تو نے خیرات کی تھیں' اس کے بعد وہ دجلہ کے کنارہ پر لوگوں سے کنارہ کش ہو کر عبادت خدا میں مشغول ہو گئی' جب اُس کا خاوند بادشاہ واپس آیا تو اُس نے اپنی ماں سے اُس کا حال پوچھا' ماں نے خط کے حال سے اطلاع دی' تب اسے معلوم ہوا کہ یہ عورتوں کی مکاری کا نتیجہ تھا' اس کے بعد اس عورت کا حال پوچھتا پھرا' یہاں تک کہ وہ ملی' اس سے اس نے واپس چلنے کی نسبت کہا' اس نے انکار کیا' اس پر وہ بھی اسی کے ساتھ تارک الدنیا ہو کر عبادت میں مشغول ہو گیا اور اپنے ملک سے دست بردار ہو گیا۔
اور احیاء میں ہے: کسی کی روایت ہے کہ نماز تجھ کو نصف راستہ تک پہنچا دے گی اور روزہ تجھ کو بادشاہ کے دروازہ تک پہنچا دے گا اور خیرات تجھ کو اندر داخل کر دے گی۔

حکایت: بصرہ کے کسی قاضی کی ایک عابدہ لڑکی تھی ایک دن کسی واعظ کے پاس خیرات کی فضیلت دریافت کرنے گئی ایک سائل جو آیا تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گیسو میں سے یہ جوہر لے کر اُسے دے دے اور اسے اپنے باپ کے خوف سے جلدی تھی اس لیے اس نے اپنا گیسو کاٹ کر سائل کو دے دیا' سائل نے جوہر نکال لیا اور گیسو کو پھینک دیا' کوئی بدکار اُس کے باپ کے پاس پہنچا اور اس نے کہا: تیری بیٹی نے برا کام کیا ہے اور اس کا گیسو کٹ گیا ہے' اس کے باپ نے یہ ماجرا اس سے بیان کیا' وہ بولی: معاذ اللہ کہ ایسا ہوا ہو' باپ نے کہا: مجھے اپنا گیسو دکھا' اُس نے کہا: اچھا ذرا میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور حالت سجدہ میں کہنے لگی: اے اللہ! میں آپ سے امیدوار ہوں اور آپ ہی کے لئے میں نے خیرات کی ہے اور آپ ہی پر میرا بھروسہ ہے مجھے میرے باپ کے سامنے رسوا نہ کرنا' اس کا سرا بھی سجدے سے نہ اٹھا تھا کہ خدا نے اس کے سر پر دس گیسو ڈال دیے کہ ہر گیسو میں ایک ایک جوہر پڑا تھا جو ایک نیکی کرتا ہے اس کو دس گنا ملتی ہے پس وہ باوقار ہو کر

اپنے باپ کے سامنے نکل آئی' اسے تعجب ہوا اس کے بعد باپ کو اپنا ماجرا کہہ سنایا اور باپ نے اُس شخص کو بتلا دیا جس نے اُسے خبر دی تھی' وہ بولی: اُسے معاف کر دیجئے! چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔

فائدہ: بصرہ کی بناء خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۱۷ھ میں پڑی ہے اور اہل بصرہ اس میں اٹھارہ برس تک آباد رہے۔ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں وہ قبۂ اسلام اور خزانہ عرب تھا اس سرزمین میں کبھی بت پرستی نہیں ہوئی اس کو برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں نقل کیا ہے۔

حکایت: یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کی روایت بیان کی ہے کہ اُس نے اپنی زوجہ کو حکم دیا کہ سائل کو کچھ دے دے اُس نے چار انڈے دے دیئے' جب وہ چلا گیا تو ایک شخص ایک تھیلی میں انڈے دے گیا' اُس نے اپنی عورت سے پوچھا: تو نے کتنے انڈے خیرات کیے تھے؟ عورت نے کہا: چار' اُس نے پوچھا: تجھے کتنے ملے؟ وہ بولی: تیس! اسے تعجب ہوا اور کہنے لگا: تو چار خیرات کرے اور ملیں تیس' یہ بے حساب کیسے یعنی ایک کا دس گنا بدلہ ملتا ہے' اُس نے جواب دیا: اُس میں دس ٹوٹے ہوئے ہیں کیونکہ ایک انڈا ٹوٹا ہوا دیا تھا۔

فائدہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کسی نبی نے خدا سے ضعف کی شکایت کی' خدا نے انڈے کھانے کا حکم فرمایا ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلت اولاد کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انڈے کھانے کا حکم فرمایا۔ واضح ہو سب سے عمدہ انڈے سیاہ رنگ کی چھوٹی مرغی کے ہوتے ہیں کیونکہ وہ مقوی قلب ہیں خصوصاً زردی اور اگر گھی اور زعفران کے ساتھ لیپ لگایا جائے تو گرم اور سرد اورام کو پکا دیتا ہے اور بیضہ نیم برشت سب سے زیادہ نافع ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ گرم پانی میں انڈا چھوڑ کر تین سو تک گنتی گنے جائے پھر نکال لیا جائے اور کھا لیا جائے تو بدن کو نرم کرتا ہے اور مثانہ کی شکایت کو دور کرتا ہے لیکن تلے ہوئے یا بھنے ہوئے انڈے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہایت ردی ہوتا ہے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص اُبلا ہوا انڈا کھا کر رات کو سو رہے اور وہ نہ مرے تو تعجب ہے۔ نزہۃ النفوس والافکار

میں ہے اور مرغی کے بعد سفید چکور کے انڈے ہوتے ہیں بشرطیکہ تازے ہوں اور جب چکور انڈے دیتی ہے تو جن انڈوں میں سے نر بچے نکلنے والے ہوتے ہیں ان کو نر سیتا ہے اور جن سے مادہ بچے ہونے والے ہوتے ہیں ان کو مادہ سیتی ہے اور اس کے بیس سال عمر ہوتی ہے اور جب اس کے انڈے گندے ہو جاتے ہیں تو دوسرے جانور کے انڈے چھین لاتی ہے یا چرا لاتی ہے اور اسے سیتی ہے لیکن بچے نکلنے کے بعد اپنی ماں کے پیچھے چلے جاتے ہیں جس کے انڈے ہوتے ہیں اور چکور کا گوشت معدہ کے لئے نہایت عمدہ ہوتا ہے اور مسمن بدن ہے اور اس کا پتا لگانے سے غشاوہ اور ظلمت بصر کو نافع ہے زاد المسافرین میں ہے کہ جو کسی جانور کا پتا آنکھ میں لگائے اسے چاہیے تھوڑا شہد اور آب شور ملا لے۔

فائدہ: اگر شتر مرغ کے انڈے کا چھلکا توتیائے ہندی کے ساتھ گھس کر بیاض چشم والی آنکھ میں سرمہ لگایا جائے تو اس کی بیخ کنی ہو جائے اور شتر مرغ کے بیس انڈے یا زیادہ ہوتے ہیں مادہ صرف تین انڈے سیتی ہے اور تین ہوا میں چھوڑ دیتی ہے اور تین دفن کر دیتی ہے جب بچے نکلتے ہیں تو ان انڈوں کو توڑ ڈالتی ہے جنہیں ہوا میں چھوڑ دیتی ہے اس وقت وہ خشک گوشت کی طرح ہوتے ہیں اور اس کے بچے اسے کھاتے ہیں پھر وہ انڈے نکالتی ہے جو دفن کر دیئے تھے اور انہیں توڑتی ہے تو مکھیاں اور کیڑے مکوڑے اس پر جمع ہو جاتے ہیں اور اس کے بچے اس میں سے کھایا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ چرنے چگنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور بالاجماع اُس کا گوشت حلال ہے۔

لطیفہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جس نے شیشی میں انڈا اتارا وہ مسیلمہ کذاب تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جماعت کثیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لڑنے کے لئے جمع کی تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جمع کیا جس کا سردار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا اُس لشکر نے اس کافر کو حضرت وحشی کے ہاتھ سے ۱۱ھ میں قتل کر ڈالا۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں: میں نے کسی قاضی کو کہتے سنا ہے کہ شیشے میں انڈے کا داخل کر دینا ممکن ہے اس طرح کہ انڈے کو نہایت تیز سرکہ میں ڈال دیا جائے جب نرم

ہو جائے تو اسے شیشے میں ڈال دے۔

حکایت: ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی بی بی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک بار شہد کھانے کو جی چاہا جب میں نے اُن کے سامنے پیش کیا تو اُس میں سے کھایا اور مجھ سے دریافت کیا یہ کہاں سے آیا میں نے کہا کہ میں نے ڈاک کے گھوڑے پر ایک غلام کو دو اشرفیاں دے کر بھیجا تھا وہ آپ کے لئے خرید لایا تھا پھر فروخت کر کے میرا راس المال میرے حوالہ کیا اور باقی بیت المال میں لوٹا دیا اور اپنے جی میں کہا کہ اے عمر! تو نے مسلمانوں کے گھوڑے کو اپنی خواہش نفسانی کے لئے تھکایا۔ حکایت: ایک بار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی لنگی فروخت کرنے نکلے تا کہ اُس کی قیمت سے کچھ خورد نوش کا سامان کریں چنانچہ وہ چھ درہم کو فروخت ہوئی ایک سائل نے آپ کو دیکھا' آپ نے وہ دام اس کے حوالے کر دیئے جبرئیل ایک اعرابی کی صورت پر آئے اور ایک اونٹنی لیے تھے' کہنے لگے: اے ابوالحسن! یہ اونٹنی خرید لیجئے آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میرے پاس اس کی قیمت نہیں ہے' انہوں نے کہا: کچھ مدت بعد دے دیجئے گا' آپ نے سو کے عوض اُسے خرید لیا' پھر آپ رضی اللہ عنہ کو راہ میں میکائیل علیہ السلام ملے اور انہوں نے پوچھا کہ یہ اونٹنی آپ فروخت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے سو کو خریدی ہے' انہوں نے کہا: ساٹھ مجھ سے نفع لے لیجئے' پھر جبرئیل علیہ السلام ملے اور پوچھنے لگے: کیا آپ نے اونٹنی فروخت کر ڈالی' آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا: میرا دَین ادا کر دیجئے' آپ نے سو ان کے حوالے کئے اور ساٹھ لے کر چلے آئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا: یہ کہاں سے لے آئے! آپ نے فرمایا: میں نے چھ درہم سے خدا کے ساتھ تجارت کی تھی مجھ کو ساٹھ عطا فرمائے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا: بائع جبرئیل علیہ السلام اور مشتری میکائیل علیہ السلام ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناقہ ہے قیامت میں سواری کرنے کی۔

حکایت: ابن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ کی شرح بخاری میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے تو آپ کے بچے رو رہے تھے آپ نے فاطمہ رضی اللہ

عنہا سے سبب پوچھا' انہوں نے کہا: بھوک سے رو رہے ہیں تو وہ ایک دینار قرض لائے' اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے: اے ابوالحسن! میرے بچے بھوک سے رو رہے ہیں' آپ نے وہ دینار اسے دے دیا' اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں: اے علی! اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ! آج شام کو کھانا نہ کھلاؤ گے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! خدا کے بھروسے سے گھر میں جو آئے تو گھر میں پکے ہوئے ٹکڑے رکھے تھے' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس دینار کی بدولت ہیں جو تم نے فلاں کو دیا تھا۔

مسئلہ: ابن عماد رضی اللہ عنہ نے ذریعہ میں بیان کیا ہے انسان کا اپنی ضروریات کی اشیاء کو خیرات کر دینا منع ہے اور جو لے گا اس کے ملک میں داخل نہ ہوگا اگر کسی ایسے شخص کو جس کے کپڑے میلے تھے کپڑا دھو لینے کے لئے صابون دیا اور وہ مر گیا اور وہ صابون اس کے ترکہ میں نکلا تو صابون دینے والا اپنا صابون واپس لے سکتا ہے کیونکہ اس کا قصد اس کو مالک بنانا نہ تھا اگر کسی مسافر نے زکوٰۃ لی اور قبل سفر کے مر گیا تو اس کے ترکہ سے لے لی جائے گی روضہ میں مذکور ہے اگر کسی کو کچھ دیا اور کہا: اس سے حمام میں جانا یا اس سے عمامہ خرید لینا تو جو اس نے ذکر کر دیا ہے وہی متعین ہو گیا اور اگر اُس کا باپ مر گیا اور کسی نے اس کے پاس کفن دینے کے لئے کپڑا بھیج دیا تو وہ متعین ہو جائے گا بشرطیکہ اس کے کفن دینے کو فقہ یا پرہیزگاری کی وجہ سے موجب برکت سمجھا جاتا ہو پس اگر دوسرا کفن دیا گیا تو مالک کو اس کپڑے کا لوٹا دینا واجب ہے' امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے ایسا ہی اُس وقت حکم ہے جب اُس شخص کا کفن دینا موجب برکت نہ سمجھا جاتا ہو لیکن دینے والے نے اس کو کفن دینے کا ارادہ کر لیا ہو اور وارث کے ساتھ تبرع کرنے کا قصد نہ ہو اگر کسی کو خط بھیجا اور اُس کی پشت پر جواب مانگا تو اُس کا جواب لکھ کر واپس کر دینا واجب ہے ورنہ وہ ہدیہ ہے اور روضہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر کسی کو کچھ خیرات کی نیت سے دیا یہ گمان کر کے کہ وہ ودیعت یا عاریت ہے پھر اُس نے دینے والے کو لوٹا دیا اور قبل قبضہ کرنے کے مر گیا تو دینے والے کو مناسب ہے کہ واپس نہ لے اگرچہ اُس کے ملک سے خارج نہیں ہوا تھا اور اپنی دی ہوئی

خیرات کی شئے فقیر سے خریدنا یا مانگ لینا مکروہ ہے اگر فقیر قرابت دار ہو اور پھر میراث میں اُسے وہی شئے ملے تو کوئی کراہت نہیں اور قرابت داروں کو خیرات دینا افضل ہے اور قرابت داروں میں سے جس سے زیادہ عداوت ہو اسی کو زیادہ خیرات دیا کرے تا کہ الفت ہو جائے زکوۃ اور کفارہ اپنے قرابت داروں کو بشرطیکہ حاجت منداور اہل ہوں بہتر ہے اور خیرات اور کفارہ اور نذر کا نقل کرنا جائز ہے بخلاف زکوٰۃ کے اور جسے شئے کی کسی کو اپنے اہل وعیال کے خرچ یا ادائے دین کے لئے ضرورت ہو اُس کا خیرات کر دینا حرام ہے اور جو اس سے بچے اس کا خیرات کرنا مستحب ہے بشرطیکہ صبر کرنا اُس پر گراں نہ گذرے۔

حکایت: جس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی تھی تو اس دن عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چار سو درہم کو بکتے دیکھی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ شہسوار اسلام یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ ہے یہ ہرگز نہیں بک سکتی اور یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام کو چار سو درہم دے دیے اور قسم کھلا دی کی اُن کو اطلاع نہ کرے اور زرہ بھی واپس کر دی جب صبح ہوئی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں چار سو تھیلیاں پائیں جن میں سے ہر تھیلی میں چار سو درہم تھے اور ہر درہم پر لکھا تھا کہ عثمان بن عفان کے لئے خدائے رحمٰن نے یہ سکہ مضروب کیا ہے' اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! تمہیں مبارک ہو۔

حکایت: قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ نجم میں بیان کیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بڑے خیرات کرنے والے تھے ان کے رضاعی بھائی عبداللہ بن ابی سرح نے اُن سے کہا: اس قدر زیادہ خیرات آپ کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میرے گناہ بہت ہیں اس لیے میں اپنے پروردگار کی رضامندی کا خواہاں ہوں اور اُس کی معافی کا امیدوار ہوں' اُن کے بھائی نے کہا: اچھا مجھے کجاوہ سمیت ایک اونٹ دے دیں اور میں آپ کے گناہوں کو اپنے ذمہ لے لیتا ہوں انہوں نے ایسا ہی کیا اس پر خدا نے آیات اتاریں جن کا مضمون یہ ہے: کیا آپ نے اسے دیکھا جو روگردان ہوا یعنی ایمان سے اور تھوڑا دیا اور روک دیا یعنی جو

عثمان رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے اُسے بند کرنا چاہا کیا اسے علم غیب ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے یعنی امور آخرت اسے نظر آتے ہیں جو دوسروں کا عذاب اپنے سر لیتا ہے یا اسے اس کی اطلاع نہیں ملی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں تھا جنہوں نے اپنا فرض منصبی پورا کیا کہ کوئی گنہگار کسی دوسرے کا گناہ اپنے ذمہ نہیں لے سکتا یعنی کسی دوسرے کے گناہ کی باز پرس اُس سے نہ ہوگی اور ابراہیم علیہ السلام سے قبل لوگوں سے غیر کے گناہ کی باز پرس بھی ہوتی تھی چنانچہ آدمی کو اس کے بھائی یا بیٹے کے عوض بھی قتل کرتے تھے اور خدا کے قول (ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے پورا کیا) سے بقول بعض مراد یہ ہے کہ روزانہ صبح کو وہ چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور خدا تعالیٰ کے قول ''اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى''[1] سے بقول بعض کافر مراد ہے لیکن مومن کو غیر کے عمل سے نفع ہوتا ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے بہت سی حدیثیں اس پر دال ہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی منہاج میں ہے کہ میت کو وارث اور اجنبی کی خیرات اور دعا سے نفع پہنچتا ہے۔

فائدہ: اگر کہا جائے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ''وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى'' (۷:۱۶۴) یعنی کوئی گنہگار دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا اور پھر ہابیل وقابیل کے قصہ کے متعلق یہ بھی نقل فرمایا ہے: ''اِنِّىْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِىْ وَاِثْمِكَ'' (۵:۲۹) یعنی میں چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا دونوں کا گناہ اٹھائے اور دوسرے جگہ ارشاد فرمایا ہے: ''وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ'' (۲۹:۱۳) اپنا بوجھ اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور بوجھ اٹھائیں گے۔ اُن میں تطبیق کی کیا صورت ہے اور اس کا کیا جواب ہے اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی خطاؤں کے اور جو لوگ اُن کے گمراہ کرنے سے بھکے ہیں ان کی خطاؤں کے حامل ہونگے کیونکہ جو برا طریقہ جاری کرتا ہے اس پر اس کا گناہ اور جو اس پر عمل کرتے ہیں ان کا گناہ بھی پڑتا ہے بلا اس کے کہ ارتکاب کرنے والوں کے گناہ میں کچھ کمی ہو اور مسلم کی حدیث میں ہے جو کسی بھلائی کی رہنمائی کرتا ہے اس کو اس کے کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

---

[1] انسان کے لئے سوائے اس کے جو اس نے سعی کی ہے اور کچھ نہیں ہے۔۱۲

حکایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک بار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا' کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شام بھی نہ ہونے پائے گی کہ تم سے یہ مصیبت دور ہو جائے گی' جب دن ختم ہوا تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلہ کے اونٹ شام سے آ گئے' اُن کے پاس تاجر لوگ پہنچے اور کہنے لگے: لوگ قحط کی وجہ سے سختی میں مبتلا ہیں اور آپ کے پاس سو اونٹ بھر کے گیہوں آئے ہیں آپ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجئے' آپ نے دریافت کیا کہ مجھے کیا نفع دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہر دس میں دو درہم نفع دیں گے' آپ نے فرمایا: اور بڑھاؤ! انہوں نے کہا: اچھا چار دیں گے' آپ نے فرمایا: اور بڑھاؤ! انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو مدینہ کے تاجر ہیں' آپ کو اس سے زیادہ کون دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایک درہم کے دس دیئے ہیں' چنانچہ ارشاد ہے: جو ایک نیکی لاتا ہے اس کے لئے ویسی دس ہیں' اس کے بعد آپ نے کہا: میں تمہیں شاہد بناتا ہوں کہ یہ سب مسلمانوں کے لئے خیرات ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اُس شب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں اور نوری حریر کا لباس پہنے ہیں اور کچھ جلدی میں ہیں' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میں آپ کا مشتاق ہو رہا ہوں' آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! عثمان نے خیرات کی ہے اور خدا نے قبول فرمائی اور اس کے عوض میں جنت میں ایک دلہن سے ان کی شادی کر دی ہے چنانچہ میں اُن کی تقریب شادی میں مدعو ہوں۔

حکایت: ایک شخص ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُس نے کہا: میرا بیٹا سفر دریا کے لئے گیا ہے' اس کے لیے خدا سے دعا کیجئے' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُس کی طرف سے خیرات دے' اُس وقت وہاں سمندر موج زن تھا اور کشتی ڈوبنے کے قریب تھی' جب اُس شخص نے اُس کی طرف سے خیرات دی تو سنائی دیا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: تمہارے لیے سلامتی ہے! خدا نے فدیہ قبول فرمالیا' جب لڑکا آیا تو اس نے جو سنا تھا اپنے باپ سے بیان کیا۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو خیرات بہت کیا کرتا تھا جب اُس کا انتقال

ہوا تو اُس کی زوجہ نے سوائے دوسو درہم کے جو اُس نے اپنے لڑکے کے لئے رکھ لیے تھے سب اُس کی طرف سے خیرات کر دیا جب لڑکا بڑا ہوا تو ماں نے اس کو اطلاع دی کہ تیرے باپ کو خیرات کرنا نہایت محبوب تھا اور اس کو دوسو درہم دے دیئے' ایک روز جو وہ نکلا تو اس نے ایک مردہ کو دیکھا تو ایک سو اسی درہم خرچ کر کے اس کی تجہیز و تکفین کر دی' پھر ایک شخص نے اسے دیکھ کر کہا کہ اگر میں تجھے ایسی شئے بتلا دوں جس سے مال کثیر تیرے ہاتھ آئے تو تو مجھے آدھا دے گا' اس نے کہا: ہاں! اس شخص نے کہا: فلاں شہر چل وہاں ایک عورت کے پاس ایک بلی بکاؤ ہے اس کو خرید لے اور ذبح کر کے جلا ڈال اور اس کی راکھ لے کر فلاں شہر جاؤ وہاں کا بادشاہ اندھا ہے اس کی آنکھ میں اس راکھ کا سرمہ لگا دینا حکم خدا سے اس کی آنکھیں درست ہو جائیں گی چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور خدا نے اس بادشاہ کو آنکھیں عنایت کیں اس بادشاہ نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اسے بہت کچھ مال دیا کچھ مدت اس کے پاس رہا پھر اپنی ماں کے دیکھنے کے لئے بادشاہ سے اجازت چاہی بادشاہ نے کہا اپنی بی بی اور اپنے مال کو اپنے ساتھ لیتا جا وہ لیتا آیا یہاں اس شخص نے جو اسے دیکھا جس نے اسے بتلا دیا تھا تو کہا: مجھے آدھا بانٹ دو' اس نے آدھا مال اسے دے دیا' اس نے کہا: زوجہ باقی رہی ہے' اس نے کہا: اچھا! اور آرہ لایا تا کہ آدھی اسے کاٹ کر دے دے' اس پر اس شخص نے کہا: خدا تیرے مال اور اہل وعیال میں برکت دے! تو نے جو عہد کیا تھا پورا کیا' میں تو فرشتہ ہوں۔

مسئلہ: نجس شے سے دوا کرنا جائز ہے اور کبر کی مذمت میں یہ گذر چکا ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کا ذبح کرنا حرام ہے ایسے ہی اس کا خصی کرنا لیکن جو جانور کھایا جاتا ہے اس کا بچپن میں خصی کرنا جائز ہے۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص اور اس کے اہل وعیال کو تین روز تک کچھ کھانے کو نہ ملا اس کی زوجہ نے اس کو ایک درہم دیا کہ کچھ کھانا خرید لائے' اس نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے سے ایک درہم کا مطالبہ کر رہا ہے' اس نے وہ درہم اس کو دے دیا اور اپنی زوجہ کو اس کی اطلاع دی' عورت نے کہا: خوب کیا جو دے دیا' پھر اُس نے نکلا دیا' اس نے

فروخت کر کے اس کی مچھلی خریدی' اس کے اندر ایک جوہر نکلا جو مال کثیر کو بکا' اس کے بعد ایک سائل آیا تو اس سے اس نے کہا کہ آدھا مال لے لے' اس نے جواب دیا: تجھے تیرا مال مبارک ہو! اپنا مال اپنے پاس رکھ' میں فرشتہ ہوں! خدا نے تجھے اس درہم کے عوض ہر قیراط پر سو قیراط دیئے ہیں اور ان میں سے صرف ایک قیراط تجھے دنیا میں ملا ہے۔

فائدہ: قرآن شریف کی فضیلت میں گذر چکا ہے کہ ایک قیراط اُحد کے برابر ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شب کو دس آیتیں پڑھتا ہے اُس کے لئے ایک قیراط اجر لکھا جاتا ہے ایک قیراط دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے کیا خوب صدقہ ہے اور کتنا آسان اس کا اجر ہے' ہر شب اس ثواب کی محرومی سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک قیراط بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے' اس کو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حکایت: بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عورت کا خاوند کہیں چلا گیا اس کی ماں نے اپنے بیٹے کی طرف سے ایک خط لکھا کہ عورت کو الگ کردو اس پر عورت اپنے میکے چلی گئی' ان کا بادشاہ مساکین کو کھلانا پلانا ناپسند کرتا تھا' اس عورت نے ایک مسکین کو دیکھ کر دو روٹیاں دے دیں' پہرہ والوں نے اس کو دیکھ کر گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا اور اطلاع کر دی کہ اس عورت نے کھانا کھلایا ہے' بادشاہ نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا' وہ اپنے دونوں بچوں کو لے کر چلی گئی اور دریا پار سے گزری' ایک سے اس نے کہا: مجھے پانی پلا دے! وہ دریا میں گر پڑا' دوسرے سے اس نے کہا: اس کی خبر لے دوسرا ڈوب گیا' اس کے بعد ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے خدا کی بندی! تیرا کیا حال ہے؟ اس نے ماجرا بیان کیا' اس نے کہا: تو کیا چاہتی ہے تیرے دونوں ہاتھ تجھے مل جائیں یا تیرے دنوں بچے تجھے مل جائیں! اس نے کہا: میرے بچے! وہ حکم خدا سے دونوں کو زندہ نکال لایا' پھر اس کے دونوں ہاتھ بھی اسے مل گئے اور اس نے کہا: میں فرشتہ ہوں' خدا کے پاس سے آیا ہوں' خدا نے دو روٹی کے بدلہ

میں تیرے دونوں ہاتھ تجھے پھر عنایت فرما دیئے اور اس مسکین پر رحم کھانے کے عوض تجھے یہ ثواب ملا کہ تیرے بچے بھی دے دیئے' سن لے! تیرے خاوند نے تجھے طلاق نہیں دی ہے' اس کے پاس جا اس کی ماں مرگئی ہے' وہ لوٹ کر آئی تو اس نے ویسا ہی پایا۔ اگر کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیرات کا کیوں حکم فرماتے تھے حالانکہ آپ کو خیرات کھانا حرام تھا؟ اس کے کئی جواب ہیں' ایک یہ کہ آپ کو فقر سے بھی سابقہ پڑ جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیرات کی ترغیب دیا کرتے تھے تو آپ پر مطلقاً اور ہر ہاشمی اور مطلبی پر صدقہ واجبہ حرام کر دیا' حتیٰ کہ صحیح قول کے موافق ان کے غلاموں پر بھی حرام ہے' تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع کے لئے خیرات کا حکم کیا کرتے تھے اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ بندہ کو چاہیے کہ تہمت کے موقعوں سے بچتا رہے' دوسرا یہ کہ خدا نے آپ کا شرف ظاہر فرمایا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مال غنیمت حلال تھا' جس کا طریقہ عزت اور قہر ہے بخلاف خیرات کے کہ یہ ذلت اور انکسار سے حاصل ہوتی ہے' تیسرا یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور خیرات کرنے والا رحم کھا کر خیرات کرتا ہے' پس اگر آپ کے لئے خیرات حلال ہوتی تو لوگوں کے رحم کے خود محل بنتے' لوگوں پر رحیم کہاں رہتے اور لوگ آپ کے لئے رحمت ہوتے نہ یہ کہ آپ رحمۃ للعالمین قرار پاتے' حتیٰ کہ اگر آپ کے لئے خیرات حلال ہوتی تو عطا کنندہ آپ سے بہتر ٹھہرتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ پانچواں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب تمام زمین کے خزانے پیش کیے گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے تو قبول کیا نہیں تھا پھر غیر سے تھوڑا سا آپ کیسے لینا گوارا کرتے؟ اگر کہا جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیسے فرمایا کہ خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا حالانکہ اس میں شک نہیں کہ دس درہم میں سے جب ایک دے دیا جاتا ہے تو نو رہ جاتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیرات سائل کے ہاتھ میں واقع ہونے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں واقع ہوتی ہے' پھر خدا اس کی ہر طرح پرورش کرتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے' پس یہ حقیقت میں زیادتی ہے نہ کہ کمی' اور فلیو جس کا ترجمہ بچھیرا کیا گیا ہے۔ گھوڑے کے بچہ

کے معنی میں آتا ہے' جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی تصریح وارد ہوئی ہے' چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جیسے تم میں سے کوئی گھوڑے کے بچے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے' اگر کہا جائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیسے فرمایا کہ خیرات بلا کے ستر دروازوں کو بند کر دیتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ خیرات کرتے ہیں اور پھر مبتلا رہتے ہیں؟ اس کے دو جواب ہیں: اول یہ کہ خیرات کرنے کی حالت میں بلا دفع ہو جاتی ہے' دوم یہ کہ بلاءِ عقوبت خیرات سے دفع ہوتی ہے نہ کہ بلائے مثوبہ یعنی جو اجر ملنے کے لئے بلا آتی ہے کہ بندہ صبر کرے اور اجر دیا جائے۔

فائدہ: صدقہ میں چار حرف ہیں صاد سے صدقہ دینے والے کی دنیا اور آخرت کی مصیبتوں سے صیانت ہوتی ہے اور دال سے طریق نجات پر دلالت ہوتی ہے اور قاف سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور ہاء سے اعمال صالحہ کی ہدایت ہوتی ہے۔

فائدہ: محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ظالم وہ ہے جو دنیا کو جمع کرے اور آخرت کے لئے اُس میں سے کچھ صرف نہ کرے اور مقتصد وہ ہے جو جمع کرتا ہے اور آخرت کے لئے صرف کرتا ہے اور سابق وہ ہے جو آخرت کو اپنے مولیٰ کے لئے جمع کرتا ہے اور شاید اس کے معنی یہ ہیں کہ عمل صالح سے اُسے سوائے دیدار خداوندی کے اور کچھ مقصود نہ ہو' جیسے معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت تھی اور اس کے معنی پہلے گذر چکے ہیں۔

حکایت: کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ اُسے ایک سانپ نظر آیا اور اس نے کہنے لگا: مجھے پناہ دے! خدا تجھے پناہ دے گا! اُس نے کہا: تو کون ہے؟ سانپ نے کہا: میں مؤحد ہوں' اس پر اُس نے اپنا منہ کھول دیا سانپ اُس کے پیٹ میں گھس گیا' اتنے میں ایک شخص تلوار لیے آ پہنچا اور سانپ کا پوچھنے لگا' لیکن وہ اُسے نہ ملا پھر وہ جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ گیا' سانپ اس سے کہنے لگا: بتلا تیرے کہاں کاٹوں جگر میں یا اور کہیں؟ اس نے پوچھا: کیوں؟ سانپ بولا کہ تو نے ایسے کے ساتھ نیکی کی ہے جو اس کے لائق نہ تھا' اس شخص نے کہا: اچھا مجھے اتنی مہلت دے کہ میں اپنے لیے قبر کھود لوں' اس کے بعد ایک فرشتہ نے اُتر کر

اُسے کچھ کھلا دیا اور وہ سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکل پڑا' اُس نے پوچھا: تو کون ہے؟ اُس فرشتے نے کہا: میں تیری نیکی ہوں جو تو نے سانپ کے ساتھ کی تھی' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اُس شئے کی کثرت کرو جس کو آگ نہیں کھاتی' کسی نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نیکی۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو دنیا میں احسان والے ہیں وہی آخرت میں بھی احسان والے ہیں اور جو دنیا میں برے کام کرنے والے ہیں وہ آخرت میں بھی برے کام کرنے والے ہیں اور جنت میں سب سے پہلے احسان کرنے والے جائیں گے' اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آخرت میں خدا کے احسان کے قابل ہوں گے جیسے کہ دنیا میں خدا کے لئے احسان کرنے والے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ اُن کا یہ وصف اس لیے بیان ہوا ہے کہ انہوں نے دنیا میں اپنے مال سے کرم کیا ہے اور آخرت میں اس امت کے گنہگاروں پر اپنی نیکیوں سے کرم کریں گے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب قیامت ہوگی تو خدا میری امت کے ایک گروہ کو لائے گا اور اُن کو بے حساب جنت میں داخل کر دے گا اور ایک گروہ کو لائے گا اور ان سے حساب لے گا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندو! تمہارا نبی کون ہے! وہ کہیں گے: ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں! خدا فرمائے گا: تمہارے گناہ کچھ بڑھے! وہ کہیں گے: نہیں! پھر فرمائے گا: گناہ کچھ کم ہوئے! وہ کہیں گے: نہیں! پھر فرمائے گا: اے میرے بندو! تمہارا کس پر بھروسہ تھا؟ وہ عرض کریں گے: آپ سے نیک گمان رکھنے پر' خدا رضوان کو حکم دے گا کہ جو بے حساب جنت میں گئے اُن کو نکال لاؤ اور بلا کر فرمائے گا کہ امتِ محمدیہ میں سے یہ تمہارے بھائی ہیں ان کی نیکیوں سے ان کے گناہ زیادہ ہو گئے ہیں تم انہیں اپنی نیکیوں میں سے کچھ دے دو! وہ اپنی کچھ نیکیاں دے دیں گے اور خدا سب کو جنت میں داخل فرما دے گا' اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں احسان کرنے والے آخرت میں بھی احسان کرنے والے ہوں گے۔

حکایت: میں نے کتاب الداعی الی وداع الدنیا میں بمقام مکہ دیکھا ہے کہ ایک شخص میدان میں نکل کر گیا اُسے ایک کنواں ملا' اُس میں ایک آدمی' بندر' سانپ اور چیتا گر پڑا تھا'

اُس شخص نے کہا: اس آدمی کو میں اس کے دشمنوں سے ضرور چھڑاؤں گا' پھر اُس نے رسی لٹکائی تو اُس میں سانپ لٹک آیا پھر لٹکائی تو بندر لٹک آیا' پھر لٹکائی تو چیتا لٹک آیا' یہ سب اس کے شکر گزار ہوئے اور کہنے لگے: اس آدمی کو مت نکال! کیونکہ وہ ناشکرا ہے' اُس نے ان کی بات نہ سنی اور اس آدمی کو بھی نکال لیا' پھر بندر نے کہا کہ میں فلاں پہاڑ میں رہتا ہوں اگر تیرا وہاں آنا ہو تو میں اُس کا عوض اُتار دوں! اور سانپ اور چیتے نے بھی ایسا ہی کہا' پھر وہ شخص بندر کے پاس گیا تو وہ طرح طرح کے میوے لایا اور اُس نے بڑی خاطر داری کی' پھر چیتے کے پاس گیا تو وہ فوراً عاجزی کرنے لگا اور جا کر ایک بادشاہ کی لڑکی مار کر اس کے کپڑے اور زیور اُس شخص کو لا کر دیئے' اُس شخص نے جی میں کہا: جن سے مجھے امید نہ تھی انہوں نے تو میرے ساتھ یہ سلوک کیا' پھر وہ اُس آدمی کے پاس گیا اور اس سے بندر اور چیتے کا حال بیان کیا اور اس سے درخواست کی کہ ان زیور اور کپڑوں کے فروخت کرنے میں مجھے مدد دے' اُس نے حاکم کو جا کر اطلاع کر دی اُس نے اپنے پیادے بھیج دیئے وہ اسے گرفتار کر کے لے گئے اور نہایت سختی سے اُسے مارا اور قید کر دیا' اس کے پاس سانپ آیا اور اس نے کہا: میں نے تجھے منع نہ کیا تھا آخر تو نے نہ مانا' پھر سانپ جا کر حاکم کے بیٹے کے گلے میں لپٹ گیا' یہ دیکھ کر اُس کا باپ چیخ اٹھا' سانپ نے کہا: اگر تو اس بے چارے غریب نیک آدمی کو قید خانہ سے رہا کرتا ہے تو خیر ورنہ میں اسے مار ڈالتا ہوں' اُس نے رہا کر دیا تو سانپ چلا گیا' حاکم نے کہا: اے شخص! اپنا ماجرا بیان کر! اُس نے بیان کیا' بندر' سانپ اور چیتے نے اس کی تصدیق کی' پھر حاکم نے اُس آدمی کو سولی کا حکم دیا۔ حدیث میں ہے: شیر کہا کرتا ہے: اے الٰہی! نیکی کرنے والوں میں سے کسی پر مجھے مسلط نہ کر۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو تم سے خدا کا نام لے کر پناہ مانگے اُسے پناہ دو اور جو تم سے خدا کے واسطے مانگے اُسے دے دو اور جو تم سے خدا کے نام پر جائے پناہ طلب کرے اُسے جائے پناہ دو اور جو تمہارے ساتھ احسان سے پیش آئے اُس کی مکافات کرو' اگر تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو اس کے لئے دعا کرتے رہو' یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم مکافات کر چکے' اس کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور طبرانی

رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے: یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم اس کا شکر ادا کر چکے کیونکہ خدا شاکر ہے اور شکر گذاروں سے محبت رکھتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں' اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ترغیب وترہیب میں ہے کہ "مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسُ لَا یَشْکُرُ اللّٰهُ" میں ناس اور اللہ میں سے ہر ایک کو رفع اور نصب دونوں پڑھنا جائز ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کا شکر گزار وہ ہے جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکر گزار ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے ساتھ کوئی نیکی کی جاوے اور وہ نیکی کرنے والے سے کہے: "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا" تو اُس نے ثناء میں مبالغہ کیا' اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کسی مسافر کے روبرو مسکرا دیتا ہے' خدا قیامت میں اس کے روبرو مسکرائے گا اور جو اُس سے مصافحہ کرتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے' چشم زدن سے بھی جلد پل صراط پر سے گذر جائے گا اور جو مؤمن حالت غربت و مسافرت میں انتقال کرتا ہے اُس پر فرشتے ترس کھا کر روتے ہیں اور اس کی قبر میں اس کے مدفن سے لے کر اُس کی پیدائش گاہ تک نور ہی نور چمکتا نظر آتا ہے۔ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب مسافر اپنے داہنے بائیں آگے پیچھے دیکھتا ہے اور کوئی شناسا اُسے نظر نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے تمام سابق کے گناہ معاف فرما دیتا ہے' اور دوسری حدیث میں ہے: یقیناً خدا مسافر پر روزانہ ہزار بار نظر کرتا ہے' اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسافر بیمار پڑتا ہے اور وہ نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہے اور اس کی نگاہ سوائے اجنبی لوگوں کے کسی شناسا پر نہیں پڑتی تو جتنی سانسیں وہ لیتا ہے خدا ہر سانس کے عوض اُس کی ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کے ستر ہزار گناہ مٹا دیتا ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مسافروں کی خاطر و تعظیم کیا کرو کیونکہ جس نے اُن کی مدارات و تعظیم کی' اس نے میری مدارات اور تعظیم کی اور جس نے اُن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے کسی مسافر کی اُس کی غربت میں مدارات و تعظیم کی اُس کے لئے جنت

واجب ہوگئی' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سن لو! مسلمان کے لئے غربت اور مسافرت نہیں ہے کیونکہ جو مسلمان حالت غربت اور مسافرت میں اپنے والدین سے جدائی کی حالت میں مرتا ہے اُس پر آسمان وزمین روتے ہیں' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یتیموں پر رحم کرو اور مسافروں کی مدارات و تعظیم کرو کیونکہ میں بچپن میں یتیم تھا اور بڑے پن میں صاحبِ فقر ہوں۔ اور عوارف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ غرباء خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہیں' عرض کیا گیا: غرباء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا دین بچا کر بھاگنے والے! وہ قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوں گے۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک بندہ گنہگار تھا اُس کے گھر والوں نے زجر و توبیخ کی وہ نہ باز آیا' خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی: اُس کو نکال دیجئے! ایسا نہ ہو لوگوں پر عذاب آجائے' وہ دوسری بستی میں چلا گیا' اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر اُس کو نکال دینے کا حکم فرمایا' وہ نکل کر کسی پہاڑ کے غار میں چلا گیا' وہاں اُس کو موت آئی تو کہنے لگا: اگر میری ماں ہوتی تو میری مدد کرتی اور مجھ پر روتی! اگر میری بی بی ہوتی تو مجھ پر روتی! ایسے میں میرے بچے ہوتے تو روتے! اگر میرا باپ میرے پاس ہوتا تو مجھے غسل دیتا! اے اللہ! جیسے آپ نے میرے کنبہ سے مجھے جدا کر دیا ہے' اپنی رحمت سے الگ نہ کیجئے گا اور میرے گناہوں کی وجہ سے مجھے اپنی دوزخ کا ڈر نہ دکھایئے گا' خدا نے ایک حور اُس کی ماں کی صورت پر اور ایک حور اِس کی بی بی کی صورت پر اور ایک فرشتہ اس کے باپ کی صورت پر اور غلمان کو اُس کے بچوں کی صورت پر اس کے پاس بھیجا' جب اُس نے سب کو دیکھا تو اس کا جی خوش ہوا اور خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں مقام میں میرا ولی ہے' اُس کے پاس جایئے اور اُسے غسل دیجئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اُسے جا کر دیکھا تو پہچان لیا اور کہا: اے رب! آپ نے کس وجہ سے اُس کی مغفرت فرما دی؟ ارشاد ہوا کہ وہ اپنے اہل وعیال اور اپنے وطن سے جدا تھا اس وجہ سے' کیونکہ جب مسافر مرتا ہے تو آسمان اور زمین کے فرشتے اُس پر روتے ہیں پھر بھلا میں اُس پر کیسے رحم نہ

کرتا حالانکہ میں ارحم الراحمین ہوں۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے بیان کیا: ایک شخص کا مدینہ میں جو وہیں پیدا ہوا تھا انتقال ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی نماز پڑھی پھر فرمایا: کاش! اپنی پیدائش گاہ کے سوا کہیں اور اس کا انتقال ہوتا کیونکہ جو شخص اپنی پیدائش گاہ کے سوا کہیں اور مرتا ہے جنت میں اس کی پیدائش گاہ سے لے کر جہاں تک اس کا قدم جا کر ٹھہرتا ہے اُس کے لئے اتنی مسافت کی پیمائش کر لی جاتی ہے' اس کو نسائی اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

لطیفہ: سلیمان بن داؤد علیہما السلام سے ایک شخص نے کہا: اے نبی اللہ! ز مین ہند میں مجھے ایک حاجت ہے' آپ ہوا کو حکم دیجئے کہ اِسی دم مجھے وہاں پہنچا دے' حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا رہے ہیں' اُن سے اُس کا سبب پوچھا' انہوں نے کہا: تعجب کی وجہ سے' کیونکہ مجھے حکم ہوا ہے ابھی باقی وقت میں میں اس کی جان سر زمین ہند میں قبض کروں اور میں اسے آپ کے پاس دیکھ رہا ہوں' حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا اور اس نے اُسی دم اُسے اٹھا کر سر زمین ہند میں پہنچا دیا اور اس کی وہیں روح قبض ہوگئی اور اسی معنی میں کسی نے کہا ہے:

اذا ما حمام المرء کان ببلدة دعته الیها حاجة فیطیر

جب کسی شہر میں انسان کی موت ہوتی ہے تو اُس شہر میں جانے کی اُس کی کوئی حاجت پیش آتی ہے اور وہیں پرواز کر کے جا پہنچتا ہے۔

حکایت: خدا نے ایک پرندہ پیدا کیا ہے جس کا نام محان ہے اپنی جوانی بھر پرندوں کے بچوں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے جب کوئی پرندہ اسے ایسا مل جاتا ہے جس کی ماں مرگئی ہو تو اس کی غور و پرداخت میں مشغول رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کے لائق اور قابل پرواز ہو جاتا ہے اور جب یہ پرندہ بوڑھا ہو کر اندھا ہو جاتا ہے تو پرندوں سے الگ ہو کر پہاڑ پر چلا جاتا ہے' پھر اُس کا قصہ خدا کے سامنے پیش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے آواز خوش عنایت فرماتا ہے' جب پرندے سنتے ہیں تو اپنے آپ کو اُس پر گرا دیتے ہیں جوش میں آ کر

بعض پرندے مرجاتے ہیں' وہ انہیں کھالیتا ہے اور پرندوں کے بچوں کے ساتھ جو کچھ اُس نے کیا تھا' اس طرح اُس کی مکافات ہو جاتی ہے۔

حکایت: ایک شخص شکار کے لئے نکلا اُس نے دو سانپ دیکھے کہ آپس میں لڑ رہے ہیں ایک سفید ہے اور دوسرا سیاہ اُس نے سیاہ کو مار ڈالا اور شکار کے لئے چلا گیا' اُسے ایک صاحب جمال عورت نظر پڑی اور کہنے لگی: میں وہی سانپ ہوں تو نے میرے دشمن کو مار ڈالا تجھے اُس کا کچھ عوض ملنا چاہیے' پس میں اپنی بیٹی سے تیرا نکاح کیے دیتی ہوں لیکن اُس پر اعتراض نہ کرنا ورنہ اگر تو تین بار اعتراض کرے گا تو اُس پر تین طلاق پڑ جائیں گی' خیر اس نے نکاح کیا اور اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی' ایک آگ آئی اور اُس عورت نے لڑکی کو آگ میں ڈال دیا' اُس شخص نے کہا: تو نے یہ کیوں کیا؟ وہ بولی: ایک طلاق ہوگئی' پھر اُس کے لڑکا پیدا ہوا اور ایک کتا آیا' اُس نے اسے کتے کو دے دیا' پھر اس شخص نے کہا: یہ کیوں کیا؟ وہ بولی: یہ دوسری طلاق ہوگئی' پھر اس کے کسی ساتھی نے اس کے پاس کچھ کھانا بھیجا' اس عورت نے اس میں نجاست ڈال دی' اس شخص نے کہا: یہ کیوں کیا؟ وہ بولی: تو یہ تیسری طلاق ہوگئی اور سن! میں تجھے اس کا راز بتلائے دیتی ہوں جس پر تجھ سے صبر نہ ہوسکا' آگ اور کتا یہ دونوں ہمارے بچوں کی پرورش کیا کرتے ہیں اور اس کھانے میں زہر ملا تھا' پھر کچھ مدت بعد وہ عورت مع اپنے لڑکے کے آئی اور یہ کہہ کر اسے لڑکی دے گئی کہ یہ تیری لڑکی ہے' اور وہی لڑکی بلقیس تھیں' جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ بھی تھیں جیسا کہ مناقب عائشہ رضی اللہ عنہا میں عنقریب آتا ہے' اسی وجہ سے جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے بلقیس کا نکاح ناپسند کیا تھا تا کہ اُن کے اسرار نہ بتائیں اور جو کچھ اُن کا ماجرا ہوا' وہ نیکی کرنے کی بدولت تھا۔

حکایت: ایک بار ایک سانپ کسریٰ کے تخت کے نیچے گھس گیا لوگوں نے اُسے مارنا چاہا' کسریٰ نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا' وہ سانپ کنوئیں کی طرف چلا تو اس کے ساتھیوں میں سے کوئی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا' وہ سانپ ایک نظر کنوئیں کی طرف اور ایک نظر اُس شخص کی طرف کرتا جاتا تھا' اس شخص نے کنوئیں میں ایک مرا ہوا سانپ دیکھا جس پر ایک

بچھو بیٹھا تھا' اُس شخص نے بچھو کو مار ڈالا' پھر اُس سانپ نے اس کے سامنے آ کر اپنے منہ سے ایک دانہ اگل دیا' کسریٰ نے اُسے بو دیا' چنانچہ اُسی سے ریحان فارسی کا درخت نکلا' کسریٰ کو زکام بہت ہوا کرتا تھا اُس نے جو اُسے استعمال کیا تو اسے نفع معلوم ہوا۔ اور حدیث میں ہے: زکام کو بُرا نہ سمجھا کرو کیونکہ وہ رگ جذام کو قطع کر دیتا ہے اور باب امانت میں اس کا زیادہ بیان آتا ہے۔

باب:
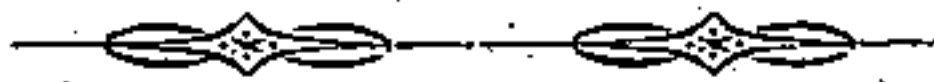
ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی'' (۳۶:۴) یعنی قرابت دار ہمسایہ اور جار الجنب یعنی اجنبی ہمسایہ' اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے اوروں نے کہا ہے کہ اول سے مسلمان مراد ہے اور دوسرے سے یہودی اول کے تین حق ہیں: حق ہمسائیگی' حق قرابت اور حق اسلام' اور دوسرے کا حق ہمسائیگی اور حق اسلام ہے اور اگر یہودی ہو تو فقط اُس کا حق ہمسائیگی ہے۔ سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ''اَلْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی'' سے قلب کی طرف اشارہ ہے اور ''الْجَارِ الْجُنُبِ'' سے نفس کی طرف اور ''اَلصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ'' سے عقل کی طرف اور ابن سہیل نے کہا: ظاہری اعضاء یعنی ہاتھ پیروں وغیرہ کی طرف۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: ''اَلصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ'' سے رفیق سفر مراد ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مہمان مراد ہے اور ''ابن سبیل'' سے بھی مہمان مراد ہے اس کو اکثروں نے بیان کیا ہے' امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ نساء میں بیان کیا ہے کہ بیس روز کی صحبت بھی قرابت کہلاتی ہے اور میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی دیکھا ہے کہ آپ کے ایک یہودی ہمسایہ کی دیوار آپ کے مکان کی جانب شق ہو گئی اور نجاست آپ رضی اللہ عنہ کے مکان میں آ کر گرنے لگی اور یہودی کو اس کا علم نہ تھا' ایک روز جو اس کی عورت آئی تو اُس نے دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے گھر میں نجاست جمع ہے' اُس نے اپنے خاوند کو اطلاع کی' وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس معذرت کرنے آیا' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ہمسایہ کی خاطر و تعظیم کا حکم فرمایا ہے' اُس پر یہودی مسلمان ہو گیا۔ حسن بصری رضی اللہ

عنہ نے فرمایا ہے: ہمسائیگی کا سلوک یہی نہیں ہے کہ ہمسایہ کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ یہ بھی ہے کہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی سے پیش آنا چاہیے اور جو اپنے ہمسایہ کو ستاتا ہے' اس پر خدا جنت کو حرام کر دیتا ہے۔

لطیفہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیٰوۃ الحیوان میں ذکر کیا ہے کہ چیل کو بھوک کی بڑی تکلیف ہوتی ہے' لیکن تاہم اپنے ہمسایہ پرندوں کے بچے نہیں کھاتی اور علامہ دمیری کے سوا اوروں نے باز کی نسبت یہ نقل کیا ہے' نہ کہ چیل کی نسبت اور ان دونوں کا گوشت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طاہر اور حلال ہے' اسی طرح اور پرندوں کا۔ ایک شخص نے چوہوں کی کثرت کی شکایت کی اُس سے کہا گیا: ایک بلی پال لو' اُس نے جواب دیا: مجھے خوف ہے کہ کہیں میرے ہمسایہ کے گھر چوہے نہ بھاگ جائیں۔ نزہۃ النفوس میں ہے کہ بھیڑیے کی غلاظت کی' اگر گھر میں دھونی دی جائے تو چوہے بھاگ جائیں۔ حضرت ابن نیطار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے: اگر چوہے کو شق کر کے گرما گرم کنٹھ مالے پر باندھ دیا جائے تو حکم خدا سے صحت ہو جائے۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے اپنے ہمسایہ کو ایذا دی' اُس نے مجھے ایذاء دی' اور جس نے مجھے ایذاء دی' اُس نے خدا کو ایذاء دی اور جس نے اپنے ہمسایہ سے لڑائی ٹھانی' اُس نے مجھ سے لڑائی ٹھانی اور جس نے مجھ سے لڑائی ٹھانی' اس نے خدا سے لڑائی ٹھانی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: تم جانتے ہو ہمسایہ کا کیا حق ہے! اگر تم سے مدد چاہے اُسے مدد دو' اگر قرض مانگے اُس کو قرض دو' اگر محتاج ہو جائے تو اس پر کرم کرو' اگر بیمار پڑے تو عیادت کرو' اگر مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ اور اگر اُسے کوئی بھلائی پہنچے تو مبارک باد دو' اگر اُس پر کوئی مصیبت آئے تو تعزیت کرو اور مکان اتنا اونچا مت بناؤ جس سے تمہارے پڑوسی پر ہوا کی آمد و رفت بند ہو جائے سوائے اُس کی اجازت کے' اگر کوئی پھل خریدو تو اسے تحفہ بھیجو' اگر یہ نہ کرو تو چھپا کر گھر میں لے آؤ اور اپنے بچوں کو باہر لے کر نہ جانے دو ورنہ اُس کے بچے رنجیدہ ہوں گے اور اُس کو اپنی تقدیر کی کمی سے ایذاء مت دو مگر اُسے بھی اس میں سے حصہ دے دو' تم جانتے ہو حق' ہمسائیگی کا کیا ہے؟

قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے سوائے اس کے جس پر خدا کی رحمت ہو حقِ ہمسائیگی پورا نہیں کرسکتا اور جب تو اپنے ہمسایہ کے کتے کو پتھر مارتا ہے تو تُو اُسے ایذاء دیتا ہے۔ علائی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے: بعض علماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "ولا ضر ولا ضرار فی الاسلام" میں فرق بیان کیا ہے کہ ضرر تو یہ ہے جس میں تیرا نفع ہو اور تیرے ہمسایہ کو ضرر پہنچے اور ضرار یہ ہے کہ جس میں تیرا نفع نہ ہو اور تیرے ہمسایہ کا ضرر ہو۔ علائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قواعد میں بیان کیا ہے: ضرر یہ ہے کہ جس سے تیرے ساتھی کا نقصان ہو اور تیرا نفع ہو اور ضرار یہ ہے کہ غیر کا نقصان ہو اور تجھے فائدہ نہ پہنچے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں: سب کے ایک ہی معنی ہیں' مگر اول ہمسایہ کے ساتھ خاص ہے اور دوسرا عام ہے۔

لطائف:

پہلا لطیفہ: ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ہمارا ہمسایہ میرے غلام کا شاکی ہے' شاید وہ اُس پر بہتان لگاتا ہے' انہوں نے کہا کہ جب تمہارا غلام کوئی خطاء کرے تو یاد رکھو اور جب تمہارا ہمسایہ شکایت کرے تو اُسی گناہ پر اس کی تادیب کرو' اس طرح اپنے غلام کو تادیب بھی کرلو گے اور اپنے ہمسایہ کو بھی راضی رکھو گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ہمسایہ کی حرمت ماں کی حرمت کی طرح ہے۔

دوسرا لطیفہ: عدی بن حاتم طائی صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھتیس حدیثیں روایت کی ہیں اور جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو ان کے دونوں پیر زمین میں گھسٹتے چلتے تھے اور چیونٹیوں کو جو آس پاس آتی تھیں' روٹیاں توڑ کر کھلایا کرتے تھے ہم پر حق ہمسائیگی ہے' تہذیب الاسماء واللغات میں اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

تیسرا لطیفہ: میں نے لوامع انوار القلوب میں دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں مہمان آئے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو بچا ہوا پانی انہوں نے پی لیا اور جو کچھ اُس میں سے گر پڑا تھا لے کر اپنے اپنے چہروں پر مل لیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

دریافت فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا! وہ بولے: خدا اور رسول کی محبت کی وجہ سے شاید خدا اور رسول کو ہم سے محبت ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے اُسی کے ساتھ ہوتا ہے اگر تم کو خدا اور رسول سے محبت ہے تو تین عادتوں کی محافظت رکھو: راست گوئی ادائے امانت ہمسائیگی کی نگہداشت کیونکہ ہمسایہ کی ایذاء رسانی سے نیکیاں مٹ جاتی ہیں۔

فائدہ: پہلے گذر چکا ہے کہ صدقہ قرابت دار کو دینا افضل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اے امتِ محمد! جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے اس کی قسم! خدا اس کی خیرات قبول نہیں کرتا جس کے قرابت دار سلوک کے محتاج ہوں اور غیروں پر وہ صرف کرے اور قسم اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! خدا قیامت میں اس کی طرف نظر نہ کرے گا اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس شخص کے پاس اس کا چچازاد بھائی اس کی بخشش کا خواستگار ہو کر آئے اور وہ اُسے نہ دے تو خدا اس کو قیامت میں اپنے فضل سے محروم رکھے گا اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا۔ اور مخفی خیرات افضل ہے کیونکہ وہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتی ہے اور ان سات آدمیوں میں جنہیں خدا قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائے گا وہ شخص بھی داخل ہے جو چھپا کر خیرات کرے کہ اُس کے بائیں ہاتھ کو بھی نہ معلوم ہو جو اُس نے داہنے ہاتھ سے دیا ہو اور اُس کی صورت یہ ہے کہ اس کی چیز اس ہاتھ کو فروخت کر دے۔

مسئلہ: صدقہ نافلہ لینے سے زکوٰۃ لینا افضل ہے اور زکوٰۃ کی فضیلت میں پہلے گذر چکا ہے کہ مستحق اگر زکوٰۃ نہیں لیتا تو گنہگار ہوتا ہے اور حضرت جنید اور خواص رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہے کہ صدقہ لینا افضل ہے رہا ، کے خفیہ یا ظاہری لینے میں اختلاف ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ظاہراً لینے اور خفیہ نہ لینے ں افضلیت کے قائل ہیں اور زکوٰۃ وصدقہ کے اظہار واخفاء کی افضلیت نیک نیتی اور عمدگی ارادہ پر مبنی ہے۔ روضہ میں تقسیم صدقات میں پیشہ والوں کے دینے کا بیان بھی مذکور ہے یعنی زکوٰۃ میں سے ہر پیشہ والے کو اتنا دے دے کہ جس سے

وہ اپنا پیشہ چلا سکے مثلاً میوہ فروش کو بیس درہم کافی ہیں اور نانبائی کو پانچ درہم اور باقلانی کو دس درہم اور سبزی فروش اور نقل بیچنے والے کو پانچ درہم اور عطر فروش کو ہزار درہم اور بزاز کو دو ہزار درہم اور صراف کو پانچ ہزار درہم اور جوہری کو دس ہزار درہم کافی ہیں اور جو علم کا شغل رکھتے ہیں غالباً جتنی عمر ہوا کرتی ہے اس کی کفایت کی مقدار لے کر کوئی جائیداد خرید لیں اور اس سے مدد لیتے رہیں' مسکین وہ ہے جس کو دس کی حاجت ہو اور اس کے پاس سات آٹھ ہوں اور فقیر وہ ہے جس کو دس کی ضرورت ہو اور اس کے پاس تین ہوں اگرچہ اس کے پاس رہنے کا مکان یا زینت کا کپڑا یا خدمت کا غلام ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اپاہج ہو یا مانگنے سے بچتا ہو۔

لطیفہ: حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: مانگنے والے کیا اچھے لوگ ہیں کہ ہمارا توشہ لے کر آخرت میں پہنچا دیتے ہیں اور بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: فقیر تین قسم کے ہیں: ایک فقیر وہ جو سوال نہ کرے اور اگر کوئی دے تو نہ لے یہ علیین میں روحانیوں کے ساتھ ہوگا اور ایک فقیر وہ جو سوال نہ کرے لیکن اگر کوئی دے دے تو لے لے' یہ مقربین کے ساتھ فردوس میں ہوگا اور ایک فقیر وہ ہے جو ضرورت کے وقت سوال بھی کر لیتا ہے' وہ اصحاب یمین میں سے صادقین کے ساتھ ہوگا۔

موعظت نمبر ا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بغیر فاقہ کے جس سے اُس کو یا اس کے اہل وعیال کو ایسا سابقہ پڑا ہو کہ اُن سے برداشت نہ ہو سکے لوگوں سے سوال کرے گا وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اُس پر گوشت نہ ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو لوگوں سے بغیر فقر کے مانگتا ہے گویا وہ آگ کھاتا ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بلا ضرورت باوجود غنا کے سوال کرتا ہے وہ جہنم کے داغ اپنے لیے بڑھاتا ہے' لوگوں نے عرض کیا: غنا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات کا کھانا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: لوگوں سے مانگنا بے حیائی ہے' کوئی بے حیائی اس کے سوا حلال نہیں ہوئی ہے۔ احیاء میں مذکور ہے کہ سوال حرام ہے بلا ضرورت مثل مردار کے ہے۔ اور عوارف میں نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے مروی ہے: جو بھوکا ہو اور نہ مانگے اور مر جائے تو دوزخ میں جائے گا۔ اور ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: کوئی مضائقہ نہیں اگر مسلمان اپنی بدحالی کی شکایت اپنے مسلمان بھائی سے بیان کرے۔

موعظت نمبر ۲: سویرے ہی سے بازار کو جانا اور بعد نماز صبح جلدی سے مسجد سے نکل کر بھاگنا اور ٹھکر گداؤں سے روٹیاں خریدنا اور منہ سے چراغ گل کرنا اور آٹے میں خمیر نہ ملانا فقر پیدا کرتا ہے اور ایسی ہی بکری و بھیڑ کے بیچ میں سے چلنا اور اگر ایسی ہی ضرورت پڑے تو ''لایلاف قریش'' پڑھے۔

مسئلہ: روضہ میں ہے کہ سائل کی شہادت مقبول ہے بشرطیکہ اپنے دعوے حاجت میں بہت جھوٹ نہ بولتا ہو اور اگر کسی نے قسم کھائی ہو کہ خیرات نہ کروں گا اور وہ کسی یہودی کو دے تو حانث نہ ہوگا۔

فائدہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! جیسے آپ نے اپنے غیر کو سجدہ کرنے سے میری آبرو بچائی ہے ایسے ہی اپنے غیر سے سوال کرنے سے میری آبرو بچائے رکھئے! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! کسی مخلوق کا مجھے محتاج نہ بنایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کہو! یوں کہو: اے اللہ! کسی بری مخلوق کا مجھے محتاج نہ بنایئے! انہوں نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جب وہ دیتے ہیں تو احسان جتاتے ہیں اور جب نہیں دیتے تو برائیاں کرتے ہیں' سمجھ لے کہ سوال کی ذلت تیرے یقین کی قوت سے یا توکل صادق سے یا کچھ مخفی ذخیرہ جمع رکھنے سے تجھ سے دور ہو سکتی ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں بعض ٹھکر گداؤں کی عادت ہے کہ جو کچھ بقدر کفایت ان کے پاس ہے اسے مخفی رکھتے ہیں اور ذخیرہ کر رکھنے کے منکر ہوتے ہیں اور جہنم کی طرح ''هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ'' کہا کرتے ہیں' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ذخیرہ جمع کر رکھنے کے تین درجے ہیں: ایک صدیقین کا درجہ ہے وہ ایک شب و روز کی خوراک رکھنا' دوسرا متقین کا درجہ اور وہ چالیس روز کی خوراک رکھنا کیونکہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چالیس روز کا وعدہ فرمایا تھا' اُس

سے مفہوم ہوتا ہے کہ چالیس روز تک امید زندگی کرنے کی اجازت ہے' تیسرے صالحین کا درج ہے اور وہ ایک سال کی خوراک جمع کر رکھتا ہے' چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

موعظت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو چالیس شب طعام روک رکھے (اور باوجود ضرورت لوگوں کو قیمت ادا کرنے پر بھی متنفع نہ ہونے دے) خدا سے وہ بری اور خدا اُس سے بری ہے اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جالب یعنی بنجارہ کو روزی ملتی ہے اور محتکر یعنی اناج کو روک رکھنے والا ملعون ہے' اس کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور روضہ میں مذکور ہے: احتکار کھانے کی چیزوں یعنی اناج وغیرہ میں حرام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ گرانی میں غلہ خرید لے اور زیادہ قیمت پر بیچنے کے لئے روکے رہے (باوجود ضروریات اور نایابی کے نہ بیچے) اور غلہ میں نرخ مقرر کرنا بھی حرام ہے اور صحیح قول پر جانوروں کے چارے میں بھی اور اُس کے سوا میں قطعاً ناجائز تھا اور اگر امام یا سلطان نے نرخ مقرر کر دیا اور کسی نے مخالفت کی تو تعذیر (عذر پیش کرنا) کی جائے گی۔

مسائل

پہلا مسئلہ: کسی کے دروازے پر کوئی سائل آیا اور گھر والے نے چاہا کہ اُس کا برتن لے کر اُس میں اُسے کچھ دے دے اور وہ ٹوٹ گیا تو ضمان نہیں دینا پڑے گا اس لیے کہ اُس نے فقیر کی غرض کے لئے لیا تھا اس لیے وہ وکیل کے مثل ہے اور اگر گھر والے نے فقیر کے ملئے برتن نکالا اور وہ تلف ہو گیا تو کیا وہ ضامن ہوگا یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر فقیر نے اپنے ہاتھ میں برتن لے لیا تو اُس پر ضمان لازم ہوگا اور اگر مالک نے اُس کے سامنے رکھ دیا تھا تو اُس پر ضمان لازم نہ ہوگا پس اگر اُس نے دروازے کے اندر ہی مالک سے لے کر اُسی برتن میں کھا لیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر دروازے کے باہر کھایا تو ضامن ہوگا۔

دوسرا مسئلہ: اگر بہشتی سے کہا کہ مجھے پانی پلا دے اور اُس نے آب خورہ دے دیا اور پانی پینے سے قبل ہی ضائع ہو گیا تو اگر بالعوض تھا تو شراء فاسد کی وجہ سے پانی کا ضمان دینا

پڑے گا اور آبخورہ کا ضمان نہیں کیونکہ بحکم اباحت اس کے ہاتھ میں آیا تھا اور آبخورہ کا ضمان دینا پڑے گا کیونکہ وہ اُس کے ہاتھ میں عاریت تھا اور اگر پانی پینے کے بعد آبخورہ تلف ہو تو نہ آبخورہ کا ضامن ہوگا اور نہ باقی پانی کا اگر کچھ عوض ٹھہرا ہو۔

تیسرا مسئلہ: اگر نانبائی کو کو برتن دیا کہ اس میں تھوڑا کھانا دے دے اور نانبائی کے قبضہ میں قبل کھانا نکال کر دینے کے ضائع ہو گیا تو وہ ضامن ہوگا ورنہ نہیں اس کو ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاوانی والظروف میں بیان کیا ہے۔

پہلا لطیفہ: حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ برس کی عمر میں وصال مبارک ہوا اور خود ان کا انتقال انسٹھ برس کے سن میں ہوا' انہوں نے اپنے مرض الموت میں وصیت کی تھی کہ میرا قرض ادا کر دینا اور اس کی مقدار اسّی ہزار دینار تھی' کسی نے پوچھا: آپ نے کس میں اتنا صرف کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ایک شخص آیا تھا جس کے چہرے میں مارے شرم کے خوف جھلک رہا تھا' میں نے اس کے سوال کے قبل ہی اس کی حاجت براری کر دی۔

دوسرا لطیفہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا' آپ رضی اللہ عنہ نے جو اس کی طرف نظر کی تو مارے شرم کے اُس کا رنگ فق ہو گیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اپنی حاجت زمین پر لکھ دے تا کہ تیرے چہرہ پر میں سوال کی ذلت نہ دیکھوں' اُس نے لکھا:

لم یبق لی شیءٌ یباع بدرهم ۔۔۔ فغنیك حالة منظری عن مخبری

الا بقیه ماء وجه صنة ۔۔۔ ان لا یباع نعم انت المشتری

میرے پاس کچھ نہیں رہا جو ایک درہم کو بھی بک سکے آپ سے میرا یہی کہنا کافی ہے صورت مبین حالم میرس۔ اور جو کچھ رہا سہا ہے وہ آبرو ہے جس کو فروخت کرنے سے بچائے رہا ہوں آپ بھی کیا خوب خریدار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سونے اور چاندی کے محمل سمیت اس کے لیے ایک اونٹ کا حکم فرمایا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عاجلتنا فاتاك عاجل برناء　　فلا ولو امهلتنا لم نقتر

فخذ القليل وكن كانك لم تبع　　ماصنة وكاننا لم نشتر

بھائی تم نے ہم سے جلدی کی اس لیے جلدی میں جو کچھ تھوڑا بہت ہم سلوک کر سکے ہم نے کر دیا۔ اگر تم ذرا ہمیں مہلت دیتے تو ہم بالکل کوتاہی نہ کرتے اس لیے تھوڑا ہی لے لو اور یہی سمجھو گویا جو کچھ تم بچائے تھے نہ تم نے بیچا اور نہ ہم نے خریدا۔
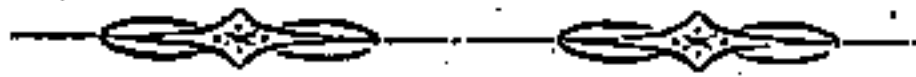
باب:

زُہد وقناعت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ[1]" (۳۸:۹) اور ارشاد ہے: "اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ[2] (۲۰:۵۷)" نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے: چالیس سال تک ہر حالت آٹھ آٹھ برس رہتی ہے آٹھ برس لعب کے آٹھ برس لہو کے اسی طرح زینت وتفاخر وتکاثر کے آٹھ آٹھ برس ہوئے جب آدمی چالیس سال کو پہنچتا ہے اگر توفیق ہوئی تو آخرت کی طرف توجہ کی اور کچھ توشہ آخرت جمع کر لیا ورنہ خسران مبین کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور اللہ تعالیٰ کے قول "كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ" (۲۰:۵۷) میں کفار سے مراد کاشتکار ہیں کیونکہ کفر کے معنی چھپانے کے ہیں اور تخم کو زمین میں چھپا دیتے ہیں اور ہیج سے مراد اس کا خشک ہو جانا ہے "ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا" سے مراد اس کا چور چور ہو جانا اور دنیا کے جو راغب ہیں آخرت میں ان کو سخت عذاب ہوگا اور جن لوگوں نے توشہ آخرت جمع کیا ہے خدا کی مغفرت اور رضامندی اُن کو نصیب ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے فرمایا ہے یقیناً خدا مسلمان بندہ کو دنیا سے پرہیز کراتا ہے حالانکہ وہ چاہا کرتا ہے جس طرح سے کہ تم اپنے بیماروں کو کھانے اور پانی سے پرہیز کراتے ہو۔ بروایت حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک خدا کے کچھ خاص بندے ہیں جن کو تو جنت میں اعلیٰ علیین کے درجۂ رفیع میں سکونت پذیر پائے گا وہ لوگوں میں سے سے زیادہ عاقل ہیں ہم لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ سب سے عاقل کیسے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] زندگی دنیا کا مال ومتاع ہے آخرت میں سوائے قلیل کے کچھ نہیں ہے۔۱۲

[2] جان لو کہ یقیناً زندگی دنیا لہو لعب اور آرائش اور آپس کا تفاخر ہے مال اور اولاد میں۔۱۲

فرمایا: اُن کی ہمت یہ رہی کہ خدائے عزوجل کی طرف ہمیشہ دوڑتے رہے اور اُس کی رضامندی کی جانب راغب رہے دنیا اور اس کی فضولیات اور اُس کی ریاست اور نعمتوں سے بے رغبت رہے اس لیے وہ اُن کو آسان اور ذلیل معلوم ہوئی انہوں نے تھوڑا صبر کیا پھر عرصہ تک آرام کیا۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا' یا نبی اللہ! مجھے بتلایئے کہ قیامت میں خدا کے ہمنشین کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا وہ ڈرنے والے پست رہنے والے اور خدا کے بہت یاد کرنے والے ہیں اور وہ جنت میں لوگوں سے پہلے داخل ہوں گے فرشتے اُن کے پاس نکل کر آئیں گے اور اُن سے کہیں گے کہ حساب کے لئے لوٹ جاؤ وہ جواب دیں گے ہم حساب کس شئی کا دیں گے دنیا میں ہمیں مال ملا ہی نہیں جو ہم نے روک رکھا ہوتا یا فراخی کے ساتھ خرچ کیا ہوتا ہم کوئی امیر تو تھے ہی نہیں جو ہم نے انصاف یا ظلم کیا ہوتا لیکن ہاں خدا کا حکم ہمارے پاس آیا تھا ہم نے پہچان لیا یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا سے ڈرو! کیونکہ خدا قیامت میں فرمائے گا مخلوق میں سے میرے برگزیدہ لوگ کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے ربّ! وہ کون لوگ ہیں ارشاد ہوگا وہ صابر سچے اور میرے قدر پر راضی رہنے والے فقیر ہیں انہیں جنت میں داخل کردو وہ جنت میں داخل کردیئے جائیں گے۔ کھائیں گے۔ پئیں گے اور مال دار لوگ حساب میں ادھر اُدھر پھرتے ہوں گے۔

فائدہ: ابراہیم علیہ السلام کو ایک حاجت پیش آئی وہ اپنے ایک دوست سے کچھ قرض لینے گئے اُس نے قرض نہ دیا آپ متفکر واپس آئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی اگر آپ مجھ سے مانگتے تو میں ضرور عطا کرتا۔ آپ نے عرض کیا: اے ربّ! دنیا پر آپ کا غضب مجھے معلوم تھا اس لیے مجھے اُسے آپ سے مانگتے ہوئے ڈر معلوم ہوا کہ شاید آپ نہ دیں خدا نے آپ کے پاس وحی بھیجی یہ حاجت دنیا سے نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو حلال طور پر سوال سے بچے اور اپنے ہمسایہ پر مہربان ہو کر دنیا طلب کرے وہ خدا سے اس حالت میں ملے گا کہ اُس کا چہرہ ماہ چہاردہم

کی طرح تاباں ہوگا اور جو بہت مالدار بننے اور تفاخر کے لئے دنیا طلب کرے وہ خدا سے
ایسی حالت میں ملے گا کہ خدا کا اس پر غضب ہوگا اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے بیان
کیا ہے جو حلال کی طلب میں اپنے نفس کو مقام ذلت میں قائم کرے قیامت میں خدا اُس کا
حشر صدیقوں کے ساتھ کرے گا اور شہیدوں کے برابر اس کا درجہ بلند کرے گا۔

مسئلہ: قرض دینا مستحب ہے ہر درہم کا اٹھارہ نیکیوں کے برابر ثواب ملتا ہے کیونکہ وہ
بلاضرورت نہیں ہوا کرتا اور قرض لینے والا اگر ادا کرنے سے عاجز ہو یا ادا کرنے کی نیت نہ
ہوتو حرام ہے اور نفقہ زوجہ یا عزیز قریب یا جانور کے لئے یا جب مال تلف ہوتا ہو تو قرض لینا
واجب ہے اور مال میں زکوۃ واجب ہے پس ادائے زکوۃ کے لئے اتنا قرض لینا بھی واجب
ہے۔

موعظت: ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا اور وہ کہا کرتا تھا
کہ مجھے موسیٰ کلیم اللہ نے فلاں حدیث بیان کی مجھ سے حضرت موسیٰ نجی اللہ نے فلاں
حدیث بیان کی اس کے بعد کچھ دنوں تک وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ ملا آپ علیہ السلام
نے اس کا حال دریافت کیا تو ایک شخص ایک خنزیر کو گھسیٹ لایا آپ علیہ السلام نے اس شخص
سے اُس کی نسبت دریافت کیا تو بولا وہ شخص بھی خنزیر بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
خدا سے دعا کی کہ وہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے' خدا نے وحی بھیجی اے موسیٰ! اگر آپ وہ
دعائیں جو آدم اور اُن کے سوا لوگوں نے مانگی ہیں مانگتے تب بھی میں قبول نہ کرتا لیکن جو کچھ
اس نے کیا ہے وہ آپ کو بتلائے دیتا ہوں وہ دین کے عوض دنیا کھایا کرتا تھا اور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو دنیا کو عمل آخرت کے عوض طلب کرتا ہے اُس کا چہرہ مٹ
جاتا ہے اُس کا ذکر ناپید ہوجاتا ہے اور دوزخ میں اس کا نام درج ہوجاتا ہے اس کو طبرانی
رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حکایت: میں نے سورۃ یونس کی تفسیر علائی میں دیکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک
قریہ پر گذر ہوا وہاں کے لوگوں کو آپ نے دیکھا کہ راستوں پر بلا دفن مردہ پڑے ہیں اللہ
تعالیٰ سے آپ نے اُن کی نسبت دریافت کیا خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ جب رات ہو تو آپ

اُن کو پکاریئے وہ آپ کو ضرور جواب دیں گے' چنانچہ جب رات ہوئی تو عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو پکارا اُس میں سے ایک شخص بولا: لبیک یا روح اللہ! آپ نے پوچھا کہ تم لوگوں کا قصہ کیا ہوا ہے؟ اُس نے کہا ہم رات بھر آرام سے رہے اور صبح کو دوزخ میں جا پہنچے آپ علیہ السلام نے پوچھا کیوں۔ اُس نے جواب دیا: جس طرح بچہ اپنی ماں سے محبت کرتا ہے اسی طرح ہمیں دنیا کی محبت تھی جب ہمارے سامنے آجاتی تھی تو ہم اُس سے خوش ہو جاتے تھے اور جب پیٹھ پھیر کر چل دیتی تھی تو ہم اُس کے لئے روتے تھے آپ علیہ السلام نے پوچھا تیرے ساتھیوں کا کیا حال ہے جو وہ جواب نہیں دیتے۔ اُس نے کہا نہایت کڑے اور سخت فرشتوں کے ہاتھوں سے آگ کی لگامیں چڑھی ہوئی ہیں پھر آپ علیہ السلام نے کہا کہ پھر تو نے کیسے اُن میں سے جواب دیا اُس نے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں بلکہ جس وقت ان پر عذاب نازل ہو رہا تھا میں بھی ادھر آنکلا جوان کی گت بنی وہ میری بھی بن گئی اب میں ایک بال کے سہارے سے جہنم کے کنارے پر لٹک رہا ہوں مجھے پتا نہیں کہ مجھے نجات ملے گی یا نہیں۔

حکایت: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے زہر الریاض میں بیان کیا ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک ملا تو سوائے ایک چیونٹی کے سب حیوانات آپ کو مبارک باد دینے آئے اور وہ چیونٹی آپ علیہ السلام کی تعزیت کرنے آئی اس سے اور چیونٹیاں اُس پر ناراض ہوئیں وہ بولی میں ابھی انہیں مبارکباد کیسے دوں حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ جب خدا کسی بندہ سے محبت رکھتا ہے تو دنیا سے اس کو یکسو کر دیتا ہے اور آخرت کو اس کا محبوب بنا دیتا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام ایسے کام میں مشغول ہوئے ہیں جس کا انجام معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اس لیے وہ مبارکبادی سے زیادہ تو تعزیت کے مستحق ہیں۔ ایک بار آپ کے پاس جنت سے ایک شراب آئی اور آپ علیہ السلام سے کہا گیا اگر آپ اُسے پی لیں گے تو پھر آپ علیہ السلام کو موت نہ آئے گی۔ آپ علیہ السلام نے سوائے کچھوئے کے اپنے سارے لشکر سے پوچھا کیونکہ وہ موجود نہ تھا' سب نے مشورہ دیا کہ پی لیجئے آپ علیہ السلام نے کچھوے کے پیچھے گھوڑے کو بھیجا اس نے اسے کچھ جواب نہ دیا پھر آپ علیہ السلام نے اس کے پیچھے کتے

کو روانہ کیا اُس نے اس کو جواب دیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے شراب کی نسبت دریافت کیا تو وہ بولا آپ نہ پیجئے کیونکہ عزت کے ساتھ مرجانا زندان دنیا میں پڑے رہنے سے بہتر ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تو نے سچ کہا پھر اُس شراب کو دریا میں انڈیل دیا اُس کا پانی پاکیزہ ہو گیا پھر اس سے پوچھا کہ تو نے کتے کا تو کہا مانا اور گھوڑے کا نہ مانا یہ کیسی بات ہے اُس نے جواب دیا گھوڑا اپنے دشمن کو بھی لے کر ویسے ہی بھاگتا ہے جیسے اپنے مالک کو لے بھاگتا ہے اور کتا سوائے اپنے مالک کے کسی کا کہا نہیں مانتا۔

فائدہ: میں نے عقد الفرید میں دیکھا ہے کہ کچھوے کا گوشت جذام اور درد گردہ کو نافع ہے اور وہ امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک حلال ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک حرام ہے اور میں نے نزہۃ النفوس والافکار میں دیکھا ہے کہ اس کا گوشت اُن بچوں کو نافع ہے جو بستر پر پیشاب کرتے ہیں۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اگر غلام سات برس کا ہو اور بستر پر پیشاب کرے تو مشتری کو خیار ہے اور اس حکم کو نووی اور رافعی رحمۃ اللہ علیہما نے برقرار رکھا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ غلام بستر پر پیشاب کرنے کا عادی ہو اگر کچھوے کی کھال کی گھر میں دھونی دی جائے تو کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں اور اگر اُس کا گوشت خشک کر کے پیس کر سکنجبین کے ہمراہ کھایا جائے تو فالج کو نافع ہے اور جس کو سنگریزہ کا عارضہ ہو وہ اس کا ایک خار لے کر اپنے پیشاب گاہ کو دھونی دے تو نافع ہے اور میں نے عجائب المخلوقات میں دیکھا ہے کہ بال بنا کر تیل میں ملا کر جس کو بال خورہ ہو اس کے سر میں لگا دے تو بالوں کو قوت پہنچے اور دراز ہو جائیں جس کو عسر البول ہو وہ اُس کا گردہ خشک کر کے ایک درہم لے کر نخود سیاہ کو پانی میں جوش کر کے اُس کے ہمراہ پی جائے تو حکم خدا سے صحت یاب ہو۔

موعظت: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شب تاریک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک درخت کی شاخ عنایت کی اور فرمایا اس کی روشنی میں اپنے گھر جانا اور اپنے گھر کے گوشہ سے شیطان کو مار کر نکال دینا چنانچہ وہ شاخ شمع کی مانند روشن رہی میں نے گھر کے گوشہ میں جو

دیکھا تو مجھے ایک بچھو انظر پڑا میں نے اُسے مارا یہاں تک کے وہ نکل بھاگا اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ نزہۃ النفوس میں بیان کیا ہے کہ عقول میں یہ ٹھہر چکا ہے کہ جن اکثر بچھوے کی صورت بن جایا کرتے ہیں۔

حکایت: مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک بار بساط ہوا پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک کاشتکار پر گذر ہو اُس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ حضرت سلیمان سے تین باتیں کرلوں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس سے آگاہ کیا اور آپ علیہ السلام اُس کے پاس اُتر کر آئے اور آپ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ تین باتیں بتلاؤ اُس نے کہا: یا نبی اللہ! آپ کو نہ کل گذشتہ کی لذت معلوم ہوئی اور نہ مجھے اُس کی کچھ تھکن محسوس ہوتی ہے پس میں اور آپ برابر ہیں اور آپ کو بھی موت آئے گی اور مجھے بھی آئے گی اس میں بھی ہم برابر ہیں اور جتنا خدا نے آپ کو عطاء کیا اُتنے کا آپ سے حساب ہوگا اور جتنا مجھے عطا فرمایا ہے اُتنے کا مجھ سے ہوگا۔ اُس پر حضرت سلیمان علیہ السلام رو دیئے اور فرمانے لگے: الٰہی! آپ تو کریم ہیں اور دے کر واپس نہیں لیتے ورنہ میں واپس لے لینے کی درخواست کرتا۔

حکایت: بنی اسرائیل میں سے کسی عابد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے موسیٰ! آپ اپنے ربّ سے میرے لیے روزی مانگئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے اُس کے لئے روزی طلب کی خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی آپ تھوڑا مانگتے ہیں یا بہت؟ انہوں نے کہا بہت۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا اُس شخص کو درندہ کھا گیا انہوں نے کہا: اے ربّ میں نے آپ سے اُس کے لئے بہت روزی طلب کی تھی اور اسے درندہ کھا گیا ارشاد ہوا اے موسیٰ! آپ نے تو اس کے لئے بہت روزی مانگی تھی اور دنیا میں جو کچھ ہے قلیل ہے۔

حکایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کنارۂ دریا کی طرف نکل کر گئے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک کافر دونوں جال سے شکار کر رہے ہیں مسلمان اپنے ربّ کا نام لیتا ہے اور شکار ہاتھ نہیں آتا اور کافر اپنے بت کا نام لیتا ہے اور اُس کے جال میں مچھلی پھنستی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے تعجب ہوا خدا

نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! ذرا نظر تو کرو انہوں نے جنت کی طرف نظر جو کی تو دیکھتے کیا ہیں کہ اُس میں ایک سونے کا حوض ہے اُس پر اس مسلمان کا نام لکھا ہوا ہے اور اس میں بے شمار مچھلیاں ہیں پھر ارشاد ہوا اور نظر کرو انہوں نے جہنم کی طرف نظر کی تو اس پر آگ کا ایک محل نظر پڑا اُس پر اُس کافر کا نام لکھا تھا اس میں اتنے سانپ اور بچھو تھے کہ جن کا شمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا پھر خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اے موسیٰ! میرے مسلمان بندے سے کہہ دیجئے تجھے کیا پسند ہے جنت کی نعمتوں کے عوض دریا کی مچھلیاں تیرے پاس بھیج دوں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے آگاہ کیا وہ شخص رو دیا اور کہنے لگا یا ربّ! اگر آپ مجھے روزی نہ دیجئے تب بھی میں آپ کی رضامندی کی طمع میں برداشت کروں گا پھر بھلا دریا کی مچھلیوں سے کیسے صبر نہ کروں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں حالانکہ دنیا اور آخرت سوتوں کے مانند ہیں جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شریعت مقرر کرنے والے تھے پھر تین چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بنادی گئیں تاکہ قیامت تک کے لئے شریعت ٹھہر جائے جس کی پیروی ہوتی ہے اور اس لیے خوش بو سونگھنے سے عقل بڑھتی ہے اور عقل ہی کے موافق دین راست ہوتا ہے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جس سے پاکیزہ خوش بو آتی ہو اس کی عقل زائد ہوتی ہے اور کپڑے صاف ہوتے ہیں اس کا غم کم ہوتا ہے اور دوسرے نے بیان کیا ہے کہ صاف کپڑے پہننا بصر کو تقویت دیتا ہے اور ایسے ہی سبزی کی طرف نظر کرنا اور قبلہ رخ ہو کر بیٹھا کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور لطافت کو پسند کرتا ہے اور جواد ہے جود کو پسند کرتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ: روضہ میں مذکور ہے کہ نماز میں پاکیزہ کپڑے والا مقدم کیا جائے پھر خوش آواز پھر خوبصورت شرح مہذب میں بیان کیا ہے جس کے سامنے خوشبو یا پھول پیش کئے جائیں تو واپس کرنا مکروہ ہے پھر خوشبو کا سونگھنا دماغ اور قلب کو نافع ہے اور قوت زیادہ کرتا ہے اور حضرت علائی نے اپنے تفسیر میں بیان کیا ہے کہ پاکیزہ لباس بھی خدا کی تسبیح کرتا ہے رہیں

عورتیں وہ پارسائی کا اور شہوت کے دور رکھنے کا ذریعہ ہیں اور انہیں سے بندگان خدا بڑھتے ہیں اور جتنے زیادہ بندگان خدا ہوتے ہیں اتنی میں زیادہ عبادت ہو سکتی ہے اور نماز تو اسلام کی اصل ہی ہے اور چونکہ وہ دنیا میں ادا کی جاتی ہے اس لیے دنیا کی طرف نسبت کر دی گئی بعض نے کہا ہے کہ صلوۃ سے آپ کی امت کا آپ کے اوپر درود بھیجنا مراد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ صلوۃ سے آپ کا امت کے لئے دعائے رحمت کرنا مراد ہے ارشاد خداوندی ہے: "وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ط" یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اُن کے لئے دعا رحمت کیا کیجئے یقیناً آپ کی دعائے رحمت اُن کے لئے تسکین کا باعث ہے۔

شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے: سنت یہ ہے کہ جب امام کسی صدقہ دینے والے سے صدقہ لے تو کہے جو کچھ تو نے دیا ہے خدا تجھے اس کا اجر دے اور جو تو نے باقی رکھا ہوا ہے اس میں تجھے برکت دے احیاء میں ہے کہ کہے خدا ابرار کے دلوں کے ساتھ تیرا دل بھی پاک کرے اور نیکوں کے عمل کے ساتھ تیرے عمل کو پاک کرے اور شہیدوں کی ارواح کے ساتھ تیری روح پر بھی رحمت بھیجے "فَاِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ" سے مراد ہے کہ آپ کی دعا ان کے لئے رحمت ہے اس کو رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے پھر کہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نہایت روشن نورانی روحانیت ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے دعا فرماتے ہیں تو اس قوت روحانیہ اور جوہر شریف سے اُن کی روحوں پر آثار کا فیضان ہوتا ہے پس ان کے نفوس چمک اٹھتے ہیں اور ان کے باطن صاف ہو جاتے ہیں اور ظلمانیت سے نورانیت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اگر کہا جائے سونا اور چاندی سب شئی کی قیمت ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مثقال خوشبو کئی مثقال چاندی کے عوض ملتی ہے اس میں کیا حکم ہے؟ جواب یہ ہے کہ خوشبو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے باعث شرف رکھتی ہے اس وجہ سے اس کی قیمت گراں ہو گئی اور دوسرا جواب یہ ہے سونے اور چاندی سے دنیا یاد آتی ہے اور خوشبو سے آخرت یاد آتی ہے۔

حکایت: کسی مرد صالح کا بیان ہے میں نے دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور لوگ

جنت کی طرف گروہ کے گروہ چلے جاتے ہیں اتنے میں میری نظر ایک گروہ پر پڑی جن کے چہرے نہایت خوبصورت تھے میں بھی چلا کہ ان کے ساتھ ہولوں فرشتے میرے اور ان کے بیچ میں آ گئے میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے جواب دیا یہ سبقت لے جانے والے ہیں ان کے ساتھ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا وہی ہو سکتا ہے جس کے پاس ایک کرتہ ہو اور تیرے پاس تو دو کرتے ہیں اور ہر شئے دو دو ہیں اس کے بعد میں ڈرتا ہوا نیند سے اٹھا اور میں نے ہر قسم سے ایک ہی چیز اپنے پاس رکھی۔

فائدہ: سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کپڑا پہن کر کہے: "الحمد لله الذي كساني هذا الثوب من غير حول مني ولا قوة" تو خدا اس کے سابق کے گناہ بخش دیتا ہے اس کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا اور ہے کہ آئندہ کے گناہ بھی۔

فائدہ: سہیل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو اٹھاسی حدیثیں روایت کی ہیں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ان کا پندرہ برس کا سن تھا اور یہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر ہیں جن کا مدینہ میں انتقال ہوا اور سہیل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پچیس حدیثیں روایت کی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اُن کا آٹھ برس کا سن تھا اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس حدیثیں روایت کی ہیں مجمع الاحباب میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت میں نے مروی دیکھی ہے وہ حمد انسان کے لئے عظیم ہیں جو کوئی ناپسندیدہ شئی اس کو پیش آئے تو الحمد للہ کہے اور جب کوئی خوش کن شئے پیش آئے تو کہے

الحمد لله رب العالمين الذي بنعمته تتم الصالحات۔

خدائے پروردگار عالم کو ساری حمد سزاوار ہے جس کی نعمت سے نیکیاں تمام ہوتی ہیں۔

حکایات: قاضی ابوبکر بن فورک رضی اللہ عنہ بڑا بیش قیمت لباس پہنتے تھے ایک پراگندہ صورت یہودی نے اُن کو دیکھا اور کہنے لگا کہ تم اپنے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کر کے کہتے ہو کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے بتلاؤ تم کون سے قید خانہ میں ہو اور میں کون سی جنت میں ہوں انہوں نے جواب دیا: میں بلحاظ ان نعمتوں کے جو خدا نے میرے لیے جنت میں مہیا کی ہیں قید خانہ میں ہوں اور تو بلحاظ اُن عذابوں کے جو خدا نے تیرے لیے دوزخ میں تیار کیے ہیں تو جنت میں ہے۔ وہ اُسی دم مسلمان ہو گیا۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اگر دنیا فنا ہونے والے سونے کی ہوتی اور آخرت باقی رہنے والے ٹھیکرے کی ہوتی جب بھی باقی رہنے والا ٹھیکرا فناء ہونے والے سونے سے بہتر ہے اور سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دقائق میں بیان کیا ہے دنیا میں نیکی اُس سے اعراض کرنا ہے اور آخرت میں نیکی اشتغال دنیاوی کو ترک کرنا ہے اور کہا ہے دنیا میں نیکی خداشناسی ہے اور آخرت میں نیکی دیدار خداوندی ہے۔

پہلی موعظت: ابواللیث سمرقندی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے ایک بار چوتھے آسمان پر دو فرشتے ایک دوسرے سے ملے ایک نے دوسرے سے کہا کہاں جاتے ہو؟ اُس نے جواب دیا: مجھے ایک عجیب حکم ہوا ہے اُس نے پوچھا کیا ہے؟ وہ بولا فلاں شہر میں ایک یہودی ہے اُس کی موت قریب آ گئی ہے اور وہ مچھلی کھانا چاہتا ہے اور اتفاق سے اُن کے دریا میں دستیاب نہیں ہوئی تو مجھے خدا کا حکم ہوا ہے کہ مچھلیاں ہنکا کر وہاں لیجاؤں تا کہ اُن میں سے اُس کے لئے ایک مچھلی پکڑ لی جائے اور یہ اس لیے کہ کوئی نیکی اُس نے ایسی نہیں کی تھی جس کا خدا نے اسے دنیا میں بدلا نہ دیا ہو صرف اُس کی ایک نیکی باقی رہ گئی ہے اس لیے خدا کو منظور ہوا کہ اُس کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے تا کہ دنیا سے ایسی حالت میں جائے کہ خدا کے نزدیک اُس کی نیکی نہ رہے اور دوسرے فرشتے نے کہا کہ خدا نے مجھ کو بھی ایک عجیب کام کے لیے بھیجا ہے فلاں شہر ہیں ایک مرد صالح ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا جس کی سزا اُسے خدا نے دنیا میں نہ دے دی اب اُس کی وفات قریب آ پہنچی ہے اب وہ زیتون کا خواہشمند ہے اور اُس کا ایک گناہ رہ گیا ہے اس لیے خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ میں

زیتون پھینک دوں تاکہ وہ اُس پر غمزدہ ہو اور خدا اُس کے گناہ کا کفارہ کر دے اور خدا سے اس حالت میں ملے کہ کوئی گناہ نہ رہے محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ نے خدا تعالیٰ کے قول

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (۷:۹۹)

جو ذرہ برابر بھلائی کرے گا اُسے دیکھ لے گا۔

کے متعلق بیان کیا ہے اس سے کافر مراد ہے جو دنیا میں اپنی نیکی کا عوض دیکھ لیتا ہے اور

مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔(۸:۹۹)

سے مومن مراد ہے جو آخرت میں نہیں دنیا ہی میں اپنے گناہوں کا بدلہ پالیتا ہے۔

دوسری موعظت: محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے چالیس برس تک بھنی ہوئی کلیجی کو میرا جی چاہتا رہا پھر میں جہاد کے لئے نکلا شاید میرے حصہ میں کوئی پڑ جائے اور جس شئی کو میرا جی چاہتا ہے میں کھالوں پھر میں نے خواب میں تین شخصوں کو دیکھا جنہوں نے لکھا کہ یہ اس لیے آیا ہے کہ بہادر کہلائے اور یہ جہاد کے لئے آیا ہے اور یہ دکھلانے کے لئے آیا ہے پھر ان لوگوں نے میری طرف نظر کی اور کہنے لگے یہ خواہش پرست ہے بھنی ہوئی کلیجی کی تلاش میں آیا ہے۔ میں نے کہا خدا کے واسطے ایسا نہ لکھو میں خدا سے توبہ کرتا ہوں پھر ایسا نہ کروں گا۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں سری سقطی (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس گیا اور دیکھا کہ رو رہے ہیں میں نے سبب دریافت کیا کہنے لگے کل شب کو میری لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگی آج کی رات بڑی گرمی ہے کیا میں آپ کے لئے ایک کوزہ لٹکا دوں کہ ٹھنڈا ہو جائے مین نے کہہ دیا ہاں پھر میں نے خواب میں ایک حور دیکھی جس سے زیادہ حسین میری نظر سے کبھی نہ گزری تھی مین نے پوچھا تو کس کے لئے ہے؟ وہ بولی جو ٹھنڈا پانی نہیں پیتا پھر میں نے وہ کوزہ اٹھا کر زمیں پر دے پٹکا۔

حکایت: مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بصرہ کے ایک کوچے مین ایک لونڈی دیکھی جس کی ہمراہی میں خدام تھے میں نے اُس سے پوچھا کیا تیرا مولیٰ تجھے فروخت کرے گا؟ وہ بولی: اگر وہ مجھے فروخت بھی کرے گا تو تو میری خریداری کے

قابل نہیں ہے۔ میں نے کہا ہاں تجھ سے اچھی خرید سکتا ہوں۔ اس پر وہ ہنس پڑی اور اس نے کہا ان کو میرے مولیٰ کے پاس پہنچا دو پھر میرے جانے سے اس کے مولیٰ کے دل میں ہیبت سما گئی اور کہنے لگا آپ کی کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا کیا اس لونڈی کو فروخت کرتے ہو اس نے کہا کیا آپ اس کی قیمت ادا کر سکتے ہیں؟ میں بولا اس کی قیمت میرے نزدیک اُس کے کثرت عیوب کے باعث دو گھٹی ہوئی چھوارے کی گٹھلیاں ہیں کیونکہ جب عطر نہیں ملتی تو اُس سے بدبو آتی ہے اور جب مسواک نہیں کرتی تو گندہ دہن ہو جاتی ہے اور جب کنگھی نہیں کرتی اور تیل نہیں لگاتی تو اُس کے جوں پڑ جاتی ہے اور اگر اس نے عمر پائی تو حیض ونجاست کی حالت میں گندہ پیر ہو کر رہے گی اور بغیر اس کے میں خدا سے ایسی لونڈی خریدوں گا جس کو خدا نے کافور کے ست اور مشک اور نور اور جوہر سے پیدا کیا ہوگا اگر اس کا لعاب دہن سمندر میں گر پڑے تو اُس کا پانی خوش مزہ ہو جائے اور اگر مردے کو بھی پکارے تو بول اٹھے اگر آفتاب کے سامنے اپنی کلائی کر دے تو تاریک پڑ جائے اور اگر اندھیرے میں نکل کھڑی ہو تو روشنی پھیل جائے اور اگر اپنے زیور ولباس سے آراستہ ہو کر عالم کے مقابل آ جائے تو معطر ہو جائے باغہائے مشک وزعفران اور شاخہائے یاقوت ومرجان میں اُس کا نشو ونما ہوا ہے اور نعمتوں کے خیموں میں وہ مقصور رہی ہے وہ نہ وعدہ خلاف کرتی ہے نہ اپنے انکار سے پھرتی ہے ان دونوں میں سے قیمت کے کون قابل ہے؟ اس نے پوچھا جس کے اوصاف آپ نے بیان کیے ہیں اس کی قیمت کیا ہے؟ میں نے کہا کہ شب کو تو دو رکعت پڑھے اور خواہش نفسانی کو خدا کے لئے چھوڑ دے اس پر اُس نے لونڈی کی طرف ملتفت ہو کر کہا: اے لونڈی تو خدا کے واسطے آزاد ہے اور اسی طرح اس نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور اپنا سارا مال خیرات کر دیا اور ایک موٹا سا پردہ لے کر اس کی لنگی بنالی لونڈی نے کہا اب تیرے بعد میں بھی عیش نہ کروں گی اس نے بھی اپنے کپڑے بدل ڈالے اور کملی اوڑھ لی اور دونوں خدا کی عبادت کے لئے نکل گئے۔

موعظت: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے دنیا کی حالت اس شخص کی سی ہے جو جنگل میں جا رہا ہو اور ایک غصہ میں بھرا ہوا شیر آ رہا ہو اور اس نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو شیر اس پر

لپکا اور سامنے جو دیکھا تو چٹیل میدان نظر آیا ہو جہاں کوئی جائے پناہ نہیں اور جب شیر نے اُسے آلیا ہو تو ایک کنواں دیکھ کر اُس میں کود پڑا ہو اور کنوئیں پر ایک درخت لگا ہو اور شیر کنوئیں پر آکر کھڑا ہو جائے اور جب اُس نے کنوئیں کے نیچے دیکھا ہو تو اژدہا نظر پڑا ہو اور اُس وقت وہ اپنے جی میں کہتا ہو کہ میرے اوپر شیر ہے اور نیچے اژدہا ہے لاؤ دیکھوں شاید اُس کی جڑ نکلی ہو جس پر لٹک رہوں اور پھر اتنے میں اس نے دیکھا ہو کہ اُس کی جڑ سے دو شاخیں لٹک رہی ہیں لیکن ایک کی جڑ کو سفید چوہا کاٹ رہا تو اور دوسرے کی جڑ کو سیاہ چوہا اور وہ اپنی حالت میں متفکر ہو رہا ہو اتنے میں درخت کی ایک شاخ پر اُس کی نظر پہنچی ہو جس میں پھل لگے ہوں اور اُس میں سے توڑنے لگا ہو اور اُسے کچھ خبر نہ ہو یہاں تک کہ دونوں چوہوں نے درخت کی جڑ کاٹ کر اسے گرا دیا ہو اور وہ اس طرح ہلاک ہو گیا ہو پس یہی طالب دنیا کی حالت ہے۔ شیر ملک الموت ہے درخت اس کی اجل ہے دو چوہے شب و روز ہیں کنواں قبر ہے اژدھا دوزخ ہے پھل متاع دنیا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کمبل پہنتے تھے اور پتھر کا تکیہ بناتے تھے اور جو کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ میرا چراغ چاند ہے اور میری خوراک زمین کی روئیدگی ہے میری سواری میرے پیر ہیں پھر بھلا مجھ سے زیادہ تونگر ہے کوئی اور آپ کی والدہ مریم رضی اللہ عنہا عابدہ، زاہدہ، تھیں جن کے بھائی ہارون تھے، کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے یہ مریم رضی اللہ عنہا کے باپ میں شریک بھائی تھے اور جب اُن کا انتقال ہوا تو اُن کے جنازہ کے ہمراہ ہزار آدمی گئے تھے جن میں سے ہر ایک کا نام ہارون تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کے نام پر اپنے لوگوں کا ہارون بکثرت نام رکھا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں اور اُن میں اور ہارون علیہ السلام میں ہزار سال کا زمانہ حائل تھا اور بعض کا بیان ہے کہ ان کے زمانہ میں ہارون نامی ایک مرد نیک تھا اس سے ان کو تشبیہ دی ہے۔

دنیا پانی کی مثل ہے ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی

حکایت: احیاء میں مذکور ہے ایک بار عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں رعد و برق و باران کی شدت ہوئی آپ علیہ السلام کو ایسی شئے کی تلاش ہوئی جس سے کچھ پناہ ملتی اتنے میں

ایک خیمہ نظر پڑا اور آپ علیہ السلام وہاں گئے تو اُس میں ایک عورت نظر آئی آپ علیہ السلام اُسے چھوڑ کر آگے چل دیئے پھر ایک پہاڑ میں ایک غار نظر پڑا اُس میں جو داخل ہوئے تو اُس میں ایک عظیم الجثہ شیر موجود تھا آپ نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا الٰہی! آپ نے ہر ایک کے لئے ایک نہ ایک جائے پناہ بنائی ہے اور آپ نے کیا میری کوئی جائے پناہ نہیں بنائی۔ خدا نے آپ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ آپ کی جائے پناہ میری رحمت کی قرار گاہ ہے۔ قیامت میں آپ کا سو حوروں سے نکاح کر دوں گا اور آپ کی شادی کی تقریب میں چار ہزار سال میری طرف سے دعوت ہوتی رہے گی کہ اُن میں سے ایک ایک دن عمر دنیا کے برابر ہوگا اور میں ایک منادی کو حکم دوں گا کہ پکار پکار کر کہتا رہے دنیا میں زُہد کرنے والے کہاں ہیں ذرا عیسیٰ بن مریم زاہد کی دلہن کی زیارت تو کریں۔ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی فتوح الغیب میں دیکھا ہے جب دنیا تمہیں ابنائے دنیا کے قبضہ میں اپنی آرائش کے ساتھ نظر پڑے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی ہے کہ وہ خود جلد ہلاک ہونے والی ہے اور اس کو ہاتھ لگانے والے قتل کیے جائیں تو ایسا بنے جیسے کوئی شخص کسی کو قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھ لے کہ اس کا قابل ستر بدن برہنہ ہو رہا ہو اور بد بو اُڑ رہی ہو تو ایسی حالت میں تم یہی کرو گے کہ اس کی طرف نظر کرنے سے اپنی آنکھ نیچے کر کے اور بد بو کی وجہ سے ناک بند کر کے نکل جاؤ گے اسی طرح سے دنیا میں رہو کہ جب تمہاری نظر دنیا پر پڑے تو اُس کی زیب و زینت سے اپنی نظر پست کر لو اور اُس کی شہوات ولذات کی بد بو سے اپنی ناک بند کیے رہو تو تمہیں نجات مل جائیگی میں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی منہاج العابدین میں دیکھا ہے کہ دنیا سے کنارہ کش رہنے والے اور اس سے رغبت رکھنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے حلوا بنا کر اس میں زہر ملایا ہو اور شکر ڈال کر اس کو بظاہر آراستہ کیا ہو ایک شخص نے یہ دیکھ لیا اور دوسرے نے نہ دیکھا ہو جب وہ حلوا دونوں کے سامنے رکھا گیا ہو تو جس شخص نے زہر ملاتے دیکھا تھا وہ اُس کے کھانے سے کنارہ کش ہو گیا ہو اور جس نے زہر ملاتے نہ دیکھا تو اُس کے ظاہر کو دیکھ کر فریب کھا گیا ہو اور حرص میں آ کر اُس کا آرزو مند بن گیا ہو۔ میں نے رسالہ قشیریہ میں بروایت فضیل رحمۃ اللہ علیہ دیکھا ہے خدا نے تمام

برائیاں ایک گھر میں رکھی ہیں جس کی کنجی دنیا کی محبت ہے اور تمام بھلائیاں ایک گھر میں رکھی ہیں اور جس کی کنجی دنیا سے کنارہ کش رہنا ہے۔ میں نے تفسیر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ میں اللہ تعالیٰ کے قول "وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ" (۱۸:۴۵) کے متعلق دیکھا ہے کہ خدا نے یہاں دنیا کو پانی سے تشبیہ دی ہے کیونکہ وہ ایک مقام پر نہیں ٹھہرتا اسی طرح دنیا ایک حالت پر ہمیشہ نہیں رہتی اور اس لیے جو پانی میں گھستا ہے وہ تر ہو جاتا ہے اسی طرح جو اس سے علاقہ رکھتا ہے اس کے فتنہ سے سالم نہیں رہتا اور اس لیے کہ جب پانی حاجت کے موافق ہوتا ہے تو نفع بخشتا ہے اور جب اندازے سے بڑھ جاتا ہے تو ضرر رساں بن جاتا ہے اسی طرح دنیا کی کثرت کی حالت ہے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں: کہ دنیا کو پانی کے ساتھ تشبیہ دینے سے ایک لطافت آمیز معنے میری سمجھ میں آئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ماء کثیر جس کی مقدار (بقول شافعی رحمۃ اللہ علیہ) دو قلے اور اُس سے زیادہ ہے جیسا کہ اول کتاب میں بیان ہو چکا ہے جب تک اس کا رنگ و بو و مزہ آمیزش نجاست سے نہ بدلے نجس نہیں ہوتا اسی طرح دنیا کی حالت ہے کہ جب مومن کے قبضہ میں بکثرت ہو اور حرام سے اس کا مزہ نہ بدلا ہو اور نہ مشتبہات سے اس کا رنگ بدلا ہو اور نہ خود بینی و افتخار سے اُس کی بو بدلی ہو تو ایسی دنیا سے انشاء اللہ مومن دنیا دار کو کوئی ضرر نہیں ہو سکتا بشرطیکہ اس کے دل میں رعدِ خوفِ الٰہی اور برقِ رجائے خداوندی جاگزیں ہو اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رعد ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کو چلاتا ہے اور بڑا اتنا ہے کہ پانی کے تمام سمندر اس کے انگوٹھے کے ذرا سے گڑھے میں آ جائیں اور بعض دوسروں کا بیان ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور ستر ہزار فرشتے اُس کے داہنے اور ستر ہزار بائیں ہوتے ہیں جب وہ تسبیح کرتا ہے تو خوف خدا سے سب تسبیح کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یاد خدا کرنے والے پر بجلی نہیں گرتی اور کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو رعد کی آواز سن کر تین بار "سبحان من يسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفته" پڑھتا ہے تو اس رعد میں جو خطرہ ہوتا ہے اُس سے وہ عافیت میں رہتا ہے بعض

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ ایک بار ہم سفر میں تھے ایک بدلی نمودار ہوئی جو کعب رضی اللہ عنہ نے بتلایا تھا ہم نے پڑھ لیا اس کے بعد ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان کے ایک اولا لگ گیا تھا جس سے ناک میں چوٹ لگی تھی ہم نے دریافت کیا اے امیر المومنین! یہ کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا ایک اولا لگ گیا تھا ہم نے ذکر کیا کہ کعب (رضی اللہ عنہ) نے ہمیں رعد کے وقت پڑھنے کے لئے ایسا ایسا سکھلایا ہے وہ بولے تو تم نے مجھے کیوں نہ بتلا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا محمد! مجھے اپنے رب کا حال بتلائیے کہ وہ موتی کا ہے یا یاقوت کا اتنے میں بجلی آ گری اور اُسے جلا ڈالا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت عرب کے ایک کافر کے پاس بھیجی اُس نے کہا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کا حال مجھے بتاؤ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ان لوگوں کو اس کی یہ بات نہایت گراں گذری پھر اس نے کہا کیا ایسے رب کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بلانا مان لوں جس کو میں نے پہچانا نہ ہو اتنے میں رعد و برق کے ساتھ ایک ابر نمودار ہوا اور بجلی نے گر کر خاص اُسے جلا ڈالا حالانکہ وہ سب کے ساتھ بیٹھا تھا پس اللہ تعالیٰ کے قول:

وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ (۱۳:۱۳)

وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ سخت انتقام لینے والا ہے۔

میں یہودیا اور لوگ مراد ہیں اور اس بات میں جھگڑتے ہیں کہ خدا سونے کا ہے یا اور کسی چیز کا اور شدید المحال سے شدید القوۃ مراد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دشمنوں سے سخت انتقام لینے والا ہے۔

فائدہ: شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے قواعد میں بیان کیا ہے مختار یہ ہے کہ شکر گزار تونگر، فقیر صابر سے افضل ہے اور اُس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر سے پناہ مانگی ہے بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد علی القواعد میں بیان کیا ہے ہمارے شیخ نے اختیار کیا ہے کہ فقیر صابر افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین کے خزانے پیش کئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمائے اور جس فقر سے

آپ نے پناہ مانگی ہے وہ فقر اضطراری ہے نہ کہ فقر اختیاری اور قواعد میں بھی مذکور ہے کہ مال کثیر سے آفات کو دور رکھنا مال قلیل سے مقدم ہے سوائے اس صورت کے کہ قلیل مال والا فقیر ہو اس کے پاس سوائے اس کے اور مال نہ ہو پھر بیان کیا ہے کہ اس میں اعتراض ہے فوائد میں مذکور ہے ارجح یہ ہے کہ فقیر کے مال کو اگرچہ تھوڑا ہی ہو مالدار کے مال سے اگرچہ بہت ہو بچانا مقدم ہے۔

حکایت: کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہرن کے بچے کے تعاقب میں جا رہا ہے اور اس کے پیچھے شیر ہے قبل اس کے کہ وہ ہرن کے بچے کو پکڑے شیر نے اس آدمی کو مار ڈالا پھر دوسرے کو دیکھا اس کو بھی شیر نے ہرن کے بچہ کے پانے سے پہلے پکڑ کر مار ڈالا اسی طرح سو تک نوبت پہنچی اور جب شیر کسی کو مارتا تھا تو ہرن کا بچہ اس کے سرہانے کھڑا ہو جاتا تھا مجھے اس سے تعجب ہوا شیر بولا کچھ تعجب نہ کرو میں ملک الموت ہوں ہرن کا بچہ دنیا ہے اور یہ سب طالب دنیا ہیں میں ایک کے بعد ایک کو قتل کرتا رہتا ہوں۔

حکایت: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار عیسیٰ علیہ السلام کہیں چلے تو ان کے پیچھے ایک یہودی ہو لیا اس کے پاس دو روٹیاں تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی یہودی سے آپ علیہ السلام نے فرمایا میرے کھانے میں شریک ہوتے ہو لیکن جب اُن کے پاس ایک روٹی دیکھی تو نادم ہوا پھر جب ناشتہ کرنا چاہا تو عیسیٰ علیہ السلام ایک روٹی لائے اور یہودی بھی ایک روٹی لایا عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو نے اپنی دوسری روٹی کیا کی اُس نے کہا میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی پھر دونوں نے کھانا کھایا پھر دونوں چلے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک اندھا ملا پھر اس کے لئے دعا کی اور خدا نے پھر اس کی بینائی درست کر دی پھر اُس سے کہا: اے یہودی! اس کے حق سے جس نے تجھے اندھے کو بینا کر دکھایا بتلا کہ تو نے اپنی روٹی کیا کی؟ وہ بولا کہ میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی پھر دونوں کا ایک اپاہج پر گذر ہوا عیسیٰ علیہ السلام نے اُس کے لئے دعا کی وہ تندرست ہو گیا پھر اُس سے کہا اُس کے حق سے جس نے تجھے اپاہج کو تندرست کر کے دکھایا بتلا تو دوسری روٹی جو

تیرے پاس تھی کس نے کھائی ؟ وہ بولا کہ میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی پھر دونوں کا ہرنوں پر گذر ہوا جو چر رہے تھے عیسیٰ علیہ السلام نے ایک ہرنی کو بلایا وہ آ گئی عیسیٰ علیہ السلام نے اُسے ذبح کیا اور دونوں نے اس میں سے کھایا پھر دعا کی تو وہ زندہ ہوگئی اور کھڑی ہو کر دوڑنے لگی پھر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے یہودی! اس کے حق سے جس نے تجھے یہ ہرنی موت کے بعد زندہ کر دکھائی بتلا وہ روٹی کس نے کھائی؟ پھر اُس نے کہا میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی اس کے بعد ایک بستی میں گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس میں اُوپر کی طرف اُترے اور یہودی نیچے کی طرف اُترا پھر اُس نے عیسیٰ علیہ السلام کا عصا چرا لیا اور کہنے لگا اب میں عیسیٰ (علیہ السلام) کے عصا سے مردے زندہ کروں گا اور اُس شہر کی گلیوں میں طبیب طبیب پکارتا پھرا لوگ اُس شہر کے بادشاہ کے پاس اسے لے گئے وہ بیمار تھا اُس نے جو اسے عصا سے مارا تو وہ مر گیا پھر کہنے لگا ابھی میں اُسے زندہ کرتا ہوں پھر اسے دوبارہ مارا اور کہا حکم خدا سے اُٹھ وہ نہ اٹھا لوگوں نے یہودی کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا عیسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو آپ علیہ السلام نے اس کی دستگیری کی اور فرمایا میں اُسے زندہ کئے دیتا ہوں میرے ساتھی کو سولی پر سے اُتار لو اُس کے بعد بادشاہ کے لئے دعا کی خدا نے اُسے زندہ کر دیا پھر آپ علیہ السلام نے کہا: اے یہودی! اُس کے حق سے جس نے اسے زندہ کر دیا بتلا وہ روٹی کس نے کھائی؟ اُس نے کہا: خدا کی قسم! میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی پھر ایک اُجاڑ بستی میں دونوں گئے اُس میں تین سونے کی اینٹیں ملیں عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: روٹیوں کے عدد کے موافق ہم اُسے تقسیم کرتے ہیں ایک میری ہوئی ایک تیری اور ایک اُس کی جس نے وہ روٹی کھائی ہے تب کہنے لگا میں نے کھائی تھی جب آپ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ اُس کے بعد یہودی چلا جب کبھی وہ اینٹ اٹھاتا تھا تو اسے بھاری معلوم ہوتی تھی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اسے چھوڑ اس کے بعد دونوں چلے اور یہودی کا جی سونے کی طرف لگا ہوا تھا اُس کے بعد ان تینوں اینٹوں پر تین شخصوں کا گذر ہوا ایک کھانا لینے گیا اور اس میں زہر ملا دیا تاکہ سب اینٹیں لے لے جب وہ آیا تو دونوں نے اس کو مار ڈالا پھر وہ کھانا کھایا اس طرح سب کے سب مر گئے پھر عیسیٰ علیہ السلام اور اس یہودی کا اُن پر گذر ہوا

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے یہودی! تو نے دیکھا دنیا اہل دنیا کے ساتھ ایسا معاملہ کرتی ہے اس کے بعد ان کے لئے دعا کی خدا نے ان کو زندہ کر دیا اور وہ سب حب دنیا سے تائب ہوئے پھر یہودی نے کہا مجھے مال دیجئے آپ نے کہا لے لے دنیا اور آخرت سے تیرا یہی حصہ ہے اس کے بعد خدا نے سونے سمیت اُسے زمین میں دھنسا دیا۔ اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیاں کیسے برسائی تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ خدا نے اُن کو کیڑوں کا عوض بنایا تھا جو ان کا بدن کھا گئے تھے پس فرماں برداروں کے لئے ٹڈیاں نعمت ہیں اور نافرمانوں کے لئے عذاب کیونکہ وہ گناہوں سے پیدا ہوئی ہیں اور صورت یہ ہے کہ مریض کے گناہ دریا میں ڈال دیئے جاتے ہیں خدا اُس سے گھڑیال پیدا کرتا ہے اور جب گھڑیال مر جاتا ہے تو کیڑے پڑ جاتے ہیں پھر حکم خدا سے ٹڈیاں بن جاتی ہیں اور کتاب الموت میں فصل ادب میں پہلے گذر چکا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کے خمیر سے پیدا ہوئی ہیں۔

فائدہ: بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے تین دن کے عرصہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیں پھر جب آدمیوں کی باتیں سنیں تو اُن پر غضبناک ہوئے کیونکہ اُن کے کانوں میں خدا کی باتیں پڑ چکیں تھیں من جملہ ان باتوں کے جو خدا نے اُن سے کیں یہ بھی فرمایا تھا اے موسیٰ! دنیا سے کنارہ کشی کے برابر کسی اور وصف سے میرے نزدیک اوصاف رکھنے والے متصف نہیں ہوئے اور نہ کسی قرب حاصل کرنے والے نے میری حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیزگاری کے برابر کسی شئی سے میرا قرب حاصل کیا اور نہ میرے خوف سے رونے کے برابر کسی عبادت کرنے والے نے میری عبادت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار عالم! اے یوم الدین کے مالک اور اے ذوالجلال والاکرام! آپ نے اُن کے لئے کیا سامان کیا ہے اور ان کو کیا جزا دی ہے؟ ارشاد ہوا دنیا سے کنارہ کش رہنے والوں کے لئے میں نے اپنی جنت مباح کر دی ہے جہاں چاہیں جاگزیں ہوں اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنے والے لوگوں کو میں اجازت دیتا ہوں

اور ان پر کرم کرتا ہوں اور بلا حساب اُن کو جنت میں داخل کر دوں گا اور جو میرے خوف سے رونے والے ہیں ان کے لئے رفیق اعلیٰ ہے جس میں اُن کا اور کوئی شریک نہ ہوگا۔

موعظت: علائی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ نحل کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ دنیا کے طالبوں کے سامنے دنیا کو روزانہ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کون ایسی شئی خریدتا ہے جو خریدار کو نقصان پہنچائے گی اور کچھ نفع نہ بخشے گی اور اس کو فکر مند بنائے گی اور مسرور نہ کرے گی دنیا دار اور اس کے عاشق کہتے ہیں کہ ہم خریدار ہیں وہ کہتا ہے وہ عیب دار ہے وہ کہتے ہیں کچھ مضائقہ نہیں پھر وہ کہتا ہے اس کی قیمت نہ درہم ہے نہ دینار بلکہ جنت ہے جو تمہارا حصہ ہو وہ اس کی قیمت ہے کیونکہ میں نے اس کو چار چیزوں کے عوض خریدا ہے خدا کی لعنت، خدا کے غضب، خدا کی ناراضی اور خدا کے عذاب کے عوض اور ان چیزوں کے عوض میں نے جنت کو فروخت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم اس پر راضی ہیں وہ کہتا ہے میں کچھ نفع حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے دلوں میں اسے اس طرح جگہ دو کہ پھر اُسے نہ چھوڑو، وہ کہتے ہیں اچھا پھر اُن کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اس کے بعد کہتا ہے کیسی میری تجارت ہے سفینۃ الابرار میں میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دارین کو پیدا کر کے اُس کے دو رہنما بنائے جنت کے رہنما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کا فروخت کرنے والا خدائے عزوجل و علا ہے اور اس کی قیمت کلمۂ توحید ہے، جان و مال کو خرچ کرنا ہے اور دنیا کا رہنما ابلیس لعنۃ اللہ ہے اور اس کے خریدار دنیا سے رغبت رکھنے والے ہیں اور اس کی قیمت دین کو ترک کرنا ہے اور بعض دانشمندوں کا قول ہے کہ دنیا مغروروں کی میراث اور ناحق پرستوں کی جائے سکونت اور راغبین کا بازار اور گنہگاروں کا میدان اور مومنوں کا زندان اور پرہیزگاروں کا مزبلہ (نجاست ڈالنے کی جگہ) ہے۔ مولف رحمۃ اللہ علیہ: نے اتنا اور بڑھایا ہے کہ غافلین کی کشت زار کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دنیا کی محبت ہر خطا کی اصل ہے اور یہ نہیں فرمایا اس کا لینا ہر خطا کی اصل ہے اور محبت کا مقام دل ہے اور دل میں سوائے خدا کے اور کون ہوتا ہے اور دنیا کا لینا کبھی آخرت پر مددگار ہو جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دنیا کو برا مت کہو کیونکہ وہ مسلمان کی اچھی سواری ہے اُس پر سوار ہو کر وہ

جنت میں جائے گا۔ اور اس سے دوزخ سے نجات پائے گا۔ اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اگر کہا جائے دوسری حدیث میں آیا ہے دنیا ملعون ہے اور سوائے ذکر اللہ کے جو کچھ اس میں ہے وہ ملعون ہے ان دونوں میں کیا تطبیق ہے جواب یہ ہے کہ دنیا سے ملعون وہ ہے جو ناحق حاصل کی جائے یا غیر مستحقین پر صرف کی جائے اس کو شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور باب الصلوۃ میں پہلے گذر چکا ہے کہ دنیا بازار آخرت ہے۔

لطیفہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کا جب وادی نمل میں گذر ہوا تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس رہو کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر والے کچل نہ ڈالیں اور وہ جانتے نہیں ہیں اور اُس نے یہ اس لیے کہا تھا کہ اُسے خوف تھا کہ کہیں اُن کے دل دنیا کی طرف مائل نہ ہو جائیں پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو سلام کیا تو اس نے جواب میں کہا وعلیکم السلام اے فانی اور اپنے ملک فانی میں مشغول رہنے والے اے سلیمان! کیا آپ کا گمان ہے کہ آپ ہی حکم اور ممانعت کرتے ہیں میں ایک ضعیف سی چیونٹی ہوں میرے چالیس ہزار افسر ہیں اور ہر افسر کی ماتحتی میں چیونٹیوں کی چالیس چالیس صفیں ہیں اور ہر صف مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ پھر انہوں نے دریافت کیا تو نے سیاہ لباس کیوں پہنا ہے؟ وہ بولی اس لیے کہ دنیا' دارِ مصیبت ہے اور اہل مصائب کا لباس سیاہ ہے پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا تیری کمر میں کٹے ہونے کا نشان کیسا ہے اُس نے کہا یہ عبودیت کے لئے خدمت کا پٹکا ہے پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہاری یہ کیا حالت ہے کہ تم خلق سے دور دور رہتے ہو وہ بولی اس لیے کہ وہ غفلت میں پڑے ہیں اُن سے دوری ہی اچھی ہے پھر آپ علیہ السلام نے کہا تم سب برہنہ کیوں رہتے ہو وہ بولی ہم دنیا میں ایسے ہی آئے ہیں اور ایسے ہی جائیں گے پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا: ایک چیونٹی کتنا اٹھا سکتی ہے اُس نے کہا ایک یا دو دانے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کیوں اُس نے کہا ہم مسافر ہیں اور مسافر کا بار جتنا ہلکا ہوتا ہی اُس کی پشت ہلکی رہتی ہے پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے کوئی حاجت مانگ وہ بولی ایسے مانگنا جائز نہیں آپ علیہ

السلام نے فرمایا کچھ تو تجھے مانگنا ہی چاہیے اُس نے کہا اچھا میرا رزق اور میری عمر بڑھا دیجئے آپ علیہ السلام نے فرمایا ایسی شئے مانگ جو میرے قبضہ میں ہو وہ بولی خدا محتاجوں کی حاجت برلاتا ہے پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا میرا نام منذرہ ہے میں اپنے ساتھیوں کو دنیائے سحر کار سے ڈراتی ہوں اور آخرت کی انہیں رغبت دلاتی ہوں اور دوسرے روایت میں اس کا نام طاحیہ آیا ہے اور ایک روایت میں حرمت۔

فائدہ: ایک بار حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اپنی انگشتری پر کچھ نقش کریں لیکن اُن کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ کیا لکھیں اس کے بعد انہوں نے عیسٰی بن مریم رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا اور ان سے اس کی نسبت دریافت کیا انہوں نے فرمایا: "لا الٰـه الا اللّٰـه الملك الحق المبين" تحریر کیجئے اُس سے غم وحزن دور ہوتا ہے اور اسی پر انجیل کا خاتمہ ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی انگشتری کا نقش "حسبی اللّٰه و نعم الوكيل" تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انگشتری کا نقش "لكل اجل كتاب" تھا

لطیفہ: اے مومن تجھے بشارت ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پچاس سال تک اپنے رب سے ملک کے لے لیے جانے کی درخواست کی لیکن خدا نے اُن سے نہیں لیا پھر بھلا خدا تجھ سے ایمان کیسے چھین لے گا حالانکہ تو تمام عمر اس کی حفاظت کا طلبگار رہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش میں ایک ہزار سات سو برس کی مدت حائل ہے اور بعض کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان علیہ السلام سے تیرہ برس زیادہ اس دنیا میں رہے۔

پہلی موعظت: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے ایک بار خضر علیہ السلام سمندر کے کنارہ پر تھے اتنے میں اُن کے پاس ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا حق خداوندی کے صدقہ میں آپ علیہ السلام سے سوال کرتا ہوں کہ کچھ مجھے خدا کے واسطے عطا کیجئے انہوں نے فرمایا میں سوائے اپنے نفس کے کسی چیز کا مالک نہیں اور اپنا نفس تجھے ہبہ کرتا ہوں اس نے لے کر ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر ڈالا جس کا ایک باغ تھا اس نے اُن کو کام میں لگایا انہوں نے بڑا کام کیا باغ والے نے کہا حق خداوندی کے لئے بتلا کہ تو کون ہے

انہوں نے فرمایا میں خضر ہوں اُس نے کہا آپ خدا کے واسطے آزاد ہیں انہوں نے اس پر خدا کے سامنے سجدۂ شکر ادا کیا ندا ہوئی اے خضر! تم طالب دنیا بنے اور تم نے مسکن بنایا جس کا انجام یہ ہوا کہ خدا نے تمہیں غلامی میں مبتلا کیا اور قصہ یہ ہوا تھا کہ انہوں نے ایک عبادت خانہ بنایا تھا اور اس کے کنارے ایک درخت لگایا تھا۔

دوسری موعظت: خبر میں آیا ہے کہ بار حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے سامنے دنیا ایک عوت کی شکل بن کر اور ہر طرح کے بناؤ سنگار سے آراستہ ہو کر آ کھڑی ہوئی اُس کا گمان تھا کہ آپ پہچانیں گے نہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی کہہ دیا کیا تو دنیا نہیں ہے؟ وہ بولی ہوں تو لیکن آپ نے مجھے پہچان کیسے لیا آپ نے فرمایا میرے لیے پردے کھل گئے اور میں نے تجھے پہچان لیا پھر آپ سے کہنے لگی اچھا مجھ سے ایک بات کر لیجئے آپ نے فرمایا میں تو تجھے طلاق دے چکا ہوں اور طلاق دی ہوئی عورت سے بولنا چالنا حرام ہے نکل میرے گھر سے وہ بولی یہ گھر تو میرا ہے آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا اور اُسے چھوڑ کر پھر خود ہی نکل کھڑے ہوئے وہ پیچھے پیچھے چلی تا کہ آپ کا کرتہ نوچ لے جیسے زلیخا رضی اللہ عنہا نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا لیکن آپ کا کرتہ دامن دار تھا ہی نہیں اُس وقت کہنے لگے اے علی! آپ مجھ سے بچ کر نکل گئے آپ نے فرمایا کسی اور کو فریب دینا اور پھر اسی معنی میں آپ نے یہ اشعار پڑھے:

غضبت علی الدنیا فقلت الی متی   اکابد دارا ھمھا لیس ینجلی

فقالت نعم یا ابن الکرام لاننی   غضبت علیک منذ طلقنی علی

''میں دنیا پر ناراض ہوں پھر میں نے کہا میں ایسے گھر کی کب تک مصیبتیں جھیلتا رہوں جس کی فکریں دور ہی ہونے میں نہیں آتیں اس پر وہ بولی ہاں اے شرفازادے یہ اس لیے ہے کہ جب سے حضرت علی نے مجھے طلاق دے دی ہے میں آپ پر اپنا غضب ڈھا رہی ہوں''۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہوا کل کے دن کی خوشی دیکھ کر اسی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

وماهـى الا جيفة مستحيلة عليها كلاب همهن اجتذابها
فان تجتنبها كنت سلما لا هلها وان تجتذبها نازعتك كلابها

''اور وہ تو سوائے بگڑنے ہوئے مردار کے اور کچھ بھی نہیں اس پر کُتے جمع ہیں جو چھیننے جھپٹنے کی فکر میں لگے ہیں پس اگر تم اس سے کنارہ کش رہو گے تو اس کے لوگوں سے تمہاری صلح بنی رہے گی اور اگر تم اس کی چھینا جھپٹی میں پڑو گے تو اُس کے کتوں سے تمہارا جھگڑا ہی ہوا کرے گا۔

اور کسی نے کہا ہے: ؎

ارى طالب الدنيا وان طال عمره ونال من الدنيا سرورا وانعما
كبان نبى بنيانه فاتمه فلما استوى ماقدبناه تهدما

''طالب دنیا کی عمر اگر چہ دراز ہو اگر چہ دنیا کی تمام مسرت انگیز چیزیں اور نعمتیں اسے حاصل ہوں لیکن میں تو اُسے ایسا سمجھتا ہوں جیسے کسی مکان بنانے والے نے مکان بنا کر پورا کیا ہو اور جب وہ بن بنا کر تیار ہوا ہو تو گر پڑا ہو''۔

تیسری موعظت: کسی زاہد نے کھانا دیکھا جس میں سے خوشبو اُڑ رہی تھی تو اُس کا جی چاہنے لگا اور کھانے والے کے پیچھے پیچھے بازار تک گیا اتنے میں سنائی پڑا کہ کوئی کہتا ہے کہ دیکھو ایک خوشامدی پکار رہا ہے کہ فلاں کے جیب سے درہم نکل گئے لوگوں نے جو دیکھا تو زاہد ہی غریب نظر پڑا حاکم نے اُسی کو گرفتار کر کے قید خانہ بھیج دیا اور اتفاق سے وہ کھانا کسی بڑے شخص کے لئے قید خانہ کی طرف جا رہا تھا جب وہ اس شخص کے سامنے پیش ہوا تو اُس نے زاہد سے کہا تو بھی کھا لے اُس نے خوب شکم سیر ہو کر کھا لیا پھر کہنے لگا: الٰہی آپ تو یہ کھانا بغیر چوری کی تہمت اور بغیر قید کے بھی مجھے کھلانے پر قادر تھے۔ اُسی دم ایک ہاتف نے آواز دی کہ جو مردار کا طالب ہو اُسے کتوں کے کاٹ کھانے پر صبر کرنا چاہیے اتنے میں کسی کہنے والے نے کہا چور مل گیا اس غریب کو چھوڑ دو۔ کسی نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہ کیا بات ہے کہ آپ لکڑی کا ہاتھ میں رکھنا کبھی ترک نہیں کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تا کہ مجھے یاد رہے کہ میں مسافر ہوں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے لکڑی پر ٹیک لگانا انبیاء کے اخلاق سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکڑی پر ٹیک لگاتے تھے اور اوروں کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ لکڑی رکھنا مسلمان کی علامت ہے اور انبیاء کی سنت اور جو سفر میں جائے اور اس کے ہاتھ میں بادام تلخ کی چھڑی ہو تو خدا اسے ہر ضرر رساں درندہ اور چور اور ہر زہر دار جانور سے امن میں رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر اور اہل وعیال میں واپس آتا ہے اور اُس کے ہمراہ ستتر محافظ فرشتے رہتے ہیں اور جب تک واپس آکر ٹھہر نہیں جاتا اُس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اس کو علائی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے برماوی نے ذات حمہ کے معنی زہر دار جانور بتائے ہیں جیسے سانپ بچھو وغیرہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے برچھی دار چھڑی میں آٹھ باتیں ہیں انبیاء کی سنت ہے صلحا کی زینت ہے دشمن کے لئے ہتھیار ہے ضعفاء کا مددگار ہے اس کے رکھنے والے سے شیطان بھاگتا ہے بدکار اُس سے دبتا ہے اور رکھنے والے کے لئے سترہ کے کام آتی ہے اور جب تھک جائے تو قوت حاصل ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو چالیس برس کا ہو کر بھی چھڑی نہ رکھے یہ اس کے کبر اور خود بینی سے شمار ہوتا ہے۔

باب:

قناعت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (۸۲:۱۴)

یقیناً نیکوکار نعمت میں ہیں اور یقیناً بدکار دوزخ میں ہیں۔

اس میں نعیم سے قناعت اور جحیم سے لالچ مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (۱۶:۹۷)

جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور ایماندار ہو تو ہم یقیناً اُس کی زندگی نہایت عمدگی سے بسر کرا لیں گے۔

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ بکثرت مفسرین نے بیان کیا ہے کہ دنیا میں عمدہ زندگی سے قناعت مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول:

وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ (۲۶:۸۱)

اور جو مجھے وفات دے گا پھر زندہ کرے گا۔

کے متعلق بعض نے بیان کیا ہے کہ مراد یہ ہے جو مجھ لالچ سے مارتا اور قناعت سے زندہ کرتا ہے اور جنید رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: "لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا" (۲۷:۲۱) کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ میں اس کو لباس طمع پہناؤں گا اور لباس قناعت سے اُسے محروم کردوں گا۔

لطیفہ: رسالہ قشیریہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیوار پر گذر ہوا اور خضر علیہ السلام نے اس کو درست کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا اگر آپ

چاہتے تو اس کی اُجرت لے لیتے اس کے بعد دونوں اُس قریہ سے نکل کر چلے تو خضر علیہ السلام نے ایک ہرن کو بلایا تو وہ آ کر دونوں کے درمیان میں کھڑا ہو گیا اس کا جو جانب خضر کی طرف تھا بھنا ہوا گوشت بن گیا اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب تھا تازہ گوشت رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا اس لیے کہ آپ نے طمع کی اور میں نے قناعت کی یا ایسی ہی کوئی بات کی جس سے مراد یہ تھی اور عقائق میں مذکور ہے کہ اُن دونوں کے پاس ہوا سے دو طبق اُترے ایک میں روٹی اور بھنی ہوئی مچھلی تھی اور دوسرے میں تازی تازی مچھلی رکھی تھی بھنی ہوئی مچھلی تو خضر علیہ السلام کے سامنے اور تازی مچھلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے گر پڑی خضر علیہ السلام مسکرا دیئے اور کہا کہ میں نے صبر کیا اور آپ علیہ السلام نے صبر نہ کیا بعض کا بیان ہے کہ ان دونوں کے پاس ایک ہرن کا بچہ آیا اور آدھوں آدھ سے دو ٹکڑے ہو گیا جو حضرت خضر کی طرف تھا وہ بھنا ہوا گوشت بن گیا اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف تھا وہ تازہ گوشت بنا رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُس کے پکانے اور کھانے کے لئے لکڑی آگ کا تکلف کرنا پڑا اور اُس قریہ کا نام انطا کیہ تھا اور اس دیوار کا طول دو سو پچاس ہاتھ اور عرض سات سو ہاتھ کا تھا اور لوگوں کے راستہ پر جھک پڑی تھی پس خضر علیہ السلام نے اپنی کلائی سے اُسے اٹھا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اُس میں سہارا لگایا وہ جیسی تھی ویسی درست ہو گئی۔

حکایت: ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے کہا نہایت نرم کپڑا پہنا کیجئے انہوں نے فرمایا اے حفصہ! کیا تمہیں معلوم نہیں آدمی کا حال اس کے گھر والے سب سے زیادہ جانتے ہیں حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں پھر انہوں نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے زمانہ میں ایسا ایسا کسی سال رہا ہے کیا یہ نہ تھا کہ صبح کو اگر آپ اور آپ کے گھر والے آسودہ ہوتے تھے تو شام کو بھوکے رہتے تھے اگر شام کو آسودہ ہوتے تھے تو صبح کو بھوکے رہتے تھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں پھر انہوں نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتی ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے دھوتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز

کی اطلاع دینے آتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہن کر نماز کو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں میں سے کسی سے کپڑا لے کر پہن لیتے تھے اور اُسے پہن کر نماز پڑھنے جاتے تھے وہ بولیں ہاں پھر انہوں نے کہا میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں ایسی ایسی بات تھی اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کر کے روتے اور رلاتے رہے۔

فائدہ: بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے قول "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ الآیۃ" کے متعلق بیان کیا ہے کہ ظالم سے مراد وہ ہے جو دنیا سے مقدار کافی سے زیادہ لے اور سابق وہ ہے جو کچھ نہ لے اور بعض نے کہا ہے ظالم دنیا دار ہیں اور مقتصد آخرت والے ہیں اور سابق اہل اللہ ہیں اور حدیث میں ہے دنیا اہل آخرت پر حرام ہے اور دنیا اور آخرت دونوں اہل اللہ پر حرام ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے تم میں وہ بہتر نہیں جو آخرت کے لئے دنیا کو ترک کرے اور تم میں براوہ ہے جو دنیا کے لئے آخرت کو ترک کرے لیکن بہتر وہ ہے جو اسے بھی لے اور اسے بھی لے یا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

باب:

توکل کا بیان

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (۶۵:۳)

جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے وہ اُسے کافی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو چاہتا ہو کہ لوگوں میں سے قوی رہے اسے چاہیے کہ خدا پر بھروسہ رکھے اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے خدا پر بھروسہ کرنا خدا کے فعل پر راضی رہنا ہے ابن عینیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے توکل خدا پر قلب سے اعتماد کرنے کو کہتے ہیں اور عنقریب انشاء اللہ توکل و تسلیم اور تفویض کا فرق آخر باب میں آتا ہے۔

حکایت: کتاب العقائق میں میں نے دیکھا ہے کہ کسی عارف نے ایک شخص کو گھوڑے پر خراماں خراماں جاتے ہوئے دیکھا اُس سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ میں بادشاہ کا غلام ہوں عارف نے کہا اچھا بادشاہ سے اپنے قرب کی کیفیت بیان کر اُس نے کہا جب وہ تنہا بیٹھتا ہے تو میں اس کا انیس بنتا ہوں اور جب وہ سوتا ہے تو میں پہرا دیتا ہوں اور بھوکا ہوتا ہے تو اُسے کھلاتا ہوں اور جب پیاسا ہوتا ہے تو اُسے پانی پلاتا ہوں اور وہ روزانہ تین بار میری طرف نظر کرتا ہے پھر شیخ نے پوچھا کہ جب تو بے پروائی کرتا ہے تو تیرے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے اُس نے کہا مجھ کو مارتا ہے اور کہا جب تو گناہ کرتا ہے تو کیا کرتا ہے اُس نے جواب دیا: مجھ کو سزا دیتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ فخر کے قابل ہوں اس لیے کہ میرا مولیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور تنہائی میں میرا مونس ہوتا ہے اور جب میں سوتا ہوں تو میری حفاظت کرتا ہے اور جب میں گناہ کرتا ہوں تو مجھے بخش دیتا ہے اور اگر تیرا مولیٰ تیری

طرف روزانہ تین بار نظر کرتا ہے تو میرا مولیٰ میری طرف روزانہ تین سو ساٹھ بار نظر (رحمت) کرتا ہے اُس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا ایسے میں آپ ہی کے مولیٰ کی خدمت گزاری میں رجوع ہوں گا پھر وہ گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور اپنے عمدہ کپڑے اتار ڈالے اور سلطان کی خدمت چھوڑ کر خدائے واحد منان کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔

حکایت: دو اندھے ام جعفر رضی اللہ عنہا کی راہ میں بیٹھے تھے اور وہ کرم میں مشہور و موصوف تھیں ایک کہتا تھا اے اللہ! اپنے فضل سے مجھے روزی عنایت فرمایئے اور دوسرا کہتا تھا اے اللہ! ام جعفر کے فضل سے مجھے روزی عنایت فرمایئے ام جعفر کو دونوں صدا معلوم تھیں پس جو خدا کے فضل سے سوال کرتا تھا اس کو دو درہم بھیجتی تھیں اور جو ام جعفر کے فضل سے مانگتا تھا اس کو ایک بھنی مرغی کے پیٹ میں دس دینار رکھ کر بھیجتی تھیں وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ دو درہم میں بیچ دیا کرتا تھا اور اسے اس کی خبر نہ تھی کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے دس روز تک اسی پر قیام رہا اُس کے بعد ام جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے فضل کی بدولت مانگنے والے سے کہا کیا تجھ کو ہمارے فضل نے ابھی تونگر نہیں کیا۔ اُس نے پوچھا وہ کیا ہے وہ بولیں سو دینار اس نے کہا نہیں بلکہ ایک مرغی جس کو میں اپنے ساتھی کے ہاتھ دو درہم کو بیچ لیا کرتا تھا وہ بولیں اس نے ہمارے فضل سے سوال کیا تھا تو خدا نے اسے روک دیا اور اس نے خدا کے فضل سے سوال کیا تھا خدا نے اسے عطا فرمایا۔ تفسیر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ میں بروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہے کہ کوئی زراعت زمین پر نہ کوئی پھل درختوں پر نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں ایسا ہے جس پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ فلان بن فلان" کا رزق ہے نہ لکھا ہو۔

حکایت: کتاب العقائق میں ہے اہل بصرہ میں سے ایک شخص پر بہت سا قرض ہو گیا اس کے قرض خواہوں نے مطالبہ کیا تو اس کو کوئی قرض دینے والا بھی نہ ملا اس لیے وہ کوفہ بھاگ گیا اور وہاں جامع مسجد میں چھپ رہا اور کہنے لگا اے میرے ربّ کے فرشتو! میرا قصہ خدا کے پاس پہنچاؤ میں غریب الوطن اور قرضدار ہوں پھر اُس کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گیا اتنے میں ایک شخص نے آ کر اسے سوتے سے جگایا اور کہا: اے قصہ والے بیٹھ یہ تین

ہزار اشرفیاں ہیں اس نے ان کی نسبت دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں سورہا تھا میں نے مسجد میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ مسجد میں ایک غریب الوطن قرضدار ہے اُس کا قصہ ہمارے پاس پہنچا ہے اُس کو جا کر تین ہزار اشرفیاں دے دے چنانچہ میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں اور جب یہ خرچ ہو جائیں تو پھر میرے پاس آنا اور میں فلاں بن فلاں ہوں اُس نے جواب دیا خدا کی پناہ جو میں اپنا قصہ سوائے اُس کے جس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے کسی اور تک پہنچا دوں پھر ان کو لے کر اُلٹے پاؤں اپنی راہ لی اور ہزار قرض خواہوں کو دے دیں اور دو ہزار سے کاروبار کرنے لگا خدا نے دو ہزار میں اتنی برکت دی کہ مرتے دم تک اُس کے کام آئیں اور وہ اپنے نفس کو سوائے عبادت خدا کے کسی کام میں مشغول نہ رکھتا تھا۔

لطیفہ: شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو دنیا کی طرف مائل ہوا وہ خاکستر بن گیا جس کو ہوائیں پراگندہ کر دیں گی اور جو آخرت کی طرف مائل ہوا وہ اس کو نور توحید سے جلا ڈالے گا پھر وہ ایسا جوہر بن جائے گا جس کی کوئی قیمت ہی نہیں۔

حکایت: عقائق میں مذکور ہے کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں پھر دن کے ختم ہونے پر دونوں واپس گئے اور آسمان میں دونوں ایک دوسرے سے ملے ایک نے دوسرے سے پوچھا تو کہاں تھا اُس نے جواب دیا: مشرق میں خدا نے مجھ کو ایک شخص کے خزانے کی طرف بھیجا تھا چنانچہ میں نے اُس کو زمین میں دھنسا دیا دوسروں نے کہا مجھ کو خدا نے ایک عجیب کام کے لئے بھیجا تھا مجھے حکم ہوا تھا کہ زمین کے قرار گاہ سے خزانہ کو لے کر ایک فقیر آدمی کے گھر میں مغرب میں پہنچا دوں کہ جس کے پاس درہم و دینار کچھ نہ تھا پھر ان دونوں کی باتیں رضوان داروغہ بہشت نے سنیں اور کہا میرا قصہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مجھے حکم آیا ہے کہ میں اس فقیر کے گھر جس کے یہاں خزانہ بھیجا گیا ہے جاؤں اور شمار کروں کہ کتنے درہم و دینار ہیں چنانچہ میں بجا لایا پھر مجھے حکم ملا اس فقیر خزانہ پانے والے شخص کے لئے جتنے درہم و دینار ہوں اُتنے ہی جنت میں محل تیار کروں پھر دونوں فرشتوں نے کہا: اے ہمارے ربّ ہم اس کرامت سے جس سے

کہ آپ نے فقیر خزانہ پانے والے کو سرفراز کیا ہے آگاہ فرمایئے پھر خدا نے فرمایا کہ جب خزانہ دھنسایا گیا تو اُس کے مالک نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے اپنی قدر پر مجھے راضی رکھا اور اُس فقیر کو خزانہ ملنے سے کچھ بھی خوشی نہیں ہوئی بلکہ اُس نے کہا کہ یقیناً اس کے خزانہ میں وہ وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے مجھے غیر کی طرف احتیاج نہیں ہوگی۔

حکایت: میں نے یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روض الریاحین میں دیکھا ہے کہ ہارون الرشید نے ایک اہل توکل کو سزا دینا چاہا تھا لیکن نہ دے سکا لہٰذا اُس کو قید کا حکم صادر کیا اس کے بعد کسی نے کہا کہ وہ قید خانہ سے نکل کر فلاں باغ میں جا پہنچا ہے اس کو حاضر کیا گیا اُس سے پوچھا تجھے قید خانہ سے کس نے نکالا وہ بولا جس نے مجھے اُس میں داخل کیا تھا اُس نے کہا تجھے کس نے داخل کیا تھا اُس نے کہا جس نے مجھے نکالا اُس کے بعد اس کو خاص گھوڑے پر سوار کر کے منادی کو حکم دیا کہ اس کے سامنے پکارتا چلے یہ اس بندہ کی جزا ہے جس کی اہانت کا ہارون رشید نے ارادہ کیا تھا خدا نے اس کو عزت بخشی اور یہ اشعار پڑھے۔

اشعار

اذا اکرم الرحمن عبدالغیرہ فلن یقدر المخلوق یوما یھینہ

ومن کان مولاہ العزیز اھانہ فلا لا حد بالعزیز یوما بعینہ

جب خدائے برتر کسی بندہ کو اپنے کرم سے عزت دیتا ہے۔ تو ہرگز کوئی مخلوق کبھی اس کی اہانت نہیں کرسکتی اور جس کا مولائے عزیز اس کی اہانت کرتا ہے۔ تو پھر کوئی کبھی اُس کی مدد نہیں کرسکتا۔

حضرت مؤلف فرماتے ہیں: ہمارے شیخ علامہ ولی اللہ شمس الدین محمد بن حامد صفدی کہتے تھے۔

لی من اللہ عنایۃ انا منھا فی رعایۃ

قد جعلت الصبر والی والتوکل لی کفایۃ

فاذا لم رام عدوی فلم عرضی بنکایۃ

حلۃ سراعلی اللہ وفی اللہ کفایۃ

خدا کی طرف سے مجھ پر عنایت ہے۔ میں اس سے رعایت میں ہوں میں نے
اپنا طریقہ صبر بنایا ہے۔ اور توکل مجھے کافی ہے۔ پھر جب دشمن چاہے کہ
نقصان پہنچا کر میری آبروریزی کرے میں اس کو خفیہ خدا کے حوالہ کرتا ہوں
اور خدا ہی سے حقیقی کفایت ہے۔

حکایت: میں نے کسی کی روایت دیکھی ہے، شیخ احمد زین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سونے والے کو دیکھا کہ اس کے سینہ پر سانپ بیٹھا اور اُس کے منہ پر اپنا منہ رکھے ہے اُس کو بیدار کر دیا جب اُس نے سانپ کو دیکھا تو دوبارہ سو رہا یہاں تک کہ خراٹے کی آواز آنے لگی پھر مجھے ہوا سے سنائی دیا کہ فرشتوں کو تیرے توکل سے تعجب ہوا اے احمد! اس کے بعد سانپ چلا گیا ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارا ایک سوتے ہوئے شخص پر گذر ہوا اور اس کا گھوڑا بندھا ہوا اُس کے سرہانے چر رہا تھا ہم نے اُسے جگا دیا اور کہا کہ ایسے جنگل میں سوتا ہے اُس نے جواب دیا: مجھے خدائے ذی العرش سبحانہٗ سے شرم آتی ہے کہ میں سوائے اس کے کسی اور سے بھی ڈرتا ہوں اور پھر سو رہا۔

حکایت: میں نے عوارف المعارف میں بروایت ذی النون مصری رحمۃ اللہ علیہ دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ میں رزق کی تلاش میں نکلا تو مجھے ایک اندھا پرندہ نظر پڑا میں متفکر ہوا کہ اس کو کیسے رزق پہنچتا ہوگا اتنے میں دیکھتا کیا ہوں کہ زمین پھٹ گئی اور اُس میں سے اُس کا رزق نکل آیا اور رکابی میں کچھ دانے تھے اور دوسرے میں پانی تھا اُس نے کھا پی لیا اور پھر زمین جڑ گئی۔ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا کہ سال بھر میں تیری کتنی روزی ہوتی ہے اُس نے کہا ایک دانہ انہوں نے اس کو ایک شیشی میں بند کر دیا اور ایک دانہ ڈال دیا جب سال ختم ہوا تو اُسے دیکھا کہ اُس نے آدھا دانا کھایا تھا اُس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا پہلے میرا خدا پر بھروسہ تھا اور اب مجھے خوف اس کا ہوا کہ کہیں آپ بھول نہ جائیں اس لیے میں نے آدھا دانہ کھایا اور آدھا آئندہ سال کے لئے رہنے دیا اور باب کرم میں اس سے زیادہ گذر چکا ہے۔

حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بار سمندر کے کنارہ پر گئے وہاں پر انہیں

ایک چیونٹی ملی جس کے منہ میں ایک سبز پتی دبی تھی جب وہ پانی کے قریب پہنچی تو ایک مینڈک نے نکل کر اپنی پیٹھ پر اسے سوار کرلیا اور تھوڑی دیر غوطہ لگائے رہا پھر مع اُس کے نکل آیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے یہ ماجرا دریافت کیا اُس نے کہا یا نبی اللہ سمندر میں ایک بڑا بھاری سخت پتھر ہے اس کے اندر ایک کیڑا ہے خدا نے مجھے دن میں دو بار اُس کی رزق رسانی پر مقرر کیا ہے اور ایک فرشتے کو مینڈک کی صورت پر پیدا کیا ہے وہ مجھے سوار کر کے پتھر تک پہنچا دیتا ہے پتھر پھٹ جاتا ہے اور کیڑا مجھ سے پتی لے لیتا ہے اور کہتا ہے وہ پاک ہے جس نے مجھے پیدا کر کے سمندر کے اندر سکونت پذیر بنایا ہے اور جس نے میرا رزق کبھی فراموش نہیں فرمایا اے اللہ! جیسے آپ نے میرا رزق کبھی فراموش نہیں فرمایا اسی طرح امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رحمت سے فراموش نہ فرمائے گا۔

لطیفہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں چلا دیکھا کہ ایک اندھا پرندہ درخت پر اپنی چونچ مار رہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا خدا اور رسول زیادہ جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کہتا ہے: اے اللہ! آپ عادل ہیں آپ نے مجھے بینائی سے محجوب کیا ہے اب مجھے بھوک لگی ہے اتنے میں ایک ٹڈی آئی اور اُس کے منہ میں گھس گئی پھر اپنی چونچ درخت پر مارنے لگا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو اب کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہتا ہے جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کو کافی ہوتا ہے۔

حکایت: مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک بار میں حج کے لئے نکلا میں نے ایک پرندہ دیکھا کہ اس کے منہ میں ایک روٹی دبی ہے میں اس کے پیچھے ہولیا وہ ایک بوڑھے کے پاس پہنچا جو بندھا پڑا تھا اور اس کو ایک ایک لقمہ کر کے کھلانے لگا پھر اُڑ گیا اُس کے بعد کچھ پانی لایا اور اُس بوڑھے کے منہ میں انڈیل دیا میں نے اُس سے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں حاجی ہوں مجھے چوروں نے پکڑ کر یہاں باندھ کر ڈال دیا ہے پانچ روز تک بھوک پر صبر کرتا رہا پھر میں نے کہا: ''اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ'' میں

مضطر ہوں مجھ پر رحم کیجئے پس میرے پاس کوئے کو بھیج دیا۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بند کھول دیئے پھر ہم چل دیئے رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت تفسیر سورۂ فاتحہ میں ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نقل کی ہے۔

فائدہ: نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ کوئے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک کوا ایسا ہوتا جس میں سیاہی اور سفیدی دونوں ہوتی ہے اس کو غاق کہتے ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کا گوشت حلال ہے اور ایک سیاہ کوا ہوتا ہے وہ محراب المبین ہے کیونکہ منزلوں پر جب لوگ کوچ کر جاتے ہیں تو وہ آیا کرتا ہے اور اُس کا گوشت بھی مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے اس کی چونچ اگر کسی بچہ کے گلے میں لٹکا دی جائے تو نظر بد سے محفوظ رہتا ہے اور ایک کوا چھوٹے سر والا مٹیالے رنگ کا ہوتا ہے وہ زاغ ہے اس کا پتا مرغ کے پتا کے ساتھ ملا کر شہد میں حل کیا جائے اور آنکھ میں لگایا جائے تو ظلمت بصر کو نافع ہے اُسے دور کر دیتا ہے اور اگر سر میں لگایا جائے تو عجیب طرح سے اُسے سیاہ کر دیتا ہے اور کھیت کا کوا بھی زاغ کی ایک قسم ہے اور وہ دونوں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہیں۔

فائدہ: میں نے تفسیر علائی و قرطبی (رحمۃ اللہ علیہما) میں سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ کے قول: "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا" (۱۱:۶) کے متعلق دیکھا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مع اپنے رفقاء کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ان کا زادِ سفر کم ہو گیا تھا انہوں نے اپنے لوگوں میں سے ایک شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگ لانے کے لئے بھیجا آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا تو وہ شخص کہنے لگا کہ بندے خدا کے نزدیک جانوروں سے کمتر نہیں ہیں اور لوٹ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تک نہیں آیا پھر جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا تمہیں مژدہ ہو کر خدا کے پاس سے تمہیں مدد پہنچی ہے انہیں گمان ہوا کہ شاید یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اور کچھ دینے کا وعدہ کیا ہے اتنے میں دیکھتے کیا ہے کہ دو شخص ایک بڑا بھاری پیالہ لیے چلے آتے ہیں اور اُس میں گوشت روٹی ہے پھر سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا اور کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ہم نے اس کھانے سے جو آپ نے ہمیں بھیجا تھا اور کوئی زیادہ عمدہ کھانا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تو تمہیں کھانا نہیں بھیجا انہوں نے اس شخص کا حال بیان کیا جس کو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا اُس نے جو کہ قرآن سے پڑھتے سنا تھا بیان کیا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو تمہیں خدا نے کھلایا تھا۔

حکایت: ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے ابی الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بیان کی ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ایک بِلّا آیا لوگوں نے اُس کے سامنے ایک لقمہ ڈال دیا وہ لے کر فوراً چلا گیا پھر لوٹ آیا لوگوں نے اور ڈال دیا اسی طرح پانچ بار ہوا اس کے بعد اُس کے پیچھے پیچھے ایک شخص گیا تو ایک کھنڈر میں جا کر دیکھا کہ ایک اندھا بلا ہے اس کے سامنے لیجا کر یہ رکھ دیتا ہے اُس پر ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سب چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف لگ گئے اور کسب معاش کرنا چھوڑ دیا۔

حکایت: ایک عابد مسجد میں بیٹھ رہا اور اس کی کچھ آمدنی نہ تھی مسجد کے امام نے کہا اگر تو کچھ کسب معاش کر لیتا تو بہتر تھا اُس نے کچھ جواب نہ دیا اُس نے پھر کہا تو چوتھی بار عابد کہنے لگا مسجد کے ہمسایہ میں ایک یہودی شخص ہے روزانہ مجھے دو روٹیاں دینے کا اُس نے ذمہ لیا ہے امام مسجد نے کہا اگر اپنی ذمہ داری میں سچا ہے تو تیرا مسجد میں بیٹھ رہنا بہتر ہے عابد نے اس سے کہا اگر تو باوجود اس ضعف یقین کے خدا کے سامنے اس کے اور اس کے بندوں کے درمیان امام بن کر نہ کھڑا ہوا کرتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا کہ ایک یہودی کی ذمہ داری کو خدا کی ذمہ داری پر فضیلت دیتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

الطلب رزق اللّٰہ من عندغیرہ وتصیح من خوف العواقب امنا
وترضی بصراف وان کان مشرکا ضمینا ولا ترضی بربك ضامنا

کیا خدا کا دیا ہوا رزق اُس کے غیر کے پاس سے چاہتا ہے۔ اور پھر انجام سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ تو صراف کی ذمہ داری سے اگرچہ مشرک ہو راضی ہو جاتا ہے۔ اور اپنے ربّ کے ذمہ دار بننے سے راضی نہیں ہوتا۔

لطیفہ: کسی سے کہا گیا کہاں جاتے تو اُس نے کہا رزق کی جستجو میں اُس نے کہا اگر تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے تو جاؤ جستجو کرو اُس نے کہا میں خدا سے مانگوں گا وہ بولا خدا تمہیں بھول جاتا ہو تو مانگ لو۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر کے پاس دنیا کی کوئی چیز منگانے کے لئے کسی کو بھیجا۔ اس نے کہا دنیا اپنے مولیٰ سے مانگئے انہوں نے جواب دیا: دنیا بے قدر ہے کسی بے قدر ہی سے مانگنا چاہیے اور مولیٰ سے تو میں سوائے اس کے اور کسی کو نہیں مانگتا۔

حکایت: ایک شخص ایک غار میں سات روز تک ٹھہرا رہا اور اُس نے کچھ کھایا نہیں خدا نے اس زمانے کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اس سے کہو کیا تو چاہتا ہے کہ اپنے زہد سے میری حکمت باطل کرے نکل اور لوگوں کے پاس جا کر کام کر کیونکہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ اپنے بندوں کو اپنے بندوں کے ہاتھ سے روزی پہنچاؤں اور حدیث میں آیا ہے کہ بازار خدا کے خوان ہیں اور جو فوائد بازار میں ہیں نماز کی فضیلت میں پہلے گذر چکے ہیں توکل اور کسب معاش کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ ان میں افضل کون ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے اختلاف احوال کے موافق اس کا حکم مختلف ہے جس کا یقین قوی ہو اس کے لیے توکل[1] افضل ہے ورنہ کسب معاش افضل ہے۔

لطیفہ: میں نے ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کی حدائق میں دیکھا ہے کہ ایک شخص ایک مکان میں عبادت کیا کرتا تھا اور اس کے پاس ایک شخص دو روٹیاں لے آیا کرتا تھا اس کے جی میں آیا کہ روزی کے لئے میں نے ایک مخلوق کی طرف میلان کیا ہے اور اپنے ربّ کو بھول گیا یہ غفلت کیسی اس کے بعد جو وہ شخص دو روٹیاں لایا تو اُس نے واپس کر دیں پھر تین دن تک رہا اور کچھ نہ کھایا اس کے بعد اس نے خواب میں خدا کو دیکھا تو بھوک کی شکایت کی ارشاد ہوا

---

[1] اور اکثر اشخاص معنی توکل سے غافل ہیں اور توکل اس کا نام رکھ لیا ہے کہ کسب معاش سے عاری ہو جائے اور حقیقت میں توکل یہ ہے کہ جملہ اسباب مہیا کر کے رضائے معبود پر چھوڑ دے مثلاً اسباب زراعت کو کافی طور پر انجام پہنچا کر اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ دے کہ اے اللہ یہ بندہ اپنا کام کر چکا اب آپ مختار ہیں خواہ اس میں پیدا ہو یا نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

کہ وہ دو روٹیاں کیوں پھیر دی تھیں' اُس نے کہا آپ سے شرم کر کے' پھر ارشاد ہوا وہ کس نے بھیجی تھیں؟ اُس نے کہا آپ نے۔ ارشاد ہوا لے لیا کر اور آئندہ سے ایسا نہ کرنا پھر اُس شخص نے جو دو روٹیاں لایا کرتا تھا اُس نے بھی خواب میں خدائے عز و جل کو دیکھا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ تو نے میرے بندے کو کھانا دینا کیوں بند کر دیا اُس نے کہا ایسا معاملہ ہوا تھا ارشاد ہوا تو کس کے لئے دیا کرتا تھا اُس نے کہا آپ کے لئے ارشاد ہوا ویسا ہی دیا کر جیسے دیتا تھا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون سا پیشہ افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر بیع مبرور اوس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یقیناً خدا پیشہ ور بندہ کو دوست رکھتا ہے اس کو بیہقی اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے اور ابن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کی شرح بخاری میں ہے جو طلب حلال میں تھک کر آئے وہ بخشا بخشایا ہو کر رات گزارتا ہے اور اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ خدا اُس سے راضی ہوتا ہے اور صنعت خدا کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اُس کا جاننے والا اُس میں سے خرچ کرتا ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں ایک بار کروٹ سے لیٹی ہوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیر سے ہلایا اور فرمایا اُٹھ اور اپنے ربّ کے رزق پر حاضر ہو اور غافلوں میں سے مت بن کیونکہ اللہ تعالیٰ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان لوگوں کو روزی تقسیم فرمایا ہے اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مریض اور مسافر کی یہ سب سے اچھی ساعت ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے کہا دن کی سب سے افضل ساعت میں تجھ پر طلاق تو طلوع فجر کے بعد طلاق پڑے گی اس لیے کہ وہ سب سے افضل ساعت ہے اس کو ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور جمعہ کے دن بغیر نماز کے گزرے ہوئے طلاق نہ پڑے گی کیونکہ ٹھیک یہ ہے کہ ساعتِ قبولیت خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک یا غروب آفتاب تک ہے لہٰذا تب طلاق پڑے گی اس لیے کہ ایک جماعت قائل ہے کہ قبولیت کی

ساعت عصر سے غروب تک ہے پس اس میں دو احتمال ہیں۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: مسجد میں یا اس کے محراب میں یا صف اول میں یا قبل عشا یا بعد صبح یا وقت عصر یا تنہا گھر میں یا اوندھے منہ یا اس طرح کہ آدھا دھڑ سایہ میں ہو اور آدھا دھوپ میں یا بغیر آڑ دار کوٹھے پر سونے والے کو یا جو نصف رمضان میں سو گیا ہو اُسے سحری کھانے یا نماز پڑھنے کے لئے جگا دے اور اگر کوئی جب عمداً مسجد میں سوتا ہو اس کو جگا دینا واجب ہے اور ایسے ہی اُسے جو نماز کے تنگ وقت میں یا نماز کو چھوڑ کر سو رہا ہو اُسے فوراً ادا کرنا واجب ہے۔

حکایت: میں نے سورۂ مریم کی تفسیر علائی میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ رزق بے طلب نہیں آتا دوسرے نے کہا کہ بے طلب بھی آتا ہے یہ خبر خلیفہ وقت کو پہنچی اس نے ایک مدت تک دونوں کو قید رکھا پھر جو انہیں بلایا تو جیسے داخل ہوئے تھے ویسے ہی تھے ان کو بھوک سے کچھ ضرر نہیں پہنچا اُس سے پوچھا جو کہتا تھا کہ بے طلب کے رزق نہیں ملتا کہ تو نے کہاں سے کھایا؟ اُس نے کہا میں نے طلب کیا تھا تو مجھے کھانے کو ملا قید خانہ میں باورچی خانہ کی طرف ایک سوراخ تھا اس مدت میں جو کچھ میں لے سکا میں نے اس میں سے لیا۔ متوکل نے کہا میں نے اُس سے لے کر کھالیا جو لایا تھا بادشاہ کو دونوں سے تعجب ہوا اور دونوں پر احسان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: میرا رزق میرے نیزے کے سایہ میں ہے اس کو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حکایت: ہے کہ ایک شخص نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں اللہ پر توکل کر کے حج کا ارادہ کرتا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تو اکیلے جاؤ گے؟ اُس نے کہا نہیں لوگوں کے ساتھ جاؤں گا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو تم اُن کے توشہ پر توکل کرتے ہو۔

حکایت: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے خدائے سبحانہ نے ایک پرندہ جس کو نعات کہتے ہیں پیدا کیا ہے جب اس کے بچے نکلتے ہیں تو زرد ہوتے ہیں نر مادہ سے کہتا ہے کہ یہ میرے بچے نہیں ہیں کیونکہ مجھ سے کچھ مشابہت ہی نہیں ہے اس پر دونوں میں جھگڑا ہوتا رہتا ہے اور دونوں بچوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور بچے اکیلے رہ جاتے ہیں خدا چیونٹیوں کے پر

نکال دیتا ہے اور ہوا میں اڑ کر بچوں کے منہ میں جا پہنچتی ہیں۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں: کہ ایک معتمد نے مجھے خبر دی کہ اُس نے دریا سے ایک مچھلی شکار کی اور اس (شخص) کے منہ میں پتھر کا ٹکڑا تھا اُس کے منہ سے نکل کر مچھلی کے منہ پر جا گرا پھر وہ مچھلی اُس کے ہاتھ سے گر پڑی اور دریا میں چلی گئی۔

فائدہ: سچے زاہد کی یہی روزی ہے جو اُس کو مل جائے اور یہی لباس ہے جو اس کا بدن چھپا دے اور وہی مسکن ہے جو میسر آئے دنیا اس کا زندان ہے اور قبر اس کی خواب گاہ ہے اور خلوت اس کی مجلس ہے اور نصیحت حاصل کرنا اس کی فکر ہے اور قرآن اس کی باتیں ہیں اور خدا اس کا انیس ہے اور ذکر اس کا رفیق ہے اور زُہد اس کا قرین ہے اور غم اُس کی شان ہے اور بھوک اس کا شوربا ہے اور حکمت اس کا کلام اور مٹی اس کا فرش ہے اور تقویٰ اس کی چادر ہے اور خاموشی اس کی غنیمت ہے اور صبر پر اس کا اعتماد ہے توکل اس کو کافی ہے عقل اس کی رہنما ہے عبادت اس کا پیشہ ہے اور انشاء اللہ جنت اس کا وطن ہے ان کو احیا میں نقل کیا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دنیا سے کنارہ کش رہنا قلب اور بدن کو راحت پہنچاتا ہے اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

ارى الزهاد فى روح وراحة　　قلوبهم عن الدنيا مراحة

اذاالبصرتهم البصرت قوما　　ملوك الارض شيمتهم سماحة

میں زاہدوں کو آسائش اور آرام میں دیکھتا ہوں ان کے دل دنیا سے راحت میں ہیں۔ جب میں انہیں دیکھتا ہوں تو قوم کو دیکھتا ہوں تو ان شاہان زمین کو دیکھتا ہوں جن کی عادت سخاوت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس آدمی کا دل دنیا سے کنارہ کش ہو اُس کی دو رکعتیں آخر زمانہ تک عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بہتر اور خدا کو زیادہ محبوب ہیں اور بعض کی یہ دعا تھی اے اللہ! میرے دل سے دنیا کو نکال دیجئے لیکن میرے ہاتھ سے اُسے نہ نکالئے

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہد البلاء سے پناہ مانگی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس سے قلت مال اور کثرت عیال مراد ہے اور اوروں نے بیان کیا ہے کہ وہ برا ہمسایہ اور دیر کرنے والا قاصد اور جھگڑالو عورت اور گیلی لکڑی اور اندھی روشنی کا چراغ اور ٹپکنے والا گھر اور موجود دستر خوان اور غائب کا انتظار اور تنگ موزہ اور چلانے والی بلی ہے۔

حکایت: علائی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا تعالیٰ کے قول کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے مریم رضی اللہ عنہا سے نقل فرمایا ہے بیان کیا ہے کہ مریم رضی اللہ عنہا نے اشارہ کیا اس سے مراد ظاہر میں تو لڑکے کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے لیکن باطن میں خدا کی طرف اشارہ مراد ہے پھر خدا نے بچہ کو گویائی عنایت فرمادی جس نے برأت کی شہادت دی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے کہ حمل اور ولادت ایک ہی ساعت میں واقع ہوئی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ عورتوں کی عادت کے موافق ولادت ہوئی تھی اور بیت اللحم میں ولادت کا اتفاق ہوا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ صفوریہ کے قریب صیہون کے قریوں میں سے ایک قریہ ناصرہ تھا وہیں ولادت ہوئی یہ علائی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے پس یہودیوں نے زکریا علیہ السلام کو مریم کے ساتھ متہم کیا کیونکہ وہ اُن کے پاس آیا جایا کرتے تھے لوگوں نے انہیں بلایا تو وہ ایک درخت کے پاس چلے گئے وہ شق ہو گیا پھر شیطان نے ان لوگوں کو بتلا دیا کہ یہ درخت میں پوشیدہ ہیں پس انہوں نے درخت پر آرہ چلا دیا یہاں تک کہ اُن کے بدن تک پہنچ گیا خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی اگر تم نے آہ بھی نکالی تو انبیاء کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دوں گا تم نے ہم سے پناہ کیوں نہ لی جاؤ ہم نے بھی تمہیں درخت کے سپرد کر دیا القصہ انہوں نے ان کو چیر کر بیچ سے دو ٹکڑے کر دیا جیسے کہ شعیب علیہ السلام کو کیا تھا پھر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے غسل دے کر ان کی نماز پڑھی اور سبسطیہ نابلوس میں ان کو دفن کر دیا اور میں نے تفسیر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ میں اللہ تعالیٰ کے قول "قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا الآیۃ" کے متعلق دیکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی طرف منہ کر لیا اور دودھ پینا چھوڑ دیا اور بائیں جانب ٹیک لگا کر اپنے داہنے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا میں خدا کا

بندہ ہوں خدا کی عبودیت کے اعتراف کے لئے سب سے پہلے بولا ہوں مجھے خدا نے کتاب یعنی انجیل دی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے یعنی پہلے ہی میری نسبت ازل میں اس کا حکم ہو چکا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ خدا نے ان کو کتاب سکھا دی تھی اور اسی دم ان کو نبوت عطا فرما دی تھی اور اول اصح ہے اور کہا ہے مجھے خدا نے نماز اور زکوۃ کی وصیت فرمائی ہے یعنی جب میں مکلف بنوں۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور میں نے سُنا ہے کہ مریم رضی اللہ عنہا نے ولادت کے وقت کسی کہنے والے کو کہتے سُنا تھا کہ جو خدا کے سوا کسی کی عبادت کرے اُسے نکال دو اُس وقت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے کاش میں اس سے پہلے مر جاتی۔ آگاہ ہو کہ ماضی قرآن میں متعدد مقام پر مستقبل کے معنی میں آیا ہے ایک یہ کہ ''مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا'' میں کان یکون کے معنی میں ہے: ''اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ'' میں سیاتی کے معنی میں قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے عیسیٰ علیہ السلام کو مادر زاد اندھے اور برص والے کو اچھا کرتے اور مردے کو زندہ کرتے دیکھا تو کہنے لگے اس پیٹ کو خوش خبری ہو جس نے تجھے اٹھایا اور چھاتی کو مژدہ جس نے تجھے دودھ پلایا۔ انہوں نے فرمایا خوش خبری ان کے لئے ہے جو کتاب خداوندی پڑھے اور اس پر عمل کرے اگر کہا جائے کہ درخت کے پاس پناہ گزیں ہونے سے زکریا علیہ السلام پر عتاب کیوں ہوا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی غار میں پناہ گزیں ہوئے تھے اور آپ پر عتاب نہیں ہوا جواب یہ ہے کہ آپ خدا کے حکم سے وہاں پناہ گزیں ہوئے تھے اگر کہا جائے خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑا تھا تو کہا تھا میں نے ارادہ کیا اور لڑکے کے قتل کرنے کے متعلق کہا ہم نے ارادہ کیا اور دیوار اٹھانے کے متعلق کہا تیرے رب نے ارادہ کیا۔ جواب یہ ہے کہ پہلے قول پر خضر علیہ السلام پر عتاب ہوا تھا چنانچہ اُن سے کہا گیا تمہارا کون سا ارادہ ہے اور جب کہا ہم نے ارادہ کیا تو کہا گیا ہمارے ارادہ کے ساتھ اپنا ارادہ کیسے شریک کرتے ہو انہوں نے ارادہ کو خدا کی طرف پھیر دیا اور کہا تیرے رب نے ارادہ کیا اور باب فضیلت امت مرحومہ میں انشاء اللہ خضر علیہ السلام کے اور زیادہ مناقب آتے ہیں اگر کہا جائے اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو جب انہوں نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ مردہ

کو کیسے زندہ کریں گے مجھے دکھلا دیجئے یہ حکم دیا کہ چار پرندے لیں۔ طاؤس، مرغ، کوا اور کرگس اس کی کیا وجہ اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی کے چار دشمن ہیں دنیا، خواہش نفسانی، نفس، شیطان پس اس میں چاروں شہوات سے دور رہنے کی طرف اشارہ ہے پس طاؤس دنیا کی زینت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ سب پرندوں سے زیادہ آراستہ رہتا ہے امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے اور کوے سے حرص کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ حریص ہوتا ہے اور مرغ سے شہوت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ شہوت ناک ہوتا ہے اور کرگس سے فروتنی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ خود بیں ہوتا ہے کیونکہ بسا اوقات ہزار برس زندہ رہتا ہے اور ابر سے جا لگتا ہے گویا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان چاروں کو لے کر ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر پھینک دو اور حرص کو جبل ترک پر اور زینت کو جبل زُہد پر اور عُجب کو جبل تواضع پر اور شہوت کو جبل اخلاص پر اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر غروب ہونے کے بعد آفتاب لوٹا دیا گیا یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھی حضرت علی نے اللہ تعالیٰ کے قول: ''رُدُّوْهَا عَلَيَّ'' کے متعلق بیان کیا ہے کہ ''اس کو مجھ پر لوٹاؤ'' آفتاب مراد ہے پس خدا نے فرشتوں کو جو اُس پر مقرر تھے حکم دیا کہ اُسے سلیمان پر لوٹا لاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آفتاب نہیں لوٹا جب وادی میں آپ سو گئے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز قضا کرنی پڑی جواب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیدار کرنے پر ایک مخلوق کو مقرر کیا تھا یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو اور دوسرا جواب یہ ہے اور یہ بہتر ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر وقت حاکم تھا پس بغیر اس وقت کے آپ کی نماز نہ ہوتی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقت پر حاکم تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وقت پر اور بے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی امت سے قضا ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات قصداً وقت کے بعد نکال لیا جائے تب بھی گناہ نہیں اور یہ اس وقت جب رات میں فقط عشاء کی گنجائش ہو اور اُس میں مشغول ہونے سے وقوف بعرفہ فوت ہوا جاتا ہو ایسی حالت میں عمداً نماز کو موخر کر دے اور وقوف کرے پھر قضا پڑھ لے اس لیے کہ حج کے فوت ہونے میں نماز کے فوت ہونے سے زیادہ

مشقت ہے باوجو اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بعض اوقات آفتاب لوٹ آیا ہے میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور انہوں نے عصر نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے علی! تم نماز پڑھ چکے انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ وہ آپ کی طاعت میں اور آپ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طاعت میں تھے اُن پر آفتاب کو لوٹا دیجئے تو غروب ہونے کے بعد آفتاب پھر نکل آیا ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے ذریعہ میں بیان کیا ہے کہ یوم خندق میں آفتاب غروب ہونے کے بعد لوٹ آیا تھا حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھ لی اس کو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں پھر شب معراج میں رکا رہا پس وقوف آفتاب پانچ بار واقع ہوا دو بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بار یوشع بن نون کے لئے اور ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جیسا کہ پہلے گزرا اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے آفتاب لوٹ آیا تو سوال اٹھ گیا اور اشکال دور ہو گیا اور کسی کہنے والے نے خوب کہا ہے:

والشمس بعد غروبها ردت له والبدر بين يديه شق وافرجا

اور آفتاب غروب ہونے کے بعد آپ کے لئے لوٹ آیا۔ اور چاند آپ کے سامنے شگافیہ ہو کر جدا ہو گیا۔

اگر کہا جائے کہ توکل، تسلیم اور تفویض میں کیا فرق ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ توکل یہ ہے کہ خدا کے وعدہ پر سکون ہو اور تسلیم یہ ہے کہ خدا کے علم پر اکتفا کیا جائے اور تفویض یہ ہے کہ خدا کے حکم پر راضی رہے۔

ہماری چند دیگر مطبوعات
شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ
جلد اول
جلد دوم
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022